مکمل
بہشتی زیور
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا
اشرف علی تھانوی قدس سرہ
توصیف پبلی کیشنز

تالیف

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

توصیف پبلیکیشنز
اردو بازار لاہور

جملہ حقوق کتابت محفوظ ہیں

نام کتاب	:	بہشتی زیور مکمل
مصنف		حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ
باہتمام	:	محمد اسلم تونلی
ناشر	:	توصیف پبلی کیشنز
مطبع	:	لعل ستار پرنٹرز
قیمت		
پروف ریڈنگ	:	ابو یحییٰ محمد طاہر مکی عفی عنہ فاضل دار القراء پشاور۔ فاضل وفاق المدارس ملتان

توصیف پبلی کیشنز اردو بازار لاہور 0333-4230838

ملنے کا پتہ

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ اول

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ دوم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ سوم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ چہارم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ پنجم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ ششم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ ہفتم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ ہشتم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ نہم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ دہم

صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ گیارھواں

فہرست مضامین

تمت بالخیر

صحیح اصلی بہشتی زیور

حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ کِتَابِهٖ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ صَفْوَةِ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ خِطَابِهٖ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْحَاذِقِیْنَ وَالْمُوْفِیْنَ بِاٰدَابِهٖ﴾

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنی کتاب میں فرمایا اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور یاد کرو (اے عورتو!) جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی کی باتیں اور درود اور سلام آپ کے رسول ﷺ پر جو برگزیدہ ہیں انبیاء (علیہم السلام) کے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا اپنے ارشادات میں: ہر ایک تم میں سے راعی ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھ ہوگی اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حاصل کرنا علم کا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے اور درود نازل ہو آپ (ﷺ) کی اولاد پر اور اصحاب رضی اللہ عنہم پر جو آپ (ﷺ) کے اخلاق و عادات کو سیکھنے اور سکھانے والے ہیں۔"

امابعد: حقیر ناچیز اشرف علی تھانوی حنفی مظہر مدعا ہے کہ ایک مدت سے ہندوستان کی عورتوں کے دین کی تباہی کو دیکھ دیکھ کر قلب دکھتا تھا اور اس کے علاج کی فکر میں رہتا تھا اور زیادہ وجہ فکر کی یہ تھی کہ یہ تباہی صرف ان کے دین تک محدود نہیں تھی بلکہ دین سے گزر کر ان کی دنیا تک پہنچ گئی تھی اور ان کی ذات سے گزر کر ان کے بچوں بلکہ بہت سے آثار کے اعتبار سے ان کے شوہروں تک اثر کر گئی تھی اور جس رفتار سے یہ تباہی بڑھتی جاتی تھی اس کے اندازہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر چندے اصلاح نہ کی جائے تو شاید یہ مرض قریب قریب لاعلاج کے ہو جائے۔ اس لئے علاج کی فکر زیادہ ہوئی اور سبب اس تباہی کا بالاتفاق الٰہی اور تجربہ اور دلائل اور خود علم ضروری سے محض یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کا علوم دینیہ سے ناواقف ہونا ہے جس سے ان کے عقائد، ان کے اعمال، ان کے معاملات، ان کے اخلاق کا طرز معاشرت سب برباد ہو رہا ہے بلکہ ایمان تک پہنچنا مشکل ہے کیونکہ بعض اقوال و افعال کفریہ تک ان سے سرزد ہو جاتے ہیں اور چونکہ بچے ان کی گودوں میں پلتے ہیں، زبان کے ساتھ ان کا طرز عمل، ان کے خیالات بھی ساتھ

ساتھ دل میں جمتے جاتے ہیں جس سے دین تو ان کا تباہ ہوتا ہی ہے مگر دنیا بھی بے لطف و بدمزہ ہو جاتی ہے اس وجہ سے بد اعتقادی سے بد اخلاقی پیدا ہوتی ہے اور بد اخلاقی سے بد اعمالی اور بد اعمالی سے بد معاملگی جو جڑ ہے تنگی معیشت کی اور یا شوہر اگر ان ہی جیسا ہوا تو وہ مفسدوں کے جمع ہونے سے فساد میں اور ترقی ہوئی جس سے آخرت کی تو خانہ ویرانی ضروری ہے مگر اکثر اوقات اس فساد کا انجام باہمی نزاع ہو کر دنیا کی خانہ ویرانی بھی ہو جاتی ہے اور اگر شوہر میں کچھ صلاحیت ہوئی تو اس بیچارے کو تمام عمر کی قید نصیب ہوئی۔ بیوی کی ہر حرکت اس بیچارے شوہر کیلئے ایذا رساں اور اسکی ہر نصیحت اس بیوی کو ناگوار اور گراں۔ اگر صبر نہ ہو سکا تو نوبت نا اتفاقی اور علیحدگی تک پہنچ گئی اور اگر صبر کیا گیا تو قید تلخ ہونے میں شبہ ہی نہیں اور اس ناواقفیت علوم دین کی وجہ سے آگے دنیا بھی خراب ہوتی ہے مثلاً کسی کی غیبت کی اس سے عداوت ہو گئی اور اس سے کوئی ضرر پہنچ گیا اور مثلاً طلب جاہ و ناموری کیلئے فضول رسوم میں اسراف کیا اور ثروت مبدل بہ افلاس ہو گئی اور مثلاً شوہر کو ناراض کر دیا اس نے نکال باہر کیا یا بے التفاتی کر کے نظر انداز کر دیا، اور مثلاً اولاد کی بیجا ناز برداری کی اور وہ بے ہنر اور نکمی رہ گئی اور ان کو دیکھ دیکھ کر ساری عمر کوفت میں گزری اور مثلاً مال و زیور کی حرص بڑھ گئی اور بقدر حرص نصیب نہ ہوا تو تمام عمر اسی اندوہ و حزن میں کاٹی اور اسی طرح بہت سے مفاسد لازمی و متعدی اس ناواقفیت کی بدولت پیدا ہوتے ہیں چونکہ علاج ہر شے کا اس کی ضد سے ہوتا ہے اس لئے اس کا علاج واقفیت علم دین تحقیق قرار پایا۔ بناء علیہ مدت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کر کے علم دین کو اردو ہی میں کیوں نہ ضرور سکھایا جائے اس ضرورت سے موجودہ اردو کے رسالے اور کتابیں دیکھی گئیں تو اس ضرورت کے رفع کرنے کیلئے کافی نہیں پائی گئیں۔ بعض کتابیں تو محض نامعتبر اور غلط پائی گئیں۔ بعض کتابیں جو معتبر تھیں ان کی عبارت ایسی سلیس نہ تھی جو عورتوں کے فہم کے لائق ہو۔ پھر ان میں وہ مضامین بھی مخلوط تھے جن کا تعلق عورتوں سے کچھ بھی نہیں۔ بعض کتابیں عورتوں کیلئے پائی گئیں مگر وہ اس قدر تنگ اور کم تھیں کہ ضروری مسائل اور احکام کی تعلیم میں کافی نہیں اس لئے یہ تجویز کی کہ ایک کتاب خاص ان کیلئے ایسی بنائی جائے جس کی عبارت بہت ہی سلیس ہو جمیع ضروریات دین کو وہ حاوی ہو اور جو احکام صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو اس میں نہ لیا جائے اور ایسی کافی وافی ہو کہ صرف اس کا پڑھ لینا ضروریات دین روزمرہ میں اور کتابوں سے مستغنی کر دے اور یوں تو علم دین کا احاطہ ایک کتاب میں ظاہر ہے کہ نا ممکن ہے اسی طرح مسلمانوں کو علماء سے استغناء محال ہے۔ کئی سال تک یہ خیال دل میں پکتا رہا لیکن بوجہ عروض عوارض مختلفہ کے جس میں بڑا امر کم فرصتی ہے اس کے شروع کی نوبت نہ آئی آخر ۱۳۲۰ھ میں جس طرح بن پڑا اللہ کا نام لیکر اس کو شروع ہی کر دیا اور خدا کا فضل شامل حال یہ ہوا کہ ساتھ ہی اس کا سامان طبع بھی کچھ شروع ہو گیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے رنگون کے مدرسہ تسوں سورتی کے مہتمم سیٹھ صاحب کا اور جناب مولانا عبد الغفار صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی مرحومہ کا جو حکیم عبد السلام صاحب دانا پوری سے منسوب تھیں حصہ لکھا تھا کہ ان کی رقموں سے یہ کام نیک فرجام شروع ہوا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ دیکھئے آگے دوسروں میں کس کس کا حصہ ہے۔ تالیف اس کی برائے نام اس ناکارہ ہیچمیرز کی طرف منسوب ہے اور واقع میں اس کے اکثر حصہ کو عزیزی مولوی سید احمد علی صاحب فتح پوری سلمہ اللہ تعالیٰ بالافادات والافاضات

ہیں۔ ﴿جزاهم الله تعالىٰ خير الجزاء عنى وعن جميع المسلمين والمسلمات﴾

اب یہ کتاب ماشاء اللہ تعالیٰ ختم ہو کر بعونہ اکثر ضروریات بلکہ آداب دین کو بلکہ بعض ضروریات معاش تک کو ایسی حاوی ہے کہ اگر کوئی اس کو اول سے آخر تک سمجھ کر پڑھ لے تو واقفیت دین میں ایک متوسط عالم کے برابر ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی عبارت اس قدر سلیس ہے کہ اس سے زیادہ سلاست ہم لوگوں کی قدرت سے بظاہر خارج تھی۔ جن امور کی عورتوں کو اکثر ضرورت واقع نہیں ہوتی جیسے احکام جمعہ وعیدین وامامت وغیرہ ان کو قلم انداز کر دیا گیا۔ صرف دو قسم کے احکام لئے گئے ہیں، ایک وہ جو مردوں عورتوں کی ضروریات میں مشترک ہیں۔ دوسرے وہ جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان مخصوص مسائل میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ حاشیہ پر اس باب میں جو مردوں کیلئے حکم ہے اس کو بھی لکھ دیا جائے تاکہ مردوں کو بھی اس سے استفادہ ممکن ہو اور ایسے مسائل میں غلطی نہ پڑے اور اس نظر سے کہ ضرورت کیلئے اور کوئی کتاب نہ ڈھونڈنی پڑے شروع میں الف، با، تا بھی لگا دیا گیا جس کا ماخذ رسالہ ترکیب الحروف مصنفہ مخدومی جناب ماموں منشی شوکت علی صاحب مرحوم ہے۔ پس قرآن مجید ختم کرتے ہی اس کتاب کا شروع کر دینا ممکن ہے اور نام اس کا بمناسبت مذاق نسواں کے بہشتی زیور رکھا گیا۔ کیونکہ اصلی زیور بھی کمالات دین ہیں چنانچہ جنت میں انہی کی بدولت زیور پہننے کو ملے گا۔ ﴿كما قال الله تعالىٰ يحلون فيها من اساور وقال رسول الله ﷺ تبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء﴾

چونکہ اس وقت صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کتاب کس مقدار تک پہنچ جائے گی اس لئے ختم کے انتظار کو موجب تاخیر فی الخیر سمجھ کر مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعدد چھوٹے چھوٹے حصے کر دیئے جائیں اس میں اشاعت کی بھی تعجیل ہے نیز پڑھنے والوں کا بھی دل بڑھے گا کہ ہم نے ایک حصہ پڑھ لیا۔ دو حصے پڑھ لئے اور تالیف میں بھی گنجائش رہے گی کہ جہاں تک ضرورت سمجھو لکھتے چلے جاؤ۔ اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کوئی لڑکی بعض حصوں کے مضامین کو دوسری کتابوں سے حاصل کر چکی ہو تو پڑھانے میں اس حصہ کے قدرے تخفیف نکل آئے گی۔ یا کسی وجہ خاص سے کوئی خاص حصہ پڑھانا ضروری اور مقدم ہو تو اس کی تقدیم وتحصیل میں آسانی ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ پہلا حصہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بخیر وخوبی جلد اختتام کو پہنچے اور بدلالت آیات واحادیث متعددہ دیباچہ مردوں پر واجب ہے کہ اس میں اپنی بیبیوں لڑکیوں کو لگائیں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس کو حاصل کریں، اولاد کو بالخصوص لڑکیوں کو اس پر متوجہ کریں۔ دل اس وقت مسرور ہو گا کہ جو مضامین ذہن میں ہیں وہ سب جمع اور طبع ہو جائیں اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہو گئی ہے اور گھر گھر اس کا چرچا ہو رہا ہے۔ آئندہ توفیق اللہ جل علاشانہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

میں جس وقت یہ دیباچہ لکھنے کو تھا، پرچہ نور علیٰ نور میں ایک نظم اس کتاب کے نام مضمون کے مناسب نظر سے گزری جو دل کو بھلی معلوم ہوئی۔ جی چاہا کہ اپنے دیباچہ کو اسی پر ختم کروں تاکہ ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں اور مضامین کتاب ہذا میں ان کو زیادہ رغبت ہو بلکہ اگر یہ نظم اس کتاب کے ہر حصے کے شروع پر ہو تو ہر بار تازگی حلاوت بخشے وہ نظم یہ ہے۔

جملے

خدا سے ڈرو۔ گناہ مت کرو۔ وضو کر کے نماز پڑھو۔ نمازی آدمی خدا کا پیارا ہے۔ بے نمازی رحمت سے دور ہے۔ کسی پر ظلم مت کرو۔ مظلوم کی بددعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے۔ ناحق کسی جانور یا چڑیا کو ستانا، کتے بلی کو مارنا بہت برا ہے۔ ماں باپ کا کہنا مانو۔ ان کی بات کو بڑا جانو۔ دل سے ان کی خدمت کرو۔ جنت ماں باپ کے قدموں تلے ہے۔ الٹ کر ان کو جواب مت دو۔ جو کچھ غصے میں کہیں چپ چاپ سن لو۔ کسی بات میں ان کو مت ستاؤ۔ بڑوں کے سامنے ادب تعظیم سے رہو۔ چھوٹوں کو محبت پیار سے رکھو۔ کسی کو حقیر نہ جانو۔ اپنے آپ کو سب سے کم جانو۔ اپنے کو بڑا سمجھنا بری بات ہے۔ کسی کو ستانا، چڑانا، عیب نکالنا بڑا گناہ ہے۔ کھانا داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ پانی داہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ پانی تین سانس میں پیو۔ کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ گرم گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ جو بات کہو سچ کہو۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے۔ صبح اٹھ کر بڑوں کو سلام کیا کرو۔ نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کیا کرو۔ سبق خوب یاد کیا کرو۔ کھیل کود میں دل نہ لگاؤ۔ ہر بات پر قسم نہ کھایا کرو۔ بار بار قسم کھانا بری بات ہے۔ اپنی کتاب کو احتیاط سے رکھو۔ کسی کی صورت بری ہو تو اس کو انگلیوں پر نہ نچاؤ۔ خدا کے نزدیک بھلی بری صورت سب ایک ہے۔ شرارت نہ کیا کرو تو تم پر بھی مار نہ پڑے۔ ناک بائیں ہاتھ سے صاف کیا کرو۔ استنجا بائیں ہاتھ سے صاف کیا کرو۔ پاخانہ جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھو اور نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں نکالو۔ جوتی پہلے داہنے پاؤں میں پہنا کرو۔ پھر بائیں پاؤں میں۔

قواعد مخصوص استعمال حروف ذیل

ں و ھ ی ے ا ل

(ں): یہ حرف کبھی غنہ یعنی ناک میں بولا جاتا ہے جیسے ٹانگ۔ مانگ۔ چنگ۔ سینگ۔ چونچ۔ بھوں۔ کنواں۔ پھونک۔ پھانک۔ بانٹ۔ اینٹ۔ ہانکا۔ بانس۔ سانس۔ پھانس۔ نیند۔ سانپ۔ کانپ۔ لونگ۔ سونف۔ گوند۔ مینڈک۔ کنول۔ منہ۔ باندی۔ چونڈی۔ پھاند۔

اس حرف کے بعد اگر ب یا پ ہو تو م کی آواز نکلتی ہے۔ ن کی آواز نہیں نکلتی جیسے انبیا۔ دنب۔ شنبہ۔ عنبر۔ کنبہ۔ منبع۔ منبر۔ چنپا۔ چنپئی۔

(و): (۱) اس حرف کے اول اگر پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جائے تو اس کو مجہول کہتے ہیں جیسے شور۔ گھوڑ۔ چور۔ موڑ۔ مور۔ لوگ۔ بول۔ ہوش۔ جوش۔ پورا۔ توڑا۔ گورا۔ کورا۔

(۲) اور اگر اس حرف کے اول پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جائے تو معروف کہلاتا ہے جیسے دور۔ نور۔ جو۔ جھولا۔ ڈھول۔ پھول۔ چھوٹ۔ بھوت۔

(۳) اور اگر [illegible] جیسے خوب۔ خواب۔ خوش۔

تنوین دو زبر (ً) یہ حرکت ہمیشہ الف کے ساتھ ہوتی ہے اور گول ت کے ساتھ بھی آتی ہے جیسے مثلاً۔ فوراً۔ اتفاقاً۔ عمداً۔ سہواً۔ خصوصاً۔ عموماً۔ طوعاً۔ کرہاً۔ جبراً۔ قہراً۔ دفعۃً۔ عادۃً۔ تنوین دو زیر (ٍ) جیسے ابوحنیفۃٍ۔ خلیفۃٍ۔
تنوین دو پیش (ٌ) جیسے نورٌ۔ حورٌ۔

تشدید (ّ) یہ حرکت جس حرف پر ہوتی ہے وہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے جیسے انّو۔ بلّو۔ کلّو۔ منّو۔ بلّی۔ کتّا۔ دلّی۔ سوّم۔ مچھلی۔ للّو۔ ملّو۔ لڈّو۔ چچّا۔ کچّا۔ پکّا۔ بٹّا۔ پٹّہ۔ بچّہ۔ بلّا۔ پچھلا۔

سکون (ْ) اس کے معنی ٹھہرنے کے ہیں۔ اس سے پہلے حرف کو اس کے ساتھ ملا کر ٹھہر جاتے ہیں۔ جس حرف پر یہ ہوتا ہے وہ ساکن کہلاتا ہے جیسے اَبْ۔ رَبْ۔ کَبْ۔ دَلْ۔ ہَمْ۔ دِنْ۔ رَنْ۔ اِسْ۔ اُسْ۔ کُلْ۔ گُلْ۔ دَنْ۔

وقف: یہ سکون کے بعد ہوتا ہے۔ جب حرف پر یہ ہوتا ہے موقوف کہلاتا ہے جیسے ابر۔ قبر۔ صبر۔ عمر۔ علم۔ حلم۔ گوشت۔ پوست۔ دوست۔ قند۔ مغز۔ شہر۔ بند۔ زخم۔ چست۔ تخت وغیرہ۔

خط لکھنے کا بیان: جب کسی کو خط لکھنا منظور ہو تو پہلے یہ خیال کر لو کہ وہ تم سے بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر۔ جس درجہ کا آدمی ہو اس کے موافق خط میں الفاظ لکھو۔ بڑوں کے خط کو والا نامہ، سرفراز نامہ، افتخار نامہ، کرامت نامہ، اعزاز نامہ، صحیفہ عالی، صحیفہ گرامی لکھتے ہیں، جو شخص بہت بڑا ہو تو اس کو آپ کی جگہ آنجناب، جناب عالی، جناب والا، حضرت والا، حضرت عالی لکھتے ہیں۔ جیسے یہ لکھنا منظور ہو کہ آپ کا خط آیا تو یوں لکھیں گے جناب والا کا سرفراز نامہ آیا اور آیا کی جگہ یوں لکھتے ہیں سرفراز نامہ صادر ہوا۔ سرفراز نامہ نے مشرف فرمایا اور چھوٹے کے خط کو مسرت نامہ، راحت نامہ لکھتے ہیں اور برابر والے کے خط کو عنایت نامہ، کرم نامہ لکھتے ہیں اور خط لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر باپ کو خط لکھو تو اس طرح لکھو۔ جناب والد صاحب مخدوم معظم فرزندان دام ظلکم العالی السلام علیکم بعد تسلیم بصد آداب و تعظیم کے عرض ہے کہ آپ کا والا نامہ آیا خیریت مزاج مبارک کے دریافت ہونے سے اطمینان ہوا اس کے بعد اور جو کچھ مضمون لکھنا منظور ہو لکھو۔ اس میں سے دام ظلکم العالی تک جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو القاب کہتے ہیں اور اس کے بعد سلام و دعا جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو آداب کہتے ہیں۔ اس کے بعد جو حال چاہو لکھو اس کو خط کا مضمون کہتے ہیں۔

بڑوں کے القاب و آداب

والد کے نام:۔ جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع کمترینان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد آداب و تکریم عرض ہے کہ

ایضاً: جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم بصد تعظیم و تکریم عرض ہے کہ۔

ایضاً: جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم

کے التماس ہے کہ۔

ایضاً: جناب والد صاحب معظمی و محترمی مد ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے کہ۔

ایضاً: معظم و محترم مد ام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم کے عرض ہے کہ۔

چچا کے نام:۔ معظم و محترم مفرز ندان مخدوم و مطاع خوردان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد تسلیم بعد تعظیم کے عرض ہے۔

خالو کے نام:۔ جناب خالو صاحب مخدوم و مکرم محترم بان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایضاً: جناب خالو صاحب معظم و محترم خوردان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

والدہ کے نام:۔ جناب والدہ صاحبہ مخدومہ معظمہ دام ظلہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ایضاً: جناب والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ دام ظلہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ایضاً: جناب والدہ صاحبہ معظمہ محترمہ دام ظلہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بڑی بہن کو:۔ ہمشیرہ صاحبہ معظمہ و محترمہ مخدومہ مکرمہ دام ظلہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بڑے بھائی کو:۔ جناب بھائی صاحب معظم و محترم مخدوم و مکرم دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جو القاب والد کے ہیں۔ دادا اور نانا اور چچا اور ماموں اور خسر کے بھی وہی القاب ہیں۔ اور جو القاب والدہ کے ہیں خالہ اور ممانی اور نانی اور چچی وغیرہ بڑے رشتوں کے بھی وہی القاب ہیں اور والدہ صاحبہ کی جگہ خالہ صاحبہ، ممانی صاحبہ لکھ دیا کرو۔

دیور اور جیٹھ سے جہاں تک ہو سکے خط و کتابت نہ رکھو، زیادہ میل جول نہ بڑھاؤ۔ اگر کبھی ایسی ہی ضرورت آپڑے تو خیر لکھو اور لکھو جناب بھائی صاحب کر کے لکھو وہ آداب سب رشتوں کے ایک ہی طرح کے ہیں۔

چھوٹوں کے القاب و آداب

بیٹا، پوتا، بھتیجا، نواسا، برخوردار نور چشم راحت جان، سعادت و اقبال نشان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد دعائے زیادتی عمر و ترقی درجات کے واضح ہو۔

ایضاً:۔ نور بصر لخت جگر طول عمرہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد دعائے درازی عمر و حصول سعادت دارین کے واضح رائے سعید ہو۔

ایضاً:۔ فرزند دلبند جگر پیوند طال عمرہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد دعائے فراواں کے واضح ہو

چھوٹا بھائی:۔ برادر عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد دعا کے واضح ہو۔

برابر کا بھائی :۔ برادر بجان برابر سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد دعا کے سعادت مندی و نیک اطواری کے واضح ہو۔

چھوٹی بہن کو :۔ ہمشیرہ عزیزہ و نور چشمی صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد دعائے سعادت مندی و نیک اطواری کے واضح ہو۔

ایضاً :۔ خواہر نیک اختر طول عمر ہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شوہر کے القاب و آداب

(۱) سردار من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد سلام اور شوق ملاقات کے عرض ہے کہ

(۲) مکرم سر تاج انیس و غمگسار من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد سلام و نیاز کے التماس ہے

(۳) واقف راز ہمدم و ہمراز من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اشتیاق ملاقات کے بعد عرض ہے

بیوی کے القاب و آداب

(۱) مکرمہ ہمدم و ہمسایہ من سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد اشتیاق فراواں ملاقات کے واضح ہو۔

(۲) رونق خانہ زیب کاشانہ من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد شوق ملاقات کے واضح ہو۔

(۳) انیس خاطر غمگین تسکین بخش دل اندوہگین سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد اشتیاق ملاقات کے واضح ہو۔

باپ کے نام خط

معظم و محترم مخدوم زادگان دام ظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بعد تعظیم کے عرض ہے کہ عرصہ سے جناب والا کا سرفراز نامہ صادر نہیں ہوا۔ اس لئے یہاں سب کو بہت تردد و پریشانی ہے اپنے مزاج مبارک کی خیر یت سے جلدی مطلع فرما کر سرفراز فرمائیں۔ ہمشیرہ عزیزہ مسماۃ زبیدہ خاتون خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ کل اس کا کلام مجید ختم ہو گیا۔ اب آپ اس کے لئے اردو کی کوئی کتاب روانہ فرما دیجئے کہ شروع کرا دی جائے۔ جو کتاب تعلیم الدین آپ نے میرے لئے بھیجی تھی وہ بڑی اچھی کتاب ہے۔ سب بیبیوں نے اس کو پسند کیا اور اس کی طلب گار ہیں۔ اس لئے اس کی چار پانچ جلدیں اور بھیج دیجئے باقی یہاں سب خیریت ہے۔ آپ اپنی خیریت سے جلدی مطلع فرمایئے تاکہ تردد رفع اور اطمینان ہو۔ والتسلیم۔

عریضہ ادب حمیدہ خاتون از الہ آباد ۱۳ محرم روز شنبہ

بیٹی کے نام خط

لختِ جگر نیک اختر نورِ نظر راحتِ جان بی بی خدیجہ سلمہا اللہ تعالیٰ دعا بعد دعا ترقی عمر و دولت اور ترقی علم و ہنر کے واضح ہو کہ بہت عرصہ سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا جس سے دل کو تردد تھا لیکن پرسوں تمہارے بڑے بھائی کا مسرت نامہ آیا خیریت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا اس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم کو لکھنے پڑھنے کا کچھ شوق نہیں ہے اور اس میں بہت کم دل لگاتی ہو۔ یہ بھی سنا کہ بعض عورتیں تمہارے لکھنے پڑھنے پر یوں کہتی ہیں کہ لڑکیوں کو لکھانے پڑھانے سے کیا فائدہ ان کو تو سینا پرونا کھانا پکانا، چرخہ وغیرہ کا دھندا سکھانا چاہئے۔ ان کو پڑھا لکھا کر کیا مردوں کی طرح مولوی بنانا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی لوگوں کے بہکانے سے تمہارا دل اچاٹ ہو گیا اور تم نے محنت کم کر دی ہے۔ میری بچی تم ان بیوقوف عورتوں کے کہنے پر ہرگز نہ جانا اور یہ سمجھ لو کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا تمہارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میری یہ نصیحت یاد رکھو اور ان عورتوں کا یہ کہنا بالکل بیوقوفی ہے ہم سے [illegible] ہر عورت کیلئے ضروری ہے کہ اردو لکھنا پڑھنا سیکھ لیا کرے۔ اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور لکھنا پڑھنا نہ جاننے میں بڑے بڑے نقصان ہیں۔ اول تو بڑا فائدہ یہ ہے کہ دین صاف ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ بے پڑھی عورتیں ثواب کو عذاب اور شرک کو بدعت کو سنت [illegible] کرتی ہیں اور بعض نا جائز کلمے منہ سے نکالتی ہیں اور جو عورتیں پڑھی لکھی ہوتی ہیں وہ ان سے بچتی ہیں اور ان کی نصیحت کرتی ہیں۔ سو پڑھنے لکھنے سے یہ عیب بالکل جاتا رہتا ہے۔ (دوسرے) نماز روزہ بالکل درست ہو جاتا ہے اور دین و ایمان سنبھل جاتا ہے۔ بے پڑھی عورتیں اپنی جہالت سے بہت سے کام ایسے کرتی ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی اگر خدانخواستہ اس وقت موت آ جائے تو کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں جلنا پڑے گا کبھی نجات نہیں ہو سکتی۔ پڑھنے لکھنے سے یہ ڈر جاتا رہتا ہے اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ (تیسرے) گھر کا بندوبست جو خاص عورتوں ہی کے ذمہ ہوتا ہے وہ خوبی انجام پاتا ہے۔ سارے گھر کا حساب و کتاب ہر وقت اپنی نگاہ میں رہتا ہے۔ (چوتھے) اولاد کی پرورش عورتوں سے خوب ہوتی ہے کیونکہ چھوٹے بچے ماں کے پاس زیادہ رہتے ہیں۔ خاص کر لڑکیاں تو ماں ہی کے پاس رہتی ہیں تو اگر ماں پڑھی لکھی ہوتی تو ان کی عادتیں اور بات چیت بھی اچھی ہو گی تو اولاد بھی وہی سیکھے گی اور کسی ہی سے خوش اخلاق اور نیک بخت ہو گی۔ کیونکہ ماں ان کو ہر وقت تعلیم اچھی [illegible] رہے گی۔ دیکھو تو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔ (پانچویں) یہ کہ جب عورت کو علم ہوگا تو وہ ہر وقت اپنے ماں باپ، خاوند، عزیز و اقربا کا رتبہ پہچان کر ان کے حقوق ادا کرتی رہے گی اور اس کی دنیا اور عقبیٰ دونوں بن جائیں گی۔ ان سب کے علاوہ پڑھنا لکھنا نہ جاننے میں ایک اور بڑی قباحت یہ ہے کہ گھر کی بات غیروں پر ظاہر کرنی پڑتی ہے یا اس کے چھپانے سے نقصان ہوتا ہے۔ عورتوں کی باتیں اکثر ایسی پوشیدہ ہوتی ہیں کہ اپنی ماں بہن سے بھی ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اتفاق سے ماں بہن وقت پر پاس نہیں ہوتیں ایسی صورت میں یا تو بے شرمی کرنی پڑتی ہے اور دوسروں سے خط لکھوانا پڑتا ہے یا نہ لکھنے سے بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ

ہزاروں فائدے ہیں اور پڑھنا نہ جاننے میں تو اتنی ہیں کہاں تک بیان کروں دیکھو اب تم میری نصیحت یاد رکھنا
اور پڑھنے لکھنے سے ہرگز جی نہ چرانا۔ زیادہ دعا۔ فقط راقم عبداللہ از بنارس ۲۵ رمضان روز جمعہ۔

بیٹی کی طرف سے خط کا جواب

معظم محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد آداب وتسلیم کے عرض ہے کہ
صحیفہ گرامی نے صادر ہو کر مشرف فرمایا۔ آپ کے مزاج کی خیریت دریافت ہونے سے سب کو اطمینان ہوا۔ اللہ
تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو ہمارے سروں پر دائم وقائم رکھے۔ جناب والا نے بندی کے لکھنے پڑھنے کی نسبت
جو کچھ لکھا اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا بیشک لوگوں کے کہنے سننے کی وجہ سے میرا دل اچاٹ ہو گیا تھا اب جس دن
سے والا نامہ آیا ہے میں بہت دل لگا کر پڑھتی ہوں اور تھوڑا تھوڑا لکھنے بھی لگی ہوں۔ بیشک آپ کا فرمانا بہت بجا
ہے کہ اس میں بے انتہا فائدے ہیں اور جو عورتیں پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں وہ پچھتاتی ہیں کہ ہم نے کیوں نہ سیکھ
لیا۔ پرسوں کی بات ہے کہ پیشکار صاحب کی بیوی جو ہمارے پڑوس میں رہتی ہیں ان کے ماموں کا خط آیا اور گھر
میں آج کل کوئی مرد نہیں ہے۔ بیچاری ایک ایک کی خوشامد کرتی پھریں کہ کوئی خط پڑھ دیوے یا کہیں سے
پڑھوا لاوے کہ اب ممانی کی طبیعت کیسی ہے سنا گیا تھا کہ ان کا برا حال ہے اس وجہ سے بیچاری بڑی گھبرائی
تھیں۔ دوپہر کا آیا ہوا خط دن بھر پڑا رہا اور کوئی پڑھنے والا نہ ملا۔ مغرب کے بعد بیچاری میرے پاس آئی تو میں
نے حال سنایا۔ تب ان کا جی ٹھکانے ہوا تب سے میرے جی کو یہ بات لگ گئی کہ بیشک پڑھنے لکھنے کا ہنر بھی بڑی
دولت ہے اور اس کے نہ جاننے سے بعض وقت بڑی مصیبت پڑتی ہے اور یہ بھی میں دیکھتی ہوں کہ ہماری برادری
میں پانچ بیبیاں خوب لکھی پڑھی ہیں وہ جہاں جاتی ہیں ان کی بڑی عزت ہوتی ہے جو بات شرع کے خلاف کسی
سے ہوتی ہے یا بیاہ شادی میں کوئی بری رسم ہوتی ہے تو اس کو ٹوکتی ہیں منع کرتی ہیں۔ خوب سمجھا کر نصیحت کرتی ہیں
اور سب بیبیاں چپکی ہو کر کان لگا کر سنتی رہتی ہیں۔ جو کوئی بات پوچھنا ہوتی ہے ان ہی سے پوچھتی ہیں۔ بیاہوں
میں سب سے پہلے وہی پوچھی جاتی ہیں۔ ساری بیبیاں ان کی تعریف کرتی رہتی ہیں اس لئے میں ضرور دل لگا کر
پڑھنا لکھنا سیکھوں گی۔ مجھ کو خود بڑا شوق ہو گیا ہے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو یہ دولت
نصیب فرمائے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ زیادہ حد ادب فقط

آپ کی لونڈی۔ خدیجہ عفی عنہا از سہارنپور ۲۹ رمضان روز دوشنبہ

بھانجی کے نام خط

نور چشم راحت جان بی بی صدیقہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو کہ تمہارا
مسرت نامہ آیا حال معلوم ہونے سے تسلی ہوئی۔ تمہارے پڑھنے کا حال سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ تمہاری
عمر میں برکت دے اور تمہاری محنت کا پھل تم کو جلدی نصیب کرے۔ جس دن تم اپنے ہاتھ سے مجھے خط لکھو گی اس

گنتی

نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت
ایک	۱	چھبیس	۲۶	اکاون	۵۱	چھہتر	۷۶
دو	۲	ستائیس	۲۷	باون	۵۲	ستتر	۷۷
تین	۳	اٹھائیس	۲۸	ترپن	۵۳	اٹھتر	۷۸
چار	۴	انتیس	۲۹	چون	۵۴	اناسی	۷۹
پانچ	۵	تیس	۳۰	پچپن	۵۵	اسی	۸۰
چھ	۶	اکتیس	۳۱	چھپن	۵۶	اکیاسی	۸۱
سات	۷	بتیس	۳۲	ستاون	۵۷	بیاسی	۸۲
آٹھ	۸	تینتیس	۳۳	اٹھاون	۵۸	تراسی	۸۳
نو	۹	چونتیس	۳۴	انسٹھ	۵۹	چوراسی	۸۴
دس	۱۰	پینتیس	۳۵	ساٹھ	۶۰	پچاسی	۸۵
گیارہ	۱۱	چھتیس	۳۶	اکسٹھ	۶۱	چھیاسی	۸۶
بارہ	۱۲	سینتیس	۳۷	باسٹھ	۶۲	ستاسی	۸۷
تیرہ	۱۳	اڑتیس	۳۸	تریسٹھ	۶۳	اٹھاسی	۸۸
چودہ	۱۴	انتالیس	۳۹	چونسٹھ	۶۴	نواسی	۸۹
پندرہ	۱۵	چالیس	۴۰	پینسٹھ	۶۵	نوے	۹۰
سولہ	۱۶	اکتالیس	۴۱	چھیاسٹھ	۶۶	اکیانوے	۹۱
سترہ	۱۷	بیالیس	۴۲	سڑسٹھ	۶۷	بانوے	۹۲
اٹھارہ	۱۸	تینتالیس	۴۳	اڑسٹھ	۶۸	ترانوے	۹۳
انیس	۱۹	چوالیس	۴۴	انہتر	۶۹	چورانوے	۹۴
بیس	۲۰	پینتالیس	۴۵	ستر	۷۰	پچانوے	۹۵
اکیس	۲۱	چھیالیس	۴۶	اکہتر	۷۱	چھیانوے	۹۶
بائیس	۲۲	سینتالیس	۴۷	بہتر	۷۲	ستانوے	۹۷
تئیس	۲۳	اڑتالیس	۴۸	تہتر	۷۳	اٹھانوے	۹۸
چوبیس	۲۴	انچاس	۴۹	چوہتر	۷۴	ننانوے	۹۹
پچیس	۲۵	پچاس	۵۰	پچھتر	۷۵	سو	۱۰۰

رنگت اور عمدہ کھال عنایت فرمائی تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے چل دور ہو مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اس میں گنجائش نہیں۔ فرشتے نے کہا شاید تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے اور کیا تو مفلس نہیں تھا پھر تجھ کو خدا نے اس قدر مال عنایت فرمایا۔ اس نے کہا واہ کیا خوب یہ مال تو میری کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور اسی طرح سے اس سے بھی سوال کیا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو پھر خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں، بے سامان ہو گیا ہوں، آج بجز خدا کے اور پھر تیرے سوا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں۔ اس نے کہا بے شک میں اندھا تھا۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے مجھے نگاہ بخشی۔ جتنی بکریاں تیرا جی چاہے لے جا اور جتنی چاہے چھوڑ جا خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتے نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہئے۔ فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی سو ہو چکی۔ خدا تجھ سے راضی اور ان دونوں سے ناراض۔

فائدہ:۔ خیال کرنا چاہئے کہ ان دونوں کو ناشکری کا کیا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھن گئیں اور جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے اور خدا ان سے ناراض ہوا۔ دنیا اور آخرت دونوں میں نامراد رہے اور اس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا عوض ملا کہ نعمت بحال رہی اور خدا اس سے خوش ہوا اور دنیا اور آخرت میں شاد و بامراد ہوا۔

تیسری کہانی: ایک بار حضرت ام سلمہؓ کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا اور جناب رسول اللہ ﷺ کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا۔ اس لئے حضرت ام سلمہؓ نے خادمہ سے فرمایا کہ گوشت طاق میں رکھ دے شاید حضرت نوش فرمائیں۔ اس نے طاق میں رکھ دیا۔ اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ کچھ اللہ کے نام پر خدا برکت کرے۔ گھر میں سے جواب آیا خدا تجھ کو بھی برکت دے۔ اس لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ کوئی چیز دینے کی موجود نہیں ہے، وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلمہ تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے اور خادمہ سے کہا جا وہ گوشت آپ کے لئے لے آ۔ وہ گوشت لینے گئی کیا دیکھتی ہے کہ وہاں گوشت کا تو نام بھی نہیں ہے فقط ایک سفید پتھر کا ٹکڑا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا تھا اس لئے وہ گوشت پتھر بن گیا۔

فائدہ:۔ غور کیجئے خدا کے نام پر نہ دینے کی یہ نحوست ہوئی کہ اس گوشت کی صورت بگڑ گئی اور پتھر بن گیا۔ اس طرح جو شخص سائل سے بہانہ کر کے خود کھاتا ہے وہ پتھر کھا رہا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ سنگدلی اور دل کی سختی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چونکہ حضرت کے گھر والوں کے ساتھ خداوند کریم کی بڑی عنایت اور رحمت ہے اس لئے اس گوشت کی صورت کھلی نگاہوں میں بدل دی تا کہ اس کے استعمال سے محفوظ رہیں۔

چوتھی کہانی: جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت شریف تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یاروں اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ اگر کوئی دیکھتا تھا تو عرض کر دیا کرتا تھا آپ ﷺ اس کی تعبیر ارشاد فرمادیا کرتے تھے۔ عادت کے موافق ایک بار صبح سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، سب نے عرض کیا کسی نے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدس کی طرف لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے اس بیٹھے ہوئے کے گلے کو اس سے چیر رہا ہے یہاں تک کہ گدی تک جا پہنچتا ہے۔ پھر دوسرے گلے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتا ہے اور پھر وہ گلا اس کا درست ہو جاتا ہے پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ بات کیا ہے؟ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک شخص پر گزر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے اس سے اس کا سر بہت زور سے پھوڑتا ہے۔ جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے پتھر لڑھک کر دور جا پڑتا ہے۔ جب وہ اس کے اٹھانے کو جاتا ہے تو ابھی لوٹ کر اس کے پاس آنے نہیں پاتا کہ اس کا سر جیسا ثابت تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ہم ایک غار میں پہنچے جو تنور کی طرح تھا نیچے سے فراخ تھا اور اوپر سے تنگ، اس میں آگ جل رہی ہے اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورتیں بھرے ہوئے ہیں جس وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی ہے اس کے ساتھ یہ لوگ بھی سب اٹھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں۔ پھر جس وقت بجھتی ہے وہ لوگ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے آگے چلو ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا ہے جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارے والا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ اپنی پہلی جگہ پر جا پہنچتا ہے۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے اسی طرح پتھر مار کر اسے ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ بولے آگے چلو ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں جا پہنچے اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں اور درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے اس کے سامنے آگ جل رہی ہے اور وہ اس کو دھونک رہا ہے۔ پھر وہ دونوں مجھ کو اس درخت کے اوپر لے گئے اور ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ بنا ہوا تھا اس میں لے گئے۔ میں نے ایسا گھر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس میں مرد، بوڑھے جوان اور عورتیں بچے بہت سے تھے پھر اس سے باہر لا کر اور اوپر لے گئے وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا اس میں لے گئے اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا اب بتاؤ کہ یہ سب کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو آپ نے دیکھا تھا کہ اس کے گلے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا

ہے وہی ہدایت کرتا ہے۔ جہاں میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بغیر اس کے حکم کے پتہ نہیں ہل
سکتا۔ نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں، وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے اسی
طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس کو حاصل ہیں اور بری اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں نہ اس میں کوئی
عیب ہے۔ عالم الغیب ہے۔ عقیدہ (۶) اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اس کی کوئی
صفت کبھی جا نہیں سکتی۔ عقیدہ (۷) مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے۔ اور قرآن وحدیث میں بعض جگہ جو ایسی
باتوں کی خبر دی گئی ہے تو ان کے معنی اللہ کے حوالے کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کئے
اس طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے وہ ٹھیک اور برحق ہے اور یہی بات بہتر
ہے یا اس کے کچھ مناسب معنی لگا لیں جس سے وہ سمجھ میں آجائیں۔ عقیدہ (۸) عالم میں جو کچھ برا بھلا ہوتا ہے
سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے تقدیر
اسی کا نام ہے اور بری چیزوں کو پیدا کرنے میں بہت سے بھید ہیں جن کو ہر ایک نہیں جانتا۔ عقیدہ (۹) بندوں کو
اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں مگر بندوں کو کسی
کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ گناہ کے کام سے اللہ میاں ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے
ہیں۔ عقیدہ (۱۰) اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہوسکے۔ عقیدہ (۱۱) کوئی
چیز خدا کے ذمہ ضروری نہیں اور جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔ عقیدہ (۱۲) بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے
بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتلانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں۔ گنتی ان کی پوری طرح اللہ ہی کو
معلوم ہے ان کی سچائی بتلانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی نئی نئی مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ
نہیں کر سکتے ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں ان میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد
ﷺ اور باقی درمیان میں ہوئے۔ ان میں بعض بہت مشہور ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ
السلام، اسحاق علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان
علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ
السلام، الیاس علیہ السلام، الیسع علیہ السلام، یونس علیہ السلام، لوط علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، ذوالکفل علیہ
السلام، صالح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، شعیب علیہ السلام۔ عقیدہ (۱۳) سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالیٰ نے
کسی کو نہیں بتلائی۔ اس لئے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم ان سب پر ایمان
لاتے ہیں جو ہم کو معلوم ہیں ان پر بھی اور جو نہیں معلوم ان پر بھی۔ عقیدہ (۱۴) پیغمبروں میں بعضوں کا رتبہ
بعضوں سے بڑا ہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ اور آپؐ کے بعد کوئی نیا پیغمبر
نہیں آ سکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔ عقیدہ (۱۵) ہمارے پیغمبر ﷺ
کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں
سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا، اور پھر مکہ مکرمہ میں پہنچا دیا اسے معراج کہتے ہیں۔ عقیدہ (۱۶) اللہ

تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے ان کو فرشتے کہتے ہیں۔ بہت سے کام ان کے حوالے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ جس کام میں لگا دیا ہے اس میں لگے ہیں ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی، ان کو جن کہتے ہیں ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے۔ عقیدہ (۱۷) مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب ﷺ کی ہر طرح کی خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں، اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اوروں سے نہیں ہو سکتیں۔ ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔ عقیدہ (۱۸) ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جائیں مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ عقیدہ (۱۹) ولی خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جائے مگر جب تک ہوش و حواس باقی ہیں شرع کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز، روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کیلئے درست نہیں ہو جاتیں۔ عقیدہ (۲۰) جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی یا شیطانی دھندہ ہے، اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہیے۔ عقیدہ (۲۱) ولی لوگوں کو بعض بھید کی باتیں سوتے جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں اس کو کشف یا الہام کہتے ہیں اگر وہ شرع کے موافق ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رد ہے۔ عقیدہ (۲۲) اللہ اور رسول ﷺ نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتلا دیں، اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں، ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔ عقیدہ (۲۳) اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں، تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں، سنائیں، ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی، زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، قرآن ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اور قرآن مجید آخری کتاب ہے، اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آئے گی، قیامت تک قرآن مجید ہی کا حکم چلتا رہے گا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا ہے مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ عقیدہ (۲۴) ہمارے پیغمبر ﷺ کو جس جس مسلمان نے دیکھا ہے ان کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں۔ ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیے اگر ان کا آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں آئے تو اس کو بھول چوک سمجھے ان کی کوئی برائی نہ کرے۔ ان سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ یہ پیغمبر صاحب ﷺ کے بعد ان کی جگہ پر بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا، اس لئے خلیفہ اول کہلاتے ہیں، تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ دوسرے خلیفہ ہیں، ان کے بعد حضرت عثمانؓ یہ تیسرے خلیفہ ہیں، ان کے بعد حضرت علیؓ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ عقیدہ (۲۵)

صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجے کے صحابی کے برابر مرتبہ میں نہیں پہنچ سکتا۔ عقیدہ (۲۶) پیغمبر صاحب ﷺ کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں۔ اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہؓ کا ہے اور بیبیوں میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کا ہے۔ عقیدہ (۲۷) ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے۔ اللہ و رسول ﷺ کی کسی بات میں شک کرنا اس کو جھٹلانا، اس میں عیب لگانا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا۔ ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ عقیدہ (۲۸) قرآن اور حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔ عقیدہ (۲۹) گناہ کے حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ عقیدہ (۳۰) گناہ چاہے کتنا ہی بڑا ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔ عقیدہ (۳۱) اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا نا امید ہو جانا کفر ہے۔ عقیدہ (۳۲) کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر ہے۔ عقیدہ (۳۳) غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعض باتیں معلوم بھی ہو جاتی ہیں۔ عقیدہ (۳۴) کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت۔ جھوٹوں پر لعنت مگر جن کا نام لیکر اللہ و رسول ﷺ نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی خبر دی ہے ان کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں ہے۔ عقیدہ (۳۵) جب آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو جس حال میں ہو اس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں آ کر پوچھتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد ﷺ کو پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر مردہ ایماندار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پھر اس کیلئے سب طرح کا چین ہے۔ جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے میں پڑا سوتا رہتا ہے اور اگر مردہ ایماندار نہ ہو تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں۔ اس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے مگر یہ سب باتیں مردے کو معلوم ہوتی ہیں۔ ہم لوگ نہیں دیکھتے جیسے سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اس کے پاس بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔ عقیدہ (۳۶) مرنے کے بعد ہر دن صبح اور شام کے وقت مردے کا جو ٹھکانا ہے دکھلا دیا جاتا ہے۔ جنتی کو جنت دکھلا کر خوشخبری دیتے ہیں اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر حسرت بڑھاتے ہیں۔ عقیدہ (۳۷) مردہ کیلئے دعا کرنے سے یا کچھ خیرات دے کر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ عقیدہ (۳۸) اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے جتنی نشانیاں قیامت کی فرمائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا۔ اس کو مار ڈالنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست لوگ ہیں وہ تمام زمین پر پھیل پڑیں گے اور بڑا اودھم مچائیں گے۔ پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہوں گے۔ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کریگا۔

مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید اٹھ جائے گا اور تھوڑے دنوں میں سارے مسلمان مر جائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی اور اس کے سوا اور بہت سی باتیں ہوں گی۔ عقیدہ (۳۹) جب ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے۔ یہ صور ایک بہت بڑی چیز سینگ کی شکل پر ہے اور اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، تمام مخلوقات مر جائے گی اور جو مر چکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے۔ ایک مدت اسی کیفیت پر گزر جائیگی۔ عقیدہ (۴۰) پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جائے تو دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا۔ اس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جائے گا، مردے زندہ ہو جائیں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہونگے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گے۔ آخر ہمارے پیغمبر صاحب ﷺ سفارش کرینگے، ترازو کھڑی کی جائے گی، بُرے بھلے عمل تولے جائیں گے، ان کا حساب ہوگا، بعض بے حساب جنت میں جائیں گے، نیکیوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا۔ پیغمبر ﷺ اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پل صراط پر چلنا ہوگا، جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائیں گے جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑینگے۔ عقیدہ (۴۱) دوزخ پیدا ہو چکی ہے، اس میں سانپ بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔ دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہونگے خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی۔ عقیدہ (۴۲) بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں، بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ اس میں سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے۔ عقیدہ (۴۳) اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور اس پر بالکل سزا نہ دے۔ عقیدہ (۴۴) شرک اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کا معاف نہیں کرتا اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف کر دیگا۔ عقیدہ (۴۵) جن لوگوں کے نام لیکر اللہ اور رسول ﷺ نے ان کا بہشتی ہونا بتلا دیا ہے ان کے سوا کسی اور کو بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اسکی رحمت سے امید رکھنا ضروری ہے۔ عقیدہ (۴۶) بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا۔ اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہونگی۔ عقیدہ (۴۷) دنیا میں جاگتے ہوئے ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ عقیدہ نمبر (۴۸) عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اس کے موافق اس کو اچھا برا بدلہ ملتا ہے۔ عقیدہ نمبر (۴۹) آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے نہ ایمان۔

فصل: اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض بُرے عقیدے اور رسمیں اور بعض بڑے بڑے گناہ جو اکثر ہوتے رہتے ہیں جن سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے بیان کر دیئے جائیں تاکہ لوگ ان سے بچتے رہیں۔ ان میں بعض بالکل کفر اور شرک ہیں۔ بعض قریب کفر اور شرک کے اور بعض بدعت اور گمراہی اور بعض فقط گناہ غرض کہ سب سے بچنا ضروری ہے۔ پھر جب ان چیزوں کا بیان ہو چکے گا تو اس کے بعد گناہوں سے جو دنیا کا نقصان اور اطاعت سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے تھوڑا سا اس کا بیان کریں گے۔ کیونکہ دنیا کے نفع نقصان کا لوگ زیادہ خیال کرتے ہیں شاید اسی خیال سے کچھ نیک کام کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو۔

کفر اور شرک کی باتوں کا بیان

کفر کو پسند کرنا، کفر کی باتوں کو اچھا جاننا، کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا، کسی وجہ سے اپنے ایمان پر پشیمان ہونا کہ اگر مسلمان نہ ہوتے تو فلانی بات حاصل ہو جاتی۔ اولاد وغیرہ کسی کے مر جانے پر رنج میں اس قسم کی باتیں کہنا خدا کو بس اسی کو مارنا تھا، دنیا بھر میں مارنے کیلئے بس یہی تھا، خدا کو ایسا نہ چاہیے تھا۔ ایسا ظلم کوئی نہیں کرتا جیسا تو نے کیا، خدا اور رسول ﷺ کے کسی حکم کو برا سمجھنا اس میں عیب نکالنا، کسی نبی یا فرشتے کی حقارت کرنا ان کو عیب لگانا، کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر رہتی ہے، نجومی پنڈت یا جس پر جن چڑھا ہو اس سے غیب کی خبریں پوچھنا یا فال کھلوانا پھر اس کو سچا جاننا، کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا، کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی، کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا یا روزی یا اولاد مانگنا، کسی کے نام کا روزہ رکھنا، کسی کو سجدہ کرنا، کسی کے نام کا جانور چھوڑنا یا چڑھاوا چڑھانا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا، خدا کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسری بات یا رسم کو مقدم رکھنا، کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا، توپ پر بکرا چڑھانا، کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا، جن بھوت پریت وغیرہ کے چھوڑنے کیلئے ان کی بھینٹ دینا، بکرا وغیرہ ذبح کرنا، بچے کے جینے کیلئے اس کے ناڑہ پوجنا، کسی کی دہائی دینا، کسی جگہ کا کعبہ کے برابر ادب و تعظیم کرنا، کسی کے نام پر بچے کے کان ناک چھیدنا، بالی پہنانا، کسی کے نام کا بازو پر پیسہ باندھنا یا گلے میں ناڑا ڈالنا، سہرا باندھنا، چوٹی رکھنا، بدھی پہنانا، فقیر بنانا، علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا، کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اس کا ادب کرنا، عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا، اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا، شگون لینا، کسی مہینے یا تاریخ کو منحوس سمجھنا، کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا، یوں کہنا کہ خدا اور رسول ﷺ اگر چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا، کسی کے نام یا سر کی قسم کھانا، تصویر رکھنا خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کیلئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔

بدعتوں اور بُری رسموں اور بُری باتوں کا بیان

قبروں پر دھوم دھام سے میلہ کرنا، چراغ جلانا، عورتوں کو وہاں جانا، چادریں ڈالنا، پختہ قبریں بنانا،

بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا، تعزیہ یا قبر کو چومنا چاٹنا، خاک ملنا، طواف یا سجدہ کرنا، قبروں کی طرف نماز پڑھنا، مٹھائی، چاول، گلگلے وغیرہ چڑھانا، تعزیہ یا علم وغیرہ رکھنا، اس پر حلوہ، مالیدہ چڑھانا یا اس کو سلام کرنا، کسی چیز کو اچھوتی سمجھنا، محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا، مہندی، مسی نہ لگانا، مرد کے پاس نہ رہنا، لال کپڑا نہ پہننا، بی بی کی صحنک مردوں کو نہ کھانے دینا، تیجا، چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا، باوجود ضرورت کے عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا، نکاح، ختنہ، بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا، خصوصاً قرض وغیرہ کر کے ناچ رنگ وغیرہ کرنا۔ ہولی، دیوالی کی رسمیں کرنا، سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کہنا یا صرف سر پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا، دیور، جیٹھ، پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائی کے سامنے بے حجابانہ آنا یا اور کسی نامحرم کے سامنے آنا، گھڑا دریا سے گاتے بجاتے لانا، راگ، باجا گانا سننا، ڈومنیوں وغیرہ کو نچانا اور دیکھنا، اس پر خوش ہو کر ان کو انعام دینا، نسب پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کیلئے کافی سمجھنا، کسی کے نسب میں کسر ہو اس پر طعن کرنا، جائز پیشہ کو ذلیل سمجھنا، حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرنا، شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں کرنا۔ ہندوؤں کی رسمیں کرنا، دولہا کو خلاف شرع پوشاک پہنانا، کنگنا، سہرا باندھنا، مہندی لگانا، آتش بازی، ٹٹیوں وغیرہ کا سامان کرنا، فضول آرائش کرنا، گھر کے اندر عورتوں کے درمیان دولہا کو بلانا اور سامنے جانا، تاک جھانک کر اس کو دیکھنا، سیانی سمجھدار سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا۔ ان سے ہنسی دل لگی کرنا، چوتھی کھیلنا، جس جگہ دولہا دلہن لیٹے ہوں اس کے گرد جمع ہو کر باتیں سننا، جھانکنا تاکنا، اگر کوئی بات معلوم ہو جائے تو اس کو اوروں سے کہنا، مانجھے بٹھلانا اور ایسی شرم کرنا جس سے نمازیں قضا ہو جائیں، شیخی سے مہر زیادہ مقرر کرنا، غمی میں چلا کر رونا، منہ اور سینہ پیٹنا، بیان کر کے رونا، استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا، جو جو کپڑے اس کے بدن سے لگیں سب کو دھلوانا، برس روز تک یا کچھ کم زیادہ اس گھر میں اچار نہ پڑنا، کوئی خوشی کی تقریب نہ کرنا، خصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا، حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا، سادی وضع کو معیوب جاننا، مکان میں تصویریں لگانا، خاصدان، عطردان، سرمہ دانی، سلائی وغیرہ چاندی سونے کی استعمال کرنا، بہت باریک کپڑا پہننا یا بجتا زیور پہننا، لہنگا پہننا، مردوں کے مجمع میں جانا، خصوصاً تعزیہ دیکھنے اور میلوں میں جانا اور مردوں کی وضع اختیار کرنا، بدن گودوانا، خدائی رات کرنا، ٹونا ٹوٹکا کرنا، محض زیب و زینت کیلئے دیوار گیری چھت گیری لگانا، سفر کو جاتے وقت یا لوٹتے وقت غیر محرم کے گلے لپٹنا یا گلے لگانا، جینے کیلئے لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا، لڑکے کو بالا یا بلاق پہنانا، ریشمی کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا یا ہنسلی یا گھنگھرو یا اور کوئی زیور پہنانا، کم رونے کیلئے افیون کھلانا، کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا اس کا گوشت کھلانا، اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں۔ بطور نمونے اتنی بیان کر دی گئیں۔

بعض بڑے بڑے گناہ جن کے کرنیوالے پر بہت سختی آئی ہے

خدا سے شرک کرنا، ناحق خون کرنا، وہ عورتیں جن کی اولاد نہیں ہوتی کسی کی سنور میں بعض ایسے ٹوٹکے کرتی ہیں کہ یہ بچہ مر جائے اور ہماری اولاد ہو۔ یہ بھی اسی خون میں داخل ہے، ماں باپ کو ستانا، زنا کرنا، یتیموں کا

مال کھانا، جیسے اکثر عورتیں خاوند کے تمام مال پر قبضہ کرکے چھوٹے بچوں کا حصہ اڑا لیتی ہیں۔ لڑکیوں کو حصہ میراث نہ دینا، کسی عورت کو ذرا سے شبہ میں زنا کی تہمت لگانا، ظلم کرنا، کسی کو اس کے پیچھے برائی سے یاد کرنا، خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا، وعدہ کر کے پورا نہ کرنا، امانت میں خیانت کرنا، اللہ تعالیٰ کا کوئی فرض جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ چھوڑ دینا، قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینا، جھوٹ بولنا خصوصاً جھوٹی قسم کھانا، خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا یا اس طرح قسم کھانا کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو، ایمان پر خاتمہ نہ ہو، خدا کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنا، بلا عذر نماز قضا کر دینا، کسی مسلمان کو کافر یا بے ایمان یا خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کا دشمن وغیرہ کہنا، کسی کا گلہ شکوہ کرنا یا سننا، چوری کرنا، بیاج لینا، اناج کی گرانی سے خوش ہونا، مول چکا کر پیچھے سے زبردستی کم کرنا، غیر محرم کے پاس تنہائی میں بیٹھنا، جوا کھیلنا، بعض عورتیں اور لڑکیاں بد بد کے گٹے پالو کوئی کھیل کھیلتی ہیں یہ بھی جوا ہے، کافروں کی رسمیں پسند کرنا، کھانے کو برا کہنا، ناچ دیکھنا، راگ باجا سننا، قدرت ہونے پر نصیحت نہ کرنا، کسی سے مسخرا پن کر کے اس کو شرمندہ کرنا، کسی کا عیب ڈھونڈنا۔

گناہوں سے بعض دنیا کے نقصانوں کا بیان

علم سے محروم رہنا، روزی کم ہو جانا، خدا کی یاد سے وحشت ہو جانا، آدمیوں سے وحشت ہو جانا خاص کر نیک آدمیوں سے، اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا، دل میں صفائی نہ رہنا، دل میں اور بعض دفعہ تمام بدن میں کمزوری ہو جانا، طاعت سے محروم رہنا، عمر گھٹ جانا، توبہ کی توفیق نہ ہونا، کچھ دنوں میں گناہوں کی برائی دل سے جاتی رہنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو جانا، دوسری مخلوق کو اس کا نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اس پر لعنت کرنا، عقل میں فتور ہو جانا، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس پر لعنت ہونا، فرشتوں کی دعا سے محروم رہنا، پیداوار میں کمی ہونا، شرم اور غیرت کا جاتا رہنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی اس کے دل سے نکل جانا، نعمتوں کا چھن جانا، بلاؤں کا ہجوم ہو جانا، اس پر شیطانوں کا مقرر ہو جانا، دل کا پریشان رہنا، مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا، خدا کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مر جانا۔

عبادت سے بعض دنیا کے فائدوں کا بیان

روزی بڑھنا، طرح طرح کی برکت ہونا، تکلیف اور پریشانی کا دور ہو جانا، مرادوں کے پورا ہونے میں آسانی ہونا، لطف کی زندگی ہونا، مینہ برسنا، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا، اللہ تعالیٰ کا مہربان اور مددگار رہنا، فرشتوں کو حکم ہونا کہ اس کا دل مضبوط رکھو، سچی عزت اور آبرو ملنا، مرتبے بلند ہونا، سب کے دلوں میں اس کی محبت ہو جانا، قرآن کا اس کے حق میں شفا ہونا، مال کا نقصان ہو جائے تو اس کا اچھا بدل مل جانا، دن بدن نعمت میں ترقی ہونا، مال بڑھنا، دل میں راحت اور تسلی رہنا، آئندہ نسل میں نفع پہنچنا، زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا، مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا، عمر کا بڑھنا، مفلسی اور فاقہ سے بچا رہنا، تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا، اللہ تعالیٰ کا غصہ جاتا رہنا۔

وضو کا بیان

وضو کرنے والی کو چاہئے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرکے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اڑ کر اوپر نہ پڑیں اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے۔ اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے، پھر تین دفعہ کلی کرے اور مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کرے کہ سب میل کچیل جاتا رہے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو غرارہ کرکے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچائے اور اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے، پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے لیکن جس کا روزہ ہو وہ جہاں تک نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے، پھر تین دفعہ منہ دھوئے سر کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لو سے اس کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے، کہیں سوکھا نہ رہے، پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے اور انگوٹھی، چھلا، چوڑی جو کچھ ہاتھوں میں پہنے ہو ہلالے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے، پھر ایک دفعہ سارے سر کا مسح کرے، پھر کان کا مسح کرے۔ اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ برا اور منع ہے، کان کے مسح کیلئے نئے پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ سے لگا ہوا ہے وہی کافی ہے اور تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے پیروں کی انگلیوں کا خلال کرے پیر کی داہنی چھنگلی سے شروع کرے اور بائیں چھنگلی پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اس میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہے گی۔ ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے اور ایسی باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔

مسئلہ (۱) وضو میں فرض صرف چار چیزیں ہیں۔ ایک مرتبہ سارا منہ دھونا، ایک ایک مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا، ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا، ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا، بس فرض اتنا ہی ہے۔ اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲) پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، سارے سر کا مسح کرنا، ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا، کانوں کا مسح کرنا، ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا، یہ سب باتیں سنت ہیں اور اس کے سوا جو

اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔ مسئلہ (۳): جب یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دھل جائیں گے تو وضو ہو جائے گا چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو۔ جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہا لے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا پانی برستے میں باہر کھڑی ہو جائے اور وضو کے یہ اعضاء دھل جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن ثواب وضو کا نہ ملے گا۔ مسئلہ (۴): سنت یہی ہے کہ اسی طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی الٹا وضو کرے کہ پہلے پاؤں دھو ڈالے اور پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے، پھر منہ دھو ڈالے یا اور کسی طرح الٹ پلٹ کر کے وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔ مسئلہ (۵): اسی طرح اگر بایاں ہاتھ یا بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہو گیا لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ مسئلہ (۶): ایک عضو کو دھو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا عضو سوکھ جائے بلکہ اس کے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھو ڈالے۔ اگر پہلا عضو سوکھ گیا تب دوسرا عضو دھویا تو وضو ہو جائے گا لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے۔ مسئلہ (۷): ہر عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سنت ہے کہ اس پر ہاتھ بھی پھیر لے تاکہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہے سب جگہ پانی پہنچ جائے۔ مسئلہ (۸): وقت آنے سے پہلے ہی وضو اور نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔ مسئلہ (۹): جب تک کوئی مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو کرتے وقت دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے بلکہ ہر عضو کے دھوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ پڑھا کرے اور پانی کتنا ہی فراغت کا کیوں نہ ہو چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن تب بھی پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے، نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں دقت ہو نہ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے اور منہ دھوتے وقت پانی کا چھپکا زور سے منہ پر نہ مارے نہ پھنکار مار کر چھینٹیں اڑائے اور اپنے منہ اور آنکھوں کو بہت زور سے بند نہ کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں۔ اگر آنکھ یا منہ زور سے بند کیا اور پلک یا ہونٹ پر کچھ سوکھا رہ گیا یا آنکھ کے کوئے میں پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ مسئلہ (۱۰): انگوٹھی، چھلے، چوڑی، کنگن وغیرہ اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی ان کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی ان کا ہلا لینا مستحب ہے اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو ان کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہنچانا ضروری اور واجب ہے۔ نتھ کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر سوراخ ڈھیلا ہے تب ہلانا مستحب ہے اور اگر تنگ ہو کہ بے پھرائے اور ہلائے پانی نہ پہنچے گا تو منہ دھوتے وقت گھما کر اور ہلا کر پانی اندر پہنچانا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا ہو اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈالے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا دے اور پھر سے پڑھے۔ مسئلہ (۱۲): کسی کے ماتھے پر افشاں چنی ہوئی ہو اور اوپر ہی اوپر سے پانی بہا لیوے کہ افشاں نہ چھوٹنے پائے تو وضو نہیں ہوا۔ ماتھے کا سب گوند چھڑا کر منہ دھونا چاہئے۔ مسئلہ (۱۳): جب وضو کر چکے تو سورۃ انا انزلنا اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

مسئلہ (۱۴): جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے اس نماز کو جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے تحیۃ الوضو کہتے ہیں حدیث شریف میں اس کا بڑا ثواب آیا ہے۔ مسئلہ (۱۵): اگر ایک وقت وضو کیا تھا پھر دوسرا وقت آ گیا اور ابھی وضو نہیں ٹوٹا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر تازہ وضو کرلے تو بہت ثواب ملتا ہے۔ مسئلہ (۱۶): جب ایک دفعہ وضو کرلیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اس وضو سے کوئی عبادت نہ کرلے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ و منع ہے۔ اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا چاہیے۔ بغیر اس کے ٹوٹے دوسرا وضو نہ کرے ہاں اگر کم سے کم دو رکعت نماز اس وضو سے پڑھ چکی ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔ مسئلہ (۱۷): کسی کے ہاتھ یا پاؤں پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی (اور اس کے نکالنے سے ضرر ہوگا) اور بغیر اسے نکالے اوپر ہی اوپر پانی بہا دیا تو وضو درست ہے۔ مسئلہ (۱۸): وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہنچا اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا چاہیے۔ مسئلہ (۱۹): اگر ہاتھ پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہاتھ پھیر لے اس کو مسح کہتے ہیں اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔ مسئلہ (۲۰): اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں۔ پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہیے۔ مسئلہ (۲۱): اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہیے اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کرلے جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔ مسئلہ (۲۲): ہڈی کے ٹوٹ جانے کے وقت جو بانس کی کھپچیاں رکھ کر کھپچی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک کھپچی نہ کھول سکے کھپچی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کر سکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی پر ہی مسح کرے۔ مسئلہ (۲۳): کھپچی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری کھپچی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۴): اگر کھپچی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم بھی اچھا نہیں ہوا تو پھر باندھ لے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر زخم اچھا ہو گیا ہے کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے اور سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): پاخانہ پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کیچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ (۲): اگر کسی کے کوئی زخم ہو اس میں سے کیڑا نکلا یا کان

اور دکھتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دکھتی ہوں نہ ان میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ (۱۴): اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے، اس سے وضو جاتا رہے گا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹے گا۔ مسئلہ (۱۵): اگر قے ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت گرے تو اگر منہ بھر قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور منہ بھر قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور منہ بھر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مشکل سے منہ میں رکے اور اگر قے میں نرا بلغم گرے تو وضو نہیں گیا چاہے جتنا ہو۔ بھر منہ ہو یا نہ ہو سب کا ایک حکم ہے اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا چاہے کم ہو چاہے زیادہ بھر منہ ہو یا نہ ہو اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے گرے اور بھر منہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جائے گا۔ مسئلہ (۱۶): اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں کرتی تو بھر منہ ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی سی قے ہو گئی پھر جب یہ متلی جاتی رہی اور تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ (۱۷): لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گئی اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتی تو وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جائے تو وضو نہیں گیا اور اگر سجدے میں سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ (۱۸): اگر نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سو جائے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبا لے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک بھی نہ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ (۱۹): بیٹھے بیٹھے نیند کا ایک ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑی تو اگر گرنے کے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا بعد آنکھ کھلی ہو تو وضو جاتا رہا اور اگر بیٹھی جھومتی رہی گری نہیں تب بھی وضو نہیں گیا۔ مسئلہ (۲۰): اگر بے ہوش ہو گئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا۔ چاہے بے ہوشی اور جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو اور ایسے ہی اگر تمباکو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح نہیں چلا جاتا اور قدم ادھر ادھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔ مسئلہ (۲۱): اگر نماز میں اتنی زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس نے خود بھی اپنی آواز سن لی اور اس کے پاس والیوں نے بھی سن لی جیسے کھل کھلا کر ہنسنے میں سب پاس والیاں سن لیتی ہیں۔ اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسا ہوا کہ اپنے کو آواز سنائی دے مگر سب پاس والیاں نہ سن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والی سن لے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی، وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے آواز بالکل نہ نکلی تو نہ وضو گیا اور نہ نماز جائے گی۔ البتہ چھوٹی لڑکی جو ابھی جوان نہ ہوئی ہو زور سے نماز میں ہنسے یا سجدہ تلاوت میں بڑی عورت کو ہنسی آئے تو وضو نہیں جاتا۔ ہاں وہ سجدہ اور نماز جاتی رہے گی جس میں ہنسی آئی۔ مسئلہ (۲۲): مرد کے ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے مذی کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲۳): بیماری کی وجہ سے رینٹ کی طرح لیس دار پانی آگے کی راہ سے آتا ہو تو احتیاط اس کہنے میں ہے کہ وہ پانی نجس ہے اور اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ (۲۴): پیشاب یا

ہے کہ پیر بھر جائیں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھوئے پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے اس طرح کہ سارے جسم پر پانی بہہ جائے پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آ جائے اور پیر دھوئے اور اگر وضو کے وقت پیر دھو لیے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔ مسئلہ (۲) پہلے سارے جسم پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لے تب پانی بہائے تاکہ سب جگہ اچھی طرح پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔ مسئلہ (۳): غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سنت کے موافق ہے اس میں سے بعض چیزیں فرض ہیں ان کے بغیر غسل درست نہیں ہوتا آدمی ناپاک رہتا ہے۔ اور بعض چیزیں سنت ہیں ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل ہو جاتا ہے۔ فرض صرف تین چیزیں ہیں۔ اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے، ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے، سارے بدن پر پانی پہنچانا۔ مسئلہ (۴): غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور پانی بہت زیادہ نہ پھینکے اور نہ بہت کم لے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ اسے کوئی نہ دیکھے اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔ مسئلہ (۵): اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پائے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے چاہے کھڑی ہو کر نہائے یا بیٹھ کر۔ اور چاہے غسل خانہ کی چھت پٹی ہو یا نہ پٹی ہو لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے اور ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک دوسری عورت کے سامنے بھی بدن کھولنا گناہ ہے، اکثر عورتیں دوسری کے سامنے بالکل ننگی ہو کر نہاتی ہیں یہ بڑی بری اور بے غیرتی کی بات ہے۔ مسئلہ (۶): جب سارے بدن پر پانی خوب پڑ جائے اور کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے تو غسل ہو جائے گا چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو تو اگر پانی برستے میں ٹھنڈی ہونے کی غرض سے کھڑی ہو گئی یا حوض وغیرہ میں گر پڑی اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کر لی اور ناک میں پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا یا پڑھ کر پانی دم کرنا بھی ضروری نہیں چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے ہر حال میں آدمی پاک ہو جاتا ہے بلکہ نہاتے وقت کلمہ یا کوئی اور دعا نہ پڑھنا بہتر ہے اس وقت کچھ نہ پڑھے۔ مسئلہ (۷): اگر بدن میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گئی یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا۔ مسئلہ (۸): اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھو لے لیکن ہاتھ فقط پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا پانی لے کر اس جگہ بہا لینا چاہیے۔ اور اگر کلی کرنا بھول گئی ہو تو اب کلی کر لے اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے غرض کہ جو چیز رہ گئی ہو اب اس کو کر لے نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۹): اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے تو سر چھوڑ کر اور سارا بدن دھو لیوے تب بھی غسل درست ہو گیا۔ لیکن جب اچھی ہو جائے تو اب سر دھو ڈالے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۱۰): پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے اگر پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۱): اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوگا اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پائے اور اگر بغیر کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگووے۔ مسئلہ (۱۲): نتھ اور بالیوں اور انگوٹھی چھلوں کو خوب ہلالے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جائے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تب بھی قصد کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو البتہ اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا اب بھی مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۳): اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا دے۔ مسئلہ (۱۴): اگر ہاتھ پاؤں پھٹ گئے ہوں اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھری ہو تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۵): کان اور ناک میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیے، پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۶): نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا کیونکہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے کلی کرے یا نہ کرے البتہ اگر اس طرح پانی پی لے کہ سارے منہ بھر میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے کلی کر لینا چاہیے۔ مسئلہ (۱۷): اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں پر تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا غسل ہو گیا۔ مسئلہ (۱۸): اگر دانتوں کے بیچ میں ڈلی کا ٹکڑا اٹک گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے اگر اس کی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۹): ماتھے پر افشاں چنی ہو یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا ڈالے اور افشاں دھو ڈالے۔ اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچے گا اوپر ہی اوپر سے بہہ جائے گا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲۰): اگر مسی کی دھڑی جمائی ہے تو اس کو چھڑا کر کلی کرے نہیں تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲۱): کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لیے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو چھڑائے گی تو اس کے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے بغیر اس کے چھڑائے نہ وضو درست ہے نہ غسل۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان

مسئلہ (۱): سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آئے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے مرد کے ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنے سے نکلے یا اور کسی طرح سے نکلے ہر حال میں غسل واجب ہے۔ مسئلہ (۲): اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہے چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ **تنبیہ**۔ جوانی کے جوش کے وقت اول اول جو پانی نکلتا ہے اور اس

کے نکلنے سے جوش زیادہ ہو جاتا ہے کم نہیں ہوتا اس کو مذی کہتے ہیں اور خوب مزا آ کر جب جی بھر جاتا ہے اس وقت جو نکلتا ہے اس کو منی کہتے ہیں اور پہچان ان دونوں کی یہی ہے کہ منی نکلنے کے بعد جی بھر جاتا ہے اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور مذی کے نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے اور مذی پتلی ہوتی ہے اور منی گاڑھی ہوتی ہے۔ سو فقط مذی کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ (۳): جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی جائے اور چھپ جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے، چاہے منی نکلے یا نہ نکلے مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو تب بھی غسل واجب ہے لیکن پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۴): جو خون آگے کی راہ سے ہر مہینہ آیا کرتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ جب یہ خون بند ہو جائے تو غسل کرنا واجب ہے اور جو خون بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اس کے بند ہونے پر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چار چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے، جوش کے ساتھ منی نکلنا، مرد کی سپاری کا اندر چلا جانا، حیض و نفاس کے خون کا بند ہو جانا۔ مسئلہ (۵): چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل واجب نہیں لیکن عادت ڈالنے کیلئے اس سے غسل کرانا چاہیے۔ مسئلہ (۶): سوتے میں مرد کے پاس رہنے اور صحبت کرنے کا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر منی نکل آئی ہو تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو لیکن یہ خیال ہو کہ یہ مذی ہے منی نہیں ہے تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۷): اگر تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا پھر نہانے کے بعد اور منی نکل آئی تو پھر نہانا واجب ہے اور اگر نہانے کے بعد شوہر کی منی نکلی جو عورت کے اندر تھی تو غسل درست ہو گیا پھر نہانا واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): بیماری یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہ تھی تو غسل واجب نہیں البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ (۹): میاں بیوی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو۔ تو دونوں نہا لیں احتیاط اسی میں ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ یہ کس کی منی ہے۔ مسئلہ (۱۰): جب کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۱): جب کوئی مردے کو نہلائے تو نہلانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۲): جس پر نہانا واجب ہے وہ اگر نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہیے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھوئے اور کلی کر لے تب کھائے پیئے اور اگر ہاتھ منہ دھوئے بغیر کھا پی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۳): جس کو نہانے کی ضرورت ہے اس کو قرآن مجید کا چھونا اور اس کا پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا اور درود شریف پڑھنا جائز ہے اور اس قسم کے مسئلوں کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ حیض کے بیان میں اچھی طرح سے بیان کریں گے وہاں دیکھ لینا چاہیے۔ مسئلہ (۱۴): تفسیر کی کتابوں کو بغیر نہائے اور بے وضو چھونا مکروہ ہے اور ترجمہ دار قرآن کو چھونا بالکل حرام ہے۔

چاہے وضو کرے۔ اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھائی دیتی ہے جیسے مردہ کتا تو جدھر پڑا ہو اس طرف وضو نہ کرے اس کے سوا اور جس طرف چاہے کرے البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائیگا۔ مسئلہ (۱۲): اگر بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو وہ حوض بھی دہ دردہ کے مثل ہے۔ مسئلہ (۱۳): چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالہ چلا تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم ناپاک ہے تو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور اتنی ہو کہ سب پانی اس سے مل کر آتا ہو تو وہ پانی نجس ہے۔ مسئلہ (۱۴): اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ میں آ جائے۔ مسئلہ (۱۵): دہ دردہ حوض میں جہاں دھوون گرا ہے اگر وہیں سے پھر پانی اٹھا لیوے تو بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۱۶): اگر کوئی کافر یا لڑکا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا لیکن چونکہ چھوٹے بچے کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے جب تک کوئی اور پانی ملے اسکے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۷): جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جائے جس کا بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی، بھڑ، بھینج، بچھو، شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔ مسئلہ (۱۸): جس چیز کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا پاک رہتا ہے جیسے مچھلی، مینڈک، کچھوا، کیکڑا وغیرہ۔ اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مر جائے جیسے سرکہ، شیرہ، دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نہ اس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے اور نہ اس کے مرنے سے لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جائے گی۔ فائدہ: دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلی لگی ہوتی ہے اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔ مسئلہ (۱۹): جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اسکی پیدائش پانی کی نہ ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب و نجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی اسی طرح اگر مینڈک مر کر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہو جاتا ہے۔ مسئلہ (۲۰): مینڈک، کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مر کر بالکل گل جائے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں مل جائے تو بھی پانی پاک ہے لیکن اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں البتہ وضو اور غسل اس سے کر سکتے ہیں۔ مسئلہ (۲۱): دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانیکا ڈر ہے۔ اس لئے اس سے وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۲۲): مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کر لیں کہ پانی مر جائے اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔ مسئلہ (۲۳): کتا، بندر، بلی، شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ

ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۴): مردار کے بال اور سینگ اور ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں اگر پانی میں پڑ جائیں تو نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جائے گا۔ مسئلہ (۲۵): آدمی کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں لیکن ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں بلکہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہئے۔

کنوئیں کا بیان

مسئلہ (۱): جب کنوئیں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت۔ سارا پانی نکالنا چاہئے جب سارا پانی نکل جائے گا تو پاک ہو جائے گا۔ کنوئیں کے اندر کے کنکر دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں وہ سب آپ ہی آپ پاک ہو جائیں گے اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنوئیں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہو جائیں گے۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ: سب پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ (۲): کنوئیں میں کبوتر یا گوریا چڑیا کی بیٹ گر گئی تو نجس نہیں ہوا اور مرغی اور بطخ کی نجاست سے نجس ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔ مسئلہ (۳): کتا، بلی، گائے، بکری وغیرہ پیشاب کر دے یا کوئی اور نجاست گر پڑے تو سب پانی نکالا جائے گا۔ مسئلہ (۴): اگر آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کر مر جائے تو سارا پانی نکالا جائے اور اگر باہر مرے پھر کنوئیں میں گر پڑے تب بھی یہی حکم ہے کہ سب پانی نکالا جائے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی جاندار چیز کنوئیں میں مر جاوے اور پھول جاوے یا پھٹ جاوے تب بھی سب پانی نکالا جاوے چاہے چھوٹا جانور ہو یا بڑا۔ اگر چوہا یا چڑیا مر کر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی نکالنا چاہئے۔ مسئلہ (۶): اگر چوہا یا چڑیا یا اسی کے برابر کوئی اور چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے اور تیس ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں۔ اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی کے نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔ مسئلہ (۷): بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ڈول نکالنا چاہئے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۸): اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔ مسئلہ (۹): کنوئیں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے نکالنا چاہئے اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگا لینا چاہئے اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں اور اگر چار ڈول سماتا ہو تو چار ڈول سمجھنا چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جتنے ڈول پانی اس میں سماتا ہو اسی کے حساب سے کھینچا جائے گا۔ مسئلہ (۱۰): اگر کنوئیں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی کھینچا نکل

سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور نکل آتا ہے تو جتنا پانی اس میں اس وقت موجود ہے
اندازہ کر کے اسی قدر پانی نکال ڈالیں۔
فائدہ:- پانی کا اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگاتار سو ڈول پانی
نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا۔ اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب لگا لو کہ سو ڈول میں ایک ہاتھ پانی ٹوٹا
تو پانچ ہاتھ پانی پانچ سو ڈول میں نکل جائے گا۔ دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو اور اس کا اندازہ آتا ہو
ایسے دو دیندار مسلمانوں سے اندازہ کرا لو جتنا وہ کہیں نکلوا دو اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تین سو
ڈول نکلوا لیں۔ مسئلہ (۱۱): کنوئیں میں مرا ہوا چوہا یا کوئی اور جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور
ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو جن لوگوں نے اس کنوئیں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی نمازیں دہرا دیں اور
اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں پھر ان کو دھونا چاہئے اور اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات
کی نمازیں دہرانا چاہئے۔ یہ بات تو احتیاط کی ہے ورنہ بعض عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنوئیں کا ناپاک
ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے اس سے پہلے کی نماز وضو سب درست ہے۔ اگر کوئی اس پر عمل
کرے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے لئے
کنوئیں میں اترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر کوئی نجاست نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا ایسے ہی اگر کافر
اترے اور اس کے کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو
جائے گا اور سب پانی نکالنا پڑے گا۔ اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کہ کپڑا پاک ہے یا ناپاک تب بھی کنواں پاک
سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر دل کی تسلی کیلئے بیس یا تیس ڈول نکلوا دیں تب بھی کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۱۳): کنوئیں
میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے کچھ نہ نکالا جائے۔ مسئلہ (۱۴): چوہے کو بلی نے پکڑا اور
اس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون سے بھرا ہوا کنوئیں میں گر پڑا تو سارا پانی
نکالا جائے۔ مسئلہ (۱۵): چوہا نابدان سے نکل کر بھاگا اور اس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنوئیں میں گر پڑا
تو سارا پانی نکالا جائے چاہے چوہا کنوئیں میں مر جائے یا زندہ نکلے۔ مسئلہ (۱۶): چوہے کی دم کٹ کر گر پڑے تو
سارا پانی نکالا جائے اسی طرح وہ چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کی دم گرنے سے بھی سب پانی نکالا
جائے گا۔ مسئلہ (۱۷): جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو
دیکھنا چاہئے کہ وہ چیز کیسی ہے اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہو گئی ہے جیسے
ناپاک کپڑا، ناپاک گیند، ناپاک جوتا تب اس کا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں۔ اگر وہ چیز ایسی ہے
کہ خود ناپاک ہے جیسے مردہ جانور، چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہے اس وقت
تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا اور جب یہ یقین ہو جائے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔
مسئلہ (۱۸): جتنا پانی کنوئیں میں سے نکالنا ضروری ہو چاہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کئی دفعہ کر
کے نکالیں ہر طرح پاک ہو جائے گا۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ (۱): آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے بددین ہو یا حیض سے ہو یا ناپاک ہو یا نفاس میں ہو، ہر حال میں پاک ہے، اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے البتہ اگر اس کے منہ یا ہاتھ میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جائے گا۔ مسئلہ (۲): کتے کا جھوٹا نجس ہے اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا۔ دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جائے۔ مسئلہ (۳): سور کا جھوٹا بھی نجس ہے اسی طرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے چیر پھاڑ کر کھانے والے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔ مسئلہ (۴): بلی کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے تو اور پانی ہوتے ہوئے اس سے وضو نہ کرے البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرلے۔ مسئلہ (۵): دودھ سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہو تو اسے نہ کھائے اور اگر غریب آدمی ہو تو کھا لے اس میں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کے لئے مکروہ بھی نہیں ہے۔ مسئلہ (۶): اگر بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جائے گا اور جو تھوڑی دیر ٹھہر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہو گا بلکہ مکروہ ہی رہے گا۔ مسئلہ (۷): کھلی ہوئی مرغیاں جو ادھر ادھر گندی چیزیں کھاتی پھرتی ہیں ان کا جھوٹا مکروہ ہے اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔ مسئلہ (۸): شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ، باز وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے لیکن جو پلا ہوا ہو اور مردار نہ کھانے پائے اور اس کی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا شبہ نہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے۔ مسئلہ (۹): حلال جانور جیسے مینڈھا، بکری، بھیڑ، گائے، بھینس، ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیاں جیسے مینا، طوطا، فاختہ، گوریا ان سب کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ مسئلہ (۱۰): جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر چوہا روٹی کتر کر کھا جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے تب کھائے۔ مسئلہ (۱۲): گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے تو اگر کہیں فقط گدھے خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور چاہے پہلے وضو کرے اور چاہے پہلے تیمم کرے دونوں اختیار ہیں۔ مسئلہ (۱۳): جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ بھی مکروہ ہے۔ گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے کپڑے اور بدن پر لگ جائے تو دھونا واجب نہیں لیکن دھو ڈالنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۴): کسی نے بلی پالی وہ پاس آکر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے اس کو دھو ڈالنا چاہئے اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔ مسئلہ (۱۵): غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لئے مکروہ ہے جبکہ معلوم ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تیمم کا بیان

مسئلہ (۱): اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت تیمم کرلے اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچا ہے یا آدمی تو نہیں ملا لیکن کسی نشانی سے خود اس کا دل کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو ضروری ہے بے ڈھونڈے تیمم کرنا درست نہیں ہے اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب ہے۔ فائدہ: میل شرعی میل انگریزی سے ذرا زیادہ ہوتا ہے یعنی انگریزی ایک میل اور اس کا آٹھواں حصہ یہ سب مل کر ایک میل شرعی ہوتا ہے۔ مسئلہ (۲): اگر پانی کا پتہ چل گیا لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمم کر لینا درست ہے چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو۔ تھوڑی دور جانے کیلئے نکلی ہو۔ مسئلہ (۴): اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے اس لئے کنوئیں سے پانی نکال نہیں سکتی نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے تو بھی تیمم درست ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کہیں پانی مل گیا لیکن بہت تھوڑا ہے۔ تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ دونوں پیر دھو سکے تو تیمم کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھوئے اور سر کا مسح کرلے اور کلی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمم کرلے۔ مسئلہ (۶): اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گی تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھی ہوگی تب بھی تیمم درست ہے لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمم کرنا درست ہے۔ مسئلہ (۷): اگر پانی قریب ہے یعنی یقیناً ایک میل سے کم دور ہے تو تیمم کرنا درست نہیں، جا کر پانی لانا اور وضو کرنا واجب ہے۔ مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمم کر لینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جائے ناجائز اور حرام ہے۔ برقع اوڑھ کر یا سارے بدن سے چادر لپیٹ کر جانا واجب ہے البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور ان کے سامنے منہ ہاتھ نہ کھولے۔ مسئلہ (۸): جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمم کرتی رہے چاہے جتنے دن گزر جائیں کچھ خیال اور وسوسہ نہ لائے جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمم سے بھی ہو جاتی ہے یہ نہ سمجھے کہ تیمم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۹): اگر پانی مول بکتا ہے تو اگر اس کے پاس دام نہ ہوں تو تیمم کر لینا درست ہے اور اگر دام پاس ہوں اور راستہ میں کرایہ بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑے گی اس سے زیادہ بھی ہے تو خریدنا واجب ہے البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے اور اگر کرایہ وغیرہ راستہ کے خرچ سے زیادہ دام نہیں ہیں تو بھی خریدنا واجب نہیں تیمم

کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر اس میں گرم ہو جائے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہو یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمم کر لے۔ مسئلہ (۱۲): اگر کسی میدان میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی تو تیمم اور نماز دونوں درست ہیں جب معلوم ہو دوہرانا ضروری نہیں۔ مسئلہ (۱۳): اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھا کرو اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گی تو پانی مل جائے گا تو بے مانگے ہوئے تیمم کرنا درست نہیں اور اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہیں دے گا تو بے مانگے بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے لیکن اگر نماز کے بعد اس سے پانی مانگا اور اس نے دے دیا تو نماز کو دوہرانا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۴): اگر زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمم کرنا درست نہیں زمزمیوں کو کھول کر اس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۵): کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا اس لئے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہو تو وضو نہ کرے تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۶): اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کر لے۔ پھر اگر تیمم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کیلئے تیمم نہ کرے بلکہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہئے اور اگر تیمم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمم کیا ہو تو یہی تیمم غسل و وضو دونوں کیلئے کافی ہے۔ مسئلہ (۱۷): تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ پر مل لے پھر دوسری دفعہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے چوڑیوں۔ کنگنوں وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے اگر اس کے گمان میں بال برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم نہ ہو گا۔ انگوٹھی چھلے اتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے۔ انگلیوں میں خلال کر لے۔ جب یہ دونوں چیزیں کر لیں تو تیمم ہو گیا۔ مسئلہ (۱۸): مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ بانہوں اور منہ پر بھبھوت نہ لگ جائے اور صورت نہ بگڑے۔ مسئلہ (۱۹): زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اس پر بھی تیمم درست ہے جیسے مٹی ریت پتھر گچ چونا ہڑتال سرمہ گیرو وغیرہ اور جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے تیمم درست نہیں جیسے سونا چاندی رانگا گیہوں لکڑی کپڑا اناج وغیرہ۔ ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ ان پر تیمم درست ہے۔ مسئلہ (۲۰): جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اس پر تیمم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل جائے اس پر تیمم درست نہیں۔ اسی طرح راکھ پر بھی تیمم درست نہیں۔ مسئلہ (۲۱): تانبے کے برتن اور تکیے اور گدے وغیرہ کپڑے پر تیمم کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر اس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب اڑتی ہے اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو تیمم درست ہے اور اگر ہاتھ مارنے سے ذرا ذرا گرد اڑتی ہو تو بھی اس پر تیمم درست نہیں ہے اور مٹی کے گھڑے بدھنے پر تیمم درست ہے چاہے اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا پانی نہ ہو لیکن اگر اس پر روغن پھرا ہوا ہو تو تیمم درست نہیں۔ مسئلہ (۲۲): اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمم

درست ہے بلکہ اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے۔ ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے چاہے اس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو۔ مسئلہ (۲۳): کیچڑ سے تیمم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنا کپڑا کیچڑ سے بھر لے جب وہ سوکھ جائے تو اس سے تیمم کر لے۔ البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمم کر لے نماز قضا نہ ہونے دے۔ مسئلہ (۲۴): اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی نماز اس پر درست ہے لیکن اس زمین پر تیمم کرنا درست نہیں جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر نہ معلوم ہو تو وہم نہ کرے۔ مسئلہ (۲۵): جس طرح وضو کی جگہ تیمم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمم درست ہے ایسے ہی جو عورت حیض اور نفاس سے پاک ہوئی ہو مجبوری کے وقت اس کو بھی تیمم درست ہے وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔ مسئلہ (۲۶): اگر کسی کو بتلانے کیلئے تیمم کر کے دکھلا دیا لیکن دل میں اپنے تیمم کرنے کی نیت نہیں بلکہ فقط اس کو دکھلانا مقصود ہے تو اس کا تیمم نہ ہوگا۔ کیونکہ تیمم درست ہونے میں تیمم کرنے کا ارادہ ہونا ضروری ہے تو جب تیمم کرنے کا ارادہ نہ ہو فقط دوسرے کو بتانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمم نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲۷): تیمم کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کرے کہ میں پاک ہونے کیلئے تیمم کرتی ہوں یا نماز پڑھنے کیلئے تیمم کرتی ہوں تو تیمم ہو جائے گا اور یہ ارادہ کرنا کہ میں غسل کا تیمم کرتی ہوں یا وضو کا کچھ ضروری نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۸): اگر قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک نماز کیلئے تیمم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمم سے درست ہے۔ مسئلہ (۲۹): کسی کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمم کرے دونوں کیلئے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ (۳۰): کسی نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں وہی نماز تیمم سے درست ہو گئی۔ مسئلہ (۳۱): اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے اگر پانی لینے کو جائے گی تو نماز کا وقت جاتا رہے گا تو بھی تیمم درست نہیں ہے پانی لائے اور نماز قضا پڑھے۔ مسئلہ (۳۲): پانی موجود ہوتے وقت قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمم کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۳۳): اگر آگے چل کر پانی ملنے کی امید ہو تو بہتر ہے کہ اول نماز نہ پڑھے بلکہ پانی کا انتظار کرے لیکن اتنی دیر نہ لگائے کہ وقت مکروہ ہو جائے اور پانی کا انتظار نہ کیا اول ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳۴): اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ ریل پر سے اترے گی تو ریل چل جائے گی تب بھی تیمم درست ہے یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمم درست ہے۔ مسئلہ (۳۵): اسباب کے ساتھ پانی بندھا ہوا تھا لیکن یاد نہیں رہا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ میرے اسباب میں تو پانی بندھا ہوا ہے تو اب نماز کا دہرانا واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۶): جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تیمم

طرف رکھے انگلیاں تو سیدھی موزہ پر رکھ دیوے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر ان کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جائے اور اگر انگلیوں کیساتھ ساتھ ہتھیلی بھی رکھ دے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچ کر لے جائے تو بھی درست ہے۔ مسئلہ (۷): اگر کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لائے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے ایسے ہی اگر لمبائی میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کے چوڑائی میں مسح کرے تو بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ مسئلہ (۸): اگر تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزہ کے اغل بغل میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ مسئلہ (۹): اگر پوری انگلیوں کو موزہ پر نہیں رکھا بلکہ فقط انگلیوں کا سر موزہ پر رکھ دیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزہ کو لگ جائے تو درست ہو جائے گا۔ مسئلہ (۱۰): مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے اور اگر کوئی ہتھیلی کے اوپری طرف مسح کرے تو بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلی یا بھیگی گھاس میں چلی جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔ مسئلہ (۱۲): ہاتھ کی تین انگلیاں بھر بھر موزہ پر مسح کرنا فرض ہے اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۳): جو چیز وضو کو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے تو اگر کسی کا وضو نہیں ٹوٹا لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا اب دونوں پیر دھولے پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۴): اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۵): اگر مسح کی مدت پوری ہو گئی تو بھی مسح جاتا رہا اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزہ اتار کر پورا وضو کرے۔ مسئلہ (۱۶): موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اس لئے موزہ کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا دوسرا موزہ بھی اتار دے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھوئے۔ مسئلہ (۱۷): جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہے تو مسح درست ہے۔ مسئلہ (۱۸): اگر موزہ کی سیون کھل گئی لیکن اس میں سے پیر نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست ہے اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھائی دیتا تو مسح درست نہیں۔ مسئلہ (۱۹): اگر ایک موزہ میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزے میں ایک انگلی کے برابر تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے۔ اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں۔ اور اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔ مسئلہ (۲۰): کسی نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گزرنے نہ پایا تھا کہ مسافرت ہو گئی تو تین دن رات تک مسح کرتی رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گزر جائے تو مدت ختم ہو چکی پیر دھو کر پھر موزہ پہنے۔ مسئلہ (۲۱): اگر مسافرت میں مسح کرتی تھی پھر گھر پہنچ گئی تو اگر ایک دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اتار دے اب اس پر مسح

درست نہیں ہوا اگر ابھی ایک دن رات بھی پورا نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کرے اس سے زیادہ تک مسح کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۲۲): اگر جراب کے اوپر موزہ پہنے ہے تب بھی موزہ پر مسح درست ہے۔ مسئلہ (۲۳): جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر ان پر چمڑا چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزے پر چمڑا نہ چڑھایا ہو بلکہ مردانہ جوتا کی شکل پر چمڑا لگا دیا گیا ہو یا بہت گاڑھے اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے خود آپ ہی آپ ٹھہرے رہتے ہوں اور ان کو پہن کر تین چار میل راستہ بھی چل سکتی ہو تو ان صورتوں میں جراب پر بھی مسح کرنا درست ہے۔ مسئلہ (۲۴): برقع اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ دوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حیض اور استحاضہ کا بیان

مسئلہ (۱): ہر مہینے میں آگے کی راہ سے جو معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کہ کسی بیماری کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے اور اگر دس دن سے زیادہ خون آیا ہے تو جتنے دن دس سے زیادہ آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۳): اگر تین دن تو ہو گئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کو صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور دوشنبہ کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۴): حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، خاکی یعنی مٹیالا، سیاہ جو رنگ آوے سب حیض ہے۔ جب تک گدی بالکل سپید نہ دکھائی دیوے اور جب گدی بالکل سپید رہے جیسی کہ رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہو گئی۔ مسئلہ (۵): نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا اس لیے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے اور اگر پچپن برس کے بعد کچھ نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے۔ اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۶): کسی کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا۔ پھر کسی مہینے میں زیادہ آ گیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض ہے باقی استحاضہ ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں نو دن یا دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحظہ بھی زیادہ خون آئے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہے۔ مسئلہ (۷): ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آ جاتا ہے تو یہ سب حیض ہے ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آئے تو دیکھو کہ اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے

ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۸): کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا پھر ایک مہینہ میں پانچ دن خون آیا اس کے بعد دوسرے مہینے میں پندرہ دن خون آیا تو ان پندرہ دنوں میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور دس دن استحاضہ ہے اور پہلی عادت کا اعتبار نہ کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہو گئی۔ مسئلہ (۹): کسی کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینہ میں کتنے دن خون آیا تھا تو اس کے مسئلے بہت باریک ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور ایسا اتفاق بھی کم پڑتا ہے اس لئے ہم اس کا حکم بیان نہیں کرتے اگر کبھی ضرورت پڑے تو کسی بڑے عالم سے پوچھ لینا چاہئے اور کسی ایسے ویسے معمولی مولوی سے ہرگز نہ پوچھے۔ مسئلہ (۱۰): کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آئے سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آئے تو پورے دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۱۱): کسی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اس دن سے لیکر دس دن رات حیض ہے اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔ مسئلہ (۱۲): دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں سو اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک خون نہ آوے گا پاک رہے گی۔ مسئلہ (۱۳): اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن تک پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔ مسئلہ (۱۴): اور اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے ادھر ادھر ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۱۵): اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا۔ سو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینہ کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ حیض آنے کا معمول ہے پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ خون آیا۔ پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا برابر خون آیا کیا سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے۔ اور اگر چوتھی یا پانچویں چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں۔ اور تین دن اول کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۱۶): حمل کے زمانہ میں جو خون آئے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے چاہے جتنے دن آئے۔ مسئلہ (۱۷): بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نہ نکل آئے تب تک جو خون آئے گا اس کو استحاضہ ہی کہیں گے۔

حیض کے احکام کا بیان

مسئلہ (۱): حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا۔ پاک ہونے کے بعد قضا رکھنے پڑیں گے۔ مسئلہ (۲): اگر فرض نماز پڑھنے میں حیض آ گیا تو وہ نماز بھی معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے اور اگر نفل یا سنت میں حیض آ گیا تو اس کی قضا پڑھنی پڑے گی۔ اور اگر آدھے روزہ کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضا رکھے۔ اگر نفل روزہ میں حیض آجائے تو اس کی بھی قضا رکھے۔ مسئلہ (۳): اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی معاف ہو گئی۔

مسئلہ (۴): حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرنا درست نہیں اور صحبت کے سوا اور سب باتیں درست ہیں جن میں عورت کے ناف سے لیکر گھٹنے تک جسم مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو یعنی ساتھ کھانا پینا، لیٹنا وغیرہ درست ہے۔ مسئلہ (۵): کسی کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت ہو اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک نہا نہ لیوے تب تک صحبت کرنا درست نہیں۔ اور اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گزر جائے کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جائے تب صحبت درست ہے۔ اس سے پہلے درست نہیں۔ مسئلہ (۶): اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آ کر بند ہو گیا تو نہا کر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو لیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں ہے کہ شاید پھر خون آجائے۔

مسئلہ (۷): اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہو جائے اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔ مسئلہ (۸): اگر ایک یا دو دن خون آ کر بند ہو گیا تو نہانا واجب نہیں ہے وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر پندرہ دن گزرنے سے پہلے خون آجائے تو اب معلوم ہوگا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا۔ حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گزر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ وہ استحاضہ تھا۔ سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھنا چاہئے۔ مسئلہ (۹): تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے۔ اگر پورے دس دن رات یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں کچھ قضا نہ پڑھنا پڑے گی۔ اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اس لئے یہ سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے۔ یہ سب استحاضہ ہے۔ بس گیارہویں دن نہائے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے۔ اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔ مسئلہ (۱۰): اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو لے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ

کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جاتی ہے اور قضا پڑھنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو وہ نماز معاف ہے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۱): اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضا پڑھنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۲): اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح سے رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا بلکہ اس کی بھی قضا رکھنی پڑے گی۔ مسئلہ (۱۳): اور رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ پھرتی سے غسل تو کر لے گی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ سکے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کر لے اور صبح کو نہا لیوے اور جو اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کو روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا رکھے۔ مسئلہ (۱۴): جب خون سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آوے تب سے حیض شروع ہو جاتا ہے اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پاوے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگاویں گے جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آ جائے یا روئی وغیرہ کو کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔ مسئلہ (۱۵): پاک عورت نے فرج داخل میں گدی رکھ لی تھی جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگا دیں گے۔

استحاضہ اور معذور کے احکام کا بیان: مسئلہ (۱): استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کی نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو ایسی عورت نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے قضا نہ کرنی چاہئے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲): جس کو استحاضہ ہو یا ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کوئی ساعت بند نہیں ہوتا یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے جب تک وقت رہے گا تب تک اس کا وضو باقی رہے گا۔ البتہ جس بیماری میں وہ مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہے گا اور پھر سے کرنا پڑے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کسی عورت کو استحاضہ ہوا اور اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہے گا نکسیر یا استحاضہ کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا البتہ اگر پاخانہ پیشاب کیا یا سوئی چبھوئی اس سے خون نکل آیا تو وضو جاتا رہے گا [illegible] جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا وقت آ گیا تو

اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اسی وضو سے فرض، نفل
جو نماز چاہے پڑھے۔ مسئلہ (۳): اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ
سکتی دوسرا وضو کرنا چاہیے۔ اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے
ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب عصر کا وقت آوے گا تب نیا وضو کرنا پڑیگا۔ ہاں اگر کسی اور
وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو یہ اور بات ہے۔ مسئلہ (۴): کسی کے ایک زخم تھا کہ ہر دم بہا کرتا تھا اس نے وضو
کیا۔ پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔ مسئلہ (۵): آدمی معذور جب بنتا
ہے اور یہ حکم اس وقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گزر جائے کہ خون برابر بہا کرے اور اتنا
بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز
پڑھ سکتی ہے تو اس کو معذور نہ کہیں گے اور جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اس پر نہ لگاویں گے۔ البتہ جب پورا ایک
وقت اسی طرح گزر گیا کہ اس کو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو یہ معذور ہو گئی۔ اب اس کا وہی حکم
ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے پھر جب دوسرا وقت آئے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے بلکہ
وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آ جایا کرے اور سارے وقت بند رہے تب بھی معذوری باقی رہے گی ہاں اگر
اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہی اب اس کا حکم یہ
ہے کہ جتنی دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ مسئلہ (۶): ظہر کا وقت کچھ ہو لیا تھا
جب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت تک انتظار کرے اگر بند ہو جائے تو خیر نہیں تو وضو کر کے نماز
پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہا کیا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہ ملی تو اب عصر کا وقت
گزرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگاویں گے۔ اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور
نہیں ہے۔ جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ سب درست نہیں ہوئیں پھر سے پڑھے۔ مسئلہ
(۷): ایسی معذور عورت نے پیشاب پاخانہ یا ہوا کے نکلنے کی وجہ سے وضو کیا اور جب وضو کیا تھا اس وقت
خون بند تھا۔ جب وضو کر چکی تب خون آیا تو اس خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ جو وضو نکسیر
استحاضہ کے سبب کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر استحاضہ کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ (۸): اگر یہ خون وغیرہ
کپڑے پر لگ جائے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جائے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں
ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی نہ بھرے گا بلکہ نماز طہارت سے ادا ہو جائے گی تو دھو ڈالنا واجب ہے اگر
ایک روپے سے بڑھ جائے تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔

نفاس کا بیان: مسئلہ (۱): بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔
زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں۔ اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی آ کر خون بند ہو جائے
تو وہ بھی نفاس ہے۔ مسئلہ (۲): اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے تب بھی جننے کے بعد نہانا

واجب ہے۔ مسئلہ (۳): آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا۔ اس وقت جو خون آئے وہ بھی
نفاس ہے۔ اگر آدھے سے کم نکلا تھا۔ اس وقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے۔ اگر ہوش و حواس باقی ہوں تو اس
وقت بھی نماز پڑھے نہیں تو گنہگار ہوگی۔ نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضا نہ کرے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے
سے بچہ کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے۔ مسئلہ (۴): کسی کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن
گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ بھی نفاس ہے۔ اور اگر بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ
نفاس نہیں۔ پس اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے اور اگر حیض نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا
زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۵): اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر
پہلے پہل یہی بچہ ہوا تھا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے۔ پس چالیس دن کے
بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کرے خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے
پہلے جن چکی ہے اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن
نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۶): کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی
ہے لیکن تیس دن گزر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہائے اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ
سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔
اس لئے اب فوراً غسل کر ڈالے اور دس دن کی نمازیں قضا پڑھے۔ مسئلہ (۷): اگر چالیس دن سے پہلے
خون نفاس کا بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کرے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز
شروع کرے ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔ مسئلہ (۸): نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ
معاف نہیں بلکہ اس کی قضا رکھنی چاہئے اور روزہ و نماز اور صحبت کرنے کے یہاں بھی وہی مسئلے ہیں جو اوپر بیان ہو
چکے ہیں۔ مسئلہ (۹): اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچے سے لی
جائے گی اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا دو ایک مہینے کے بعد ہوا تو دوسرے بچے سے نفاس کا حساب نہ کریں گے۔

نفاس اور حیض وغیرہ کے احکام کا بیان

مسئلہ (۱): جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا
طواف کرنا۔ اور کلام مجید کا پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں۔ البتہ اگر کلام مجید جزدان میں ہو یا رومال میں
لپیٹا ہوا ہو یا اس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کہ اتارنے سے
اتر سکے تو اس حالت میں قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ مسئلہ (۲): جس کا وضو نہ ہو اس کو بھی کلام
مجید کا چھونا درست نہیں۔ البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ (۳): جس روپیہ پیسہ یا طشتری یا
تعویذ میں یا کسی اور چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی چھونا ان لوگوں کیلئے درست نہیں۔ البتہ
اگر کسی تھیلی یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ مسئلہ (۴): کرتے

کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کا پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ اس سے پکڑ کر اٹھانا جائز ہے۔ مسئلہ (۵): اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن وہ آدھی آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی سی آیت کے برابر ہو جائے۔ مسئلہ (۶): اگر الحمد کی پوری سورۃ دعا کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن کریم میں آئی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ دعا ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ اور یہ دعا ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ آخر تک جو سورۂ بقرہ کے اخیر میں لکھی ہے یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو۔ دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ (۷): دعائے قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۸): اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے لگوانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر آیت کا رواں کہلائے۔ مسئلہ (۹): کلمہ اور درود شریف پڑھنا اور خدا تعالیٰ کا نام لینا، استغفار پڑھنا یا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ﴾ پڑھنا منع نہیں ہے۔ یہ سب درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): حیض کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرے تا کہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی گھبراوے نہیں۔ مسئلہ (۱۱): کسی کو نہانے کی ضرورت تھی اور ابھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آ گیا تو اب اس پر نہانا واجب نہیں بلکہ جب حیض سے پاک ہو تب نہائے ایک ہی غسل دونوں باتوں کی طرف سے ہو جائے گا۔

نجاست کے پاک کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): نجاست کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کی نجاست زیادہ سخت ہے تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جس کی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے اس کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): خون اور آدمی کا پاخانہ پیشاب اور منی اور شراب اور کتے بلے کا پاخانہ، پیشاب اور سور کا گوشت اور اس کے بال وہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے گدھے خچر کی لید اور گائے، بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری بھیڑ کی مینگنی غرضیکہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور گدھے اور خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔ مسئلہ (۳): چھوٹے دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ مسئلہ (۴): حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔ مسئلہ (۵): مرغی، بطخ، مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، گوریا یعنی چڑیا، مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے۔ مسئلہ (۶): نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے

برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے اس کے دھوئے بغیر اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر روپے سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں۔ بغیر اس کے دھوئے نماز نہ ہو گی۔ اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے ہوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جائے تو بے دھوئے نماز درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۷): اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصے میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو اور اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں بھری ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے غرضیکہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو۔ اور اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔ مسئلہ (۸): نجاست غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس ہو جاتا ہے اور نجاست خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ۔ مسئلہ (۹): کپڑے میں نجس تیل لگ گیا اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے کم بھی ہے لیکن وہ دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا تو جب تک روپے سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا۔ اب اس کا دھونا واجب ہے بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہو گی۔ مسئلہ (۱۰): مچھلی کا خون نجس نہیں ہے۔ اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں اسی طرح کھٹمل، مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیں تو اس کا کچھ حرج نہیں دھونا واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۲): اگر دلدار نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ، خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے۔ جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے اور اگر دو مرتبہ میں چھوٹی ہے تو ایک مرتبہ اور دھو لے غرضیکہ تین بار پورے کر لینا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۳): اگر ایسی نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا ہے تب بھی کپڑا پاک ہو گیا۔ صابن وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔ مسئلہ (۱۴): اور اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہو گا تو اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گی تو کپڑا پاک نہ ہو گا۔ مسئلہ (۱۵): اگر نجاست ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتی جیسے تخت، چٹائی، زیور، مٹی یا چینی کے برتن، بوتل، جوتا وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر تھم جائے جب پانی ٹپکنا بند ہو جاوے پھر دھوئے پھر جب پانی ٹپکنا موقوف ہو تب پھر دھوئے۔ اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱۶): پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے نجاست کا دھونا

درست ہے تو اگر کوئی گلاب یا عرق گاؤزبان یا اور کسی عرق یا سرکہ سے دھوئے تو بھی چیز پاک ہوجائے گی۔ لیکن
گھی اور تیل اور دودھ وغیرہ کسی ایسی چیز سے دھونا درست نہیں جس میں کچھ چکنائی ہو وہ چیز ناپاک رہے گی۔
مسئلہ (۱۷): بدن میں یا کپڑے میں منی لگ کر سوکھ گئی ہو تو کھرچ کر خوب مل ڈالنے سے پاک ہوجائے گا اور
اگر ابھی سوکھی نہ ہو تو فقط دھونے سے پاک ہوگا لیکن اگر کسی نے پیشاب کر کے استنجا نہیں کیا تھا ایسے وقت منی نکلی
تو وہ ملنے سے پاک نہ ہوگی۔ اس کو دھونا چاہیے۔ مسئلہ (۱۸): جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر دلدار
نجاست لگ کر سوکھ جائے جیسے گوبر، پاخانہ، خون، منی وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاست کھرچ ڈالنے سے
پاک ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہوجاتا ہے اور اگر سوکھی نہ ہو تب بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس
دے کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہے تو پاک ہوجائے گا۔ مسئلہ (۱۹): اور اگر پیشاب کی طرح کوئی پتلی نجاست
جوتے یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو بے دھوئے پاک نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲۰): کپڑا اور بدن
فقط دھونے ہی سے پاک ہوتا ہے چاہے دلدار نجاست لگے یا بے دلدار کسی اور طرح سے پاک نہیں ہوتا۔ مسئلہ
(۲۱): آئینہ کا شیشہ اور چھری، چاقو، چاندی، سونے کے زیورات، پھول، تانبے، لوہے، گلٹ، رانگے وغیرہ کی
چیزیں اگر نجس ہوجائیں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانجھ ڈالنے سے پاک ہوجاتی ہیں۔ لیکن
اگر نقشی چیزیں ہوں تو بے دھوئے پاک نہ ہوں گی۔ مسئلہ (۲۲): زمین پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ
نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو
جاتی ہے لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں البتہ نماز پڑھنا درست ہے۔ جو اینٹیں یا پتھر چونا یا گارے سے
زمین میں خوب جما دیئے گئے ہوں کہ بے کھودے زمین سے الگ نہ ہوسکیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے
اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہوجائیں گے۔ مسئلہ (۲۳): جو اینٹیں فقط زمین میں بچھا دی گئی ہیں
چونا یا گارے سے ان کی جوڑائی نہیں کی گئی ہے وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی ان کو دھونا پڑے گا۔ مسئلہ
(۲۴): زمین پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھ کر اور نجاست کا نشان جاتے رہنے سے پاک ہوجاتی ہے اور اگر کٹی ہوئی
گھاس ہو تو بے دھوئے پاک نہ ہوگی۔ مسئلہ (۲۵): نجس چاقو، چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی
آگ میں ڈال دیئے جائیں تو بھی پاک ہوجاتے ہیں۔ مسئلہ (۲۶): ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی
نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہوجائے گا مگر چاٹنا منع ہے یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر
بچے نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہوگیا۔ مسئلہ (۲۷): اگر کورا برتن نجس ہوجائے اور وہ برتن نجاست کو چوس
لے تو فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اس میں پانی بھر دیں۔ جب نجاست کا اثر پانی میں آجاوے تو گرا دے
پھر بھر دیوے اسی طرح بار بار کرتی رہے۔ جب نجاست کا نام و نشان بالکل جاتا رہے نہ رنگ باقی رہے نہ بو،
تب پاک ہوگا۔ مسئلہ (۲۸): نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں جب پکا
لئے گئے تو پاک ہوگئے۔ مسئلہ (۲۹): شہد یا شیرہ یا گھی یا تیل ناپاک ہوگیا تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اس سے
زیادہ پانی ڈال کر پکاوے جب پانی جل جاوے تو پھر پانی ڈال کر جلاوے۔ یوں ہی تین دفعہ کرنے سے پاک

ہو جائے گا۔ یا یوں کرو کہ جتنا گھی تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ جب وہ پانی کے اوپر آجائے تو کسی طرح اٹھالو۔
اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھاؤ تو پاک ہو جائے گا اور گھی اگر جم گیا ہو تو پانی ڈال کر آگ پر رکھو جب پگھل
جائے تو اس کو نکال لو۔ مسئلہ (۳۰): نجس رنگ میں کپڑا رنگا تو اتنا دھووے کہ پانی صاف آنے لگے تو پاک ہو
جائے گا چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے۔ مسئلہ (۳۱): گوبر کے کنڈے یا اور لید وغیرہ نجس چیزوں
کی راکھ پاک ہے اور اس کا دھواں بھی پاک ہے۔ روٹی میں لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ
(۳۲): بچھونے کا ایک کونہ نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ
(۳۳): جس زمین کو گوبر سے لیپا ہو یا مٹی میں گوبر ملا کر لیپا ہو وہ نجس ہے اس پر بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز
درست نہیں۔ مسئلہ (۳۴): گوبر سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر بھی نماز پڑھنا
درست ہے لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں بھر جائے۔ مسئلہ (۳۵): پیر دھو کر
ناپاک زمین پر چلی اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی
بھیگ جائے کہ زمین کی کچھ مٹی یا نجس پانی پیر میں لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔ مسئلہ (۳۶): نجس بچھونے
پر سوئی اور پسینہ سے وہ کپڑا نم ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر اتنا
بھیگ جائے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ کر بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔ مسئلہ
(۳۷): نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ وغیرہ پاک ہو جائیں گے۔ رنگ
کا چھڑانا واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۸): نجس سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اس کا پونچھنا اور دھونا واجب
نہیں۔ ہاں اگر پھیل کے باہر آنکھ کے کنارے آگیا ہو تو دھونا واجب ہے۔ مسئلہ (۳۹): نجس تیل سر میں ڈال لیا یا بدن
میں لگا لیا تو قاعدے کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ کھلی ڈال کر یا صابن لگا کر تیل کا چھڑانا
واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۴۰): کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا یا بندر نے جھوٹا کر دیا تو اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو
جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب ہو
نکال ڈالے باقی سب پاک ہے۔ مسئلہ (۴۱): کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں سو اگر کتا کسی کے
کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔ ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی
نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔ مسئلہ (۴۲): رومالی لنگی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اس سے کپڑا نجس نہیں ہوا۔
مسئلہ (۴۳): نجس پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھ دیا اور اس کی تری اس
پاک کپڑے میں آگئی لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ
نچوڑنے سے ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا بھی نجس ہو جائے گا۔
اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہے گا۔ اور اگر پیشاب پاخانہ وغیرہ اصل نجاست سے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ
دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اس کی تری اور دھبہ آگیا تو نجس ہو جائے گا۔ مسئلہ (۴۴): اگر لکڑی کا تختہ
ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چر سکتا ہے تو اس کو پلٹ کر

دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۳۵): دو تہہ کا کوئی کپڑا ہے اور ایک تہہ نجس ہے دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر سلی ہوں تو پاک تہہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

استنجے کا بیان

مسئلہ (۱): جب سو کر اٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو۔ اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا، آبخورہ تو اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھا کر داہنے ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے پھر برتن داہنے ہاتھ میں لیکر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آبخورے وغیرہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پاویں۔ اور اگر آبخورہ وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چلو بنا کے پانی نکالے اور جہاں تک ہو سکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکال کے پہلے داہنا ہاتھ دھوئے۔ جب وہ ہاتھ دھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈال دے اور پانی نکال کے بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونے کی اس وقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہ ہوں۔ اور اگر ناپاک ہوں تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے بلکہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پاوے مثلاً پاک رومال ڈال کے نکالے اور جو پانی کی دھار رومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کرے یا اور جس طرح ممکن ہو پاک کرلے۔ مسئلہ (۲): جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا سنت ہے۔ مسئلہ (۳): اگر نجاست بالکل ادھر ادھر نہ لگے اور اس لئے پانی سے استنجا نہ کرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرلے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے۔ البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ مسئلہ (۴): ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر پھیلنے نہ پاوے اور بدن خوب صاف ہو جائے۔ مسئلہ (۵): ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے۔ بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔ اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ مسئلہ (۶): پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھولے پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا۔ البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتی ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفع دھولیوے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔ مسئلہ (۷): اگر کہیں تنہائی کا موقع نہ ملے تو پانی سے استنجا کرنے کے واسطے کسی کے سامنے اپنے بدن کو کھولنا درست نہیں نہ مرد کے سامنے نہ کسی عورت کے سامنے ایسے وقت پانی سے استنجا نہ کرے اور بے استنجا کے نماز پڑھ لے۔ کیونکہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۸): ہڈی اور نجاست جیسے گوبر، لید

وغیرہ اور کوئلہ، کنکر اور شیشہ اور پکی اینٹ اور کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے، نہ کرنا چاہئے لیکن اگر کوئی کر لے تو بدن پاک ہو جائے گا۔ مسئلہ (۹): کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔ مسئلہ (۱۰): پیشاب و پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے۔ مسئلہ (۱۱): چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھا کر ہگانا موتانا بھی مکروہ اور منع ہے۔ مسئلہ (۱۲): استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۳): جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ﴾ اور ننگے سر نہ جائے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لیوے۔ اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں الحمد للہ کہے زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے۔ پھر جب نکلے تو داہنا پیر پہلے نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے۔ ﴿غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ﴾ اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے پانی سے مل کر دھوئے۔

نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی ہیں، ان کو پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب اچھی طرح دل لگا کے نماز پڑھا کرے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے گناہ سب بخش دیگا اور جنت دیگا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا یعنی نماز کو نہ پڑھا اس نے دین کو برباد کر دیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا یعنی نماز کو نہ پڑھا اس نے دین کو برباد کر دیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہونگے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے۔ اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں ا کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہونگے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے۔ اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون اور بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا اس لئے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دنیا و دین دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور

کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا۔ بے نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا۔ خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بری بات ہے۔ البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں۔ مجنون اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں باقی سب مسلمانوں پر فرض ہے لیکن اولاد جب سات برس کی ہو جائے تو اس کے ماں باپ کو حکم ہے کہ ان سے نماز پڑھوائیں اور جب دس برس کی ہو جائے تو مار کر پڑھوائیں اور نماز کا چھوڑنا کسی وقت درست نہیں ہے جس طرح ہو سکے نماز ضرور پڑھے البتہ اگر نماز پڑھنا بھول گئی۔ بالکل یاد ہی نہ رہا۔ جب وقت جاتا رہا تب یاد آیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی یا ایسی غافل سو گئی کہ آنکھ نہ کھلی اور نماز قضا ہو گئی تو ایسے وقت گناہ نہ ہوگا لیکن جب یاد آئے اور آنکھ کھلے تو وضو کر کے فوراً قضا پڑھ لینا فرض ہے۔ البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو ذرا ٹھہر جائے تاکہ مکروہ وقت نکل جائے۔ اسی طرح جو نمازیں بے ہوشی کی وجہ سے نہیں پڑھیں اس میں بھی گناہ نہیں۔ لیکن ہوش آنے کے بعد فوراً قضا پڑھنی پڑے گی۔ مسئلہ (۱): کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے لیکن ابھی سب نہیں نکلا کچھ باہر نکلا ہے اور کچھ نہیں نکلا۔ ایسے وقت بھی اگر ہوش و حواس باقی ہوں تو نماز کا پڑھنا فرض ہے، قضا کر دینا درست نہیں۔ البتہ اگر نماز پڑھنے سے بچہ کی جان کا خوف ہو تو نماز کا قضا کر دینا درست ہے۔ اسی طرح دائی جنائی کو بھی اگر یہ خوف ہو کہ اگر میں نماز پڑھنے لگوں گی تو بچہ کو صدمہ پہنچے گا تو ایسے وقت دائی کو بھی نماز کا قضا کر دینا درست ہے لیکن ان سب کو پھر جلدی قضا پڑھ لینا چاہئے۔

جوان ہونے کا بیان

مسئلہ (۱): جب کسی لڑکی کو حیض آ گیا یا ابھی تک کوئی حیض تو نہیں آیا لیکن اس کو پیٹ رہ گیا یا پیٹ بھی نہیں رہا لیکن خواب میں مرد سے صحبت کراتے دیکھا اور اس سے مزہ آیا اور منی نکل آئی۔ ان تینوں صورتوں میں وہ جوان ہو گئی۔ روزہ نماز وغیرہ شریعت کے سب حکم احکام اس پر لگائے جائیں گے۔ اگر ان تینوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی گئی لیکن اس کی عمر پورے پندرہ برس کی ہو چکی ہے تب بھی وہ جوان سمجھی جائے گی اور جو حکم جوانوں پر لگائے جاتے ہیں اب اس پر لگائے جائیں گے۔ مسئلہ (۲): جوان ہونے کو شریعت میں بالغ ہونا کہتے ہیں نو برس سے پہلے کوئی عورت جوان نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کو خون بھی آئے تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے جس کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے۔

نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ (۱): پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کے لمبان پر کچھ سپیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑان میں سپیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اجالا ہو جاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سپیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا

وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن اول ہی وقت بہت تڑکے نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ [1] مسئلہ (۲): دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ پچھم سے اتر کی طرف سرکتا سرکتا بالکل شمال کی سیدھ میں آ کر پورب کی طرف مڑنے لگے بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی اور پورب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے سے بائیں ہاتھ کی طرف کا نام شمال ہے اور ایک پہچان اس سے بھی آسان ہے وہ یہ کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے۔ پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے۔ پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا۔ بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے مثلاً ایک ہاتھ لمبی لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لے قضا نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت پڑھنا درست نہیں ہے۔ نہ قضا نہ نفل کچھ نہ پڑھے مسئلہ (۳): جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آ گیا۔ پھر جب تک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تارے خوب چھٹک جائیں کیونکہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے۔ پھر جب وہ سرخی چلی گئی تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب گھٹ جاتا ہے اس لئے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے ہی پڑھ لے۔ مسئلہ (۴): گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے گرمی کی تیزی کا وقت جانے دے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں میں اول وقت پڑھ لینا مستحب ہے۔ مسئلہ (۵): اور عصر کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا دونوں کا ایک ہی حکم ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آ جائے اور دھوپ کا رنگ بدل جائے اور مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔ مسئلہ (۶): جو کوئی تہجد کی نماز پچھلی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتی ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی پڑھ لینا چاہئے۔ مسئلہ (۷): بدلی کے دن فجر اور ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ مسئلہ (۸): سورج نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں ہے۔ البتہ عصر کی نماز اگر ابھی نہیں پڑھی ہو تو وہ سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقت سجدہ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔ مسئلہ (۹): فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک

[1] اور یہ حکم عورتوں کا ہے اور مردوں کیلئے حکم یہ ہے کہ جب اجالا ہو جائے تب پڑھیں بہت اندھیرے میں نہ پڑھیں۔

سورج نکل کے اونچا ہوجانے تک نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدۂ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک ذرا اونچا نہ ہوجائے قضا نماز بھی درست نہیں۔ ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ قضا اور سجدۂ تلاوت کا سجدہ درست ہے۔ لیکن جب دھوپ پیلی پڑجائے تو یہ بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۱۰): فجر کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی سے صرف فقط فرض پڑھ لیے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشنی نہ ہوجائے تب تک سنت نہ پڑھے جب ذرا روشنی آجائے تب سنت وغیرہ اور جو نماز چاہے پڑھے۔ مسئلہ (۱۱): جب صبح ہوجائے صبح کا وقت آ جائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں مکروہ ہے۔ البتہ قضا نماز پڑھنا اور سجدۂ تلاوت کا سجدہ کرنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): اگر فجر کی نماز پڑھتے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی۔ سورج میں روشنی آجانے کے بعد قضا پڑھے۔ اور اگر عصر کی نماز پڑھتے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہوگئی قضا نہ پڑھے۔ مسئلہ (۱۳): عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سو رہنا مکروہ ہے۔ نماز پڑھ کے سونا چاہیے۔ لیکن کوئی مریض ہے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھ کو نماز کے وقت جگا دینا اور وہ جگانے کا ذمہ لے لے تو سو رہنا درست ہے۔

نماز کی شرطوں کا بیان

مسئلہ (۱): نماز شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے۔ بدن پر یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے۔ جس جگہ نماز پڑھتی ہے وہ بھی پاک ہونی چاہئے۔ فقط منہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پاؤں کے سوا سر سے پیر تک سارا بدن خوب ڈھانک لے۔[1] قبلہ کی طرف منہ کرے جس نماز کو پڑھنا چاہتی ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے۔ وقت آنے کے بعد نماز پڑھے۔ یہ سب چیزیں نماز کیلئے شرط ہیں۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ (۲): باریک تن زیب یا ململ یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ مسئلہ (۳): اگر نماز پڑھتے وقت چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی بانہہ کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں کھلی بلکہ کھلتے ہی فوراً ڈھک لیا تو نماز ہو گئی۔ اسی طرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہ ہوگی جیسے ایک کان کا چوتھائی یا چوتھائی سر یا چوتھائی بال یا چوتھائی پیٹ یا چوتھائی پیٹھ، چوتھائی گردن یا چوتھائی سینہ یا چوتھائی چھاتی وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ (۴): جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی اس کی اوڑھنی سر سے گر گئی یا سر کھل گیا تو اس کی نماز ہوگئی۔ مسئلہ (۵): اگر کپڑے یا بدن پر تھوڑی نجاست لگی ہے جس کو پانی نہیں ملا

[1] یہ صرف عورتوں کا حکم ہے اور مردوں کو ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ڈھانکنا فرض ہے اس کے سوا اور بدن کھلا ہو تو نماز ہو جائے گی لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اتوار، پیر اور منگل چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی قضا نماز پڑھتی ہوں درست نہیں ہے بلکہ یوں نیت کرے کہ سنیچر کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں۔ پھر ظہر پڑھتے وقت کہے کہ سنیچر کی ظہر کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح کہتی جاوے۔ پھر جب سنیچر کی سب نمازیں قضا کر چکے تو کہے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح سب نمازیں قضا پڑھے۔ اگر کئی مہینہ اور کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لے اور کہے فلانے سال کے فلانے مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں۔ بے اس طرح نیت کیے قضا صحیح نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۷): اگر کسی کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہو تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں یا ظہر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں۔ اسی طرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتی رہے جب دل گواہی دیدے کہ اب سب نمازیں جتنی جاتی رہی تھیں سب کی قضا پڑھ چکی ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔ مسئلہ (۸): سنت اور نفل اور تراویح کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں سنت ہونے یا نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے مگر سنت تراویح کی نیت کر لینا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): اگر کسی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کہ کدھر ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جدھر دل گواہی دے اسی طرف پڑھ لیوے۔ اگر بے سوچے پڑھ لے گی تو نماز نہ ہوگی۔ لیکن بے سوچے پڑھنے کی صورت میں اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ ٹھیک قبلہ ہی کی طرف پڑھی ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر وہاں آدمی تو موجود ہے لیکن پردہ اور شرم کے مارے پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی۔ ایسے وقت ایسی شرم نہ کرنی چاہئے بلکہ پوچھ کے نماز پڑھے۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی۔ پھر معلوم ہوا کہ جدھر نماز پڑھی ہے ادھر قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہو گئی۔ مسئلہ (۳): اگر بے رخ نماز پڑھتی تھی۔ پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ ادھر نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جائے۔ اب معلوم ہونے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گی تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنے والی کو اختیار ہے جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔ مسئلہ (۵): کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

فرض نماز پڑھنے کے طریقہ کا بیان

مسئلہ (۱): نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھاوے۔[1]

[1] اور مرد دونوں کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھاویں ۱۲ منہ۔

چوتھی رکعت پر بیٹھے پھر التحیات پڑھ کے یہ درود پڑھے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ پھر یہ دعا پڑھے۔ ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ یا یہ دعا پڑھے ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ﴾ یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث میں یا قرآن مجید میں آئی ہو۔ پھر اپنے داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ﴾ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں جو فرض ہیں ان میں سے ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوئی قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور بعض چیزیں واجب ہیں کہ اس میں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جاوے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض چیزیں مستحب ہیں۔ مسئلہ (۲) نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں۔ نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا، کھڑا ہونا قرآن میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا رکوع کرنا اور دونوں سجدے کرنا اور نماز کے اخیر میں جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔ مسئلہ (۳) یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں الحمد پڑھنا اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا، ہر فرض کو اپنے اپنے موقع پر ادا کرنا اور پہلے کھڑے ہو کر الحمد پڑھنا اور پھر سورت ملانا۔ پھر رکوع کرنا پھر سجدہ کرنا دو رکعت پر بیٹھنا، دونوں بیٹھکوں میں التحیات پڑھنا، وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرنا، ہر چیز کو اطمینان سے ادا کرنا، بہت جلدی نہ کرنا۔ مسئلہ (۴) ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں لیکن بعض ان میں مستحب ہیں۔ مسئلہ (۵) اگر کوئی نماز میں الحمد نہ پڑھے بلکہ کوئی اور آیت یا کوئی اور پوری سورت پڑھے یا فقط الحمد پڑھے اس کے ساتھ کوئی سورت یا کوئی آیت نہ ملاوے یا دو رکعت پڑھ کے نہ بیٹھے بے بیٹھے اور بے التحیات پڑھے تیسری رکعت کیلئے کھڑی ہو جائے یا بیٹھ تو گئی لیکن التحیات نہیں پڑھی تو ان سب صورتوں میں سر سے فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز بالکل نکمی اور خراب ہے پھر سے پڑھنا واجب ہے نہ دہرائے گی تو بہت بڑا گناہ ہوگا۔ البتہ اگر بھولے سے ایسا کیا ہے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاوے گی۔ مسئلہ (۶) اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام نہیں پھیرا بلکہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑی یا باتیں کرنے لگی یا اٹھ کے کہیں چلی گئی یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ فرض تو اتر جاوے گا لیکن نماز کا دوہرانا واجب ہے پھر سے نہ پڑھے گی تو بڑا گناہ ہوگا۔ مسئلہ (۷) اگر پہلے سورت پڑھی پھر الحمد پڑھی تب بھی نماز دوہرانا پڑے گی اور اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدہ سہو کر لے۔ مسئلہ (۸) الحمد کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں۔ اگر ایک ہی آیت یا دو آیتیں الحمد کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیت اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی چھوٹی تین

گھٹنوں کے برابر ہو جاوے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۹): اگر کوئی رکوع سے کھڑی ہو کر ﴿سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ﴾ یا رکوع میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ﴾ نہ پڑھے یا سجدہ میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی﴾ نہ پڑھے یا آخیر کی بیٹھک میں التحیات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہو گئی لیکن سنت کے خلاف ہے۔ اسی طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود شریف پڑھ کر سلام پھیر دیا تب بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ مسئلہ (۱۰): نیت باندھتے وقت ہاتھوں کو اٹھانا سنت ہے اگر کوئی نہ اٹھاوے تب بھی نماز درست ہے مگر خلاف سنت ہے۔ مسئلہ (۱۱): ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے۔ اور جب سورت ملاوے تو سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیوے یہی بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۲): سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے بلکہ فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے اور اگر ماتھا نہیں لگایا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۳): اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑی نہیں ہوئی ذرا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلی گئی تو نماز پھر سے پڑھے۔ مسئلہ (۱۴): اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھی ذرا سا سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی۔ اور اگر اتنی اٹھی ہو کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہو گئی ہو تو خیر نماز سر سے اتر گئی لیکن بڑی مکروہ اور خراب ہوئی اس لئے پھر سے پڑھنا چاہئے۔ نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۵): اگر پیال پر یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر کے سجدہ کرے اتنا دباوے کہ اس سے زیادہ نہ دب سکے اگر اوپر ذرا اشارے سے سر رکھ دیا تو سجدہ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۱۶): فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں اگر الحمد کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ لی تو نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ نماز بالکل ٹھیک ہے۔ مسئلہ (۱۷): اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے لیکن الحمد پڑھ لینا بہتر ہے۔ اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکی کھڑی رہے[1] تو بھی کچھ حرج نہیں نماز درست ہے۔ مسئلہ (۱۸): پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔ اگر کوئی پہلی دو رکعتوں میں فقط الحمد پڑھے سورت نہ ملاوے یا الحمد بھی نہ پڑھے سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتی رہے تو اب پچھلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہئے پھر اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر بھولے سے کیا ہو تو سجدہ سہو کرے۔ مسئلہ (۱۹): نماز میں الحمد اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ اور چپکے سے پڑھے[2] لیکن ایسی طرح پڑھنا چاہئے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آوے۔ اگر اپنی آواز خود اپنے آپ کو بھی سنائی نہ دے تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ (۲۰): کسی نماز کیلئے کوئی سورت مقرر نہ کرے بلکہ جو جی چاہے پڑھا کرے۔ سورت مقرر کر لینا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۲۱): دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورت نہ پڑھے۔ مسئلہ (۲۲): سب عورتیں اپنی اپنی نماز

---

1. یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چپکی کھڑی رہے ۱۲ منہ
2. اور مرد بھی ظہر و عصر کی نماز میں چپکے سے پڑھیں اور فجر اور مغرب اور عشاء میں اگر امام ہیں تو زور سے پڑھیں اور اکیلے ہوں تو اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے۔

الگ الگ پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔ اور نماز کیلئے مسجد میں جانا اور وہاں جا کر مردوں کے ساتھ پڑھنا نہ چاہیے۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر وغیرہ کسی محرم کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھے تو اس کے مسئلے کسی سے پوچھ لے چونکہ ایسا اتفاق کم ہوتا ہے اس لئے ہم نے بیان نہیں کئے۔ البتہ اتنی بات یاد رکھے کہ اگر کبھی ایسا موقع ہو تو کسی مرد کے برابر ہرگز نہ کھڑی ہو بالکل پیچھے رہے ورنہ اسکی نماز بھی خراب ہوگی اور اس مرد کی نماز بھی برباد ہو جائے گی۔ مسئلہ (۴۳): اگر نماز پڑھنے میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے پھر سے نماز پڑھے۔[1] مسئلہ (۴۴): مستحب یہ ہے کہ جب کھڑی ہو تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر اور سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب جمائی آئے تو منہ خوب بند کرے اگر اور کسی طرح نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے روکے اور جب گلا سہلاوے تو[2] تو جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکے اور ضبط کرے۔

قرآن مجید پڑھنے کا بیان

مسئلہ (۱): قرآن شریف کو صحیح صحیح پڑھنا واجب ہے۔ ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے۔ ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ح اور ہ میں اور ذ ظ ز ض میں اور س ص ث میں ٹھیک نکال کے پڑھے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔ مسئلہ (۲): اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتی ہے یا ق نہیں نکلتا یا ث س ص سب کو سین ہی پڑھتی ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری ہے۔ مسئلہ (۳): اگر ح ع وغیرہ سب حرف نکلتے ہیں لیکن ایسی بے پرواہی سے پڑھتی ہے کہ ح کی جگہ ہ ع کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتی ہے کچھ خیال کر کے نہیں پڑھتی جب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۴): جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ لی تو بھی کچھ حرج نہیں۔ لیکن بے ضرورت ایسا کرنا بہتر نہیں۔ مسئلہ (۵): جس طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں نماز میں اسی طرح پڑھنا چاہئے جس طرح عم کے سیپارے میں لکھی ہیں۔ اس طرح سے نہ پڑھے یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھے۔ اس کے پہلے والی سورت نہ پڑھے جیسے کسی نے پہلی رکعت میں ﴿ قل یا ایھا الکفرون ﴾ پڑھی تو اب ﴿ اذا جاء، یا قل ھو اللہ یا قل اعوذ برب الفلق یا قل اعوذ برب الناس ﴾ پڑھے اور ﴿ الم تر کیف اور لایلف ﴾ وغیرہ اس کے اوپر کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بھولے سے اس طرح پڑھ جائے تو مکروہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۶): جب کوئی سورت شروع کرے تو بے ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔ مسئلہ

---

[1] چونکہ وضو کے شرائط و مسائل بہت نازک ہیں اور اختلافی مسئلہ ہے اس لئے وہ سب مسائل چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

[2] یعنی گلے کے اندر کھجلی ہونے لگے

جاتے میں بیچ پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اٹھالے لیکن اگر کوئی اور اٹھانے والا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔ مسئلہ (۱۰): اور اگر ابھی گرا بھی نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔ مسئلہ (۱۱): اور اگر کسی ایسی ضرورت کیلئے نہیں پکارا یونہی پکارا ہے تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۲): اور اگر نفل یا سنت پڑھتی ہو اس وقت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی پکاریں لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلانی نماز پڑھتی ہے تو ایسے وقت بھی نماز کو توڑ کر ان کی بات کا جواب دینا واجب ہے چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور چاہے بے ضرورت پکاریں۔ دونوں کا ایک حکم ہے اگر نماز توڑ کے نہ بولے تو گناہ ہوگا اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتی ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

وتر نماز کا بیان

مسئلہ (۱): وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض کے ہے۔ چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے اور اگر کبھی چھوٹ جائے تو جب موقع ملے فوراً اس کی قضا پڑھنی چاہئے۔ مسئلہ (۲): وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ دو رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور التحیات پڑھے اور درود بالکل نہ پڑھے بلکہ التحیات پڑھ چکنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑی ہو اور الحمد اور سورت پڑھ کر اللہ اکبر کہے اور کندھے تک ہاتھ اٹھاوے[1] اور پھر ہاتھ باندھ لے۔ پھر دعائے قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے۔ مسئلہ (۳): دعائے قنوت یہ ہے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ﴾ مسئلہ (۴): وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہئے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔ مسئلہ (۵): اگر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گئی اور جب رکوع میں چلی گئی تب یاد آیا تو اب دعائے قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے ختم پر سجدہ سہو کرے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور دعائے قنوت پڑھ لے تب بھی خیر نماز ہو گئی لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے تھا اور سجدہ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔ مسئلہ (۶): اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنا چاہئے اور سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔ مسئلہ (۷): جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو یہ پڑھ لیا کرے۔ ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ یا تین دفعہ یہ کہہ لے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ﴾ یا تین دفعہ ﴿یَا رَبِّ یَا رَبِّ﴾ کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔

سنّت اور نفل نمازوں کا بیان

---

[1] [illegible]

اشراق، چاشت، اوابین، تہجد، صلوٰۃ التسبیح۔ مسئلہ (۹) تحیۃ الوضو اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیا کرے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن جب وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔ مسئلہ (۱۰): اشراق کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جائے نماز پر سے نہ اٹھے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا کوئی اور وظیفہ پڑھتی رہے اور اللہ کی یاد میں لگی رہے۔ دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے نہ دنیا کا کوئی کام کرے۔ جب سورج نکل آئے اور اونچا ہو جائے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گئی پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے۔ لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔ مسئلہ (۱۱): پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے۔ یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھے اس کو چاشت کہتے ہیں اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ مسئلہ (۱۲): مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے اس کو اوابین کہتے ہیں۔ مسئلہ (۱۳): آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ہی ثواب ہے اسی کو تہجد کہتے ہیں۔ یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا ہے۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی۔ اگر آدھی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا اس کے سوا بھی رات دن جتنی چاہے نفلیں پڑھے۔ مسئلہ (۱۴): صلوٰۃ التسبیح کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے اور اس کے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس ؓ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے سب معاف ہو جائیں گے اور فرمایا تھا کہ اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار پڑھ لیا کرو۔ اگر ہفتہ میں نہ ہو سکے تو ہر مہینہ پڑھ لیا کرو اور ہر مہینہ نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ﴾ اور ﴿اَلْحَمْدُ﴾ اور سورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ پڑھے ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ پھر رکوع میں جائے اور ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ﴾ کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے پھر رکوع سے اٹھے اور ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدے میں جائے اور ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى﴾ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدے سے اٹھ کے دس دفعہ پڑھے اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس دفعہ پڑھے پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کیلئے کھڑی ہو۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں التحیات کیلئے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھ لے تب التحیات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔ مسئلہ (۱۵): ان چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے

پڑھے کوئی سورت مقرر نہیں۔ مسئلہ (۱۶): اگر کسی رکن میں تسبیحات بھول کر کم پڑھی گئیں یا بالکل ہی
چھوٹ گئیں تو اگلے رکن میں ان بھولی ہوئی تسبیحات کو بھی پڑھ لے۔ مثلاً رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول
گئی اور سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ میں یہ بھولی ہوئی دس بھی پڑھ لے اور سجدہ کی دس بھی پڑھے گویا کہ اس صورت میں
سجدہ میں بیس تسبیحیں پڑھے۔ بس یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اور
چاروں رکعتوں میں تین سو مرتبہ ہوا۔ اگر چاروں رکعتوں میں تین سو کا عدد پورا ہو گیا تو انشاء اللہ صلوٰۃ التسبیح کا
ثواب ملے گا اور اگر چاروں رکعتوں میں بھی تین سو کا عدد پورا نہ ہو سکا تو پھر یہ نماز نفل ہو جائے گی صلوٰۃ التسبیح
نہ رہے گی۔ مسئلہ (۱۷): اگر صلوٰۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو گیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں
اور ان کے بعد کے قعدہ میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں گی۔ مسئلہ (۱۸): تسبیحات کے بھول کر چھوٹ جانے یا
کم ہو جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

فصل: مسئلہ (۱): دن کو نفلیں جب پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی
نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ ہے اور رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ
آٹھ رکعت کی نیت باندھے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔
مسئلہ (۲): اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی بھی چاہیے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے
اس وقت اختیار ہے چاہے التحیات کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے پھر بے سلام پھیرے اٹھ کھڑی ہو
پھر تیسری رکعت پر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ کے اعوذ بسم اللہ پڑھ کے الحمد شروع کرے اور چاہے صرف
التحیات پڑھ کر اٹھ کھڑی ہو اور تیسری رکعت پر بسم اللہ الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر
التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی ہے اور آٹھوں رکعتیں ایک سلام
سے پوری کرنا چاہے تو چوتھی رکعت پر سلام نہ پھیرے اور اسی طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں چاہے
التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑی ہو جائے اور پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھے اور چاہے
صرف التحیات پڑھ کر کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے اور اسی طرح چھٹی رکعت میں بیٹھے
تو بھی چاہے التحیات درود اور دعا سب چیزیں پڑھ کے کھڑی ہو پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھے اور چاہے فقط
التحیات پڑھ کے کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب چیزیں پڑھ کے
سلام پھیرے اسی طرح ہر دو دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۳): سنت اور نفل کی سب
رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے اگر قصداً سورت نہ ملاوے گی تو گنہگار ہوگی اور اگر بھول کر
تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور سجدہ سہو کا بیان آگے آوے گا۔ مسئلہ (۴): نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو
اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اگر توڑ دے گی تو گنہگار ہوگی اور جو نماز توڑ دی ہے اس کی قضا پڑھنا پڑے گی
لیکن نفل کی ہر دو رکعت الگ الگ ہیں اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا

واجب ہوا چاروں رکعتیں واجب نہیں ہوئیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔ مسئلہ (۵): اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔ مسئلہ (۶): اور اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکی تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات وغیرہ پڑھی ہے تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھی بے التحیات پڑھے بھولے سے کھڑی ہوگئی یا قصداً کھڑی ہوگئی تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔ مسئلہ (۷): ظہر کی چار رکعت سنت کی نیت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعتیں پھر سے پڑھے چاہے دو رکعت پر بیٹھ کے التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔ مسئلہ (۸): نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لئے کھڑی ہو کر پڑھنا بہتر ہے اس میں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آ گئیں۔ البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑی نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملے گا اور فرض نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ مسئلہ (۹): اگر نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑی ہوگئی یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گئی یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): نفل نماز کھڑے کھڑے پڑھی لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گئی تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اس کے سہارے کھڑا ہونا بھی درست ہے مکروہ نہیں۔

استخارہ کی نماز کا بیان

مسئلہ (۱): جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لے۔ اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کئے نہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کئے پر پشیمان نہ ہوگی۔ مسئلہ (۲): استخارہ کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ اس کے بعد خوب دل لگا کر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔ اور جب ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے جس پر لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کیلئے استخارہ کرنا چاہتی ہے اس کے بعد پاک صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے۔ جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۳): اگر ایک دن

سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی اسی طرح ترتیب سے پانچوں قضا پڑھے۔

جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں، فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء اسی ترتیب سے قضا پڑھے اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔ مسئلہ (۷): اگر کسی کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب بے ان کے قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھنا جائز ہے اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): دو چار مہینے یا دو چار برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہو گئی تھیں اور اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتی رہی کبھی قضا نہیں ہونے پائی۔ مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں بھی بغیر اگلی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنا درست ہے اور ترتیب واجب نہیں۔ مسئلہ (۹): کسی کے ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنا اس پر واجب نہیں تھا لیکن اس نے ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب کسی نماز کی قضا پڑھنا باقی نہیں رہی تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب سے پڑھنا پڑے گا اور بے ان پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنا درست نہیں۔ البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جائیں تو پھر ترتیب معاف ہو جائے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بھی ادا پڑھنا درست ہوگا۔ مسئلہ (۱۰): کسی کی بہت سی نمازیں قضا ہو گئی تھیں اس نے تھوڑی تھوڑی کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب فقط چار پانچ نمازیں رہ گئیں تو اب ان چار پانچ نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے اور بغیر ان باقی نمازوں کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھ لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر وتر کی نماز قضا ہو گئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں ہے تو بغیر وتر کی قضا نماز پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھ لینا درست نہیں ہے اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بلکہ فجر کی نماز پڑھ لے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنا پڑے گی۔ مسئلہ (۱۲): فقط عشاء کی نماز پڑھ کے سو رہی پھر تہجد کے وقت اٹھی اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی تو پھر صبح کو یاد آیا کہ عشاء کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشاء کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔ مسئلہ (۱۳): قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا نہیں ہے۔ البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔ مسئلہ (۱۴): اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا اس لئے فقط دو رکعت فرض پڑھ لئے سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھ لے۔ مسئلہ (۱۵): کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنا

واجب ہے تو بیماری کی وجہ سے نمازیں معاف نہیں ہوئیں البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا اور
ان کی قضا نہ پڑھے گی تو پھر گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۱۹): اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے
کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے نہیں تو گناہ
ہوگا اور نماز کے فدیہ کا بیان روزہ کے فدیہ کے ساتھ آوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سجدہ سہو کا بیان

مسئلہ (۱): نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو
سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے
پڑھے۔ مسئلہ (۲): اگر بھولے سے کوئی نماز کا فرض چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی
پھر سے نماز پڑھے۔ مسئلہ (۳): سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے ایک طرف
سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے نماز
ختم کرے۔ مسئلہ (۴): اگر کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز
ہو گئی۔ مسئلہ (۵): اگر بھولے سے دو رکوع کر لیے یا تین سجدے کر لیے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ
(۶): نماز میں الحمد پڑھنا بھول گئی فقط سورۃ پڑھی یا پہلے سورۃ پڑھی اس کے بعد الحمد پڑھی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔
مسئلہ (۷): فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گئی تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملاوے اور سجدہ
سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت
ملاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی دو رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی
نہ پچھلی رکعتوں میں بلکہ اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں
سورت نہیں ملائی تب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔ مسئلہ (۸): سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں
سورت کا ملانا واجب ہے اس لئے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کرے۔ مسئلہ (۹): الحمد
پڑھ کے سوچنے لگی کہ کون سی سورت پڑھوں اور اسی سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ
کہہ سکتی ہے تو بھی سجدہ سہو واجب ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر پچھلی یا اخیر رکعت میں التحیات اور درود پڑھنے کے بعد شبہ
ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اسی سوچ میں خاموش بیٹھی رہی اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ
گئی جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے۔ پھر یاد آگیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اس صورت میں
بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۱): جب الحمد اور سورت پڑھ چکی اور بھولے سے کچھ سوچنے لگی اور رکوع
کرنے میں اتنی دیر ہو گئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۲): اسی طرح اگر پڑھتے
پڑھتے درمیان میں رک گئی اور کچھ سوچنے لگی اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر
بیٹھی تو فوراً التحیات نہیں شروع کی کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب رکوع سے اٹھی تو دیر تک کھڑی

سوچا کی یا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھی تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے غرض کہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر کر دے گی یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جائے گی تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ مسئلہ (۱۳): تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز ادا پڑھ رہی ہو یا قضا اور وتروں میں اور ظہر کی پہلی سنتوں کی چار رکعتوں میں جب دو رکعت پر التحیات کیلئے بیٹھی تو دو دفعہ التحیات پڑھ گئی تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گئی **اللھم صل علی محمد** یا اس سے زیادہ پڑھ گئی تب یاد آیا اور اٹھ کھڑی ہوئی تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴) نفل نماز یا سنت کی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے اس لئے کہ نفل اور سنت کی نماز میں درود شریف کے پڑھنے سے سجدہ سہو کا نہیں ہوتا البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو نفل اور سنت کی نماز میں بھی سجدہ سہو واجب ہے۔ مسئلہ (۱۵) التحیات پڑھنے بیٹھی مگر بھولے سے التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ گئی یا الحمد پڑھنے لگی تو بھی سہو کا سجدہ واجب ہے۔ مسئلہ (۱۶) نیت باندھنے کے بعد ﴿سبحانک اللھم﴾ کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگی تو سہو کا سجدہ واجب نہیں اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر ﴿الحمد﴾ کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگی تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۷) تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گئی اور دو رکعت پڑھ کے تیسری رکعت کیلئے کھڑی ہوگئی تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑی ہو اور ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑی ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے۔ فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے اگر سیدھی کھڑی ہو جانے کے بعد پھر لوٹ جائے گی اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گی تو گنہگار ہوگی اور سجدہ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا۔ مسئلہ (۱۸) اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گئی تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر سیدھی کھڑی ہو گئی ہو تب بھی بیٹھ جائے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکی ہو یا رکوع بھی کر چکی ہو تب بھی بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کے سجدہ سہو کرے البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے یہ نماز نفل ہو گئی ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ رکعت کر لے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر ایک رکعت اور نہیں ملائی اور پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک رکعت اکارت گئی۔ مسئلہ (۱۹) اگر چوتھی رکعت پر بیٹھی اور التحیات پڑھ کے کھڑی ہو گئی تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکی تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کر لے۔ چار فرض ہو گئے اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کرے اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور اگر سجدہ سہو کر لیا تو برا کیا چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی۔ مسئلہ (۲۰) اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گئی تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہئے اور اگر سجدہ کر لیا تو خیر تب بھی

نماز ہو گئی اور سجدہ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔ مسئلہ (۲۱): اگر نماز میں شک ہو گیا کہ تین رکعتیں
پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اگر یہ شک اتفاق سے ہو گیا ہے ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز
پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا
ہے۔ اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی
ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے۔ اور اگر سوچنے کے بعد بھی
دونوں طرف برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے
اور ایک رکعت اور پڑھ لے لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی بیٹھ کر التحیات پڑھے تب کھڑی ہو کر چوتھی
رکعت پڑھے اور سجدہ سہو بھی کرے۔ مسئلہ (۲۲): اگر یہ شک ہوا کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت اس کا بھی
یہی حکم ہے کہ اگر اتفاق سے یہ شک پڑا ہو تو پھر سے پڑھے اور اکثر شک پڑ جاتا ہے تو جدھر زیادہ گمان جائے اس
کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی سمجھے لیکن اس پہلی رکعت پر
بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شاید یہ دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پڑھ کے پھر بیٹھے اور اس میں الحمد کے ساتھ سورت
بھی ملاوے۔ پھر تیسری رکعت پڑھ کے بھی بیٹھے کہ شاید یہی چوتھی ہو۔ پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو کر کے
سلام پھیرے۔ مسئلہ (۲۳): اگر یہ شک ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر
دونوں گمان برابر درجے کے ہوں تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر تیسری رکعت پڑھے اور پھر بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شاید
یہی چوتھی ہو۔ پھر چوتھی پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔ مسئلہ (۲۴): اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک
ہوا کہ معلوم نہیں تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہو گئی۔ البتہ اگر ٹھیک یاد آ جائے کہ تین
ہی ہوئیں تو پھر کھڑی ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر پڑھ کے بول پڑی ہو یا اور کوئی ایسی
بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے۔ اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس
کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے
پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے۔ مسئلہ (۲۵): اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو
گئیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے ہو جائے گا۔ ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو
نہیں کیا جاتا۔ مسئلہ (۲۶): سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی بات ایسی ہو گئی جس سے سجدہ واجب ہوتا ہے تو وہی
پہلا سجدہ سہو کافی ہے اب پھر سجدہ سہو نہ کرے۔ مسئلہ (۲۷): نماز میں کچھ بھول گئی تھی جس سے سجدہ سہو واجب تھا
لیکن سجدہ سہو کرنا بھول گئی اور دونوں طرف سلام پھیر دیا لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھی ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرا
نہ کسی سے کچھ بولی نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدہ سہو کر لے۔ بلکہ اگر اسی طرح
بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ یا کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگی ہو تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اب سجدہ سہو کر لے تو نماز
ہو جائے گی۔ مسئلہ (۲۸): سجدہ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں
سجدہ سہو نہ کروں گی تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدہ سہو کر لینے کا اختیار رہتا

ہے۔ مسئلہ (۲۹): چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کرلے اور سجدہ سہو کرے البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔ مسئلہ (۳۰): بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں تیسری رکعت میں پھر پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ مسئلہ (۳۱): وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑی ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدہ سہو کرلے۔ مسئلہ (۳۲): وتر میں دعائے قنوت کی جگہ ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ﴾ پڑھ گئی۔ پھر جب یاد آیا تو دعائے قنوت پڑھی تو سجدہ سہو کا واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۳۳): وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گئی سورت پڑھ کے رکوع میں چلی گئی تو سجدہ سہو واجب ہے۔ مسئلہ (۳۴): ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گئی تو کچھ ڈر نہیں اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۵): فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت ملائی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۶): نماز کے اول میں ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ﴾ پڑھنا بھول گئی یا رکوع میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ﴾ نہیں پڑھا یا سجدہ میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى﴾ نہیں کہا یا رکوع سے اٹھ کر ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کہنا یاد نہیں رہا۔ نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی یوں ہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۳۷): فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گئی چپکے کھڑی رہ کے رکوع میں چلی گئی تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۸): جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً کرے تو سجدہ سہو واجب نہیں رہا بلکہ نماز پھر سے پڑھے اگر سجدہ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی۔ جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب جب ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

سجدہ تلاوت کا بیان

مسئلہ (۱): قرآن شریف میں سجدے تلاوت کے چودہ ہیں جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر سجدہ لکھا ہوتا ہے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدہ کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔ سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اٹھا لے بس سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔ مسئلہ (۳): بہتر یہ ہے کہ کھڑی ہو کر اول اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کے کھڑی ہو جائے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کے اٹھ بیٹھے کھڑی نہ ہو تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۴): سجدہ کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی

واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو آہستہ سے پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔ مسئلہ (۵): جو چیزیں نماز کیلئے شرط ہیں وہ سجدہ تلاوت کیلئے بھی شرط ہیں یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔ مسئلہ (۶): جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدہ تلاوت بھی کرنا چاہئے بعض عورتیں قرآن شریف ہی پر سجدہ کر لیتی ہیں اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا اور سر سے نہیں اترتا۔ مسئلہ (۷): اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے۔ فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔ مسئلہ (۸): اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں۔ اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کرے۔ عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر دینے چاہئیں اگر کبھی ادا نہ کرے گی تو گنہگار رہے گی۔ مسئلہ (۹): اگر حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا۔ اور اگر ایسی حالت میں سنا جبکہ اس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر بیماری کی حالت میں سنا اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتی ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارہ سے کرے۔ مسئلہ (۱۱): اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو اس آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز میں سجدہ کرے سورت پڑھ کے رکوع میں جائے اگر اس آیت کو پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گئی تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا تو ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔ مسئلہ (۱۲): اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز پڑھنے کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا ہمیشہ کیلئے گنہگار رہے گی۔ اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۳): سجدہ کی آیت پڑھ کر اگر فوراً رکوع میں چلی جائے اور رکوع میں یہ نیت کرلے کہ میں سجدہ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتی ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد جب سجدہ کرے گی تو اسی سجدے سے سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔ مسئلہ (۱۴): نماز پڑھتے میں کسی اور سے سجدہ کی آیت سنی تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے۔ اگر نماز ہی میں کر لیا تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا۔ پھر کرنا چاہئے اور گناہ بھی ہوگا۔ مسئلہ (۱۵): ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلے۔ پھر اسی کو بار بار دہرایا کرے۔ اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دہرایا پھر تیسری جگہ جائے وہی آیت پھر پڑھی اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو جتنی دفعہ دہرائے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔ مسئلہ (۱۶): اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اتنے سجدے کرے۔ مسئلہ (۱۷): بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کھڑی ہوئی لیکن چلی پھری نہیں جہاں بیٹھی تھی وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر

دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ مسئلہ (۱۸): ایک ہی جگہ سجدہ کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلی گئی۔ پھر اسی جگہ آ کر وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔ مسئلہ (۱۹): ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکی تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گئی جیسے کھانا کھانے لگی، یا سینے پرونے میں لگ گئی یا بچے کو دودھ پلانے لگی۔ اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہونے اور جب کوئی اور کام کرنے لگی تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔ مسئلہ (۲۰): ایک کوٹھری یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک سجدہ ہی کافی ہے چاہے جتنی دفعہ پڑھے۔ البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گی تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا۔ پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گی تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائے گا۔ مسئلہ (۲۱): اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہو گا۔ اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔ مسئلہ (۲۲): مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم ہے کہ سجدہ کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل کر پڑھے۔ مسئلہ (۲۳): اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لیا۔ پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔ مسئلہ (۲۴): سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا۔ پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدہ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جائیں گے البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔ مسئلہ (۲۵): اگر سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کر لیا پھر اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔ مسئلہ (۲۶): پڑھنے والی کی جگہ نہیں بدلی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتی رہی لیکن سننے والی کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا دوسری دفعہ اور جگہ۔ تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والی پر کئی سجدے واجب ہیں، جتنی دفعہ سنا اتنے ہی سجدے کرے۔ مسئلہ (۲۷): اگر سننے والی کی جگہ نہیں بدلی فقط پڑھنے والی کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والی پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والی پر ایک ہی سجدہ ہے۔ مسئلہ (۲۸): ساری سورت کو پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ اور منع ہے۔ فقط سجدہ سے بچنے کیلئے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدے کا گویا انکار ہے۔ مسئلہ (۲۹): اگر سورت میں کوئی آیت نہ پڑھے فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیت کے برابر ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

بیمار کی نماز کا بیان

مسئلہ (۱): نماز کسی حالت میں نہ چھوڑے جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر نماز پڑھتی رہے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے بیٹھے بیٹھے رکوع کرے اور رکوع کر کے دونوں سجدے کرے اور رکوع کیلئے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔ مسئلہ (۲): اگر رکوع اور سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدہ کو اشارے سے ادا کرے اور سجدہ کیلئے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے۔ مسئلہ (۳): سجدہ کرنے کیلئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں۔ جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے تکیے کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۴): اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کھڑی تو ہو سکتی ہے لیکن رکوع اور سجدہ نہیں کر سکتی تو چاہے کھڑے ہو کر پڑھے اور رکوع و سجدہ کو اشارے سے ادا کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجدہ کو اشارے سے ادا کرے دونوں باتیں درست ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۶): اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو پیچھے کو تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بلکہ قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ زیادہ نیچا کرے اور اگر تکیے سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے آسمان کی طرف نہ رہے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ کرے۔ مسئلہ (۷): اگر چت نہ لیٹے بلکہ داہنی یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارہ سے رکوع یا سجدہ کرے یہ بھی جائز ہے لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔ مسئلہ (۸): اگر سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے پھر اگر ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہو گئی اچھے ہونے کے بعد قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے۔ اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی۔ بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارے سے پڑھنے کی طاقت آ گئی تو اشارہ ہی سے ان کی قضا پڑھے۔ اور یہ ارادہ نہ کرے کہ جب بالکل اچھی ہو جاؤں گی تب پڑھوں گی کہ شاید مر گئی تو گنہگار رہے گی۔ مسئلہ (۹): اسی طرح اگر اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہو گئی ہو تو قضا پڑھنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۰): جب نماز شروع کی اس وقت بھلی چنگی تھی پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکی تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ کھڑی نہ ہو سکی تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے۔ اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے نہیں تو رکوع سجدہ کو سر کے اشارے سے کرے۔ اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی

بھی قدرت نہ رہی تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔ مسئلہ (۱۱): بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدے کی جگہ سجدہ کیا۔ پھر نماز میں ہی اچھی ہوگئی تو اسی نماز کو کھڑی ہو کر پورا کرے۔ مسئلہ (۱۲): اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدے کی قوت نہ تھی اس لئے سر کے اشارے سے رکوع و سجدہ کیا۔ پھر جب کچھ نماز پڑھ چکی تو ایسی ہوگئی کہ اب رکوع و سجدہ کر سکتی ہے تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے پڑھے۔ مسئلہ (۱۳): فالج گرا اور ایسی بیماری ہوگئی کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتی تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے۔ اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا تیمم کروا دے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے بھی پونچھنے کی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے اسی طرح نماز پڑھے کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں ہے۔ نہ ماں نہ باپ نہ لڑکا نہ لڑکی۔ البتہ بیوی کو اپنے میاں کا اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے۔ اس کے سوا کسی کو درست نہیں۔ مسئلہ (۱۴): تندرستی کے زمانہ میں کچھ نمازیں قضا ہوگئی تھیں پھر بیمار ہوگئی تو بیماری کے زمانہ میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا پڑھے۔ یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آئے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے کی قوت آجائے تب پڑھوں۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔ دینداری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔ مسئلہ (۱۵): اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہوگی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۶): حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتی رہے۔

مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ (۱): اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا۔ اور شریعت کے قاعدے سے اسے مسافر نہیں کہتے۔ اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہئیں جیسے کہ اپنے گھر میں کرتی تھی۔ چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے۔ پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۲): جو کوئی تین منزل چلنے کا قصد کر کے نکلے وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے۔ جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہوگئی تو شریعت سے مسافر بن گئی اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتی رہے تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہو تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جائے گی۔ مسئلہ (۳): تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں۔ تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا ۴۸ میل انگریزی ہے۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکہ یا تیز بہلی پر سوار ہے اس لئے دو ہی دن میں پہنچ جائے گی یا ریل میں سوار ہو کر ذرا سی دیر میں پہنچ جائے گی۔ تب بھی وہ شریعت کی رو سے مسافر ہے۔ مسئلہ (۵): جو کوئی شریعت سے

مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشاء کی فرض نماز دو دو رکعتیں پڑھے اور سنتوں کا یہ حکم ہے کہ جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے۔ اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے۔ اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کمی نہیں ہے۔ مسئلہ (۶): فجر اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جیسے ہمیشہ پڑھتی ہے ویسے پڑھے۔ مسئلہ (۷): ظہر، عصر، عشاء کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے۔ پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے۔ جیسے ظہر کے کوئی چھ فرض پڑھ لے [۱] تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۸): اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہو گئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی اور سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھی ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔ مسئلہ (۹): اگر راستہ میں کہیں ٹھہر گئی تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو برابر وہ مسافر رہے گی۔ چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھتی رہے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہی پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے جانے کا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گی نمازیں پوری پوری پڑھے۔ پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جاتی ہے تو پھر مسافر ہو جائے گی اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۰): تین منزل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلی لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ فلانے گاؤں [۲] میں پندرہ دن ٹھہر جاؤں گی تو مسافر نہیں رہی۔ رستہ بھر پوری نمازیں پڑھے پھر اگر اس گاؤں میں پہنچ کر پورے پندرہ دن ٹھہرنا ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گی۔ مسئلہ (۱۱): تین منزل جانے کا ارادہ تھا لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا گھر پڑتا ہے تب بھی مسافر نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۲): چار منزل جانے کی نیت سے نکلی لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گزریں تب بھی وہ مسافر نہیں ہے۔ اب نہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے۔ البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی وہ جگہ اگر تین منزل ہو یا چلتے وقت پاک تھی راستہ میں حیض آ گیا ہو تو وہ البتہ مسافر ہے نماز مسافروں کی طرح پڑھے۔ مسئلہ (۱۳): نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ہو گئی تو مسافر نہیں رہی یہ نماز بھی پوری پڑھے۔ مسئلہ (۱۴): چار دن کے لیے رستہ میں کہیں ٹھہر پڑا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی تھیں کہ کام نہیں ہوتا ہے روز یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلی جاؤں گی۔ لیکن جانا نہیں ہوتا۔ اسی طرح پندرہ روز یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گی چاہے جتنے دن اسی طرح گزر جائیں۔ مسئلہ (۱۵): تین منزل جانے کا ارادہ کر کے چلی پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آئی تو جب سے گھر لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب ہی سے مسافر نہیں رہی۔ مسئلہ (۱۶): کوئی اپنے خاوند کے ساتھ ہے رستہ میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی یہ

---

[۱] یعنی قیام کی حالت میں بجائے چار کے چھ رکعت پڑھے ۱۲

[۲] بشرطیکہ وہ گاؤں اس کے شہر سے تین منزل سے کم فاصلہ پر واقع ہو ۱۲

ٹھہرے گی۔ بغیر اس کے زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے۔ اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر نہیں رہی چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے اور مرد کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہے۔ مسئلہ (۱۷): تین منزل چل کے کہیں پہنچی تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہی، چاہے کم رہے یا زیادہ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب تو مسافر نہیں رہی، اب نمازیں پوری پوری پڑھے اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گی۔ چار رکعت فرض کی دو رکعتیں پڑھتی رہے۔ مسئلہ (۱۸): رستے میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے۔ دس دن یہاں، پانچ دن وہاں، بارہ دن وہاں۔ لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گی۔ مسئلہ (۱۹): کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا کسی دوسری جگہ اپنا گھر بنا لیا اور وہیں رہنے سہنے لگی۔ اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت رستے میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گی اور نمازیں سفر کی طرح پڑھے گی۔ مسئلہ (۲۰): اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشاء کی دو ہی رکعتیں قضا پڑھے۔ اور اگر سفر سے پہلے ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اس کی قضا پڑھے۔ مسئلہ (۲۱): بیاہ کے بعد عورت اگر مستقل طور پر اپنی سسرال رہنے لگی تو اس کا اصلی گھر سسرال ہے تو اگر تین منزل چل کر میکے گئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہے گی۔ مسافرت کے قاعدے سے نماز روزہ ادا کرے۔ اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ کیلئے دل میں نہیں ٹھانا تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہی اب بھی اصلی رہے گا۔ مسئلہ (۲۲): دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو اسی کشتی پر نماز پڑھ لے۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے۔ مسئلہ (۲۳): ریل پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست ہے۔ اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ مسئلہ (۲۴): نماز پڑھنے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا تو نماز ہی میں گھوم جائے اور قبلہ کی طرف منہ کر لے۔ مسئلہ (۲۵): اگر تین منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر کرنا درست نہیں ہے۔ بے محرم کے ساتھ سفر کرنا بڑا گناہ ہے۔ اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں۔ حدیث میں اس کی بڑی ممانعت آئی ہے۔ مسئلہ (۲۶): جس محرم کو خدا اور رسول ﷺ کا ڈر نہ ہو اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۷): کہیں ڈولی یا بہلی پر جا رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو بہلی سے اتر کر کسی الگ جگہ پر کھڑی ہو کر نماز پڑھ لے۔ اسی طرح اگر بہلی پر وضو نہ کر سکے تو اتر کر کسی آڑ میں بیٹھ کر وضو کر لے۔ اگر برقع پاس نہ ہو تو چادر وغیرہ میں خوب لپٹ کر اترے اور نماز پڑھے ایسا پردہ جس میں نماز قضا ہو جائے حرام ہے۔ ہر بات میں شریعت کی بات کو مقدم رکھے پردہ کی بھی وہی حد رکھے جو شریعت نے بتلائی ہے۔ شریعت کی حد سے آگے بڑھنا اور قضا سے زور دینا بڑی بے وقوفی اور نادانی ہے۔ البتہ بلا

ضرورت پردہ میں کمی کرنا بے غیرتی اور گناہ ہے۔ مسئلہ (۲۸): اگر ایسی بیماری ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا درست
ہے تب بھی چلتی بہلی پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور اگر بہلی ٹھہرالی لیکن جوا بیلوں کے کندھوں پر رکھا ہوا
ہے تب بھی اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ بیل الگ کر کے نماز پڑھنی چاہیے یکہ کا بھی یہی حکم ہے کہ
جب تک گھوڑا کھول کر الگ نہ کر دیا جائے اس وقت تک اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (
۲۹): اگر کسی کو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہو تو پالکی اور میانے پر بھی نماز پڑھنا درست ہے لیکن پالکی جس وقت
کہاروں کے کندھوں پر ہو اس وقت پڑھنا درست نہیں۔ زمین پر رکھوا لے تب پڑھے۔ مسئلہ (۳۰): اگر
اونٹ سے یا بہلی سے اترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدون اترے بھی نماز درست ہے۔

گھر میں موت ہو جانے کا بیان

مسئلہ (۱): جب آدمی مرنے لگے تو اس کو چت لٹا دو اس کے پیر قبلہ کی طرف کر دو اور سر اونچا کر دو تاکہ منہ
قبلہ کی طرف ہو جائے اور اس کے پاس بیٹھ کر زور زور سے کلمہ پڑھو تاکہ تم کو پڑھتے سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے
لگے۔ اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔
مسئلہ (۲): جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ ہو رہو۔ یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے اور پڑھتے
پڑھتے دم نکلے کیونکہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہیے اس
کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹنے تک کلمہ برابر جاری رہے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات چیت
کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو۔ جب وہ پڑھ لے تو پھر چپ ہو رہو۔ مسئلہ (۳): جب سانس اکھڑ جائے
اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں بیٹھ
جائیں تو سمجھو اس کی موت آ گئی۔ اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔ مسئلہ (۴): سورہ یٰسین
پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے اس کے سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ دو یا کسی سے پڑھوا
دو۔ مسئلہ (۵): اس وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے کیونکہ یہ وقت دنیا سے
جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا وقت ہے ایسے کام کرو اور ایسی باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ
تعالیٰ کی طرف مائل ہو جائے کہ مردے کی خیر خواہی اسی میں ہے۔ ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا اور کوئی
جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اسے سامنے لانا اور ایسی باتیں کرنا کہ اس کا دل ان کی طرف متوجہ ہو جائے اور
ان کی محبت اس کے دل میں آ جائے بڑی بری بات ہے۔ دنیا کی محبت لیکر رخصت ہوئی تو نعوذ باللہ بری موت
مری۔ مسئلہ (۶): مرتے وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے تو اس کا خیال نہ کرو نہ اس کا
چرچا کرو بلکہ یہ سمجھو کہ موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہی۔ اس وجہ سے ایسا ہوا اور عقل جاتے رہنے کے
وقت جو کچھ ہو سب معاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتی رہو۔ مسئلہ (۷): جب مر جائے تو
سب عضو درست کر دو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھو کہ کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر

اس کے دونوں سرے سر پر سے لے جاؤ اور گرہ لگا دو تاکہ منہ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کر دو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دو تا کہ ٹانگیں پھیلنے نہ پاویں پھر کوئی چادر اوڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو۔ مسئلہ (۸): منہ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ مسئلہ (۹): مر جانے کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔ مسئلہ (۱۰): مر جانے کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں۔

نہلانے کا بیان

مسئلہ (۱): جب گور و کفن کا سب سامان ہو جائے اور نہلانا چاہو تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختے کو لوبان یا اگر بتی وغیرہ خوشبودار چیز کی دھونی دے۔ دو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر مردے کو اس پر لٹا دو اور کپڑے اتار لو اور کوئی کپڑا ناف سے لیکر زانو تک ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے۔ مسئلہ (۲): اگر نہلانے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہ جائے گا تو خیر۔ نہیں تو تخت کے نیچے گڑھا کھدوا لو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے۔ اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں غرض فقط یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی پھسل کر نہ گر پڑے۔ مسئلہ (۳): نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردے کو استنجا کرا دو۔ لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو اور جو کپڑا ناف سے لیکر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلاؤ پھر اس کو وضو کرا دو لیکن نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ کہنی سمیت پھر سر کا مسح پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو تا کہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پاوے۔ جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جائے جیسے بیسن یا کھلی یا صابن سے مل کر دھوئے اور صاف کرے پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے۔ یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹاوے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلا دے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دباوے اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کر دھو ڈالے۔ وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں آیا۔ اب نہ دہراؤ۔ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا دے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کر کفنا دو۔ مسئلہ (۴): اگر بیری کے

تب اس میں مردے کو کفناؤ۔ مسئلہ (۵): کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ پھر ازار اس کے اوپر کرتا پھر مردے کو اس پر لے جا کر پہلے کرتا پہناؤ اور سر کے بالوں کو دو حصہ کر کے کرتے کے اوپر سینہ پر ڈال دو۔ ایک حصہ داہنی طرف اور ایک بائیں طرف اس کے بعد سربند سر پر اور بالوں پر ڈال دو اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو پھر ازار مع سربند لپیٹ دو۔ پہلے بائیں طرف لپیٹ دو پھر داہنی طرف اس کے بعد سینہ بند باندھ دو پھر چادر لپیٹو پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف پھر کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ راستے میں کہیں کھل نہ پڑے۔ مسئلہ (۶): سینہ بند کو اگر سربند کے بعد ازار لپیٹنے سے پہلے ہی باندھ دیا تو یہ بھی جائز ہے اور سب کفنوں کے اوپر سے باندھے تو بھی درست ہے۔ مسئلہ (۷): جب کفنا چکو تو رخصت کرو کہ مرد لوگ نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔ مسئلہ (۸): اگر عورتیں جنازہ کی نماز پڑھ لیں تو بھی جائز ہے لیکن چونکہ ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوتا اس لئے ہم نماز جنازہ اور دفنانے کے مسئلے بیان نہیں کرتے۔ مسئلہ (۹): کفن میں یا قبر میں عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں اسی طرح کفن پر یا سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ یا کوئی اور دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ البتہ کعبہ شریف کا غلاف یا اپنے پیر کا رومال وغیرہ کوئی کپڑا تبرک کا رکھ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): جو بچہ زندہ پیدا ہوا پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مر گیا تو وہ بھی اسی قاعدے سے نہلا دیا جائے اور کفنا کے نماز پڑھی جاوے پھر دفن کر دیا جاوے اور اس کا نام بھی کچھ رکھا جاوے۔ مسئلہ (۱۱): جو لڑکا ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا اور پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی اس کو بھی اسی طرح نہلا دو لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دو بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو اور اس کا نام بھی کچھ رکھ دینا چاہئے۔ مسئلہ (۱۲): اگر حمل گر جائے تو اگر بچہ کے ہاتھ پاؤں، منہ، ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلاوے اور نہ کفناوے کچھ بھی نہ کرے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچے کے کچھ عضو بن گئے ہوں تو اس کا وہی حکم ہے جو ایک مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جائے اور نہلا دیا جائے لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دیا جائے نہ نماز پڑھی جائے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ مسئلہ (۱۳): لڑکے کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ پیدا ہونے کا حکم ہے۔ البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ زندہ پیدا ہوا اور اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصہ نکل آیا اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۴): اگر چھوٹی لڑکی مر جائے جو ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئی ہے تو اس کے کفن کے بھی وہی پانچ کپڑے سنت ہیں جو جوان عورت کیلئے ہیں۔ اگر پانچ کپڑے نہ دو تین ہی کپڑے دو تب بھی کافی ہے غرضیکہ جو حکم سیانی عورت کا ہے وہی کنواری اور چھوٹی لڑکی کا بھی حکم ہے مگر سیانی کیلئے وہ حکم تاکیدی ہے اور کم عمر کیلئے بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۵): جو لڑکی بہت چھوٹی ہو جوانی کے قریب بھی نہ ہوئی ہو اس کیلئے بھی بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑے دیئے جائیں اور دو کپڑے دینا بھی درست ہے۔ ایک ازار ایک چادر۔ مسئلہ (۱۶): اگر کوئی

لڑکا مرجائے اور اس کے نہلانے اور کفنانے کی تم کو ضرورت پڑے تو اسی ترتیب سے نہلاؤ جو اوپر بیان ہو چکی اور کفنانے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر تم کو معلوم ہوا بس اتنا ہی فرق ہے کہ عورت کا کفن پانچ کپڑے ہیں اور مرد کا کفن تین کپڑے ایک چادر، ایک ازار، ایک کرتہ۔ مسئلہ (۱۷): مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار ہو اور کرتا نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔ مسئلہ (۱۸): جو چادر جنازہ کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے کفن فقط اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ مسئلہ (۱۹): جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کو گور و کفن کیا جائے دوسری جگہ لے جانا بہتر نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی جگہ کوس آدھ کوس دور ہو تو وہاں لے جانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

دستور العمل تدریس حصہ ہذا

(۱) اگر کوئی لڑکی اس سے پہلے کے مضامین کسی اور کتاب میں پڑھ چکی ہو تو اس حصہ سے شروع کرا دینے کا مضائقہ نہیں اسی طرح تمام حصوں میں ممکن ہے اور اگر حصوں کی تقدیم و تاخیر اور ترتیب کا بدلنا کسی مصلحت سے مناسب ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۲) اس حصے کے پڑھانے کے وقت بھی لڑکی سے کہا جائے کہ وہ برترتیب اس کو تختی یا کاغذ پر لکھا کرے تاکہ آسانی سے لکھنے کا سلیقہ ہو جاوے گا اور نیز لکھ لینے سے مضمون بھی خوب محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۳) مختلف مسائل کو امتحان کے طور پر وقتاً فوقتاً پوچھتی رہا کریں تاکہ خوب یاد رہیں اور اگر دو تین لڑکیاں ایک جماعت میں ہوں تو ان کو تاکید کی جائے کہ باہم ایک دوسرے سے پوچھا کریں۔

(۴) اگر پڑھانے والا مرد ہو اور شرم کے سبب مسائل نہ بتلا سکے اور کسی عورت کا بھی ایسا ذریعہ نہ ہو جو خود لڑکی کو سمجھا سکے یا بعض مسائل بسبب کم عمری کے لڑکیاں نہ سمجھ سکیں تو ایسے مسائل چھوڑ دیں لیکن ان پر نشان بناتے جائیں تاکہ دوسرے وقت موقع پر سمجھا سکیں۔

(۵) دیباچہ جو پہلے حصہ میں ہے وہ شروع میں نہ پڑھایا تھا اگر اب سمجھ سکے تو پڑھا دیں اور جب سمجھنے کی امید ہو تب وقت پڑھا دیں غرض وہ مضمون ضروری ہے کسی وقت پڑھ دینا چاہئے اسی طرح جو اشعار دیباچہ کے ختم پر لکھے ہیں اگر وہ بھی یاد نہ ہوئے ہوں تو اب یاد کرا دیں۔

(۶) گھر میں جو لوگ مرد و عورت پڑھنے کے قابل نہ ہوں ان کیلئے ایک وقت مقرر کر کے سب کو جمع کر کے مسائل سنا سنا کر سمجھا دیں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں۔

(۷) پڑھانے والے کو چاہئے کہ پڑھنے والیوں کو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنے کی تاکید کرے اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔

صحیح

بہشتی زیور حصہ سوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روزے کا بیان

حدیث شریف میں روزے کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا مرتبہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے پچھلے گناہ صغیرہ بخش دیئے جائیں گے اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے۔ قیامت کے دن روزہ کا بے حد ثواب ملے گا۔ روایت ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دسترخوان چنا جائے گا وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھانا کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہیں۔ ان کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھا کرتے تھے۔ یہ روزہ بھی دین اسلام کا بڑا رکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ ہوگا اور اس کا دین کمزور ہو جائیگا۔ مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں۔ جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے۔ اور اگر کوئی روزہ کی نذر کرے تو نذر کر لینے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا و کفارہ کے روزے بھی فرض ہیں۔ اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں رکھے تو ثواب نہ رکھے تو گناہ نہیں۔ البتہ عید اور بقر عید کے دن اور بقر عید کے بعد تین دن روزے رکھنا حرام ہے۔ مسئلہ (۲): جب سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اس وقت سے لیکر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کھانا اور پینا چھوڑ دے اور مرد سے ہم بستر بھی نہ ہو شرع میں اس کو روزہ کہتے ہیں۔ مسئلہ (۳): زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ ہم بستر ہوئی تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں تیرا کل روزہ رکھوں گی یا عربی میں کہہ دے ﴿وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ﴾ تو بھی کچھ حرج نہیں یہ بھی بہتر ہے۔ مسئلہ (۴): اگر کسی نے دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکی پیاسی رہی لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہ لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتی تو روزہ ہو جاتا۔ مسئلہ (۵): شرع میں روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک صبح نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے بعض عورتیں پچھلے وقت سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کے لیٹ رہتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اب نیت کر لینے کے

(۱۰): انتیسویں تاریخ کو چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا ہے یا نہیں۔ اور یہ سمجھ کر کہ مجھ پر
رمضان کا ایک روزہ قضا ہے اس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اس کا روزہ رکھ لوں اس دن قضا کا روزہ
اور کفارہ کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے۔ کوئی روزہ نہ رکھنا چاہئے اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں
سے چاند کی خبر آگئی تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہو گیا۔ قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو
جس روزہ کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ (۱): اگر آسمان پر بادل ہے یا غبار ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا لیکن ایک دیندار پرہیز
گار سچے آدمی نے آکر گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو چاند کا ثبوت ہو گیا۔ چاہے وہ مرد ہو یا
عورت۔ مسئلہ (۲) اگر بدلی کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے چاہے
کتنا ہی معتبر آدمی ہو بلکہ دو معتبر اور پرہیزگار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی
دیں تب چاند کا ثبوت ہوگا ورنہ اگر چار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو بھی قبول نہیں ہے۔ مسئلہ
(۳) جو آدمی دین کا پابند نہیں برابر گناہ کرتا رہتا ہے مثلاً نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے
یا اور کوئی گناہ کرتا ہے شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شریعت میں اس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں ہے چاہے جتنی قسمیں
کھا کر بیان کرے بلکہ اگر ایسے دو تین آدمی ہوں ان کا بھی اعتبار نہیں۔ مسئلہ (۴): یہ جو مشہور ہے کہ جس
دن رجب کی چوتھی ہوتی ہے اس دن رمضان کی پہلی ہوتی ہے۔ شریعت میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اگر
چاند نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہئے۔ مسئلہ (۵): چاند دیکھ کر یہ کہنا کہ بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے بری بات
ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کی نشانی ہے جب قیامت نزدیک ہوگی تو لوگ ایسا کہا کریں گے۔ خلاصہ یہ ہے
کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا بھی اعتبار نہ کرو نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرو کہ آج دوج ہے آج
ضرور چاند ہے۔ شریعت سے یہ باتیں واہیات ہیں۔ مسئلہ (۶) اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں
کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہوگا چاہے چاند رمضان کا ہو یا عید کا۔ البتہ اگر اتنی کثرت سے
لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے اتنے لوگوں کا
جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں ہو سکتا تب چاند ثابت ہوگا۔ شہر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہوا بہت لوگوں نے
دیکھا لیکن بہت ڈھونڈا تلاش کیا لیکن پھر بھی کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جس نے خود چاند دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کچھ
اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ (۷) کسی نے رمضان شریف کا چاند اکیلے دیکھا سوائے اس کے شہر بھر میں کسی نے
نہیں دیکھا لیکن یہ شریعت کا پابند نہیں ہے تو اس کی گواہی سے شہر والے تو روزہ نہ رکھیں لیکن یہ خود روزہ رکھے اور
اگر اس اکیلے دیکھنے والے نے تیس روزے پورے کر لئے لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو اکتیسواں روزہ
بھی رکھے اور شہر والوں کے ساتھ عید کرے۔ مسئلہ (۸): اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا اس لئے اس کی

گواہی کو شریعت نے اعتبار نہیں کیا تو اس دیکھنے والے آدمی کو بھی عید کرنا درست نہیں ہے صبح کو روزہ رکھے اور
اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے۔

قضا روزے کا بیان: مسئلہ (۱): جو روزے کسی وجہ سے یا کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں رمضان کے
بعد جہاں تک جلدی ہو سکے ان کی قضا رکھ لے دیر نہ کرے بے وجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ مسئلہ
(۲): روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ فلانی تاریخ کے روزہ کی قضا رکھتی ہوں یہ ضروری
نہیں ہے بلکہ جتنے روزے قضا ہوں اتنے ہی روزے رکھ لینے چاہئیں۔ البتہ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا
ہو گئے اس لئے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنی ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی اس طرح نیت کرے
کہ فلانے سال کے روزوں کی قضا رکھتی ہوں۔ مسئلہ (۳): قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔
اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہ ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔ قضا کا روزہ پھر سے رکھے۔ مسئلہ
(۴): کفارہ کے روزہ کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہئے اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارہ کا روزہ
صحیح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۵): جتنے روزے قضا ہو گئے ہیں چاہے سب کو ایک دم سے رکھ لے چاہے تھوڑے تھوڑے
کر کے رکھے دونوں باتیں درست ہیں۔ مسئلہ (۶): اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان
آ گیا تو خیر اب رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے لیکن اتنی دیر کرنا بری بات ہے۔ مسئلہ
(۷): رمضان کے مہینہ میں دن کو بے ہوش ہو گئی اور ایک دن سے زیادہ بے ہوش رہی تو بے ہوش ہونے کے دن
کے علاوہ جتنے دن بے ہوش رہی اتنے دنوں کی قضا رکھے۔ جس دن بے ہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں
ہے کیونکہ اس دن کا روزہ بوجہ نیت کے درست ہو گیا۔ ہاں اگر اس دن روزہ سے نہ تھی یا اس دن حلق میں کوئی دوا
ڈالی گئی اور وہ حلق میں اتر گئی تو اس دن کی قضا بھی واجب ہے۔ مسئلہ (۸): اور اگر رات کو بے ہوش ہوئی ہو تب
بھی جس رات کو بے ہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے باقی اور جتنے دن بے ہوش رہی سب کی قضا
واجب ہے۔ ہاں اگر اس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی
قضا رکھے۔ مسئلہ (۹): اگر سارے رمضان بھر بے ہوش رہے تب بھی قضا رکھنا چاہئے۔ یہ نہ سمجھے کہ سب
روزے معاف ہو گئے البتہ اگر جنون ہو گیا اور پورے رمضان بھر دیوانی رہی تو اب رمضان کے کسی روزے کی
قضا واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینہ میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہو گئی تو اب سے روزے
رکھنا شروع کرے اور جتنے روزے جنون میں گئے ہیں ان کی قضا بھی رکھے۔

نذر کے روزے کا بیان: مسئلہ (۱): جب کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر نہ رکھے گی تو
گنہگار ہو گی۔ مسئلہ (۲): نذر دو طرح کی ہے ایک تو یہ کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ یا اللہ اگر آج
فلاں کام ہو جائے تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گی یا یوں کہا کہ یا اللہ اگر میری فلانی مراد پوری ہو جائے تو
پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گی۔ ایسی نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر
رات سے نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کر لے یہ بھی درست ہے نذر ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ (۳): جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کرلی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ نذر کا روزہ ہے یا نفل کا صرف نفل کی نیت کر لی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہو گیا البتہ اس جمعہ کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا، یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ قضا کا روزہ ہو جائے گا نذر کا روزہ پھر رکھے۔ مسئلہ (۴): اور دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہا کہ یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک روزہ رکھوں گی یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گی ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے۔ اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بلکہ وہ روزہ نفل روزہ ہو گیا۔

نفل روزے کا بیان: مسئلہ (۱): نفل روزے کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھتی ہوں تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتی ہوں تب بھی صحیح ہے۔ مسئلہ (۲): دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نفل کی نیت کر لینا درست ہے تو اگر دس بجے تک مثلاً روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں تھا۔ لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر جی میں آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳): رمضان شریف کے مہینہ کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے جتنے زیادہ رکھے گی زیادہ ثواب پاوے گی۔ البتہ عید کے دن اور بقر عید کی دسویں گیارہویں اور بارہویں تیرہویں سال بھر میں فقط پانچ دن روزے رکھنا حرام ہے اس کے سوا سب روزے درست ہیں۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منت مانے تب بھی اس دن کا روزہ درست نہیں اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لے۔ مسئلہ (۵): اگر کسی نے یہ منت مانی کہ میں پورے سال کے روزے رکھوں گی سال میں کسی دن کا روزہ بھی نہ چھوڑوں گی تب بھی یہ پانچ روزہ نہ رکھے باقی سب رکھ لے پھر ان پانچوں روزوں کی قضا رکھ لے۔ مسئلہ (۶): نفل کا روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے سو اگر صبح صادق سے پہلے یہ نیت کی آج میرا روزہ ہے پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔ مسئلہ (۷): کسی نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل روزہ رکھوں گی لیکن پھر صبح صادق ہونے سے پہلے ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں۔ مسئلہ (۸): بے شوہر کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر بے اس کی اجازت رکھ لیا تو اس کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے۔ پھر جب وہ کہے تب اس کی قضا رکھے۔ مسئلہ (۹): کسی کے گھر مہمان گئی یا کسی نے دعوت کر دی اور کھانا نہ کھانے سے اس کا جی برا ہوگا۔ دل شکنی ہو گی تو اس کی خاطر سے نفلی روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر سے گھر والے کو بھی توڑ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے عید کے دن نفلی روزہ رکھ لیا اور نیت کر لیا تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنا بھی واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۱): محرم کی دسویں تاریخ روزہ رکھنا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے صرف دسویں کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۲): اسی طرح بقر عید کی نویں تاریخ روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ

معاف ہو جاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے ختم تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔ مسئلہ
(۱۳) شب برات کی پندرہویں اور عید الفطر کے بعد کے چھ دن نفل روزہ رکھنے کا بھی اور نفلوں سے زیادہ
ثواب ہے۔ مسئلہ (۱۴) اگر ہر مہینے کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تین دن کا روزہ رکھ لیا کرے تو
اس نے سال بھر برابر روزہ رکھے۔ حضور ﷺ یہ تین روزے رکھا کرتے تھے ایسے ہی ہر دوشنبہ اور جمعرات
کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے

اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے اس کا بیان۔ مسئلہ (۱) اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا لے یا پانی پی لے
بھولے سے خاوند سے ہم بستر ہو جائے تو اس کا روزہ نہیں گیا اگر بھول کر پیٹ بھر بھی کھا پی لے تب بھی روزہ
نہیں ٹوٹتا۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں گیا۔ مسئلہ (۲) ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے
پیتے دیکھا تو وہ اگر اس قدر طاقت ور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلانا واجب ہے
اور اگر کوئی ناطاقت ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلاوے کھانے دے۔ مسئلہ (۳) دن کو
سوئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے نہانے کی ضرورت ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ (۴) دن کو سرمہ لگانا
تیل لگانا، خوشبو سونگھنا درست ہے اس سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو۔ بلکہ اگر سرمہ
لگانے کے بعد تھوک میں یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھلائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا نہ مکروہ ہوا۔ مسئلہ
(۵) مرد اور عورت کا ساتھ لیٹنا ہاتھ لگانا پیار کر لینا یہ سب درست ہے لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان
باتوں سے صحبت کرنے کا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہئے مکروہ ہے۔ مسئلہ (۶) حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا آپ
ہی آپ دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا۔ البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔ مسئلہ (
۷) لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا۔ اسی طرح حقہ پینے
سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر کیوڑہ گلاب پھول وغیرہ اور خوشبو کا سونگھنا جس میں
دھواں نہ ہو درست ہے۔ مسئلہ (۸) دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا ڈلی کا ٹکڑا وغیرہ کوئی اور چیز
تھی اس کو خلال سے نکال کے کھا گئی لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر
چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو جاتا رہا۔ اگر منہ سے باہر نکال لی
تھی پھر اس کے بعد نگل گئی تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو
دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ (۹) تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔ مسئلہ (۱۰) اگر
پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں روزہ ہو گیا۔
مسئلہ (۱۱) رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا دن کو نہائی تب بھی روزہ ہو گیا بلکہ اگر دن بھر
نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں جاتا البتہ اس کا گناہ الگ ہو گا۔ مسئلہ (۱۲) ناک کو اتنے زور سے سڑک لیا کہ
حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح منہ کی رال سڑک کر نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔ مسئلہ

(۱۳): منہ میں پان دبا کر سو گئی اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴): کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۵): اگر آپ ہی آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ۔ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔ مسئلہ (۱۶): تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصداً لوٹا لیتی تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ (۱۷): کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو لوگ نہیں کھایا کرتے اور اس کو نہ کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی ہو جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔ مسئلہ (۱۸): اگر مرد سے ہم بستر ہوئی تب بھی روزہ جاتا رہا اس کی قضا بھی رکھے اور کفارہ بھی دے جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ قضا و کفارہ واجب ہو گئے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مسئلہ (۱۹): اگر مرد نے پاخانہ کی جگہ اپنا عضو کر دیا اور سپاری اندر چلی گئی تب بھی مرد و عورت دونوں کا روزہ جاتا رہا قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔ مسئلہ (۲۰): روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم ہے جبکہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اور رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ اگر اس روزے کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آ گیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۱): کسی نے روزہ میں ناس لیا یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور پینے کی دوا نہیں پی تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن صرف قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اگر کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔ مسئلہ (۲۲): روزے میں پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں۔ اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا[۱] قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۳): کسی ضرورت سے دائی نے پیشاب کی جگہ انگلی ڈالی یا خود اس نے اپنی انگلی ڈالی پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی نکالنے کے بعد پھر کر دی تو روزہ جاتا رہا لیکن کفارہ واجب نہیں اور اگر نکالنے کے بعد پھر نہیں کی تو روزہ نہیں گیا۔ ہاں اگر پہلے ہی سے پانی وغیرہ کسی چیز میں انگلی بھیگی ہوئی ہو تو اول ہی دفعہ کرنے سے روزہ جاتا رہے گا۔ مسئلہ (۲۴): منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گئی تو روزہ ٹوٹ گیا البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ (۲۵): اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر کے تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کا شوہر بڑا بد مزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک پانی درست نہ ہو تو ناک میں دم کر دیگا اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔ مسئلہ

---

[۱] یعنی عورتوں کو ایسا کرنے سے روزہ ٹوٹتا ہے مرد اپنے پیشاب کی جگہ سوراخ کی جگہ تیل وغیرہ ڈالے تو روزہ نہیں ٹوٹتا

(۲۶): اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و لاچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۲۷): کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے گا تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۲۸): کوئی عورت غافل سو رہی تھی یا بے ہوش پڑی تھی۔ اس سے کسی نے صحبت کی تو روزہ جاتا رہا۔ فقط قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اور مرد پر کفارہ بھی واجب ہے۔ مسئلہ (۲۹): کسی نے بھولے سے کچھ کھا لیا اور یوں سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھا لیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۰): اگر کسی کو قے ہوئی اور وہ یوں سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اسی گمان پر پھر قصداً کھانا کھا لیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۱): اگر سرمہ لگایا یا فصد لی یا تیل ڈالا پھر سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا۔ اور پھر قصداً کھا لیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ مسئلہ (۳۲): رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ مسئلہ (۳۳): کسی نے رمضان میں روزہ کی نیت ہی نہیں کی اس لئے کھاتی پیتی رہی۔ اس پر کفارہ واجب نہیں کفارہ جب ہے جبکہ نیت کر کے توڑ دے۔

سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان: مسئلہ (۱): سحری کھانا سنت ہے اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم از کم دو تین چھوہارے ہی کھا لے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھا لے کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔ مسئلہ (۲): اگر کسی نے سحری نہ کھائی اور اٹھ کر ایک آدھ پان کھا لیا تو بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔ مسئلہ (۳): سحری میں جہاں تک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزہ میں شبہ پڑ جائے۔ مسئلہ (۴): اگر سحری بڑی جلدی کھا لی مگر اس کے بعد پان تمباکو چائے دیر تک کھاتی پیتی رہی جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تب کلی کر ڈالی تب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانے کا حکم ہے۔ مسئلہ (۵): اگر رات کو سحری کھانے کیلئے آنکھ نہ کھلی سب کے سب سو گئے تو بے سحری کھائے صبح کا روزہ رکھو۔ سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات ہے اور بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۶): جب تک صبح نہ ہو اور فجر کا وقت نہ آئے جس کا بیان نمازوں کے وقتوں میں گزر چکا ہے تب تک سحری کھانا درست ہے اس کے بعد درست نہیں۔ مسئلہ (۷): کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اسی گمان پر سحری کھا لی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔ لیکن پھر بھی کچھ کھائے پئے نہیں روزہ داروں کی

طرح رہے۔ اسی طرح اگر سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا اس کی قضا کرے کفارہ واجب نہیں اور اب جب تک سورج نہ ڈوب جائے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ مسئلہ (۸): اتنی دیر ہو گئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھا لیا یا پانی پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا۔ پھر اگر معلوم ہو گیا کہ اس وقت صبح ہو گئی تھی تو اس روزہ کی قضا رکھے۔ اور اگر کچھ نہ معلوم ہوا شبہ ہی شبہ رہ جائے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے۔ لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لے۔ مسئلہ (۹): مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جائے تو فوراً روزہ کھول ڈالے دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۰): بدلی کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو جب خوب یقین ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرو اور صرف گھڑی گھڑیال وغیرہ پر کچھ اعتماد نہ کرو۔ جب تک کہ تمہارا دل نہ گواہی دے دے۔ کیونکہ گھڑی شاید کچھ غلط ہو گئی ہو۔ بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہہ دے لیکن ابھی وقت ہونے میں شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۱): چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے بعض عورتیں اور بعض مرد نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں سو یہ غلط عقیدہ ہے۔ مسئلہ (۱۲): جب تک سورج ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔

کفارے کا بیان: مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے برابر لگاتار روزے رکھے تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھنا درست نہیں۔ اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے۔ ہاں جتنے روزے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہیں وہ معاف ہیں ان کے چھوٹ جانے سے کفارے میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ لیکن پاک ہونے کے بعد فوراً ہی پھر روزے رکھنا شروع کر دے اور ساٹھ روزے پورے کر لے۔ مسئلہ (۲): نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ سب روزے پھر سے رکھے۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کر دے۔ مسئلہ (۴): اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آ گیا تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۵): اگر کسی کو روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے جتنا ان کے پیٹ میں سما دے خوب تن کے کھا لیویں۔[1] مسئلہ (۶): ان مسکینوں میں اگر بعض بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں۔ ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلا دے۔ مسئلہ (۷): اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی سوکھی بھی کھلانا درست ہے اور اگر جو، باجرہ، جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہئے جس کے ساتھ روٹی کھا لیویں۔ مسئلہ (۸): اگر کھانا نہ کھلاوے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دے دے تو بھی جائز ہے۔ ہر ایک مسکین

[1] یعنی خوب پیٹ بھر کر کھا لے کہ بالکل بھی بھوک نہ رہے۔

بھی بتلائے اور بے اپنے تجربے کے اپنے خیال ہی خیال پر رمضان کا روزہ توڑ دیا تو کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر روزہ نہ رکھے گی تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۴): اگر بیماری سے اچھی ہو گئی لیکن ضعف باقی ہے اور یہ گمان غالب ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جاوے گی تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی مسافرت میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر کبھی اس کی قضا رکھ لے اور مسافرت کے معنے وہی ہیں جس کا نماز کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے کہ تین منزل جانے کا قصد ہو۔ مسئلہ (۶): مسافرت میں اگر روزہ سے کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل پر سوار ہے اور خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤں گی یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ قضا کر لے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہاں رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گی اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۷): اگر بیماری سے اچھی نہیں ہوئی اسی میں مر گئی یا ابھی گھر نہیں پہنچی مسافرت ہی میں مر گئی تو جتنے روزے بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔ مسئلہ (۸): اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے پھر پانچ دن اچھی رہی لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں۔ فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑی جائے گی۔ اگر پورے دس دن اچھی رہی تو پورے دسوں کی پکڑ ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونے والا ہے اتنے ہی دنوں کے روزوں کا فدیہ دینے کیلئے کہہ مرے جبکہ اس کے پاس مال ہو اور فدیہ کا بیان آگے آتا ہے۔ مسئلہ (۹): اسی طرح اگر مسافرت میں روزے چھوڑ دیئے تھے پھر گھر پہنچنے کے بعد مر گئی تو جتنے دن گھر میں رہی ہے فقط اتنے ہی دن کی پکڑ ہوگی اس کو بھی چاہئے کہ فدیہ کی وصیت کر جاوے۔ اگر روزے گھر رہنے کی وجہ سے اس سے زیادہ چھوٹے ہوں تو ان کا مواخذہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر راستہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گئی تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہی۔ البتہ اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہو تو روزہ نہ رکھے پھر کبھی قضا رکھ لے لیکن اگر اپنا شوہر مالدار ہے کہ کوئی انا رکھ کر کے دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے البتہ اگر وہ ایسا بچہ ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا تو ایسے وقت ماں کو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): کسی انا نے دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان آ گیا اور روزے سے بچہ کی جان کا ڈر ہے تو انا کو بھی روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۳): عورت کو حیض آ گیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہو گیا تو حیض اور نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۴): اگر رات کو پاک ہو گئی تو اب صبح کا روزہ نہ چھوڑے۔ اگر رات کو نہیں نہائی تب بھی روزہ رکھ لے اور صبح کو نہا لے اور اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد روزہ کی نیت درست نہیں۔ لیکن کچھ کھانا پینا بھی درست

بھی درست نہیں ہے۔ اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۵): اسی طرح اگر کوئی دن کو مسلمان ہوئی یا دن کو جوان ہوئی تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ اور اگر کچھ کھا لیا تو اس روزہ کی قضا رکھنا بھی نئی مسلمان اور نئی جوان پر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۶): مسافرت میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا۔ لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اپنے گھر پہنچ گئی ہے یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے کہیں رہ پڑی اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزہ کی نیت کر لے۔

فدیہ کا بیان

مسئلہ (۱): جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنی بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید بھی نہیں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو صدقہ فطر کے برابر غلہ دیدے یا صبح شام پیٹ بھر کر اس کو کھانا کھلا دے۔ شرع میں اس کو فدیہ کہتے ہیں اور غلہ کے بدلے اسی قدر غلہ کی قیمت دیدے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲) وہ گیہوں اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دے تو بھی صحیح ہے۔ مسئلہ (۳): پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھی ہو گئی تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔ مسئلہ (۴): کسی کے ذمہ کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دیدے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے تو دینا واجب ہو گا۔ مسئلہ (۵): اگر اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دے دیا تب بھی خدا سے امید رکھے کہ شاید قبول کر لے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے اور بغیر وصیت کے خود مردہ کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر تہائی مال سے فدیہ زیادہ ہو جائے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا بدون رضامندی سب وارثوں کے جائز نہیں ہاں اگر سب وارث خوشی دل سے راضی ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے لیکن نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے۔ بالغ وارث اپنا حصہ جدا کر کے اس میں سے دیدیں تو درست ہے۔ مسئلہ (۶): اگر کسی کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وصیت کر کے مر گئی کہ میری نمازوں کے بدلے میں فدیہ دے دینا۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۷): ہر وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزہ کا فدیہ ہے۔ اس حساب سے رات دن کے پانچ فرض اور ایک وتر چھ نمازوں کی طرف سے ایک چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں اسی روپے کے سیر سے دیدے مگر احتیاطاً پورے پونے بارہ سیر دیدے۔ مسئلہ (۸): کسی کے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے ابھی ادا نہیں کی تو وصیت کر جانے سے اس کا بھی ادا کرنا وارثوں پر واجب ہے۔ اگر وصیت نہیں کی اور وارثوں نے اپنی خوشی سے دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۹) اگر ولی مردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لے یا اس کی طرف سے قضا نماز پڑھ لے تو یہ درست نہیں یعنی اس کے ذمہ سے نہ اتریں گے۔ مسئلہ (۱۰) بے وجہ رمضان کا

روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے یہ نہ سمجھے کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا رکھ لوں گی کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے ایک روزے کے بدلے میں اگر سال بھر برابر روزے رکھتی رہے تب بھی اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا رمضان میں ایک روزے کا ثواب ملتا ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر کسی نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے سامنے کھلم کھلا نہ کھائے پیئے نہ یہ ظاہر کرے کہ آج میرا روزہ نہیں ہے اس لیے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔ اور اگر سب سے کہہ دے گی تو دوہرا گناہ ہوگا۔ ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا۔ یہ جو مشہور ہے کہ خدا کی چوری نہیں تو بندے کی کیا چوری۔ یہ غلط بات ہے بلکہ جو کسی عذر سے روزہ نہیں رکھتی اس کو بھی مناسب ہے کہ سب کے روبرو نہ کھائے۔ مسئلہ (۱۲): جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائیں تو ان کو بھی روزہ کا حکم کرے اور جب دس برس کی عمر ہو جاوے تو مار کر روزہ رکھاوے۔ اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھوا دے۔ مسئلہ (۱۳): اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی روزہ رکھ کر توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھاوے البتہ اگر نماز کی نیت کر کے توڑ ڈالے تو اس کو دوہرا دے۔

اعتکاف کا بیان

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کو دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس یا تیس تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آ جائے اس تاریخ کے دن چھپنے تک اپنے گھر میں[1] جہاں نماز پڑھنے کیلئے جگہ مقرر کر رکھی ہے اس جگہ پر پابندی سے جم کر بیٹھنا اس کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اس کا بڑا ثواب ہے۔ اگر اعتکاف شروع کرے تو فقط پیشاب پاخانہ یا کھانے پینے کی ناچاری سے تو وہاں سے اٹھنا درست ہے اور اگر کوئی کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کیلئے بھی نہ اٹھے۔ ہر وقت اسی جگہ رہے اور وہیں سووے اور بہتر یہ ہے کہ بیکار نہ بیٹھے قرآن شریف پڑھتی رہے۔ نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے اور اگر حیض و نفاس آ جائے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں درست نہیں اور اعتکاف میں مرد سے ہم بستر ہونا لپٹنا چپٹنا بھی درست نہیں۔

زکوٰۃ کا بیان

جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالتی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی گنہگار ہے۔ قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا۔ رسول ﷺ نے فرمایا ہے جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائیں گی اور جب ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر گرم کر لی جائیں گی۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جائے گا وہ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا۔ پھر اس کے دونوں

---

[1] اور مردوں کیلئے ایسی مسجد میں درست ہے جس میں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو

جوڑے لوٹ سے چھ کا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔ خدا کی پناہ بھلا اتنے عذاب کو کون سہار سکتا ہے۔ تھوڑی سی لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔ خدا ہی کی دی ہوئی دولت کو خدا کی راہ میں نہ دینا کتنی بڑی بے جا بات ہے۔ مسئلہ (۱): جس کے پاس[1] ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر روپیہ ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ مسئلہ (۲): کسی کے پاس آٹھ تولہ سونا چار مہینے یا چھ مہینے تک رہا پھر وہ کم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر مال مل گیا تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ غرضیکہ جب سال کے اول و آخر میں مالدار ہو جائے اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم رہ جائے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی البتہ اگر سب مال جاتا رہے اس کے بعد پھر مال ملے تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جائے گا۔ مسئلہ (۳): کسی کے پاس آٹھ تولہ سونا تھا لیکن سال گزرنے سے پہلے پہلے جاتا رہا پورا سال گزرنے نہیں پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۴): کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہے اور اتنے ہی روپوں کی وہ قرضدار بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اگر اتنے کی قرضدار ہے کہ قرض ادا کر کے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ مسئلہ (۵): اگر دو سو روپے پاس ہیں اور ایک سو روپے کی قرضدار ہے تو ایک سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔ مسئلہ (۶): سونے چاندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ ٹھپا سب پر زکوٰۃ واجب ہے چاہے پہنتی رہتی ہو یا بند رکھے ہوں اور کبھی نہ پہنتی ہو۔ غرضیکہ چاندی سونے کی ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے۔ البتہ اگر اتنی مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ مسئلہ (۷): سونا اور چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو مثلاً جیسے چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا۔ اگر چاندی زیادہ ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے یعنی اگر اتنی مقدار ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے بلکہ رانگا سمجھیں گے۔ پس جو حکم پیتل، تانبے، لوہے، رانگے وغیرہ اسباب کا آوے گا وہی اس کا بھی حکم ہے۔ مسئلہ (۸): کسی کے پاس نہ تو پوری

---

[1] اور روپے کے حساب سے ... پھر چاندی اور سونے کی ... اسی حساب سے ہم حضرت مولانا کا نقشہ یا ایک سو چھپن روپے بھرنے اور جب حساب تولہ مشہور ہے کہ مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہے۔ اور خود جو حساب کیا اس میں کمی بیشی نکلتی ہے اس لئے اگر کوئی احتیاط کرنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ زکوٰۃ چاندی یا روپے چھ چاندی اور ... کم چھپن روپے پھر سونے میں دو روپے اور صدقہ فطر میں اسی روپے کے سیر سے ... سیر گیہوں دیوے اور نصاب ... ساڑھے ... ماشہ سے ... عورت کو احتیاط اس میں ہے کہ ... روپے سے زیادہ دے ... کہ ہم نے سب اوزان میں لکھنؤ کے تولہ ماشہ کا اعتبار کیا ہے جس کی رو سے روپیہ ... اگر ... ساڑھے گیارہ ماشہ کا ہوتا ہے جن شہروں میں تولے کا وزن کم و بیش ہو وہاں اسی رو سے حساب لگا لیں

مقدار سونے کی ہے نہ پوری مقدار چاندی کی۔ بلکہ تھوڑا سا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے اور نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی پوری پوری مقدار ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۹) فرض کرو کہ کسی زمانے میں پچیس روپے کا ایک تولہ سونا ملتا ہے اور ایک روپیہ کی ڈیڑھ تولہ چاندی ملتی ہے اور کسی کے پاس دو تولہ سونا اور پانچ روپے ضرورت سے زائد ہیں اور سال بھر تک وہ رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ دو تولہ سونا پچاس روپے کا ہوا اور پچاس روپے کی چاندی پچھتر تولہ ہوئی تو دو تولہ سونے کی چاندی اگر خریدو گی تو پچھتر تولہ ملے گی۔ اور پانچ روپے تمہارے پاس ہیں اس حساب سے اتنی مقدار سے بہت زیادہ مال ہو گیا ہے جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے البتہ اگر فقط دو تولہ سونا ہو تو اس کے ساتھ روپیہ اور چاندی کچھ نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ مسئلہ (۱۰) ایک روپیہ کی چاندی مثلاً دو تولہ ملتی ہے اور کسی کے پاس فقط تیس روپے چاندی کے ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ حساب نہ لگاویں گے کہ تیس روپے کی چاندی ساٹھ تولہ ہوئی کیونکہ روپیہ چاندی کا ہوتا ہے اور جب فقط چاندی یا فقط سونا پاس ہو تو وزن کا اعتبار ہے قیمت کا اعتبار نہیں۔ یہ حکم اس وقت کا ہے جب روپیہ چاندی کا ہوتا تھا۔ آج کل عام طور پر روپیہ گلٹ کا مستعمل ہے اور نوٹ کے عوض میں بھی وہی ملتا ہے اس لئے اب حکم یہ ہے کہ جس شخص کے پاس اتنے روپے یا نوٹ موجود ہوں جتنی ساڑھے باون تولہ چاندی بازاری کے بھاؤ کے مطابق آسکے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مسئلہ (۱۱): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے تھے پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور مل گئے تو ان پچاس روپے کا حساب الگ نہ کریں گے بلکہ اسی سو روپے کے ساتھ اس کو ملا دیں گے اور جب ان سو روپے کا سال پورا ہوگا تو پورے ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور ایسا سمجھیں گے کہ پورے ڈیڑھ سو پر سال گزر گیا۔ مسئلہ (۱۲) کسی کے پاس سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا آ گیا۔ یا دس تولہ سونا مل گیا تب بھی اس کا حساب الگ نہ کیا جائے گا۔ بلکہ اس چاندی کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ کا حساب ہوگا۔ پس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جائے گا تو اس سب مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مسئلہ (۱۳): سونے چاندی کے سوا اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہا، تانبا، پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے جوتے اور اس کے سوا جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بیچتی اور سوداگری کرتی ہو تو دیکھو وہ اسباب کتنا ہے اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہے تو جب سال گزر جائے تو اس سوداگری کے اسباب میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اگر اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال سوداگری کیلئے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو اگر ہزاروں روپے کا مال ہو تب

بھی زکوۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴): گھر کا اسباب جیسے پتیلی، دیگچی، بڑی دیگ، سینی، لگن اور کھانے
پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے کپڑے، سچے موتیوں کے ہار وغیرہ ان چیزوں میں زکوۃ
واجب نہیں چاہے جتنا ہو اور چاہے روزمرہ کے کاروبار میں آتا ہو یا نہ آتا ہو کسی طرح زکوۃ واجب نہیں ہاں
اگر یہ سوداگری کا اسباب ہو تو پھر اس پر زکوۃ واجب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سونے چاندی کے سوا اور جتنا مال
اسباب ہو اگر وہ سوداگری کا اسباب ہے تو زکوۃ واجب ہے نہیں تو اس میں زکوۃ واجب نہیں۔ مسئلہ
(۱۵): کسی کے پاس پانچ دس گھر ہیں ان کو کرایہ پر چلاتی ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوۃ واجب نہیں چاہے
جتنی قیمت کے ہوں۔ ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو روپے کے برتن خرید لئے اور ان کو کرایہ پر چلاتی رہتی
ہے تو اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں۔ غرضیکہ کرایہ پر چلانے سے مال میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔ مسئلہ
(۱۶): پہننے کے دوپٹہ جوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں ان میں زکوۃ واجب نہیں لیکن اگر ان میں سچا کام
ہے اور اتنا کام ہے کہ اگر چاندی چھڑائی جائے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی تو اس چاندی پر
زکوۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۷): کسی کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور
کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ
سونا کے برابر ہو جائے تو زکوۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۸): سوداگری کا
مال وہ کہلاتا ہے جس کو اسی ارادہ سے مول لیا ہو کہ اس کی سوداگری کریں گے تو اگر کسی نے اپنے گھر کے خرچ کیلئے یا
شادی وغیرہ کے خرچ کیلئے چاول مول لئے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اس کی سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا
نہیں ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۹): اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوۃ
واجب ہے۔ لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا
اسباب بیچا اس کی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو جتنی
پر زکوۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوۃ دینا واجب ہے اگر یکمشت نہ وصول ہو تو جب اس میں
سے گیارہ تولہ چاندی کی قیمت وصول ہو تب اتنے کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے اور اگر گیارہ تولہ چاندی کی
قیمت بھی متفرق ہی ہو کر ملے تو جب بھی یہ مقدار پوری ہو جائے اتنی مقدار کی زکوۃ ادا کرتی رہے اور جب
دے تو سب برسوں کی دے اور اگر قرض اس سے کم ہو تو زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور
مال بھی ہو اور دونوں ملا کر مقدار پوری ہو جائے تو زکوۃ واجب ہوگی۔ مسئلہ (۲۰): اور نقد نہیں دیا نہ
سوداگری کا مال بیچا ہے بلکہ کوئی اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھرستی کا
اسباب بیچ دیا اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی ہے جتنی میں زکوۃ واجب ہوتی ہے پھر وہ قیمت کئی برس کے بعد
وصول ہوئی تو سب برسوں کی زکوۃ دینا واجب ہے اور اگر سب ایک دفعہ کر کے نہ وصول ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر
کے ملے تو جب تک اتنی رقم نہ وصول ہو جائے جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہو تب

تک زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب ۲۰۰ درم وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ مسئلہ
(۲۱): تیسری قسم یہ ہے کہ شوہر کے ذمے مہر ہو، کئی برس کے بعد ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہو
گا پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ بلکہ اگر اب اس کے پاس رکھا ہے اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ
واجب ہوگی نہیں تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۲): اگر کوئی مالدار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال
گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدے اور سال کے پورا ہونے کا انتظار نہ کرے تو بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو
جاتی ہے اور اگر مالدار نہیں ہے بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید تھی اس امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ
دیدی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جب مال مل جائے اور اس پر سال گزر جائے تو پھر زکوٰۃ دینا چاہئے۔ مسئلہ
(۲۳): مالدار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال میں مال بڑھ گیا تو
بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینی پڑے گی۔ مسئلہ (۲۴): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں
اور سو روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے۔ اس نے پورے دو سو روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی
پیشگی دیدی۔ یہ بھی درست ہے لیکن اگر ختم سال پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہوگئی اور جو دیا
ہوا صدقہ نفل ہو گیا۔ مسئلہ (۲۵): کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا
مال چوری ہو گیا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف ہوگئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دیدیا اور کسی طرح سے
اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی وہ معاف نہیں ہوئی بلکہ دینی پڑے گی۔ مسئلہ
(۲۶): سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا۔ تب بھی زکوٰۃ معاف ہوگئی۔ مسئلہ
(۲۷): کسی کے پاس دو سو روپے تھے۔ ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو چوری ہو گئے یا ایک سو خیرات
کر دیئے تو ایک سو کی زکوٰۃ معاف ہوگئی۔ فقط ایک سو روپے کی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): جب مال پر پورا سال گزر جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کردے نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید
اچانک موت آجائے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جائے اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہاں تک کہ
دوسرا سال بھی گزر گیا تو گنہگار ہوئی۔ اب بھی توبہ کرکے دونوں سال کی زکوٰۃ دیدے غرضیکہ عمر بھر میں کبھی نہ
کبھی ضرور دیدے باقی نہ رکھے۔ مسئلہ (۲): جتنا مال ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے
یعنی سو روپے میں ڈھائی روپے اور چالیس روپے میں ایک روپیہ۔ مسئلہ (۳): جس وقت زکوٰۃ کا روپیہ کسی
غریب کو دے اس وقت اپنے دل میں اتنا ضرور خیال کرلے کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں۔ اگر یہ نیت نہیں کی یوں
ہی دیدیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دینا چاہئے اور جتنا دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔ مسئلہ
(۴): اگر فقیر کو دیتے وقت یہ نیت نہیں کی تو جب تک وہ مال فقیر کے پاس رہے اس وقت تک یہ نیت کرلینا

درست ہے۔ اب نیت کر لینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ البتہ جب فقیر نے خرچ کر ڈالا اس وقت نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہے۔ اب پھر سے زکوٰۃ دے۔ مسئلہ (۵): کسی نے زکوٰۃ کی نیت سے دو روپے نکال کر الگ رکھ لیے کہ جب کوئی مستحق ملے گا اس وقت دے دوں گی پھر جب فقیر کو دیا اس وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گئی تو بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتی تو ادا نہ ہوتی۔ مسئلہ (۶): کسی نے زکوٰۃ کے روپے نکالے تو اختیار ہے چاہے ایک ہی کو سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دے اور چاہے اسی دن سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینوں میں دے۔ مسئلہ (۷): بہتر ہے کہ ایک غریب کو کم سے کم اتنا دے دے کہ اس دن کسی کافی ہو جائے اور کسی سے مانگنا نہ پڑے۔ مسئلہ (۸): ایک ہی فقیر کو اتنا مال دے دینا جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اس سے کم دینا جائز ہے۔ مکروہ بھی نہیں۔ مسئلہ (۹): کوئی عورت قرض مانگنے آئی اور یہ معلوم ہے کہ وہ اتنی تنگدست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گی یا ایسی نادہند ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتی اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تو بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر کسی کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ مسئلہ (۱۱): کسی غریب آدمی پر تمہارے دس روپے قرض آتے ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپے یا اس سے زیادہ ہے۔ اس کو اپنا قرض زکوٰۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی البتہ اس کو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ اب یہی روپیہ اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): کسی کے پاس چاندی کا اتنا زیور ہے کہ حساب سے تین تولہ چاندی زکوٰۃ کی ہوتی ہے اور بازار میں تین تولہ چاندی دو روپے کی ملتی ہے تو زکوٰۃ میں دو روپے چاندی کے دینا درست نہیں کیونکہ دو روپے کا وزن تین تولہ نہیں ہوا اور چاندی کی زکوٰۃ میں جب چاندی دی جائے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے۔ قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ ہاں اس صورت میں اگر دو روپے کا سونا خرید کر دے دے یا دو روپے کے پیسے یا دو روپے کی گلٹ کی ریزگاری یا دو روپے کا کپڑا یا اور کوئی چیز دے دی یا خود تین تولہ چاندی دے دے تو درست ہے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱۳): زکوٰۃ کا روپیہ خود نہیں دیا بلکہ کسی اور کو دیا کہ تم کسی اور کو دے دینا۔ یہ بھی جائز ہے۔ اب وہ شخص اس دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱۴): کسی غریب کو دینے کے لیے تم نے دو روپے کسی کو دیے لیکن اس نے بعینہٖ وہی روپے فقیر کو نہیں دیے جو تم نے دیے تھے بلکہ اپنے پاس سے دو روپے تمہاری طرف سے دے دیے اور یہ خیال کیا کہ وہ روپے میں لے لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی بشرطیکہ تمہارے روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے دو روپے کے بدلے میں تمہارے وہ دونوں روپے لے لے۔ البتہ اگر تمہارے دیے ہوئے روپے اس نے پہلے خرچ کر ڈالے اس کے بعد اپنے روپے غریب کو دیے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے اس کے پاس رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپے دیتے

ہم آسانی کے واسطے یہی بتلایا کرتے ہیں کہ پیداوار والے کے ذمہ ہے۔ سو اگر کھیت ٹھیکہ پر ہو خواہ نقد پر یا غلہ پر تو کسان کے ذمہ ہوگا اور اگر کھیت بٹائی پر ہو تو زمیندار اور کسان دونوں اپنے اپنے حصہ کا دیں۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کا بیان: مسئلہ (۱): جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو اس کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں۔ ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو سوداگری کا اسباب تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مالدار ہے۔ ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ اگرچہ خود اس قسم کے مالدار پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔ مسئلہ (۲): اور جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گزارے کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳): بڑی بڑی دیگیں اور بڑے بڑے فرش فروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ دفعہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روز مرہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔ مسئلہ (۴): رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کیلئے نوکر چاکر اور گھر کی گرہستی جو اکثر کام میں رہتی ہے۔ یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں اس کے ہونے سے مالدار نہیں ہوگی چاہے جتنی قیمت ہو اس لئے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اسی طرح پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔ مسئلہ (۵): کسی کے پاس دس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتی ہے اور اسی کی آمدنی سے گزر کرتی ہے یا ایک آدھ گاؤں ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس پر زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۶): کسی کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے کا یا اس سے بھی زیادہ کا قرضدار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دے کر کتنے روپے بچتے ہیں۔ اگر اتنے بچیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔ مسئلہ (۷): ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا۔ سارا مال چوری ہو گیا یا کوئی اور وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں رہا ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستہ کا خرچ چک گیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی دینا درست ہے۔ مسئلہ (۸): زکوٰۃ کا پیسہ کافر کو دینا درست نہیں مسلمان ہی کو دیوے اور زکوٰۃ اور عشر اور صدقۂ فطر اور نذر اور کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا درست ہے۔ مسئلہ (۹): زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنانا یا کسی لاوارث مردے کو گور و کفن کر دینا یا مردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں۔

جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **مسئلہ** (۱۰): اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوئی ہے ان کو دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے پڑپوتے نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں انکو بھی دینا درست نہیں۔ ایسے ہی بیوی اپنے میاں کو اور میاں اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ **مسئلہ** (۱۱): ان رشتہ داروں کے سوا اور سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے جیسے بہن بھائی، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، ساس، خسر وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔ **مسئلہ** (۱۲): نابالغ لڑکے کا باپ اگر مالدار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا یا لڑکی بالغ ہوگئے اور خود وہ مالدار نہیں لیکن اس کا باپ مالدار ہے تو ان کو دینا درست ہے۔ **مسئلہ** (۱۳): اگر چھوٹے بچے کا باپ تو مالدار نہیں لیکن ماں مالدار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ **مسئلہ** (۱۴): سیدوں کو اور علویوں کو اسی طرح جو حضرت عباسؓ کی یا حضرت جعفرؓ یا حضرت عقیلؓ یا حضرت حارث بن عبدالمطلبؓ کی اولاد میں ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ اسی طرح جو صدقہ شریعت سے واجب ہو اس کا دینا بھی درست نہیں جیسے نذر، کفارہ، عشر، صدقہ فطر اور اس کے سوا اور کسی صدقہ خیرات کا دینا درست ہے۔ **مسئلہ** (۱۵): گھر کے نوکر چاکر، خدمتگار، ماما، دائی کھلائی وغیرہ کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے لیکن ان کی تنخواہ میں حساب نہ کرے بلکہ تنخواہ سے زائد بطور انعام واکرام کے دیوے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے تو درست ہے۔ **مسئلہ** (۱۶): جس لڑکے کو تم نے دودھ پلایا ہے اس کو اور جس نے بچپن میں تم کو دودھ پلایا ہے اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ **مسئلہ** (۱۷): ایک عورت کا مہر ہزار روپے ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے ادا نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں یا اس نے اپنا مہر معاف کر دیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگوں گی تو وہ ادا کر دیگا کچھ تامل نہ کریگا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ **مسئلہ** (۱۸): ایک شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سید ہے۔ یا اندھیاری رات میں کسی کو دے دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میری ماں تھی یا میری لڑکی تھی یا اور کوئی ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لے اور پھیر دے اور اگر دینے کے بعد معلوم ہو کہ جس کو دیا ہے وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرے۔ **مسئلہ** (۱۹): اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ نہ دے اگر بے تحقیق کئے دیدیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ پھر سے دے لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہے تو پھر سے نہ دے، زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ **مسئلہ** (۲۰): زکوٰۃ دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتے ناتے کے لوگوں کا

خیال رکھو کہ پہلے ان ہی لوگوں کو دو۔ لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ صدقہ اور خیرات کی چیز ہے تاکہ وہ برا نہ مانیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت داروں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے ایک تو خیرات کا دوسرے اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے کا۔ پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔ مسئلہ (۱۴) ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہیں ان کو بھیج دیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہیں ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دیندار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

صدقہ فطر کا بیان

مسئلہ (۱): جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال و اسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو۔ اور چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو اور اس صدقہ کو شرع میں صدقہ فطر کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): کسی کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانسو کا بکے اور پہننے کے بڑے قیمتی قیمتی کپڑے ہیں۔ مگر ان میں گوٹہ لچکا نہیں اور خدمت کیلئے دو چار خدمتگار ہیں گھر میں ہزار پانسو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں اور وہ سب کام میں آیا کرتا ہے یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹہ لچکا اور زیور بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں کہ جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ایسے پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتی ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دیدیا ہے تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے اگر اسکی قیمت اتنی ہو کہ جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر اسی پر اس کا گزارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا۔ اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ مسئلہ (۴): کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال و اسباب ہے لیکن وہ قرضدار بھی ہے تو قرضہ مجرا کر کے دیکھو کیا بچتا ہے اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ یا صدقہ واجب ہو جاتا ہے تو صدقہ فطر واجب ہے۔ اور اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔ مسئلہ (۵): عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اس کے مال میں سے نہ دیا جائے گا۔ مسئلہ (۶): بہتر یہ ہے کہ جس وقت مرد لوگ نماز کیلئے عیدگاہ میں جاتے ہیں اس سے پہلے ہی صدقہ دیدے۔ اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد ہی سہی۔ مسئلہ (۷): کسی نے صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دیدیا تب بھی ادا ہو گیا۔ اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔ مسئلہ

مسئلہ (۸): اگر کسی نے عید کے دن صدقۂ فطر نہ دیا تو معاف نہیں ہوا۔ اب کسی دن دے دینا چاہئے۔ مسئلہ (۹): صدقۂ فطر فقط اپنی طرف سے واجب ہے۔ کسی[1] اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں۔ نہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے نہ شوہر کی طرف سے نہ کسی اور کی طرف سے۔ مسئلہ (۱۰): اگر چھوٹے بچے کے پاس اتنا مال ہو کہ جتنے کے ہونے سے صدقہ واجب ہوتا ہے جیسے اس کا کوئی رشتہ دار مر گیا۔ اس کے مال سے اس کے بچے کو حصہ ملا، یا کسی اور طرح سے بچہ کو مال مل گیا تو اس بچہ کے مال میں سے صدقۂ فطر ادا کرے۔ لیکن اگر وہ بچہ عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہوا ہو تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۱): جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ مسئلہ (۱۲): صدقۂ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کے ستو دیوے تو اسی روپے کے سیر سے یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر بلکہ احتیاط کیلئے پورے دو سیر یا کچھ زیادہ دے دینا چاہئے کیونکہ زیادہ ہو جانے میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے اور اگر جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دوگنا دینا چاہئے۔ مسئلہ (۱۳): اگر گیہوں اور جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار، چاول تو اتنا دے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جو کے برابر ہو جائے جتنے اوپر بیان ہوئے۔ مسئلہ (۱۴): اگر گیہوں اور جو نہیں دیئے بلکہ اتنے گیہوں یا جو کی قیمت دیدی تو یہ سب سے بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۵): اگر ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دے دے دونوں باتیں جائز ہیں۔ مسئلہ (۱۶): اگر کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دے دیا یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۷): صدقۂ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

قربانی کا بیان

قربانی کرنے کا بڑا ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے تو خوب خوشی سے اور خوب دل کھول کر قربانی کیا کرو۔ اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ قربانی کے جانور کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ سبحان اللہ بھلا سوچو تو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں

---

[1] یہ حکم عورتوں کا ہے اور مرد پر چھوٹی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا بھی واجب ہے لیکن اگر اولاد مالدار ہو تو باپ کے ذمہ واجب نہیں بلکہ انہی کے مال میں سے دے دے اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی واجب نہیں البتہ اگر ان کا کام بھی کرتا ہو تو ان کی طرف سے بھی دے۔

نیکیاں مل جاتی ہیں۔ بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گن
پاوے۔ پس سوچو تو کتنی نیکیاں ہوئیں۔ بڑی دینداری کی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ
ہو تب بھی اتنے بے حساب ثواب کے لالچ میں قربانی کر دینا چاہئے کہ جب یہ دن چلے گئے تو یہ دولت
کہاں نصیب ہوگی اور اتنی آسانی سے اتنی نیکیاں کیسے کما سکے گی۔ اور اگر اللہ نے مالدار اور امیر بنایا ہو تو
مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے جو رشتہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں باپ وغیرہ ان کی طرف سے
بھی قربانی کر دے کہ ان کی روح کو اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے۔ حضرت محمد ﷺ کی طرف سے آپ کی بیویوں
کی طرف سے اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے کر دے نہیں تو کم از کم اتنا ضرور کرے کہ اپنی طرف سے قربانی
کرے کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر
واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم کون ہوگا اور گناہ ہوا سو الگ۔ جب
قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹاوے تو پہلے یہ دعا پڑھے ﴿إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ﴾ پھر ﴿بِسْمِ
اللّٰهِ اللّٰهُ أَكْبَرُ﴾ کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے ﴿اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي
كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ﴾ مسئلہ
(۱): جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو
جتنے کے ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس پر قربانی نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کر دے تو بہت ثواب
پاوے۔ مسئلہ (۲): مسافر پر قربانی کرنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۳): بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں
تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے، چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہتر
دن بقرعید کا دن ہے۔ پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔ مسئلہ (۴): بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے
قربانی کرنا درست نہیں ہے جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کرے۔ البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں
میں رہتی ہو تو وہاں فجر کی نماز کے بعد ہی قربانی کر دینا درست ہے۔ شہر کے اور قصبے کے رہنے والے نماز کے
بعد کریں۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی شہر کی رہنے والی اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو اس کی قربانی بقر
عید کی نماز سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ خود وہ شہر میں ہی موجود ہے لیکن قربانی دیہات میں بھیج دی تو نماز
سے پہلے قربانی کرنا درست ہو گیا۔ ذبح ہونے کے بعد اس کو منگوا لے اور گوشت کھاوے۔ مسئلہ
(۶): بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی
کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۷): دسویں تاریخ سے بارہویں تاریخ تک جب جی چاہے قربانی کرے دن
میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔ مسئلہ
(۸): دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخ سفر میں تھی پھر بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گئی

یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا۔ اسی طرح اگر پہلے مال نہ تھا اس لئے قربانی واجب نہ تھی۔ پھر بارھویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۹): اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہ جانتی ہو تو کسی اور سے ذبح کروا لے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑی ہو جانا بہتر ہے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پردے کی وجہ سے سامنے نہیں کھڑی ہو سکتی تو بھی کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۱۰): قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتی ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہو گئی۔ لیکن اگر یاد ہو تو دعا پڑھ لینا بہتر ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ مسئلہ (۱۱): قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے۔ اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے۔ اگر کسی نے اس کی طرف سے قربانی کر دی تو نفل ہو گئی۔ لیکن اپنے ہی مال میں سے کرے اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے۔ مسئلہ (۱۲): بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۱۳): گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقے کی ہو صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو گا تو کسی کی قربانی درست نہ ہو گی۔ نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے نہ اس کی جس کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہے۔ مسئلہ (۱۴): اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہیں تب بھی سب کی قربانی درست ہے۔ اور اگر آٹھ آدمی شریک ہو گئے تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۵): قربانی کیلئے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور مل گیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کر لیں گے اور ساجھے میں قربانی کر لیں گے۔ اس کے بعد کچھ اور لوگ اس گائے میں شریک ہو گئے تو یہ درست ہے اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنے کی نہ تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا تو اب اس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر کسی کو شریک کر لیا تو دیکھنا چاہئے جس نے شریک کیا ہے وہ امیر ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں۔ اگر امیر ہے تو درست ہے اور اگر غریب ہے تو درست نہیں۔ مسئلہ (۱۶): اگر قربانی کا جانور کہیں گم ہو گیا اس لئے دوسرا خریدا۔ پھر وہ پہلا بھی مل گیا۔ اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے۔ اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں جانوروں کی قربانی اس پر واجب ہو گئی۔ مسئلہ (۱۷): سات آدمی گائے میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں۔ نہیں تو اگر کوئی حصہ کم یا زیادہ رہے گا تو سود ہو جائے گا۔ اور گناہ ہو گا۔ البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلہ پائے اور

کھال کو بھی شریک کر لیں۔ جس طرف کلہ پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو تو درست ہے چاہے جتنا
کم ہو۔ جس طرف گوشت زیادہ تھا اس طرف کلہ پائے شریک کئے تو بھی سود ہو گیا اور گناہ ہوا۔ مسئلہ
(۱۸): سال بھر سے کم کی بکری درست نہیں جب پوری سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے۔ اور گائے
بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں پورے دو برس کی ہو چکیں تب قربانی درست ہے۔ اور اونٹ پانچ برس
سے کم کا درست نہیں ہے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ
دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے وقت چھ مہینے کے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے
اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہئے۔ مسئلہ (۱۹): جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا
اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا تہائی دم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی تو
اس جانور کی قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۰): جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا
پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں۔ اور اگر
چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس کا سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی
درست ہے۔ مسئلہ (۲۱): اتنا دبلا بالکل مریل جانور کہ جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی
درست نہیں ہے اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ حرج نہیں اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے
تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۲۲): جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی
درست نہیں۔ اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔
مسئلہ (۲۳): جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر
کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۴): جس
جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں ہے یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے۔ البتہ بالکل
جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۵): خصی یعنی بدھیا بکرے اور مینڈھے وغیرہ کی
بھی قربانی درست ہے۔ جس جانور کے خارش ہو اس کی بھی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر خارش کی وجہ سے
بالکل لاغر ہو گیا ہو تو درست نہیں۔ مسئلہ (۲۶): اگر جانور قربانی کے لئے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا
جس سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ ہاں اگر غریب آدمی ہو جس
پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی جانور قربانی کر دے۔ مسئلہ (۲۷): قربانی کا
گوشت آپ کھاوے اور اپنے رشتہ ناتے کے لوگوں کو دے دے اور فقیروں اور محتاجوں کو خیرات کرے اور
بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے۔ خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی
گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۸): قربانی کی کھال یا تو یونہی خیرات کر دے اور یا
بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دے۔ وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت
میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی پیسے خیرات کرنے چاہئیں اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی

پیسے اپنے اس سے دے دیئے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جائیں گے۔ مسئلہ (۲۹): اس کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں، خیرات ہی کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۳۰): اگر کھال کو اپنے کام میں لاوے جیسے اس کی چھلنی بنوالی یا مشک یا ڈول یا جانماز بنوالی یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳۱):۔ کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے مسئلہ (۳۲): قربانی کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دے۔ مسئلہ (۳۳): کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔ مسئلہ (۳۴): کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دے۔ اور اگر بکری خرید کر لی تھی تو وہی بکری بعینہ خیرات کر دے۔ مسئلہ (۳۵): جس نے قربانی کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کر دے نہ آپ کھاوے نہ امیروں کو دے جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔ مسئلہ (۳۶): اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کے ثواب پہنچانے کیلئے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا کھلانا بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ مسئلہ (۳۷): لیکن اگر کوئی مردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اسکی وصیت پر اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کر دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۳۸): اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اسکی طرف سے بغیر اس کے امر کے قربانی کر دی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدون اس کے امر کے تجویز کر لیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہو گی۔ مسئلہ (۳۹): اگر کوئی جانور کسی کو حصہ پر دیا ہے تو یہ جانور اس پرورش کرنے والی کی ملک نہیں ہوا بلکہ اصل مالک کا ہی ہے اس لئے اگر کسی نے اس پالنے والی سے خرید کر قربانی کر دی تو قربانی نہیں ہوئی۔ اگر ایسا جانور خریدنا ہو تو اصل مالک سے جس نے حصے پر دیا ہے خرید لیں۔ مسئلہ (۴۰): اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ یکجا ہی فقراء و احباب کو تقسیم کرنا یا پکا کر کھانا کھلانا چاہیں تو بھی جائز ہے اگر تقسیم کریں گے تو اس میں برابری ضروری ہے۔ مسئلہ (۴۱): قربانی کی کھال کی قیمت کسی کو اجرت میں دینا جائز نہیں کیونکہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے۔ مسئلہ (۴۲): قربانی کا گوشت کافروں کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دیا جائے۔ مسئلہ (۴۳): اگر کوئی جانور گابھن ہو تو اس کی قربانی جائز ہے پھر اگر بچہ بھی زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دیں۔

عقیقے کا بیان

مسئلہ (۱): جس کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے اور عقیقہ کر دے۔ عقیقہ کر دینے سے بچے کی سب الابلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔ مسئلہ (۲): عقیقہ کا طریقہ

یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے
کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لے لے اور سر کے بال منڈوا دے اور بال کے وزن کے برابر
چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے اور لڑکے کے سر میں اگر دل چاہے زعفران لگا دے۔ مسئلہ (۳): اگر
ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس
دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو کر دے اور اگر
جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے چاہے جب کرے حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔ مسئلہ (۴): یہ جو
دستور ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرہ رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے فوراً اسی وقت بکری ذبح
ہو یہ بالکل مہمل رسم ہے۔ شریعت سے سب جائز ہے چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے تب
سر مونڈے بے وجہ ایسی باتیں تراش لینا برا ہے۔ مسئلہ (۵): جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ
بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۶): عقیقے کا گوشت
چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر کے بانٹے چاہے دعوت کر کے کھلا دے سب درست ہے۔ مسئلہ
(۷): عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۸): اگر کسی کو
زیادہ توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں
ہے۔ اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

حج کا بیان

جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گزران سے کھاتا پیتا چلا جائے
اور حج کر کے چلا آئے اس کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بڑی بڑی بزرگی آئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا ہے کہ جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں اسی طرح عمرہ پر بھی
بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کے دونوں گناہوں کو اس
طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور جس کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ نہ کرے اس کیلئے
بڑی دھمکی آئی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا
سامان ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف تک جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر
مرے اور خدا کو اس کی کچھ پروا نہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حج کا ترک کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔ مسئلہ
(۱): عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے اور کئی حج کئے تو ایک فرض ہوا اور سب نفل ہیں اور ان کا بھی بہت بڑا
ثواب ہے۔ مسئلہ (۲): اگر جوانی سے پہلے لڑکپن میں اگر کوئی حج کیا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اگر
مالدار ہے تو جوان ہونے کے بعد پھر حج کرنا فرض ہے اور جو حج لڑکپن میں کیا ہے وہ نفل ہے۔ مسئلہ
(۳): اندھی پر حج فرض نہیں چاہے جتنی مالدار ہو۔ مسئلہ (۴): جب کسی پر حج فرض ہو گیا تو فوراً اسی

سال حج کرنا واجب ہے۔ بلا عذر دیر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر پڑی ہے پھر کسی سال حج کر لیں گے درست
نہیں ہے پھر دو چار برس کے بعد بھی حج کر لیا تو ادا ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔ مسئلہ (۵): حج کرنے کیلئے
راستے میں اپنے شوہر کا یا کسی محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے بغیر اس کیلئے حج کیلئے جانا درست نہیں ہے۔ ہاں
اگر مکہ مکرمہ سے اتنی دور پر رہتی ہو کہ اس کے گھر سے مکہ مکرمہ تک تین منزل نہ ہو تو بے شوہر اور محرم کے ساتھ
ہوئے بھی جانا درست ہے۔ مسئلہ (۶): اگر وہ محرم نابالغ ہو یا ایسا بددین ہو کہ ماں بہن وغیرہ سے بھی اس پر
اطمینان نہیں تو اس کے ساتھ جانا درست نہیں۔ مسئلہ (۷): جب کوئی محرم قابل اطمینان ساتھ جانے کیلئے
مل جائے تو اب حج کو جانے سے شوہر کا روکنا درست نہیں۔ اگر شوہر روکے بھی تو اسکی بات نہ مانے اور چلی
جائے۔ مسئلہ (۸): جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب ہو چکی ہے اس کو بھی بغیر شرعی محرم کے
جانا درست نہیں اور غیر محرم کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۹): جو محرم اس کو حج کرانے کیلئے لے
جائے اس کا سارا خرچ بھی اسی پر واجب ہے جو کچھ خرچ ہووے۔ مسئلہ (۱۰): اگر ساری عمر ایسا محرم نہ ملا
جس کے ساتھ سفر کرے تو حج نہ کرنے کا گناہ نہ ہوگا۔ لیکن مرتے وقت یہ وصیت کر جانا واجب ہے کہ میری
طرف سے حج کروا دینا۔ مر جانے کے بعد اس کے وارث اسی کے مال میں سے کسی آدمی کو خرچ دیکر بھیج دیں کہ
وہ جا کر مردے کی طرف سے حج کر آئے۔ اس کے ذمہ کا حج اتر جائے گا۔ اور اس حج کو جو دوسرے کی طرف سے
کیا جاتا ہے حج بدل کہتے ہیں۔ مسئلہ (۱۱): اگر کسی کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے سستی سے دیر کر دی پھر وہ
اندھی ہو گئی یا ایسی بیمار ہو گئی کہ سفر کے قابل نہیں رہی تو اس کو بھی حج بدل کی وصیت کر جانا چاہئے۔ مسئلہ (
۱۲): اگر وہ اتنا مال چھوڑ کر مری ہو کہ قرض وغیرہ دیکر تہائی مال میں سے حج بدل کرا سکتے ہیں تب تو وارث پر اسکی
وصیت کا پورا کرنا اور حج بدل کرانا واجب ہے اور اگر مال تھوڑا ہے کہ ایک تہائی میں سے حج بدل نہیں ہو سکتا تو اس
کا ولی حج نہ کراوے۔ ہاں اگر ایسا کرے کہ تہائی مال مردے کا دیوے اور جتنا زیادہ لگے وہ خود دے تو البتہ حج بدل
کرا سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مردے کے تہائی مال سے زیادہ نہ دیوے۔ ہاں اگر اس کے سب وارث بخوشی
راضی ہو جائیں کہ ہم اپنا حصہ نہ لیں گے تم حج بدل کرا دو تو تہائی مال سے زیادہ لگا دینا بھی درست ہے۔ لیکن
نابالغ وارثوں کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے اس لئے ان کا حصہ ہرگز نہ لیوے۔ مسئلہ (۱۳): اگر
وہ حج بدل کی وصیت کر کے مر گئی لیکن مال کم تھا اس لئے تہائی مال میں حج بدل نہ ہو سکا۔ اور تہائی سے زیادہ لگانے
کو وارثوں نے خوشی سے منظور نہ کیا اس لئے حج نہیں کرایا گیا تو اس بیچاری پر کوئی گناہ نہیں۔ مسئلہ
(۱۴): سب وصیتوں کا یہی حکم ہے سو اگر کسی کے ذمہ بہت روزے یا نمازیں قضا باقی تھیں یا زکوٰۃ باقی تھی اور
وصیت کر کے مر گئی تو فقط تہائی مال سے یہ سب کچھ کیا جائے گا تہائی سے زیادہ بغیر وارثوں کی دلی رضامندی کے
لگانا جائز نہیں اور اس کا بیان پہلے بھی آ چکا ہے۔ مسئلہ (۱۵): بغیر وصیت کے اس کے مال میں سے حج بدل
کرانا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر سب وارث خوشی سے منظور کر لیں تو جائز ہے اور ان شاء اللہ حج فرض ادا ہو جائے
گا۔ مگر نابالغ کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۶): اگر عورت عدت میں ہو تو عدت چھوڑ کر حج کو

(۴): کسی نے نذر کرتے وقت یوں کہا کہ محرم کے مہینے میں روزے رکھوں گی تو محرم کے پورے مہینے کے روزے لگاتار رکھنے پڑیں گے۔ اگر بیچ میں کسی وجہ سے دس پانچ روزے چھوٹ جائیں تو اس کے بدلے اتنے روزے اور رکھ لے سارے روزے نہ دہراوے اور یہ بھی اختیار ہے کہ محرم کے مہینے میں نہ رکھے کسی اور مہینے میں رکھے لیکن سب لگاتار رکھے۔ مسئلہ (۵): کسی نے منت مانی کہ میری کھوئی ہوئی چیز مل جائے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھوں گی تو اس کے مل جانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنی پڑے گی۔ چاہے ایک دم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھ لے یا چار چار کی نیت باندھے یا دو دو کی سب اختیار ہے اور اگر چار رکعت کی منت مانی تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنی ہوگی۔ الگ الگ دو دو پڑھنے سے نذر ادا نہ ہوگی۔ مسئلہ (۶): کسی نے ایک رکعت پڑھنے کی منت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑیں گی۔ اگر تین کی منت مانی تو پوری چار، اگر پانچ کی منت مانی تو پوری چھ پڑھے۔ اسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۷): یوں منت مانی کہ دس روپے خیرات کروں گی یا ایک روپیہ خیرات کروں گی تو جتنا کہا ہے اتنا خیرات کرے۔ اگر یوں کہا کہ پچاس روپے خیرات کروں گی اور اس کے پاس اس وقت فقط دس ہی روپے کی کائنات ہے تو دس ہی روپے دینے پڑیں گے۔ البتہ اگر دس روپے کے سوا کچھ مال اسباب بھی ہے تو اس کی قیمت بھی لگاویں گے۔ اس کی مثال یہ سمجھو کہ دس روپے نقد ہیں اور سب مال اسباب پندرہ روپے کا ہے۔ یہ سب پچیس روپے ہوئے تو فقط پچیس روپے خیرات کرنا واجب ہے اس سے زیادہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۸): اگر یوں منت مانی کہ دس مسکینوں کو کھلاؤں گی تو اگر دل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤں گی تب تو اسی طرح کھلاوے اور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقت دس مسکین کھلاوے۔ اگر کچا اناج دیوے تو اس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ ہر ایک کو اتنا اتنا دوں گی تو اسی قدر دے اور اگر کچھ خیال نہیں تھا تو ہر ایک کو اتنا دیوے جتنا ہم نے صدقۂ فطر میں بیان کیا ہے۔ مسئلہ (۹) اگر یوں کہا کہ ایک روپے کی روٹی فقیروں کو بانٹوں گی تو اختیار ہے چاہے ایک روپے کی روٹی دے چاہے ایک روپے کی کوئی اور چیز دیوے۔ یا ایک روپیہ نقد دیوے۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے یوں کہا کہ دس روپے خیرات کروں گی ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ۔ پھر دسوں روپے ایک ہی فقیر کو دے دیئے تو بھی جائز ہے۔ ہر ایک فقیر کو ایک ایک روپیہ دینا واجب نہیں۔ اگر دس روپے بیس فقیروں کو دے دیئے تو بھی جائز ہے اور اگر یوں کہا کہ دس روپے دس فقیروں پر خیرات کروں گی تو بھی اختیار ہے چاہے دس کو دیوے چاہے کم زیادہ کو۔ مسئلہ (۱۱): اگر یوں کہا کہ دس نمازیوں کو کھانا کھلاؤں گی یا دس حافظوں کو کھلاؤں گی تو دس فقیروں کو کھلاوے چاہے وہ نمازی اور حافظ ہوں یا نہ ہوں۔ مسئلہ (۱۲): کسی نے کہا کہ مکہ شریف میں دس روپے خیرات کروں گی تو مکہ معظمہ میں خیرات کرنا واجب نہیں جہاں چاہے خیرات کرے۔ یا یوں کہا تھا کہ جمعہ کے دن خیرات کروں گی۔ فلانے فقیر کو دوں گی، تو جمعہ کے دن خیرات کرنا اور اسی فقیر کو دینا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر روپیہ مقرر کر کے کہا کہ یہی روپیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوں گی تو بعینہ وہی روپیہ دینا واجب نہیں چاہے وہ دیوے یا اتنا کوئی اور دیوے۔ مسئلہ (۱۳): اسی طرح اگر منت مانی کہ جامع مسجد میں نماز پڑھوں گی یا مکہ معظمہ میں نماز پڑھوں گی تو بھی اختیار ہے جہاں چاہے پڑھے۔

مسئلہ (۱۴): کسی نے کہا کہ اگر میرا بھائی اچھا ہو جائے تو ایک بکری ذبح کروں گی۔ یا یوں کہا کہ ایک بکری کا گوشت خیرات کروں گی تو منت ہو گئی۔ اگر یوں کہا کہ قربانی کروں گی تو قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا چاہئے۔ اور دونوں صورتوں میں اس کا گوشت فقیروں کے سوا اور کسی کو دینا اور خود کھانا درست نہیں جتنا خود کھاوے یا امیروں کو دے اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۵): ایک گائے قربانی کرنے کی منت مانی پھر گائے نہیں ملی تو سات بکریاں کر دے۔ مسئلہ (۱۶): یوں منت مانی تھی کہ جب میرا بھائی آئے تو دس روپے خیرات کروں گی۔ پھر آنے کی خبر پائی اور آنے سے پہلے ہی روپے خیرات کر دیئے تو منت پوری نہیں ہوئی۔ آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔ مسئلہ (۱۷): اگر ایسے کام کے ہونے پر منت مانی جس کے ہونے کو چاہتی ہو اور تمنا کرتی ہو کہ یہ کام ہو جائے جیسے یوں کہے کہ اگر میں اچھی ہو جاؤں تو ایسا کروں۔ اگر میرا بھائی خیریت سے آ جائے کہ ایسا کروں۔ اگر میرا باپ مقدمے سے بری ہو جائے یا نوکر ہو جائے تو ایسا کروں۔ جب وہ کام ہو جائے تو منت پوری کرے۔ اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں۔ یا یہ کہا کہ اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک روپیہ خیرات کروں، پھر اس سے بول لی یا نماز نہ پڑھی تو اختیار ہے کہ چاہے قسم کا کفارہ دیدے اور چاہے دو روزے رکھے اور ایک روپیہ خیرات کرے۔ مسئلہ (۱۸): یہ منت مانی کہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھوں گی یا ایک ہزار دفعہ کلمہ پڑھوں گی تو منت ہو گئی اور پڑھنا واجب ہو گیا۔ اور اگر کہا کہ ہزار دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھوں گی۔ یا ہزار دفعہ لاحول پڑھوں گی تو منت نہیں ہوئی اور پڑھنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۹): منت مانی کہ دس کلام مجید ختم کروں گی یا ایک پارہ پڑھوں گی تو منت ہو گئی۔ مسئلہ (۲۰): یہ منت مانی کہ اگر فلانا کام ہو جائے تو مولود شریف پڑھوں گی تو منت نہیں ہوئی یا یہ منت کی کہ فلانی بات ہو جائے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں گی یہ بھی منت نہیں ہوئی۔ یا شاہ عبدالحق کا توشہ مانا یا سہ منی یا سید کبیر کی گائے مانی یا مسجد میں گلگلے چڑھانے اور اللہ میاں کے طاق بھرنے کی منت مانی یا بڑے پیر کی گیارہویں کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں ہوئی اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۱): مولی مشکل کشا کا روزہ، آس بی بی کا کونڈا یہ سب واہیات خرافات ہے اور مولی مشکل کشا کا روزہ ماننا شرک ہے۔ مسئلہ (۲۲): یہ منت مانی کہ فلاں مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے اس کو بنوا دوں گی یا فلانا پل بنوا دوں گی تو یہ منت بھی صحیح نہیں ہے اس کے ذمے کچھ واجب نہیں ہوا۔ مسئلہ (۲۳): اگر یوں کہا کہ میرا بھائی اچھا ہو جائے تو ناچ کراؤں گی یا باجا بجواؤں گی تو یہ منت گناہ ہے اچھے ہونے کے بعد ایسا کرنا جائز نہیں۔ مسئلہ (۲۴): اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے منت ماننا۔ مثلاً یوں کہنا اے بڑے پیر اگر میرا کام ہو جائے تو میں تمہاری یہ بات کروں گی۔ یا قبروں اور مزاروں پر جانا جہاں جن رہتے ہوں وہاں جانا اور درخواست کرنا حرام اور شرک ہے بلکہ اس منت کی چیز کا کھانا بھی حرام ہے اور قبروں پر جانے کی عورتوں کیلئے حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱): بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بری بات ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی بے تعظیمی اور بے حرمتی ہوتی ہے جہاں تک ہو سکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہئے۔ مسئلہ (۲): جس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور یوں کہا کہ اللہ قسم، خدا قسم، خدا کی عزت وجلال کی قسم، خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم۔ تو قسم ہو گئی۔ اب اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اگر خدا کا نام نہیں لیا فقط اتنا کہہ دیا کہ میں قسم کھاتی ہوں کہ فلاں کام نہ کروں گی تب بھی قسم ہو گئی۔ مسئلہ (۳): اگر یوں کہا کہ خدا گواہ ہے، خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں۔ خدا کو حاضر وناظر جان کر کے کہتی ہوں تب بھی قسم ہو گئی۔ مسئلہ (۴): قرآن مجید کی قسم، کلام اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہی تو قسم ہو گئی اور اگر کلام مجید کو ہاتھ میں لیکر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی لیکن قسم نہیں کھائی تو قسم نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۵): یوں کہا اگر فلانا کام کروں گی تو بے ایمان ہو کر مروں۔ مرتے وقت ایمان نہ نصیب ہو بے ایمان ہو جاؤں۔ یا اس طرح کہا کہ اگر فلاں کام کروں تو میں مسلمان نہیں تو قسم ہو گئی۔ اس کے خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑے گا اور ایمان نہ جائے گا۔ مسئلہ (۶): اگر فلانا کام کروں تو ہاتھ ٹوٹیں، دیدے پھوٹیں، کوڑھی ہو جائے، بدن پھوٹ نکلے، خدا کا غضب ٹوٹے آسمان پھٹ پڑے، دانہ دانہ کی محتاج ہو جائے، خدا کی مار پڑے، خدا کی پھٹکار پڑے اگر فلاں کام کروں تو سور کھاؤں، مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو۔ قیامت کے دن خدا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے زرد رو ہوں۔ ان باتوں سے قسم نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف کرنے سے کفارہ نہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۷): خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کی قسم، کعبۃ اللہ کی قسم، اپنی آنکھوں کی قسم، اپنی جوانی کی قسم، اپنے ہاتھ پیروں کی قسم، اپنے باپ کی قسم، اپنے بچے کی قسم، اپنے پیاروں کی قسم، تمہارے سر کی قسم، تمہاری جان کی قسم، تمہاری قسم، اپنی قسم، اس طرح قسم کھا کر پھر اس کے خلاف کرے تو کفارہ نہ دینا پڑیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی ممانعت آئی ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر کسی کی قسم کھانا شرک کی بات ہے اس سے بہت بچنا چاہئے۔ مسئلہ (۸): کسی نے کہا تیرے گھر کا کھانا مجھ پر حرام ہے یا یوں کہا فلانی چیز میں نے اپنے اوپر حرام کر لی تو اس کے کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوئی لیکن یہ قسم ہو گئی۔ اب اگر کھا لیگی تو کفارہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۹): کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی۔ جیسے کسی نے تم سے کہا تمہیں خدا کی قسم یہ کام ضرور کرو تو یہ قسم نہیں ہوئی اس کے خلاف کرنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): قسم کھا کر اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ تعالیٰ کا لفظ کہہ دیا جیسے کوئی اس طرح کہے کہ خدا کی قسم فلانا کام انشاء اللہ نہ کرونگی تو قسم نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۱): جو بات ہو چکی ہے اس پر جھوٹی قسم کھانا بڑا گناہ ہے جیسے کسی نے نماز نہیں پڑھی اور جب کسی نے پوچھا تو کہہ دیا خدا کی قسم میں نماز پڑھ چکی۔ یا کسی سے گلاس ٹوٹ گیا اور جب پوچھا تو کہہ دیا خدا کی قسم میں نے نہیں توڑا۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو اس کے گناہ کی کوئی حد نہیں اور اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بس دن رات اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کر کے اپنا گناہ معاف کرا وے۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر غلطی اور دھوکے میں جھوٹی قسم کھائی۔ جیسے کسی نے کہا خدا کی قسم ابھی فلانا آدمی نہیں آیا اور اپنے دل میں یقین کے ساتھ یہی سمجھتی ہے کہ سچی قسم کھا رہی ہوں۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ اس وقت آ گیا تھا تو یہ معاف ہے اس میں گناہ نہ ہوگا اور نہ

کفارہ بھی نہیں۔ مسئلہ (۱۲): اگر ایسی بات پر قسم کھائی جو ابھی تک نہیں ہوئی بلکہ آئندہ ہوگی۔ جیسے کوئی کہے خدا کی قسم آج پانی برسے گا۔ خدا کی قسم آج میرا بھائی آئے گا پھر وہ نہیں آیا اور پانی نہیں برسا تو کفارہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۳): کسی نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم آج قرآن ضرور پڑھوں گی تو اب قرآن پڑھنا واجب ہو گیا۔ نہ پڑھے گی تو گناہ ہوگا اور کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی خدا کی قسم آج میں فلانا کام نہ کروں گی تو اب وہ کام کرنا درست نہیں۔ اگر کرے گی تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۴): کسی نے گناہ کرنے کی قسم کھائی کہ خدا کی قسم آج فلانے کی چیز چرا لاؤں گی۔ خدا کی قسم آج نماز نہ پڑھوں گی۔ خدا کی قسم اپنے ماں باپ سے کبھی نہ بولوں گی تو ایسے وقت قسم کا توڑ دینا واجب ہے توڑ کے کفارہ دیدے نہیں تو گناہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۵): کسی نے قسم کھائی کہ آج میں فلانی چیز نہ کھاؤں گی پھر بھولے سے کھالیا اور قسم یاد نہ رہی یا کسی نے زبردستی منہ چیر کر کھلا دیا تب بھی کفارہ دے۔ مسئلہ (۱۶): غصہ میں قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی ایک کوڑی نہ دوں گی۔ پھر ایک پیسہ یا روپیہ دے دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی کفارہ دے۔

قسم کے کفارے کا بیان: مسئلہ (۱): اگر کسی نے قسم توڑ دی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقت کھانا کھلا دے یا کچا اناج دیدے اور ہر فقیر کو انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر گیہوں دینا چاہئے بلکہ احتیاطاً پورے دو سیر دیدے اور اگر جو دیوے تو اس سے دونے دیوے باقی اور سب ترکیب فقیر کو کھلانے کی وہی ہے جو روزے کے کفارے میں بیان ہو چکی ہے یا دس فقیروں کو کپڑا پہنا دے۔ ہر فقیر کو اتنا بڑا کپڑا دے جس سے بدن کا زیادہ حصہ ڈھک جائے جیسے چادر یا بڑا لمبا کرتا دیدیا تو کفارہ ہو گیا لیکن وہ کپڑا بہت پرانا نہ ہونا چاہئے۔ اگر ہر فقیر کو فقط ایک ایک لنگی یا فقط ایک ایک پاجامہ دیدیا تو کفارہ ادا نہیں ہوا اور اگر لنگی کے ساتھ کرتا بھی ہو تو ادا ہو گیا۔ ان دونوں باتوں میں اختیار ہے چاہے کپڑا دے اور چاہے کھانا کھلا دے۔ ہر طرح کفارہ ادا ہو گیا اور یہ حکم جو بیان ہوا جب ہے کہ مرد کو کپڑا دے اور اگر کسی غریب عورت کو کپڑا دیا تو اتنا بڑا کپڑا ہونا چاہئے کہ سارا بدن ڈھک جائے اور اس سے نماز پڑھ سکے اس سے کم ہوگا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی ایسی غریب ہو کہ نہ تو کھانا کھلا سکتی ہے اور نہ کپڑا دے سکتی ہے تو لگاتار تین روزے رکھے۔ اگر الگ الگ کر کے تین روزے پورے کر لیے تو کفارہ ادا نہیں ہوا۔ تینوں لگاتار رکھنا چاہئیں۔ اگر دو روزے رکھنے کے بعد بیچ میں کسی عذر سے ایک روزہ چھوٹ گیا تو اب پھر سے تینوں رکھے۔ مسئلہ (۳): قسم توڑنے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دیا اس کے بعد قسم توڑی تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ اب قسم توڑنے کے بعد پھر کفارہ دینا چاہئے اور جو کچھ فقیروں کو دے چکی ہے اس کو پھیر لینا درست نہیں۔ مسئلہ (۴): کسی نے کئی دفعہ قسم کھائی جیسے ایک دفعہ کہا خدا کی قسم فلانا کام نہ کروں گی۔ اس کے بعد پھر کہا خدا کی قسم فلانا کام نہ کروں گی۔ اسی دن یا اس کے دوسرے تیسرے دن غرض اسی طرح کئی مرتبہ کہا۔ یا یوں کہا خدا کی قسم، اللہ کی قسم، اللہ کی قسم فلانا کام ضرور کروں گی۔ پھر وہ قسم توڑ دی تو ان سب قسموں کا ایک ہی کفارہ دے۔ مسئلہ (۵): کسی کے ذمہ قسموں کے بہت کفارے جمع ہو گئے تو ہر ایک کا جدا جدا کفارہ

دینا چاہیے زندگی میں نہ دے تو مرتے وقت وصیت کر جانا واجب ہے۔ مسئلہ (۶): کفارے میں ان ہی مساکین کو کپڑا یا کھانا دینا درست ہے جن کو زکوٰۃ دینا درست ہے

گھر میں جانے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے قسم کھائی کہ تیرے گھر نہ جاؤں گی۔ پھر اس کے دروازے کی دہلیز پر کھڑی ہو گئی یا دروازے کے چھجے کے نیچے کھڑی ہو گئی۔ اندر نہیں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر دروازے کے اندر چلی گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲): کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گی پھر جب وہ گھر گر کر بالکل کھنڈر ہو گیا تب اس میں گئی تو بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر بالکل میدان ہو گیا۔ زمین برابر ہو گئی۔ اور گھر کا نشان بالکل مٹ گیا یا اس کا کھیت بن گیا، مسجد بنالی گئی یا باغ بنالیا گیا تب اس میں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گی۔ پھر جب وہ گر گیا اور پھر سے بنوالیا گیا تب اس میں گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۴): کسی نے قسم کھائی کہ تیرے گھر نہ جاؤں گی پھر کوٹھا پھاند کر آ گئی اور چھت پر کھڑی ہو گئی تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ نیچے نہ اترے۔ مسئلہ (۵): کسی نے گھر میں بیٹھے ہوئے قسم کھائی کہ اب یہاں کبھی نہ آؤں گی۔ اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھی رہی تو قسم نہیں ٹوٹی چاہے سارا دن وہاں بیٹھی رہے۔ جب باہر جا کر پھر آئے گی تب قسم ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گی۔ یہ کہہ کر فوراً اتار ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر فوراً نہیں اتارا کچھ دیر پہنے رہی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۶): قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ رہوں گی اس کے بعد فوراً اس گھر سے اسباب اٹھانا اور چلا جانا بندوبست کرنا شروع کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں شروع کیا کچھ دیر ٹھہر گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۷): قسم کھائی کہ اب تیرے گھر میں قدم نہ رکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ نہ آؤں گی۔ اگر میانہ پر سوار ہو کر آئی اور گھر میں اسی میانے پر بیٹھی رہی قدم زمین پر نہ رکھے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۸): کسی نے قسم کھا کر کہا تیرے گھر کبھی نہ جاؤں گی۔ پھر جانے کا اتفاق نہیں ہوا تو جب تک زندہ ہے قسم نہیں ٹوٹی مرتے وقت قسم ٹوٹ جائے گی۔ اس کو چاہیے اس وقت وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے قسم کا کفارہ دے دینا۔ مسئلہ (۹): قسم کھائی کہ فلانی کے گھر نہ جاؤں گی تو جس گھر میں وہ رہتی ہو وہاں نہ جانا چاہیے چاہے خود اسی کا گھر ہو یا کرایہ پر رہتی ہو یا مانگے پر ہو اور بے کرایہ دیئے رہتی ہو۔ مسئلہ (۱۰): قسم کھائی کہ تیرے یہاں کبھی نہ آؤں گی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھے گود میں لے کر وہاں پہنچا دے۔ اس نے اس کو گود میں لے کر وہاں پہنچا دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ البتہ اگر اس نے نہیں کہا بغیر اس کے کہے کسی نے اسی طرح وہاں پہنچا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس گھر سے کبھی نہ نکلوں گی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھ کو اٹھا کر نکال لے چل اور وہ لے گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر بے کہے لاد کر لے گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

کھانے پینے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ پیوں گی۔ پھر جب اس دودھ کا دہی جما کر دہی بنالیا تو اس کے کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ مسئلہ (۲): بکری کا بچہ ملا ہوا تھا اس پر قسم کھائی کہ اس بچہ کا گوشت نہ کھاؤں گی۔ پھر وہ بچہ بڑا ہو کر پوری بکری ہو گئی تب اس کا گوشت کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤں گی پھر مچھلی کھائی یا کلیجی یا اوجھڑی تو قسم نہ ٹوٹی۔ مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ یہ گیہوں نہ کھاؤں گی۔ پھر اس کو پسوا کر روٹی کھائی یا ان کے ستو کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر خود گیہوں ابال کر کھالئے یا بھنوا کر چبائے تو قسم ٹوٹ گئی۔ ہاں اگر یہ مطلب لیا ہو کہ ان کے آٹے کی کوئی چیز بھی نہ کھاؤں گی تو ہر چیز کے کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ مسئلہ (۵): اگر یہ قسم کھائی کہ یہ آٹا نہ کھاؤں گی تو اس کی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اس کا لپٹا یا حلوا پکوا کر کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر ویسا ہی کچا آٹا پھانک گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۶): قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤں گی تو اس وطن میں جن چیزوں کی روٹی کھائی جاتی ہے ان کا کھانا چاہئے تبھی تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ مسئلہ (۷): قسم کھائی کہ سری نہ کھاؤں گی تو چڑیا، بٹیر، مرغ وغیرہ کا سر کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ اگر بکری یا گائے کی سری کھائی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۸): قسم کھائی کہ میوہ نہ کھاؤں گی تو انار، سیب، انگور، چھوہارا، بادام، اخروٹ، کشمش، منقیٰ، کھجور کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر خربوزہ، تربوز، ککڑی، کھیرا، آم کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی۔

نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ فلانی عورت سے نہ بولوں گی۔ پھر جب وہ سوتی تھی اس وقت سوتے میں اس سے کچھ کہا اور کہا کہ اٹھ اور اس سے وہ جاگ پڑی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ بغیر ماں کی اجازت کے فلانی سے نہ بولوں گی۔ پھر ماں نے اجازت دے دی لیکن اجازت کی خبر ابھی اس کو نہیں ملی تھی کہ اس سے بول دی۔ اور بولنے کے بعد معلوم ہوا کہ ماں نے اجازت دے دی تھی تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ اس لڑکی سے کبھی نہ بولوں گی۔ پھر جب وہ جوان ہو گئی یا بڈھی ہو گئی تب بولی تو بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ کبھی تیرا منہ نہ دیکھوں گی تیری صورت نہ دیکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے ملاقات نہ کروں گی۔ میل جول نہ رکھوں گی۔ اگر کہیں دور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

بیچنے اور مول لینے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ فلانی چیز میں نہ خریدوں گی۔ پھر کسی سے کہہ دیا کہ تم مجھے خرید دو۔ اس نے مول لے دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ میں اپنی فلانی چیز نہ بیچوں گی۔ پھر خود نہیں بیچی دوسرے سے کہہ دیا تم بیچ دو۔ اس نے بیچ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح کرایہ پہ لینے کا حکم ہے۔ اگر قسم کھائی کہ میں یہ مکان کرایہ پر نہ لوں گی۔ پھر کسی دوسرے کے ذریعے سے کرایہ پر لے لیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ البتہ اگر قسم کھانے کا یہی مطلب تھا کہ نہ تو خود یہ کام کروں گی نہ کسی دوسرے کے ذریعے سے کراؤں گی تو دوسرے آدمی کے ذریعے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ غرض جو مطلب ہو گا اسی کے موافق سب حکم لگائے جائیں گے۔ یا یہ کہ قسم کھانے والی عورت پردہ نشین یا امیرزادی ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں بیچتی نہ کچھ خریدتی ہے تو اس صورت میں اگر یہ کام دوسرے سے کرا لے تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ میں اپنے اس لڑکے کو نہ ماروں گی۔ پھر کسی دوسرے سے پٹوا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے بے وقتی سے قسم کھائی کہ میں روزہ نہ رکھوں

گی۔ پھر روزے کی نیت کر لی تو دوپہر گزرنے سے بھی قسم ٹوٹ گئی۔ پورے دن گزرنے کا انتظار نہ کریں گے۔ اگر تھوڑی دیر بعد روزہ توڑ دے گی تب بھی قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اگر یوں کہا کہ ایک روزہ بھی نہ رکھوں گی تو روزہ ختم ہونے کے وقت قسم ٹوٹے گی جب تک پورا دن نہ گزرے اور روزہ کھولنے کا وقت نہ آئے تب تک قسم نہ ٹوٹے گی۔ اگر وقت آنے سے پہلے ہی روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ میں نماز نہ پڑھوں گی۔ پھر پشیمان ہوئی اور نماز پڑھنے کھڑی ہوئی تو جب پہلی رکعت کا سجدہ کیا اسی وقت قسم ٹوٹ گئی اور سجدہ کرنے سے پہلے قسم نہیں ٹوٹی اگر ایک رکعت پڑھ کر نماز توڑ دے تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور دیکھو کبھی ایسی قسمیں کھانا بڑا گناہ ہے۔ اگر ایسی بے وقوفی ہو گئی تو اس کو فوراً توڑ ڈالے اور کفارہ ادا کرے۔

کپڑے وغیرہ کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ اس قالین پر نہ لیٹوں گی پھر قالین بچھا کر اس کے اوپر چادر لگائی اور لیٹی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اس قالین کے اوپر ایک اور قالین یا کوئی اور دری بچھائی۔ اس کے اوپر لیٹی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھوں گی۔ پھر زمین پر بوریا، چٹائی، دری، ٹاٹ وغیرہ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اپنا دوپٹہ جو اوڑھے ہوئے ہے اسی کا آنچل بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ البتہ اگر وہ دوپٹہ اتار کر بچھا لیا تب بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۳): قسم کھائی اس چارپائی یا اس تخت پر نہ بیٹھوں گی پھر اس پر دری یا قالین وغیرہ کچھ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ اور اگر اس چارپائی کے اوپر ایک اور چارپائی بچھائی اور تخت کے اوپر ایک اور تخت بچھا لیا پھر اوپر والی چارپائی اور تخت پر بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ فلانی کو کبھی نہ نہلاؤں گی۔ پھر اس کے مر جانے کے بعد نہلایا تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۵): شوہر نے قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی نہ ماروں گا۔ پھر غصے میں چوٹیا پکڑ کر گھسیٹا یا گلا گھونٹ دیا یا دانت سے کاٹ کھایا تو قسم ٹوٹ گئی اور جو دل لگی اور پیار میں کاٹا ہو تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۶): قسم کھائی کہ فلانی کو ضرور ماروں گی اور وہ اس کے کہنے سے پہلے ہی مر چکی ہے تو اگر اس کا مرنا معلوم نہ تھا اس وجہ سے قسم کھائی تو قسم نہ ٹوٹے گی۔ اور اگر جان بوجھ کر قسم کھائی تو قسم کھاتے ہی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۷): اگر کسی نے کسی بات کے کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا خدا کی قسم امرود ضرور کھاؤں گی تو عمر بھر میں ایک دفعہ کھا لینا کافی ہے۔ اور اگر کسی بات کے نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا کہ خدا کی قسم امرود نہ کھاؤں گی تو ہمیشہ کیلئے چھوڑنا پڑے گا۔ جب کبھی کھاوے گی تو قسم ٹوٹ جاوے گی۔ ہاں اگر ایسا ہوا کہ گھر میں امرود وغیرہ آئے اور خاص ان امرودوں کیلئے کہا کہ نہ کھاؤں گی تو یہ اور بات ہے یہ وہ نہ کھاوے ان کے سوا اور منگا کر کھاوے تو کچھ حرج نہیں۔

دین سے پھر جانے کا بیان

مسئلہ (۱): اگر خدانخواستہ کوئی اپنے ایمان اور دین سے پھر گئی تو تین دن کی مہلت دی جائے گی اور جو اس کو شبہ پڑا اس شبہ کا جواب دیا جائیگا۔ اگر اتنی مدت میں مسلمان ہو گئی تو خیر نہیں تو ہمیشہ[1] کیلئے قید کر دینگے جب توبہ

[1] یہ حکم عورتوں کیلئے ہے اور اگر نعوذ باللہ مرد بے ایمان ہو جائے تو تین دن کے بعد گردن مار دی جانے کی

کرلی تب چھوڑیں گے۔ مسئلہ (۲): جب کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں
اور عبادت اس نے کی تھی سب اکارت گئی۔ نکاح ٹوٹ گیا اور اگر فرض حج کر چکی ہے تو وہ بھی ضائع ہوگیا۔ اب
اگر توبہ کر کے مسلمان ہوئی تو اپنا نکاح پھر سے پڑھوائے اور پھر دوسرا حج کرے۔[۱] مسئلہ (۳): اسی طرح
اگر کسی کا میاں توبہ توبہ بے دین ہو جائے تو بھی نکاح جاتا رہا۔ اب جب تک توبہ کر کے پھر سے نکاح نہ
کرے عورت اس سے بالکل الگ رہے۔ اور اگر کوئی معاملہ میاں بیوی کا سا ہوا تو بھی گناہ ہوگا۔ اور اگر زبردستی
کرے تو اس کو سب سے ظاہر کر دے۔ شرماوے نہیں۔ دین کی بات میں کیا شرم۔ مسئلہ (۴): جب کفر کا
کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا۔ اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے جیسے
کسی نے کہا کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلانا کام کر دے۔ اس کا جواب دیا ہاں نہیں ہے۔ اس کہنے سے
کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۵): کسی نے کہا اٹھو نماز پڑھو جواب دیا کون اٹھک بیٹھک کرے۔ یا کسی نے روزہ رکھنے
کو کہا تو جواب دیا کون بھوکا مرے۔ یا کہا روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو یہ سب کفر ہے۔ مسئلہ
(۶): اس کو کوئی گناہ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا خدا سے نہیں ڈرتی۔ جواب دیا ہاں نہیں ڈرتی تو کافر ہوگئی۔
مسئلہ (۷): کسی کو برا کام کرتے دیکھ کر کہا کیا تو مسلمان نہیں ہے جو ایسی بات کرتی ہے۔ جواب دیا ہاں نہیں
تو کافر ہوگئی۔ اگر ہنسی میں کہا تب بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۸): کسی نے نماز پڑھنی شروع کی اتفاق سے
اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی۔ اس نے کہا کہ یہ سب نماز ہی کی نحوست ہے تو کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۹): کسی کافر
کی کوئی بات اچھی معلوم ہوئی اس لئے تمنا کر کے کہا کہ ہم بھی کافر ہوتے تو اچھا ہوتا کہ ہم بھی ایسا کرتے تو کافر
ہوگئی۔ مسئلہ (۱۰): کسی کا لڑکا مر گیا۔ اس نے یوں کہا یا اللہ یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا تو اس کہنے
سے وہ کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۱): کسی نے یوں کہا کہ اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں یا یوں کہا کہ
جبرئیل بھی اتر آئیں تو ان کا کہنا نہ مانوں تو کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۲): کسی نے کہا کہ میں ایسا کام کرتی ہوں کہ
خدا بھی نہیں جانتا تو کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۳): جب اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی کچھ حقارت کی یا شریعت کی بات کو برا جانا عیب نکالا۔ کفر کی بات پسند کی ان سب باتوں سے ایمان جاتا
رہتا ہے اور کفر کی ان باتوں کو جن سے ایمان جاتا رہتا ہے ہم نے پہلے حصے میں سب عقیدوں کے بیان کرنے
کے بعد بھی بیان کیا ہے۔ وہاں سے دیکھ لینا چاہئے اور اپنے ایمان سنبھالنے میں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان ٹھیک رکھے اور ایمان پر ہی خاتمہ کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

ذبح کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف کر کے تیز چھری ہاتھ میں لیکر بسم اللہ اللہ
اکبر کہہ کے اس کے گلے کو کاٹے یہاں تک کہ چار رگیں کٹ جائیں۔ ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے۔ دوسری

---

۱ [illegible]

وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے۔ اور دو شہ رگیں جو نرخرے کے داہنے بائیں ہوتی ہیں۔ اگر ان چار رگوں سے
تین ہی رگیں کٹیں تب بھی ذبح درست ہے اس کا کھانا حلال ہے۔ اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہو گیا۔
اس کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۲): ذبح کے وقت بسم اللہ قصداً نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام
ہے اور اگر بھول جائے تو کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۳): کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور منع ہے۔ اس میں
جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا ہاتھ پاؤں توڑنا کاٹنا اور ان
چاروں رگوں کے کٹ جانے کے بعد بھی گلا کاٹے جانا یہ سب مکروہ ہے۔ مسئلہ (۴): ذبح کرتے میں مرغی کا
گلا کٹ گیا تو اس کا کھانا درست ہے مکروہ بھی نہیں۔ البتہ اتنا زیادہ ذبح کر دینا یہ بات مکروہ ہے۔ مرغی مکروہ
نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۵): مسلمان کا ذبح کرنا ہر حال درست ہے چاہے عورت ذبح کرے یا مرد۔ چاہے پاک
ہو یا ناپاک ہر حال میں اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال ہے اور کافر کا ذبح کیا ہوا کھانا حرام ہے۔ مسئلہ
(۶): جو چیز دھاردار ہو جیسے دھاردار پتھر گنے یا بانس کا چھلکا سب سے ذبح کرنا درست ہے۔

حلال و حرام چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): جو جانور اور پرندے شکار کر کے کھاتے پیتے رہتے ہیں یا ان کی غذا فقط گندگی ہے ان کا کھانا جائز
نہیں جیسے شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بلی، کتا، بندر، شکرا، باز، گدھ وغیرہ اور جو ایسے نہ ہوں جیسے طوطا، مینا، فاختہ، چڑیا،
بٹیر، مرغابی، کبوتر، نیل گائے، ہرن، بطخ، خرگوش وغیرہ سب جانور جائز ہیں۔ مسئلہ (۲): بجو، گوہ، کچھوا، بھڑ،
خچر، گدھا، گدھی کا گوشت کھانا اور گدھی کا دودھ پینا درست نہیں۔ گھوڑے کا کھانا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔
دریائی جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے باقی سب حرام۔ مسئلہ (۳): مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح کیے بھی کھانا
درست ہے اس کے سوا کوئی جانور بغیر ذبح کیے کھانا درست نہیں۔ جب کوئی چیز مر گئی تو حرام ہو گئی۔
مسئلہ (۴): جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر الٹی تیرنے لگی اس کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۵): اوجھڑی کھانا
حلال ہے نہ حرام ہے نہ مکروہ ہے۔ مسئلہ (۶): کسی چیز میں چیونٹیاں مر گئیں تو بغیر نکالے کھانا جائز نہیں اگر
ایک آدھ چیونٹی حلق میں چلی گئی تو مردار کھانے کا گناہ ہوا۔ بعض بچے بلکہ بڑے بھی گولر کے اندر کے بھنگے
سمیت گولر کھا جاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس کے کھانے سے آنکھیں نہیں آتیں یہ حرام ہے۔ مردہ کھانے
کا گناہ ہوتا ہے۔ مسئلہ (۷): جو گوشت ہندو بیچتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ میں نے مسلمان سے ذبح کرایا
ہے۔ اس سے مول لے کر کھانا درست نہیں۔ البتہ جس وقت سے مسلمان نے ذبح کیا ہے اگر اسی وقت سے کوئی
مسلمان برابر بیٹھا دیکھ رہا ہے یا وہ جانے لگا تو دوسرا اس کی جگہ بیٹھ گیا تب درست ہے۔ مسئلہ (۸): جو مرغی
گندگی پلیدی چیزیں کھاتی پھرتی ہو اس کو تین دن بند رکھ کر ذبح کرنا چاہیے۔ بغیر بند کیے کھانا مکروہ ہے۔

نشہ کی چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): جتنی شرابیں ہیں سب حرام اور نجس ہیں۔ تاڑی کا بھی یہی حکم ہے۔ دوا کیلئے بھی ان کا کھانا پینا درست نہیں بلکہ جس دوا میں ایسی چیز پڑی ہو اس کا لگانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۲): شراب کے سوا اور جتنے نشے ہیں جیسے افیون، جائے پھل، زعفران وغیرہ ان کا یہ حکم ہے کہ دوا کیلئے اتنی مقدار کھا لینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آئے اور اس دوا کا لگانا بھی درست ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں اور اتنا کھانا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے۔ مسئلہ (۳): تاڑی اور شراب کے سرکہ کا کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۴): بعض عورتیں بچوں کو افیون کھلا دیتی ہیں کہ نشہ میں پڑے رہیں، روئیں دھوئیں نہیں یہ حرام ہے۔

چاندی سونے کے برتنوں کا بیان

مسئلہ (۱): سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان چیزوں کا کسی طرح بھی استعمال کرنا درست نہیں۔ جیسے چاندی سونے کے چمچے سے کھانا پینا، خلال سے دانت صاف کرنا، گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا، سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا، عطردان سے عطر لگانا، خاصدان میں پان رکھنا، ان کی پیالی سے تیل لگانا، جس پلنگ کے پائے چاندی کے ہوں اس پر لیٹنا، بیٹھنا، چاندی سونے کی آرسی میں منہ دیکھنا یہ سب حرام ہے البتہ آرسی کا زینت کیلئے پہننا درست ہے مگر منہ ہرگز نہ دیکھے۔ غرض ان کی چیزوں کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں۔

لباس اور پردے کا بیان

مسئلہ (۱): چھوٹے لڑکے کو کڑے ہنسلی وغیرہ کوئی زیور، ریشمی کپڑا پہنانا، مخمل پہنانا جائز نہیں اسی طرح ریشمی اور چاندی سونے کا تعویذ بنا کر پہنانا اور کسم و زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہنانا بھی درست نہیں غرض جو چیزیں مردوں کو حرام ہیں وہ لڑکوں کو بھی نہ پہنانا چاہئے البتہ اگر کسی کپڑے کا بانا سوتی ہو اور تانا ریشمی ہو تو ایسا کپڑا لڑکوں کو پہنانا جائز ہے۔ اسی طرح اگر مخمل کا رواں ریشم کا نہ ہو تو وہ بھی درست ہے اور یہ سب مردوں کو بھی درست ہے اور گوٹا پٹھا لگا کر کپڑے پہنانا بھی درست ہے لیکن دو چار انگل سے زیادہ چوڑا نہ ہونا چاہئے۔ مسئلہ (۲): چکن کا دوپٹہ یا ٹوپی اور کپڑا لڑکوں کو اس وقت جائز ہے جب بہت گھنا کام نہ ہو، اگر اتنا زیادہ کام ہے کہ دور سے دیکھنے سے سب کام ہی معلوم ہوتا ہے کپڑا بالکل دکھائی نہیں دیتا تو اس کا پہنانا جائز نہیں۔ یہی حال ریشم کے کام کا ہے کہ اگر اتنا گھنا ہو تو لڑکوں کو پہنانا جائز نہیں۔ مسئلہ (۳): بہت باریک کپڑا جیسے ململ، جالی، ٹک، آب رواں، ان کو پہننا اور ننگے رہنا دونوں برابر ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے بہتری کپڑا پہننے والیاں قیامت کے دن ننگی اٹھائی جائیں گی اور اگر کرتہ دوپٹہ دونوں باریک ہوں پھر اور بھی غضب ہے۔ مسئلہ (۴): مردانہ جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ مسئلہ (۵): عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر

ہے جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملے گا اور بجتا زیور پہننا درست نہیں جیسے جھانجھ، چھاگل،
پازیب وغیرہ اور بجتا زیور چھوٹی لڑکی کو پہنانا بھی جائز نہیں چاندی سونے کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا
بھی درست ہے جیسے پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ مگر انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز[1] کی درست
نہیں۔ مسئلہ (۶): عورت کو سارا بدن سر سے پاؤں تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ غیر محرم کے سامنے کھولنا
درست نہیں۔ البتہ بوڑھی عورت کو صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنے کے نیچے پاؤں تک کھولنا درست ہے باقی اور بدن کا
کھولنا کسی طرح درست نہیں۔ ماتھے پر سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح غیر محرم کے سامنے آ جاتی
ہیں یہ جائز نہیں۔ غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہئے بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹتے ہیں اور کٹے ہوئے
ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالے کہ کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے۔ نہیں تو گنہگار ہوگی۔ اسی طرح اپنے کسی بدن کو
جیسے ہاتھ پاؤں وغیرہ کسی عضو کو نامحرم مرد کے بدن سے لگانا بھی درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۷): جوان عورت کو
غیر مرد کے سامنے اپنا منہ کھولنا درست نہیں ایسی جگہ کھڑی ہو جہاں کوئی دوسرا اسے دیکھ سکے۔ اس سے معلوم ہوا
کہ نئی دلہن کی منہ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبے کے سارے مرد آ کر منہ دیکھتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں اور بڑا
گناہ ہے۔ مسئلہ (۸): اپنے محرم کے سامنے منہ اور سینہ اور سر اور بانہیں اور پنڈلی کھل جائیں تو کچھ گناہ
نہیں اور پیٹ اور پیٹھ اور ران ان کے سامنے بھی نہ کھولنا چاہئے۔ مسئلہ (۹): ناف سے لے کر زانو کے نیچے
تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں بعض عورتیں ننگی سامنے نہالیتی ہیں یہ بڑی بے غیرتی اور
ناجائز بات ہے۔ بعض چلّے میں ننگی کرکے نہلاتی ہیں اور اس پر مجبور کرنا ہرگز درست نہیں۔ ناف سے زانو تک سب
بدن کو ننگا نہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۰): اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے موافق اپنا بدن دکھا دینا درست
ہے۔ مثلاً ران میں پھوڑا ہے تو صرف پھوڑے کی جگہ کو کھولو زیادہ ہرگز نہ کھولو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پرانا
پاجامہ یا چادر پہن لو اور پھوڑے کی جگہ کاٹ دو یا پھاڑ دو اس کو جراح دیکھ سکے۔ لیکن جراح کے سوا اور کسی کو
دیکھنا جائز نہیں نہ کسی مرد کو نہ عورت کو البتہ اگر ناف اور زانو کے درمیان نہ ہو کہیں اور جگہ ہو تو عورت کو دکھلانا
درست ہے۔ اسی طرح حمل لیتے وقت صرف ضرورت کے موافق اتنا ہی بدن کھولنا درست ہے زیادہ کھولنا
درست نہیں یہی حکم دائی جنائی کا ہے کہ ضرورت کے وقت اس کے سامنے بدن کھولنا درست ہے لیکن جتنی
ضرورت ہے اس سے زیادہ کھولنا درست نہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے وقت یا کوئی دوا لیتے وقت فقط اتنا ہی بدن
کھولنا چاہئے۔ بالکل ننگی ہو جانا جائز نہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی چادر وغیرہ بندھوا دی جائے اور
ضرورت کے موافق صرف دائی کے سامنے بدن کھول دیا جائے۔ رانیں وغیرہ گھٹنے پائیں اور دائی کے سوا
کسی اور کو بدن دیکھنا درست نہیں بالکل ننگی کر دینا اور ساری عورتوں کا سامنے بیٹھ کر دیکھنا بالکل حرام ہے۔
حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ستر دیکھنے والی اور دکھانے والی دونوں پر خدا کی لعنت ہو۔ اس قسم کے

۱؎ مردوں کو چاندی کے سوا کسی اور چیز کی انگوٹھی بھی درست نہیں۔ نہ سونا کی اور چاندی صرف چاندی کی جائز ہے
جس کا ساڑھے چار ماشے سے کم ہو

مسئلوں کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۱): زمانہ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے کا بدن کھولنا درست نہیں۔ دوپٹہ وغیرہ ڈال لینا چاہئے۔ بلاضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔ یہ جو دستور ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسری گھر والی ماں بہن وغیرہ بھی دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۲): جتنے بدن کا دیکھنا جائز نہیں۔ وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔ اسی لئے نہاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں۔ اگرچہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے۔ البتہ اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ پہن کر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے تو جائز ہے۔ مسئلہ (۱۳): کافر عورتیں جیسے امیرن، تمبولن، تیلن، مالن، دھوبن، جھلکن، چمارن وغیرہ جو گھروں میں آجاتی ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ جتنا پردہ نامحرم مرد سے ہے اتنا ہی ان عورتوں سے بھی واجب ہے۔ سوائے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے اور کسی ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں۔ اس مسئلے کو خوب یاد رکھو سب عورتیں اس کے خلاف کرتی ہیں۔ غرض سر اور سارا ہاتھ اور پنڈلی ان کے سامنے مت کھولو۔ اور اسی سے یہ بھی سمجھ لو کہ اگر دائی چماری ہندو یا میم ہو تو بچہ پیدا ہونے کا مقام اس کو کھلانا درست ہے اور سر وغیرہ اور دوسرا بدن اس کے سامنے کھولنا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۴): اپنے شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے تم کو اس کے سامنے اور اس کو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں۔ مسئلہ (۱۵): جس طرح خود مردوں کے سامنے آنا اور بدن کھولنا درست اسی طرح سے تاک جھانک کے مردوں کو دیکھنا بھی درست نہیں عورتیں یوں سمجھتی ہیں کہ مرد ہم کو نہ دیکھیں ہم ان کو دیکھ لیں تو کچھ نہیں یہ بالکل غلط ہے۔ کواڑ کی دراز سے یا کوٹھے پر سے مردوں کو دیکھنا، دولہا کے سامنے آجانا یا کسی اور طرح دولہا کو دیکھنا یہ سب ناجائز ہے۔ مسئلہ (۱۶): نامحرم کے ساتھ تنہائی کی جگہ بیٹھنا لیٹنا درست نہیں اگرچہ دونوں الگ الگ اور کچھ فاصلے پر ہوں تب بھی جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۷): اپنے پیر کے سامنے آنا ایسا ہی ہے جیسے کسی غیر محرم کے سامنے آنا۔ اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اسی طرح سے لے پالک لڑکا بالکل غیر ہوتا ہے۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ لڑکا نہیں بن جاتا سب کو اس سے وہی برتاؤ کرنا چاہئے جو بالکل غیروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، چچازاد، پھوپھی زاد اور ماموں زاد بھائی وغیرہ یہ سب شرع میں غیر ہیں سب سے گہرا پردہ ہونا چاہئے۔ مسئلہ (۱۸): ہیجڑے سے اور اندھے کے سامنے آنا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۹): بعض بعض منہیار سے چوڑیاں پہنتی ہیں یہ بڑی بےہودہ بات ہے بلکہ جو عورتیں باہر پھرتی ہیں ان کو بھی ان سے چوڑیاں پہننا جائز نہیں۔

متفرقات

مسئلہ (۱): ہر ہفتے نہا دھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے۔ جو ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن کی زیادہ سے زیادہ چالیس دن اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ اگر

چالیس دن گزر گئے اور بال صاف نہ کئے تو گناہ ہوا۔ مسئلہ (۲): اپنے ماں باپ شوہر وغیرہ کا نام لیکر پکارنا مکروہ اور منع ہے۔ کیونکہ اس میں بے ادبی ہے لیکن ضرورت کے وقت جس طرح ماں باپ کا نام لینا درست ہے اسی طرح شوہر کا نام لینا بھی درست ہے۔ اسی طرح اٹھتے بیٹھتے بات چیت کرتے ہر بات میں ادب تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ مسئلہ (۳): کسی جاندار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں جیسے بھڑوں کو پھونکنا۔ کھٹمل وغیرہ پکڑ کے آگ میں ڈال دینا یہ سب ناجائز ہے۔ البتہ اگر مجبوری ہو کہ بغیر پھونکے کام نہ چلے تو بھڑوں کو پھونک دینا یا چارپائی میں کھولتا پانی ڈال دینا درست ہے۔ مسئلہ (۴): کسی بات کی شرط باندھنا جائز نہیں۔ جیسے کوئی کہے سیر بھر مٹھائی کھا جاؤ تو ہم ایک روپیہ دینگے اگر نہ کھا سکے تو ایک روپیہ تم سے لیں گے۔ غرض جب دونوں طرف سے شرط ہو تو جائز نہیں۔ البتہ اگر ایک ہی طرف سے ہو تو درست ہے۔ مسئلہ (۵): جب کوئی دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان کے پاس نہ جانا چاہئے۔ چھپ کے ان کو سننا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی دوسروں کی بات کی طرف کان لگائے اور ان کو ناگوار ہو تو قیامت کے دن اس کے کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیاہ شادی میں دولہا دلہن کی باتیں سننا دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۶): شوہر کے ساتھ جو باتیں ہوئی ہوں یا جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان بھیدوں کے بتلانے والے پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قہر اور غضب ہوتا ہے۔ مسئلہ (۷): اس طرح کسی کے ساتھ ہنسی اور چہل کرنا کہ اس کو ناگوار ہو اور تکلیف ہو درست نہیں۔ آدمی وہیں تک کو گوارا ہے جہاں تک ہنسی آئے۔ مسئلہ (۸): مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا اپنے کو کوسنا درست نہیں۔ مسئلہ (۹): چوسر، گنجفہ، تاش وغیرہ کھیلنا درست نہیں ہے اور اگر بازی بد کر کھیلے تو یہ صریح جوا اور حرام ہے۔ مسئلہ (۱۰): جب لڑکا لڑکی دس برس کے ہو جائیں تو لڑکوں کو ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے پاس اور لڑکیوں کو بھائی اور باپ کے پاس لٹانا درست نہیں۔ البتہ لڑکا اگر باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس لیٹے تو جائز ہے۔ مسئلہ (۱۱): جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہہ لینا بہتر ہے اور جب الحمد للہ کہہ لیا تو سننے والے پر اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا واجب ہے نہ کہے گی تو گنہگار ہوگی۔ اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر چھینکنے والی عورت یا لڑکی ہے تو کاف کی زیر کہو اور اگر مرد یا لڑکا ہے تو کاف کا زبر کہو پھر چھینکنے والی اس کے جواب میں کہے ﴿یغفر اللہ لنا ولکم﴾ لیکن چھینکنے والی کے ذمہ یہ جواب واجب نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۲): چھینک کے بعد الحمد للہ کہتے کئی آدمیوں نے سنا تو سب کو یرحمک اللہ کہنا واجب نہیں اگر ان میں سے ایک کہہ دے تو سب کی طرف سے ادا ہو جائیگا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ مسئلہ (۱۳): اگر کوئی بار بار چھینکے اور الحمد للہ کہے تو فقط تین بار یرحمک اللہ کہنا واجب ہے۔ اس کے بعد واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴): جب کوئی حضور محمد ﷺ کا نام لے یا سنے تو درود شریف [illegible] واجب ہے [illegible] لیکن اگر ایک ہی

جگہ کئی دفعہ نام لیا تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب نہیں۔ ایک ہی دفعہ پڑھ لینا کافی ہے۔ البتہ اگر جگہ بدل جانے کے بعد پھر نام لیا یا سنا تو پھر درود پڑھنا واجب ہو گیا۔ مسئلہ (۱۵): بچوں کی بالی وغیرہ بنوانا جائز نہیں یا تو سارا سر منڈوا دو یا سارے سر پر بال رکھواؤ۔ مسئلہ (۱۶): عطر وغیرہ کسی خوشبو میں اپنے کپڑے بسانا اس طرح کہ غیر مردوں تک اس کی خوشبو جائے درست نہیں۔ مسئلہ (۱۷): ناجائز لباس کا سی دینا بھی جائز نہیں۔ مثلاً شوہر ایسا لباس سلوانا چاہے جو اس کو پہننا جائز نہیں تو عذر کر دے۔ اسی طرح درزن سلائی پر ایسا کپڑا نہ سیئے۔ مسئلہ (۱۸): جھوٹے قصے بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھ دی ہیں اور نظم کتابوں میں ان کا کہیں ثبوت نہیں جیسے نور نامہ وغیرہ اور حسن و عشق کی کتابیں دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں۔ اسی طرح غزلوں اور قصیدوں کی کتابیں خاص کر آج کل کے ناول عورتوں کو ہرگز نہ دیکھنے چاہئیں۔ ان کا خریدنا بھی جائز نہیں اگر اپنی لڑکیوں کے پاس دیکھو تو جلا دو۔ مسئلہ (۱۹): عورتوں میں بھی السلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے اس کو رواج دینا چاہئے آپس میں کیا کرو۔ مسئلہ (۲۰): جہاں تم مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی کھانا مت دو۔ بغیر گھر والے سے اجازت لئے دینا گناہ ہے۔

کوئی چیز پڑی پانے کا بیان

مسئلہ (۱): کہیں راستہ گلی میں یا ہولی میں محفل میں یا اپنے یہاں کوئی مہمان داری ہوئی تھی یا وعظ ہوا تھا سب کے جانے کے بعد کچھ ملا یا اور کہیں کوئی چیز پڑی پائی تو اس کو خود لے لینا درست نہیں۔ حرام ہے۔ اٹھاوے تو اس نیت سے اٹھاوے کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے دے دوں گی۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی چیز پاوے اور اس کو نہ اٹھایا تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر یہ ڈر ہو کہ اگر میں نہ اٹھاؤں گی تو کوئی اور لے لے گا اور جس کی چیز ہے اس کو نہ ملے گی تو اس کا اٹھا لینا اور مالک کو پہنچا دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۳): جب کسی نے پڑی ہوئی چیز اٹھا لی تو اب مالک کا تلاش کرنا اور تلاش کر کے دے دینا اس کے ذمہ ہو گیا۔ اب اگر پھر وہیں ڈال دی یا اٹھا کر اپنے گھر لے آئی لیکن مالک کو تلاش نہیں کیا تو گنہگار ہوئی خواہ ایسی جگہ پڑی ہو کہ اٹھانا اس کے ذمہ واجب نہ تھا۔ یعنی کسی محفوظ جگہ پڑی تھی کہ ضائع ہو جانے کا ڈر نہ تھا یا ایسی جگہ ہو کہ اٹھا لینا واجب ہے دونوں کا یہی حکم ہے۔ اٹھا لینے کے بعد مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر وہیں ڈال دینا جائز نہیں۔ مسئلہ (۴): محفلوں میں اور مردوں عورتوں کے مجمع و جلسے میں خوب پکار کے تلاش کرے اور مردوں میں خود نہ جا سکے تو اپنے میاں وغیرہ کسی اور سے پکروا دے اور خوب مشہور کر دے کہ ہم نے ایک چیز پائی ہے جس کی ہو کر آ کر ہم سے لے لے۔ لیکن پورا پورا پتہ نہ دے کہ کیا چیز پائی ہے تا کہ کوئی جھوٹ فریب کر کے نہ لے لے البتہ اگر کچھ گول مول ادھورا پتہ بتلا دینا چاہئے۔ مثلاً یہ کہ ایک زیور ہے یا ایک کپڑا ہے ایک بٹوہ ہے جس میں کچھ نقد ہے اگر کوئی آ کے اپنی چیز کا ٹھیک ٹھیک پتہ دے تو اس کے حوالے کر دو

چاہئے۔ مسئلہ (۵): بہت تلاش کرنے اور مشہور کرنے کے بعد جب بالکل مایوسی ہو جائے کہ اب اس کا کوئی وارث نہ ملے گا تو اس چیز کو خیرات کردے اپنے پاس نہ رکھے۔ البتہ اگر وہ خود غریب محتاج ہو تو خود ہی اپنے کام میں لاوے لیکن خیرات کرنے کے بعد اگر اس کا مالک آ گیا تو اس کے دام لے سکتا ہے اور اگر خیرات کرنے کو منظور کر لیا تو اس کو خیرات کا ثواب مل جائے گا۔ مسئلہ (۶): پالا کبوتر یا طوطا، مینا یا اور کوئی چڑیا اس کے گھر پر گر پڑی اور اس نے اس کو پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو گیا خود لے لینا حرام ہے۔ مسئلہ (۷): باغ میں آم یا امرود وغیرہ پڑے ہیں تو ان کو بلا اجازت اٹھانا اور کھانا حرام ہے۔ البتہ اگر کوئی ایسی کم قدر چیز ہے کہ ایسی چیز کو کوئی تلاش نہیں کرتا اور نہ اس کے لینے سے کھانے سے کوئی برا مانتا ہے اس کو خرچ میں لانا درست ہے۔ مثلاً راہ میں ایک بیر پڑا ملا یا ایک مٹھی چنے کے بوٹ ملے۔ مسئلہ (۸): کسی مکان یا جنگل میں گڑا دفینہ یا گڑا ہوا مال نکل آیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو پڑی ہوئی چیز کا ہے۔ خود لے لینا جائز نہیں تلاش و کوشش کرنے کے بعد اگر مالک[1] کا پتہ نہ لگے تو اس کو خیرات کردے اور غریب ہو تو خود بھی لے سکتی ہے۔

وقف کا بیان

مسئلہ (۱): اپنی کوئی جائداد جیسے مکان، باغ، گاؤں وغیرہ خدا کی راہ میں فقیروں، غریبوں، مسکینوں کیلئے وقف کر دیا کہ اس گاؤں کی تمام آمدنی محتاجوں پر خرچ کر دی جائے یا باغ کے سب پھل پھول غریبوں کو دیئے جائیں۔ اس مکان میں مسکین لوگ رہا کریں کسی اور کے کام نہ آئے تو اس کا بڑا ثواب ہے۔ جتنے نیک کام ہیں مرنے سے بند ہو جاتے ہیں لیکن یہ ایسا نیک کام ہے کہ جب تک جائیداد باقی رہے گی۔ برابر قیامت[2] تک اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ جب تک فقیروں کو راحت اور نفع ملتا رہے گا برابر نامہ اعمال میں ثواب لکھا جائے گا۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی اپنی چیز وقف کردے تو کسی نیک بخت اور دیانتدار آدمی کے سپرد کر دے کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے کہ جس کام کیلئے وقف کیا ہے اسی میں خرچ ہوا کرے کہیں بیجا خرچ نہ ہونے پائے۔ مسئلہ (۳): جس چیز کو وقف کر دیا اب وہ چیز اپنی نہیں رہی اللہ تعالیٰ کی ہو گئی۔ اب اس کو بیچنا کسی کو دینا درست نہیں۔ اب اس میں کوئی شخص اپنا دخل نہیں دے سکتا۔ جس بات کیلئے وقف ہے وہی کام اس سے لیا جائے گا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ (۴): مسجد کی کوئی چیز جیسے اینٹ، چونا، گارا، لکڑی، پتھر وغیرہ کوئی چیز اپنے کام میں لانا درست نہیں چاہے کتنی ہی نکمی ہو گئی ہو لیکن گھر کے کام میں نہ لانا چاہئے بلکہ اس کو

---

1. مگر خواہ خود لے یا دوسرے کو خیرات کرے اگر مالک آ کر اس خیرات کرنے پر یا اس کے رکھ لینے پر راضی نہ ہو تو اس کو اپنے پاس سے دام دینا پڑیں گے۔
2. اور جتنے کام ایسے ہیں جن کا نفع جاری رہتا ہے ان سب کا یہی حکم ہے کہ ان کا ثواب ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

بیچ کر مسجد کے خرچ میں لگا دیا جا سکے۔ مسئلہ (۵): وقف میں یہ شرط ٹھہرا لینا بھی درست ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقف کی آمدنی تو سب کی سب یا آدھی تہائی اپنے خرچ میں لایا کروں گی۔ پھر مرے پیچھے فلانی نیک جگہ خرچ ہوا کرے۔ اگر یوں کہہ لیا تو آدھی آمدنی اس کو لے لینا جائز ہے اور حلال ہے اور یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ اس میں اپنے آپ کو بھی کسی طرح کی تکلیف اور تنگی ہونے کا اندیشہ نہیں اور جائیداد بھی وقف ہو گئی۔ اسی طرح اگر یوں شرط کر لے کہ اول اس کی آمدنی میں سے میری اولاد کو اتنا دیا جایا کرے پھر جو بچے وہ اس نیک جگہ میں خرچ ہو جائے تو یہ بھی درست ہے اور اولاد کو اس قدر دیا جایا کرے گا۔

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکاح کا بیان

مسئلہ (۱): نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ دنیا اور دین دونوں کے کام اس سے درست ہو جاتے ہیں۔ اور اس میں بہت سے فائدے اور بے انتہا مصلحتیں ہیں۔ آدمی گناہ سے بچتا ہے۔ دل ٹھکانے ہو جاتا ہے۔ نیت خراب اور ڈانواں ڈول نہیں ہونے پاتی۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ فائدہ کا فائدہ اور ثواب کا ثواب۔ کیونکہ میاں بیوی کا پاس بیٹھ کر محبت پیار کی باتیں کرنا ہنسی دل لگی میں دل بہلانا نفل نمازوں سے بھی بہتر ہے۔ مسئلہ (۲): نکاح فقط دو لفظوں سے بندھ جاتا ہے۔ جیسے کسی نے گواہوں کے روبرو کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ اس نے کہا میں نے قبول کیا۔ بس نکاح بندھ گیا۔ اور دونوں میاں بیوی ہو گئے۔ البتہ اگر اس کی کئی لڑکیاں ہوں تو فقط اتنا کہنے سے نکاح نہ ہو گا بلکہ نام لے کر یوں کہے۔ میں نے اپنی لڑکی قمرہ کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ وہ کہے میں نے قبول کیا۔ مسئلہ (۳): کسی نے کہا اپنی فلانی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ اس نے کہا میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا تو نکاح ہو گیا۔ چاہے پہلا آدمی یوں کہے کہ میں نے قبول کیا یا نہ کہے نکاح ہو گیا۔ مسئلہ (۴): اگر خود عورت وہاں موجود ہو اور اشارہ کر کے یوں کہہ دے کہ میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ وہ کہے میں نے قبول کیا۔ تب بھی نکاح ہو گیا۔ نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر وہ خود موجود نہ ہو تو اس کا بھی نام لے اور اس کے باپ کا بھی نام لے اتنے زور سے کہ گواہ لوگ سن لیں۔ اور اگر باپ کو بھی لوگ نہ جانتے ہوں اور فقط باپ کے نام لینے سے معلوم نہ ہو کہ کس کا ذکر کیا جاتا ہے تو دادا کا نام لینا بھی ضروری ہے۔ غرض یہ ہے کہ ایسا پتہ نشان بتانا چاہئے کہ سننے والے سمجھ لیں کہ فلانی کا نکاح ہو رہا ہے۔ مسئلہ (۵): نکاح ہونے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں لفظ کہتے سنیں تب نکاح ہو گا۔ اگر تنہائی میں ایک نے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ دوسرے نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر فقط ایک آدمی کے سامنے نکاح کیا تب بھی نہیں ہوا۔ مسئلہ (۶): اگر مرد کوئی نہیں صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں۔ تب بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے دس بیس کیوں نہ ہوں دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد ضرور ہونا چاہئے۔ مسئلہ (۷): اگر دو مرد ہوں لیکن مسلمان نہیں تو بھی نکاح نہیں ہوا اسی طرح اگر مسلمان تو ہیں لیکن دونوں یا ان میں سے ایک جوان نہیں ہوا تب بھی نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے نکاح ہوا لیکن وہ عورتیں ابھی جوان نہیں ہوئیں یا ان میں ابھی ایک جوان

نہیں ہوئی ہے۔ تب بھی نکاح صحیح نہیں ہوا ہے۔ مسئلہ (۸): بہتر یہ ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے۔ جیسے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں یا اور کہیں تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہو جائے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت پڑ گئی کہ بہت آدمی نہ جا سکیں تو کم سے کم دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ضرور موجود ہوں جو اپنے کانوں سے نکاح ہوتے سنیں۔ مسئلہ (۹): اگر مرد بھی جوان ہے اور عورت بھی جوان ہے تو وہ دونوں اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں۔ دو گواہوں کے سامنے ایک کہہ دے کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا بس نکاح ہو گیا۔ مسئلہ (۱۰): اگر کسی نے اپنا نکاح خود نہیں کیا بلکہ کسی سے کہہ دیا کہ تم میرا نکاح کسی سے کر دو۔ یا یوں کہا کہ میرا نکاح فلانے سے کر دو اور اس نے دو گواہوں کے سامنے کر دیا تب بھی نکاح ہو گیا۔ اب اگر وہ انکار بھی کرے تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان: مسئلہ (۱): اپنی اولاد کے ساتھ اور پوتے پڑپوتے اور نواسے وغیرہ کے ساتھ نکاح درست نہیں۔ اور باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا وغیرہ سے بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۲): اپنے بھائی اور ماموں اور چچا اور بھتیجے اور بھانجے کے ساتھ نکاح درست نہیں۔ اور شرع میں بھائی وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہوں۔ یا ان دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں یا ان دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں۔ یہ سب بھائی ہیں۔ اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو وہ بھائی نہیں۔ اس سے نکاح درست ہے۔ مسئلہ (۳): داماد کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو اور دونوں میاں بیوی ایک ساتھ رہے ہوں یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو ہر طرح نکاح حرام ہے۔ مسئلہ (۴): کسی کا باپ مر گیا ہو اور ماں نے دوسرا نکاح کیا لیکن ماں ابھی اس کے پاس رہنے نہ پائی تھی کہ مر گئی یا اس نے طلاق دے دی تو اس سوتیلے باپ سے نکاح کرنا درست ہے۔ ہاں اگر ماں اس کے پاس رہ چکی ہو تو اس سے نکاح درست نہیں۔ مسئلہ (۵): سوتیلی اولاد سے نکاح درست نہیں۔ یعنی ایک مرد کی کئی بیویاں ہیں تو سوتن کی اولاد سے کسی طرح نکاح درست نہیں چاہے اپنے میاں کے پاس رہ چکی ہو یا نہ رہی ہو ہر طرح نکاح حرام ہے۔ مسئلہ (۶): خسر اور خسر کے باپ دادا کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں۔ مسئلہ (۷): جب تک اپنی بہن نکاح میں رہے تب تک نکاح بہنوئی سے درست نہیں۔ البتہ اگر بہن مر گئی یا اس نے چھوڑ دیا اور عدت پوری ہو چکی تو اب بہنوئی سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں۔ مسئلہ (۸): اگر دونوں بہنوں نے ایک ہی مرد سے نکاح کیا تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہے اور جس کا بعد میں کیا گیا وہ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۹): ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں ہے تب تک اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور بھانجی اور بھتیجی کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ (۱۰): جن دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان دونوں میں کوئی مرد ہوتا تو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہو سکتا ایسی دو عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں جب ایک مر جائے یا طلاق مل جائے اور عدت گزر جائے تب دوسری عورت اس مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ مسئلہ (۱۱): ایک عورت ہے اور اس کی سوتیلی لڑکی ہے یہ دونوں ایک ساتھ اگر ایک مرد سے نکاح کر لیں تو درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): لے پالک کا شرع میں

کچھ اعتبار نہیں۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ وہ لڑکا نہیں ہو جاتا۔ اس لئے حقیقی سے نکاح کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۳) :۔ سگا ماموں نہیں ہے بلکہ کسی رشتے سے ماموں لگتا ہے تو اس سے نکاح درست ہے۔ اسی طرح اگر کسی دور کے رشتے سے چچا یا بھانجا یا بھتیجا ہوتا ہو اس سے بھی نکاح درست ہے۔ ایسے ہی اگر اپنا بھائی نہیں ہے بلکہ چچازاد بھائی ہے یا ماموں زاد پھوپھی زاد خالہ زاد بھائی ہے اس سے بھی نکاح درست ہے۔ مسئلہ (۱۴) : اسی طرح دو بہنیں اگر سگی نہ ہوں ماموں زاد یا چچازاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہنیں ہوں تو دونوں ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہیں ایسی بہن کے رہتے میں بھی بہنوئی سے نکاح درست ہے یہی حال پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ہے۔ اگر کوئی دور کا رشتہ نکلتا ہو تو پھوپھی و بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح درست ہے۔ مسئلہ (۱۵) : جتنے رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں۔ یعنی دودھ پلانے والی کے شوہر سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کا باپ ہوا۔ اور دودھ شریکی بھائی سے نکاح درست نہیں۔ جس کو اس نے دودھ پلایا ہے اس سے اور اس کی اولاد سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کی اولاد ہوئی دودھ کے حساب سے ماموں بھانجا چچا بھتیجا سب سے نکاح حرام ہے۔ مسئلہ (۱۶) : دودھ شریکی دو بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ غرضیکہ جو حکم اوپر بیان ہو چکا ہے دودھ کے رشتوں میں بھی وہی حکم ہے۔ مسئلہ (۱۷) : کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۸) : کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بد نیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اب اس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت کو ہاتھ لگایا تو وہ مرد اس کی ماں اور اولاد پر حرام ہو گئی۔ مسئلہ (۱۹) : رات کو اپنی بی بی کو جگانے کیلئے اٹھا۔ مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا۔ یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو گیا۔ اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے۔ اور لازم ہے کہ یہ مرد اس عورت کو طلاق دیدے۔ مسئلہ (۲۰) : کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بد نیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی۔ اب کسی صورت سے حلال نہیں ہو سکتی اور اگر اس سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۲۱) : مسلمان عورت کا نکاح مسلمان کے سوا کسی اور مذہب والے مرد سے درست نہیں۔ مسئلہ (۲۲) : کسی عورت کے میاں نے طلاق دیدی یا مر گیا جب تک طلاق کی عدت اور مرنے کی عدت پوری نہ ہو چکے تب تک دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۳) : جس عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اب بے طلاق لئے اور عدت پوری کئے دوسرے سے نکاح کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۲۴) : جس عورت کے شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو اس کا نکاح بھی درست ہے۔ لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے صحبت کرنا درست نہیں۔ البتہ جس نے زنا کیا تھا اگر اسی سے نکاح ہو تو صحبت بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲۵) : جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں اب اس سے پانچویں عورت کا نکاح درست نہیں۔ اور ان چار میں سے اگر اس نے ایک کو طلاق دیدی تو جب تک طلاق کی عدت پوری نہ ہو چکے کوئی اور عورت اس سے نکاح نہیں کر

حق۔ مسئلہ (۲۱): سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ بہت سے عالموں کے نزدیک درست نہیں۔

ولی کا بیان

لڑکی اور لڑکے کے نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اس کو ولی کہتے ہیں۔

مسئلہ (۱): لڑکی اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو دادا۔ وہ نہ ہو تو پردادا اگر یہ لوگ کوئی نہ ہوں تو سگا بھائی۔ اگر سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی پھر بھتیجا۔ پھر بھتیجے کا لڑکا پھر بھتیجے کا پوتا۔ یہ لوگ نہ ہوں تو سگا چچا پھر سوتیلا چچا یعنی باپ کا سوتیلا بھائی۔ پھر سگے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا۔ پھر سوتیلے چچا اور اس کے لڑکے کے پوتے پڑپوتے وغیرہ۔ وہ کوئی نہ ہوں تو باپ کا چچا۔ پھر اس کی اولاد۔ اگر باپ کا چچا اور اس کے لڑکے کے پوتے پڑپوتے کوئی نہ ہوں تو دادا کا چچا پھر اس کے لڑکے پھر پوتے پھر پڑپوتے وغیرہ۔ یہ کوئی نہ ہوں تو ماں ولی ہے پھر دادی پھر نانی پھر نانا۔ پھر حقیقی بہن پھر سوتیلی بہن جو باپ شریک ہو پھر جو بھائی بہن ماں شریک ہوں۔ پھر پھوپھی۔ پھر ماموں پھر خالہ وغیرہ۔ مسئلہ (۲): نابالغ شخص کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہو سکتا اور مجنون پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): بالغ یعنی جوان عورت خود مختار ہے چاہے نکاح کرے چاہے نہ کرے اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے کوئی شخص اس پر زبردستی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کر لے تو نکاح ہو جائے گا۔ چاہے ولی کو خبر ہو چاہے نہ ہو اور ولی چاہے خوش ہو یا ناخوش ہر طرح نکاح درست ہے۔ ہاں البتہ اگر اپنے میل میں نکاح نہیں کیا اپنے سے کم ذات والے سے نکاح کر لیا اور ولی ناخوش ہے تو فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح درست نہ ہوگا اور اگر نکاح تو اپنے میل ہی میں کیا لیکن جتنا مہر اس کے دادھیالی خاندان میں باندھا جاتا ہے جس کو شرع میں مہر مثل کہتے ہیں اس سے بہت کم پر نکاح کر لیا تو ان صورتوں میں نکاح تو ہو گیا لیکن اس کا ولی اس نکاح کو تڑوا سکتا ہے مسلمان حاکم کے پاس فریاد کر سکتا ہے۔ وہ نکاح توڑ دے لیکن یہ فریاد کا حق اسی ولی کو ہے جس کا ذکر ماں سے پہلے آیا ہے یعنی باپ سے لے کر دادا کے چچا کے بیٹے پوتوں تک۔ مسئلہ (۴): کسی ولی نے جوان لڑکی کا نکاح بے اس سے پوچھے اور اجازت لئے کر دیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہو گیا اور اگر وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا۔ اور اجازت کا طریقہ آگے آتا ہے۔

مسئلہ (۵): جوان کنواری لڑکی سے ولی نے آ کر کہا کہ میں تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کئے دیتا ہوں یا کر دیا ہے۔ اس پر وہ چپ ہو رہی یا مسکرا دی یا رونے لگی تو بس یہی اجازت ہے۔ اب وہ ولی نکاح کر دے تو صحیح ہو جائے گا۔ یا کر چکا تھا تو صحیح ہو گیا۔ یہ بات نہیں کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے۔ جو لوگ زبردستی کر کے زبان سے قبول کراتے ہیں برا کرتے ہیں۔ مسئلہ (۶): ولی نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے وقت چپ رہنے سے رضامندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے بلکہ نام و نشان بتلانا ضروری ہے جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر

مہر نہیں بتلایا۔ اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت کے نکاح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ قاعدے کے موافق پھر اجازت لینی چاہئے۔ مسئلہ (۷): اگر وہ لڑکی کنواری نہیں ہے بلکہ نکاح پہلے ہو چکا ہے۔ یہ دوسرا نکاح ہے اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے کہنا چاہئے۔ اگر اس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کر لے تو نکاح ہو گیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔ مسئلہ (۸): باپ کے ہوتے ہوئے چچا یا بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی۔ تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے اجازت دے تب اجازت ہوگی۔ ہاں اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا ہو تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع سے اسی کو پوچھنے کا حق ہو جب وہ خود یا اس کا بھیجا ہوا آدمی اجازت لے تب چپ رہنے سے اجازت ہوگی اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے۔ یا حق تو تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی۔ مسئلہ (۹): ولی نے بے پوچھے اور بے اجازت لئے نکاح کر دیا۔ پھر نکاح کے بعد خود ولی نے یا اس کے بھیجے ہوئے کسی آدمی نے آ کر خبر دی کہ تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کر دیا گیا تو اس صورت میں بھی چپ رہنے سے اجازت ہو جاتی ہے اور نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی اور نے خبر دی تو اگر وہ خبر دینے والا نیک معتبر آدمی ہے یا دو شخص ہیں تب بھی چپ رہنے سے نکاح صحیح ہو جائے گا اور اگر خبر دینے والا ایک شخص اور غیر معتبر ہے تو فقط چپ رہنے سے نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ موقوف رہے گا جب زبان سے اجازت دیدے یا کوئی اور ایسی بات پائی جائے جس سے اجازت سمجھ لی جائے تب نکاح صحیح ہوگا۔ مسئلہ (۱۰): جس صورت میں زبان سے کہنا ضروری ہو اور زبان سے عورت نے نہ کہا لیکن جب میاں اس کے پاس آیا تو صحبت سے انکار نہیں کیا تب بھی نکاح درست ہو گیا۔ مسئلہ (۱۱): یہی حکم مرد کا ہے کہ اگر جوان ہو تو اس پر زبردستی نہیں کر سکتے۔ اور ولی بغیر اس کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر بے پوچھے نکاح کر دے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر اجازت دیدی تو ہو گیا نہیں تو نہیں ہوا۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ لڑکے کے فقط چپ رہنے سے اجازت نہیں ہوتی زبان سے کہنا اور بولنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۲): اگر لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے بغیر ولی کے اس کا نکاح نہیں ہوتا اگر اس نے بغیر ولی کے نکاح کر لیا یا کسی اور نے کر دیا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح ہوگا نہیں تو نہ ہوگا۔ اور ولی کو اس کے نکاح کرنے نہ کرنے کا پورا اختیار ہے۔ جس سے چاہے کر دے۔ نابالغ لڑکے اور لڑکیاں اس نکاح کو اس وقت رد نہیں کر سکتے چاہے وہ نابالغ لڑکی کنواری ہو یا پہلے کوئی اور نکاح ہو چکا ہو اور رخصتی بھی ہو چکی ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ مسئلہ (۱۳): نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح اگر باپ نے یا دادا نے کیا ہے تو جوان ہونے کے بعد بھی اس نکاح کو رد نہیں کر سکتے چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل کم ذات والے سے کر دیا ہو اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو ہر طرح نکاح صحیح ہے اور جوان ہونے

کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ مسئلہ (۱۴): اگر باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا ہے اور جس کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ لڑکا ذات میں برابر درجہ کا بھی ہے اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا ہے اس صورت میں اس وقت تو نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن جوان ہونے کے بعد ان کو اختیار ہے چاہے اس نکاح کو باقی رکھیں چاہے مسلمان حاکم کے پاس نالش کر کے توڑ ڈالیں اور اگر اس ولی نے لڑکی کا نکاح کم ذات والے مرد سے کر دیا۔ یا مہر مثل سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہے۔ یا لڑکے کا نکاح جس عورت سے کیا ہے اس کا مہر اس عورت کے مہر مثل سے بہت زیادہ مقرر کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۱۵): باپ اور دادا کے سوا کسی اور نے نکاح کر دیا تھا۔ اور لڑکی کو اپنے نکاح ہو جانے کی خبر تھی۔ پھر جوان ہو گئی۔ اور اب تک اس کے میاں نے اس سے صحبت نہیں کی تو جس وقت جوان ہوئی ہے فوراً اسی وقت اپنی ناراضی ظاہر کر دے کہ میں راضی نہیں ہوں۔ یا یوں کہے کہ میں اس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتی۔ چاہے اس جگہ کوئی اور ہو چاہے نہ ہو بلکہ بالکل تنہا بیٹھی ہو۔ ہر حال میں کہنا چاہئے۔ لیکن فقط اس سے نکاح نہ ٹوٹے گا۔ شرعی حاکم کے پاس جائے وہ نکاح توڑ دے تب نکاح ٹوٹے گا۔ جوان ہونے کے بعد اگر ایک دم [۱] ایک لحظہ بھی چپ رہے گی تو اب نکاح توڑ ڈالنے کا اختیار نہ رہے گا۔ اور اگر اس کو اپنے نکاح کی خبر نہ تھی جوان ہونے کے بعد خبر پہنچی تو جس وقت خبر ملی ہے فوراً اسی وقت نکاح سے انکار کرے ایک لحظہ بھی چپ رہے گی تو نکاح توڑ ڈالنے کا اختیار جاتا رہے گا۔

مسئلہ (۱۶): اور اگر اس کا میاں صحبت کر چکا تب جوان ہوئی تو فوراً جوان ہوتے ہی اور خبر پاتے ہی انکار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب تک اس کی رضامندی کا حال معلوم نہ ہوگا۔ تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی ہے چاہے جتنا زمانہ گزر جائے۔ ہاں جب اس نے صاف زبان سے کہہ دیا کہ میں منظور کرتی ہوں۔ یا کوئی اور ایسی بات پائی گئی جس سے رضامندی ثابت ہوئی جیسے اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں میاں بیوی کی طرح رہی تو اب اختیار جاتا رہا اور نکاح لازم ہو گیا۔ مسئلہ (۱۷): قاعدہ سے جس ولی کو نابالغ کے نکاح کرنے کا حق ہے وہ پردیس میں ہے اور اتنی دور ہے کہ اگر اس کا انتظار کریں اور اس سے مشورہ لیں تو موقع ہاتھ سے جاتا رہے گا اور پیغام دینے والا اتنا انتظار نہ کریگا۔ اور پھر ایسی جگہ مشکل سے ملے گی۔ تو ایسی صورت میں اس کے بعد والا بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر اس نے بغیر اس کے پوچھے نکاح کر دیا تو نکاح ہو گیا اور اگر اتنی دور نہ ہو تو بغیر اس کی رائے لئے دوسرے ولی کو نکاح نہ کرنا چاہئے۔ اگر کریگا تو اسی ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ جب وہ اجازت دے گا تب صحیح ہوگا۔ مسئلہ (۱۸): اسی طرح اگر حقدار ولی کے ہوتے ہوئے دوسرے ولی نے نابالغ کا نکاح کر دیا جیسے حق تو تھا باپ کا اور نکاح کر دیا دادا نے اور باپ سے بالکل رائے نہیں لی تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا یا حق تو تھا بھائی کا اور نکاح کر دیا چچا نے تو بھائی کی اجازت پر موقوف ہے۔ مسئلہ (۱۹): کوئی عورت پاگل ہو گئی اور عقل جاتی رہی اور اس کا جوان لڑکا بھی

---

[۱] یہ حکم کنواری کا ہے۔ اور اگر لڑکا جوان ہے تو فوراً انکار کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ جب تک رضامندی نہ معلوم ہو تب تک قبول نہ کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے۔

موجود ہے اور باپ بھی ہے اس کا نکاح کرنا اگر منظور ہو تو اس کا ولی لڑکا ہے کیونکہ ولی ہونے میں لڑکا باپ سے بھی مقدم ہے۔

کون کون لوگ اپنے میل اور اپنے برابر کے ہیں اور کون کون برابر کے نہیں:

مسئلہ (۱): شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد کے ساتھ مت کرو جو اس کے برابر درجہ کا اور اس کی ٹکر کا نہیں۔ مسئلہ (۲): برابری کئی قسم کی ہوتی ہے ایک تو نسب میں برابر ہونا دوسرے مسلمان ہونے میں تیسرے دینداری میں چوتھے مال میں پانچویں پیشہ میں۔ مسئلہ (۳): نسب میں برابری تو یہ ہے کہ شیخ اور سید انصاری اور علوی یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ یعنی اگرچہ سیدوں کا رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے لیکن اگر سید کی لڑکی شیخ کے یہاں بیاہ گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا بلکہ یہ بھی میل ہی ہے۔ مسئلہ (۴): نسب میں اعتبار باپ کا ہے۔ ماں کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر باپ سید ہے تو لڑکا بھی سید ہے اور اگر باپ شیخ ہے تو لڑکا بھی شیخ ہے۔ ماں چاہے جیسی ہو اگر کسی سید نے کوئی بیاہی عورت گھر میں ڈال لی اور اس سے نکاح کر لیا تو لڑکے سید ہوئے اور درجہ میں سب سیدوں کے برابر ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جن کے ماں باپ دونوں عالی خاندان ہوں ان کی زیادہ عزت ہے لیکن شرع میں سب ایک ہی میل کے کہلاویں گے۔ مسئلہ (۵): مغل پٹھان سب ایک قوم ہیں اور شیخوں سیدوں کے ٹکر کے نہیں اگر شیخ یا سید کی لڑکی ان کے یہاں بیاہ آئی تو کہیں گے کہ بے میل اور گھٹ کر نکاح ہوا۔ مسئلہ (۶): مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے۔ شیخوں، سیدوں، علویوں، انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ تو جو شخص خود مسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا۔ اور جو شخص خود مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں ہے وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے۔ مسئلہ (۷): جس کے باپ دادا دونوں مسلمان ہوں لیکن پردادا مسلمان نہ ہو تو وہ شخص اس عورت کے برابر سمجھا جائے گا جس کی کئی پشتیں مسلمان ہوں۔ خلاصہ یہ کہ دادا تک مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار ہے اس کے بعد پردادا اور لکڑدادا میں برابری ضروری نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): دینداری میں برابری کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں لچا، شہدا، شرابی، بدکار آدمی ہے وہ نیک بخت پارسا دیندار عورت کے برابر نہ سمجھا جائے گا۔ مسئلہ (۹): مال میں برابری کے معنی یہ ہیں کہ بالکل مفلس، محتاج مالدار عورت کے برابر کا نہیں ہے۔ اور اگر وہ بالکل مفلس نہیں بلکہ جتنا مہر پہلی رات کو دینے کا دستور ہے اتنا مہر دے سکتا ہے اور نفقہ دے سکتا ہے تو اپنے میل اور برابر کا ہے اگرچہ سارا مہر نہ دے سکے اور یہ ضروری نہیں کہ جتنے مالدار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مالدار ہو یا اس کے قریب قریب مالدار ہو۔ مسئلہ (۱۰): پیشہ میں برابری یہ ہے کہ جولاہے درزیوں کے میل اور جوڑ کے نہیں اسی طرح نائی، دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر نہیں۔ مسئلہ (۱۱): دیوانہ پاگل آدمی ہوشیار سمجھدار عورت کے میل کا نہیں۔

مہر کا بیان

مسئلہ (۱): نکاح میں چاہے مہر کا کچھ ذکر کرے چاہے نہ کرے ہر حال میں نکاح ہو جائیگا لیکن مہر دینا پڑے گا۔ بلکہ اگر کوئی یہ شرط کر لے کہ ہم مہر نہ دیں گے بے مہر کا نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۲): کم سے کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے تین روپے بھر چاندی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جتنا چاہے مقرر کرے۔ لیکن مہر کا بہت بڑھانا اچھا نہیں سو اگر کسی نے فقط ایک روپے بھر چاندی یا ایک روپیہ یا ایک اٹھنی مہر مقرر کر کے نکاح کیا تب بھی پونے تین روپے بھر چاندی دینی پڑے گی۔ شریعت میں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا اور اگر رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دے تو اس کا آدھا دے۔ مسئلہ (۳): کسی نے دس روپے یا بیس یا سو یا ہزار اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور اپنی بیوی کو رخصت کرا لایا اور اس سے صحبت کی یا صحبت تو نہیں کی لیکن تنہائی میں میاں بیوی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنے والی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا یا لڑکی مر گئی تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے۔ اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دیدی تو آدھا مہر دینا واجب ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ میاں بیوی میں اگر ویسی تنہائی ہوئی جس کا اوپر ذکر ہوا یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو پورا مہر واجب ہو گیا۔ اور اگر ویسی تنہائی اور یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق ہو گئی تو آدھا مہر واجب ہوا۔ مسئلہ (۴): اگر دونوں میں سے کوئی بیمار تھا۔ یا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا۔ یا حج کا احرام باندھے ہوئے تھا۔ یا عورت کو حیض تھا۔ یا وہاں کوئی جھانکتا تاکتا تھا ایسی حالت میں دونوں کی تنہائی اور یکجائی ہوئی تو ایسی تنہائی کا اعتبار نہیں ہے۔ اس سے پورا مہر واجب نہیں ہوا۔ اگر طلاق مل جائے تو آدھا مہر پانے کی مستحق ہے البتہ اگر رمضان کا روزہ نہ تھا بلکہ قضا یا نفل یا نذر کا روزہ دونوں میں سے کوئی رکھے ہوئے تھا ایسی حالت میں تنہائی رہی تو پورا مہر پانے کی مستحق ہے شوہر پر پورا مہر واجب ہو گیا۔ مسئلہ (۵): شوہر نامرد ہے لیکن دونوں میاں بیوی میں ویسی تنہائی ہو چکی ہے تب بھی پورا مہر پاوے گی اسی طرح اگر ہیجڑے نے نکاح کر لیا پھر تنہائی اور یکجائی کے بعد طلاق دیدی تب بھی پورا مہر پاوے گی۔ مسئلہ (۶): میاں بیوی تنہائی میں رہے لیکن لڑکی اتنی چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں یا لڑکا بہت چھوٹا ہے کہ صحبت نہیں کر سکتا ہے تو اس تنہائی سے بھی پورا مہر واجب نہیں ہوا۔ مسئلہ (۷): اگر نکاح کے وقت مہر کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا کہ کتنا ہے یا اس شرط پر نکاح کیا کہ بغیر مہر کے نکاح کرتا ہوں کچھ مہر نہ دونگا۔ پھر دونوں میں سے کوئی مر گیا یا ویسی تنہائی اور یکجائی ہوئی جو شرع میں معتبر ہے تب بھی مہر دلایا جائے گا۔ اس صورت میں مہر مثل دینا ہوگا۔ اور اگر اس صورت میں ویسی تنہائی سے پہلے مرد نے طلاق دیدی تو مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ فقط ایک جوڑا کپڑا پاوے گی اور یہ جوڑا دینا مرد پر واجب ہے۔ نہ دیگا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ (۸): جوڑے میں فقط چار کپڑے مرد پر واجب ہیں۔ ایک کرتا اور ایک سربند یعنی اوڑھنی

ایک پاجامہ یا ساڑھی جس چیز کا دستور ہو۔ ایک بڑی چادر جس میں سر سے پیر تک لپٹ سکے اس کے سوا اور کوئی کپڑا واجب نہیں۔ مسئلہ (۹) مرد کی جیسی حیثیت ہو ویسے کپڑے دینا چاہئے۔ اگر معمولی غریب آدمی ہو تو سوتی کپڑے۔ اور اگر بہت غریب آدمی نہیں لیکن بہت امیر بھی نہیں تو ٹسر کے اور بہت امیر کبیر ہو تو عمدہ ریشمی کپڑے دینا چاہئے لیکن ہر حال میں یہ خیال رہے کہ اس جوڑے کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے نہ بڑھے۔ اور ایک روپیہ چھ آنے یعنی ایک روپیہ ایک چونی اور ایک دونی بھر چاندی کے جتنے دام ہوں اس سے کم قیمت بھی نہ ہو یعنی بہت قیمتی کپڑے جن کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے بڑھ جائے مرد پر واجب نہیں۔ یوں اپنی خوشی سے اگر وہ بہت قیمتی اس سے زیادہ بڑھیا کپڑے دیدے تو اور بات ہے۔ مسئلہ (۱۰) نکاح کے وقت تو کچھ مہر مقرر نہیں کیا گیا لیکن نکاح کے بعد میاں بیوی دونوں نے اپنی خوشی سے کچھ مقرر کر لیا تو اب مہر مثل نہ دلایا جائے گا بلکہ دونوں نے اپنی خوشی سے جتنا مقرر کر لیا ہے وہی دلایا جائے گا۔ البتہ اگر ویسی تنہائی ویکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق مل گئی تو اس صورت میں مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ صرف وہی کپڑے کا جوڑا ملے گا جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مسئلہ (۱۱) سو روپے یا ہزار روپے اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھا دیا۔ اور کہا کہ ہم سو روپے کی جگہ ڈیڑھ سو روپے دیں گے تو جتنے روپے زیادہ دینے کو کہے ہیں وہ بھی واجب ہو گئے نہ دے گا تو گنہگار ہو گا۔ اگر ویسی تنہائی ویکجائی سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اسی کا آدھا دیا جائے گا۔ جتنا بعد میں بڑھایا تھا اس کو شمار نہ کریں گے۔ اسی طرح عورت نے اپنی خوشی و رضامندی سے اگر کچھ مہر معاف کر دیا تو جتنا معاف کیا ہے اتنا معاف ہو گیا۔ اور اگر پورا معاف کر دیا تو پورا مہر معاف ہو گیا۔ اب اس کے پانے کی مستحق نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۲) اگر شوہر نے کچھ دباؤ ڈال کر دھمکا کر دق کر کے معاف کرا لیا تو اس معاف کرانے سے معاف نہیں ہوا۔ اب بھی اس کے ذمہ ادا کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۳) مہر میں روپیہ پیسہ سونا چاندی کچھ مقرر نہیں کیا بلکہ کوئی گاؤں یا کوئی باغ یا کچھ زمین مقرر ہوئی تو یہ بھی درست ہے جو باغ وغیرہ مقرر کیا ہے وہی دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۴) مہر میں کوئی گھوڑا یا ہاتھی یا اور جانور مقرر کیا لیکن یہ مقرر نہ کیا کہ فلانا گھوڑا دوں گا۔ یہ بھی درست ہے۔ ایک منجھلا گھوڑا جو نہ بہت بڑھیا ہو نہ بہت گھٹیا دینا چاہئے یا اس کی قیمت دیدے۔ البتہ اگر فقط اتنا ہی کہا کہ ایک جانور دیدوں گا اور یہ نہیں بتایا کہ کونسا جانور دے گا تو یہ مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہوا۔ مہر مثل دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۵) کسی نے بے قاعدہ نکاح کر لیا تھا اس لئے میاں بیوی میں جدائی کرا دی گئی جیسے کسی نے چھپ کے اپنا نکاح کر لیا دو گواہوں کے سامنے نہیں کیا یا دو گواہ تو تھے لیکن بہرے تھے۔ انہوں نے وہ لفظ نہیں سنے تھے جن سے نکاح بندھتا ہے۔ یا کسی کے میاں نے طلاق دیدی تھی یا مر گیا تھا اور ابھی عدت پوری نہیں ہونے پائی کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا یا کوئی اور ایسی ہی بے قاعدہ بات ہوئی اس لئے دونوں میں جدائی کرا دی گئی۔ لیکن ابھی مرد نے صحبت نہیں کی ہے تو کچھ مہر نہیں ملے گا بلکہ اگر ویسی تنہائی میں ایک جگہ رہے سہے بھی ہوں تب بھی مہر نہ ملے گا۔ البتہ اگر صحبت کر چکا ہو تو مہر مثل دلایا جائے گا۔ لیکن اگر کچھ مہر نکاح کے وقت ٹھہرایا گیا تھا اور مہر مثل اس سے زیادہ ہے تو

وہی ٹھہرایا ہوا مہر ملے گا۔ مہر مثل نہ ملے گا۔ مسئلہ (۱۶): کسی نے اپنی بیوی سمجھ کر غلطی سے کسی غیر عورت سے صحبت کرلی تو اس کو بھی مہر مثل دینا پڑے گا۔ اور صحبت کو زنا نہیں کہیں گے نہ کچھ گناہ ہوگا۔ بلکہ اگر پیٹ رہ گیا تو اس لڑکے کا نسب بھی ٹھیک ہے اس کے نسب میں کچھ دھبہ نہیں ہے اور اس کو حرامی کہنا درست نہیں ہے اور جب معلوم ہوگیا کہ یہ میری عورت نہ تھی تو اب اس عورت سے الگ رہے اب صحبت کرنا درست نہیں۔ اور اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے۔ اب بغیر عدت پوری کئے اپنے میاں کے پاس رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں اور عدت کا بیان آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ مسئلہ (۱۷): جہاں کہیں پہلی ہی رات کو سب مہر دینے کا دستور ہو وہاں اول ہی رات سارا مہر لے لینے کا عورت کو اختیار ہے اگر اول رات نہ مانگا تو جب مانگے تب مرد کو دینا واجب ہے دیر نہیں کرسکتا۔ مسئلہ (۱۸): ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق کے بعد یا مر جانے کے بعد ہوتا ہے کہ جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے۔ یا مرد مر گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بیوی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے۔ تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کرسکتی۔ البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے اتنا مہر پہلے دینا واجب ہے۔ ہاں اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۹): جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے اگر اتنا مہر پیشگی نہ دیا تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک اتنا مہر نہ پاوے تب تک مرد کو ہمبستر نہ ہونے دے اور اگر ایک دفعہ صحبت کرچکا ہے تب اختیار ہے کہ اب دوسری دفعہ یا تیسری دفعہ قابو نہ ہونے دے۔ اور اگر وہ اپنے ساتھ پردیس میں لیجانا چاہے تو بے اتنا مہر لئے پردیس نہ جائے۔ اسی طرح اگر عورت اس حالت میں اپنے کسی محرم عزیز کے ساتھ پردیس چلی جائے یا مرد کے گھر سے اپنے میکے چلی جائے تو مرد اس کو روک نہیں سکتا۔ اور جب اتنا مہر دیدیا تو اب شوہر کی بے اجازت کچھ نہیں کرسکتی۔ بے مرضی پائے کہیں جانا آنا جائز نہیں۔ اور شوہر کا جہاں جی چاہے اسے لے جائے۔ جانے سے انکار کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۲۰): مہر کی نیت سے شوہر نے کچھ دیا تو جتنا دیا ہے اتنا مہر ادا ہوگیا۔ دیتے وقت عورت سے یہ بتلانا ضرور نہیں ہے کہ میں مہر دے رہا ہوں۔ مسئلہ (۲۱): مرد نے کچھ دیا لیکن عورت تو کہتی ہے کہ یہ چیز تم نے مجھ کو یوں ہی دی۔ مہر میں نہیں دی اور مرد کہتا ہے کہ یہ میں نے مہر میں دیا ہے تو مرد ہی کی بات کا اعتبار کیا جائے گا البتہ اگر کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اس کو مہر میں نہ سمجھیں گے اور مرد کی اس بات پر اعتبار نہ کریں گے۔

مہر مثل کا بیان

خاندانی مہر یعنی مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے باپ کے گھرانے میں سے کوئی دوسری عورت دیکھو جو اس کے مثل ہو۔ یعنی اگر یہ کم عمر ہے تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو۔ اگر یہ خوبصورت ہے وہ بھی خوبصورت ہو۔ اس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا اور اس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا ہو۔ جتنا

کے وقت جتنی مالدار یہ ہے اتنی ہی وہ بھی تھی۔ جس دیس کی یہ رہنے والی ہے اس دیس کی وہ بھی ہے۔ اگر یہ دیندار، ہوشیار، سلیقہ دار، پڑھی لکھی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہو۔ غرض جس وقت اس کا نکاح ہوا ہے اس وقت ان باتوں میں وہ بھی اسی کی مثل تھی جس کا اب نکاح ہوا تو جو مہر اس کا مقرر ہوا تھا وہی اس کا مہر مثل ہے۔ مسئلہ (۱): باپ کے گھرانے کی عورتوں سے مراد جیسی اسکی بہنیں، پھوپھی، چچازاد بہنیں وغیرہ یعنی اسکی دادھیالی لڑکیاں مہر مثل کے دیکھنے میں ماں کا مہر نہ دیکھیں گے۔ ہاں اگر ماں بھی باپ ہی کے گھرانے میں سے ہو جیسے باپ نے اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر لیا تھا تو اس کا مہر بھی مہر مثل کہا جائے گا۔

کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ (۱): کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقہ سے نکاح کرتے ہوں شریعت اس کو بھی معتبر رکھتی ہے۔ اگر وہ دونوں ساتھ مسلمان ہو جائیں تو اب نکاح دوہرانے کی کچھ ضرورت باقی نہیں رہتی۔ نکاح اب بھی باقی ہے۔ مسئلہ (۲): اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا دوسرا نہیں ہوا تو نکاح جاتا رہا۔ اب میاں بیوی کی طرح رہنا سہنا درست نہیں۔ مسئلہ (۳): اگر عورت مسلمان ہو گئی اور مرد مسلمان نہیں ہوا تو اب جب تک پورے تین حیض نہ آئیں تب تک دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں۔

بیویوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): جس کے کئی بیویاں ہوں تو مرد پر واجب ہے کہ سب کو برابر رکھے جتنا ایک عورت کو دیا ہے دوسری بھی اتنے کی دعویدار ہو سکتی ہے چاہے دونوں کنواری ہوں یا دونوں بیاہی ہوں یا ایک تو کنواری ہے اور دوسری بیاہی بیاہ لایا سب کا ایک حکم ہے اگر ایک کے پاس ایک رات رہا تو دوسری کے پاس بھی ایک رات رہے۔ اس کے پاس دو یا تین راتیں رہا تو اس کے پاس بھی دو یا تین راتیں رہے۔ جتنا مال زیور کپڑے اس کو دیئے اتنے ہی کی دوسری عورت بھی دعویدار ہے۔ مسئلہ (۲): جس کا نیا نکاح ہوا اور جو پرانی ہو گئی دونوں کا حق برابر ہے کچھ فرق نہیں۔ مسئلہ (۳): برابری فقط رات کے رہنے میں ہے دن کے رہنے میں برابری ہونا ضروری نہیں۔ اگر دن میں ایک کے پاس زیادہ رہا اور دوسری کے پاس کم رہا تو کچھ حرج نہیں اور رات میں برابری واجب ہے اگر ایک کے پاس مغرب کے بعد ہی آ گیا اور دوسری کے پاس عشاء کے بعد آیا تو گناہ ہو گا۔ البتہ جو شخص رات کو نوکری میں لگا رہتا ہو اور دن کو گھر میں رہتا ہو جیسے چوکیدار، پہریدار اس کیلئے دن کو برابری کا حکم ہے۔ مسئلہ (۴): صحبت کرنے میں برابری کرنا واجب نہیں ہے اگر اسکی باری میں صحبت کی ہے تو دوسری کی باری میں بھی صحبت کرے یہ ضروری نہیں۔ مسئلہ (۵): مرد چاہے بیمار ہے چاہے تندرست بہر حال رہنے میں برابری کرے۔ مسئلہ (۶): ایک عورت سے زیادہ محبت ہے دوسری سے کم تو اس میں کچھ گناہ نہیں کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۷): سفر میں جاتے وقت برابری واجب نہیں جس کو جی چاہے ساتھ لے

جائے اور بہتر یہ ہے کہ نام نکال لے جس کا نام نکلے اس کو بیاہ دے تاکہ کوئی اپنے جی میں ناخوش نہ ہو۔

دودھ پینے اور پلانے کا بیان

مسئلہ (۱): جب بچہ پیدا ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب ہے۔ البتہ اگر باپ مالدار ہو اور کوئی انا تلاش کر سکے تو دودھ نہ پلانے میں کچھ گناہ بھی نہیں۔ مسئلہ (۲): کسی اور کے لڑکے کو بغیر میاں کی اجازت کے دودھ پلانا درست نہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی بچہ بھوک کے مارے تڑپتا ہو اور اس کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو ایسے وقت بے اجازت بھی دودھ پلاوے۔ مسئلہ (۳): زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی مدت دو برس ہے۔ دو سال کے بعد دودھ پلانا حرام ہے۔ بالکل درست نہیں۔ مسئلہ (۴): اگر بچہ کھانے پینے لگا تو اس وجہ سے دو برس سے پہلے ہی دودھ چھڑا دیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۵): جب بچے نے کسی اور عورت کا دودھ پیا تو وہ عورت اس کی ماں بن گئی اور اس انا کا شوہر جس کے بچہ کا یہ دودھ ہے اس بچہ کا باپ ہو گیا اور اس کی اولاد اس کے دودھ شریکی بھائی بہن ہو گئے اور نکاح حرام ہو گیا اور جو جو رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہو جاتے ہیں لیکن بہت سے عالموں کے فتوے میں یہ حکم جب ہی ہے کہ بچے نے دو برس کے اندر اندر دودھ پیا ہو اور جب بچہ دو برس کا ہو چکا اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں اور دودھ پلانے والی نہ ماں بنی نہ اس کی اولاد اس بچے کے بھائی بہن ہوئے اس لئے اگر آپس میں نکاح کر دیں تو درست ہے۔ لیکن امام اعظم جو بہت بڑے امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب بھی نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر ڈھائی برس کے بعد دودھ پیا ہو تو اس کا بالکل اعتبار نہیں ہے بے کھٹکے سب کے نزدیک نکاح درست ہے۔ مسئلہ (۶): جب بچے کے حلق میں دودھ چلا گیا تو سب رشتے جو ہم نے اوپر لکھے ہیں حرام ہو گئے چاہے تھوڑا دودھ گیا ہو یا بہت اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ مسئلہ (۷): اگر بچے نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا بلکہ اس نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا تو اس سے بھی وہ سب رشتے حرام ہو گئے۔ اسی طرح اگر بچے کی ناک میں دودھ ڈال دیا تب بھی سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر کان میں ڈالا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ مسئلہ (۸): اگر عورت کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچہ کو پلایا تو دیکھو کہ دودھ زیادہ ہے یا پانی یا دونوں برابر۔ اگر دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو جس عورت کا دودھ ہے وہ ماں ہو گئی اور سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں وہ عورت ماں نہیں بنی۔ مسئلہ (۹): عورت کا دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مل گیا اور بچے نے پی لیا تو دیکھو زیادہ کون سا ہے اگر عورت کا دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہو گئے اور جس عورت کا دودھ ہے یہ بچہ اس کی اولاد بن گیا۔ اور اگر بکری کا یا گائے کا دودھ زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے پیا ہی نہیں۔ مسئلہ (۱۰): اگر کسی کنواری لڑکی کے دودھ اتر آیا اس کو کسی بچے نے پی لیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔ مسئلہ (۱۱): مردہ عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچہ کو پلا دیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔ مسئلہ (۱۲): دو لڑکوں نے ایک بکری کا یا ایک گائے کا دودھ پیا تو

اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ بھائی بہن نہیں ہوئے۔ مسئلہ (۱۳): جوان مرد نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا تو وہ حرام نہیں ہوئی۔ البتہ بہت گناہ ہوا کیونکہ دو برس کے بعد دودھ پینا بالکل حرام ہے۔ مسئلہ (۱۴): ایک لڑکا ایک لڑکی ہے دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے تو ان میں نکاح نہیں ہو سکتا خواہ ایک ہی زمانہ میں پیا ہو یا ایک نے پہلے دوسرے نے کئی برس کے بعد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ (۱۵): ایک لڑکی نے باقر کی بیوی کا دودھ پیا تو اس لڑکی کا نکاح نہ باقر سے ہو سکتا ہے نہ اس کے باپ دادا کے ساتھ نہ باقر کی اولاد کے ساتھ بلکہ باقر کی جو اولاد دوسری بیوی سے ہے اس سے بھی نکاح درست نہیں۔ مسئلہ (۱۶): عباس نے خدیجہ کا دودھ پیا اور خدیجہ کے شوہر قادر کی ایک دوسری بیوی زینب تھی جس کو طلاق مل چکی ہے تو اب زینب بھی عباس سے نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ عباس زینب کے میاں کی اولاد ہے۔ اور میاں کی اولاد سے نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر عباس اپنی عورت کو چھوڑ دے تو وہ عورت قادر کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس کا خسر ہوا اور قادر کی بہن اور عباس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں پھوپھی بھتیجے ہوئے چاہے وہ قادر کی سگی بہن ہو یا دودھ شریک بہن ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ عباس کی بہن سے قادر نکاح کر سکتا ہے۔ مسئلہ (۱۷): عباس کی ایک بہن ساجدہ ہے۔ ساجدہ نے ایک عورت کا دودھ پیا لیکن عباس نے نہیں پیا تو اس دودھ پلانے والی عورت کا نکاح عباس سے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ (۱۸): عباس کے لڑکے نے زاہدہ کا دودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ مسئلہ (۱۹): قادر اور ذاکر دو بھائی ہیں اور ذاکر کی ایک دودھ شریک بہن ہے تو قادر کے ساتھ اس کا نکاح ہو سکتا ہے البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ چونکہ اس قسم کے مسئلے مشکل ہیں کہ کم سمجھ میں آتے ہیں اس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے۔ جب کبھی ضرورت پڑے کسی سمجھدار بڑے عالم سے سمجھ لینا چاہئے۔

مسئلہ (۲۰): کسی مرد کا کسی عورت سے رشتہ ہوا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تو ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اور سوائے اس عورت کے کوئی اور اس دودھ پینے کو نہیں بیان کرتا تو فقط اس عورت کے کہنے سے دودھ کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ ان دونوں کا نکاح درست ہے۔ بلکہ جب دو معتبر اور دیندار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں دودھ پینے کی گواہی دیں تب اس رشتہ کا ثبوت ہوگا۔ اب البتہ نکاح حرام ہو گیا ہے۔ بے ایسی گواہی کے ثبوت نہ ہوگا لیکن اگر فقط ایک مرد یا ایک عورت کے کہنے سے یا دو تین عورتوں کے کہنے سے دل گواہی دینے لگے کہ یہ سچ کہتی ہوگی ضرور ایسا ہی ہوا ہوگا تو ایسے وقت نکاح نہ کرنا چاہئے کہ خواہ مخواہ شک میں پڑنے سے کیا فائدہ اور اگر کسی نے کر لیا تب بھی صحیح ہو گیا۔ مسئلہ (۲۱): عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا درست نہیں اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح دوا کے لئے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کے دودھ سے کسی طرح کا نفع اٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

طلاق کا بیان

مسئلہ (۱): جو شخص جوان ہو چکا ہو اور دیوانہ پاگل نہ ہو اس کے طلاق دینے سے طلاق پڑ جاوے گی اور جو

لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا اور دیوانہ پاگل جس کی عقل ٹھیک نہیں ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔
مسئلہ (۲): سوتے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا کہ تجھ کو طلاق ہے یا یوں کہہ دیا کہ میری بیوی کو طلاق۔ تو اس بڑبڑانے سے طلاق نہ پڑے گی۔ مسئلہ (۳): کسی نے زبردستی کسی سے طلاق دلائی۔ بہت مارا کوٹا دھمکایا کہ طلاق دیدے نہیں تو تجھے مار ڈالوں گا۔ اس مجبوری سے اس نے طلاق دیدی تب بھی طلاق پڑ گئی۔
مسئلہ (۴): کسی نے شراب وغیرہ کے نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دی جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑ گئی۔ اسی طرح غصے میں طلاق دینے سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔ مسئلہ (۵): شوہر کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ اگر شوہر نے کہہ دیا ہو کہ تو اس کو طلاق دیدے تو وہ بھی دے سکتا ہے۔

طلاق دینے کا بیان

مسئلہ (۱): طلاق دینے کا اختیار فقط مرد کو ہے۔ جب مرد نے طلاق دیدی تو پڑ گئی۔ عورت کا اس میں کچھ بس نہیں چاہے منظور کرے چاہے نہ کرے۔ ہر طرح طلاق ہو گئی اور عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی۔ مسئلہ (۲): مرد کو فقط تین طلاق دینے کا اختیار ہے۔ اس سے زیادہ کا اختیار نہیں تو اگر چار پانچ طلاق دیدیں تب بھی تین ہی طلاق ہوئیں۔ مسئلہ (۳): جب مرد نے زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اتنے زور سے کہا کہ خود ان الفاظ کو سن لیا بس اتنا کہتے ہی طلاق پڑ گئی چاہے کسی کے سامنے کہے چاہے تنہائی میں اور چاہے بیوی سنے یا نہ سنے ہر حال میں طلاق ہو گئی۔ مسئلہ (۴): طلاق تین قسم کی ہے۔ ایک تو ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اب بے نکاح کئے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں۔ اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کے رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا۔ ایسی طلاق کو بائن طلاق کہتے ہیں۔ دوسری وہ جس میں نکاح ایسا ٹوٹا کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں تو بعد عدت کسی دوسرے سے اول نکاح کرنا پڑے گا اور جب وہاں طلاق ہو جائے تب بعد عدت اس سے نکاح ہو سکے گا۔ ایسی طلاق کو مغلظہ کہتے ہیں۔ تیسری وہ جس میں نکاح ابھی نہیں ٹوٹا صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دینے کے بعد ہی اگر مرد پشیمان ہوا تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں بے نکاح کئے بھی اس کو رکھ سکتا ہے۔ پھر میاں بیوی کی طرح رہنے لگیں تو درست ہے۔ البتہ اگر مرد طلاق دے کر اس پر قائم رہا اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی عدت گزر جائے گی تب نکاح ٹوٹ جائے گا۔ اور عورت جدا ہو جائے گی۔ اور جب تک عدت نہ گزرے گی تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔ البتہ اگر تین طلاق دیدیں تو اب اختیار نہیں۔
مسئلہ (۵): طلاق دینے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی یا یوں کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی غرضیکہ ایسی صاف بات کہہ دے جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے ایسی طلاق کو صریح کہتے ہیں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ صاف صاف لفظ نہیں کہے بلکہ ایسے گول مول لفظ کہے جس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا ہے اور طلاق کے سوا اور دوسرے معنے بھی نکل

سکتے ہیں جیسے کوئی کہے کہ میں نے تجھ کو دور کر دیا تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق تو نہیں دی لیکن تجھ کو اپنے پاس نہ رکھوں گا ہمیشہ اپنے میکے میں پڑی رہو تیری خبر نہ لوں گا۔ یا یوں کہے مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں مجھ سے تجھ سے کچھ مطلب نہیں تو مجھ سے جدا ہو گئی۔ میں نے تجھ کو الگ کر دیا۔ جدا کر دیا۔ میرے گھر سے چلی جا۔ نکل جا۔ ہٹ جا۔ دور ہو۔ اپنے ماں باپ کے سر جاکے بیٹھ، اپنے گھر جا۔ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا۔ اسی طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب نکل سکتے ہیں ایسی طلاق کو کنایہ کہتے ہیں۔ مسئلہ (۶): **صریح طلاق کا بیان:** ۔ اگر صاف صاف لفظوں میں طلاق دے تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی چاہے طلاق دینے کی نیت ہو چاہے نہ ہو۔ بلکہ ہنسی دل لگی میں کہا ہو ہر طرح طلاق ہو گئی اور صاف لفظوں میں طلاق دینے سے تیسری قسم کی طلاق پڑتی ہے۔ یعنی عدت کے ختم ہونے تک اس کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک ہی طلاق پڑے گی نہ دو پڑیں گی نہ تین۔ البتہ اگر تین دفعہ کہے یا یوں کہے کہ تجھ کو تین طلاق دیں تو تین طلاق پڑیں۔ مسئلہ (۷): کسی نے ایک طلاق دی تو جب تک عورت عدت میں رہے تب تک دوسری طلاق اور تیسری طلاق اور دینے کا اختیار رہتا ہے اگر دیگا تو پڑ جائے گی۔ مسئلہ (۸): کسی نے یوں کہا کہ تجھ کو طلاق دیدوں گا تو اس سے طلاق نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر کسی بات پر یوں کہا کہ اگر فلاں کام کرے گی تو طلاق دیدوں گا تب بھی طلاق نہیں ہوئی چاہے وہ کام کرے یا نہ کرے۔ ہاں اگر یوں کہدے اگر فلانا کام کرے گی تو طلاق ہے تو اس کے کرنے سے طلاق پڑ جائے گی۔ مسئلہ (۹): کسی نے طلاق دیکر اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ بھی کہہ دیا تو طلاق نہیں پڑتی۔ البتہ اگر طلاق دیکر ذرا ٹھہر گیا پھر انشاء اللہ کہا تو طلاق پڑ گئی۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے اپنی بیوی کو طلاقن کہہ کے پکارا تب بھی طلاق پڑ گئی، اگرچہ ہنسی میں کہا ہو۔ مسئلہ (۱۱): کسی نے کہا جب تو لکھنؤ جائے تو تجھ کو طلاق ہے۔ تو جب تک لکھنؤ نہ جائے گی طلاق نہ پڑے گی جب وہاں جائے گی تب پڑے گی۔ مسئلہ (۱۲): **کنایہ کا بیان** ۔ اور اگر صاف صاف طلاق نہیں دی بلکہ گول مول الفاظ کہے اور اشارہ کنایہ سے طلاق دی تو ان لفظوں کے کہتے وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہو گئی اور اول قسم کی یعنی بائن طلاق ہوئی اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ اگر طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ دوسرے معنے کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی۔ البتہ اگر قرینہ سے معلوم ہو جائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی اب وہ جھوٹ بکتا ہے تو اب عورت اس کے پاس نہ رہے اور یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی۔ جیسے بیوی نے غصہ میں آکر کہا کہ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا مجھ کو طلاق دیدے۔ اس نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دیا تو یہاں عورت یہی سمجھے کہ مجھے طلاق دے دی۔ مسئلہ (۱۳): کسی نے تین دفعہ کہا تجھ کو طلاق۔ طلاق۔ طلاق تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا تب بھی تین پڑ گئیں لیکن اگر نیت ہی ایک طلاق کی ہے فقط مضبوطی کیلئے تین دفعہ کہا تھا کہ بات خوب پکی ہو جائے تو ایک ہی طلاق ہوئی لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں اس لئے یہی سمجھے کہ تین طلاقیں مل گئیں۔

رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان: مسئلہ (۱): ابھی میاں کے پاس نہ جانے پائی تھی کہ اس

نے طلاق دے دی یا رخصتی تو ہوئی لیکن ابھی میاں بیوی میں ویسی تنہائی نہیں ہونے پائی جو شرع میں معتبر ہے
جس کا بیان مہر کے باب میں آ چکا ہے۔ تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو طلاق بائن پڑی۔
چاہے صاف لفظوں میں دی ہو یا گول لفظوں میں۔ ایسی عورت کو جب طلاق دی جائے تو پہلی ہی قسم کی یعنی
بائن طلاق پڑتی ہے اور ایسی عورت کیلئے طلاق کی عدت بھی کچھ نہیں ہے۔ طلاق ملنے کے بعد فوراً دوسرے
مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور ایسی عورت کو ایک طلاق دینے کے بعد اب دوسری تیسری طلاق بھی دینے کا
اختیار نہیں اگر دے گا تو نہ پڑے گی۔ البتہ اگر پہلی ہی دفعہ یوں کہہ دے کہ تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جتنی
دی ہیں سب پڑ گئیں اور اگر یوں کہا تجھ کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے تب بھی ایسی عورت کو ایک ہی
طلاق پڑے گی۔ مسئلہ (۲): ایسی عورت سے یوں کہا اگر فلاں کام کرے تو طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق
ہے اور اس نے وہ کام کر لیا تو اس کے کرتے ہی تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ مسئلہ (۳): اور اگر میاں بیوی میں
تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے۔ صحبت چاہے ہو چکی ہو یا ابھی نہ ہوئی ہو ایسی عورت کو صاف صاف لفظوں میں
طلاق دینے سے طلاق رجعی پڑتی ہے۔ جس میں بے نکاح کئے بھی روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے اور گول لفظوں
میں بائن طلاق پڑتی اور عدت بھی بیٹھنا پڑے گی بغیر عدت پوری کئے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اور
عدت کے اندر اس کا مرد دوسری اور تیسری طلاق بھی دے سکتا ہے۔

تین طلاق دینے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دیں تو اب وہ عورت بالکل
اس مرد کیلئے حرام ہو گئی اب پھر سے نکاح کرے تب بھی عورت کو اس مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور یہ نکاح
نہیں ہوا چاہے صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں یا گول لفظوں میں سب کا ایک حکم ہے۔ اب اگر پھر اسی
مرد کے پاس رہنا چاہے اور نکاح کرنا چاہے تو اس کی فقط ایک صورت ہے وہ یہ کہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کر
کے ہمبستر ہو۔ پھر جب وہ دوسرا مرد مر جائے یا طلاق دیدے تو عدت پوری کرکے پہلے مرد سے نکاح کر سکتی
ہے۔ بے دوسرا خاوند کئے پہلے خاوند سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اگر دوسرا خاوند کیا لیکن ابھی وہ صحبت نہ کرنے
پایا تھا کہ مر گیا یا صحبت کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں پہلے مرد سے نکاح جب ہی ہو سکتا
ہے کہ دوسرے مرد نے صحبت بھی کی ہو۔ بغیر اس کے پہلے مرد سے نکاح درست نہیں خوب سمجھ لو۔ مسئلہ (
۲): تین طلاقیں ایک دم سے دیدیں جیسے یوں کہہ دیا تجھ کو تین طلاق یا یوں کہا تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے
طلاق ہے یا الگ کرکے تین طلاقیں دیں۔ جیسے ایک آج دی، ایک کل، ایک پرسوں یا ایک اس مہینہ میں ایک
دوسرے مہینے میں ایک تیسرے مہینہ میں یعنی عدت کے اندر اندر تینوں طلاقیں دے دیں سب کا ایک حکم ہے اور
صاف لفظوں میں طلاق دے کر پھر روک رکھنے کا اختیار اسی وقت ہوتا ہے جب تین طلاقیں نہ دے فقط ایک یا دو
دے۔ جب تین طلاقیں دے دیں تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ (۳): کسی نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی
دی۔ پھر میاں راضی ہو گیا اور روک رکھا۔ پھر دو چار برس میں کسی بات پر غصہ آیا تو ایک طلاق رجعی اور دے دی
جس میں روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ پھر جب غصہ اترا تو روک رکھا اور نہیں چھوڑا یہ دو طلاقیں ہو چکیں۔ اب

اس کے بعد اگر کبھی طلاق ایک اور دیگا تو تین پوری ہو جائیں گی اور اس کا وہی حکم ہوگا جو ہم نے ابھی بیان کیا کہ بے دوسرا خاوند کئے اس مرد سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اگر کسی نے طلاق بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر پشیمان ہوا اور میاں بیوی نے راضی ہو کر پھر سے نکاح پڑھوا لیا۔ کچھ زمانے کے بعد پھر غصہ آیا اور ایک طلاق بائن دی اور غصہ اترنے کے بعد پھر نکاح پڑھوا لیا یہ دو طلاقیں ہوئیں اب تیسری دفعہ طلاق دیگا تو پھر وہی حکم ہے کہ بے دوسرا خاوند کئے اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔ مسئلہ (۳): اگر دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کر کے عورت کو چھوڑ دے گا تو اس اقرار لینے کا کچھ اعتبار نہیں اس کو اختیار ہے چاہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے یہ اقرار کر کے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے لیکن نکاح ہو جاتا ہے تو اگر اس نکاح کے بعد دوسرے خاوند نے صحبت کر کے چھوڑ دیا یا مر گیا تو پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے گی۔

کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان: مسئلہ (۱): نکاح کرنے سے پہلے کسی عورت کو کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے تو جب اس عورت سے نکاح کرے گا تو نکاح کرتے ہی طلاق بائن پڑ جائے گی اب بغیر نکاح کئے اس کو نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر یوں کہا ہو اگر تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر دو طلاق تو دو طلاق بائن پڑ گئیں۔ اور اگر تین طلاق کو کہا تو تینوں پڑ گئیں۔ اور اب طلاق مغلظہ ہو گئی۔ مسئلہ (۲): نکاح ہوتے ہی جب اس پر طلاق پڑ گئی تو اس نے اسی عورت سے پھر نکاح کر لیا تو اب اس دوسرے نکاح کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ ہاں اگر یوں کہا ہو جب تجھ سے نکاح کروں ہر مرتبہ تجھ کو طلاق ہے تو جب نکاح کریگا ہر دفعہ طلاق پڑ جایا کرے گی اب اس عورت کو رکھنے کی کوئی صورت نہیں۔ دوسرا خاوند کر کے اگر اس مرد سے نکاح کرے گی تب بھی طلاق پڑ جائے گی۔ مسئلہ (۳): کسی نے کہا جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق تو جس سے نکاح کریگا اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ البتہ طلاق پڑنے کے بعد اگر پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا تو طلاق نہیں پڑی۔ مسئلہ (۴): کسی غیر عورت سے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے۔ اس طرح کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق اس کا کچھ اعتبار نہیں اگر اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد اس نے وہی کام کیا تب بھی طلاق نہیں پڑی کیونکہ غیر عورت کو طلاق دینے کی یہی صورت ہے کہ یوں کہے اگر تجھ سے نکاح کروں تو طلاق۔ کسی اور طرح طلاق نہیں پڑ سکتی۔ مسئلہ (۵): اور اگر اپنی بیوی سے کہا تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو میرے پاس سے جائے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو اس گھر میں جائے تو تجھ کو طلاق یا کسی بات کے ہونے پر طلاق دی تو جب وہ کام کریگی تب طلاق پڑ جائے گی اور نہ کریگی تو نہ پڑے گی۔ اور طلاق رجعی پڑے گی جس میں بے نکاح بھی روک رکھنے کا اختیار رہتا ہے البتہ اگر کوئی کوئی لفظ کہا جیسے یوں کہے اگر تو فلانا کام کرے تو تیرا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں تو جب وہ کام کریگی تب طلاق بائن پڑے گی۔ بشرطیکہ مرد نے اس لفظ کے کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو۔ مسئلہ (۶): اگر یوں کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جتنی طلاق کہی اتنی پڑیں گی۔ مسئلہ (۷): اپنی بیوی سے کہا تھا اگر تو اس گھر میں جائے تو تجھ کو طلاق اور وہ چلی گئی اور طلاق پڑ گئی۔ پھر عدت کے اندر اندر اس نے روک رکھا

چاہے عدت کے اندر مرے یا عدت کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ اگر طلاق رجعی[1] دی ہو اور عدت کے اندر مرے تو حصہ پاوے گی۔ مسئلہ (۳): بیماری کی حالت میں عورت سے کہا اگر تو گھر سے باہر جاوے تو تجھ کو بائن طلاق ہے پھر عورت گھر سے باہر گئی اور طلاق بائن پڑ گئی تو اس صورت میں حصہ نہ پاوے گی کیونکہ اس نے خود ایسا کام کیوں کیا جس سے طلاق پڑی۔ اور اگر یوں کہا اگر تو کھانا کھاوے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ یا یوں کہا اگر تو نماز پڑھے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ عدت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملے گا کیونکہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی کھانا کھانا اور نماز پڑھنا ضروری ہے اس کو کیسے چھوڑتی اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو پہلی صورت میں بھی عدت کے اندر اندر مرنے سے حصہ پاوے گی غرضیکہ طلاق رجعی میں بہرحال حصہ ملتا ہے بشرطیکہ عدت کے اندر مرا ہو۔ مسئلہ (۴): کسی بھلے چنگے آدمی نے کہا جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ پھر جس وقت وہ گھر سے باہر گئی اس وقت وہ بیمار تھا اور اسی بیماری میں عدت کے اندر مر گیا تب بھی حصہ نہ پاوے گی۔ مسئلہ (۵): تندرستی کے زمانہ میں کہا جب تیرا باپ پردیس سے آوے تو تجھ کو بائن طلاق جب وہ پردیس سے آیا اس وقت مرد بیمار تھا اور اسی بیماری میں مر گیا تو حصہ نہ پاوے گی اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا تھا اور اسی میں عدت کے اندر مر گیا تو حصہ پاوے گی۔

طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان: مسئلہ (۱): جب کسی نے رجعی ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اس کو روک رکھے پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں اور عورت چاہے راضی ہو چاہے راضی نہ ہو اس کو کچھ اختیار نہیں ہے۔ اور اگر تین طلاقیں دیدیں تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا اس میں یہ اختیار نہیں ہے۔ مسئلہ (۲): رجعت کرنے یعنی روک رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو صاف صاف زبان سے کہہ دے کہ میں تجھ کو پھر رکھ لیتا ہوں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔ یا یوں کہہ دے کہ میں اپنے نکاح میں تجھ کو رجوع کرتا ہوں یا عورت سے نہیں کہا کسی اور سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو پھر رکھ لیا اور طلاق سے باز آیا۔ بس اتنا کہہ دینے سے وہ پھر اس کی بیوی ہو گئی۔ یا زبان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن اس سے صحبت کر لی یا اس کا بوسہ لیا پیار کیا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو ان سب صورتوں میں پھر وہ اس کی بیوی ہو گئی پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): جب عورت کا روک رکھنا منظور ہو تو بہتر ہے کہ دو چار لوگوں کو گواہ بنالے کہ شاید کبھی جھگڑا پڑے تو کوئی مکر نہ سکے اگر کسی کو گواہ نہ بنایا تنہائی میں ایسا کر لیا تب بھی صحیح ہے مطلب تو حاصل ہو گیا۔ مسئلہ (۴): اگر عورت کی عدت گزر چکی تب ایسا کرنا چاہا تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا۔ بغیر نکاح کئے نہیں رکھ سکتا اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں۔ مسئلہ (۵): جس عورت کو حیض آتا ہو اس کیلئے طلاق کی عدت تین حیض ہیں۔ جب تین حیض پورے ہو چکے تو عدت گزر چکی جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب سمجھو اگر تیسرا حیض پورے دس دن آیا ہے تب تو جس وقت خون بند

---

[1] خواہ خود یا عورت کے کہنے سے اور خواہ اس نے رجعی مانگی ہو یا بائن، کچھ ہو

ہو اور دسوں دن پورے ہونے اسی وقت عدت ختم ہوگئی اور روک رکھنے کا اختیار جو مرد کو تھا جاتا رہا چاہے عورت نہا چکی ہو چاہے ابھی نہ نہائی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اگر تیسرا حیض دس دن سے کم آیا اور خون بند ہو گیا لیکن ابھی عورت نے غسل نہیں کیا اور نہ کوئی نماز اس کے اوپر واجب ہوئی تو اب بھی مرد کا اختیار باقی ہے اب بھی اپنے قصد سے باز آئے گا تو پھر اس کی بیوی بن جائے گی۔ البتہ اگر خون بند ہونے پر اس نے غسل کر لیا یا غسل تو نہیں کیا لیکن ایک نماز کا وقت گزر گیا یعنی ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہوگئی۔ ان دونوں صورتوں میں مرد کا اختیار جاتا رہا۔ اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ مسئلہ (۶): جس عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو خواہ تنہائی ہو چکی ہو اس کو ایک طلاق دینے سے روک رکھنے کا اختیار نہیں رہتا کیونکہ اس کو جو طلاق دی جائے تو بائن ہی پڑتی ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا۔ خوب یاد رکھو۔ مسئلہ (۷): اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں تو رہے لیکن مرد کہتا ہے کہ میں نے صحبت نہیں کی پھر اس اقرار کے بعد طلاق دی تو اب طلاق سے باز آنے کا اختیار اس کو نہیں۔ مسئلہ (۸): جس عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی ملی ہوں جس میں مرد کو طلاق سے باز آنے کا اختیار ہوتا ہے۔ ایسی عورت کو مناسب ہے کہ خوب بناؤ سنگار کر کے رہا کرے کہ شاید مرد کا جی اس کی طرف جھک پڑے اور رجعت کر لے اور مرد کا قصد اگر باز آنے کا نہ ہو تو اس کو مناسب ہے کہ جب گھر میں آئے تو کھانس کھنکار کے آوے۔ دبے پاؤں نہ آئے اگر کچھ کھلا ہو تو ڈھک لے اور کہیں بے موقع نظر نہ پڑ جائے اور جب عدت پوری ہو چکے تو عورت کہیں اور جا کے رہے۔ مسئلہ (۹): اگر ابھی رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لیجانا جائز نہیں اور اس عورت کو اس کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۱۰): جس عورت کو ایک یا دو طلاق بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں رہتا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی اور مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدت کے بعد نکاح کرے عدت کے اندر نکاح درست نہیں اور خود اسی سے نکاح کرنا منظور ہو تو عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے۔

بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱) جس نے قسم کھائی اور یوں کہا کہ خدا کی قسم اب تجھ سے صحبت نہ کروں گا۔ خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گی۔ قسم کھاتا ہوں کہ تجھ سے صحبت نہ کروں گا۔ یا اور کسی طرح کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے صحبت نہ کی تو چار مہینے گزر جانے پر عورت پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اب بغیر نکاح کئے میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ اور اگر چار مہینے کے اندر ہی اندر اس نے اپنی قسم توڑ دی اور صحبت کر لی تو طلاق نہ پڑے گی۔ البتہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ ایسی قسم کھانے کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): ہمیشہ کیلئے صحبت نہ کرنے کی قسم نہیں کھائی بلکہ فقط چار مہینے کیلئے قسم کھائی اور یوں کہا خدا کی قسم چار مہینے تک تجھ سے صحبت نہ کروں گا تو اس سے بھی ایلاء ہو گیا اس کا بھی یہی حکم ہے اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے گا تو طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اور اگر چار مہینے سے پہلے صحبت کر لے تو قسم کا کفارہ دیوے اور قسم کے کفارہ کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔ مسئلہ (۳): اگر چار مہینے سے کم کیلئے قسم کھائی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اس سے ایلاء نہ ہوگا۔ چار مہینے سے ایک دن بھی کم کر کے قسم کھاوے تب بھی ایلاء نہ ہوگا۔ البتہ جتنے دن کی قسم کھائی ہے اتنے دن

سے پہلے پہلے صحبت کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر صحبت نہ کی تو عورت کو طلاق نہ پڑے گی اور قسم بھی پوری رہے گی۔ مسئلہ (۴): کسی نے فقط چار مہینے کیلئے قسم کھائی پھر اپنی قسم نہیں توڑی اس لئے چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اور طلاق کے بعد پھر اسی مرد سے نکاح ہو گیا۔ تو اب اس نکاح کے بعد اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اب کچھ نہ ہوگا۔ اور اگر ہمیشہ کیلئے قسم کھائی جیسے یوں کہہ دیا کہ قسم کھاتا ہوں کہ اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا۔ یا یوں کہا خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا۔ پھر اپنی قسم نہیں توڑی اور چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اس کے بعد پھر اسی سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد پھر چار مہینے تک صحبت نہیں کی تو اب پھر طلاق پڑ گئی اگر تیسری دفعہ پھر اسی سے نکاح کر لیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس نکاح کے بعد بھی اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے گا تو تیسری طلاق پڑ جائے گی اور اب بغیر دوسرا خاوند کئے اس سے بھی نکاح نہ ہو سکے گا۔ البتہ دوسرے یا تیسرے نکاح کے بعد صحبت کر لیتا تو قسم ٹوٹ جاتی اب کبھی طلاق نہ پڑتی۔ ہاں قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑتا ہے۔ مسئلہ (۵): اگر اسی طرح آگے پیچھے تینوں نکاحوں میں تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اس کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کر لیا جب اس نے چھوڑ دیا تو عدت ختم کر کے پھر اسی پہلے مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے پھر صحبت نہیں کی تو اب طلاق نہ پڑے گی۔ چاہے جب تک صحبت نہ کرے لیکن جب کبھی صحبت کرے گا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ کیونکہ قسم تو کھائی تھی کہ کبھی صحبت نہ کروں گا وہ قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۶): اگر عورت کو طلاق بائن دیدی پھر اس سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی تو ایلا نہیں ہوا۔ اب پھر سے نکاح کرنے کے بعد اگر صحبت نہ کرے تو طلاق نہ پڑے گی لیکن جب صحبت کریگا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے اندر ہی قسم کھائی تو ایلا ہو گیا۔ اب اگر رجعت کر لے اور صحبت نہ کرے تو چار مہینے کے بعد طلاق پڑ جائے گی۔ اور اگر صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دے۔ مسئلہ (۷): خدا کی قسم نہیں کھائی بلکہ یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے تب بھی ایلا ہو گیا صحبت کریگا تو رجعی طلاق پڑ جائے گی اور قسم کا کفارہ اس صورت میں نہ دینا پڑیگا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے کے بعد طلاق بائن پڑ جائے گی اور اگر یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو مجھ پر ایک حج ہے یا ایک روزہ ہے یا ایک روپیہ خیرات ہے یا ایک قربانی ہے تو ان سب صورتوں میں بھی ایلا ہو گیا۔ اگر صحبت کریگا تو جو بات کہی ہے وہ کرنی پڑے گی اور کفارہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے بعد طلاق پڑ جائے گی۔

خلع کا بیان

مسئلہ (۱): اگر میاں بیوی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دیکر یا اپنا مہر دیکر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دو۔ یا یوں کہے کہ جو میرا مہر تمہارے ذمہ ہے اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دو۔ اس کے جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ روکنے رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے۔ البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب

نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا عورت اٹھ کھڑی ہوئی تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ جواب وسوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں۔ اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): مرد نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا۔ عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو خلع ہو گیا۔ البتہ اگر عورت نے اسی جگہ جواب نہ دیا ہو وہاں سے کھڑی ہو گئی ہو یا عورت نے قبول ہی نہیں کیا تو کچھ نہیں ہوا۔ لیکن اگر عورت اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور عورت نے اس کے اٹھنے کے بعد قبول کر لیا۔ تب بھی خلع ہو گیا۔ مسئلہ (۳): مرد نے فقط اتنا کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور عورت نے قبول کر لیا اور روپے پیسے کا ذکر نہ مرد نے کیا اور نہ عورت نے تب بھی جو حق مرد کا عورت پر ہے اور جو حق عورت کا مرد پر ہے سب معاف ہوا۔ اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف ہو گیا اور اگر عورت پا چکی ہے تو خیر اب اس کا پھیرنا واجب نہیں البتہ عدت کے ختم ہونے تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر دینا پڑے گا۔ ہاں اگر عورت نے کہہ دیا ہو کہ عدت کا روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر بھی تجھ سے نہ لوں گی تو وہ بھی معاف ہو گیا۔ مسئلہ (۴): اور اگر اس کے ساتھ کچھ مال کا بھی ذکر کر دیا جیسے یوں کہا سو روپے کے عوض میں نے تجھ سے خلع کیا، پھر عورت نے قبول کر لیا تو خلع ہو گیا اب عورت کے ذمہ سو روپے دینے واجب ہو گئے اپنا مہر پا چکی ہو تب بھی سو روپے دینے پڑیں گے۔ اور اگر مہر ابھی نہ پایا ہو تب بھی دینے پڑیں گے اور مہر بھی نہ ملے گا کیونکہ بوجہ خلع معاف ہو گیا۔ مسئلہ (۵): خلع میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمہ ہے اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ اور حرام ہے۔ اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہئے۔ بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لے۔ اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بے جا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۶): عورت خلع کرنے پر راضی نہ تھی مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوا۔ اور اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔ مسئلہ (۷): یہ سب باتیں اس وقت ہیں جب خلع کا لفظ کہہ کر یا یوں کہا سو روپے یا ہزار روپے کے عوض میں میری جان چھوڑ دے یا یوں کہا میرے مہر کے عوض میں مجھ کو چھوڑ دے۔ اور اگر اس طرح نہیں کہا بلکہ طلاق کا لفظ کہا جیسے یوں کہا سو روپے کے عوض میں مجھ کو طلاق دے دے تو اس کو خلع نہ کہیں گے۔ اگر مرد نے اس مال کے عوض طلاق دے دی تو ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اس میں کوئی حق معاف نہیں ہوا۔ نہ وہ حق معاف ہوئے جو مرد کے اوپر تھے نہ وہ جو عورت پر تھے۔ مرد نے اگر مہر نہ دیا ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا عورت اس کی دعویدار ہو سکتی ہے اور مرد یہ سو روپے عورت سے لے لے گا۔ مسئلہ (۸): مرد نے کہا میں نے سو روپے کے عوض میں طلاق دی تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے۔ اگر نہ قبول کرے تو نہ پڑے گی اور اگر قبول کرے تو ایک طلاق بائن پڑ گئی لیکن اگر جگہ بدل جانے کے بعد قبول کیا تو طلاق نہیں پڑی۔ مسئلہ (۹): عورت نے کہا مجھے طلاق دے دے۔ مرد نے کہا تو اپنا مہر وغیرہ اپنے سب حق معاف کر دے تو طلاق دے دوں۔ اس پر عورت نے کہا اچھا

میں نے معاف کیا۔ اس کے بعد مرد نے طلاق نہیں دی تو کچھ معاف نہیں ہوا اور اگر اسی مجلس میں طلاق
دیدی تو معاف ہو گیا۔ مسئلہ (۱۰): عورت نے کہا تین سو روپے کے عوض میں مجھ کو طلاق دیدے اس پر مرد
نے ایک ہی طلاق دی تو فقط ایک سو روپیہ مرد کو ملے گا۔ اور اگر دو طلاقیں دی ہوں تو دو سو روپے اور اگر تینوں
دیدیں تو پورے تین سو روپے عورت سے دلائے جائیں گے اور سب صورتوں میں طلاق بائن پڑے گی۔
کیونکہ مال کے بدلے ہے۔ مسئلہ (۱۱): نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی اپنی بیوی سے خلع نہیں کر سکتا۔

بیوی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری ماں کے برابر
ہے یا یوں کہا تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو میرے حساب میں یعنی نزدیک ماں کے برابر ہے۔ اب تو
میرے نزدیک ماں کے مثل ہے، ماں کی طرح ہے تو دیکھو اس کا مطلب کیا ہے اگر یہ مطلب لیا کہ تعظیم میں
بزرگی میں ماں کے برابر ہے۔ یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بڑھیا ہے عمر میں میری ماں کے برابر ہے تب تو اس
کہنے سے کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر اس کے کہتے وقت کچھ نیت نہیں کی اور کوئی مطلب نہیں لیا یوں ہی بک دیا
تب بھی کچھ نہیں ہوا۔ اور اگر اس کہنے سے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی ہے تو اس کو ایک طلاق بائن پڑ
گئی۔ اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی اور عورت کا چھوڑنا بھی مقصود نہیں تھا بلکہ مطلب فقط اتنا ہے کہ
اگرچہ تو میری بیوی ہے اپنے نکاح سے تجھے الگ نہیں کرتا لیکن اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا۔ تجھ سے صحبت
کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا بس روٹی کپڑا لے اور پڑی رہ غرضیکہ اس کے چھوڑنے کی نیت نہیں فقط صحبت
کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اس کو شرع میں ظہار کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت رہے گی تو اس
کے نکاح میں لیکن مرد جب تک اس کا کفارہ نہ ادا کرے تب تک صحبت کرنا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ ہاتھ
لگانا منہ چومنا پیار کرنا حرام ہے۔ جب تک کفارہ نہ دے گا تب تک وہ عورت حرام رہے گی چاہے جتنے برس گزر
جائیں۔ جب مرد کفارہ دیدے تو دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں۔ پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور
اس کا کفارہ اسی طرح دیا جاتا ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ مسئلہ (۲): کفارہ دینے سے
پہلے ہی صحبت کر لی تو بڑا گناہ ہوا اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اب سے پکا ارادہ کرے کہ اب بے کفارہ
دیئے پھر کبھی صحبت نہ کروں گا اور عورت کو چاہئے کہ جب تک مرد کفارہ نہ دے تب تک اس کو اپنے پاس نہ آنے
دے۔ مسئلہ (۳): اگر بہن کے برابر یا بیٹی یا پھوپھی یا اور کسی ایسی عورت کے برابر کہا جس سے ساتھ نکاح
ہمیشہ ہمیشہ حرام ہوتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۴): کسی نے کہا تو میرے لئے سور کے برابر ہے تو
اگر طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑ گئی اور اگر ظہار کی نیت کی یعنی یہ مطلب لیا کہ طلاق تو
نہیں دیتا لیکن صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کئے لیتا ہوں تو کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر کچھ نیت نہ کی ہو تب بھی
کچھ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۵): اگر ظہار میں چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک صحبت نہ کی اور کفارہ نہ دیا تو طلاق
نہیں پڑی اس سے ایلا نہیں ہوا۔ مسئلہ (۶): جب تک کفارہ نہ دے تب تک دیکھنا بات چیت کرنا حرام
نہیں البتہ پیشاب کی جگہ کو دیکھنا درست نہیں۔ مسئلہ (۷): اگر ہمیشہ کیلئے ظہار نہیں کیا بلکہ کچھ مدت مقرر کر

وں ہی جیسے یوں کہے سال بھر کیلئے یا چار مہینہ کیلئے تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو جتنی مدت مقرر کی ہے اتنی مدت تک ظہار رہے گا اگر اس مدت کے اندر صحبت کرنا چاہے تو کفارہ دے اور اگر اس مدت کے بعد صحبت کرے تو کچھ نہ دینا پڑے گا، عورت حلال ہو جائے گی۔ مسئلہ (۸): ظہار میں بھی اگر فوراً انشاء اللہ کہہ دیا تو کچھ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۹): نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی ظہار نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا تو کچھ نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی غیر عورت سے ظہار کرے۔ جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے تو بھی کچھ نہیں ہوا اب اس سے نکاح کرنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): ظہار کا لفظ اگر کئی دفعہ کہے جیسے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی کہا کہ تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو جتنی دفعہ کہا ہے اتنے کفارے دینے پڑیں گے۔ البتہ دوسرے تیسرے مرتبہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکے ہو جانے کی نیت کی ہو نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک ہی کفارہ دے۔ مسئلہ (۱۱): اگر کئی عورتوں سے ایسا کہا تو جے بیویاں ہوں اتنے ہی کفارے دے۔ مسئلہ (۱۲): اگر برابر کا لفظ نہیں کہا نہ مثل اور طرح کا لفظ بلکہ یوں کہا تو میری ماں ہے یا یوں کہا تو میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ عورت حرام نہیں ہوئی لیکن ایسا کہنا برا اور گناہ ہے۔ اسی طرح پکارتے وقت یوں کہنا میری بہن فلانا کام کر دے یہ بھی برا ہے مگر اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۱۳): کسی نے یوں کہا اگر تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں یا یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو گویا ماں سے کروں اس سے کچھ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۱۴): اگر یوں کہا تو میرے لئے ماں کی طرح حرام ہے تو اگر طلاق دینے کی نیت ہو تو طلاق پڑے گی اور اگر ظہار کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو تو ظہار ہو جائے گا کفارہ دیکر صحبت کرنا درست ہے۔

ظہار کے کفارہ کا بیان: مسئلہ (۱): ظہار کے کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ ہے۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں وہاں ہم نے خوب کھول کھول کے بیان کیا ہے وہی نکال کر دیکھ لو۔ اب یہاں بعض ضروری باتیں جو وہاں نہیں بیان ہوئیں ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ (۲): اگر طاقت ہو تو مرد ساٹھ روزے لگاتار رکھے بیچ میں کوئی روزہ چھوٹنے نہ پاوے۔ اور جب تک روزے ختم نہ ہو چکیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے۔ اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اس عورت سے صحبت کر لی تو اب سب روزے پھر سے رکھے۔ چاہے دن کو اس عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھولے سے سب کا ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ (۳): اگر شروع مہینے یعنی پہلی تاریخ سے روزے رکھنے شروع کئے تو پورے دو مہینے روزے رکھ لے چاہے پورے ساٹھ دن ہوں۔ اور تیس تیس دن کا مہینہ ہو یا اس سے کم دن ہوں دونوں طرح کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر پہلی تاریخ سے روزے رکھنا شروع کئے تو پورے ساٹھ دن روزے رکھے۔ مسئلہ (۴): اگر کفارہ روزے سے ادا کر رہا تھا اور کفارہ پورا ہونے سے پہلے دن کو یا رات کو بھولے سے ہم بستر ہو گیا تو کفارہ دوبارہ ادا نہ پڑے گا۔ مسئلہ (۵): اور اگر روزے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو دو وقت کھانا کھلا دے یا کچا اناج دیدے۔ اگر سب فقیروں کو ابھی کھانا نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ میں صحبت کر لی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت میں کفارہ دوبارہ ادا نہ پڑے گا۔ اور کھانا کھلانے کی سب وہی صورت ہے جو وہاں بیان ہو چکی ہے۔ مسئلہ

(۱): کسی کے ذمہ ظہار کے دو کفارے تھے۔ اس نے ساٹھ مسکینوں کو چار چار سیر گیہوں دے دیئے اور یہ سمجھا کہ ہر کفارے سے دو دو سیر دیتا ہوں اس لئے دونوں کفارے ادا ہو گئے تب بھی ایک ہی کفارہ ادا ہوا۔ دوسرا کفارہ پھر دے۔ اور اگر ایک کفارہ روزہ توڑنے کا تھا دوسرا ظہار کا اس میں ایسا کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔

لعان کا بیان

جب کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگا دے یا جو لڑکا پیدا ہوا اس کو کہے کہ یہ میرا لڑکا نہیں نہ معلوم کس کا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے تو حاکم دونوں سے قسم لے پھر شوہر سے اس طرح کہلاوے، میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس کو لگائی ہے اس میں سچا ہوں۔ چار دفعہ اسی طرح شوہر کہے پھر پانچویں دفعہ کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو جب مرد پانچوں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار مرتبہ اسی طرح کہے میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھ کو لگائی ہے اس تہمت لگانے میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔ جب دونوں قسم کھا لیں تو حاکم دونوں میں جدائی کرا دے گا اور ایک طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اور اب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جائے گا ماں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔

میاں کے لا پتہ ہو جانے کا بیان: جس کا شوہر بالکل لا پتہ ہو گیا معلوم نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے تو وہ عورت اپنا دوسرا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ انتظار کرتی رہے کہ شاید آ جاوے جب انتظار کرتے کرتے اتنی مدت گزر جائے کہ شوہر کی عمر نوے برس کی ہو جائے تو اب حکم لگا دیں گے کہ وہ مر گیا ہوگا۔ سو اگر وہ عورت ابھی جوان ہو اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کی عمر نوے برس کی ہونے کے بعد عدت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس لا پتہ مرد کے مرنے کا حکم کسی شرعی حاکم نے لگایا ہو۔

عدت کا بیان

جب کسی کا میاں طلاق دے دے یا خلع وایلا وغیرہ کسی اور طرح سے نکاح ٹوٹ جائے یا شوہر مر جائے تو ان سب صورتوں میں تھوڑی مدت تک عورت کو ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے جب تک یہ مدت ختم نہ ہو چکے تب تک اور کہیں نہیں جا سکتی نہ کسی اور مرد سے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ جب وہ مدت پوری ہو جائے تو جو جی چاہے کرے۔ اس مدت گزارنے کو عدت کہتے ہیں۔ مسئلہ (۱): اگر میاں نے طلاق دے دی تو تین حیض آنے تک شوہر ہی کے گھر جس میں طلاق ملی ہے وہاں بیٹھی رہے اس گھر سے باہر نہ نکلے نہ دن کو نہ رات کو نہ کسی دوسرے سے نکاح کرے۔ جب پورے تین حیض ختم ہو گئے تو عدت پوری ہو گئی اب جہاں جی چاہے جائے مرد نے خواہ ایک ہی طلاق دی ہو یا دو تین طلاقیں دی ہوں۔ اور طلاق بائن دی ہو یا رجعی سب کا ایک حکم ہے۔ مسئلہ (۲): اگر چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی جس کو ابھی حیض نہیں آیا یا اتنی بڑھیا ہے کہ اب حیض آنا بند ہو گیا ہے۔ ان

دونوں کی عدت تین مہینے ہیں۔ تین مہینے نکل رہے اس کے بعد اختیار ہے جو جی چاہے کرے۔ مسئلہ (۳) کسی لڑکی کو طلاق مل گئی۔ اس نے مہینوں کے حساب سے عدت شروع کی پھر عدت کے اندر ہی ایک دو مہینے کا حیض آ گیا تو اب پورے تین حیض آنے تک بیٹھی رہے جب تک تین حیض نہ پورے ہوں عدت ختم ہو گی۔ مسئلہ (۴) اگر کسی کو پیٹ ہے اور اسی زمانہ میں طلاق مل گئی تو بچہ پیدا ہونے تک بیٹھی رہے یہی اس کی عدت ہے جب بچہ پیدا ہو گیا عدت ختم ہو گئی۔ طلاق ملنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں اگر بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی۔ مسئلہ (۵) اگر کسی نے حیض کے زمانہ میں طلاق دی تو جس حیض میں طلاق دی ہے اس حیض کا کچھ اعتبار نہیں ہے اس کو چھوڑ کر تین حیض اور پورے کرے۔ مسئلہ (۶) طلاق کی عدت اسی عورت پر ہے جس کو صحبت کے بعد طلاق ملی ہو یا صحبت تو ابھی نہیں ہوئی مگر میاں بیوی میں تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے تب طلاق ملی چاہے ویسی تنہائی ہوئی ہو جس سے پورا مہر دلایا جاتا ہے یا ویسی تنہائی ہوئی جس سے پورا مہر واجب نہیں ہوتا۔ بہر حال عدت بیٹھنا واجب ہے۔ اور اگر ابھی بالکل کسی قسم کی تنہائی نہ ہونے پائی تھی کہ طلاق مل گئی تو ایسی عورت پر عدت نہیں جیسا کہ اوپر آ چکا ہے۔ مسئلہ (۷) غیر عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر دھوکے سے صحبت کر لی پھر معلوم ہوا کہ یہ بیوی نہ تھی تو اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا ہوگا۔ جب تک عدت ختم نہ ہو چکے تب تک اپنے شوہر کو بھی صحبت نہ کرنے دے نہیں تو دونوں پر گناہ ہوگا اس کی عدت بھی وہی ہے جو ابھی بیان ہوئی۔ اگر اسی دن پیٹ رہ گیا تو بچہ ہونے تک انتظار کرے اور عدت بیٹھے اور یہ بچہ حرامی نہیں اس کا نسب ٹھیک ہے جس نے دھوکے سے صحبت کی ہے اسی کا لڑکا ہے۔ مسئلہ (۸) کسی نے بے قاعدہ نکاح کر لیا جیسے کسی عورت سے نکاح کیا تھا پھر معلوم ہوا کہ اس کا شوہر ابھی زندہ ہے اور اس نے طلاق نہیں دی یا معلوم ہوا کہ اس مرد و عورت نے بچپن میں ایک عورت کا دودھ پیا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مرد نے اس سے صحبت کر لی پھر حال کھلنے کے بعد جدائی ہو گئی تو بھی عدت بیٹھنا پڑے گا جس وقت سے مرد نے توبہ کر کے جدائی اختیار کی اسی وقت سے عدت شروع ہو گی۔ اور اگر ابھی صحبت نہ ہونے پائی تو عدت واجب نہیں بلکہ ایسی عورت سے خوب تنہائی و یکجائی بھی ہو چکی ہو تب بھی عدت واجب نہیں۔ عدت جب ہی ہے کہ صحبت ہو چکی ہو۔ مسئلہ (۹) عدت کے اندر کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمہ واجب ہے جس نے طلاق دی اور اس کا بیان آگے اچھی طرح آتا ہے۔ مسئلہ (۱۰) کسی نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی یا تین طلاقیں دے دیں پھر عدت کے اندر دھوکے میں اس سے صحبت کر لی۔ اب اس دھوکے کی صحبت کی وجہ سے ایک عدت اور واجب ہو گئی۔ اب تین حیض اور پورے کرے جب تین حیض اور گزر جائیں گے تو دونوں عدتیں ختم ہو جائیں گی۔ مسئلہ (۱۱) مرد نے طلاق بائن دے دی اور جس گھر میں عدت بیٹھی ہے اسی گھر میں وہ بھی رہتا ہے تو خوب اچھی طرح بیچ میں پردہ ڈال کر آڑ کر لے۔

موت کی عدت کا بیان: مسئلہ (۱) کسی کا شوہر مر گیا تو وہ چار مہینے اور دس دن تک عدت بیٹھے۔ شوہر کے مرتے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اسی گھر میں رہنا چاہئے۔ باہر نکلنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی غریب عورت ہے جس کے پاس گزارہ کے موافق خرچ نہیں اس نے کھانا پکانے وغیرہ کی نوکری کر لی۔ اس کو جانا

اور نکلنا درست ہے لیکن رات کو اپنے گھر ہی میں رہا کرے چاہے صحبت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے کسی قسم
کی تنہائی و یکجائی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو سب کا ایک حکم ہے کہ چار مہینے دس دن
عدت بیٹھنا چاہیے البتہ اگر وہ عورت پیٹ سے تھی اسی حالت میں شوہر مرا تو بچہ پیدا ہونے تک عدت بیٹھے
اب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی۔ مسئلہ
(۲): گھر بھر میں جہاں جی چاہے رہے یہ جو دستور ہے کہ خاص ایک جگہ مقرر کر کے رہتی ہے کہ عورت کی
چارپائی اور خود عورت وہاں سے ٹلنے نہیں پاتی۔ یہ بالکل لغو اور واہیات ہے اس کو چھوڑ دینا چاہیے۔ مسئلہ (
۳): شوہر نابالغ بچہ تھا اور جب وہ مرا تو اس کو پیٹ تھا تب بھی اس کی عدت بچہ ہونے تک ہے لیکن یہ لڑکا
حرامی ہے شوہر کا نہ کہا جائے گا۔ مسئلہ (۴): اگر کسی کا میاں چاند کی پہلی تاریخ مرا اور عورت کو حمل نہیں تو چاند
کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرے اور اگر پہلی تاریخ نہیں مرا ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر چار
مہینے دس دن پورے کرنا چاہئیں اور طلاق کی عدت کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر حیض نہیں آتا ہے اور چاند کی
پہلی تاریخ طلاق ملی تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کرنا چاہیے انتیس کا چاند ہو یا تیس کا اور اگر
پہلی تاریخ طلاق نہیں ملی ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر تین مہینے پورے کرے۔ مسئلہ (۵): کسی نے بے
قاعدہ نکاح کیا تھا جیسے بے گواہوں کے نکاح کر لیا یا بہنوئی سے نکاح ہو گیا اور اس کی بہن ابھی اب تک اس کے
نکاح میں ہے پھر وہ شوہر مر گیا تو ایسی عورت جس کا نکاح صحیح نہیں ہوا مرد کے مرنے سے چار مہینے دس دن
عدت نہ بیٹھے بلکہ تین حیض تک عدت بیٹھے اور حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے اور حمل سے ہو تو بچہ ہونے تک بیٹھے۔
مسئلہ (۶): کسی نے اپنی بیماری میں طلاق بائن دے دی اور طلاق کی عدت ابھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ مر
گیا تو دیکھو طلاق کی عدت بیٹھنے میں زیادہ دن لگیں گے یا موت کی عدت پوری کرنے میں جس عدت میں
زیادہ دن لگیں گے وہ عدت پوری کرے۔ اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے اور ابھی عدت طلاق کی نہ
گزرنے پائی تھی کہ شوہر مر گیا تو اس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔ مسئلہ (۷): کسی کا میاں مر گیا مگر اس کو خبر
نہ ملی۔ چار مہینے دس دن گزر چکنے کے بعد خبر آئی تو اس کی عدت پوری ہو چکی جب سے خبر ملی ہے تب سے عدت
بیٹھنا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر شوہر نے طلاق دے دی مگر اس کو نہ معلوم ہوا بہت دنوں کے بعد خبر ملی۔ جتنی
عدت اس کے اوپر واجب تھی وہ خبر ملنے سے پہلے ہی گزر چکی تو اس کی بھی عدت پوری ہو گئی اب نہ عدت بیٹھنا
واجب نہیں۔ مسئلہ (۸): کسی کام کے لیے گھر سے نکلی باہر گئی تھی یا اپنے پڑوس کے گھر گئی تھی کہ اتنے میں اس کا
شوہر مر گیا تو اب فوراً وہاں سے چلی آئے اور جس گھر میں رہتی تھی وہیں رہے۔ مسئلہ (۹): مرنے کی عدت
میں عورت کو روٹی کپڑا نہ دلایا جائے گا اپنے پاس سے خرچ کرے۔ مسئلہ (۱۰): بعض جگہ دستور ہے کہ میاں
کے مرنے کے بعد سال بھر تک عدت کے طور پر بیٹھی رہتی ہے یہ بالکل حرام ہے۔

سوگ کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): جس عورت کو طلاق رجعی ملی ہے اس کی عدت تو فقط یہی ہے کہ اتنی مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے نہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ اس کو بناؤ سنگار وغیرہ درست ہے اور جس کو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاق بائن ملی یا اور کسی طرح نکاح ٹوٹ گیا یا مرد مر گیا۔ ان سب صورتوں میں حکم یہ ہے کہ جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے نہ کچھ بناؤ سنگار کرے یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں۔ اس سنگار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): جب تک عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا، کپڑے بسانا، گہنا زیور پہننا، پھول پہننا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، اچھے کپڑے پہننا، ریشمی اور رنگے ہوئے بہاردار کپڑے پہننا یہ سب باتیں حرام ہیں۔ البتہ اگر بہاردار نہ ہوں تو درست ہے چاہے جیسا رنگ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ زینت کا کپڑا نہ ہو۔ مسئلہ (۳): سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ تیل ڈالنا درست ہے اسی طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے لیکن رات کو لگائے اور دن کو پونچھ ڈالے اور سر ملنا اور نہانا بھی درست ہے ضرورت کے وقت کنگھی کرنا بھی درست ہے جیسے کسی نے سر ملا یا جوئیں پڑ گئیں لیکن پٹی نہ جھکائے نہ باریک کنگھی سے کنگھی کرے جس میں بال چکنے ہو جاتے ہیں بلکہ موٹے دندانے والی کنگھی کرے کہ خوشبوئی نہ آنے پائے۔ مسئلہ (۴): سوگ کرنا اسی عورت پر واجب ہے جو بالغ ہو نابالغ لڑکی پر واجب نہیں اس کو یہ سب باتیں درست ہیں۔ البتہ گھر سے نکلنا اور دوسرا نکاح اس کو بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۵): جس کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا بے قاعدہ ہو گیا تھا وہ توڑ دیا گیا یا مرد مر گیا تو ایسی عورت پر بھی سوگ کرنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۶): شوہر کے علاوہ کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز اور رشتہ دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگار چھوڑ دینا درست ہے اس سے زیادہ بالکل حرام ہے۔ اور اگر شوہر منع کرے تو تین دن بھی نہ چھوڑے۔

روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ (۱): بیوی کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے۔ عورت چاہے کتنی ہی مالدار ہو مگر خرچ مرد ہی کے ذمہ ہے اور رہنے کے لئے گھر دینا بھی مرد ہی کے ذمہ ہے۔ مسئلہ (۲): نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تب بھی روٹی کپڑے کی دعویدار ہو سکتی ہے لیکن اگر مرد نے رخصت کرانا چاہا پھر بھی رخصتی نہیں ہوئی تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں۔ مسئلہ (۳): بیوی بہت چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں تو اگر مرد نے کام کاج کیلئے یا اپنا دل بہلانے کیلئے اس کو اپنے گھر رکھ لیا تو اس کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے اور اگر نہیں رکھا اور میکے بھیج دیا تو واجب نہیں۔ اور اگر شوہر چھوٹا نابالغ ہو لیکن عورت بڑی ہے تو روٹی کپڑا پائے گی۔ مسئلہ (۴): جتنا مہر پہلے

رہنے کا دستور ہے وہ مرد نے نہیں دیا اس لئے وہ مرد کے گھر نہیں جاتی تو اس کو روٹی کپڑا دلایا جائے گا اور یوں ہی بے وجہ مرد کے گھر نہ جاتی ہو تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں ہے جب سے جانے کی تب سے دلایا جائے گا۔ مسئلہ (۵): جتنے زمانہ تک شوہر کی اجازت سے اپنے ماں باپ کے گھر رہے اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا بھی مرد سے لے سکتی ہے۔ مسئلہ (۶): عورت بیمار پڑ گئی تو بیماری کے زمانہ کا روٹی کپڑا پانے کی مستحق ہے چاہے مرد کے گھر بیمار پڑے یا اپنے میکے میں لیکن اگر بیماری کی حالت میں مرد نے بلایا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کا خرچ ملے گا۔ دوا علاج حکیم طبیب کا خرچ مرد کے ذمہ واجب نہیں اپنے پاس سے خرچ کرے۔ اگر مرد دے دے تو اس کا احسان ہے۔ مسئلہ (۷): عورت حج کرنے گئی تو اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ نہیں۔ البتہ اگر شوہر بھی ساتھ ہو تو اس زمانہ کا خرچ بھی ملے گا لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے جو کچھ زیادہ لگے گا اپنے پاس سے لگا دے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): روٹی کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جائے گی اگر دونوں مالدار ہوں تو امیروں کی طرح کا کھانا کپڑا ملے گا۔ اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح اور مرد غریب ہو اور عورت امیر یا عورت غریب ہے اور مرد امیر تو ایسا روٹی کپڑا دے کہ امیری سے کم ہو اور غریبی سے بڑھا ہوا۔ مسئلہ (۹): عورت اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار نہیں کر سکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسنے کوٹنے کھانا پکانے کا کام نہیں کرتی بلکہ عیب سمجھتی ہے تو پکا پکایا کھانا دیا جائے گا اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے۔ یہ سب کام خود کرے مرد کے ذمہ فقط اتنا ہے کہ چولہا چکی، اناج، لکڑی، کھانے پینے کے برتن وغیرہ لا دے وہ اپنے ہاتھ سے پکا دے اور کھلا دے۔ مسئلہ (۱۰): تیل، کنگھی، کھلی، صابن، وضو اور نہانے دھونے کا پانی مرد کے ذمہ ہے اور سرمہ مسی، پان، تمباکو مرد کے ذمہ نہیں، دھوبی کی تنخواہ مرد کے ذمہ نہیں اپنے ہاتھ سے دھو دے اور پہنے اور اگر مرد دے دے تو اس کا احسان ہے۔ مسئلہ (۱۱): دائی جنائی کی مزدوری اس پر ہے جس نے بلوایا۔ مرد نے بلوایا ہو تو مرد پر اور عورت نے بلوایا ہو تو اس پر اور جو بے بلائے آ گئی تو مرد پر۔ مسئلہ (۱۲): روٹی کپڑے کا خرچ ایک سال کا یا اس سے کچھ کم زیادہ پیشگی دے دیا تو اب اس میں سے کچھ لوٹا نہیں سکتا۔

رہنے کیلئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ (۱): مرد کے ذمہ یہ بھی واجب ہے کہ بیوی کے رہنے کیلئے کوئی ایسی جگہ دے جس میں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو بالکل خالی ہو تاکہ میاں بیوی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں۔ البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارا کرے تو ساجھے کے گھر میں بھی رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۲): گھر میں سے ایک جگہ عورت کو الگ کر دے کہ وہ اپنا مال و اسباب حفاظت سے رکھے اور خود اس میں رہے سہے اور اس کا قفل کنجی اپنے پاس رکھے، کسی اور کو اس میں دخل نہ ہو فقط عورت ہی کے قبضہ میں رہے تو بس حق ادا ہو گیا۔ عورت کو اس سے زیادہ کا دعویٰ نہیں ہو

سکتا۔ اور یہ نہیں کہہ سکتی کہ پورا گھر میرے لئے الگ کر دو۔ مسئلہ (۳): جس طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے
لئے کوئی الگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتہ دار نہ رہنے پاوے فقط عورت ہی کے قبضہ میں رہے اسی طرح
مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اس کے رشتہ داروں کو نہ آنے دے۔ نہ ماں کو نہ باپ کو نہ
بھائی کو نہ کسی اور رشتہ دار کو۔ مسئلہ (۴): عورت اپنے ماں باپ کو دیکھنے کیلئے ہفتہ میں ایک دفعہ جا سکتی ہے اور ماں
باپ کے سوا اور رشتہ دار کیلئے سال بھر میں ایک دفعہ اس سے زیادہ کا اختیار نہیں اسی طرح اس کے ماں باپ بھی
ہفتہ میں فقط ایک مرتبہ یہاں آ سکتے ہیں۔ مرد کو اختیار ہے کہ اس سے زیادہ جلدی جلدی نہ آنے دے۔ اور ماں
باپ کے سوا اور رشتہ دار سال بھر میں فقط ایک دفعہ آ سکتے ہیں اس سے زیادہ آنے کا اختیار نہیں لیکن مرد کو اختیار ہے
کہ زیادہ دیر نہ ٹھہرنے دے۔ نہ ماں باپ کو نہ کسی اور کو اور جاننا چاہیے کہ رشتہ داروں سے مطلب وہ رشتہ دار ہیں
جن سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے اور جو ایسے نہ ہوں وہ شرع میں غیر کے برابر ہیں۔ مسئلہ (۵): اگر باپ
بہت بیمار ہے اور اس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرے اگر باپ بے دین کافر ہو
تب بھی یہی حکم ہے بلکہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہیے لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی
کپڑے کا حق نہ رہے گا۔ مسئلہ (۶): غیر لوگوں کے گھر نہ جانا چاہیے اگر بیاہ شادی وغیرہ کی کوئی محفل ہو اور
شوہر اجازت بھی دیدے تو بھی جانا درست نہیں شوہر اجازت دیگا تو وہ بھی گنہگار ہوگا بلکہ محفل کے زمانے میں
اپنے محرم رشتہ دار کے یہاں بھی جانا درست نہیں۔ مسئلہ (۷): جس عورت کو طلاق مل گئی وہ بھی عدت تک
روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر پانے کی مستحق ہے۔ البتہ جس کا خاوند مر گیا ہو اس کو روٹی کپڑا اور گھر ملنے کا حق نہیں ہاں
اس کو میراث سب چیزوں میں ملے گی۔ مسئلہ (۸): اگر نکاح عورت ہی کی وجہ سے ٹوٹا جیسے سوتیلے لڑکے سے
پھنس گئی یا جوانی کی خواہش سے فقط ہاتھ لگایا یا چھوا تھا نہیں ہوا اس لئے مرد نے طلاق دیدی یا وہ بے دین کافر ہو کر
اسلام سے پھر گئی اس لئے نکاح ٹوٹ گیا تو ان سب صورتوں میں عدت کے اندر اس کو روٹی کپڑا نہ ملے گا۔ البتہ
رہنے کا گھر ملے گا۔ ہاں اگر وہ خود ہی چلی جائے تو اور بات ہے گھر نہ دیا جائے گا۔

لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ (۱): جب کسی شوہر والی عورت کے لڑکا ہوا تو وہ اسی شوہر کا کہلاوے گا کسی شبہ پر یہ کہنا کہ لڑکا اس کے میاں
کا نہیں ہے بلکہ فلانے کا ہے درست نہیں اور اس لڑکے کو حرامی کہنا بھی درست نہیں اور اگر اسلام کی حکومت ہو تو ایسے
کہنے والے کو کوڑے مارے جائیں۔ مسئلہ (۲): حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو برس یعنی
کم سے کم چھ مہینے بچہ پیٹ میں رہتا ہے پھر پیدا ہوتا ہے چھ مہینے سے پہلے نہیں پیدا ہوتا اور زیادہ سے زیادہ دو برس
پیٹ میں رہ سکتا ہے اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا۔ مسئلہ (۳): شریعت کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہو سکے
تب تک لڑکے کو حرامی نہ کہیں گے۔ جب بالکل مجبور ہو جائے تب حرامی ہونے کا حکم لگاتے ہیں اور عورت کو گنہگار
ٹھہراتے ہیں۔ مسئلہ (۴): کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ پھر دو برس سے کم میں اس کے کوئی بچہ ہو

ہو تو لڑکا اسی شوہر کا ہے اس کو حرامی کہنا درست نہیں۔ شریعت سے اس کا نسب ٹھیک ہے۔ اگر دو برس سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے یوں سمجھیں گے کہ طلاق سے پہلے کا پیٹ ہے۔ اور دو برس تک بچہ پیٹ میں رہ جاتا ہے اب بچہ ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوئی اور طلاق سے الگ ہوئی۔ ہاں اگر عورت اس جننے سے پہلے خود ہی اقرار کر چکی ہو کہ میری عدت ختم ہو گئی تو سمجھی ہے تب بچہ حرامی ہے لیکن ایسی عورت کے اگر دو برس کے بعد بچہ ہوا ہو تب بھی تک عورت نے اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے تب بھی وہ بچہ اسی شوہر کا ہے چاہے جتنی برس میں ہوا ہو اور یوں سمجھیں گے کہ طلاق دینے کے بعد عدت میں صحبت کی تھی اور طلاق سے باز آ گیا تھا اس لئے وہ عورت اب بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی اسی کی بیوی ہے اور نکاح سے اس کا نکلنا نہیں ہوا۔ اگر مرد کا انکار ہو تو وہ کہے کہ یہ میرا لڑکا نہیں ہے اور جب انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔ مسئلہ (۵): اگر طلاق بائن دی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو برس کے اندر اندر لڑکا پیدا ہو جب تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد ہو تو وہ حرامی ہے۔ ہاں اگر دو برس کے بعد پیدا ہونے پر بھی مرد دعویٰ کرے کہ یہ لڑکا میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اور یوں سمجھیں گے کہ عدت کے اندر دھوکہ سے صحبت کر لی ہوگی اس سے پیدا ہو گیا۔ مسئلہ (۶): اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب قریب ہو گئی ہے پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے۔ اور اگر نو مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے۔ البتہ اگر لڑکی عدت کے اندر یعنی تین مہینے سے پہلے اقرار کرے کہ مجھ کو پیٹ ہے تو وہ لڑکا حرامی نہ ہوگا دو برس کے اندر اندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلاوے گا۔ مسئلہ (۷): کسی کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہو تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا لڑکا ہے۔ ہاں اگر عورت اپنی عدت ختم ہو جانے کا اقرار کر چکی ہو تو سمجھی ہے اب حرامی کہا جائے گا۔ اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہوا تب بھی حرامی ہے۔ تنبیہ: ان مسئلوں سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی جو عادت ہے کہ اگر کسی کے مرنے کے پیچھے نو مہینے سے ایک دو مہینہ بھی زیادہ گزر کر لڑکا پیدا ہو تو اس عورت کو بدنام کرتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۸): نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم میں لڑکا پیدا ہو تو وہ حرامی ہے اگر پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا تو وہ شوہر کا ہے۔ اس پر کچھ شبہ کرنا گناہ ہے۔ البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہوگا۔ مسئلہ (۹): نکاح ہو گیا لیکن ابھی رواج کے موافق رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ میرا بچہ نہیں ہے تو وہ بچہ شوہر ہی کا کہا جائے گا حرامی نہیں کہا جائے گا اور دوسروں کو اسے حرامی کہنا درست نہیں۔ اگر شوہر کا نہ ہوتا تو وہ انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہوگا۔ مسئلہ (۱۰): میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی برسیں گزر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا اور شوہر اس کو اپنا ہی بتاتا ہے تب بھی وہ قاعدے سے قانون شرع حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے۔ البتہ اگر شوہر خبر پا کر انکار کرے تو لعان کا حکم ہوگا۔

اولاد کی پرورش کا بیان

مسئلہ (۱): میاں بیوی میں جدائی ہو گئی اور طلاق مل گئی اور گود میں بچہ ہے تو اس کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔

باپ اس کو نہیں چھین سکتا۔ لیکن لڑکے کا سارا خرچ باپ ہی کو دینا پڑے گا اگر ماں خود پرورش نہ کرے باپ کے حوالہ کر دے تو باپ کو لینا پڑے گا۔ عورت کو زبردستی نہیں دے سکتا۔ مسئلہ (۲): اگر ماں نہ ہو یا ہو لیکن اس نے بچہ کے لینے سے انکار کر دیا تو پرورش کا حق نانی اور پرنانی کو ہے۔ ان کے بعد دادی اور پردادی یہ بھی نہ ہوں تو سگی بہنوں کا حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں۔ سگی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں مگر جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کی اور اس بچہ کی ماں ایک ہو وہ پہلے ہیں۔ اور جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کا اور اس بچہ کا باپ ایک ہے وہ پیچھے ہیں۔ پھر خالہ اور پھر پھوپھی۔ مسئلہ (۳): اگر ماں نے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچہ کا محرم رشتہ دار نہیں یعنی اس رشتہ میں ہمیشہ کیلئے نکاح حرام نہیں ہوتا تو اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ البتہ اگر اسی بچہ کے کسی ایسے رشتہ دار سے نکاح کیا جس میں نکاح درست نہیں ہوتا جیسے اس کے چچا سے نکاح کر لیا یا ایسا ہی کوئی اور رشتہ ہو تو ماں کا حق باقی ہے۔ ماں کے سوا کوئی اور عورت جیسے بہن خالہ وغیرہ غیر مرد سے نکاح کر لے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ مسئلہ (۴): غیر مرد سے نکاح کر لینے کی وجہ سے حق جاتا رہا تھا لیکن پھر اس مرد نے چھوڑ دیا یا مر گیا تو اب پھر اس کا حق لوٹ آئے گا اور بچہ اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ مسئلہ (۵): بچہ کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی عورت بچہ کی پرورش کیلئے نہ ملے تو اب باپ سب سے زیادہ مستحق ہے۔ پھر دادا وغیرہ اسی ترتیب سے جو ہم نکاح کے ولی کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں۔ لیکن اگر نامحرم رشتہ دار ہو اور لڑکی کا ساتھ رہنے میں آئندہ چل کر کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ایسے شخص کے سپرد کریں گے جہاں ہر طرح اطمینان ہو۔ مسئلہ (۶): لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہو تب تک اس کی پرورش کا حق رہتا ہے۔ جب سات برس کا ہو گیا تو اب باپ اس کو زبردستی لے سکتا ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق نو برس تک رہتا ہے۔ جب لڑکی نو برس کی ہو گئی تو باپ لے سکتا ہے اب ماں کو روکنے کا حق نہیں۔

بیچنے اور مول لینے کا بیان

مسئلہ (۱): جب ایک شخص نے کہا میں نے یہ چیز اتنے داموں پر بیچ دی اور دوسرے نے کہا میں نے لے لی تو وہ چیز بک گئی۔ اور جس نے مول لیا ہے وہی اس کا مالک بن گیا اب اگر وہ چاہے کہ میں نہ بیچوں اپنے پاس رکھ لوں یا لینے والا یہ چاہے کہ میں نہ خریدوں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کو دینا پڑے گا اور اس کو لینا پڑے گا اسی کو بیع ہو جانا کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): ایک نے کہا میں نے یہ چیز دو روپیہ کو تمہارے ہاتھ بیچی۔ دوسری نے کہا مجھے منظور ہے یا یوں کہا میں نے لے لی یا میں راضی ہوں یا اچھا میں نے لے لیا تو ان سب باتوں سے وہ چیز بک گئی اب نہ تو بیچنے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ دے اور نہ لینے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ خریدے۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں طرف سے بات چیت ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوئی ہو۔ اگر ایک نے کہا میں نے یہ چیز چار پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی اور وہ دوسری چار پیسے کا نام سن کر کچھ نہیں بولی اٹھ کھڑی ہوئی یا کسی اور سے صلاح لینے چلی گئی یا اور کسی کام کو چلی گئی اس طرح جب گئی تب اس نے کہا اچھا میں نے چار پیسے کو خرید لی تو ابھی وہ چیز نہیں بکی۔ ہاں اگر اس کے بعد وہ بیچنے والی کہہ دے

وغیرہ یوں کہہ دے کہ میں نے دے دی یا یوں کہے کہ اچھا لے لاؤ تب بھی بک جائے گی۔ اسی طرح اگر وہ عورت اٹھ کھڑی
ہوئی یا کسی کام کو چلی گئی تب دوسری نے کہا میں نے لے لیا تب بھی وہ چیز نہیں بکی۔ خلاصہ مطلب یہ کہ جب ایک
ہی جگہ دونوں طرف سے بات چیت ہوگی تب وہ چیز بکے گی۔ مسئلہ (۳): کسی نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو دیدو۔
اس نے کہا میں نے دے دی اس سے بیع نہیں ہوئی البتہ اس کے بعد اگر مول لینے والی نے پھر کہہ دیا کہ میں نے لے
لی تو بک گئی۔ مسئلہ (۴): کسی نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو میں نے لے لی اس نے کہا لے لو تو بیع ہو گئی۔ مسئلہ (
۵): کسی نے کسی چیز کے دام چکا کر اتنے دام اس کے ہاتھ پر رکھ دیے اور وہ چیز اٹھا لی اور اس نے خوشی سے دام لے
لئے مگر زبان سے اس نے نہ کہا کہ میں نے اتنے داموں پر یہ چیز بیچی نہ اس نے کہا میں نے خریدی تو اس
لین دین ہو جانے سے بھی چیز بک جاتی ہے اور بیع درست ہو جاتی ہے۔ مسئلہ (۶): کوئی کنجڑن امرود بیچنے آئی۔
بے پوچھے گچھے بڑے بڑے چار امرود اس کے ٹوکرے سے نکال لئے اور ایک پیسہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اس نے
خوشی سے پیسہ لے لیا تو بیع ہو گئی چاہے زبان سے کسی نے کچھ کہا ہو چاہے نہ کہا ہو۔ مسئلہ (۷): کسی نے موتیوں
کی ایک لڑی کو کہا یہ لڑی دس پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی۔ اس پر خریدنے والی نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے
لے لئے یا یوں کہا آدھے موتی میں نے خرید لئے تو جب تک وہ بیچنے والی اس پر راضی نہ ہو بیع نہ ہوگی کیونکہ اس نے
پوری لڑی کا مول کیا ہے تو جب تک وہ راضی نہ ہو لینے والی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس میں سے کچھ لے اور کچھ
نہ لے اور پوری لڑی لینی پڑے گی۔ ہاں البتہ اگر اس نے یوں کہا ہو کہ ہر موتی ایک ایک پیسہ کو ہے تو اس نے کہا
اس میں سے پانچ موتی میں نے خریدے تو پانچ موتی بک گئے۔ مسئلہ (۸): کسی کے پاس چار چیزیں ہیں تھالی،
پیالی، بدھنا، لوٹا ہے۔ اس نے کہا یہ سب میں نے چار آنہ کو بیچا تو بے اس کی منظوری کے یہ اختیار نہیں ہے کہ کچھ
چیزیں لے اور کچھ چھوڑ دے کیونکہ وہ سب کو ساتھ ملا کر بیچنا چاہتی ہے۔ ہاں البتہ اگر ہر چیز کی قیمت الگ الگ
بتلا دے تو اس میں سے ایک آدھ چیز بھی خرید سکتی ہے۔ مسئلہ (۹): بیچنے اور مول لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو
سودا خریدے ہر طرح سے اس کو صاف کر لے کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھے جس سے جھگڑا بکھیڑا پڑے۔ اسی
طرح قیمت بھی صاف صاف مقرر اور طے ہو جانا چاہئے اگر ان دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی طرح سے معلوم اور
طے نہ ہوئی تو بیع صحیح نہ ہوئی۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے دو پیسے کی کوئی چیز خریدی۔ اب وہ کہتی ہے کہ پہلے تم
دو پیسے دو تب میں چیز دوں گی وہ کہتی ہے پہلے تو چیز دے دے تب میں دو پیسے دوں تو پہلے اس سے دام دلوائے جائیں
گے۔ جب یہ دام دے دے تب اس سے وہ چیز دلوا دیں گے۔ دام کے وصول پانے تک اس چیز کے نہ دینے کا اس کو
اختیار ہے اور اگر دونوں طرف ایسی ہی چیز ہے مثلاً دونوں طرف دام ہیں یا دونوں طرف سودا ہے جیسے روپے سے
پیسے بیچے یا کپڑے کے بدلے کپڑا لینے لگیں اور دونوں میں یہی جھگڑا آن پڑے تو دونوں سے کہا جائے گا کہ تم
اس کے ہاتھ پر رکھو اور وہ تمہارے ہاتھ پر رکھے۔

قیمت کے معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ (۱): کسی نے مٹھی بند کر کے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کی فلانی چیز دیدو اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے روپیہ ہے یا پیسہ ہے یا اشرفی ہے اور ایک ہے یا دو تو اس کی بیع درست نہیں۔ مسئلہ (۲): کسی شہر میں دو قسم کے پیسے چلتے ہیں تو یہ بھی بتلا دے کہ فلانے پیسے کے بدلے میں یہ چیز لیتی ہوں۔ اگر کسی نے یہ نہیں بتلایا فقط اتنا ہی کہہ دیا کہ میں نے یہ چیز ایک پیسہ کو بیچی۔ اس نے کہا میں نے لے لی تو دیکھو وہاں کس پیسہ کا زیادہ رواج ہے جس پیسہ کا رواج زیادہ ہو وہی پیسہ دینا پڑے گا اگر دونوں کا رواج برابر برابر ہو تو بیع درست نہیں رہی بلکہ فاسد اور خراب ہو گئی۔ مسئلہ (۳): کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دیدو۔ اور اس نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے اور وہ چیز دیدی لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ کتنے آنے ہاتھ میں ہیں تب بھی بیع درست ہے۔ اسی طرح اگر پیسوں کی ڈھیری سامنے پڑی ہے پر گنی ہوئی نہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بیچنے والی اتنے داموں کو چیز بیچ ڈالے اور یہ نہ جانے کہ کتنے آنے ہیں تو بیع درست ہے۔ غرضیکہ جب اپنی آنکھ سے دیکھ لے کہ اتنے پیسے ہیں تو اس وقت اس کی مقدار بتلانا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر اس نے آنکھ سے نہیں دیکھا ہے تو اس وقت مقدار کا بتلانا ضروری ہے جیسے یوں کہے کہ پانچ آنے کو یہ چیز ہم نے لی۔ اگر اس صورت میں اس کی مقدار مقرر اور طے نہیں کی تو بیع فاسد ہو گئی۔ مسئلہ (۴): کسی نے یوں کہا آپ یہ چیز لے لیں۔ قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو دام ہوں گے آپ سے وہی لے لئے جائیں گے۔ میں بھلا آپ سے زیادہ لوں گی یا یوں کہا کہ آپ یہ چیز لیں میں گھر پوچھ کر جو کچھ قیمت ہو گی بتلا دوں گی۔ یا یوں کہا ابھی کل ہی یہ چیز فلانی نے لی ہے جو دام انہوں نے دیئے ہیں وہی دام آپ بھی دے دیجئے گا۔ یا اس طرح کہا جو آپ کا جی چاہے دے دیجئے گا۔ میں ہرگز انکار نہ کروں گی جو کچھ دیدو گی لے لوں گی یا اس طرح کہا بزاز سے پوچھوا لو جو اس کی قیمت ہو وہ دیدینا۔ یا یوں کہا فلانی کو دکھلا لو جو قیمت وہ کہہ دیں تم دیدینا تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ البتہ اگر اسی جگہ قیمت صاف معلوم ہو گئی اور جس گڑبڑ کی وجہ سے بیع فاسد ہوئی تھی وہ گڑبڑ جاتی رہی تو بیع درست ہو جائے گی۔ اور اگر جگہ بدل جانے کے بعد معاملہ صاف ہوا تو پہلی بیع فاسد رہی۔ البتہ اس صاف ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے بیع کر سکتی ہے۔ مسئلہ (۵): کوئی روزمرہ کا دستور ہے کہ جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے اسی کی دوکان سے منگالی جاتی ہے جیسے سیر بھر چھالیا مٹھائی تیل روپیہ کا آ گیا۔ کسی دن پان کتھا تیل گھی وغیرہ لے لیا اور قیمت کچھ نہیں پوچھی اور یوں سمجھی کہ جب حساب ہوگا تو جو کچھ نکلے گا دیدیا جائے گا۔ یہ درست ہے۔ اسی طرح عطار کی دوکان سے دوا کا نسخہ بندھوا منگایا اور قیمت نہیں دریافت کی اور خیال یہ کہ تندرست ہونے کے بعد جو دام ہوں گے دیئے جائیں گے یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۶): کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ یا چونی ہے اس نے کہا کہ اس روپیہ کی یہ چیز ہم نے لی تو اختیار ہے چاہے وہی روپیہ دے چاہے اس کے بدلے کوئی اور روپیہ مگر وہ روپیہ بھی کھوٹا نہ ہو۔ مسئلہ (۷): کسی نے ایک روپیہ کی چیز لی تو اختیار ہے چاہے ایک روپیہ دے چاہے

وہ اٹھنیاں دے سکتا ہے اور چاہے چونیاں دے سکتا ہے غرض دونوں دے سکتا ہے بیچنے والی اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر ایک روپیہ کے پیسے دے تو بیچنے والی کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے۔ اگر روپیہ لینے پر راضی نہ ہو تو روپیہ ہی دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۸): کسی نے تالا مول لیا یا صندوقچہ بیچا تو اس کی کنجی بھی بک گئی۔ کنجی کے دام الگ نہیں لے سکتی اور نہ کنجی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔

سودا معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ (۱): اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے چاہے تول کے حساب سے لے اور یوں کہہ دے کہ ایک روپیہ کے پندرہ سیر گیہوں میں نے خریدے اور چاہے یوں ہی مول کر کے لے لے اور یوں کہہ دے کہ گیہوں کی یہ ڈھیری میں نے ایک روپیہ کو خرید لی۔ پھر اس ڈھیری میں چاہے جتنے گیہوں نکلیں سب اسی کے ہیں۔ مسئلہ (۲): ککڑی آم امرود نارنگی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لے یا ویسے ہی ڈھیر کا مول کر کے لے لے۔ اگر ایک ٹوکری کے سب آم ایک آنے کو خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بیچنا درست ہے اور سب آم اسی کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ۔ مسئلہ (۳): کوئی عورت بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آئی اس سے کہا کہ ایک پیسہ کو اس اینٹ کے برابر تول دے اور وہ بھی اس اینٹ کے برابر تول دینے پر راضی ہو گئی اور اس اینٹ کا وزن کسی کو معلوم نہیں کہ کتنی بھاری ہے تو یہ بیچ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۴): آم کا یا امرود نارنگی وغیرہ کا پورا ٹوکرا ایک روپیہ کو اس شرط پر خریدا کہ اس میں چار سو آم ہیں۔ پھر جب گنے تو اس میں تین سو ہی نکلے تو لینے والی کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے۔ اگر لے لیا تو پورا ایک روپیہ نہ دینا پڑے گا بلکہ ایک سیکڑے کے دام کم کر کے فقط بارہ آنے دے اور اگر ساڑھے تین سو نکلے تو چودہ آنے دے۔ غرضیکہ جتنے آم کم ہوں اتنے دام بھی کم ہو جائیں گے اور اگر اس ٹوکرے میں سے چار سو سے زیادہ آم ہوں تو جتنے زیادہ ہیں وہ بیچنے والی کے ہیں۔ اس کو چار سو سے زیادہ لینے کا حق نہیں ہے۔ ہاں اگر پورا ٹوکرا خرید لیا اور یہ کچھ مقرر نہیں کیا کہ اس میں کتنے آم ہیں تو جو کچھ نکلے سب اسی کا ہے چاہے کم نکلیں اور چاہے زیادہ۔ مسئلہ (۵): بناری دوپٹہ یا تھان کا دوپٹہ یا پلنگ پوش یا ازار بند وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اس میں سے کچھ پھاڑ لیں تو نکما اور خراب ہو جائے گا اور خریدتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے۔ پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام کم نہ ہوں گے بلکہ جتنے دام طے ہوئے ہیں وہ پورے دینے پڑیں گے۔ ہاں کم نکلنے کی وجہ سے اس کو اتنی رعایت کی جائے گی کہ دونوں طرف سے پکی بیع ہو جانے پر بھی اس کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ نہ دینے پڑیں گے۔ مسئلہ (۶): کسی نے دو تھان ریشمی بزاز سے ایک روپیہ کے لئے جب کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک اس میں سوتی ہے تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی نہ ریشمی کی نہ سوتی کی۔ اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا نگ فیروزہ کا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں ہے بلکہ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے اب

پھیر دینے کی شرط کر لینے کا بیان اور اسکو شرع میں خیار شرط کہتے ہیں

مسئلہ (۱): خریدتے وقت یوں کہہ دیا کہ ایک دن یا دو دن یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے جی چاہے گا لیں گے نہیں تو پھیر دینگے تو یہ درست ہے۔ جتنے دن کا اقرار کیا ہے اتنے دن تک پھیر دینے کا اختیار ہے چاہے لے چاہے پھیر دے۔ مسئلہ (۲): کسی نے کہا تھا کہ تین دن تک مجھ کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے۔ پھر تین دن گزر گئے اور اس نے جواب کچھ نہیں دیا۔ نہ وہ چیز پھیری تو اب وہ چیز لینی پڑے گی۔ پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر وہ رعایت کر کے پھیر لے تو خیر پھیر دے بے رضامندی کے نہیں پھیر سکتی ہے۔ مسئلہ (۳): تین دن سے زیادہ کی شرط کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کسی نے چار یا پانچ دن کی شرط کی تو دیکھو تین دن کے اندر اس نے کچھ جواب دیا یا نہیں۔ اگر تین دن کے اندر اس نے پھیر دیا تو بیع پھر گئی۔ اور اگر کہہ دیا کہ میں نے لے لیا تو بیع درست ہو گئی اور اگر تین دن گزر گئے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ لے گی یا نہ لے گی تو بیع فاسد ہو گئی۔ مسئلہ (۴): اسی طرح بیچنے والی بھی کہہ سکتی ہے کہ تین دن تک مجھ کو اختیار ہے اگر چاہوں گی تو تین دن کے اندر پھیر لوں گی تو یہ بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۵): خریدتے وقت کہہ دیا تھا کہ تین دن تک مجھے پھیر دینے کا اختیار ہے۔ پھر دوسرے دن آئی اور کہہ دیا کہ میں نے وہ چیز لے لی۔ اب نہ پھیروں گی تو اب وہ اختیار جاتا رہا۔ اب نہیں پھیر سکتی بلکہ اگر اپنے ہی گھر میں آکر کہہ دیا کہ میں نے یہ چیز لے لی اب نہ پھیروں گی تب بھی وہ اختیار جاتا رہا اور جب بیع کا توڑنا اور پھیرنا منظور ہو تو بیچنے والی کے سامنے توڑنا چاہئے۔ اس کی پیٹھ پیچھے توڑنا درست نہیں۔ مسئلہ (۶): کسی نے کہا تین دن تک میری ماں کو اختیار ہے اگر کہے گی تو لے لوں گی نہیں تو پھیر دوں گی تو یہ بھی درست ہے اب تین دن کے اندر وہ یا اس کی ماں پھیر سکتی ہے اور اگر خود وہ یا اس کی ماں کہہ دے کہ میں نے لے لی اب نہ پھیروں گی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔
مسئلہ (۷): دو یا تین تھان لئے اور کہا کہ تین دن تک ہم کو اختیار ہے کہ اس میں سے جو پسند ہو گا ایک تھان دس روپے کا لیں گے تو یہ درست ہے تین دن کے اندر اس میں سے ایک تھان پسند کر لے چار پانچ تھان اگر لئے اور کہا کہ اس میں سے ایک پسند کر لیں گے تو یہ بیع فاسد ہے۔ مسئلہ (۸): کسی نے تین دن تک پھیر دینے کی شرط ٹھہرالی تھی پھر وہ چیز اپنے گھر برتنا شروع کر دی جیسے اوڑھنے کی چیز تھی تو اوڑھنے لگی یا پہننے کی چیز تھی اس کو پہن لیا۔ یا بچھانے کی چیز تھی اس کو بچھانے لگی تو اب پھیر دینے کا اختیار نہیں رہا۔ مسئلہ (۹): ہاں اگر استعمال صرف دیکھنے کے واسطے ہوا ہے تو پھیر دینے کا حق ہے۔ مثلاً سلا ہوا کرتا یا چادر یا دری خریدی تو یہ دیکھنے کیلئے کہ یہ کرتا ٹھیک بھی آتا ہے یا نہیں ایک مرتبہ پہن کر دیکھا اور فوراً اتار دیا یا چادر کی لمبائی چوڑائی اوڑھ کر دیکھی یا دری کی لمبائی چوڑائی بچھا کر دیکھی تو بھی پھیر دینے کا حق حاصل ہے۔

بے دیکھی ہوئی چیز کے خریدنے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع درست ہے لیکن جب دیکھے تو اس کو اختیار ہے پسند ہو تو رکھے نہیں تو پھیر دے اگرچہ اس میں کوئی عیب بھی نہ ہو

اور جیسی تم پہلے دیکھ چکی تھی ویسی ہی ہو تب بھی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۲): کسی نے بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی تو اس بیچنے والی کو دیکھنے کے بعد پھیر لینے کا اختیار نہیں۔ دیکھنے کے بعد اختیار فقط لینے والی کو ہوتا ہے۔ مسئلہ (۳): کسی نے کوئی کنجڑن سوندھی چھلیاں بیچنے کو لائی اس میں اوپر تو اچھی اچھی تھیں ان کو دیکھ کر پورا ٹوکرا لے لیا لیکن نیچے خراب نکلیں تو اب بھی اس کو پھیر دینے کا اختیار ہے۔ البتہ اگر سب چھلیاں یکساں ہوں تو تھوڑی سی چھلیاں دیکھ لینا کافی ہے۔ چاہے سب چھلیاں دیکھے چاہے نہ دیکھے پھیرنے کا اختیار نہ رہے گا۔ مسئلہ (۴): امرود یا انار یا نارنگی وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی کہ سب یکساں نہیں ہوا کرتیں تو جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار رہتا ہے۔ تھوڑے سے کے دیکھ لینے سے اختیار نہیں جاتا۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی کھانے پینے کی چیز خریدی تو اس میں فقط دیکھ لینے کا اختیار نہیں جانے کا بلکہ چکھنا بھی چاہئے۔ اگر چکھنے کے بعد ناپسند ٹھہرے تو پھیر دینے کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۶): بہت زمانہ ہو چکا کہ کوئی چیز دیکھی تھی۔ اب آج اس کو خرید لیا لیکن ابھی دیکھا نہیں پھر جب گھر لا کر دیکھا تو جیسی دیکھی تھی بالکل ویسا ہی اس کو پایا۔ تو اب دیکھنے کے بعد پھیر دینے کا اختیار نہیں ہے۔ ہاں اگر اتنے دنوں میں کچھ فرق ہو گیا ہو تو دیکھنے کے بعد اس کے لینے نہ لینے کا اختیار ہوگا۔

سودے میں عیب نکل آنے کا بیان: مسئلہ (۱): جب کوئی چیز بیچے تو واجب ہے کہ جو کچھ اس میں عیب خرابی ہو سب بتلا دے نہ بتلانا اور دھوکہ دے کر بیچ ڈالنا حرام ہے۔ مسئلہ (۲): جب خرید چکی تو دیکھا کہ اس میں کوئی عیب ہے۔ جیسے تھان کو چوہوں نے کتر ڈالا ہے۔ یا دوشالے میں کیڑا لگ گیا ہے یا اور کوئی عیب نکل آیا تو اب اس خریدنے والی کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور چاہے پھیر دے لیکن اگر رکھ لے تو پورے دام دینا پڑیں گے۔ اس عیب کے عوض میں کچھ دام کاٹ لینا درست نہیں۔ ہاں البتہ اگر دام کی کمی پر وہ بیچنے والی بھی راضی ہو جائے تو کم کر کے دینا درست ہے۔ مسئلہ (۳): کسی نے کوئی تھان خرید کر رکھا تھا کہ کسی لڑکے نے اس کا ایک کونا پھاڑ ڈالا یا قینچی سے کتر ڈالا اس کے بعد دیکھا کہ وہ اندر سے خراب ہے جا بجا چوہے کتر گئے ہیں تو اب اس کو نہیں پھیر سکتی کیونکہ ایک اور عیب تو اس کے گھر بھی میں ہو گیا ہے۔ البتہ اس عیب کے بدلے میں جو کہ بیچنے والی کے گھر کا ہے دام کم کر دیئے جائیں۔ لوگوں کو دکھایا جائے جو وہ تجویز کریں اتنا کم کر دو۔ مسئلہ (۴): اسی طرح اگر کپڑا قطع کر چکی تب عیب معلوم ہوا تب بھی پھیر نہیں سکتی۔ البتہ دام کم کر دیئے جائیں گے لیکن اگر بیچنے والی کہے کہ میرا قطع کیا ہوا پھیر دو۔ اور اپنے سب دام لے لو میں دام کم نہیں کرتی تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے۔ خریدنے والی انکار نہیں کر سکتی۔ اور اگر قطع کر کے سی بھی لیا تھا پھر عیب معلوم ہوا تو عیب کے بدلے دام کم دیئے جائیں گے۔ اور بیچنے والی اس صورت میں اپنا کپڑا نہیں لے سکتی اور اگر اس خریدنے والی نے وہ کپڑا بیچ ڈالا یا اپنے نابالغ بچے کو پہنانے کی نیت سے قطع کر ڈالا بشرطیکہ بالکل اس کے دے ڈالنے کی نیت ہو اور پھر اس میں عیب نکلا تو اب دام کم نہیں کئے جائیں گے اور اگر بالغ اولاد کی نیت سے قطع کیا تھا اور پھر عیب نکلا تو اب دام کم کر دیئے جائیں گے۔ مسئلہ (۵): کسی نے فی انڈا ایک پیسہ کے حساب سے کچھ انڈے خریدے۔ جب توڑے تو سب گندے نکلے تو سارے دام پھیر لے سکتی

ہے اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے بالکل خریدے ہی نہیں اور اگر بعض گندے نکلے، بعض اچھے تو گندوں کے دام پھیر سکتی ہے اور اگر کسی نے بیس پچیس انڈوں کے یکمشت دام لگا کر خرید لیے کہ یہ سب انڈے پانچ آنے کو میں نے لیے تو دیکھو کتنے خراب نکلے۔ اگر سو میں پانچ چھ خراب نکلے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اگر زیادہ خراب نکلے تو خراب کے دام حساب سے پھیر لے۔ مسئلہ (۶): کھیرا، ککڑی، خربوزہ، تربوز، لوکی، بادام، اخروٹ وغیرہ کچھ خریدے۔ جب توڑے تو اندر سے بالکل خراب نکلے اور دیکھو کہ کام میں آسکتے ہیں یا بالکل نکمے اور پھینک دینے کے قابل ہیں۔ اگر بالکل خراب اور نکمے ہوں تب تو یہ بیع بالکل صحیح نہیں ہوئی اپنے سب دام پھیر لے اور اگر کسی کام میں آسکتے ہوں تو جتنے دام بازار میں لگیں گے اتنے دیے جائیں گے پوری قیمت نہ دی جائے گی۔ مسئلہ (۷): اگر سو بادام میں چار ہی پانچ خراب نکلے تو کچھ اعتبار نہیں۔ اور اگر زیادہ خراب نکلے تو جتنے خراب ہیں ان کے دام کاٹ لینے کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۸): ایک روپے کے پندرہ سیر گیہوں خریدے یا ایک روپیہ کا ڈیڑھ سیر گھی لیا اس میں سے کچھ تو اچھا نکلا اور کچھ خراب نکلا تو یہ درست نہیں ہے کہ اچھا اچھا لے لے اور خراب خراب واپس پھیر دے بلکہ اگر لے تو سب لینا پڑے گا اور پھیر دے تو سب پھیر دے۔ ہاں البتہ اگر بیچنے والی خود راضی ہو جائے کہ اچھا اچھا لے لو اور جتنا خراب ہے وہ پھیر دو تو ایسا کرنا درست ہے بے اس کی مرضی کے نہیں کر سکتی۔ مسئلہ (۹): عیب نکلنے کے وقت پھیر دینے کا اختیار اسی وقت ہے جبکہ عیب دار چیز کے لینے پر کسی طرح رضامندی ثابت نہ ہوتی ہو اور اگر اس کے لینے پر راضی ہو جائے تو اب اس کا پھیرنا جائز نہیں۔ البتہ بیچنے والی خوشی سے پھیر لے تو پھیرنا درست ہے۔ جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی۔ جب گھر آئی تو معلوم ہوا کہ بیمار ہے یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے۔ پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ خیر ہم نے عیب دار ہی لے لی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اور اگر زبان سے کہا نہیں لیکن ایسے کام کیے جس سے رضامندی معلوم ہوتی ہے جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگی تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ مسئلہ (۱۰): بکری کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو پھیر سکتی ہے۔ مسئلہ (۱۱): موتیوں کا ہار یا کوئی اور زیور خریدا اور کسی وقت اس کو پہن لیا یا جوتا خریدا اور پہنے پہنے چلنے پھرنے لگی تو اب عیب کی وجہ سے پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر اس وجہ سے پہنا ہو کہ پاؤں میں دیکھوں آتا ہے یا نہیں اور اس کو چلنے میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی تو اس آزمائش کیلئے ذرا دیر کے پہننے سے کچھ حرج نہیں اب بھی پھیر سکتی ہے۔ اسی طرح کوئی چارپائی یا تخت خریدا اور کسی ضرورت سے اس کو بچھا کر بیٹھی یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اسی طرح اور سب چیزوں کو سمجھو کہ اگر اس سے کام لینے لگے تو پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا۔ مسئلہ (۱۲): بیچتے وقت اس نے کہہ دیا کہ خوب دیکھ بھال لو اگر اس میں کچھ عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں۔ اس کہنے پر بھی اس نے لے لیا تو اب چاہے جتنے عیب اس میں نکلیں پھیرنے کا اختیار نہیں ہے اور اسی طرح بیچنا بھی درست ہے اس کہہ دینے کے بعد عیب کا بتلانا واجب نہیں ہے۔

بیع باطل اور فاسد وغیرہ کا بیان: مسئلہ (۱): جو بیع شرع میں بالکل ہی غیر معتبر اور لغو ہو اور ایسا سمجھیں کہ گویا اس نے بالکل خریدا ہی نہیں اور اس نے بیچا ہی نہیں۔ اس کو باطل کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ خریدنے والی اس کی مالک نہیں ہوئی۔ وہ چیز اب تک اسی بیچنے والی کی ملک میں ہے اس لئے خریدنے والی کو وہ تو اس کا کھانا جائز نہ کسی کو دینا جائز ہے۔ کسی طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں اور جو بیع ہو تو گئی ہو لیکن اس میں کچھ خرابی آگئی ہے اس کو بیع فاسد کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک خریدنے والی کے قبضہ میں نہ آ جائے تب تک وہ خریدی ہوئی چیز اس کی ملک میں نہیں آئی اور جب قبضہ کر لیا تو ملک میں تو آگئی لیکن حلال طیب نہیں ہے اس لئے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں بلکہ ایسی بیع کا توڑ دینا واجب ہے۔ لینا ہو تو پھر سے بیع کریں اور مول لیں۔ اگر بیع نہیں توڑی بلکہ کسی اور کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی تو گناہ ہوا۔ اور دوسری خریدنے والی کیلئے اس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ اور یہ دوسری بیع درست ہو گئی۔ اگر نفع لیکر بیچا ہو تو نفع کا خیرات کر دینا واجب ہے اپنے کام میں لانا درست نہیں۔ مسئلہ (۲): زمینداروں کے یہاں یہ جو دستور ہے کہ تالاب کی مچھلیاں بیچ دیتے ہیں۔ یہ بیع باطل ہے تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جب تک شکار کر کے پکڑی نہ جائیں تب تک ان کا کوئی مالک نہیں ہے شکار کر کے جو کوئی پکڑے وہی ان کا مالک بن جاتا ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب سمجھو کہ جب زمیندار ان کا مالک ہی نہیں تو بیچنا کیسے درست ہوگا۔ ہاں اگر زمیندار خود مچھلیاں پکڑ کر بیچا کرے تو البتہ درست ہے۔ اگر کسی اور سے پکڑوا دیں تو وہی مالک بن جائے گا۔ زمیندار کا اس پکڑی ہوئی مچھلی میں کوئی حق نہیں ہے اسی طرح مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرنا بھی درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): کسی زمین میں خود بخود کوئی گھاس اگی۔ نہ اس نے لگایا نہ اس کو پانی دیکر سینچا۔ تو یہ گھاس بھی کسی کی ملک نہیں ہے جس کا جی چاہے کاٹ لے جائے نہ اس کا بیچنا درست ہے اور نہ کاٹنے سے کسی کو منع کرنا درست ہے البتہ اگر پانی دیکر سینچا اور خدمت کی ہو تو اس کی ملک ہو جائے گی اب بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو منع کرنا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۴): جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے پیدا ہونے سے پہلے اس بچہ کا بیچنا باطل ہے اور اگر پورا جانور بیچ دیا تو درست ہے لیکن اگر یوں کہہ دیا کہ میں یہ بکری تو بیچتی ہوں لیکن اس کے پیٹ کا بچہ نہیں بیچتی ہوں جب بچہ پیدا ہو تو وہ میرا ہے تو یہ بیع فاسد ہے۔ مسئلہ (۵): جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہے دوہنے سے پہلے اس کا بیچنا باطل ہے۔ پہلے دودھ دوہ لے تب بیچے۔ اسی طرح بھیڑ دنبہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے تب بالوں کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے۔ مسئلہ (۶): جو دھنی یا کڑی مکان یا چھت میں لگی ہوئی ہے کھودنے یا نکالنے سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۷): آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے اور ان چیزوں کا اپنے کام میں لانا اور برتنا بھی درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): بجز خنزیر کے دوسرے مردار کی ہڈی اور بال اور سینگ پاک ہیں ان سے کام لینا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۹): تم نے ایک بکری یا اور کوئی چیز کسی سے پانچ روپے کو مول لی اور اس بکری پر قبضہ کر لیا اور

اپنے گھر منگوا کر بند رکھے لیکن ابھی دام نہیں دیئے۔ پھر اتفاق سے اس کے دام نہ دے سکی یا اب اس کو رکھنا
منظور نہ ہوا اس لئے تم نے کہا کہ بکی بکری چار روپے میں لے جاؤ ایک روپیہ ہم تم کو اور دیتے ہیں یہ بیچنا اور لینا
جائز نہیں۔ جب تک اس کو روپیہ نہ دے چکے۔ اس وقت تک کم داموں پر اس کے ہاتھ بیچنا درست نہیں
ہے۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے اس شرط پر اپنا مکان بیچا کہ ایک مہینہ تک ہم نہ دیں گے بلکہ خود اس میں رہیں
گے۔ یا یہ شرط ٹھہرائی کہ اتنے روپے تم ہم کو قرض دے دو یا کپڑا اس شرط پر خریدا کہ تم ہی قطع کر کے سی دینا یا یہ
شرط کی کہ ہمارے گھر تک پہنچا دو۔ یا اور کوئی ایسی شرط مقرر کی جو شریعت سے واہیات اور ناجائز ہے تو یہ سب
بیع فاسد ہے۔ مسئلہ (۱۱): یہ شرط کر کے ایک گائے خریدی کہ یہ چار سیر دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد ہے البتہ
اگر کچھ مقدار نہیں مقرر کی فقط یہ شرط کی ہے کہ یہ گائے بہت دودھاری ہے تو یہ بیع جائز ہے۔ مسئلہ (۱۲):
مٹی یا چینی کے کھلونے یعنی تصویریں بچوں کیلئے خریدے تو یہ بیع باطل ہے۔ شرع میں ان کھلونوں کی قیمت
نہیں لہٰذا اس کے کچھ دام نہ دلائے جائیں گے۔ اگر کوئی توڑ دے تو کچھ تاوان بھی نہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (
۱۳): کچھ اناج گھی تیل وغیرہ روپیہ کے دس سیر یا اور کچھ نرخ طے کر کے خریدا تو دیکھو کہ اس بیع ہونے کے
بعد اس نے تمہارے یا تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے تول کر دیا ہے یا تمہارے اور تمہارے بھیجے
ہوئے آدمی کے سامنے نہیں تولا بلکہ کہا تم جاؤ ہم تول کر گھر بھیجے دیتے ہیں۔ یا پہلے سے الگ تولا ہوا رکھا تھا۔
اس نے اسی طرح اٹھا دیا پھر نہیں تولا یہ تین صورتیں ہوئیں۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ گھر میں لا کر اب اس کا
تولنا ضروری نہیں ہے بغیر تولے بھی اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ سب صحیح ہے اور دوسری اور تیسری صورت کا حکم
یہ ہے کہ جب تک خود نہ تول لے تب تک اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ کچھ درست نہیں۔ اگر بے تولے بیچ دیا تو یہ
بیع فاسد ہوگی۔ پھر اگر تول بھی لے تب بھی یہ بیع درست نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۴): بیچنے سے پہلے اس نے
تول کر تم کو دکھایا اس کے بعد تم نے خرید لیا اور پھر دوبارہ اس نے نہیں تولا تو اس صورت میں بھی خریدنے والی
کو پھر تولنا ضروری ہے۔ بغیر تولے کھانا اور بیچنا درست نہیں اور بیچنے سے پہلے اگرچہ اس نے تول کر دکھا دیا
ہے لیکن اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۵): زمین اور گاؤں اور مکان وغیرہ کے علاوہ اور جتنی چیزیں
ہیں ان کے خریدنے کے بعد جب تک قبضہ نہ کر لے تب تک بیچنا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۶): اگر بکری یا اور
کوئی چیز خریدی کچھ دن کے بعد ایک اور شخص آیا اور کہا یہ بکری تو میری ہے کسی نے یوں ہی پکڑ کر بیچ لی۔ اس کی
نہیں تھی تو اگر وہ اپنا دعویٰ قاضی مسلم کے یہاں دو گواہوں سے ثابت کر دے تو قضائے قاضی کے بعد بکری
اسی کو دینا پڑے گی اور بکری کے دام اس سے کچھ نہیں لے سکتے بلکہ جب بیچنے والا ملے تو اس سے دام وصول
کرو اس آدمی سے کچھ نہیں لے سکتے۔ مسئلہ (۱۷): کوئی مرغی یا بکری یا گائے وغیرہ مر گئی تو اس کی بیع
حرام اور باطل ہے بلکہ اس مری چیز کو بھنگی یا چمار کو کھانے کیلئے دینا بھی جائز نہیں البتہ چمار بھنگیوں سے پھینکنے
کیلئے اٹھوا دیا۔ پھر انہوں نے کھا لیا تو تم پر کچھ الزام نہیں اور اس کی کھال نکلوا کر درست کر لینے اور بنا لینے کے
بعد بیچنا اور اپنے کام میں لانا درست ہے۔ جیسا کہ پہلے حصے میں ہم نے بیان کیا ہے۔ وہاں دیکھ لو۔ مسئلہ

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ پنجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفع لیکر یا دام کے دام بیچنے کا بیان

مسئلہ (۱): ایک چیز ہم نے ایک روپیہ کو خریدی تھی تو اب اپنی چیز کا ہم کو اختیار ہے چاہے ایک ہی روپیہ کو بیچ ڈالیں اور چاہے دس بیس روپیہ کو بیچیں اس میں کوئی گناہ نہیں لیکن اگر معاملہ اس طرح طے ہوا کہ اس نے کہا ایک آنہ روپیہ منافع لیکر ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو۔ اس پر تم نے کہا اچھا ہم نے روپیہ پیچھے ایک آنہ نفع پر بیچا تو اب ایک روپیہ سے زیادہ نفع لینا جائز نہیں یا یوں ٹھہرا جتنے کو خریدا ہے اس پر چار آنہ نفع لے لو اب بھی ٹھیک ٹھیک دام بتلا دینا واجب ہے اور چار آنہ سے زیادہ نفع لینا درست نہیں اسی طرح اگر تم نے کہا کہ یہ چیز ہم تم کو خرید کے داموں پر دیدیں گے کچھ نفع نہ لیں گے تو اب کچھ نفع لینا درست نہیں۔ خریدی کے دام ٹھیک ٹھیک بتلا دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۲): کسی سودے کا یوں مول کیا کہ ایک روپیہ کے نفع پر بیچ ڈالو اس نے کہا اچھا میں نے اتنے ہی نفع پر بیچا یا تم نے کہا کہ جتنے کو لیا ہے اتنے ہی دام پر بیچ ڈالو۔ اس نے کہا اچھا تم وہی دو نفع کچھ نہ دینا لیکن اس نے ابھی یہ نہیں بتلایا کہ یہ چیز کتنے کی خریدی ہے تو دیکھو اگر اسی جگہ اٹھنے سے پہلے وہ اپنی خرید کے دام بتلا دے تب تو یہ بیع صحیح ہے اور اگر اسی جگہ نہ بتلا وے بلکہ یوں کہے کہ آپ لے جائیے حساب دیکھ کر بتلا دیا جائے گا اور کچھ کہا تو وہ بیع فاسد ہے۔ مسئلہ (۳): بیچنے کے بعد اگر معلوم ہوا کہ اس نے چالاکی سے اپنی خرید غلط بتلائی ہے اور نفع وعدہ سے زیادہ لیا ہے تو خریدنے والی کو دام کم دینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ اگر خریدنا منظور ہے تو وہی دام دینے پڑیں گے جتنے کو اس نے بیچا ہے۔ البتہ یہ اختیار ہے کہ اگر لینا منظور نہ ہو تو پھیر دے اور اگر خرید کے دام پر بیچ دینے کا اقرار تھا اور یہ وعدہ تھا کہ نہ ہم نفع لیں گے پھر اس نے اپنی خرید غلط اور زیادہ بتلائی تو جتنا زیادہ بتلایا ہے اس کے لینے کا حق نہیں ہے بیچنے والی کو اختیار ہے کہ فقط خرید کے دام دیوے اور جو زیادہ بتلایا ہے وہ نہ دیوے۔ مسئلہ (۴): کوئی چیز تم نے ادھار خریدی تو اب جب تک دوسرے خریدار کو یہ نہ بتلا دو کہ بھائی یہ چیز ہم نے ادھار لی ہے اس وقت تک اس کو نفع پر بیچنا یا خرید کے دام پر بیچنا جائز ہے بلکہ بتلا دے کہ یہ چیز میں نے ادھار خریدی تھی۔ پھر اس طرح نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنا درست ہے البتہ اگر اپنی خرید کے داموں کا کچھ ذکر نہ کرے پھر چاہے جتنے دام پر بیچ دے تو درست ہے۔ مسئلہ (۵): ایک کپڑا ایک روپیہ کا خریدا پھر چار آنہ دیکر اس کو رنگوایا یا اسکو دھلوایا یا سلوایا تو اب ایسا سمجھیں گے کہ سوا روپیہ کو اس نے مول لیا لہذا اب سوا روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کرکے نفع لینا درست ہے مگر یوں نہ کہے کہ سوا روپیہ کو میں نے لیا ہے بلکہ یوں کہے کہ سوا

روپیہ میں یہ چیز مجھ کو پڑی ہے تاکہ جھوٹ نہ ہونے پائے۔ مسئلہ (۶): ایک بکری چار روپے کو مول لی پھر مہینہ بھر تک رہی اور ایک روپیہ اس کی خوراک میں لگ گیا تو اب پانچ روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے البتہ اگر دودھ دیتی ہو تو جتنا دودھ دیا ہے اتنا گھٹا دینا پڑے گا۔ مثلاً اگر مہینہ بھر میں آٹھ آنے کا دودھ دیا ہے تو اب اس کی اصلی قیمت ساڑھے چار روپیہ ظاہر کرے اور یوں کہے کہ ساڑھے چار میں مجھ کو پڑی اور چونکہ عورتوں کو اس قسم کی ضرورت زیادہ نہیں پڑتی اس لئے ہم اور مسائل نہیں بیان کرتے۔

سودی لین دین کا بیان: سودی لین دین کا بڑا بھاری گناہ ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی اور اس سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلانے والے سودی دستاویز لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں اس لئے اس سے بہت بچنا چاہئے۔ اس کے مسائل بہت نازک ہیں۔ ذرا ذرا سی بات میں سود کا گناہ ہو جاتا ہے اور انجان لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا۔ ہم ضروری ضروری مسئلے یہاں بیان کرتے ہیں۔ لین دین کے وقت ہمیشہ ان کا خیال رکھا کرو۔

مسئلہ (۱): ہندوپاکستان کے رواج سے سب چیزیں چار قسم کی ہیں۔ ایک تو خود سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔ دوسرے اس کے سوا وہ چیزیں جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، غلہ، لوہا، تانبا، روئی، ترکاری وغیرہ۔ تیسرے وہ چیزیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا۔ چوتھے وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے، آم، امرود، نارنگی، بکری، گائے، گھوڑا وغیرہ ان سب چیزوں کا حکم الگ الگ سمجھو۔

چاندی سونے اور اس کی چیزوں کا بیان: مسئلہ (۲): چاندی سونا خریدنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ چاندی کو چاندی سے اور سونے کو سونے سے خریدا جیسے ایک روپیہ کی چاندی خریدنا منظور ہے یا آٹھ آنہ کی چاندی خریدی اور دام میں اٹھنی دی یا اشرفی سے سونا خریدا غرضیکہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو ایسے وقت دو باتیں واجب ہیں ایک تو یہ کہ دونوں طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو۔ دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے کچھ ادھار باقی نہ رہے۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کے خلاف کیا تو سود ہو گیا مثلاً ایک روپیہ کی چاندی تم نے لی تو وزن میں ایک روپیہ کے برابر لینا چاہئے اگر روپیہ بھر سے کم لی یا اس سے زیادہ لی تو یہ سود ہو گیا۔ اسی طرح اگر تم نے روپیہ دیدیا لیکن اس نے چاندی ابھی نہیں دی، تھوڑی دیر میں تم سے الگ ہو کر دینے کا وعدہ کیا یا اسی طرح تم نے ابھی روپیہ نہیں دیا چاندی ادھار لے لی تو یہ بھی سود ہے۔ مسئلہ (۳): دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں طرف ایک قسم کی چیز نہیں بلکہ ایک طرف چاندی اور ایک طرف سونا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں ایک روپیہ کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے اسی طرح ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے جائز ہے لیکن جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جانا اور کچھ ادھار نہ رہنا یہاں بھی واجب ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ مسئلہ (۴): بازار میں چاندی کا بھاؤ بہت تیز

ہے یعنی اٹھارہ آنے کی روپے بھر چاندی ملتی ہے روپیہ بھر کوئی نہیں دیتا چاندی کا زیور بہت عمدہ بنا ہوا ہے اور دس
روپیہ بھر اس کا وزن ہے مگر بارہ سے کم میں نہیں ملتا تو سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ روپے سے نہ خریدو بلکہ
پیسوں سے خریدو اور اگر زیادہ لینا ہو تو اشرفیوں سے خریدو یعنی اٹھارہ آنے پیسوں کے عوض میں روپیہ بھر چاندی
لے لو یا کچھ ریزگاری یعنی ایک روپیہ سے کم اور کچھ پیسے دیکر خرید لو تو گناہ نہ ہوگا لیکن ایک روپیہ نقد اور دو آنے
پیسے نہ دینا چاہئے نہیں تو سود ہو جائے گا اسی طرح اگر آٹھ روپے بھر چاندی نو روپے میں لینا منظور ہے تو سات
روپے اور دو روپے کے پیسے دیدو سات روپے کے عوض میں سات روپے بھر چاندی ہوگئی۔ باقی سب چاندی ان
پیسوں کے عوض میں آگئی اگر دو روپے کے پیسے نہ دو تو کم سے کم اٹھارہ آنے کے پیسے ضرور دینے چاہئیں یعنی
سات روپے اور چودہ آنے کی ریزگاری اور اٹھارہ آنے کے پیسے دیئے تو چاندی کے مقابلہ میں تو اسی کے برابر
چاندی آئی جو کچھ بچی وہ سب پیسوں کے عوض میں ہوگئی۔ اگر آٹھ روپے اور ایک روپے کے پیسے دوگی تو گناہ
سے نہ بچ سکو گی کیونکہ آٹھ روپے کے عوض میں آٹھ روپے بھر چاندی ہونی چاہئے پھر یہ پیسے کیسے اس لئے سود ہو
گیا غرضیکہ اتنی بات ہمیشہ خیال رکھو کہ جتنی چاندی لی ہے تو اس سے کم چاندی دو اور باقی پیسے دو۔ اگر پانچ روپے
بھر چاندی لی ہے تو پورے پانچ روپے نہ دو۔ دس روپے بھر چاندی لی تو پورے دس روپے نہ دو کم دو باقی پیسے شامل
کرو تو سود نہ ہوگا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس طرح ہرگز سودا نہ کرو کہ نو روپے کی اتنی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو کہ
سات روپے اور دو روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دیدو اور اگر اس طرح کہا تو پھر سود ہو گیا۔ خوب سمجھ
لو۔ مسئلہ (۵): اور اگر دونوں لینے دینے والے رضامند ہو جائیں تو ایک آسان بات یہ ہے کہ جس طرف
چاندی وزن میں کم ہو اس طرف پیسے شامل ہونے چاہئیں۔ مسئلہ (۶): اور ایک اس سے بھی زیادہ آسان
بات یہ ہے کہ دونوں آدمی جتنے چاہیں روپے رکھیں اور جتنی چاہیں چاندی رکھیں مگر دونوں آدمی ایک ایک پیسہ بھی
شامل کر دیں اور یوں کہہ دیں کہ ہم اس چاندی اور اس پیسہ کو اس روپے اور اس پیسے کے بدلے لیتے ہیں تو
سارے بکھیڑوں سے بچ جاؤ گی۔ مسئلہ (۷): اگر چاندی سستی ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ روپے بھر ملتی ہے
تو روپیہ کی روپیہ بھر لینے میں اپنا نقصان ہے تو اس کے لینے اور سود سے بچنے کی یہ صورت ہے کہ داموں میں کچھ نہ
کچھ پیسے ضرور ملا دو۔ کم سے کم دو ہی آنے یا ایک آنہ یا ایک پیسہ ہی سہی مثلاً دس روپے کی چاندی پندرہ روپے بھر
لی تو نو روپے اور ایک روپے کے پیسے دیدو یا دو ہی آنے کے پیسے دیدو۔ باقی روپے اور ریزگاری دیدو تو ایسا
سمجھیں گے کہ چاندی کے عوض میں اس کے برابر چاندی لی باقی سب چاندی ان پیسوں کے عوض میں ہے اس
طرح گناہ نہ ہوگا اور وہ بات یہاں بھی ضرور خیال رکھو کہ یوں نہ کہو کہ اس روپے کی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو کہ نو
روپے اور ایک روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دیدو غرضیکہ جتنے پیسے شامل کرنا منظور ہیں۔ معاملہ
کرتے وقت ان کو صاف کہہ بھی دو ورنہ سود سے بچاؤ نہ ہوگا۔ مسئلہ (۸): کھوٹی اور خراب چاندی دیکر اچھی
چاندی لینا ہے اور اچھی چاندی اس کے برابر نہیں ملتی تو یوں کرو کہ یہ خراب چاندی پہلے بیچ ڈالو جو دام ملیں ان
کی اچھی چاندی خرید لو اور بیچنے اور خریدنے میں اسی قاعدہ کا خیال رکھو جو اوپر بیان ہوا یہاں بھی دونوں آدمی

لیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو یہ جائز اور سودی معاملہ ہو گیا۔ مسئلہ (۱۵): اگر تمہارے پاس اس وقت پیسہ ہو اور ادھار لینا چاہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جتنے دام تم کو دینا چاہئیں اتنے روپے اس سے قرض لیکر خریدی ہوئی چیز کے دام بیباق کر دو۔ قرض کی ادائیگی تمہارے ذمہ رہ جائے گی اس کو جب چاہے دینا۔ مسئلہ (۱۶): ایک کام والا دوپٹہ یا ٹوپی وغیرہ دس روپے کو خریدا تو دیکھو اس میں کتنے روپے بھر چاندی نکلے گی جتنے روپے چاندی اس میں ہو اتنے روپے اسی وقت پاس رہتے دینا واجب ہیں۔ باقی روپیہ جب چاہو دو یہی حکم جڑاؤ زیور وغیرہ کی خرید کا ہے مثلاً پانچ روپے کا زیور خریدا اور اس میں دو روپے بھر چاندی ہے تو دو روپے اسی وقت دیدو باقی جب چاہے دینا۔ مسئلہ (۱۷): ایک روپیہ یا کئی روپے کے پیسے لئے یا پیسے دیکر روپیہ لیا تو اس کا یہ حکم ہے دونوں طرف سے لین دین ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک طرف سے ہو جانا کافی ہے۔ مثلاً تم نے روپیہ اسی وقت دیدیا لیکن اس نے پیسے ذرا دیر کے بعد دیئے یا اس نے پیسے اسی وقت دیدیئے تم نے روپیہ علیحدہ ہونے کے بعد دیا یہ درست ہے البتہ اگر پیسوں کے ساتھ ریزگاری بھی لی ہو تو ان کا لین دین دونوں طرف سے اسی وقت ہو جانا چاہئے کہ یہ روپیہ دیدے اور وہ ریزگاری دیدے لیکن یاد رکھو کہ پیسوں کا یہ حکم اسی وقت ہے جب دوکاندار کے پاس پیسے ہوں تو کسی وجہ سے نہیں دے سکتا یا گھر پر تھے وہاں جا کر لا دیا تب دیکھو اگر پیسے نہیں تھے کہا جب سودا بکے اور پیسے آئیں تو لے لینا یا کچھ پیسے ابھی دیدیئے اور باقی کی نسبت کہا جب بکری ہو اور پیسے آئیں تو لے لینا یہ درست نہیں اور چونکہ اکثر پیسوں کے موجود نہ ہونے ہی سے یہ معاملہ ہوتا ہے اس لئے سب سے بہتر ہے کہ بالکل پیسے ادھار نہ چھوڑے اور اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ جتنے پیسے موجود ہیں اتنے لے لو اور روپیہ امانت رکھو جب سب پیسے دے اس وقت بیع کر لینا۔ مسئلہ (۱۸): اگر اشرفی دیکر روپے لئے تو دونوں طرف سے لین دین سامنے رہتے رہتے ہو جانا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۹): چاندی سونے کی چیز روپوں یا اشرفیوں سے خریدی اور یہ شرط کر لی کہ ایک دن تک یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے جائز نہیں ایسے معاملہ میں یہ اقرار نہ کرنا چاہئے۔

جو چیزیں تول کر بکتی ہیں ان کا بیان: مسئلہ (۱): ان چیزوں کا حکم سنو جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، گوشت، لوہا، تانبا، ترکاری، نمک وغیرہ اس قسم کی چیزوں میں سے اگر ایک چیز کو اسی قسم کی چیز سے بیچنا اور بدلنا چاہو مثلاً ایک گیہوں دیکر دوسرے گیہوں لئے یا ایک دھان دیکر دوسرے دھان لئے یا آٹے سے آٹا یا اسی طرح کوئی اور چیز غرضیکہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہو تو اس میں بھی ان دونوں باتوں کا رکھنا واجب ہے ایک تو یہ کہ دونوں طرف بالکل برابر ہو ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو ورنہ سود ہو جائے گا دوسری یہ کہ اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے قبضہ اور لین دین ہو جائے۔ اگر قبضہ نہ ہو تو کم از کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں گیہوں الگ الگ کر کے رکھ دیئے جائیں تم اپنے گیہوں تول کر الگ رکھ دو کہ دیکھو یہ رکھے ہیں جب تمہارا جی چاہے لیجانا۔ اسی طرح وہ بھی اپنے گیہوں تول کر الگ کر دے اور کہہ دے کہ یہ تمہارے الگ رکھے ہیں جب چاہو لے جانا اگر یہ بھی نہ کیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئی تو سود کا گناہ ہو

برابر ہونا اور ہاتھوں ہاتھ ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہوئی تو سود ہوگیا کیونکہ دونوں چیزیں تانبے کی ہیں اس لئے وہ ایک ہی قسم کی گنی جائیں گی۔ اسی طرح اگر وزن میں برابر ہو ہاتھوں ہاتھ نہ ہوئی تب بھی سود ہوا۔ البتہ اگر ایک طرف تانبے کا برتن ہو دوسری طرف لوہے کا یا پیتل وغیرہ کا تو وزن کی کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھوں ہاتھ ہو۔ مسئلہ (۱۱): کسی سے سیر بھر گیہوں قرض لئے اور یوں کہا کہ ہمارے پاس گیہوں تو ہیں نہیں ہم اس کے عوض دو سیر چنے دے دیں گے تو جائز نہیں کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ گیہوں کو چنے سے بدلتی ہے اور بدلتے وقت ایسی چیزوں کا اسی وقت لین دین ہونا چاہئے کچھ ادھار نہ رہنا چاہئے اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرے کہ گیہوں ادھار لیجائے اس وقت یہ نہ کہے کہ اس کے بدلے ہم چنے دیں گے بلکہ کسی دوسرے وقت چنے لاکر کہے بہن اس گیہوں کے بدلے تم یہ چنے لے لو۔ یہ جائز ہے۔ مسئلہ (۱۲): یہ جتنے مسئلے بیان ہوئے سب میں اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہوجانا یا کم سے کم اسی وقت سامنے دونوں چیزیں الگ کرکے رکھ دینا شرط ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو سودی معاملہ ہوا۔ مسئلہ (۱۳): جو چیزیں تول کر نہیں بکتیں بلکہ گز سے ناپ کر یا گن کر بکتی ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دیکر اسی قسم کی چیز لو جیسے امرود دیکر دوسرے امرود لئے یا نارنگی دیکر نارنگی لی یا کپڑا دیکر دوسرا ویسا ہی کپڑا لیا تو برابر ہونا شرط نہیں کمی بیشی جائز ہے لیکن اسی وقت لین دین ہوجانا واجب ہے اور اگر ادھر اور چیز ہے اور دوسری طرف اور چیز مثلاً امرود دیکر نارنگی لی یا گیہوں دیکر امرود لئے یا تنزیب دیکر لٹھا یا گاڑھا لیا تو ہر حال جائز ہے نہ تو دونوں کا برابر ہونا واجب ہے اور نہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۴): سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ علاوہ چاندی سونے کے اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہو اور وہ چیز تول کر بکتی ہو جیسے گیہوں کے عوض گیہوں اور چنے کے عوض چنا وغیرہ تب تو وزن میں برابر ہونا بھی واجب ہے اور اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہوجانا بھی واجب ہے اور اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے لیکن تول کر نہیں بکتی جیسے امرود دیکر امرود اور نارنگی دیکر نارنگی یا کپڑا دیکر ویسا ہی کپڑا لیا یا ادھر سے اور چیز ہے اور ادھر سے اور چیز ہے لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں جیسے گیہوں کے بدلے چنا، چنے کے بدلے جوار لینا ان دونوں صورتوں میں وزن کا برابر ہونا واجب نہیں کمی بیشی جائز ہے البتہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے اور جہاں دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں طرف ایک ہی چیز نہیں اس طرف کچھ اور ہے اور اس طرف کچھ اور اور وہ دونوں وزن کے حساب سے بھی نہیں بکتیں وہاں کمی بیشی بھی جائز ہے اور اسی وقت لین دین کرنا بھی واجب نہیں جیسے امرود دیکر نارنگی لینا خوب سمجھ لو۔

مسئلہ (۱۵): چینی کا ایک برتن دوسرے چینی کے برتن سے بدل لیا یا چینی کو تام چینی سے بدلا تو اس میں برابری واجب نہیں بلکہ ایک کے بدلے دو لے تب بھی جائز ہے اسی طرح ایک سوئی دیکر دو سوئیاں یا تین یا چار لینا بھی جائز ہے لیکن اگر دونوں طرف چینی یا دونوں طرف تام چینی ہو تو اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہوجانا چاہئے اور اگر قسم بدل جائے مثلاً چینی سے تام چینی بدلی تو یہ بھی واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۶): تمہارے پاس تمہاری پڑوسن آئی کہ تم نے جو سیر بھر آٹا پکایا ہے وہ روٹی ہم کو دیدو ہمارے گھر مہمان آگئے ہیں

اور یہ سیر بھر آٹا یا گیہوں لیلو اس وقت روٹی دیدو پھر ہم سے آٹا یا گیہوں لے لینا یہ درست ہے۔ مسئلہ (۱۷) اگر نوکر سے کوئی چیز منگاؤ تو اس کو خوب سمجھا دو کہ اس چیز کو اس طرح خرید کر لانا۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ بے قاعدہ خرید لاوے جس میں سود ہو جائے پھر تم اور سب بال بچے اس کو کھاویں اور حرام کھانا کھانے کے وبال میں گرفتار ہوں اور جس جس کو تم کھلاؤ مثلاً میاں کو مہمان کو سب کا گناہ تمہارے اوپر پڑے۔

بیع سلم کا بیان

مسئلہ (۱) فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس روپے دیئے اور یوں کہا کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلانے مہینے میں فلاں تاریخ میں ہم تم سے ان دس روپے کے گیہوں لیں گے اور نرخ اسی وقت طے کر لیا کہ روپیہ کے پندرہ سیر یا روپے کے بیس سیر کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے۔ جس مہینہ کا وعدہ ہوا ہے اس مہینہ میں اس کو اسی بھاؤ گیہوں دینا پڑینگے چاہے بازار میں گراں بکے چاہے سستے۔ بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس بیع کو بیع سلم کہتے ہیں اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں ان کو خوب غور سے سمجھو۔ اول شرط یہ ہے کہ گیہوں وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف ایسی طرح بتلا دے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا نہ پڑے مثلاً کہہ دے کہ فلاں قسم کا گیہوں دینا، بہت پتلا نہ ہو، نہ پالا مارا ہوا ہو، عمدہ ہو خراب نہ ہو۔ اس میں کوئی اور چیز چنے مٹر وغیرہ نہ ملے ہوں۔ خوب سوکھے ہوں، گیلے نہ ہوں غرضیکہ جس قسم کی چیز لینا ہو ویسی بتلا دینا چاہیئے تاکہ اس وقت بکھیڑا نہ ہو اگر اس وقت صرف اتنا کہہ دیا کہ دس روپے کے گیہوں دیدینا تو جائز ہوا یا یوں کہا کہ دس روپے کے دھان دیدینا یا چاول دیدینا اس کی قسم کچھ نہیں بتلائی یہ سب ناجائز ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ نرخ بھی اسی وقت طے کرے روپیہ کے پندرہ سیر یا بیس سیر کے حساب سے لیں گے۔ اگر یوں کہا کہ اس وقت جو بازار کا بھاؤ ہو اس حساب سے ہم کو دینا یا اس سے دو سیر زیادہ دینا تو یہ جائز نہیں۔ بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہ کرو اسی وقت اپنے لینے کا نرخ مقرر کر لو۔ وقت آنے پر اسی مقرر کئے ہوئے بھاؤ سے لیلو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ جتنے روپے کے لینے ہوں اسی وقت بتلا دو کہ ہم دس روپے یا بیس روپے کے گیہوں لیں گے اگر یہ نہیں بتلایا یونہی گول مول کہہ دیا کہ تھوڑے روپے کے ہم بھی لیں گے تو یہ صحیح نہیں۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ اسی وقت اسی جگہ رہتے رہتے سب روپے دیدے اگر معاملہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپیہ دیا تو وہ معاملہ باطل ہو گیا۔ اب پھر سے کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر پانچ روپے تو اسی وقت دیدیئے اور پانچ روپے دوسرے وقت دیئے تو پانچ روپے میں بیع سلم باقی رہی اور پانچ روپے میں باطل ہو گئی۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ اپنے لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینہ کے بعد فلانی تاریخ ہم گیہوں لیں گے مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتنی مقرر کرے جائز ہے لیکن دن تاریخ مہینہ سب مقرر کر دے تاکہ بکھیڑا نہ پڑے کہ وہ کہے میں ابھی نہ دوں گا تم کہو نہیں آج ہی دو اس لئے پہلے ہی سب طے کر لو اگر دن تاریخ مہینہ مقرر نہ کیا بلکہ یوں کہا کہ جب فصل کٹے گی تب دیدینا تو یہ صحیح نہیں۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ یہ بھی مقرر کرے کہ فلانی جگہ وہ گیہوں دینا یعنی اسی شہر میں یا کسی

دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کیلئے کہہ دے یوں کہہ دے کہ ہمارے گھر پہنچا دیا غرضیکہ جو منظور ہو
صاف بتلا دے۔ اگر یہ نہیں بتلایا تو بیع صحیح نہیں البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کے لانے اور لیجانے میں کچھ مزدوری
نہیں لگتی مثلاً مشک خریدا یا سچے موتی یا اور کچھ تو لینے کی جگہ بتلانا ضروری نہیں جہاں یہ ملے اس کو دیدے اگر ان
شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے ورنہ درست نہیں۔ مسئلہ (۲): گیہوں وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو
چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی کیفیت بیان کر کے مقرر کر دی جائے کہ لینے کے وقت کچھ جھگڑا ہونے کا ڈر نہ رہے ان کی بیع
سلم بھی درست ہے جیسے انڈے، اینٹیں، کپڑا مگر سب باتیں طے کر لے کہ اتنی بڑی اینٹ ہو اتنی لمبی اتنی چوڑی ہو۔ کپڑا
سوتی ہو اتنا لمبا، اتنا چوڑا ہو، باریک ہو یا موٹا ہو۔ دیسی ہو یا ولایتی ہو غرضیکہ سب باتیں بتلا دینا چاہئیں کچھ گنجلک باقی نہ رہے۔
مسئلہ (۳): روپیہ کی پانچ گٹھری یا پانچ گٹھے کے حساب سے بھوسا بطور بیع سلم کے لیا تو یہ درست نہیں کیونکہ
گٹھری اور گٹھے کی مقدار میں بہت فرق ہوتا ہے البتہ اگر کسی طرح سے سب کچھ مقرر کر دے یا تول کر وزن کے
حساب سے بیع کرے تو درست ہے۔ مسئلہ (۴): بیع سلم کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ جس وقت معاملہ
کیا ہے اس وقت سے لیکر لینے اور وصول پانے کے زمانہ تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو اگر اس درمیان
میں وہ چیز بالکل نایاب ہو جائے کہ اس ملک میں بازاروں میں نہیں ملتی گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت جھیل کر
منگوا سکے تو وہ بیع سلم باطل ہو گئی۔ مسئلہ (۵): معاملہ کرتے وقت یہ شرط کر دی کہ فصل کے کٹنے پر ہم فلانے مہینے
میں نئے گیہوں لیں گے یا فلانے کھیت کے گیہوں لیں گے تو یہ معاملہ جائز نہیں اس لئے یہ شرط نہ کرنا چاہئے۔
پھر وقت مقرر پر اس کو اختیار ہے کہ چاہے نئے دے یا پرانے البتہ اگر نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے کی شرط
کرنا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۶): تم نے دس روپے کے گیہوں لینے کا معاملہ کیا تھا وہ مدت گزر گئی بلکہ زیادہ
ہو گئی مگر اس نے ابھی تک گیہوں نہیں دیئے اور نہ دینے کی امید ہے تو اب یہ کہنا جائز نہیں کہ اچھا تم گیہوں نہ دو بلکہ
گیہوں کے بدلے اتنے چنے یا دھان یا اتنی فلاں چیز دیدو۔ گیہوں کے عوض کسی اور چیز کا لینا جائز نہیں یا تو اس کو
کچھ مہلت دیدو اور بعد مہلت کے گیہوں لو یا اپنا روپیہ واپس لے لو اسی طرح اگر بیع سلم کو تم دونوں نے توڑ دیا کہ
ہم وہ معاملہ توڑتے ہیں گیہوں نہ لیں گے روپیہ واپس دیدو یا تم نے نہیں توڑا بلکہ وہ معاملہ خود ہی ٹوٹ گیا جیسے وہ
چیز نایاب ہو گئی کہیں نہیں ملتی تو اس صورت میں تم کو صرف روپے لینے کا اختیار ہے اس روپے کے عوض اس سے
کوئی اور چیز لینا درست نہیں پہلے روپے لے لو لینے کے بعد اس سے جو چیز چاہو خریدو۔

قرض لینے کا بیان

مسئلہ (۱): جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز تم دے سکتی ہو اس کا قرض لینا درست ہے جیسے اناج، انڈے،
گوشت وغیرہ اور جو چیز ایسی ہو کہ ویسی ہی چیز دینا مشکل ہے تو اس کا قرض لینا درست نہیں، جیسے امرود،
نارنگی، بکری، مرغی وغیرہ۔ مسئلہ (۲): جس زمانہ میں روپے کے دس سیر گیہوں ملتے تھے اس وقت تم نے
پانچ سیر گیہوں قرض لئے پھر گیہوں سستے ہو گئے اور روپے کے بیس سیر ملنے لگے تو تم کو وہی پانچ سیر گیہوں دینا

دے کہ یہ چیز میں لیتا ہوں مجھ کو دیدو یا یوں کہہ دے کہ یہ میری چیز تم لے لو اور اسکے دام دیدو بغیر بتلائے ہوئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۰): تم نے ماما سے بکری کا گوشت منگایا وہ گائے کا گوشت لے آئی تم کو اختیار ہے چاہے لو چاہے نہ لو۔ اسی طرح تم نے آلو منگوائے وہ بھنڈیاں لے آئی یا چھوارے لے آئی تو اس کا لینا ضروری نہیں اگر تم انکار کردو تو اس کو لینا پڑیگا۔ مسئلہ (۱۱): تم نے ایک پیسہ کی چیز منگوائی وہ دو پیسہ کی لے آئی تو تم کو اختیار ہے کہ ایک ہی پیسہ کے موافق لو اور ایک پیسہ کی جو زیادہ لائی وہ اسی کے سر ڈالو۔ مسئلہ (۱۲): تم نے دو شخصوں کو بھیجا کہ جاؤ فلاں چیز خرید لاؤ تو خریدتے وقت دونوں کو موجود رہنا چاہئے فقط ایک آدمی کو خریدنا جائز نہیں اگر ایک ہی آدمی خریدے تو وہ بیع موقوف ہے جب تم منظور کرلوگی تو صحیح ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱۳): تم نے کسی سے کہا کہ ہمیں ایک گائے یا بکری یا اور کچھ کہا کہ فلانی چیز خرید دو اور اس نے خود نہیں خریدا بلکہ کسی اور سے کہہ دیا اس نے خرید دیا تو اس کا لینا تمہارے ذمہ واجب نہیں ہے چاہے لو چاہے نہ لو دونوں اختیار ہیں۔ البتہ اگر وہ خود تمہارے لئے خریدے تو تم کو لینا پڑے گا۔

وکیل کے برطرف کر دینے کا بیان: وکیل کو موقوف اور برطرف کرنے کا تم کو ہر وقت اختیار ہے مثلاً تم نے کسی سے کہا تھا کہ ہم کو ایک بکری کی ضرورت ہے کہیں مل جائے تو لے لینا پھر منع کر دیا کہ اب نہ لینا تو اب اس کو لینے کا اختیار نہیں اگر لے لیگا تو اسی کے سر پڑے گی تم کو نہ لینا پڑے گی۔ مسئلہ (۱): اگر خود اس کو نہیں منع کیا بلکہ خط لکھ کر بھیجا یا آدمی بھیج کر اطلاع کر دی کہ اب نہ لینا تب بھی وہ برطرف ہو گیا اور اگر تم نے اطلاع نہیں دی کسی اور آدمی نے اپنے طور پر اس سے کہہ دیا کہ تم کو فلاں نے برطرف کر دیا ہے اب نہ خریدنا تو اگر بتانے والے دو آدمی ہوں یا ایک ہی نے اطلاع دی اگر وہ معتبر اور پابند شرع ہے تو برطرف ہو گیا اور اگر ایسے نہ ہوں تو برطرف نہیں ہوا اب اگر وہ خریدے گا تو تم کو لینا پڑے گا۔

مضاربت کا بیان یعنی ایک کا روپیہ ایک کا کام: مسئلہ (۱): تم نے تجارت کیلئے کسی کو روپیہ دیدئیے کہ اس سے تجارت کرو جو کچھ نفع ہو گا وہ ہم تم بانٹ لیں گے یہ جائز ہے اس کو مضاربت کہتے ہیں لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے نہیں تو ناجائز اور فاسد ہے ایک تو جتنا روپیہ دینا ہو وہ بتلا دو اور اس کو تجارت کیلئے دے بھی دو اپنے پاس نہ رکھو اگر روپیہ اس کے حوالہ نہ کیا اپنے ہی پاس رکھا تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ دوسرے یہ کہ نفع بانٹنے کی صورت طے کر لو اور بتلا دو کہ تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا اگر یہ بات طے نہ ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ نفع ہم تم دونوں بانٹ لیں گے تو یہ فاسد ہے۔ تیسری یہ کہ نفع تقسیم کرنے کو اس طرح طے نہ کرو کہ جس قدر نفع ہو گا اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمہارے یا دس روپے تمہارے باقی ہمارے غرضیکہ کچھ خاص رقم مقرر نہ کرو کہ اتنی ہماری باقی تمہاری بلکہ یوں طے کرو کہ آدھا ہمارا آدھا تمہارا یا ایک حصہ اس کا دو حصہ اس کے یا ایک حصہ ایک کا باقی تین حصے دوسرے کے غرضیکہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنا چاہئے نہیں تو معاملہ فاسد ہو جائیگا۔ اگر کچھ نفع ہو گا تب تو وہ کام کرنے والا اس میں سے حصہ پائیگا اور اگر کچھ نفع نہ ہوا تو کچھ نہ

(۲): جس طرح برتنے کی اجازت مالک نے دی ہو اسی طرح برتنا جائز ہے اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اگر خلاف کرے گی تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا جیسے کسی نے اوڑھنے کو دوپٹہ دیا اس کو بچھا کر لیٹی اس لئے وہ خراب ہو گیا یا چارپائی پر اتنے آدمی لد گئے کہ وہ ٹوٹ گئی یا شیشہ کا برتن آگ پر رکھ دیا وہ ٹوٹ گیا یا کچھ اور ایسی خلاف بات کی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر چیز مانگ لائی اور یہ بدنیتی کی کہ اب اسکو واپس کر نہ دوں گی بلکہ ہضم کر جاؤں گی تب بھی تاوان دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۳): ایک یا دو دن کیلئے کوئی چیز منگوائی تو اب ایک دو دن کے بعد پھیر دینا ضروری ہے جتنے دن کے وعدے پر لائی تھی۔ اتنے ہی دن کے بعد اگر نہ پھیرے گی تو جاتی رہنے پر تاوان دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۴): جو چیز مانگ لی ہے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ مالک نے زبان سے صاف کہہ دیا کہ چاہے خود برتو چاہے دوسرے کو دو۔ مانگنے والی کو درست ہے کہ دوسرے کو بھی برتنے کیلئے دیدے۔ اسی طرح اگر اس نے صاف تو نہیں کہا مگر اس سے میل جول ایسا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ ہر طرح اسکی اجازت ہے۔ تب بھی یہی حکم ہے اور اگر مالک نے صاف منع کر دیا کہ دیکھو تم خود برتنا کسی اور کو مت دینا تو اس صورت میں کسی طرح درست نہیں کہ دوسرے کو برتنے کیلئے دی جائے اور اگر مانگنے والی نے یہ کہہ کر منگائی کہ میں تو برتوں گی اور مالک نے دوسرے کے برتنے سے نہ منع کیا اور نہ صاف اجازت دی تو اس چیز کو دیکھو کیسی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک ہی طرح برتا کرتے ہیں برتنے میں فرق نہیں ہوتا تو خود بھی برتنا درست ہے اور دوسرے کو برتنے کیلئے بھی دینا درست ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک طرح نہیں برتا کرتے بلکہ کوئی اچھی طرح برتتا ہے کوئی بری طرح۔ تو ایسی چیز تم دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتیں۔ اسی طرح اگر یہ کہہ کر منگائی ہے کہ ہمارا فلانا رشتہ دار یا ملاقاتی برتے گا اور مالک نے تمہارے برتنے نہ برتنے کا ذکر نہیں کیا تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ اول قسم کی چیز کو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسری قسم کی چیز کو تم نہ برت سکو گی صرف وہی برتے گا جس کے برتنے کے نام سے منگائی ہے اور اگر تم نے یونہی منگا بھیجی نہ اپنے برتنے کا نام لیا نہ دوسرے کے برتنے کا اور مالک نے بھی کچھ نہیں کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اول قسم کی چیز کو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسرے کو بھی برتنے کیلئے دے سکتی ہو اور دوسرے قسم کی چیز میں حکم یہ ہے کہ اگر تم نے برتنا شروع کر دیا تب تو دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتیں اور اگر دوسرے سے برتوایا تو تم نہیں برت سکتیں۔ خوب سمجھ لو۔ مسئلہ (۵): ماں باپ وغیرہ کو کسی چھوٹے نابالغ کی چیز کا مانگے دینا جائز نہیں ہے اگر وہ چیز جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر خود نابالغ اپنی چیز دیدے اس کا لینا بھی جائز نہیں ہے۔ مسئلہ (۶): کسی سے کوئی چیز مانگ کر لائی تھی پھر وہ مالک مر گیا تو اب مرنے کے بعد وہ مانگے کی چیز نہیں رہی اب اس سے کام لینا درست نہیں۔ اسی طرح اگر وہ مانگنے والی مر گئی تو اس کے وارثوں کو اس سے نفع اٹھانا درست نہیں۔

ہبہ یعنی کسی کو کچھ دے دینے کا بیان: مسئلہ (۱): تم نے کسی کو کوئی چیز دی اور اس نے منظور کر لیا یا منہ سے کچھ نہیں کہا بلکہ تم نے اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اس نے لے لیا تو اب وہ چیز اسی کی ہو گئی۔ اب تمہاری نہیں

ہی بھی وہی اس کی مالک ہے اسی کو شرع میں ہبہ کہتے ہیں لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں ایک تو اس کے حوالے کر دینا اور اس کا قبضہ کر لینا ہے اگر تم نے کہا کہ یہ چیز ہم نے تم کو دی اس نے کہا ہم نے لے لی لیکن ابھی تم نے اس کے حوالے نہیں کیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا ابھی تک وہ چیز تمہاری ہی ملک میں ہے۔ ہاں اگر اس چیز پر اپنا قبضہ کر لیا تو اب قبضہ کر لینے کے بعد اس کی مالک ہوگئی۔ مسئلہ (۲) تم نے کوئی چیز اس کے سامنے اس طرح رکھ دی کہ اگر وہ اٹھانا چاہے تو لے سکتا ہے اور یہ کہہ دیا کہ لو اس کو لے لو تو اس کے پاس رکھ دینے سے بھی وہ مالک ہوگئی ایسا سمجھیں گے کہ اس نے اٹھا لیا اور قبضہ کر لیا۔ مسئلہ (۳) بند صندوق میں کوئی چیز رکھی ہے اور اس کی کنجی نہیں دی تو یہ قبضہ نہیں ہوا جب کنجی دے گی تب قبضہ ہوگا۔ اس وقت اس کی مالک بنے گی۔ مسئلہ (۴) کسی بوتل میں تیل رکھا ہے وہ خالی بوتل تم نے کسی کو دے دی لیکن تیل نہیں دیا تو یہ دینا صحیح نہیں۔ اگر وہ قبضہ کر لے تو بھی اس کی مالک نہ ہوگی۔ جب اپنا تیل نکال کے دوگی تب وہ مالک ہوگی اور اگر تیل کسی کو دے دیا مگر بوتل نہیں دی اور اس نے بوتل سمیت لے لیا کہ ہم خالی کر کے بوتل دے دیں گے تو یہ تیل کا دینا صحیح ہے قبضہ کر لینے کے بعد مالک بن جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب برتن میں کوئی چیز ہو تو خالی کر کے دینا شرط ہے بغیر خالی کئے دینا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے مکان دیا تو اپنا سارا مال اسباب نکال کے خود بھی گھر سے نکل کر دینا چاہئے۔ مسئلہ (۵) اگر کسی کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دی تو وہ دیکھو کہ وہ چیز ایسی ہے کہ اگر بانٹ دی جائے تو بانٹنے کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہ رہے گی۔ اگر بانٹ دینے کے بعد اس کام کی نہ رہے جیسے چکی کہ اگر بیچ سے توڑ کے دو کر دو تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی اور جیسے چوکی، پلنگ، چھوٹی لوٹیا، کٹورا، پیالہ، صندوق، جانور وغیرہ ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کئے بھی آدھی تہائی جو کچھ منظور ہو دینا درست ہے اگر وہ قبضہ کر لے تو جتنا حصہ دیا ہے اس کی مالک بن گئی اور وہ چیز ساجھے میں ہوگئی اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے جیسے زمین، گھر، کپڑے کا تھان، جلانے کی لکڑی، چاول، غلہ وغیرہ تو بغیر تقسیم کئے آدھا تہائی دینا صحیح نہیں ہے اگر تم نے کسی سے کہا ہم نے اس برتن کا آدھا تم کو دے دیا اور وہ برتن اس نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کر لے تب بھی اس کی مالک نہیں ہوئی ابھی سارا تمہارا ہی ہے ہاں اس کے بعد اگر اس میں آدھا الگ کر کے اس کے حوالے کر دو تو اب البتہ اس کی مالک ہو جائے گی۔ مسئلہ (۶) ایک تھان یا ایک مکان یا کچھ غلہ وغیرہ دو آدمیوں نے مل کر آدھا آدھا خریدا تو جب تک تقسیم نہ کر لو تب تک اپنا آدھا حصہ کسی کو دینا صحیح نہیں۔ مسئلہ (۷) آٹھ آنہ یا بارہ آنہ پیسے دو شخصوں کو دے کر کہا دونوں آدھے آدھے لے لو تو یہ صحیح نہیں۔ بلکہ آدھے آدھے تقسیم کر کے دینا چاہئیں البتہ اگر وہ دونوں فقیر ہوں تو تقسیم کی ضرورت نہیں اور اگر ایک روپیہ یا ایک پیسہ دو آدمیوں کو دو تو یہ دینا صحیح ہے۔ مسئلہ (۸) بکری یا گائے وغیرہ کے پیٹ میں بچہ ہے تو بچہ ہونے سے پہلے ہی اس کا دینا صحیح نہیں ہے بلکہ پیدا ہونے کے بعد اگر وہ قبضہ بھی کر لے تب بھی مالک نہیں ہوئی۔ اگر دینا ہو تو پیدا ہونے کے بعد پھر سے دے۔ مسئلہ (۹) کسی نے بکری دی اور یہ کہا کہ اس کے پیٹ کا بچہ ہم نہیں دیتے وہ ہمارا ہی ہے تو بکری اور بچہ دونوں اسی کے ہوگئے پیدا ہونے کے بعد بچہ

کرایہ پر لینے کا بیان: مسئلہ (۱): جب تم نے مہینہ بھر کیلئے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا تو مہینہ کے بعد کرایہ دینا پڑے گا چاہے اس میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا رہا ہو کرایہ بہر حال واجب ہے۔ مسئلہ (۲): درزی کپڑا سی کر لایا یا رنگریز رنگ کر یا دھوبی کپڑا دھو کر لایا تو اختیار ہے کہ جب تک تم سے اگلی مزدوری نہ لے لے تب تک تم کو کپڑا نہ دیوے بغیر مزدوری دیئے اس سے زبردستی لینا درست نہیں اور اگر کسی مزدور سے غلہ کا ایک بورا ایک آنہ کے پیسے کے وعدہ پر اٹھوایا تو اپنی مزدوری مانگنے کیلئے تمہارا غلہ نہیں روک سکتا کیونکہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلہ میں کوئی بات پیدا نہیں ہوتی اور پہلی صورت میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہو گئی۔ مسئلہ (۳): اگر کسی نے یہ شرط کر لی کہ میرا کپڑا تم ہی سینا یا تم ہی رنگنا یا تم ہی دھونا تو اس کو دوسرے سے دھلوانا درست نہیں اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کرا سکتی ہے۔

اجارۂ فاسد کا بیان: مسئلہ (۱): اگر مکان کرایہ پر لیتے وقت کچھ مدت بیان نہیں کی کہ کتنے دن کے لئے کرایہ پر لیا ہے یا کرایہ نہیں مقرر کیا یوں ہی لے لیا یہ شرط کر لی کہ جو کچھ اس میں گر پڑ جائے گا وہ بھی ہم اپنے پاس سے بنوا دیا کریں گے یا کسی کو گھر اس وعدے پر دیا کہ اس کی مرمت کرا دیا کرے اور اس کا یہی کرایہ ہے۔ یہ سب اجارہ فاسد ہے اور اگر یوں کہہ دے کہ تم اس گھر میں رہو اور مرمت کرا دیا کرو۔ کرایہ کچھ نہیں تو یہ عاریت ہے اور جائز ہے۔ مسئلہ (۲): کسی نے یہ کہہ کر مکان کرایہ پر لیا کہ دو روپے ماہوار کرایہ دیا کریں گے تو ایک ہی مہینہ کیلئے اجارہ صحیح ہوا مہینہ کے بعد مالک کو اس میں سے اٹھا دینے کا اختیار ہے پھر جب دوسرے مہینہ میں تم رہ پڑے تو ایک مہینہ کا اجارہ اور صحیح ہو گیا۔ اسی طرح ہر مہینہ میں نیا اجارہ ہوتا رہے گا۔ البتہ اگر یہ بھی کہہ دیا کہ چار مہینہ یا چھ مہینہ رہونگا تو جتنی مدت بتلائی ہے اتنی مدت تک اجارہ صحیح ہوا اس سے پہلے مالک تم کو نہیں اٹھا سکتا۔ مسئلہ (۳): پیسنے کیلئے کسی کو گیہوں دیئے اور کہا اسی میں سے پاؤ بھر آٹا پسائی لے لینا یا کھیت کٹوایا اور کہا اسی میں سے اتنا غلہ مزدوری لے لینا یہ سب فاسد ہے۔ مسئلہ (۴): اجارہ فاسد کا حکم یہ ہے کہ جو کچھ طے ہوا ہے وہ نہ دلایا جائے گا۔ بلکہ اتنے کام کیلئے جتنی مزدوری کا دستور ہے یا ایسے گھر کیلئے جتنے کرایہ کا دستور ہو وہ دلایا جائے گا لیکن اگر دستور زیادہ ہے اور طے کم ہوا تھا تو پھر دستور کے موافق نہ دیا جائیگا بلکہ وہی پائیگا جو طے ہوا ہے غرض جو کم ہو وہ اس کے پانے کا مستحق ہے۔ مسئلہ (۵): گانے بجانے ناچنے بندر نچانے وغیرہ جیسی جتنی بے ہودگیاں ہیں ان کا اجارہ صحیح نہیں بالکل باطل ہے اس لئے کچھ نہ دلایا جائیگا۔ مسئلہ (۶): کسی حافظ کو نوکر رکھا کہ اتنے دن تک فلانے کی قبر پر پڑھا کرو اور ثواب بخشا کرو۔ یہ صحیح نہیں باطل ہے نہ پڑھنے والے کو ثواب ملے گا نہ مردہ کو اور یہ کچھ تنخواہ پانے کا مستحق نہیں ہے۔ مسئلہ (۷): پڑھنے کیلئے کوئی کتاب کرایہ پر لی تو یہ صحیح نہیں ہے بلکہ باطل ہے۔ مسئلہ (۸): یہ دستور ہے کہ بکری گائے بھینس کے گابھن کرنے میں جس کا بکرا اور بیل بھینسا ہوتا ہے وہ گابھن کرائی لیتا ہے یہ بالکل حرام ہے۔ مسئلہ (۹): بکری گائے بھینس کو دودھ پینے کیلئے کرایہ پر لینا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۰): جانور کو ادھیاں پر دینا درست نہیں یعنی یوں کہنا کہ یہ مرغیاں یا بکریاں لے جاؤ اور پرورش سے اچھی طرح رکھو جو کچھ بچے ہوں وہ آدھے تمہارے آدھے ہمارے یہ درست

بغیر اجازت کے لے لینا بڑا گناہ ہے بعض عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی عزیز کی چیز بلا اجازت لے لیتی ہیں یہ بھی درست نہیں ہے اور جو چیز بلا اجازت لے لی تو اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہٖ وہی چیز پھیر دینا چاہئے اور اگر خرچ ہو گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیز تھی کہ اس کے مثل بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلہ، گھی، تیل، روپیہ پیسہ تو جیسی چیز لی ہے ویسی منگا کر دینا واجب ہے اور اگر کوئی ایسی چیز ضائع کر دی کہ اس کے مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا پڑے گی جیسے مرغی، بکری، امرود، ککڑی، خربوزہ وغیرہ۔ مسئلہ (۲): چارپائی کا ایک آدھ پایہ توڑ دیا یا پٹی یا چول ٹوٹ گئی یا اور کوئی چیز لی تھی وہ خراب ہو گئی تو خراب ہونے سے جتنا اس کا نقصان ہوا ہو دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۳): پرائے روپے سے بلا اجازت تجارت کی تو اس سے جو نفع ہو اس کا لینا درست نہیں بلکہ اصل روپیہ مالک کو واپس دے اور جو کچھ نفع ہو اس کو ایسے لوگوں کو خیرات کرے جو بہت محتاج ہوں۔ مسئلہ (۴): کسی کا کپڑا پھاڑ ڈالا تو اگر تھوڑا پھٹا ہے تب تو جتنا نقصان ہوا ہے اتنا تاوان دلا دیں گے اور اگر ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب اس کام کا نہیں رہا جس کام کے لئے پہلے تھا مثلاً دوپٹہ ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب دوپٹہ کے قابل نہیں رہا کرتیاں البتہ بن سکتی ہیں تو یہ کپڑا اسی پھاڑنے والے کو دیدے اور ساری قیمت اس سے لے لے۔ مسئلہ (۵): کسی کا نگینہ انگوٹھی پر رکھوایا تو اب اس کی قیمت دینا پڑے گی انگوٹھی توڑ کر نگینہ نکال کر دینا واجب نہیں۔ مسئلہ (۶): کسی کا کپڑا اگر رنگ لیا تو اس کو اختیار ہے چاہے رنگا ہوا کپڑا لے اور رنگنے سے جتنے دام بڑھ گئے ہیں اتنے دام دیدے اور چاہے اپنے کپڑے کے دام لے لے اور کپڑا اسی کے پاس رہنے دے۔ مسئلہ (۷): تاوان دینے کے بعد اگر وہ چیز مل گئی تو دیکھنا چاہئے کہ تاوان اگر مالک کے کہنے کے موافق دیا ہے تو اب اس کو پھیر دینا واجب نہیں اب وہ چیز اسی کی ہو گئی اور اگر اس کے کہنے سے کم دیا ہے تو اس کا تاوان پھیر کر اپنی چیز لے سکتی ہے۔ مسئلہ (۸): پرائی بکری یا گائے گھر میں چلی آئی تو اس کا دودھ دوہنا حرام ہے جتنا دودھ لیا ہے اس کے دام دینا پڑیں گے۔ مسئلہ (۹): سوئی تاگہ پرچہ کی پان تمباکو کتھا ڈلی کوئی چیز بغیر اجازت لینا درست نہیں جو لیا ہے اس کے دام دینا واجب ہے یا اس سے کہہ کے معاف کرا لے نہیں تو قیامت میں دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۰): شوہر اپنے واسطے کوئی کپڑا لایا ہے قطع کرتے وقت تو اس میں سے بچا کر رکھ لو اور اس کو خبر نہ ہو تو یہ بھی جائز نہیں جو کچھ لینا ہو اس سے کہہ کر اجازت دلا لے تو لو۔

شراکت کا بیان: مسئلہ (۱): ایک آدمی مر گیا اور اس نے جو مال چھوڑا تو اس کا سارا مال سب حقداروں کی شرکت میں ہے جب تک سب سے اجازت نہ لے لے تب تک کسی کو اپنے کام میں لانا نہیں چاہئے اگر لا بھی اور نفع اٹھایا تو گنہگار ہوگا۔ مسئلہ (۲): دو بیویوں نے مل کر جو چیز خریدی تو وہ دونوں کے ساجھے میں ہے بغیر اس دوسری کی اجازت لئے اکیلے ایک کو برتنا اور کام میں لانا درست نہیں۔ مسئلہ (۳): دو بیویوں نے اپنے اپنے پیسے ملا کر ساجھے میں امرود، ککڑی، بیر، آم، جامن، خربوزہ وغیرہ کوئی چیز منگائی اور جب وہ چیز بازار سے آئی تو اس وقت ان میں سے ایک ہے اور ایک کہیں گئی ہوئی ہے تو یہ درست نہیں کہ آدھا خود لے لے اور آدھا اس کا حصہ نکال کر رکھ دے جب وہ

آئے گی تو اپنا حصہ لے لیں گی جب تک دونوں حصے دار موجود نہ ہوں حصہ بانٹنا درست نہیں ہے اگر بے اس
کے آئے اپنا حصہ الگ کر کے کھالی تو بہت گناہ ہوا۔ البتہ اگر گیہوں یا اور کوئی غلہ ساجھے میں منگایا اور اپنا
حصہ بانٹ کر رکھ دیا اور دوسری کا اس کے آنے کے وقت اس کو دے دیا یہ درست ہے لیکن اس صورت میں اگر
دوسری کے حصہ میں اس کو دے دینے سے پہلے کچھ چوری ہو گیا تو وہ نقصان دونوں آدمیوں کا سمجھا
جائے گا وہ اس کے حصہ میں سا جھی ہو جائے گی۔ مسئلہ (۴): سو سو روپے ملا کر دو شخصوں نے کوئی
تجارت کی اور اقرار کیا کہ جو کچھ نفع ہو آدھا ہمارا آدھا تمہارا تو ٹھیک ہے اور اگر یہ کہ دو حصے ہمارے اور ایک حصہ
تمہارا تو بھی ٹھیک ہے چاہے روپیہ دونوں کا برابر ہو یا کم زیادہ ہو سب درست ہے۔ مسئلہ (۵): ابھی
کچھ مال نہیں خریدا گیا تھا کہ وہ سب روپیہ چوری ہو گیا یا دونوں کا روپیہ ابھی تک الگ رکھا تھا اور دونوں میں
سے ایک کا مال چوری ہو گیا تو شرکت جاتی رہی پھر سے شریک ہوں تب سوداگری کریں۔ مسئلہ (۶): دو
شخصوں نے ساجھا کیا اور کہا کہ سو روپے ہمارے اور سو روپے آپ کے ملا کر تم کپڑے کی تجارت کرو اور نفع آدھا
آدھا بانٹ لیں گے۔ پھر دونوں میں سے ایک نے کچھ کپڑا خرید لیا پھر دوسرے کے پورے سو روپیہ چوری
ہو گئے تو جتنا مال خریدا ہے وہ دونوں کے ساجھے میں ہے اس لئے آدھی قیمت اس سے لے سکتا ہے۔ مسئلہ
(۷): سوداگری میں یہ شرط ٹھہرائی کہ نفع میں دس روپے یا پندرہ روپیہ ہمارے ہیں باقی جو کچھ نفع ہو سب
تمہارا ہے تو یہ درست نہیں۔ مسئلہ (۸): سوداگری کے مال میں سے کچھ چوری ہو گیا تو دونوں کا نقصان
ہوا یہ نہیں ہے کہ جو نقصان ہو وہ سب ایک ہی کے سر پڑے۔ اگر یہ اقرار کر لیا کہ اگر نقصان ہو تو سب
ہمارے ذمہ ہو اور جو نفع ہو وہ آدھا آدھا بانٹ لو تو یہ بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۹): جب شرکت ناجائز ہو گئی
تو اب نفع بانٹنے میں قول و اقرار کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ اگر دونوں کا مال برابر ہے تو نفع بھی برابر بٹے گا اور اگر
برابر نہ ہو تو جس کا مال زیادہ ہے اس کو نفع بھی اسی حساب سے ملے گا چاہے جو کچھ اقرار کیا ہو۔ اقرار کا جب
وقت اعتبار ہوتا ہے جب شرکت صحیح ہو اور جائز ہونے پائے۔ مسئلہ (۱۰): دو عورتوں نے ساجھا کیا
کہ ادھر ادھر سے جو کچھ سینے پرونے کا آئے ہم تم دونوں مل کر سیا کریں گے اور جو کچھ سلائی ملا کرے آدھی آدھی بانٹ
لیا کریں گے تو یہ شرکت درست ہے اور اگر یہ اقرار کیا کہ دونوں مل کر سیا کریں گے اور نفع دو حصے ہمارا ایک حصہ تمہارا
تو یہ بھی درست ہے اور اگر یہ اقرار کیا کہ چار آنے یا آٹھ آنے ہمارے باقی سب تمہارے تو یہ درست نہیں۔
مسئلہ (۱۱): ان دونوں میں سے ایک عورت نے کوئی کپڑا سینے کیلئے لے لیا تو دوسری یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ کپڑا
تم نے کیوں لیا ہے تم ہی سیو بلکہ دونوں کے ذمہ اس کا سینا واجب ہو گیا یہ نہ سکے تو دوسری دے یا دونوں مل
کر سئیں۔ غرض کہ سینے سے انکار نہیں کر سکتی۔ مسئلہ (۱۲): جس کا کپڑا تھا وہ مانگنے کیلئے آئی اور جس
عورت نے لیا تھا وہ اس وقت نہیں ہے بلکہ دوسری عورت ہے تو اس دوسری عورت سے بھی تقاضا کرنا درست
ہے وہ عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ مجھ سے کیا مطلب جس کو دیا ہو اس سے مانگو۔ مسئلہ (۱۳): اسی طرح جو
عورت اس کپڑے کی مزدوری اور سلائی مانگ سکتی ہے جس نے کپڑا دیا تھا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتی کہ میں تم کو

ادا کر دیا تب بھی گروی کی چیز نہیں لے سکتیں۔ جب سب روپیہ ادا کر دوگی تب وہ چیز ملے گی۔ مسئلہ (۶): اگر تم نے دس روپیہ قرض لئے اور دس ہی روپے کی چیز یا پندرہ بیس روپے کی چیز گروی کر دی اور چیز اس کے پاس سے جاتی رہی تو اب نہ تو وہ تم سے اپنا کچھ قرض لے سکتا ہے اور نہ تم اس سے اپنی گروی کی چیز کے دام واپس لے سکتی ہو۔ تمہاری چیز گئی اور اس کا روپیہ گیا اور اگر پانچ ہی روپے کی چیز گروی رکھی اور وہ جاتی رہی تو پانچ روپے تم کو دینا پڑیں گے باقی روپے بھر پا گئے۔

وصیت کا بیان

مسئلہ (۱): یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلانے آدمی کو یا فلانے کام میں دے دینا یہ وصیت ہے چاہے تندرستی میں کہے چاہے بیماری میں پھر چاہے اس بیماری میں مر جائے یا تندرست ہو جائے اور جو خود اپنے ہاتھ سے کسی کو دیدے یا کسی کا قرضہ معاف کر دے تو اس کا حکم یہ ہے کہ تندرستی میں ہر طرح درست ہے اور اسی طرح جس بیماری سے شفا ہو جائے اس میں بھی درست ہے اور جس بیماری میں مر جائے وہ وصیت ہے جس کا حکم آگے آتا ہے۔ مسئلہ (۲): اگر کسی کے ذمہ نمازیں یا روزے یا زکوۃ یا قسم وروزہ وغیرہ کا کفارہ باقی رہ گیا ہو اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اس کیلئے وصیت کر جانا ضروری اور واجب ہے اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو اس کی وصیت کر دینا بھی واجب ہے نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس کے پاس بہت مال دولت ہے تو ان کو کچھ دلا دینا اور وصیت کر جانا مستحب ہے اور باقی لوگوں کیلئے وصیت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۳): مرنے کے بعد مردے کے مال میں سے پہلے تو اس کی گور وکفن کا سامان کریں پھر جو کچھ بچے اس سے قرضہ ادا کریں۔ اگر مردے کا سارا مال قرضہ ادا کرنے میں لگ جائے تو سارا مال قرضہ میں لگا دیں گے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا اس لئے قرضہ ادا کرنے کی وصیت پر بہر حال عمل کریں گے اگر سب مال اس وصیت کی وجہ سے خرچ ہو جائے تب بھی کچھ پرواہ نہیں بلکہ اگر وصیت بھی نہ کر جائے تب بھی قرضہ ادا کریں گے اور قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اس کی تہائی میں سے اگر وصیت پوری ہو جائے مثلاً کفن دفن اور قرضہ میں لگا کر تین سو روپے بچے اور سو روپے تک سب وصیتیں پوری ہو جائیں تب تو وصیت کو پورا کریں گے اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ تہائی میں سے جتنی وصیتیں پوری ہو جائیں اس کو پورا کریں باقی چھوڑ دیں۔ البتہ اگر سب وارث بخوشی رضامند ہو جائیں کہ ہم اپنا اپنا حصہ نہ لیں گے تم اس کی وصیت میں لگا دو تو البتہ تہائی سے زیادہ بھی وصیت میں لگانا جائز ہے لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے وہ اگر اجازت بھی دیں تب بھی ان کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۴): جس شخص کو میراث میں مال ملنے والا ہو جیسے باپ، ماں، شوہر، بیٹا وغیرہ اس کیلئے وصیت کرنا صحیح نہیں اور جس رشتہ دار کا اس کے مال میں کچھ حصہ نہ ہو یا رشتہ دار

ہی نہ ہو کوئی غیر ہو اس کیلئے وصیت کرنا درست ہے لیکن تہائی مال سے زیادہ دلانے کا اختیار نہیں اگر کسی نے اپنے وارث کو وصیت کر دی کہ میرے بعد اس کو فلانی چیز دے دینا یا اتنا مال دے دینا تو اس وصیت کے پانے کا اس کو کچھ حق نہیں ہے البتہ اگر اور سب وارث راضی ہو جائیں تو دے دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر سب وارث خوشی راضی ہو جائیں تو تہائی سے زیادہ ملے گا ورنہ فقط تہائی مال ملے گا اور نابالغوں کی اجازت کا کسی صورت میں اعتبار نہیں ہے ہر جگہ اس کا خیال رکھو ہم بار بار کہاں تک لکھیں۔[1] مسئلہ (۵): اگرچہ تہائی مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پوری تہائی کی وصیت نہ کرے کم کی وصیت کرے بلکہ اگر بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیت ہی نہ کرے وارثوں کیلئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں۔ کیونکہ اپنے وارثوں کو فراغت و آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ ہاں البتہ اگر ضروری وصیت ہو جیسے نماز روزہ کا فدیہ تو اس کی وصیت بہرحال کر جائے ورنہ گنہگار ہو گی۔ مسئلہ (۶): کسی نے کہا میرے بعد میرے مال میں سے سو روپے خیرات کر دینا تو دیکھو گور و کفن اور قرض ادا کر دینے کے بعد کتنا مال بچا ہے۔ اگر تین سو یا اس سے زیادہ ہو تو پورے سو روپے دینا چاہئیں اور جو کم ہو تو صرف تہائی دینا واجب ہے ہاں اگر سب وارث بلا کسی دباؤ لحاظ کے منظور کر لیں تو اور بات ہے۔ مسئلہ (۷): اگر کسی کے کوئی وارث نہ ہو تو اس کو پورے مال کی وصیت کر دینا بھی درست ہے اور اگر صرف بیوی ہو تو تین چوتھائی کی وصیت درست ہے اسی طرح اگر کسی کے صرف میاں ہے تو آدھے مال کی وصیت درست ہے۔ مسئلہ (۸): نابالغ کا وصیت کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۹): یہ وصیت کی کہ میرے جنازے کی نماز فلاں شخص پڑھے فلاں شہر میں یا فلاں قبرستان میں یا فلاں کی قبر کے پاس مجھ کو دفنانا فلانے کپڑے کا کفن دینا میری قبر پکی بنا دینا قبر پر قبہ بنا دینا قبر پر کوئی حافظ بٹھا دینا کہ قرآن مجید پڑھ پڑھ کر بخشا کرے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں بلکہ تین وصیتیں آخری بالکل جائز نہیں پورا کرنے والا گنہگار ہو گا۔ مسئلہ (۱۰): اگر کوئی وصیت کر کے اپنی وصیت سے لوٹ جائے یعنی کہہ دے کہ اب مجھے ایسا منظور نہیں۔ اس وصیت کا اعتبار نہ کرنا تو وہ وصیت باطل ہو گئی۔ مسئلہ (۱۱): جس طرح تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا درست نہیں اسی طرح بیماری کی حالت میں اپنے مال کو تہائی سے زیادہ بجز اپنے ضروری خرچ کھانے پینے دوا دارو وغیرہ کے خرچ کرنا بھی درست نہیں۔ اگر تہائی سے زیادہ دے دیا تو بدون اجازت وارثوں کے یہ دینا صحیح نہیں ہوا۔ جتنا تہائی سے زیادہ ہے وارثوں کو اس کے لینے کا اختیار ہے اور نابالغ اگر اجازت دے دیں تب بھی معتبر نہیں اور وارث کو تہائی کے اندر بھی بدون سب وارثوں کی اجازت کے دینا درست نہیں اور یہ حکم جب ہے کہ اپنی زندگی میں دے کر قبضہ بھی کرا دیا ہو اور اگر دے تو دیا لیکن قبضہ ابھی نہیں ہوا تو مرنے کے بعد وہ دینا بالکل ہی باطل ہے اس کو کچھ نہ ملے گا وہ سب مال وارثوں کا حق ہے اور یہی حکم ہے بیماری کی حالت میں خدا کی راہ میں دینے و نیک کام میں لگانے کا غرضیکہ تہائی سے زیادہ کی

---

[1] لوگ اس میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اس لئے زیادہ اہتمام کیلئے بار بار کہا جاتا ہے سمجھ کر خوب احتیاط رکھیں

آئے تو اس میں نون کی آواز بالکل نہیں رہتی بلکہ ر یا ل میں مل جاتا ہے جیسے ﴿مِنْ رَّبِّهِمْ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾ قاعدہ: اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد ر یا ل ہو جب بھی اس نون کی آواز نہ رہے گی ر یا ل میں مل جائے گا جیسے ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ قاعدہ: اگر نون پر جزم ہو اور اس کے بعد حرف ب ہو تو اس نون کو میم کی طرح پڑھیں گے اور اس پر غنہ بھی کریں گے جیسے ﴿اَنْۢبِئْهُمْ﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿اَمْبِئْهُمْ﴾ اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس کے بعد ب ہو وہاں بھی اس نون کی آواز کو میم کی طرح پڑھیں گے جیسے ﴿اَلِيْمٌۢ بِمَا﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿اَلِيْمُمْ بِمَا بعض﴾ قرآن میں اس موقع پر چھوٹی سی میم لکھ دیتے ہیں اور بعضوں میں نہیں لکھتے مگر پڑھنا سب جگہ چاہئے جہاں جہاں یہ قاعدہ پایا جائے۔ قاعدہ: جہاں میم پر جزم ہو اور اس کے بعد حرف ب ہو تو اس کے میم پر غنہ کرے جیسے ﴿يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ﴾ قاعدہ: جس حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں اور اس کے بعد والے حرف پر جزم ہو تو وہاں دو زبر کی جگہ ایک زبر پڑھیں گے اور وہاں جو الف لکھا ہے اس کو نہیں پڑھیں گے ایک نون زیر والا اپنی طرف سے نکال کر اس جزم والے حرف سے ملا دیں گے جیسے ﴿خَيْرًا الْوَصِيَّةُ﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿خَيْرَ نِ الْوَصِيَّةُ﴾ اسی طرح دو زیر کی جگہ ایک زیر پڑھیں گے اور ایسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دیں گے جیسے ﴿فَخُوْرٍ الَّذِيْنَ﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿فَخُوْرِ نِ الَّذِيْنَ﴾ اسی طرح دو پیش کی جگہ ایک پیش پڑھیں گے اور ایسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دیں گے جیسے ﴿نُوْحٌ ابْنَهٗ﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿نُوْحُ نِ ابْنَهٗ﴾ بعض قرآنوں میں چھوٹا سا نون بیچ میں لکھ دیتے ہیں لیکن اگر کسی قرآن میں نہ لکھا ہو جب بھی پڑھنا چاہئے۔ قاعدہ: ر پر اگر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھنا چاہئے۔ جیسے ﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَنْذَرْتَهُمْ﴾ اور اگر ر کے نیچے زیر ہو تو باریک پڑھو جیسے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ﴾ اور اگر ر پر جزم ہو تو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھو اگر اس پر زبر یا پیش ہے تو ر کو پُر پڑھو جیسے ﴿اَنْذَرْتَهُمْ مُرْسَلٌ﴾ اور اگر اس سے پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اس جزم والی ر کو باریک پڑھو جیسے ﴿لَمْ تُنْذِرْهُمْ﴾ اور کہیں کہیں یہ قاعدہ نہیں چلتا مگر وہ مواقع تمہاری سمجھ میں نہ آئیں گے۔ زیادہ جگہ یہی قاعدہ ہے تم یوں ہی پڑھا کرو۔ قاعدہ: ﴿اللّٰهُ﴾ اور ﴿اَللّٰهُمَّ﴾ میں جو لام ہے اس لام سے پہلے والے حرف پر اگر زبر یا پیش ہو تو لام کو پُر پڑھو جیسے ﴿خَتَمَ اللّٰهُ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ﴾ اور اگر پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اس لام کو باریک پڑھو جیسے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ قاعدہ: جہاں گول ت لکھی ہو چاہے الگ ہو اس طرح ۃ چاہے ملی ہوئی ہو اس طرح ـة اور اس پر ٹھہرنا ہو تو اس ت کو ہ کی طرح پڑھیں گے جیسے ﴿قَسْوَةً﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿قَسْوَهْ﴾ اسی طرح ﴿اٰتُوا الزَّكٰوةَ اور طَيِّبَةً﴾ میں بھی ہ پڑھیں گے۔ قاعدہ: جس حرف پر دو زبر ہوں اور اس پر ٹھہرنا ہو تو اس حرف سے آگے الف پڑھیں گے جیسے ﴿نِدَآءً﴾ کو اس طرح پڑھیں گے ﴿نِدَآءَا﴾۔ قاعدہ: جس جگہ قرآن میں ایسی نشانی ہو ٓ وہاں ذرا سا بڑھا دو جیسے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾

﴾ جہاں الف کو اور الفوں سے بڑھا کر پڑھا جاوے جیسے ﴿وَلَّوْا اٰتُوْا بِمَنْ﴾ یہاں واؤ کو اور جگہوں کی واؤ سے بڑھا دیا جائے جیسے ﴿بِسْـــمْ اَقْرَابِیْھِـــمْ﴾ اسی کو دوسری جگہ کی ی سے بڑھا دو۔ قاعدہ جہاں اس کی نشانیاں بنی ہوں وہاں ٹھہر جاؤ م ط ۵ قف ل اور جہاں س یا سکتہ یا وقفہ ہو وہاں سانس نہ توڑو مگر ذرا رک کر آگے پڑھتی چلی جاؤ اور جہاں ایک آیت میں دو جگہ تین نقطے دیے ہوں اس طرح وہاں ایک جگہ ٹھہرو ایک جگہ نہ ٹھہرو چاہے پہلی جگہ ٹھہرو چاہے دوسری جگہ ٹھہرو اور جہاں لا لکھا ہو وہاں مت ٹھہرو اور جہاں اور نشانیاں بنی ہوں بنی چاہے ٹھہرو بنی چاہے نہ ٹھہرو۔ جہاں اوپر نیچے دو نشانیاں بنی ہوں جو اوپر لکھی ہو اسی پر عمل کرو۔ قاعدہ جس حرف پر جزم ہو اور اس کے بعد والے حرف پر تشدید ہو تو اس جگہ پہلا حرف نہ پڑھیں گے جیسے ﴿قَلَتْ﴾ میں دال نہ پڑھیں گے اور ﴿قَالَتْ طَّائِفَةٌ﴾ میں ت نہ پڑھیں گے اور ﴿وَقَبِلْنَ بَسَطْتَ﴾ میں ط نہ پڑھیں گے اور ﴿اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ﴾ میں ت نہ پڑھیں گے اور ﴿اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا﴾ میں ت نہ پڑھیں گے۔ ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ﴾ میں ق نہ پڑھیں گے البتہ اگر یہ جزم والا حرف ن ہو یا دو زبر یا دو زیر یا دو پیش سے نون پیدا ہو گیا ہو اور اس کے بعد تشدید والا حرف ی یا واؤ ہو تو وہاں پڑھنے میں نون کی بو رہے گی جیسے ﴿مَنْ يَّقُوْلُ. ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ﴾ میں نون کی آواز ناک میں پیدا ہوگی۔ قاعدہ پارہ ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ کے چوتھے رکوع کی پہلی آیت میں جو یہ لفظ آیا ﴿مَجْرٖىهَا﴾ اس ر کے زیر کو اور زیروں کی طرح نہ پڑھیں گے بلکہ جس طرح لفظ (ہمارے) کی ر کا زیر پڑھا جاتا ہے اسی طرح اس کو بھی پڑھیں گے۔ قاعدہ پارہ حٰم سورۂ حجرات کے دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں جو یہ لفظ آیا ہے ﴿بِئْسَ الِاسْمُ﴾ اس میں ﴿بِئْسَ﴾ کا سین کسی حرف سے نہیں ملتا اور اس کے بعد کا لام اگلے سین سے ملتا ہے اور اس طرح پڑھا جاتا ہے ﴿بِئْسَلِسْمُ﴾۔ قاعدہ پارہ ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ﴾ سورۂ آل عمران کی شروع میں جو الٓمّٓ آیا ہے اس کے میم کو اگلے لفظ اللہ کے لام سے اس طرح ملایا جاتا ہے جس کے ہجے یوں ہوتے ہیں م۔ ی۔ مِی۔ م ل زبر ﴿مَلْ مِيْمَلْ﴾ اور بعض پڑھنے والے جو اس طرح پڑھتے ہیں میم مل یہ غلط ہے۔ قاعدہ یہ چند مقام ایسے ہیں کہ لکھا جاتا ہے اور طرح اور پڑھا جاتا ہے اور طرح۔ ان کا بہت خیال رکھو اور قرآن میں یہ مقامات نشان کر کے لڑکیوں کو دکھلا دو اور بتا دو۔ مقام اول قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اَنَا آیا ہے اس میں نون کے بعد کا الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ فقط پہلا حرف اور نون زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں الف کو بڑھا کے نہیں اس طرح اَنَ۔ مقام (۲) پارہ ﴿سَیَقُوْلُ﴾ کے سولہویں رکوع کی تیسری آیت میں ﴿یَبْصُطُ﴾ ص سے لکھا جاتا ہے مگر س سے پڑھا جاتا ہے اس طرح ﴿یَبْسُطُ﴾ اکثر قرآنوں میں ایک ننھا سا س بھی لکھا رہتا ہے لیکن اگر نہ بھی لکھا ہو جب بھی س پڑھا اسی طرح پارہ ﴿وَلَوْ اَنَّنَا﴾ کے سولہویں رکوع کی پانچویں آیت میں جو ﴿بَصْطَةً﴾ آیا ہے اس میں بھی س ہی پڑھتے ہیں۔ مقام (۳) پارہ ﴿لَنْ تَنَالُوْا﴾ کے چھٹے رکوع کی پہلی آیت میں اَفَائِنْ میں ف کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا ہے بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں اَفَئِنْ۔ مقام (۴) پارہ ﴿وَاعْلَمُوْا

اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے ایک تو وہ لونڈی غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو تیسرے وہ جو نشہ میں مست ہو۔ کسی نے حضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے اچھی عورت کون ہے تو آپ نے فرمایا وہ عورت کہ جب اس کا میاں اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے اور جب کچھ کہے تو کہنا مانے اور اپنی جان و مال میں کچھ اس کا خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔ ایک حق مرد کا یہ ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بے اس کی اجازت کے نفل روزے نہ رکھا کرے اور بے اس کی اجازت کے نفل نماز نہ پڑھے۔ ایک حق اس کا یہ ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے میلی کچیلی نہ رہا کرے بلکہ بناؤ سنگھار سے رہا کرے یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت سنگھار نہ کرے تو مرد کو مارنے کا اختیار ہے۔ ایک حق یہ ہے کہ بے میاں کی اجازت گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ عزیز اور رشتہ دار کے گھر نہ کسی غیر کے گھر۔

میاں کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ

یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ایسا ساتھ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے اگر دونوں کا دل ملا ہوا رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدانخواستہ دلوں میں فرق آ گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اس لئے جہاں تک ہو سکے میاں کا دل ہاتھ میں لئے رہو اور اس کی آنکھ کے اشارے پر چلا کرو۔ اگر وہ حکم کرے کہ رات بھر ہاتھ باندھے کھڑی رہو تو دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارا کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو کسی وقت کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو اگر وہ دن کو رات بتلائے تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو کم عقلی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعض بیبیاں ایسی بات کر بیٹھتی ہیں جس سے مرد کے دل میں میل آ جاتا ہے کبھی بے موقع زبان چلا دی کوئی بات طعن و تشنیع کی کہہ ڈالی غصہ میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ خوامخواہ سن کر برا لگے۔ پھر جب اس کا دل پھر گیا تو روتی پھرتی ہیں۔ یہ خوب سمجھ لو کہ دل پر میل آ جانے کے بعد اگر دو چار دن میں کہہ سن کر تم نے منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی پھر ہزار باتیں بناؤ۔ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہتی جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آ جاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے دن ایسا کہا تھا اس لئے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہئے کہ خدا اور رسول ﷺ کی بھی خوشنودی حاصل ہو اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں درست ہو جائیں۔ سمجھدار بیوی کو بتلانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے وہ خود ہی ہر بات کے نیک و بد کو دیکھ لیں گی لیکن پھر بھی ہم بعض ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔ جب تم ان کو خوب سمجھ لوگی تو اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہو جایا کریں گی۔ شوہر کی حیثیت سے زائد خرچ نہ مانگو جو کچھ جڑ سے ملے اسی کو گھر سمجھ کر ہنسی خوشی روٹی کھا کر بسر کرو۔ اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا ہو تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو۔ نہ اس کے نہ ملنے پر حسرت کرو بلکہ بات منہ سے نہ نکالو خود سوچو کہ اگر تم نے کہا تو وہ

اپنے دل میں سمجھے گا کہ اس کو ہمارا کچھ خیال نہیں کہ ایسی بے موقع فرمائش کرتی ہے بلکہ اگر میاں امیر ہو تب
بھی جہاں تک ہو سکے خود کبھی کسی بات کی فرمائش ہی نہ کرو البتہ اگر وہ خود پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لاویں تو
خیر بتلا دو کیونکہ فرمائش کرنے سے آدمی نظروں میں گھٹ جاتا ہے اور اس کی بات ہلکی ہو جاتی ہے کسی بات پر ضد
اور بحث نہ کرو اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس وقت جانے دو پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقے
سے طے کر لینا اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گزرے تو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو کہ
مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس برتاؤ سے اس کا دل بس تمہاری مٹھی میں ہو جائے اگر تمہارے لئے کوئی چیز
لاوے تو پسند آئے یا نہ آئے ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو یہ نہ کہو کہ یہ چیز بری ہے ہمارے پسند نہیں ہے۔ اس
سے اس کا دل تھوڑا ہو جائے گا اور پھر کبھی کچھ لانے کو نہ چاہے گا اور اگر اس کی تعریف کر کے خوشی سے لے لو گی تو
دل اور بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ چیز لاوے گا۔ کبھی غصہ میں آ کر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہنے لگو کہ
اس موئے اجڑے گھر میں آ کر میں نے دیکھا کیا ہے بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی۔ میاں باوا
نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھنسا دیا ایسی آگ میں جھونک دیا کہ ایسی باتوں سے پھر دل
میں جگہ نہیں رہتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے دوزخ میں
عورتیں بہت دیکھیں کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائیں گی تو حضرت
محمد ﷺ نے فرمایا کہ سوا اوروں پر لعنت کیا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں تو خیال کرو
یہ ناشکری کتنی بری چیز ہے اور کسی پر لعنت کرنا یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی مار خدا کی پھٹکار دہلانی کا لعنتی چہرہ ہے
منہ پر لعنت برس رہی ہے یہ سب باتیں بہت بری ہیں۔ شوہر کو کسی بات پر غصہ آ گیا تو ایسی بات مت کہو کہ
غصہ اور زیادہ ہو جائے ہر وقت مزاج دیکھ کر بات کرو اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل لگی میں خوش ہے تو ہنسی دل
لگی کرو اور نہیں تو ہنسی دل لگی نہ کرو جیسا مزاج دیکھو ویسی بات کرو۔ کسی بات پر تم سے خفا ہو کر روٹھ گیا تو تم
بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھ رہو بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بنے اس کو منا لو چاہے
تمہارا قصور نہ ہو شوہر ہی کا قصور ہو تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور اپنی
عزت سمجھو اور خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ملاپ فقط زبانی خوبی محبت سے نہیں ہوتا بلکہ محبت کے ساتھ میاں کا
ادب بھی کرنا ضرور ہے میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بڑی غلطی ہے میاں سے ہرگز کبھی کوئی کام مت لو۔
اگر وہ محبت میں آ کر کبھی ہاتھ پاؤں دبانے لگے تو تم نہ کرنے دو۔ بھلا سوچو کہ اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو کیا تم
کو گوارا ہو گا۔ پھر شوہر کا رتبہ باپ سے بھی زیادہ ہے۔ اٹھنے بیٹھنے میں بات چیت میں غرضیکہ ہر بات میں
ادب تہذیب کا پاس اور خیال رکھو اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے وقت اینٹھ کر الگ بیٹھنا تو اور بھی بڑی بیوقوفی
اور حماقت ہے ایسی باتوں سے دل پھٹ جاتا ہے جب کہیں پردیس سے آئے تو مزاج پوچھو خیریت دریافت
کرو کہ وہاں کس طرح رہے تکلیف تو نہیں ہوئی۔ ہاتھ پاؤں دبا دو کہ تم تھک گئے ہو گے بھوکا ہو تو روٹی پانی کا
بندوبست کرو گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھل کر ٹھنڈا کرو غرضیکہ اس کی راحت و آرام کی باتیں کرو۔ روپیہ پیسہ

کھانا کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں ان کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تا کہ ان کو سخاوت کی عادت ہو مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو خود جو چیز شروع سے ان ہی کی ہو اس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔ (۹) زیادہ کھانے والوں کی برائی اس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اس کو بھکّی کہتے ہیں، اس کو بیل جانتے ہیں۔ (۱۰) اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیوں کو سجتے ہیں تم ماشاء اللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔ (۱۱) اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی اور بہت تکلف کے کپڑوں کی اس کو عادت مت ڈالو۔ (۱۲) اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔ (۱۳) چلا کر بولنے سے روکو خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلانے پر خوب ڈانٹو ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہو جائے گی۔ (۱۴) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے کے یا کپڑے کے عادی ہیں ان کے پاس بیٹھنے سے ان کے ساتھ کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔ (۱۵) ان باتوں سے ان کو نفرت دلاتی رہو غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری کرنا، چغلی کھانا، اپنی بات کی پچ کرنا، خواہ مخواہ اسکو بنانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا، بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بری بات کا نہ سوچنا اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے فوراً اس کو روکو اس پر تنبیہ کرو۔ (۱۶) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو کہ پھر ایسا نہ کرے۔ ایسی باتوں میں پیار دلار ہمیشہ بچوں کو کھو دیتا ہے۔ (۱۷) بہت سویرے مت سونے دو۔ (۱۸) سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔ (۱۹) جب سات برس کی عمر ہو جائے نماز کی عادت ڈالو۔ (۲۰) جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے اول قرآن مجید پڑھواؤ۔ (۲۱) جہاں تک ہو سکے دیندار استاد سے پڑھواؤ۔ (۲۲) مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔ (۲۳) کبھی کبھی وقت ان کو نیک لوگوں حکایتیں سنایا کرو۔ (۲۴) ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشق معشوق کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون اور بے ہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔ (۲۵) ایسی کتابیں پڑھواؤ جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آ جائے۔ (۲۶) مکتب سے آنے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کیلئے اس کو کھیلنے کی اجازت دو تا کہ اس کی طبیعت کند نہ ہو جائے لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو، چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (۲۷) آتش بازی یا باجہ یا فضول چیزیں مول لینے کیلئے پیسے مت دو۔ (۲۸) کھیل تماشے دکھانے کی عادت مت ڈالو۔ (۲۹) لڑکوں کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھلا دو جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کر سکے۔ (۳۰) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھلا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔ (۳۱) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اپاہج اور سست نہ ہو جائیں ان کو کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھایا کریں۔ صبح کو سویرے اٹھ کر تہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔ کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ ادھڑا ہوا خود سی لیا کریں کپڑے خواہ میلے ہوں خواہ اجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں جہاں کیڑے کے کاٹنے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھوبن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں پھر گن کر پڑتال کر لیں۔ (۳۲) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر

ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھے کچھ ہلا جلا لیا کرے۔ (۳۳) لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے سینے پرونے کپڑے سدھنے چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کرکے دیکھا کریں کہ کیونکر ہو رہا ہے۔ (۳۴) جب بچے سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو تاکہ اس کا دل بڑھے اور جب اس کی کوئی بری بات دیکھو اول تنہائی میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے دل میں کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہے گا۔ خبردار پھر ایسا مت کرنا۔ نیک بخت بچے ایسا نہیں کرتے اور پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔ (۳۵) ماں کو چاہئے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔ (۳۶) بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو کھیل ہو یا کھانا ہو یا کوئی اور شغل ہو جو کام چھپا کر کرے گا سمجھ جاؤ کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے سو اگر وہ برا ہے تو اس سے چھڑواؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پئے۔ (۳۷) کوئی کام محنت کا اس کے ذمہ مقرر کرو جس سے محنت اور ہمت رہے سستی نہ آنے پاوے مثلاً لڑکوں کیلئے ڈنڈ مگدر کرنا ایک آدھ میل چلنا اور لڑکیوں کیلئے چکی یا چرخہ چلانا ضروری ہے اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہ سمجھیں گے۔ (۳۸) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔ (۳۹) اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالو زبان سے چال سے برتاؤ سے شیخی نہ بگھارنے پاوے یہاں تک کہ اپنے ہم عمر بچوں میں بیٹھ کر اپنے کپڑے یا مکان یا خاندان یا کتاب و قلم و دوات تختی تک کی تعریف نہ کرنے پاوے۔ (۴۰) کبھی کبھی اس کو دو چار پیسے دے دیا کرو کہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرے مگر اس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔ (۴۱) اس کو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ تھوڑا تھوڑا ہم لکھے دیتے ہیں۔

کھانے کا طریقہ

داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ شروع میں بسم اللہ پڑھ لو۔ اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اوروں سے پہلے مت کھاؤ۔ کھانے کو گھور گھور کر مت دیکھو۔ کھانے والوں کی طرف مت دیکھو۔ بہت جلدی جلدی مت کھاؤ۔ خوب چبا کر کھاؤ۔ جب تک لقمہ نہ نگل لو دوسرا لقمہ منہ میں مت رکھو۔ شوربا وغیرہ کپڑے پر نہ ٹپکنے پاوے۔ انگلیاں ضرورت سے زیادہ سننے نہ پائیں۔

محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ

جس سے ملو ادب سے ملو نرمی سے بولو محفل میں تھوکو نہیں، وہاں ناک صاف مت کرو۔ اگر ایسی ضرورت ہو تو وہاں سے الگ چلی جاؤ۔ وہاں اگر جمائی یا چھینک آئے منہ پر ہاتھ رکھو آواز پست کرو کسی کی طرف پشت مت کرو۔ کسی کی طرف پاؤں مت کرو۔ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر مت بیٹھو۔ انگلیاں مت چٹکاؤ۔ بلا ضرورت بار بار کسی کی طرف مت دیکھو۔ ادب سے بیٹھی رہو۔ بہت مت بولو۔ بات بات پر قسم مت کھاؤ۔ جہاں تک ممکن ہو خود کلام مت شروع کرو۔ جب دوسرا شخص بات کرے خوب توجہ سے سنو کہ اس کا دل نہ بجھے البتہ اگر گناہ کی بات

ہو سکے تو منع کر دو یا وہاں سے اٹھ جاؤ۔ جب تک کوئی شخص بات پوری نہ کرے بیچ میں مت بولو۔ جب کوئی آئے اور محفل میں جگہ نہ ہو تو ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ کہ اس کو بیٹھ جانے کی جگہ ہو جائے۔ جب کسی سے ملو یا رخصت ہونے لگو تو السلام علیکم کہو اور جواب میں وعلیکم السلام کہو اور طرح کے الفاظ مت کہو۔

حقوق کا بیان

ماں باپ کے حقوق:۔ (۱) ان کو تکلیف نہ پہنچاوے اگرچہ ان کی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔ (۲) زبان سے برتاؤ سے ان کی تعظیم کرے۔ (۳) جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرے۔ (۴) اگر ان کو حاجت ہو مال سے ان کی خدمت کرے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے یہ حقوق ہیں۔ (۱) ان کیلئے دعائے مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ نفل عبادات اور خیرات کا ثواب ان کو پہنچاتا رہے۔ (۲) ان کے ملنے والوں کے ساتھ احسان اور خدمت سے اچھی طرح پیش آئے۔ (۳) ان کے ذمہ جو قرض ہو یا کسی جائز کام کی وصیت کر گئے ہوں اور خدا تعالیٰ نے مقدور دیا ہو اس کو ادا کرے۔ (۴) ان کے مرنے کے بعد خلاف شرع رونے اور چلانے سے بچے ورنہ ان کی روح کو تکلیف ہوگی اور دادا دادی اور نانا نانی کا حکم شرع میں مثل ماں باپ کے ہے ان کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہئے اسی طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا پھوپھی مثل باپ کے ہیں جیسا کہ حدیث کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے۔

انا کے حقوق:۔ یہ ہیں۔ (۱) اس کے ساتھ ادب سے پیش آنا۔ (۲) اگر اس کو مال کی حاجت ہو اور اپنے پاس گنجائش ہو تو اس کا خیال کرنا۔

سوتیلی ماں:۔ چونکہ باپ کی دوست ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں جیسا ابھی مذکور ہوا۔

بڑا بھائی:۔ حدیث کی رو سے مثل باپ کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے پس ان کے آپس میں ایسے ہی حقوق ہوں گے جیسے ماں باپ اور اولاد کے ہیں۔ اسی طرح بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو سمجھ لینا چاہئے۔

قرابت داروں کے حقوق:۔ اپنے محرم اگر محتاج ہوں اور کمانے کھانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو گنجائش کے موافق ان کے ضروری خرچ کی خبر گیری کرے۔ (۲) گاہ گاہ ان سے ملتا رہے۔ (۳) ان سے قطع قرابت نہ کرے بلکہ اگر کسی قدر ان سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے۔

علاقہ مصاہرت یعنی سسرالی رشتے:۔ قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ نے نسب میں ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے اور بہنوئی اور بہو اور داماد اور بیوی کی پہلی اولاد اسی طرح میاں کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے اس لئے ان علاقوں میں بھی رعایت احسان و اخلاق کی اوروں سے زیادہ رکھنا چاہئے۔

عام مسلمانوں کے حقوق:۔ (۱) مسلمان مسلمان کی خطا کو معاف کرے۔ (۲) اس کے رونے پر رحم

اور طاقت اور مرض میں بچاؤ دیکھے اتنی مدد کرے کھانا پانی دے علاج معالجہ کرے۔ (۴) جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے۔

حیوانات کے حقوق: (۱) جس جانور سے کوئی فائدہ متعلق نہ ہو اس کو مقید نہ کرے بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔ (۲) جو جانور قابل کھانے کے ہیں ان کو بھی محض دل بہلانے کے طور پر قتل نہ کرے۔ (۳) جو جانور اپنے کام میں ہیں ان کے کھانے پینے اور راحت رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔ (۴) جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کرے اس کو تڑپاوے نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

ضروری بات

اگر کسی آدمی کے حق میں کچھ کمی ہوئی ہو تو ان میں جو حق ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے یا معاف کرائے مثلاً کسی کا قرض رہ گیا تھا یا کسی کی خیانت وغیرہ کی تھی اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں ان کو فقط معاف کرائے مثلاً غیبت وغیرہ کی تھی یا مارا تھا اور اگر کسی وجہ سے حقداروں سے نہ معاف کرا سکتا ہے نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کیلئے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے عجب نہیں کہ اللہ جل جلالہ روز قیامت میں ان لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرا دیں مگر اس کے بعد بھی جب موقع ادا کر دینا یا معاف کرانا ہو اسی وقت اس میں بے پروائی نہ کرے اور جو حقوق خود اس کے اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں جن سے وصولی کی امید ہو نرمی کے ساتھ ان سے وصول کرے اور جن سے امید نہ ہو یا وہ حقوق قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگرچہ قیامت میں ان کے عوض نیکیاں ملنے کی امید ہے مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ ثواب آیا ہے اس سے بالکل معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے خاص کر جب کوئی شخص بہت خوشامد کر کے معافی چاہے۔

اطلاع اور ضروری اصلاح: اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بہشتی زیور کے دسوں حصے مع اضافہ اور ضمیمے کے چھپ کر تیار ہو گئے۔ ان حصوں میں بعض ایسے مسئلے جو خاص مردوں کے متعلق ہیں نہیں آئے اس لئے ضرورت کا ... جو ان حصوں کو پڑھے۔ ضروری بات ہے کہ اپنی بہشتی کو بھی خوب سمجھا کر پڑھا جاوے تا کہ پھر ہر طرح کے مسائل ان کو معلوم ہو جاویں۔ یہ کتاب بہشتی زیور کا گیارہواں حصہ قرار دیا گیا ہے اس کا نام دوسرے ... سب نہایت خوشخط بہشتی زیور کے نئے اضافے ہیں ربیع الاول تیار ہو چکے حصے کا اضافہ اصلاح النساء بہتر چھپ چکا ہے۔ دونوں حصے ختم کے آخری اضافہ ہیں اور (اصلاح النساء) نظم و (اصلاح الرجال) بھی۔

ہو اور پھر بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کرلے اس کو بھیک دینا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۱): ریل کے سفر میں اگر
پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھو نماز قضا مت کرو۔ مسئلہ (۱۲): بعض عورتیں غریب مزدوروں سے
پردہ نہیں کرتیں، بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۱۳): پرائی چیز چاہے کیسی ہی چھوٹی سی ہو مگر بدون مالک کی
اجازت کے ہرگز مت برتو جب برتو تو اس کو چھوڑ کر مت اٹھ جاؤ۔ مالک کے سپرد کر دو کیونکہ تمہاری تحویل
و حوالگی میں ہے۔ مسئلہ (۱۴): ریل کی سواری میں کرایہ کا اور محصول کا اور اسباب کے لیجانے کا قاعدہ
ریل والوں کی طرف سے مقرر ہے اس کے خلاف کرنا دھوکہ دینا یا اصل بات کو چھپانا درست نہیں مثلاً وہاں یہ
قاعدہ ہے کہ جو مسافر سب سے سستے درجہ میں سفر کرے جس کو تیسرا درجہ کہتے ہیں اس کو ناشتہ کا کھانا اور اوڑھنا
بچھونا اور ان چیزوں کے علاوہ پچیس سیر بوجھ کا اسباب لیجانے کی اجازت ہے اس پر محصول نہیں پڑتا لیکن
کرایہ دینا پڑتا ہے اور اگر تھوڑا اسباب بھی اس سے بڑھ جاوے تو اس کو ریل پر تلوا کر محصول جتنا وہاں قاعدہ ہے دینا
چاہئے اور یہ پچیس سیر اسی سیر سے ہے جو سیر اسی روپے کے برابر ہوتا ہے تو اب اگر کوئی شخص پچیس سیر یا
ستائیس سیر اسباب بھی بے تلوائے ساتھ لیجانا چاہے ریل والے اس کو نہ دیکھیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
گنہگار ہوگا اور بعض یوں کرتے ہیں کہ اسباب تولنے سے تیس سیر نکلا۔ بابو نے کہا ہم پچیس سیر لکھ دیں گے ہم کو آنہ
رشوت دو اس میں دو گناہ ہوگئے ایک تو زیادہ اسباب لیجانا اور محصول کم دینا دوسرا رشوت دینا۔ اسی طرح وہاں
یہ قاعدہ ہے کہ جو بچہ تین برس سے کم ہو اس کا کرایہ معاف ہے اور جو بچہ پورے تین کا ہو اس کا آدھا کرایہ ہے
اور پھر بارہ برس سے کم آدھا ہے جب پورے بارہ برس کا ہو تب پورا ہے تو اگر کسی کے پاس تین برس کا بچہ ہو اور
وہ بے کرایہ دیئے ہوئے لیجانے یا تین برس سے کم کا اس کو بتلاوے تو اس کو گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر بارہ برس
کے بچے کو کم کا بتلا کر آدھے کرایہ میں لیجانا چاہے تو اس کو بھی گناہ ہوگا اور ان سب صورتوں میں قیامت کے دن
بجائے پیسوں روپے کے نیکیاں دینی پڑینگی یا ان ریل والوں کے گناہ اس کے سر پر دھرے جائیں گے۔
مسئلہ (۱۵): آجکل جو انگریزی بہت پڑھتے ہیں اور اس میں بعض باتیں ایسی لکھی ہیں جو دین
و ایمان کے بالکل خلاف ہیں۔ اور دین کا علم ان پڑھنے والوں کو ہوتا نہیں اس لئے بہت لڑکے ایسے ہوجاتے
ہیں کہ ان کے دل میں ایمان نہیں رہتا اور منہ سے بھی ایسی باتیں بکنے لگتے ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے۔
اگر ایسے لڑکوں سے کوئی مسلمان لڑکی بیاہی گئی شرع سے وہ نکاح ہی نہیں ہوتا اور جب نکاح ہی نہیں ہوا تو
ساری عمر برا کام ہوتا ہے تو اس کا وبال ماں باپ پر دنیا میں بھی پڑے گا اور آخرت میں بھی عذاب کا اندیشہ
بہت ہے اس لئے ضروری اور لازم ہے کہ اپنی لڑکی بیاہنے کے وقت جس طرح داماد کے حسب نسب کی خوب
تحقیق کرتے ہیں اس سے زیادہ اس کی چھان بین کرلیا کریں کہ وہ دیندار بھی ہے یا نہیں اگر دینداری نہ معلوم
ہو تو ہرگز لڑکی نہ دیں۔ غریب دیندار ہزار درجہ بہتر ہے۔ بددین امیر سے اور ایک بات یہ بھی دیکھنے کی ہے کہ جو
شخص دیندار نہیں ہوتا وہ بیوی کا حق بھی نہیں سمجھتا اور اس سے محبت بھی نہیں رکھتا بلکہ بعضوں کا تو یہ حال ہے کہ
تھوڑے پیسے سے بھی تنگ رکھتا ہے پھر جب یہ نصیب ہوا تو نری ایم بی کے نام کو لیکر کیا چاٹیں گے۔

مسئلہ (۱۶): یہ جو مشہور ہے کہ قطب تارہ کی طرف پاؤں نہ کرے بالکل غلط ہے اس بارے کا شریعت میں کوئی ادب نہیں۔ مسئلہ (۱۷): اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ رات کے وقت درخت سو جایا کرتے ہیں یہ بھی بالکل غلط بات ہے۔ مسئلہ (۱۸): اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہو جاتا ہے بالکل واہیات بات ہے۔ اگر چارپائی خوب کسی ہوئی ہو اس پر نماز درست ہے اگر وہ ڈھیلی ہے تو کوئی پاک کپڑا اس پر بچھالے لیکن بے ضرورت اس پر نماز پڑھنے سے خواہ مخواہ اپنی شہرت ہوتی ہے۔ مسئلہ (۱۹): اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ پچھلی امتوں کے جو لوگ بندر ہو گئے تھے یہ بندر انہی کی نسل سے ہیں یہ بھی بالکل غلط ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ بندر سب مر گئے تھے ان کی نسل نہیں چلی اور یہ جانور بندر پہلے سے بھی تو ہے نہیں کہ بندر انہیں سے شروع ہوا ہے۔ مسئلہ (۲۰): قرآن مجید میں جو غلطی نکلے اس لفظ کو صحیح کرا لو نہیں تو پھر یاد کا بھروسہ نہیں ہمیشہ غلط پڑھا کرو گی جس سے گنہگار ہو گی۔ مسئلہ (۲۱): یہ دستور ہے کہ اگر قرآن مجید کسی کے ہاتھ سے گر پڑے تو اس کے برابر اناج تول کر دیتی ہیں۔ یہ کوئی شرع کا حکم نہیں ہے پہلے بزرگوں نے شاید تنبیہ کے واسطے یہ قاعدہ مقرر کیا ہوگا کہ آگے کو زیادہ خیال رہے۔ یہ واقع میں بہت اچھی مصلحت ہے لیکن قرآن مجید کو بے ضرورت ترازو کے پلڑے میں رکھنا یہ بھی ادب کے خلاف ہے اس لئے اگر اناج دینا ہو تو ایسے ہی جتنی ہمت ہو دیدے قرآن مجید کو نہ تولے۔ مسئلہ (۲۲): جو مسئلہ اچھی طرح یاد نہ ہو کبھی کسی کو مت بتاؤ۔ مسئلہ (۲۳): بعض عورتیں ایسا کرتی ہیں کہ ڈولے میں بیٹھنے کے وقت ظاہر کرتی ہیں کہ ایک سواری ہے اور بیٹھ لیتی ہیں دو دو یہ دھوکا اور حرام ہے البتہ کہاروں سے کہہ دے اگر وہ خوشی سے اٹھا لیں تو کچھ حرج نہیں ورنہ ان پر زبردستی نہیں۔ مسئلہ (۲۴): اکثر عورتیں ایک صندوق سر پر لئے پھرا کرتی ہیں۔ اس صندوق میں طرح طرح کے نقشے اور تصویریں بنی ہوتی ہیں اور صندوق کے تختہ میں ان کے دیکھنے کے واسطے آئینہ لگا ہوا ہے پیسہ دو پیسہ لے کر وہ تماشا دکھاتی پھرتی ہیں تو جس صندوق میں جاندار چیز کی ایک بھی تصویر ہو اس کی سیر کرنا منع ہے۔ اسی طرح بعض لڑکے تصویردار نقشے خرید کر لاتے ہیں اور انہیں سامنے رکھ کر ان تصویروں کی سیر کراتے ہیں وہ بھی منع ہے۔ اسی طرح بعض آدمی اپنے گھروں میں ایک باجا لا کر سب کو سنایا کرتے ہیں جس میں ہر چیز کی آواز بند ہو جاتی ہے تو باجا کو کوک دے کر جس آواز کو چاہے سن لو اس باجے میں بھی منع منع ہے جیسے گانا بجانا اور بعض اس میں قرآن پڑھنا بند کر دیتے ہیں تو قرآن مجید سننا تو بہت اچھی بات ہے مگر اس میں بند کرنے کا مطلب تو کھیل تماشا ہوتا ہے اس لئے یہ بھی منع ہے لڑکیوں اور عورتوں کو ایسی چیزوں کی حرص نہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۲۵): بعض آدمی ایسا کرتے ہیں کہ کھوٹا روپیہ جب ان کے پاس نہیں چلتا تو دھوکہ دے کر کسی کو دے دیتے ہیں یا رات کو اسی طرح چلا دیتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے جس نے وہ روپیہ تم کو دیا ہے اسی کو دیدو۔ چاہے اس کو جتا کر دو چاہے کسی ترکیب سے دیدو سب درست ہے مگر یہ اس وقت درست ہے کہ جب خوب معلوم ہو کہ فلانے کے پاس سے آیا ہے اور اگر ذرا بھی شک ہے تو درست نہیں اور اگر کسی شخص کو جتا کر دو وہ خوشی سے لے لے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲۶): بعض دفعہ ایک آدمی آنکھیں بند کئے ہوئے

بیماری ہو تو کچھ ڈر نہیں مگر نماز کے وقت منہ کو خوب صاف کر لے خواہ مسواک سے یا دھنیا چبا کر یا جس طرح ہو سکے۔ اگر نماز میں منہ کے اندر بدبو ہے تو فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اس واسطے منع ہے۔ مسئلہ (۳۸): افیون اگر علاج کیلئے کسی دوا میں اتنی ہی ذرا کر لی جائے جس سے نشہ بالکل نہ ہو تو درست ہے مگر جیسے بعض عورتیں بچوں کو دے دیتی ہیں کہ نشہ کی غفلت میں پڑے رہیں روئیں نہیں۔ یہ درست نہیں۔ مسئلہ (۳۹): اکثر عورتیں قرآن مجید پڑھنے میں اگر ان کے میاں کا نام آ جائے تو اس کو چھوڑ جاتی ہیں یا چپکے سے کہہ لیتی ہیں یہ واہیات بات ہے قرآن مجید پڑھنے میں کیا شرم۔ مسئلہ (۴۰): جوان لڑکی کو جوان مرد سے قرآن یا کتاب پڑھوانا نہ چاہئے۔ مسئلہ (۴۱): لکھے ہوئے کاغذ کا ادب ضروری ہے ویسے ہی نہ پھینک دینا چاہئے جو خط ردی ہو جائے یا پنساری کی دوکان سے دوا کاغذ میں بندھی ہوئی آئے اور وہ دوا سے خالی کر لیا جاوے تو ایسے کاغذوں کو یا تو کہیں حفاظت سے رکھ دیا کرو یا پھر ان کو آگ میں جلا دیا کرو۔ اسی طرح جو لکھا ہوا کاغذ راستے میں پڑا ہوا ملے اور کسی کے کام کا نہ ہو اس کو بھی اٹھا کر رکھ دیا کرو یا جلا دیا کرو۔ مسئلہ (۴۲): دسترخوان پر جو روٹی کے ریزے رہ جاتے ہیں ان کو ایسی ویسی جگہ مت جھاڑ دیا کرو بلکہ کسی علیحدہ جگہ جہاں پاؤں سے پامال نہ ہوں جھاڑ دیا کرو۔ مسئلہ (۴۳): اگر کوئی خط لکھا ہوا ہو تو بے اس کی رضا کے اس کا پڑھنا منع ہے۔ مسئلہ (۴۴): اگر کسی کے بچہ کے آدھے دھڑ میں زخم یا دانے ہوں اور پانی پہنچنے سے نقصان ہو اور اس کو نہانے کی ضرورت ہو بغیر نہانے میں اس کو بچا نہ سکے تو تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۴۵): جاہلوں میں مشہور ہے کہ تسبیح پھیرنا اس طرح سیدھا ہے اور اس طرح الٹا ہے۔ یہ سب واہیات ہے۔ اصل مطلب گننے سے ہے جس طرح چاہو پھیرو۔ مسئلہ (۴۶): درود شریف بے وضو بے غسل اور حیض ونفاس کی حالت میں بھی پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ (۴۷): لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا منع ہے۔ مسئلہ (۴۸): برا نام رکھنا منع ہے اچھا نام رکھے یا تو نبیوں کے نام پر نام رکھے یا اللہ کے ناموں میں سے کسی نام پر لفظ عبد بڑھا دے جیسے عبداللہ، عبدالرحمن، عبدالباری، عبدالقدوس، عبدالجبار، عبدالغفار یا اور کوئی نام کسی عالم سے رکھوالے۔ مسئلہ (۴۹): جاہل عورتوں میں مشہور ہے کہ نماز پڑھ کر جا نماز کو الٹ دو نہیں تو اس پر شیطان نماز پڑھتا ہے۔ یہ بات محض غلط ہے۔ مسئلہ (۵۰): جاہل سمجھتے ہیں کہ عورت اگر زچہ خانہ میں مر جائے تو چڑیل ہو جاتی ہے یہ بالکل غلط عقیدہ ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایسی عورت شہید ہوتی ہے۔ مسئلہ (۵۱): جاہل کہتے ہیں کہ عورت مر جائے تو اس کا خاوند جنازہ کا پایہ بھی نہ پکڑے یہ بالکل غلط ہے بلکہ اگر وہ منہ بھی دیکھ لے تو کچھ ڈر نہیں۔ مسئلہ (۵۲): اگر عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ معلوم ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لینا چاہئے۔ ایک جگہ لوگوں نے ایک حماقت کی اس عورت کو نہانے کے وقت بچہ پیدا ہونے کی نشانیاں معلوم ہوئیں تو عورتوں نے کہا جلدی کرو کہیں معلوم کیا ہو جائے گا غرض اس کو جلدی جلدی دفنا کے چلے گئے۔ جب قبر میں رکھا تو کفن کے اندر بچہ کے رونے کی حرکت معلوم ہوئی افسوس ہے کہ کسی نے کفن کھول کر بھی نہ دیکھا اور قبر بند کر دی۔ [illegible] افسوس ہے کہ

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ ششم

رسوم کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بُری رسموں کا بیان اور ان میں کئی باب ہیں

پہلا باب ان رسموں کے بیان میں جن کو کرنے والے بھی گناہ سمجھتے ہیں مگر ہلکا جانتے ہیں۔ اس میں کئی باتوں کا بیان ہے۔ بیاہ شادی میں ناچ، باجے کا ہونا، آتشبازی چھوڑنا، بچوں کی بابری رکھنا، تصویر رکھنا، کتا پالنا۔ ہم ہر ایک رسم کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

ناچ کا بیان

شادیوں میں دو طرح پر ناچ ہوتے ہیں۔ ایک تو رنڈی وغیرہ کا ناچ جو مردانے میں کرایا جاتا ہے دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی ڈومنی میراثن وغیرہ ناچتی ہے اور کوٹھے وغیرہ سے لگا پڑ کا کر تماشا کرتی ہے۔ یہ دونوں حرام اور ناجائز ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں کہ نامحرم عورت کو سب مرد دیکھتے ہیں۔ یہ آنکھ کا زنا ہے اس کے بولنے اور گانے کی آواز سنتے ہیں۔ یہ کان کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں۔ یہ زبان کا زنا ہے اس کی طرف دل کو رغبت ہوتی ہے، یہ دل کا زنا ہے۔ جو زیادہ بے حیا ہیں اس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں یہ ہاتھ کا زنا ہے۔ اس کی طرف چل کر جاتے ہیں یہ پاؤں کا زنا ہے۔ بعض بدکاری بھی کرتے ہیں تو یہ اصل زنا ہے۔ حدیث شریف میں یہ مضمون صاف صاف آ گیا ہے کہ جس طرح بدکاری زنا ہے اسی طرح آنکھ سے دیکھنا، کان سے سننا، پاؤں سے چلنا وغیرہ ان سب باتوں سے زنا کا گناہ ہوتا ہے۔ پھر گناہ کو کھلم کھلا کرنا شریعت میں اور بھی برا ہے۔ حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب بھی کسی قسم میں بے حیائی اور فحاشی اتنی پھیل جائے کہ لوگ کھلم کھلا کرنے لگیں تو ضرور ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل پڑتی ہیں جو ان کے بزرگوں میں کبھی نہیں ہوئیں۔ اب سمجھو کہ جب یہ ناچ ایسی بری چیز ہے تو بعض آدمی جو شادی کے موقع پر اس کا سامان کرتے ہیں یا دوسری طرف والوں پر تقاضا کرتے۔ یہ لوگ کس قدر گنہگار ہوتے ہیں بلکہ یہ محفل کرانے والا جتنے آدمیوں کو گناہ کی طرف بلاتا ہے جس قدر جدا جدا سب کو گناہ ہوتا ہے وہ سب ملا کر اس اکیلے کو اتنا ہی گناہ ہوگا مثلاً فرض کرو کہ مجلس میں سو آدمی آئے تو جتنا گناہ ہر ہر

آدمی کو ہوا وہ سب اسی اکیلے کو ہوا۔ یعنی مجلس کرنے والے کو پورے سو آدمیوں کا گناہ ہوا۔ بلکہ اس کے دیکھا دیکھی جو کوئی جب کبھی ایسا جلسہ کریگا اس کا گناہ بھی اس کو ہوگا بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی جب تک اس کا نیا ڈالا ہوا سلسلہ چلے گا اس وقت تک برابر اس کے نامہ اعمال میں گناہ بڑھتا رہے گا۔ پھر اس مجلس میں باجہ گاجہ بھی بے دھڑک بجایا جاتا ہے جیسے طبلہ، سارنگی وغیرہ۔ یہ بھی ایک گناہ ہوا۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو میرے پروردگار نے ان باجوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جس کے مٹانے کیلئے حضرت محمد ﷺ تشریف لائیں اس کے رونق دینے والے کے گناہ کا کیا ٹھکانا۔ اور دنیا کا نقصان اس میں عورتوں کیلئے یہ ہے کہ بعض دفعہ ان کے شوہر کی یا دولہا کی طبیعت ناچنے والی پر آجاتی ہے اور اپنی بیوی سے دل ہٹ جاتا ہے۔ یہ ساری عمر روتی ہیں۔ پھر غضب یہ کہ اس کو ناموری اور آبرو کا سبب جانتی ہیں اور اس کے نہ ہونے کو ذلت اور شادی کی بے رونقی جانتی ہیں اور گناہ پر فخر کرنا اور گناہ نہ کرنے کو بے عزتی سمجھنا اس سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے تو یہ دیکھو کتنا بڑا گناہ ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی والا نہیں مانتا۔ بہت مجبور کرتا ہے ان سے پوچھنا چاہئے کہ لڑکی والا اگر یہ زور دالے کہ پیشوا بن کر تم خود ناچو تو کیا لڑکی لینے کے واسطے تم خود ناچو گے۔ یا غصہ میں درہم برہم ہو کر مرنے مارنے کو تیار ہو جاؤ گے اور لڑکی کی کچھ پرواہ نہ کرو گے۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ شریعت نے جس کو حرام کیا ہے اس سے اتنی ہی نفرت ہونی چاہئے جتنی اپنی طبیعت کے خلاف کاموں سے ہوتی ہے تو جیسے اس میں شادی ہونے نہ ہونے کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح خلاف شرع کاموں میں صاف صاف جواب دینا چاہئے شادی کرو چاہے نہ کرو ہم ہرگز ناچ نہ ہونے دیں گے۔ اسی طرح اس میں شریک بھی نہ ہونا چاہئے۔ نہ دیکھنا چاہئے۔ اب رہ گیا وہ ناچ جو عورتوں میں ہوتا ہے۔ اس کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔ خواہ اس میں ڈھول وغیرہ کسی قسم کا باجہ ہو یا نہ ہو ہر طرح ناجائز ہے۔ کتابوں میں بندروں تک کے ناچ تماشوں تک کو منع لکھا ہے تو آدمیوں کو نچانا کس طرح برا نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ کبھی گھر کے مردوں کی بھی نظر پڑتی ہے اور اس میں وہی خرابیاں ہوتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا اور کبھی یہ ناچنے والی گاتی بھی ہے۔ اور گھر سے باہر مردوں کے کان میں آواز پہنچتی ہے۔ جب مردوں کو عورتوں کا گانا سننا گناہ ہے تو جو عورت اس گناہ کا باعث بنی وہ بھی گنہگار ہوگی۔ بعض عورتیں اس ناچنے والی کے سر پر ٹوپی رکھواتی ہیں اور مردوں کی شکل یا وضع بنانا عورتوں کو حرام ہے تو اس گناہ کی تجویز کرنے والی بھی گنہگار ہوگی۔ اور اگر باجہ اس کے ساتھ ہو تو باجے کی برائی ابھی ہم لکھ چکے ہیں۔ اسی طرح گانا چونکہ اکثر گانے والی جوان، خوش آواز اور عشقیہ مضمون یاد رکھنے والی تلاش کی جاتی ہے اور اکثر اسکی آواز غیر مردوں کے کان میں پہنچتی ہے اور اس گناہ کا سبب گھر کی عورتیں ہوتی ہیں اور کبھی کبھی ایسے مضمونوں کے شعروں سے بعض عورتوں کے دل بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ پھر رات رات بھر یہ شغل رہتا ہے۔ بہت عورتوں کی نمازیں صبح کی غارت ہو جاتی ہیں۔ اس لئے یہ بھی منع ہے۔ غرض کہ ہر قسم کا ناچ اور راگ باجہ جو آج کل ہوا کرتا ہے سب گناہ ہے۔

کتا پالنے اور تصویروں کے رکھنے کا بیان۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس

داخل ہوتے فرشتے (رحمت) کے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اور فرمایا نبی ﷺ نے کہ سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک تصویر بنانے والے کو ہوگا۔ اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بجز ان تین غرضوں کے کسی اور طرح کتا پالے یعنی مویشی کی حفاظت، کھیت کی حفاظت، شکار کے سوائے کسی اور فائدے کیلئے کتا پالے اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک ایک قیراط گھٹتا رہے گا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ میاں کے یہاں کا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ ان حدیثوں سے تصویریں بنانا، تصویر رکھنا، کتا پالنا سب کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے اس لئے ان باتوں سے بہت بچنا چاہئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض لڑکیاں پیار کرتی ہیں جو تصویر دار گڑیاں بناتی ہیں یا کپڑے کی گڑیاں بازار سے منگاتی ہیں اور کھلونے مٹی کے یا پلاسٹک کے بچوں کیلئے منگا دیتی ہیں یہ سب منع ہیں اپنے بچوں کو اس سے منع کرنا چاہئے اور ایسے کھلونے توڑ دینا چاہئے اور ان کی گڑیاں جلا دینی چاہئے۔

اسی طرح بعض بڑے کتوں کے بچے پالا کرتے ہیں ماں باپ کو چاہئے کہ ان کو ہرگز نہ اجازت دیا کریں۔

آتش بازی کا بیان: شب برات میں یا شادی میں انار، پٹاخے اور آتشبازی چھڑانے میں کئی گناہ ہیں اول تو یہ کہ پیسہ فضول برباد جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مال فضول اڑانے والوں کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے اور ایک آیت میں فرمایا ہے کہ مال فضول اڑانے والوں کو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے۔ یعنی ان سے بیزار ہیں۔ دوسرے ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف ہے اور اپنی جان یا مال کو ایسی ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا خود شرع میں برا ہے۔ تیسرے لکھے ہوئے کاغذ آتشبازی کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ خود حروف بھی ادب کی چیز ہیں اس طرح کے کاموں میں ان کو لانا منع ہے بلکہ بعض بعض کاغذوں پر قرآن کی آیتیں یا حدیثیں یا نبیوں کے نام لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بھلا ذرا سوچو کہ ان کے ساتھ بے ادبی کرنے کا کتنا بڑا وبال ہے تو تم اپنے بچوں کو ان کاموں کے واسطے کبھی پیسے مت دو۔

شطرنج، تاش، گنجفہ، چوسر، کنکوے وغیرہ کا بیان: حدیثوں میں شطرنج کی بہت ممانعت آئی ہے اور تاش، گنجفہ، چوسر وغیرہ بھی مثل شطرنج کے ہیں اس لئے سب منع ہیں اور پھر ان میں دل اس قدر لگتا ہے کہ ان کا کھیلنے والا کسی اور کام کا نہیں رہتا اور ایسے شخص کے دین اور دنیا کے بہت سے کاموں میں خلل پڑتا ہے جو کام ایسا ہو وہ برا کیوں نہ ہوگا۔ یہی حال کنکوے کا سمجھو کہ یہی خرابیاں اس میں بھی ہیں بلکہ بعض لڑکے اس کے پیچھے چھتوں سے گر کر مر گئے ہیں۔ غرض تم کو خوب مضبوط رہنا چاہئے اور ہرگز اپنے بچوں کو ایسے کھیل مت کھیلنے دو بلکہ ان کو پیٹو۔

بچوں کی بابری رکھانے کا یعنی بیچ میں سے سر کھلوانے کا بیان: حدیث شریف میں آیا ہے کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے قزع سے اور قزع کے معنی عربی میں یہ ہیں کہ کہیں سے سر منڈائے اور کہیں سے چھوڑ دے۔

دوسرا باب اُن رسموں کے بیان میں جن کو لوگ جائز سمجھتے ہیں: بعضی رسمیں دنیا میں آنے کے

جانا کہ اس سے نقصان ہوا تو یہ شرک ہو گیا۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں۔
اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ٹونا ٹوٹکا شرک ہے۔ اور بدفالی کا اندیشہ کرنا تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے اور تکبر کا
حرام ہونا صاف صاف قرآن مجید اور حدیث شریف میں مذکور ہے اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں بھی اسی
تنگ وہمی ہی کی بدولت گلے کا ہار ہو گئی ہیں۔ (۲) بعض جگہ پیدا ہونے سے پہلے پھانک یعنی سوپ یا
چھلنی میں پھول ناج اور سوا روپیہ مشکل کشا کے نام کا رکھا جاتا ہے یہ کھلا ہوا شرک ہے اور بعض جگہ یہ دستور ہے
کہ جب عورت پہلے پہل حاملہ ہوتی ہے تو کبھی پانچویں مہینے کبھی ساتویں مہینے کبھی نویں مہینے گود بھری جاتی
ہے یعنی سات قسم کے میوے ایک پوٹلی میں باندھ کر حاملہ عورت کی گود میں رکھتی ہیں اور ڈھیری اور گلگلے پکا کر
رت جگا کرتی ہیں اور جس کا پہلا بچہ ضائع ہو جاتا ہے اس کیلئے یہ رسم نہیں ہوتی۔ یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی اور
شگون ہے۔ جس کی برائی جا بجا پڑھ چکی ہو اور بعض جگہ زچہ کے پاس تلوار یا چھری حفاظت بلیات کے واسطے
رکھ دیتی ہیں یہ بھی محض ٹوٹکا اور شرک کی بات ہے۔ (۳) پیدا ہونے کے بعد گھر والوں کے ساتھ کنبے کی
عورتیں بھی بطور نیوتے کے کچھ جمع کر کے دائی کو دیتی ہیں اور ہاتھ میں نہیں دیتیں بلکہ ٹھیکرے میں ڈالتی
ہیں۔ بھلا یہ دینے کا کونسا معقول طریقہ ہے کہ ہاتھ کو چھوڑ کر ٹھیکرے میں ڈالا جائے۔ اور اگر ٹھیکرے میں نہ
ڈالیں ہاتھ میں ہی دیدیں تب بھی غور کرنے کی بات ہے کہ ان دینے والوں کا مقصود اور نیت کیا ہے۔ جس
وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی اس وقت کی تو خبر نہیں کیا مصلحت ہو شاید خوشی کی وجہ سے ہو کہ سب عزیزوں کا دل
خوش ہوا ہو اور بطور انعام کے کچھ دے دیا ہو مگر اب تو سچی بات ہے کہ خوشی ہو نہ ہو دل چاہے نہ چاہے دینا ہی
پڑتا ہے۔ کنبے کی بعض عورتیں نہایت مفلس اور غریب ہوتی ہیں ان کو بھی بلا بلا کے بلاوا بھیج کر بلایا جاتا ہے۔
اگر نہ جائیں تو عمر بھر شکایت رہے اور اگر جائیں تو اٹھنی یا چونی کا انتظام کر کے لے جائیں نہیں تو بیویوں میں
سخت ذلت اور شرمندگی ہو۔ قرض لاؤ اور چاہے فاقہ ہو کر دو یہ کیسا اندھیر ہے کہ گھر جا کر لوٹا جاتا ہے خوشی کی
جگہ بعضوں کو تو بوجھ ہو جاتا ہے تھوڑی انصاف کرو کہ یہ کیسا ہے اور اس طرح مال کا خرچ کرنا اور لینے والی کو یا
گھر والوں کو اس لینے دینے کا سبب بننا کہاں جائز ہے۔ کیونکہ دینے والی کی نیت تو محض اپنی بڑائی اور نیک
نامی ہے جس کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شہرت کا کپڑا پہنے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا
لباس پہنائیں گے یعنی جو کپڑا خاص شہرت اور ناموری کیلئے پہنا جائے اس پر یہ عذاب ہوگا تو معلوم ہوا
شہرت اور ناموری کیلئے کوئی کام کرنا جائز نہیں یہاں تو خاص یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہیں گے۔
فلانی نے اتنا دیا۔ اور مطعون کریں گے تم بھی تو کہ فلانی ایسی کنجوس ہے جس سے ایک ٹکا بھی نہ دیا گیا خالی
خول آ کر مٹھائی بیٹھ گئی ایسے آنے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ دینے والی کو تو یہ گناہ ہوئے۔ اب لینے والی کو
سنئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال بدون اس کی دلی خوشی کے حلال نہیں۔ سو جب کسی نے
جبر اکراہت سے دیا تو لینے والی کو گناہ ہوا۔ اگر دینے والی کھاتی پیتی اور مالدار ہے اور اس پر جبر بھی نہیں کیا
مگر غرض تو اس کی بھی وہی شیخی اور فخر کرنا ہے جس کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے جو فخر کیلئے کھانا کھلائیں۔ غرض کہ ایسے کا کھانا کھانا یا اور کوئی
چیز لینا بھی منع ہے۔ غرض کہ لینے والی بھی گناہ سے نہ بچیں اب گھر والوں کو دیکھو وہی لوٹ یا یا کہ ان گناہوں
کے سبب ہوئے تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ غرض کہ اچھا خاصہ ہوا کہ سب کو گناہ میں شریک کیا اور اس نیوتہ کی رسم
جو اکثر قصبوں میں ادا کی جاتی ہے اس میں ان خرابیوں کے سوا ایک اور بھی خرابی ہے وہ یہ کہ نیوتہ کا جو آتا
ہے وہ سب اپنے ذمہ قرض ہو جاتا ہے اور قرض کو بلا ضرورت لینا منع ہے پھر قرض کا یہ حکم ہے کہ جب کبھی
اپنے پاس ہوا ادا کر دینا ضروری ہے اور یہاں یہ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ اس کے یہاں بھی جب کوئی کام ہو
تب ادا کیا جائے اور اگر کوئی شخص نیوتے کا بدلہ ایک ہی دو دن کے بعد دینے لگے تو ہرگز کوئی قبول نہ
کرے۔ یہ دوسرا گناہ ہوا۔ اور قرض کا حکم یہ ہے کہ گنجائش ہو تو ادا کر دو نہ پاس ہو نہ دو جب ہو گا دے دیا
جائے گا۔ یہاں یہ حال ہے کہ پاس ہو یا نہ ہو قرض دام لیکر گروی رکھ کر چاہے ادھار قرض کرکے ادا کرو ضرور وہ یہ
تینوں حکموں میں شریعت کی مخالفت ہوئی اس لئے نیوتے کی رسم جس کا آج کل دستور ہے جائز نہیں ہے نہ
کسی کا نیوتہ لو اور نہ دو۔ دیکھو تو کہ اس میں خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے سوا راحت و آرام کتنا بڑا
ہے۔ اسی طرح بچے کے کان میں اذان دینے کے وقت گڑ یا بتاشے کی تقسیم کا پابند ہو جانا بالکل شرع کی حد
سے نکلنا ہے۔ (۴) پھر نائن کو دو میں پھولا اناج ڈال کر سارے کنبے میں بچے کا سلام کہنے جاتی ہے اور وہاں
سب عورتیں اس کو اناج دیتی ہیں اس میں بھی وہی خیالات اور نیتیں ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئیں اس لئے
اس کو بھی چھوڑنا چاہئے۔ (۵) گھر پر سب کمینوں کو حق دیا جاتا ہے جن کو نیگ حق کہتے ہیں ان میں بعض
لوگ خدمت گزار ہیں۔ ان کو تو حق کچھ کر یا انعام کچھ کر دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مگر چونکہ اور
ہے کہ اپنے مقدور کا لحاظ رکھے یہ نہ کرے کہ خواہ مخواہ ہی قرض لے چاہے سودی پر ملے مگر قرض ضرور لے
اپنی زمین باغ کو بیچنا پڑے یا گروی رکھے اگر ایسا کرے گی تو نام و نمود کی نیت ہونے یا بلا ضرورت قرض
لینے اور سود دینے کی وجہ سے جو کہ گناہ میں سود لینے کے برابر ہے یا تکبر اور فخر کی نیت ہونے کی وجہ سے ضرور
گنہگار ہوگی۔ پھر یہ تو خدمت گزاروں کے انعام میں گفتگو تھی بعض وہ کمین ہیں جو کسی مصرف کے نہیں نہ وہ
کوئی خدمت کریں نہ کسی کام آئیں نہ ان سے کوئی ضرورت پڑے مگر قرض خواہوں سے بڑھ کر تقاضا کرکے
کرتے ہیں اور خواہ مخواہ ان کا دینا ضرور ہے اس میں بھی جو جو خرابیاں اور جو جو گناہ دینے والوں کے حق میں
ہیں ان کا بیان اوپر آچکا ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں پھر جب ان کا کوئی حق نہیں تو ان کو دینا محض
احسان اور انعام ہے اور احسان میں ایسی زبردستی کرنا حرام ہے کہ جی چاہے نہ چاہے بدنامی کے خیال سے
دینا ہی پڑے اور اس رسم کو جاری رکھنے میں اس حرام بات کو قوت ہوتی ہے اور حرام بات کو قوت دینا اور رواج
دینا بھی حرام ہے اس کو بھی بالکل بند کرنا چاہئے۔ (۶) پھر دھیانیوں کو چھوچھک وصلاتی کے نام سے کچھ دیا جاتا
ہے اس میں بھی وہی ضروری سمجھنا اور جبرا لینا دینا۔ اگر خوشی سے دیا تو بالکل ضروری اور سرخروئی کیلئے دینا یہ سب
خرابیاں موجود ہیں اور چونکہ یہ رسم ہندوؤں کی ہے اس لئے اس میں ہندوؤں کی مشابہت ہے وہ جدا اس

لئے یہ بھی جائز نہیں غرض کہ یہ عام قاعدہ سمجھ لو کہ جو رسم اتنی ضروری ہو جائے کہ خواہ مخواہ ہی جبراً قہراً کی جائے اور نہ دینے میں تنگ و تا سوں کا خیال ہو یا محض اپنی بڑائی یا فخر کی راہ سے کی جائے وہ بات حرام ہے اتنی بات سمجھ لینے سے بہت سی باتیں تم کو خود بخود معلوم ہو جائیں گی۔ (۷) پھر چھوٹی پھر گوند پنجیری سارے کنبے اور برادری میں تقسیم ہوتی ہے اس میں بھی وہی تمام دکھاوا وغیرہ خراب نیت اور نماز روزے سے بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علت موجود ہے اور پنجیری میں تو کسی اناج کی بے قدری ہوتی ہے کہ اگلی تو یہ غریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے اور وہ کسی کے منہ تک بھی نہیں جاتی پھر بھلا اناج کی ایسی بے قدری کہاں جائز ہے۔ (۸) پھر نائی خط لیکر بہو کے میکے یا سسرال میں خبر کرنے جاتا ہے اور وہاں اس کو انعام دیا جاتا ہے سو خیال کرنے کی بات ہے کہ جو کام ایک پوسٹ کارڈ میں نکل سکے اس کیلئے ایک خاص آدمی کا جانا کونسی عقل کی بات ہے۔ پھر وہاں کھانے کو میسر ہو یا نہ ہو نائی صاحب کا قرض جو نعوذ باللہ خدا کے قرض سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے ادا کرنا ضروری اور وہی ناموری کی نیت جبراً قہراً دینے وغیرہ کی خرابیاں یہاں بھی ہیں اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ (۹) سوا مہینے کا چلہ نہانے کے وقت پھر سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور کھانا وہیں کھاتی ہیں اور رات کو کنبے یا برادری میں دودھ چاول تقسیم ہوتے ہیں بھلا صاحب یہ زبردستی کھانے کی جمع کرنے کی کیا وجہ۔ روز قدم پر تو گھر گھر کھانا جہاں کھائیں۔ یہاں وہی مثل ہے مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ ان کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری اور طعن و تشنیع سے بچنے کی یہ دونوں وجہیں اس کے منع ہونے کیلئے کافی ہیں۔ اسی لئے دودھ چاول کی تقسیم بھی محض لغو ہے ایک بچے کے ساتھ تمام بڑے بوڑھوں کو بھی دودھ چاول کھانا ضروری ہے۔ پھر اس میں بھی نماز روزے سے زیادہ پابندی اور ناموری اور نہ کرنے سے تنگ و تا سوں کا زہر ملا ہوا ہے۔ اس لئے یہ بھی درست نہیں۔ (۱۰) اس سوا مہینے تک زچہ کو ہرگز نماز کی توفیق نہیں ہوتی بڑی بڑی پابند نماز بھی بے پرواہی کر جاتی ہیں حالانکہ شرع میں یہ حکم ہے کہ جب خون بند ہو جائے فوراً غسل کر لے اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کرے بغیر عذر کے ایک وقت کی بھی فرض نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی نے جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دی وہ ایمان سے نکل گیا اور حدیث شریف میں ہے کہ ایسا شخص فرعون ہامان قارون کے ساتھ دوزخ میں ہوگا۔ (۱۱) پھر باپ کے گھر سے سسرال آنے کیلئے چھوچھک تیار ہوتی ہے جس میں حسب مقدور سب سسرال والوں کے جوڑے اور برادری کیلئے پنجیری اور لڑکی کیلئے زیور برتن جوڑے وغیرہ سب ہوتے ہیں جب بہو چھوچھک لیکر سسرال میں آئی وہاں سب عورتیں چھوچھک دیکھنے آتی ہیں اور ایک وقت کھانا کھا کر چلی جاتی ہیں۔ ان سب باتوں میں جو اتنی پابندی ہے کہ فرض واجب سے بڑھ کر سمجھی جاتی ہیں اور وہی تمام دکھاوا ناموری کی نیت جو کچھ ہے سب ظاہر ہے بھلا جس میں تکبر اور فخر وغیرہ اتنی خرابیاں ہوں وہ کیسے جائز ہو گی۔ اسی طرح بعض جگہ یہ دستور ہے کہ بچی کی ننہال سے کچھ کھچڑی، مرغی، بکری اور کپڑے وغیرہ چھٹی کے نام سے آتے ہیں۔ اس میں بھی وہی ناموری اور خواہ مخواہ کی پابندی اور کچھ شگون بھی ہے۔ اس لئے یہ بھی منع

اس کو نہلا دھلا کر داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہہ دی جائے اور کسی دیندار بزرگ سے تھوڑا چھوہارا چبا کر اس کے تالو میں لگا دیا جائے اس کے سوا باقی سب رسمیں اور اذان دینے والے کی مٹھائی وغیرہ پابندی کے ساتھ یہ سب فضول خلاف عقل اور منع ہیں۔

عقیقے کی رسموں کا بیان: پیدائش کے ساتویں روز لڑکے کیلئے دو بکرے اور لڑکی کیلئے ایک ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچا یا پکا کر تقسیم کر دینا اور بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دینا اور سر مونڈنے کے بعد زعفران سر میں لگا دینا بس یہ باتیں تو ثواب کی ہیں باقی جو فضولیات اس میں نکالی گئی ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں۔ (۱) برادری اور کنبے کے لوگ جمع ہو کر سر مونڈنے کے بعد کٹوری میں اور بعض سوپ میں جس کے اندر کچھ اناج بھی رکھا جاتا ہے کچھ نقد بھی ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور یہ اس گھر والے کے ذمہ قرض سمجھا جاتا ہے اور ان دینے والوں کے یہاں کوئی کام پڑے تب ادا کیا جائے۔ اس کی خرابیاں تم اوپر سمجھ چکی ہو۔ (۲) دھیانیاں یعنی بہن وغیرہ یہاں بھی وہی اپنا حق جو بیچ پوچھو تو ناحق ہے لیتی ہیں جس میں کافروں کی مشابہت کے سوا اور کئی خرابیاں ہیں۔ مثلاً دینے والے کی نیت خراب ہونا کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض وقت گنجائش نہیں ہوتی اور دینا گراں گزرتا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ نہ دینے میں شرمندگی ہوگی۔ لوگ مطعون کریں گے۔ مجبور ہو کر دینا پڑتا ہے، اسی کو ریا و نمود کہتے ہیں اور شہرت و نمود کیلئے مال خرچ کرنا حرام ہے اور خود اپنے دل میں سوچو کہ اتنا مجبور ہو جانا جس سے تکلیف پہنچے کونسی عقل کی بات ہے۔ اسی طرح لینے والے کی یہ خرابی کہ یہ دینا فقط انعام و احسان ہے اور احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے۔ اور یہ بھی زبردستی ہے کہ اگر نہ دے تو مطعون ہو بدنام ہو، خاندان بھر میں لکھو بنے اور اگر کوئی خوشی سے دے تب بھی شہرت اور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے جسکی ممانعت قرآن وحدیث میں صاف صاف موجود ہے۔ (۳) مٹھیری کی تقسیم کا قضیہ یہاں بھی ہوتا ہے جسکا خلاف عقل ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور شہرت و نام بھی مقصود ہوتا ہے جو حرام ہے۔ (۴) ان رسموں کی پابندی کی مصیبت میں بھی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے عقیقہ موقوف رکھنا پڑتا ہے اور مستحب کے خلاف کیا جاتا ہے بلکہ بعض جگہ تو کئی کئی برسوں کے بعد ہوتا ہے۔ (۵) ایک یہ بھی رسم ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرہ رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا ذبح ہو۔ یہ بھی محض لغو ہے۔ شرع سے چاہے سر مونڈنے کے کچھ دیر بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے سر منڈائے سب درست ہے۔ غرض کہ اس دن میں یہ دونوں کام ہو جانے چاہئیں۔ (۶) سر نائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھنا بھی لغو ہے۔ چاہے دو یا نہ دو۔ دونوں اختیار ہیں۔ پھر اپنی من گھڑت جدی شریعت بنانے سے کیا فائدہ۔ ران نہ دو اسکی جگہ گوشت دے دو تو اس میں کیا نقصان ہے۔ (۷) بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑنے کو برا جانتے ہیں۔ دفن کر دینے کو ضروری جانتے ہیں۔ یہ بھی محض بے اصل بات ہے۔ یہی خرابیاں اس رسم میں ہیں جو دانت نکلنے کے وقت ہوتی ہیں کہ کنبے میں گھونگنیاں تقسیم ہوتی ہیں اور ان کا نافہ ہونا فرض وواجب کے نافے سے بڑھ کر برا اور عیب سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح کھیر چٹائی کی رسم کہ چھٹے مہینے بچے کو کھیر چٹاتی ہیں اور اس روز

سے فقط شروع ہوتی ہے یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی ہے جس کی برائی معلوم کر چکی ہو اسی طرح اور رسم جس کا دودھ چھڑانے کے وقت رواج ہے مبارکباد کیلئے عورتوں کا جمع ہونا اور خواہ مخواہ ان کی دعوت ضروری ہونا، کچھوروں کا برادری میں تقسیم ہونا غرض ان سب کا ایک ہی حکم ہے اور بعض جگہ کچھوروں کے ساتھ ایک اور طرح ہے کہ ایک کورے گھڑے میں پانی بھر کر اس پر بدوماتی کچھوریں رکھ کر بچے کے ہاتھ سے اٹھواتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ لڑکا جب کچھوریں اٹھائے گا اتنے ہی دن ضد کرے گا۔ اس میں بھی شگون اور علم غیب کا دعویٰ ہے جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح سالگرہ کی رسم میں پیدائش کی تاریخ پر ہر سال جمع ہو کر کھانا پکانا اور تاگے میں ایک چھلا باندھنا خواہ مخواہ کی پابندی ہے۔ اسی طرح سر کا کھولنا یعنی جب لڑکے کے جھنڈولے کا آغاز ہوتا ہے جب سو کچھوں میں روپیہ سے صندل لگایا جاتا ہے اور سویاں پکاتی ہیں تا کہ سویوں کی طرح لمبے لمبے بال ہو جائیں۔ یہ سب شگون ہے جس کی برائی بیان ہو چکی ہے۔

ختنہ کی رسموں کا بیان: اس میں بھی خرافات رسمیں لوگوں نے نکال لی ہیں جو بالکل خلاف عقل اور شرع ہیں۔ (۱) لوگوں کو آدمی اور خط بھیج کر بلانا اور جمع کرنا یہ سنت کے بالکل خلاف ہے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کو کسی نے ختنہ میں بلایا آپ نے تشریف لیجانے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے جب پوچھا تو جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم لوگ نہ تو ختنے میں کبھی جاتے تھے نہ اس کیلئے بلائے جاتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا مشہور کرنا ضروری نہ ہو اس کیلئے لوگوں کو جمع کرنا بلانا سنت کے خلاف ہے۔ اس میں بہت سی رسمیں آگئیں جن کیلئے بڑے لمبے چوڑے اہتمام ہوتے ہیں۔ (۲) بعض جگہ ان رسموں کی بدولت ختنہ میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ لڑکا سیانا ہو جاتا ہے جس میں اتنی دیر ہو جانے کے سوا یہ بھی خرابی ہوتی ہے کہ سب لوگ اس کا بدن دیکھتے ہیں حالانکہ بجز ختنہ کرنے والے کے اور وں کو اس کا بدن دیکھنا حرام ہے اور یہ گناہ اسی بلانے ہی کی بدولت ہوا۔ (۳) کونڈے میں نیوتہ پڑنے کا یہاں بھی وہی قصہ ہے جس کی خرابیاں مذکور ہو چکیں۔ (۴) بچے کے ننہال سے کچھ نقد اور کپڑے وغیرہ آتے ہیں جس کو عرف میں بھات کہتے ہیں جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے ہندو باپ کے مرجانے پر اس کے مال میں سے لڑکیوں کو کچھ حصہ نہیں دیتے تھے۔ جاہل مسلمانوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی یہی وطیرہ اختیار کیا اور اچھا ان کی دیکھا دیکھی نہ سہی ہم نے مانا کہ یہ رسم خود ہی نکالی جب بھی بے تکی ہی تھی۔ جس حق کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہے اس کو نہ دینا خود دبا بیٹھنا کہاں درست ہے غرض کہ جب لڑکی کو میراث سے محروم رکھا تو اس کی تسلی کیلئے یہ تجویز کیا کہ مختلف موقعوں اور تقریبوں میں اس کو کچھ دے دیا جائے۔ اس طرح دیکر یہ بھی سمجھوتی کر لی کہ ہمارے ذمہ سے اب اس کا کچھ حق نہیں رہا۔ غرضیکہ اس رسم کو نکالنے کی وجہ یا تو کافروں کی پیروی ہے یا ظلم اور یہ دونوں حرام ہیں۔ دو خرابیاں تو یہ ہوئیں۔ تیسری خرابی وہی ہے حد پابندی کہ ننہال والوں کے پاس چاہے ہو چاہے نہ ہو ہزار مجبوری ہو۔ سودی قرض لو۔ کوئی چیز گروی رکھو جس میں آج کل یا تو نقد سود دینا پڑتا ہے یا نقد سود تو نہیں دینا پڑا لیکن جو جائیداد رہن رکھی ہے اس کی پیداوار اسی کے

جس کے پاس رہن رکھی ہو اس کی سود ہے اور سود کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ غرض قرض ہو کر یہاں سامان فراہم ہو۔ خود ہی بتلاؤ جب ایک غیر ضروری بلکہ گناہ کا اس زور و شور سے اہتمام ہوا ہو کہ قرض ہوا واجب کا بھی اتنا اہتمام نہیں ہوتا تو شریعت سے باہر قدم رکھنا ہوا یا نہیں۔ چوتھی خرابی وہی شہرت اور بڑائی ناموری فخر جن کا حرام ہونا اوپر بیان ہو چکا۔ بعض کہتے ہیں کہ اپنے عزیزوں سے سلوک کرنا تو عبادت اور ثواب ہے پھر اس میں گناہ کیوں ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر سلوک اور احسان منظور ہوتا تو بغیر پابندی کے جب اپنے میں وسعت ہوتی اور ان کو حاجت ہوتی دے دیا کرتے یہاں پر تو عزیزوں پر فاقے گزر جائیں خبر بھی نہیں لیتے۔ بس کرتے وقت نام و نمود کیلئے سلوک و احسان نام رکھ لیا۔ (۵) بعض شہروں میں یہ آفت ہے کہ ختنے میں یا غسل صحت کے روز خوب راگ باجہ ناچ رنگ ہوتا ہے۔ کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں جن کا ناجائز ہونا اوپر لکھا گیا ہے اور اس کی خرابیاں اور برائیاں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آگے بیان کی جائیں گی۔ غرض ان ساری خرافات اور گناہوں کو موقوف کرنا چاہئے۔ جب بچے میں برداشت کی قوت دیکھیں چپکے سے نائی کو بلا کر ختنہ کرا دیں جب اچھا ہو جائے غسل کرا دیں۔ اگر گنجائش ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت اور نمود اور طعن و بدنامی کو بھی خیال نہ ہو تو دو چار دوست یا دو چار غریبوں کو جو میسر ہو کھلا دے۔ الحمد للہ خیر صلاح ہے۔ لیکن بار بار ایسا بھی نہ کرے ورنہ پھر وہی رسم پڑ جائے گی۔

مکتب یعنی بسم اللہ کی رسموں کا بیان: ان رسموں میں سے ایک بسم اللہ کی رسم ہے جو بڑے اہتمام اور پابندی کے ساتھ لوگوں میں جاری ہے۔ اس میں یہ خرابیاں ہیں۔ (۱) چار برس چار مہینے چار دن کا ہونا اپنی طرف سے مقرر کر لیا ہے جو محض بے اصل اور لغو ہے۔ پھر اس کی اتنی پابندی کہ چاہے کچھ ہو اس کے خلاف نہ ہونے پائے اور ان پڑھ لوگ اس کو شریعت ہی کی بات سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے عقیدے میں خرابی اور شریعت کے حکم میں ایک پیوند لگانا لازم آتا ہے۔ (۲) دوسری خرابی مٹھائی بانٹنے کی بے حد پابندی کہ جہاں سے بنے جیسا قرض ادھار کر کے کرو تو بدنام ہو گئے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ پھر شہرت اور نمود اور لوگوں کے طعنے اور واہ واہ بننے کیلئے کرنا یا الگ رہا۔ (۳) بعض مقدور والے چاندی کی قلم دوات سے چاندی کی تختی پر لکھ کر بچے کو اس میں پڑھواتے ہیں۔ چاندی کی چیزوں کو برتنا اور کام میں لانا حرام ہے۔ اس لئے اس میں لکھوانا بھی حرام ہوا اور اس میں پڑھوانا بھی۔ (۴) بعض لوگ بچے کو اس وقت خلاف شرع لباس پہناتے ہیں۔ ریشمی یا زردی یا کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یہ بھی گناہ ہے۔ (۵) کمینوں اور بھیانوں کا اس میں بھی فرض سے بڑھ کر حق سمجھا جاتا ہے جس کی برائی اوپر بیان ہو چکی۔ یہ بھی موقوف کرنے کے قابل ہے۔ جب بچہ کا بولنے لگے اس کو کلمہ سکھاؤ۔ پھر کسی دیندار بزرگ کی خدمت میں جا کر بسم اللہ کہلا دو اور اس نعمت کے شکریہ میں اگر دل چاہے تو بلا پابندی کے جو توفیق ہو چھپا کر خدا کی راہ میں کچھ خیر خیرات کر دو۔ لوگوں کو کھلانا یہ سب واہیات اور سب فضول ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جب بچہ کی زبان کھلنے لگتی ہے تو گھر والے ابا اماں بابا وغیرہ کہلاتے ہیں۔ اس کی جگہ اللہ اللہ سکھلاؤ تو کیسا اچھا ہو اور اسی کے قریب قرآن شریف ختم ہونے کے بعد بھی

ہوتی ہیں اور ان میں بھی بہت سی غیر ضروری باتوں کی بہت پابندی کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں ناموری کیلئے
کی جاتی ہیں جیسے مہمانوں کو جمع کرنا۔ کسی کسی کو جوڑے دینا انکی برائیاں اوپر معلوم ہو چکی ہیں۔

تقریبوں میں عورتوں کے جانے اور جمع ہونے کا بیان: برادری کی عورتیں کئی تقریبوں میں جمع
ہوتی ہیں جن میں سے کچھ تو اوپر بیان ہو چکیں اور کچھ باقی ہیں جن کا بیان آگے آتا ہے۔ یہ سب ناجائز ہے۔
تقریبوں کے علاوہ یوں بھی جب جی چاہا کہ فلانی کو بہت دن ہوئے نہیں دیکھا۔ بس جھٹ ڈولی منگائی اور
روانہ ہو گئیں یا کوئی بیمار ہوا اس کو دیکھنے چلی گئیں۔ یا کہیں کوئی خوشی ہوئی وہاں مبارکباد دینے جا پہنچیں۔ بعض
ایسی آزاد ہوتی ہیں کہ بے ڈولی منگوائے بھی رات کو چل دیتی ہیں۔ بس رات ہوئی اور سیر کی سوجھی یہ تو اور بھی
برا ہے۔ اور اگر چاندنی رات ہوئی تو اور بھی بے حیائی ہے غرض کہ عورتوں کو اپنے گھر سے نکلنا اور کہیں آنا جانا
بھی بہت سی خرابیوں کے کسی طرح درست نہیں۔ بس اتنی اجازت ہے کہ کبھی کبھی اپنے ماں باپ کو دیکھنے چلی
جایا کریں۔ اسی طرح ماں باپ کے سوا اور اپنے محرم رشتہ داروں کو دیکھنے جانا درست ہے۔ مگر سال بھر میں فقط
ایک آدھ دفعہ پس اسکے سوا اور کہیں بے احتیاطی سے جانا جس طرح دستور ہے جائز نہیں نہ رشتہ داروں کے
یہاں نہ کسی اور کے یہاں نہ بیاہ شادی میں نہ غمی میں نہ بیماری میں نہ مبارکباد دینے کو نہ بڑی رات کے موقع
پر، بلکہ بیاہ برات وغیرہ میں جب کسی تقریب کی وجہ سے محفل اور مجمع ہو تو اپنے محرم رشتہ دار کے گھر جانا بھی
درست نہیں اگر شوہر کی اجازت سے گئی تو وہ بھی گنہگار ہوا اور یہ بھی گنہگار ہوئی۔ افسوس کہ اس حکم پر ہندوستان
بھر میں کہیں عمل نہیں بلکہ اس کو تو ناجائز ہی نہیں سمجھتیں، بالکل جائز خیال کر رکھا ہے حالانکہ اسی کی بدولت یہ
ساری خرابیاں ہیں۔ غرض کہ اب معلوم ہو جانے کے بعد بالکل چھوڑ دینا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے۔ یہ تو
شریعت کا حکم ہے۔ اب انکی برائیاں اور خرابیاں سنو۔ جب برادری میں خبر مشہور ہوئی کہ فلاں گھر میں فلانی
تقریب ہے تو ہر ہر بیوی کو نئے اور قیمتی جوڑے کی فکر ہوتی ہے کبھی خاوند سے فرمائش ہوتی ہے کبھی خود بزاز کو
دروازے پر بلا کر اس سے ادھار لیا جاتا ہے یا سودی قرض لیکر خریدا جاتا ہے۔ شوہر کو اگر وسعت نہیں ہوتی تب
بھی اس کا عذر قبول نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ جوڑا محض فخر اور دکھانے کیلئے بنتا ہے جس کیلئے حدیث میں آیا ہے
کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ ایک گناہ تو یہ ہوا اور پھر اس غرض سے مال کا خرچ
کرنا فضول خرچی ہے جس کی برائی پہلے باب میں آ چکی ہے۔ یہ دوسرا گناہ ہوا، خاوند سے اسکی وسعت سے
زائد یا ضرورت فرمائش کرنا اسکو ایذا پہنچانا ہے۔ یہ تیسرا گناہ ہوا۔ بزاز کو بلا کر بلا ضرورت اس نامحرم سے
باتیں کرنا بلکہ اکثر تھان لینے دینے کے واسطے آدھا آدھا ہاتھ جس میں چوڑی مہندی سب ہی کچھ ہوتا ہے باہر
نکال دینا کس قدر غیرت اور عفت کے خلاف ہے۔ یہ چوتھا گناہ ہوا۔ پھر اگر سودی لیا تو سود دینا پڑا۔ یہ
پانچواں گناہ ہوا۔ اگر خاوند کی نیت ان بے جا فرمائشوں سے بگڑ گئی۔ اور حرام آمدنی پر اسکی نظر پہنچی۔ کسی کی حق
تلفی کی، رشوت لی اور یہ فرمائشیں پوری کر دیں اور اکثر یہی ہوتا بھی ہے کہ حلال آمدنی سے یہ فرمائشیں پوری
نہیں ہوتیں تو یہ گناہ اس بیوی کی وجہ سے ہوا۔ اور گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے یہ چھٹا گناہ ہوا۔ اکثر جوڑے

بھی تو صرف سلام۔ یہ بھی سنت کے خلاف ہے السلام علیکم کہنا چاہئے۔ اب جواب ملاحظہ فرمائیے۔ ٹھنڈی
رہو، جیتی رہو، سہاگن رہو، عمر دراز ہو، دودھوں نہاؤ، پوتوں پھلو، بھائی جئے، میاں جئے، بچہ جئے۔ غرض کہ بھر کے
نام گنادیا۔ آسان اور وعلیکم السلام کہ جس کے اندر سب دعائیں آجاتی ہیں مشکل ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ سنت کی مخالفت کرنا
چودھواں گناہ ہوا۔ اب مجلس بھی تو بڑا شغل یہ ہوا کہ گپیں شروع ہوئیں۔ اگلی شکایت اس کی غیبت اس کی چغلی،
اس پر بہتان جو بالکل حرام اور سخت منع ہے۔ یہ سولھواں گناہ ہوا۔ باتوں کے درمیان میں ہر بیوی اس کوشش
میں ہے کہ میری پوشاک اور زیور پر سب کی نظر پڑ جانا چاہئے۔ ہاتھ سے پاؤں سے زبان سے غرض تمام بدن
سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ صاف ریا ہے جس کا حرام ہونا قرآن اور حدیث میں صاف صاف آیا ہے۔ یہ
سترہواں گناہ ہوا۔ اور جس طرح ہر بیوی دوسروں کو اپنا سامان فخر دکھلاتی ہے اسی طرح ہر ایک دوسروں کے کل
حالات دیکھنے کی بھی کوشش کرتی ہے۔ پھر اگر کسی کو اپنے سے کم پایا تو اس کو حقیر و ذلیل اور اپنے کو بڑا سمجھا۔
بعض مغرور بیبیاں تو ایسی ہوتی ہیں کہ سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتیں۔ یہ صریح تکبر اور سخت گناہ ہے۔ یہ
اٹھارہواں گناہ ہوا۔ اور اگر دوسروں کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھا تو حسد اور ناشکری اور حرص اختیار کی۔ یہ
انیسواں بیسواں اور اکیسواں گناہ ہوا۔ اکثر اس طوفان اور بیہودہ مشغولی میں نمازیں اڑ جاتی ہیں۔ ورنہ وقت تو
ضروری تنگ ہو جاتا ہے۔ یہ بائیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر ایک دوسرے کو دیکھ کر یا ایک دوسرے سے سن کر یہ
خرافات رسمیں بھی سیکھتی ہیں۔ گناہ کا سیکھنا سکھانا دونوں گناہ ہیں۔ یہ تیئیسواں گناہ ہوا۔ یہ بھی ایک دستور ہے
کہ ایسے وقت سقہ جو پانی لاتا ہے اس سے پردہ کرنے کیلئے بند مکانوں میں نہیں جاتیں بلکہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ
تو منہ پر نقاب ڈال کر چلا آ اور کسی کو دیکھنا مت۔ اب آگے اس کا دین و ایمان جانے۔ چاہے آنکھوں سے تمام
مجمع کو دیکھ لے تو بھی کسی کو چند غیرت اور حیا نہیں اور ایسا ہوتا بھی ہے۔ کیونکہ جو کپڑا وہ منہ پر ڈالتا ہے اس سے
سب دکھائی دیتا ہے ورنہ سیدھا خوشے مٹکے کے پاس جا کر پانی کیسے بھرتا ہے ایسی جگہ قصداً بیٹھے رہنا کہ نامحرم
دیکھ سکے حرام ہے۔ یہ چوبیسواں گناہ ہوا۔ بعض بیبیوں کے سیانے لڑکے دس دس بارہ بارہ برس کی عمر کے اندر
گھسے چلے آتے ہیں اور مروت میں ان سے پردہ نہیں کیا جاتا۔ سامنے آ جاتی ہیں۔ یہ پچیسواں گناہ ہوا۔ کیونکہ
شریعت کے مقابلہ میں کسی کی مروت کرنا گناہ ہے اور جب لڑکا سیانا ہو جاوے تو اس سے پردہ کرنے کا حکم
ہے۔ اب کھانے کے وقت اس قدر طوفان مچتا ہے کہ ایک ایک بیوی پر چار چار طفیلیوں کو ساتھ لاتی ہے اور ان کا
خوب بھرتی ہیں اور گھر والے کے مال یا آبرو کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔ یہ چھبیسواں گناہ ہوا۔ اب فراغت
کر لینے کے بعد گھر جانے کو ہوتی ہیں تو کہاروں کی آواز سنکر ڈیوڑھی یا صحن کی طرف دوڑتی ہیں کہ ایک پر
دوسری اور دوسری پر تیسری غرض سب دروازے پر جا پہنچتی ہیں کہ پہلے ہم ہی سوار ہوں۔ اکثر اوقات کہار
بھی ہٹنے نہیں پاتے اور ان کی طرف سے سامنا ہو جاتا ہے۔ یہ ستائیسواں گناہ ہوا۔ کبھی کبھی ایک ایک ڈولی پر دو
دو لدتی ہیں اور کہاروں کو تکلیف ہوتی ہے [illegible] پیسہ بھی نہیں [illegible] یہ اٹھائیسواں گناہ ہوا۔ پھر کسی کی کوئی چیز گم
[illegible]

پھر اکثر تقریب والے گھر کے مرد بے احتیاطی اور جلدی میں اور بعض جھانکنے تاکنے کیلئے پالکی یا دروازے میں
گھر کے روبرو آ کر کھڑے ہوتے ہیں اور بعضوں پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر کسی نے منہ پھیر لیا۔ کوئی کسی
کی آڑ میں ہو گئی۔ کسی نے ذرا سا سر نیچا کر لیا۔ بس یہ پردہ ہو گیا۔ اچھی خاصی سامنے بیٹھی رہتی ہیں۔ یہ تیسواں
گناہ ہوا۔ پھر دولہا کی زیارت اور بارات کے تماشے کو دیکھنا فرض اور تبرک سمجھتی ہیں جس طرح عورت کو اپنا
بدن غیر مردوں کو دکھلانا جائز نہیں اسی طرح بلا ضرورت غیر مرد کو دیکھنا بھی منع ہے۔ یہ اکتیسواں گناہ ہوا۔ پھر گھر
لوٹ آنے کے بعد کئی کئی روز تک آنے والی بیبیوں میں اور تقریب والے کی کارروائیوں میں جو عیب نکالے
جاتے ہیں اور کیڑے ڈالے جاتے ہیں یہ بتیسواں گناہ ہوا۔ اسی طرح کی اور بہت سی خرابیاں اور گناہ کی باتیں
عورتوں کے جمع ہونے میں خود خیال کر لو کہ جس میں اتنی بے انتہا خرابیاں ہوں وہ امر کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اس
لئے اس رسم کا بند کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

منگنی کی رسموں کا بیان: منگنی میں بھی طوفان بدتمیزی کی طرح بہت سی رسمیں کی جاتی ہیں۔ ان میں سے
بعض ہم بیان کرتے ہیں۔ (۱) جب منگنی ہوتی ہے تو خط لے کر نائی آتا ہے تو لڑکی والے کی طرف سے شکرانہ منگا
کر نائی کے آگے رکھا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی کہ فرض واجب چاہے ٹل جائے مگر یہ نہ
ٹلے۔ ممکن ہے کہ کسی گھر میں اس وقت دال روٹی ہی ہو مگر جہاں سے بنے شکرانہ کرو ورنہ منگنی ہی نہ ہوگی۔
لاحول ولا قوة الا باللہ ایک خرابی تو یہ ہوئی۔ پھر اس بیہودہ بات کیلئے اگر سامان موجود نہ ہو تو قرض لینا
پڑتا ہے۔ حالانکہ بغیر ضرورت کے قرض لینا منع ہے۔ حدیث شریف میں ایسے قرض لینے پر بڑی دھمکی آئی
ہے۔ دوسرا گناہ یہ ہوا۔ (۲) وہ نائی کھانا کھا کر سو روپے یا جس قدر لڑکی والے نے دیئے ہوں خوان میں
ڈال دیتا ہے۔ لڑکے والا اس میں سے ایک یا دو روپے اٹھا کر باقی پھیر دیتا ہے اور یہ روپے اپنے کمینوں کو
تقسیم کر دیتا ہے۔ بھلا سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک ہی دو روپے کا لینا دینا منظور ہے تو خواہ مخواہ سو روپے
کو کیوں تکلیف دی۔ اور اس رسم کے پورا کرنے کے واسطے بعض وقت بلکہ اکثر سودی قرض لینا پڑتا ہے جس
کیلئے حدیث شریف میں لعنت آئی ہے اور اگر قرض بھی نہ لیا تو بجز فخر اور اپنی بڑائی جتانے کے اس میں کوئی
عقلی مصلحت ہے۔ اور جب سب کو معلوم ہے کہ ایک دو روپیہ سے زیادہ نہ لیا جائیگا تو سو کیا ہزار روپے میں بھی
کوئی بڑائی اور شان نہیں رہی۔ بڑائی تو جب ہوتی جب دیکھنے والے سمجھتے کہ تمام روپیہ نذر کر دیا۔ اب تو نرا
مسخرا پن اور بچوں کا سا کھیل ہی کھیل رہ گیا اور پھر بھی مگر لوگ کرتے ہیں اسی فخر اور شان و شوکت کیلئے۔ اور
افسوس کہ بڑے بڑے عقلمند جو اوروں کو عقل سکھلاتے ہیں وہ بھی اس خلاف عقل رسم میں مبتلا ہیں۔ غرض
اس میں بھی اصل ایجاد کے اعتبار سے تو ریا کا گناہ ہے اور اب چونکہ محض لغو اور بیہودہ فعل ہو گیا جیسا کہ ابھی
بیان ہوا۔ لہٰذا یہ بھی برا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو
چھوڑ دے۔ غرض لایعنی اور لغویات بھی حضرت محمد ﷺ کی مرضی کے خلاف ہے اور اگر سودی روپیہ لیا تو
اس کا گناہ تو سب ہی پر ثابت ہے۔ غرض [illegible]

باوجود ان فضولیات کے بھی جہاں مرضی نہیں ہوتی جواب دے دیتے ہیں۔ کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ (۸) بعض جگہ منگنی کے وقت یہ رسوم ہوتی ہیں کہ سسرال والے چند لوگ آتے ہیں اور دلہن کی گود بھری جاتی ہے جسکی صورت یہ ہے کہ لڑکے کا سرپرست اندر بلایا جاتا ہے وہ دلہن کی گود میں میوہ اور پیسے اور بتاشے وغیرہ رکھتا ہے اور ہاتھ پر ایک روپیہ روپ کا رکھتا ہے۔ اس کے بعد اب لڑکی والے ان والوں کا بدلہ اور جیسی توفیق ہو اتنے روپے دیتے ہیں۔ اس میں بھی کئی برائیاں ہیں۔ ایک تو اجنبی مرد کو گھر میں بلانا اور اس سے گود بھروانا اگرچہ پردہ کی آڑ سے ہو لیکن پھر بھی برا ہے۔ دوسرے گود بھرنے میں وہی شگون جو شرعاً ناجائز ہے۔ تیسرے ناریل کے سڑے ہوئے یا اچھا نکلنے سے لڑکی کی برائی یا بھلائی کی فال لیتے ہیں اس کا شرک اور قبیح ہونا بیان ہو چکا ہے۔ چوتھے اس میں اس قدر پابندی جس کا برا ہونا تم سمجھ چکی ہو اور شہرت اور ناموری بھی ضرور ہے۔ غرضیکہ کوئی رسم ایسی نہیں جس میں گناہ نہ ہوتا ہو۔

بیاہ کی رسموں کا بیان: سب سے بڑی تقریب جس میں خوب دل کھول کر حوصلے نکالے جاتے ہیں اور بے انتہا رسمیں ادا کی جاتی ہیں وہ یہی شادی کی تقریب ہے جس کو واقعی میں بربادی کہنا لائق ہے اور بربادی بھی کیسی دین کی بھی اور دنیا کی بھی۔ اس میں جو رسمیں کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) سب سے پہلے برادری کے جمع ہو کر لڑکی والے کی طرف سے تعیین تاریخ کا خط لکھ کر نائی کو دے کر رخصت کرتے ہیں۔ یہ ایسی ضروری ہے کہ چاہے برسات ہو، راستہ میں ندی نالے پڑتے ہوں جس میں نائی صاحب کے بالکل ہی [illegible]ت ہو جانے کا احتمال ہو، غرض کچھ بھی ہو مگر یہ ممکن نہیں کہ ڈاک کے خط پر کفایت کریں۔ یا نائی سے زیادہ کوئی معتبر آدمی جاتا ہو اس کے ہاتھ بھیج دیں۔ شریعت نے جس چیز کو ضروری نہیں ٹھہرایا اس کو اس قدر ضروری سمجھنا کہ شریعت کے ضروری بتلائے ہوئے کاموں سے زیادہ اس کا اہتمام کرنا خود انصاف کرو کہ شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں۔ اور جب مقابلہ ہے تو چھوڑ دینا واجب ہے یا نہیں۔ اسی طرح مردوں کے اجتماع کا ضروری ہونا اس میں بھی یہی خرابی ہے۔ اگر کہو کہ مشورے کیلئے جمع ہوتے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے۔ وہ بیچارے تو خود پوچھتے ہیں کہ کونسی تاریخ لکھیں جو پہلے سے گھر میں خاص مشورہ کیلئے مقرر کر چکے ہیں وہی بتلا دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ لکھ دیتے ہیں اگر مشورہ ہی کرنا ہے جس طرح اور کاموں میں مشورہ ہوتا ہے کہ ایک دو عقلمند لوگوں سے رائے لے لی بس کفایت ہوئی۔ گھر گھر کے آدمیوں کو جمع کرنا کیا ضرور ہے۔ اکثر لوگ جو نہیں آ سکتے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنی جگہ بھیج دیتے ہیں۔ بھلا وہ مشورے میں کیا تیر چلائیں گے کچھ بھی نہیں۔ یہ سب بن سمجھی باتیں ہیں۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ صاحب یوں ہی رواج چلا آتا ہے۔ بس اسی رواج کی برائی اور اس کے چھوڑنے کا واجب ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ غرض اس رسم کے سب اجزاء خلاف شرع ہیں۔ پھر اس میں یہ بھی ایک ضروری بات ہے کہ سرخ ہی خط ہو اور اس پر گوٹا بھی لپٹا ہو۔ یہ بھی اسی بے حد پابندی کے اندر داخل ہے جس کی برائی اور خلاف شرع ہونا اوپر کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے۔ (۲) گھر میں برادری کنبے کی عورتیں جمع ہو کر لڑکی کو ایک کونے میں قید کرتی ہیں جس کو مانیوں بٹھلانا اور مانجھے بٹھلانا کہتے ہیں۔ اس کے آداب یہ ہیں کہ اس کو چوکی پر بٹھلا کر اس کے داہنے ہاتھ پر

کچھ ہنٹار رکھتی ہیں اور گود میں کچھ کھیل بتاشے بھرتی ہیں اور کچھ کھیل بتاشے حاضرین میں تقسیم ہوتے ہیں اور اسی
تاریخ سے برابر لڑکی کے ہنٹا ملا جاتا ہے اور بہت سی چینڈیاں برادری میں تقسیم ہوتی ہیں۔ یہ رسم بھی چند خرافات
باتیں ملا کر بنائی گئی ہے۔ اول اس کے علیحدہ بٹھانے کو ضروری سمجھنا خواہ گرمی ہو یا حبس ہو۔ دنیا بھر کے حکیم
طبیب بھی کہیں اس کو کوئی بیماری ہو جائے گی۔ کچھ ہی ہو مگر یہ فرض قضا نہ ہونے پائے اس میں بھی وہی بے حد
پابندی کے برائی موجود ہے۔ اور اگر اس کے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو تو دوسرا گناہ ایک مسلمان کو ضرر پہنچانے کا ہو
گا۔ جس میں ماشاء اللہ ساری برادری بھی شریک ہے۔ دوسرے بلا ضرورت چوکی پر بٹھلانا اس کی کیا ضرورت
ہے۔ کیا فرض ہے اگر ہنٹا ملا جائے گا تو بدن میں صفائی نہ آئے گی۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی جس کا خلاف
شرع ہونا کئی دفعہ معلوم ہو چکا ہے۔ تیسرے داہنے ہاتھ پر ہنٹار رکھنا اور گود میں کھیل بتاشے بھرنا معلوم ہوتا ہے کہ
یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے اگر ایسا ہے تب تو شرک ہے اور شرک کا خلاف شرع ہونا کون مسلمان نہیں جانتا ورنہ وہ تو
پابندی تو ضرور ہے اسی طرح کھیل بتاشوں کی تقسیم کی پابندی یہ سب بے حد پابندی ریا اور افتخار ہے جیسا کہ ظاہر
ہے۔ پانچویں عورتوں کا جمع ہونا ان سارے فسادوں کی جڑ ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ بعض جگہ یہ بھی قید ہے
کہ سات سہاگنوں کا جمع ہو کر اس کے ہاتھ پر ہنٹار رکھتی ہیں۔ یہ ایک شگون ہے جس کا شرک ہونا اوپر سن چکی ہو۔
اگر بدن کی صفائی اور نرمی کی مصلحت سے ہنٹا ملا جائے تو اس کا مضائقہ نہیں۔ مگر معمولی طور سے بلا قید کسی رسم کے
مل دو۔ بس فراغت ہوئی۔ اس کا اس قدر طومار کیوں باندھا جائے۔ بعض عورتیں اس رسم کی بیچ میں کچھ وجہیں
تراشتی ہیں۔ بعض یہ کہتی ہیں کہ سسرال جا کر کچھ دن لڑکی کو سر جھکائے ایک ہی جگہ بیٹھنا ہوگا اس لئے عادت
ڈالنے کی مصلحت سے مانجھے بٹھلاتے ہیں کہ وہاں زیادہ تکلیف نہ ہو اور بعض صاحب یہ فرماتی ہیں کہ ہنٹا ملنے سے
بدن صاف اور خوشبودار رہتا ہے۔ اس لئے ادھر ادھر نکلنے میں کچھ آسیب کے خلل ہونے کا ڈر ہے۔ یہ سب
شیطانی خیالات اور من گھڑتیاں ہیں۔ اگر صرف یہی بات ہے تو برادری کی عورتوں کا جمع ہونا ہاتھ پر ہنٹار رکھنا
گود بھرنا وغیرہ اور خرافات کیوں ہوتی ہیں۔ اتنا مطلب تو بغیر ان بکھیڑوں کے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ
وہاں جا کر بالکل مردہ ہو کر رہنا بھی تو برا ہے جیسا آگے آتا ہے۔ لہذا اس کی حد اور برقرار رکھنے کے واسطے جو کام کیا
جائے وہ بھی ناجائز ہوگا اور یہ بھی سہی تو ہم کہتے ہیں کہ آدمی پر جیسی پڑتی ہے سب جھیل لیتا ہے۔ خود سمجھو کہ پہلے
گھر بھر میں چلتی پھرتی تھی اب دفعتاً ایک کونے میں کیسے بیٹھ گئی۔ ایسے ہی وہاں بھی دو ایک دن بیٹھ لے گی بلکہ
وہاں تو دو ایک دن کی مصیبت ہے اور یہاں تو دس دس بارہ بارہ دن کی قید کی مصیبت ڈالی جاتی ہے۔ تیسرے یہ
کہ اگر آسیب کے ڈر سے نہیں نکلنے پاتی تو بہت سے بہت صحن میں اور کوٹھے پر نہ جانے دو۔ یہ کیا کہ ایک ہی
کونے میں پڑی گھٹا کرے۔ کھانے پینے کیلئے بھی وہاں سے نہ نکلے۔ اس لئے یہ سب من گھڑت بہانے اور
واہیات باتیں ہیں۔ (۳) جب نائی خط لیکر دولہا کے گھر گیا تو وہاں برادری کی عورتیں جمع ہو کر دو خوان شکرانے
کے لاتی ہیں جس میں ایک نائی کا ہوتا ہے اور دوسرا ڈومنیوں کا۔ نائی کا خوان باہر بھیجا جاتا ہے اور ساری برادری
کے مرد جمع ہو کر نائی کو شکرانہ کھلاتے ہیں۔ یعنی اس کھانے کا منہ میٹھا کرتے ہیں اور ڈومنیاں دروازے میں بیٹھ کر

گالیاں گاتی ہیں۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی کی بدعت۔ دوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ ڈومنیوں کو گانے کی
اجرت دینا حرام ہے پھر گانا بھی گالیاں جو خود گناہ ہیں اور حدیث شریف میں اس کو منافق ہونے کی نشانی فرمایا
ہے یہ تیسرا گناہ ہوا جس میں سب سننے والے شریک ہیں۔ کیونکہ جو شخص گناہ کے مجمع میں شریک ہو وہ بھی گنہگار
ہوتا ہے۔ چوتھے مردوں کے اجتماع کو ضروری سمجھنا جو بے حد پابندی میں داخل ہے۔ معلوم نہیں نائی کے شکرانہ
کھانے میں اتنے بزرگوں کو کیا مدد کرنا پڑتی ہے۔ پانچویں عورتوں کا مجمع ہونا جس کا گناہ معلوم ہو چکا۔ (۴) نائی
شکرانہ کھا کر مطابق ہدایت اپنے آقا کے ایک یا دو روپے خوان میں ڈال دیتا ہے اور یہ روپے دولہا کے نائی اور
ڈومنیوں میں آدھوں آدھ تقسیم ہوتے ہیں دوسرا خوان شکرانے کی مٹھائی ڈومنیاں اپنے گھر لے جاتی ہیں۔ پھر برادری
کی عورتوں کیلئے شکرانہ بانٹ کر تقسیم کیا جاتا ہے اس میں بھی وہی شہرت اور ریا و بے حد پابندی موجود ہے۔ اس لئے
بالکل شرع کے خلاف ہے۔ (۵) صبح کو برادری کے مروّج جوڑی کا جواب لکھتے ہیں اور ایک جوڑا نائی کو نہایت
عمدہ بیش قیمت مع ایک بڑی رقم یعنی سو یا دو سو روپے کے دیتے ہیں۔ وہی فخر اپنی بڑائی جتانا تو یہاں بھی ہوتا
ہے کہ دکھلائے جاتے ہیں سو اور لئے جاتے ہیں ایک دو۔ پھر اس ریا اور لالچی حرکت کے علاوہ بعض وقت اس
رقم کے پورا کرنے کیلئے سودی قرض کی ضرورت پڑتا ہے یہ جدا گناہ ہے۔ جس کا ذکر اچھی طرح اوپر آچکا ہے۔ (۶)
اب نائی رخصت ہو کر دلہن والوں کے گھر پہنچتا ہے۔ وہاں برادری کی عورتیں پہلے سے جمع ہوتی ہیں۔ نائی اپنا
جوڑا گھر میں دکھلانے کیلئے دیتا ہے اور پھر ساری برادری میں گھر گھر دکھلایا جاتا ہے۔ اس میں وہی عورتوں کی
جمعیت اور جوڑا دکھلانے میں ریا و نمود کی خرابی ظاہر ہے۔ (۷) اس تاریخ سے دولہا کے بٹھلا جاتا ہے اور شادی کی
تاریخ تک کنبے کی عورتیں جمع ہو کر دولہا کے گھر بری کی تیاری اور دلہن کے گھر جہیز کی تیاری کرتی ہیں اور اس
درمیان میں جو مہمان دونوں میں سے کسی کے گھر آتے ہیں اگرچہ ان کو بلایا نہ ہو ان کے آنے کا کرایہ دیا جاتا
ہے اس میں وہی عورتوں کی جمعیت اور بے حد پابندی تو ہے ہی اور کرایہ کا اپنے پاس سے دینا خواہ دل چاہے یا نہ
چاہے محض نمود اور شان و شوکت کیلئے ہے اور طرہ یہ کہ آنے والوں کا یہ سمجھنا کہ یہ ان کے ذمہ واجب ہے یہ
ایک قسم کا جبر ہے۔ ریا اور جبر دونوں کا خلاف شرع ہونا ظاہر ہے۔ اور اس سے بڑھ کر قصہ بری اور جہیز کا ہے جو
شادی کے بڑے بھاری رکن ہیں۔ اور ہر چند یہ دونوں امر اصل میں جائز بلکہ بعض مستحسن تھے کیونکہ بری بھی
ساتھ ہی حقیقت میں دولہا یا دولہا والوں کی طرف سے دلہن یا دلہن والوں کو ہدیہ ہے اور جہیز حقیقت میں اپنی اولاد
کے ساتھ سلوک و احسان ہے۔ مگر جس طور سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہو گئی ہیں جن کا
خلاصہ یہ ہے کہ اب نہ ہدیہ مقصود رہا ہے نہ سلوک و احسان، محض نام و نمود اور شہرت اور پابندی رسم نیت سے دیا
جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے۔ سب کو دکھلا کر شہرت دے دیتے ہیں۔ بری تو بڑی
دھوم دھام اور تکلف سے روانہ ہوتی ہے اور اس کی چیزیں بھی خاص مقرر ہیں۔ [illegible]
سمجھے جاتے ہیں۔ اس کا اہتمام [illegible]
[illegible]

ناموری وتفاخر ہے اور کچھ نہیں عجب نہیں کہ کسی وقت جبکہ راہوں میں امن نہ تھا اکثر قزاقوں اور ڈاکوؤں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ دولہا دلہن اور اسباب زیور وغیرہ کی حفاظت کیلئے اس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی۔ اسی وجہ سے گھر پیچھے ایک ایک آدمی ضرور جاتا تھا۔ مگر اب نہ تو وہ ضرورت باقی رہی نہ کوئی مصلحت صرف افتخار واشتہار باقی رہ گیا ہے۔ پھر اکثر اس میں ایسا کرتے ہیں کہ بلائے پچاس اور جا پہنچے سو۔ اول تو بے بلائے اس طرح کسی کے گھر جانا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دعوت میں بے بلائے جائے وہ گیا تو چور ہو کر اور وہاں سے نکلا لٹیرا ہو کر۔ یعنی ایسا گناہ ہوتا ہے جیسے چوری اور لوٹ مار کا۔ پھر دوسرے شخص کی اس میں بے آبروئی بھی ہو جاتی ہے کسی کو رسوا کرنا یہ دوسرا گناہ ہے۔ پھر ان باتوں کی وجہ سے اکثر جانبین سے ایک ضد اضدی اور بے لطفی ہوتی ہے کہ عمر بھر اس کا اثر دلوں میں باقی رہتا ہے۔ چونکہ نا اتفاقی حرام ہے اس لئے جن باتوں سے نا اتفاقی پڑے وہ بھی حرام ہوگی۔ اس لئے یہ فضول رسم ہرگز جائز نہیں۔ راہ میں جو گاڑی بانوں پر جہالت سوار ہوتی ہے اور گاڑیوں کو بے تحاشا بلا ضرورت بھگانا شروع کر دیتے ہیں اس میں سینکڑوں خطرناک واردات ہو جاتی ہیں ظاہر ہے کہ ایسے خطرے میں پھنسنا بلا ضرورت کسی طرح جائز نہیں۔ (۱۳) دولہا اس شہر کے کسی مشہور متبرک مزار پر جا کر کچھ نقد چڑھا کر برات میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس میں جو عقیدہ جاہلوں کا ہے وہ تحقیقی شرک تک پہنچا ہوا ہے۔ اگر کوئی سمجھدار اس برے عقیدے سے پاک بھی ہو تب بھی اس سے چونکہ جاہلوں کے فعل کو قوت اور رواج ہوتا ہے اس لئے سب کو بچنا چاہئے۔ (۱۴) مہندی لانے والے نائی کو کوئی مقدار انعام دیا جاتا ہے جس سے دولہا والا اس خرچ کا اندازہ کر لیتا ہے جو کمینوں کو دینا پڑے گا۔ یعنی کمینوں کا خرچ اس انعام سے آٹھ حصہ زیادہ ہوتا ہے یہ بھی زبردستی کا تاوان ہے کہ پہلے ہی خبر کر دی کہ ہم تم سے اتنا روپیہ لواویں گے چونکہ اس طرح جبراً لوانا حرام ہے لہٰذا اس کا پیغام بھی اسی حکم میں ہے۔ کیونکہ گناہ کا قصد بھی گناہ ہے۔ (۱۵) کچھ مہندی دلہن کے لگائی جاتی ہے اور باقی تقسیم ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں باتیں بھی بے حد پابندی میں داخل ہیں کیونکہ اس کے خلاف کو عیب سمجھتی ہیں اس لئے یہ بھی شرع کی حد سے آگے بڑھنا ہے۔ (۱۶) برات کے آنے کے دن دلہن کے گھر عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ اس مجمع کی قباحتیں تو تمہیں اوپر معلوم ہو چکیں۔ (۱۷) ہر کام پر پروت یعنی نیگ تقسیم ہوتے ہیں مثلاً نائی نے دیگ کیلئے چولہا کھود کر پروت مانگا تو اس کو ایک خوان میں اناج اس پر ایک بھیلی گڑ کی رکھ کر دیا جاتا ہے اسی طرح ہر ہر ذرا ذرا سے کام پر بھی جرمانہ خدمت گاروں کو دینا بہت اچھی بات ہے مگر اس ڈھونگ کی کون ضرورت ہے اس کا جو حق الخدمت سمجھو ایک دفعہ دیدو۔ اس بار بار دینے کی بنا بھی وہی شہرت ہے۔ علاوہ اس کے یہ بتایا تو انعام ہے یا مزدوری اگر انعام واحسان ہے تو اس کو اس طرح زبردستی کر کے لینا حرام ہے اور جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے اور اگر اس کو مزدوری کہو تو مزدوری کا طے کرنا پہلے سے مقدار بتلا دینا ضروری ہے اس کے مجہول رکھنے سے اجارہ فاسد ہوتا ہے اور اجارہ فاسد بھی حرام ہے۔ (۱۸) برات پہنچنے پر گاڑیوں کو گھاس دانہ اور مانگے کی گاڑیوں کو گھی اور گڑ بھی دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر اکثر گاڑی بان ایسا طوفان برپا کرتے ہیں کہ گھر والا بے آبرو ہو جاتا ہے اور اس بے آبروئی کا سبب وہی برات لانے والا ہوا۔ ظاہر ہے کہ بری بات کا سبب بننا بھی برا ہے۔

(۱۹) برات ایک جگہ ٹھہرتی ہے دونوں طرف کی برادری کے سامنے بری کھولی جاتی ہے۔ اب وقت آیا ریا و افتخار کے ظہور کا جو اصل مقصود ہے اور اسی سبب سے یہ رسم مقرر ہے۔ (۲۰) اس بری میں بعض چیزیں بہت ضروری ہیں۔ شاہانہ جوڑا، انگوٹھی، پاؤں کا زیور، سہاگ پڑا، عطر، تیل، مسی، سرمہ دانی، کنگھی، پان، کھلیں اور باقی غیر ضروری جس قدر جوڑے بری میں ہوتے ہیں باقی ہی شکلیں ہوتی ہیں۔ ان سب کھلات کا بے حد پابندی میں داخل ہونا ظاہر ہے جس کا خلاف شرع ہونا کئی مرتبہ بیان ہو چکا اور اب ریا و نمود تو سب رسموں کی جان ہے اس کو کہنے کی حاجت ہی کیا ہے۔ (۲۱) اس بری کو لیجانے کے واسطے دلہن کی طرف سے کئی خوان پھیرتے ہیں اور ایک ایک آدمی ایک ایک چیز سر پر لیجاتا ہے۔ دکھلاوا رہا کا اور اچھی طرح ظہور ہوا۔ اگرچہ ایک ہی آدمی کے لیجانے کا بوجھ ہو مگر لیجائے اس کو ایک قطار تا کہ دور تک سلسلہ معلوم ہو۔ یہ کھلا ہوا تکبر اور شیخی بگھارنا ہے۔ (۲۲) کنبے کے تمام مرد بری کے ساتھ جاتے ہیں اور بری زنانے مکان میں پہنچائی جاتی ہے۔ اس موقع پر اکثر بے احتیاطی ہوتی ہے کہ مرد بھی گھر میں چلے جاتے ہیں اور عورتوں کا بے حجاب سامنا ہوتا ہے نہیں معلوم اس روز تمام گناہ اور بے غیرتی کس طرح حلال اور تمیزداری ہو جاتی ہے۔ (۲۳) اس بری میں سے شاہانہ جوڑا اور بعض چیزیں لے کر باقی سب چیزیں پھیر دی جاتی ہیں جس کو دولہا کے صندوق میں رکھ لیتا ہے۔ جب واپس لینا تھا تو خوامخواہ بھیجنے کی کیوں تکلیف کی۔ بس وہی نمود و شہرت، پھر واپس آتی ہے تب تو عقلمندوں کے نزدیک کوئی شان و شوکت کی بات بھی نہیں۔ شاید کسی کی مانگ لایا ہو۔ پھر گھر آکر واپس کر دیا اور اکثر ایسا ہوتا بھی ہے۔ غرض تمام خرابیات شرع کے بھی خلاف اور عقل کے بھی خلاف پھر بھی لوگ اس پر مرتے ہیں۔ (۲۴) بری کے خوان میں دلہن والوں کی طرف سے ایک یا سوا روپیہ ڈالا جاتا ہے جس کو بری کی چنگیر کہتے ہیں اور وہ دولہا کے نائی کا حق ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایک ڈومنی ایک ڈوری لیکر دولہا کے پاس جاتی ہے اور ایک ٹکا انعام دو آنے، چار آنے دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور انعام کا ذریعہ سمجھنا اور معلوم نہیں کہ ڈومنی صاحب کا کیا استحقاق ہے اور یہ ڈوری کیا واہیات ہے۔ (۲۵) برات والے نکاح کیلئے گھر بلائے جاتے ہیں۔ خیر غنیمت ہے خلاف وقت تو ہوئی۔ ان خرافات میں اکثر اس قدر دیر لگتی ہے کہ اکثر تو نمازیں قضا ہو جاتی ہیں۔ پھر بدخوابی سے کوئی بیمار ہو گیا۔ کسی کو بدہضمی ہو گئی۔ کوئی نیند کے غلبہ میں ایسا سویا کہ صبح کی نماز ندارد ہو گئی۔ ایک بات ہو تو رویا جائے یہاں تو سر سے پاؤں تک نوری نور بھرا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماویں۔ (۲۶) سب سے پہلے سقہ پانی لیکر آتا ہے اس کو سوا روپیہ گھڑی کے نام سے دیا جاتا ہے۔ اگرچہ دل چاہے نہ چاہے مگر ذکر سے ہو گا کرنا ہے جیسے دیا جاتا غضب ہے اول تو انعام میں جبر جو بالکل حرام ہے اور جبر کے یہی معنی نہیں کہ ہاتھ پکڑ کر کسی سے چھین لے جائیں بلکہ یہ بھی جبر ہے کہ اگر نہ دیگا تو بدنام ہو گا۔ پھر لینے والے خوب ہاتھ صاف کر کے جھگڑ کر لیتے ہیں اور وہ بیچارے اپنے ننگ و ناموس کیلئے دیتے ہیں یہ سب جبر حرام ہے پھر یہ گھڑی تو ہندوانہ لفظ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کافروں سے یہ رسم سیکھی ہے یہ دوہری ظلمت ہوئی۔ (۲۷) اس کے بعد ڈوم شربت گھولنے کے واسطے آتا ہے جس کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے اور شکر شربت کی دلہن کے یہاں سے آتی ہے یہاں بھی

آئی تھی۔ استغفر اللہ اس میں بھی وہی انعام میں جبر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ (۳۴) پچھلی رات کو ایک خوان میں
شکرانہ بھیجا جاتا ہے اس کو برات کے سب لڑکے مل کر کھاتے ہیں۔ چاہے ان کمبختی ماروں کو بدہضمی ہو جائے مگر
شادی والوں کو اپنی رسمیں پوری کرنے سے کام۔ پہلے جہاں شکرانہ جانے کا ذکر آیا ہے وہاں بیان ہو چکا ہے کہ یہ
بھی خلاف شرع ہے۔ (۳۵) اس خوان لانے والے نائی کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے۔ کیوں نہ دیا جائے ان نائی
صاحب کے بزرگوں نے اس بیچارے براتی کے باپ دادا کو قرض روپیہ دے رکھا تھا وہ بیچارہ اس کو ادا کر رہا ہے
ورنہ اس کے باپ دادا جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (۳۶) صبح کو برات
کے بھنگی دلہن والوں کے گھر دف بجاتے ہیں۔ یہ دف برات کے ساتھ آئی تھی اور دف اصل میں جائز بھی تھی مگر
اس میں شریعت نے یہ مصلحت رکھی ہے کہ اس سے نکاح کی خوب شہرت ہو جائے۔ لیکن اب کھلی بات ہے کہ
شان و شوکت دکھانے اور تفاخر کیلئے بجائی جاتی ہے اس لئے ناجائز اور موقوف کرنے کے قابل ہے اعلان او
شہرت کے اور بھی ہزاروں طریقے ہیں اور اب تو ہر کام میں مجمع ہوتا ہے۔ خود ہی ساری بستی میں چرچا ہو جاتا
ہے۔ بس یہی شہرت کافی ہے اور اگر دف کے ساتھ شہنائی بھی ہو تو کسی حال میں جائز نہیں۔ حدیث شریف میں
صاف برائی اور ممانعت آئی ہے۔ (۳۷) دلہن والوں کی طرف کا بھنگی برات کے گھوڑوں کی لید اٹھاتا ہے او
دونوں طرف کے بھنگیوں کو لید اٹھائی اور صفائی کا نیگ برابر ملتا ہے بھلا اس تقسیم سے بدلائی سے کیا فائدہ دونو
کو جب برابر ملتا ہے تو اپنے اپنے کمینوں کو دے دیا ہوتا خواہ مخواہ دوسرے سے دلا کر جبرا گناہ لازم کرایا۔ (۳۸)
دلہن والوں کی ڈومنی دولہن کو پان کھلانے کے واسطے آتی ہے اور دستور کے موافق اپنا پوت لیکر جاتی ہے۔ اس کو
بھی انعام دینا پڑتا ہے۔ بیچارے کو آج ہی لوٹ لو، کچھ بچا کر بیچارے نہ پائے بلکہ قرضدار ہو کر جائے یہاں بھی
اس جبر کو یاد کر لو۔ (۳۹) اس کے بعد نائن دلہن کا سر گوندھ کر کے کنگھی کو ایک کٹورے میں رکھ کر لے جاتی ہے او
اس کو سر بندھائی اور چوڑے پہنائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے۔ کیوں نہ دیا جائے یہ بیچارہ سب کا قرضدار بھی
ہے یہاں بھی وہی جبر ہے۔ (۴۰) اس کے بعد کمینوں کے انعام کی فرد دلہن والوں کی طرف سے تیار ہو کر دولہ
والوں کو دی جاتی ہے۔ وہ خواہ اس کو تقسیم کر دے یا یک مشت دلہن والوں کو دیدے اس میں بھی وہی جبر لازم آتا
ہے جس کا حرام ہونا کئی بار بیان ہو چکا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں صاحب یہ لوگ ایسے ہی موقع کی امید پر عمر بھر
خدمت کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس کی خدمت کی ہے اس سے خدمت کا بدلہ بھی لینا چاہئے یہ کیا الٹی
حرکت ہے کہ خدمت کریں ان کی اور بدلہ دے وہ۔ (۴۱) نوشہ گھر میں بلایا جاتا ہے اور اس وقت پوری بے
پردگی ہوتی ہے۔ اور بعض باتیں بے حیائی کی اس سے پوچھی جاتی ہیں جس کا گناہ اور بے غیرتی ہونا ظاہر ہے۔
بیان کی حاجت نہیں بعض جگہ دولہا سے فرمائشیں ہوتی ہیں کہ دلہن سے کہے کہ میں تمہارا غلام ہوں اور تم شیر ہو میں
بھیڑ ہوں۔ الٰہی توبہ اللہ تعالیٰ خاوند کو سردار فرمائیں اور یہ اس کو غلام اور تابعدار بنائیں۔ بتلاؤ قرآن کے خلاف
یہ حرام ہے یا نہیں۔ (۴۲) اگر بہت غیرت سے کام لیا گیا تو اس کا رومال گھر میں منگایا جاتا ہے اور اس وقت سلامی
کا روپیہ جو نیوتے میں آتا ہے جمع کر کے دولہا کو دیا جاتا ہے۔ اس نیوتے کا گناہ ہونا اوپر بیان ہو چکا۔ (۴۳)

اس سے ڈومنی اور نائن کا حق بقدر "عشر" نکالا جاتا ہے۔ اللہ میاں کی زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ اتنا فرض نہیں۔ کھیت کا دسواں حصہ واجب نہیں مگر ان کا حصہ ان سب فرضوں سے بڑھ کر فرض ہے۔ یہ بے حد پابندی کس قدر لغو ہے۔ پھر یہ کہ نائن تو خدمت بھی کی ہے۔ بھلا یہ ڈومنی کس مصرف کی ہے جو ہر جگہ اس کا ساجھا اور حق رکھا ہوا ہے بقول شخصے بیاہ میں رنج کا لیکھا شاید گانے بجانے کا حق الخدمت ہوگا۔ سو جب گانا بجانا حرام ہے جیسا کہ پہلے باب میں بیان ہو چکا ہے تو اس پر کچھ مزدوری اور انعام دینا لانا کس طرح جائز ہوگا۔ اور مزدوری بھی کس طرح کی کہ گھر والا تو اس لئے دیتا ہے کہ اس نے بلایا اس کے یہاں تقریب ہے۔ بھلا آنے والے کی کیا شامت کہ اس سے بھی جبراً وصول کیا جاتا ہے اور جو نہ دے اس کی ذلت و تحقیر اور اس پر طعن و ملامت کی جاتی ہے۔ پس ایسے گانے اور ایسے حق کو کیونکر حرام نہ کہا جائے گا۔ گانے بجانے میں بعضوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ بیاہ شادی میں گیت درست ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اب جو خرابیاں اس میں مل گئی ہیں ان سے درست نہیں رہا۔ وہ خرابیاں یہ ہیں کہ ڈومنیاں اسے گاتی ہیں۔ ہمارے مذہب میں یہ منع ہے اور ان کی آواز غیر مردوں کے کان میں پہنچتی ہے نامحرم کو ایسی آواز سنانا بھی گناہ ہے اور اکثر ڈومنیاں جوان بھی ہوتی ہیں ان کی آواز سے اور بھی خرابی کا ڈر ہے۔ کیونکہ سننے والوں کا دل پاک نہیں رہے گا۔ گانا سننے سے اور ناپاکی بڑھ جاتی ہے۔ کہیں کہیں ڈھولک بھی ہوتی ہے۔ یہ کھلا ہوا گناہ بھی ہے۔ پھر زیادہ رات اسی دھندے میں گزرتی ہے۔ صبح کی نمازیں اکثر قضا ہو جاتی ہیں۔ مضمون بھی بعض دفعہ خلاف شرع ہوتا ہے۔ ایسا گانا کانا کب درست ہوگا۔ (۴۴) کھانے سے فراغت کے بعد جہیز کی تمام چیزیں مجمع عام میں لائی جاتی ہیں اور ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور زیور کی فہرست سب کو سنائی جاتی ہے۔ خود سمجھو کہ یہ پوری ریا و نمائش ہے یا نہیں۔ علاوہ اس کے زنانے کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے اور بعض لوگ اپنے نزدیک بڑی دینداری کرتے ہیں۔ جہیز دکھلاتے نہیں۔ مقفل صندوق اور اسباب کی فہرست دیدیتے ہیں لیکن اس میں بھی دکھلاوا ضرور ہے۔ براتی وغیرہ صندوق لاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بعض فہرست بھی مانگ کر پڑھنے لگتے ہیں۔ دوسرے دولہا کے گھر جو مہمان جمع ہیں انہیں کھول کر بھی دکھایا جاتا ہے۔ اس کا بچاؤ تو یہی ہے کہ جہیز ہمراہ نہ بھیجا جائے۔ پھر اطمینان کے وقت سب چیزیں اپنی لڑکی کو دکھلا کر سپرد کر دی جائیں وہ جب چاہے لیجائے چاہے ایک دفعہ کر کے چاہے کئی دفعہ کر کے۔ (۴۵) سوا روپیہ کمینوں کا نیگ جہیز کے خوان میں ڈالا جاتا ہے وہی انعام میں زبردستی یہاں بھی یاد کرو۔ (۴۶) اب لڑکی کے رخصت ہونے کا دن آیا۔ میانہ یا پالکی دروازے میں رکھ کر دلہن کے باپ بھائی وغیرہ اس کے سر پر ہاتھ دھرنے کو گھر میں بلائے جاتے ہیں اس وقت بھی اکثر مردوں، عورتوں کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے جس کا برا ہونا ظاہر ہے۔ (۴۷) پھر لڑکی کو رخصت کر کے ڈولے میں بٹھاتے ہیں اور عقل کے خلاف سب میں رونا پیٹنا مچتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض کو جدائی کا قلق ہو مگر اکثر تو رسم ہی پوری کرنے کو روتی ہیں کہ کوئی یوں کہے گا کہ ان پر لڑکی بھاری تھی۔ اس کو دفع کر کے خوش ہوئے اور یہ جھوٹا رونا ناحق فریب ہے جو کہ عقل و شرع دونوں کے خلاف اور گناہ ہے۔ (۴۸) بعض جگہ دولہا کو حکم ہوتا ہے کہ دولہن کو گود میں لیکر ڈولے میں رکھ دے۔ ان کی یہ فرمائش سب کے روبرو پوری کی جاتی ہے۔ اگر دولہا

گیا ہے اور فرض بھی ایسا کہ اگر کوئی نہ کرے تو تمام برادری میں بے حیا، بے شرم، بے غیرت مشہور ہو جائے بلکہ
ایسا تعجب کریں کہ جیسے کوئی مسلمان کافر بن جائے۔ پھر خود ہی کہو کہ اس میں بھی شریعت کی حد سے باہر ہو جانا ہے
یا نہیں۔ اس شرم میں اکثر بلکہ ساری دلہنیں نماز قضا کر ڈالتی ہیں۔ اگر ساتھ والی نے موقع پا کر پڑھوا دی تو خیر ورنہ
عورتوں کے مذہب میں اس کو اجازت نہیں کہ خود اٹھ کر یا کسی سے کہہ کر نماز کا بندوبست کرے۔ اس کو ذرا ادھر
ادھر لینا، بولنا، چالنا، کھانا، پینا اگر کھجلی بدن میں اٹھے تو کھجلانا۔ اگر جماہی یا انگڑائی کا غلبہ ہو تو جماہی یا انگڑائی لینا یا
نیند آنے لگے تو لیٹ رہنا، پیشاب یا پاخانہ کا تقاضا ہونے لگے تو کسی کو اطلاع تک کرنا بھی ان عورتوں کے مذہب میں
حرام بلکہ کفر ہے۔ اسی خیال کی وجہ سے دلہن دو چار دن پہلے سے بالکل دانہ پانی چھوڑ دیتی ہے کہ کہیں پیشاب
پاخانہ کی حاجت نہ ہو۔ جو سب میں رسوائی ہو جائے خدا جانے اس بیچاری نے کیا جرم کیا تھا جو ایسی سخت کال
کوٹھڑی میں مظلوم قیدی کی گئی۔ خود سوچ کہ اس میں بلا وجہ ایک مسلمان کو تکلیف دینا ہے یا نہیں۔ پھر کیونکر اجازت
ہو سکتی ہے اور یاد رہے کہ نمازوں کے قضا ہونے کا گناہ اس کو تو ہوتا ہی ہے لیکن ان سب عورتوں کو بھی اتنا ہی گناہ
ہوتا ہے جن کی بدولت یہ رسمیں قائم ہوئی ہیں۔ اس لئے ان سب خرافات کو موقوف کرنا چاہئے۔ اور بعض شہروں
میں بیہودگی ہے کہ کچھ تنگ سارے مرد بھی دلہن کا منہ دیکھتے ہیں۔ استغفر اللہ ونعوذ باللہ۔ (۶۸) یہ
سب عورتیں منہ دیکھتی ہیں اس کے بعد کسی کا بچہ دلہن کی گود میں بٹھاتی ہیں اور کچھ مٹھائی وغیرہ اٹھا لیتی ہیں۔ وہی
خرافات اور شگون گری ہوتا ہے۔ اس پر بھی بعضوں کے تمام عمر اولاد نہیں ہوتی تو پتہ کیا بُرے خیالات ہیں۔
(۶۹) اس کے بعد دلہن کو اٹھا کر چارپائی پر بٹھاتی ہیں پھر نائن دلہن کے آگے پیچھے کے انگوٹھے دھوتی ہے اور روپیہ یا
اٹھنی وغیرہ جو جوڑے کے ایک پلو میں بندھا ہوتا ہے انگوٹھے دھلائی میں نائن کو دیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی
شگون ہے۔ (۷۰) پھر آنسے دلہن کے شکرانے کے دو مبارک ایک اس کیلئے دوسرا ان کیلئے جو جوڑے کے ساتھ آتی
ہے بنائے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی وہی سب گیتیں مل کر بجو اپنے بچے کے منہ کو اس بیچاری کے کھلانے کیلئے لگا کر
آپس میں سب مل کر کھا لیتی ہیں (شاباش شاباش) یہ سب شگون معلوم ہوتے ہیں۔ (۷۱) پھر دولہا والوں کی نائن
دلہن والوں کی نائن کا ہاتھ دھلاتی ہے اور یہ نائن موافق تعلیم اپنے آقا کے کچھ نقد ہاتھ دھلائی دیتی ہے اور کھانا
شروع کر دیتی ہے۔ اس میں بھی وہی بیہودہ پابندی اور اہتمام میں بھری خرابی ہے۔ (۷۲) کھانا کھاتے وقت
ڈومنیاں گانا گاتی ہیں (کمبختوں پر خدا کی مار) اور اس ڈھنگ سے ٹیک گاتی ہیں۔ ماشاء اللہ گالیاں کی گالیاں کھانا!
اور اوپر سے انعام الگ۔ اس جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔ خدا کی پناہ۔ (۷۳) جب جہیز کھولا جاتا ہے تو ایک جوڑا
ساتھ والی نائن کو دیا جاتا ہے اور ایک ایک جوڑا سب رشتہ داریاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں اور کیا انتہی زبردستی
ہے۔ مال نہ مال، مفت ہیں اسی مان۔ اگر کوئی کہے کہ یہ زبردستی نہیں اس کو تو سب دستور مانے ہوئے ہیں تو جواب یہ ہے
کہ سب جانتی ہیں کہ نہ دینے سے ٹھٹھا جاتی جائیں گی تو اس زبردستی کے ملنے کا کیا اعتبار ہے۔ زبردستی کا مال تو وہ
بھی دل لینا ہے جس کی چوری ہو جاتی ہے اور چپ ہو کر بیٹھ رہتا ہے یا کوئی ظالم مال چھین لیتا ہے اور بیچارے
دوسرے نہیں بولتا۔ ایسے ماننے سے کسی کا مال حلال نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ جہیز میں جو

ستم کی اور شگون یہاں بھی ہے۔ (۸۴) جب دولہا گھر میں جاتا ہے تو سالیاں اس کا جوتا چھپا کر جوتا چھپائی
کے نام سے کم سے کم ایک روپیہ لیتی ہیں۔ شاباش آپ تو چوری کریں اور الٹا انعام پائیں دولہا تو اپنی عقل دینی کر
کسی کی چیز اٹھالی چھپادی۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے پھر یہ کہ سالی دولہا کی نامحرم ہے اس سے بے تکلفی
ہوتی ہے اور ہنسی اور غیر مرد سے ایسا علاقہ اور ربط پیدا کرنا یہ خود شرع کے خلاف ہے پھر اس انعام کو حق لازم
سمجھنا یہ بھی زبردستی کرکے لینا اور شرعی حد سے نکل جانا ہے۔ بعض جگہ جوتا چھپائی کی رسم نہیں مگر اس کا انعام حق
ہے کیا واہیات بات ہے۔ (۸۵) بعض سے بڑھ کر چوتھی کھیلنا ہے جو بعض شہروں میں رائج ہے اس میں جس قدر
بے حیائی اور بے غیرتی ہوتی ہے اس کا کچھ پوچھنا نہیں اور جن کی عورتیں اس چوتھی کھیلنے میں شریک ہوتی ہیں
ان کے شوہر باوجود معلوم ہونے کے اس کا انتظام اور منع نہ کرنے کی وجہ سے دیوث بنتے ہیں اور کافروں کی
مشابہت ہوتی ہے اور ان سب کے علاوہ بعض وقت ایسی ایسی چوٹیں لگ جاتی ہیں کہ آدمی گھلا جاتا ہے اس کا
گناہ الگ۔ (۸۶) جب دولہا آتا ہے تو وہاں کا نائی اس کے ساتھ بیوی کا انگوٹھا دھو کر اپنا حق لیتا ہے جو ایک روپیہ
کے قریب ہوتا ہے اور باقی کمینوں کا طرح گھر میں دیتے ہیں۔ یہ سب شگون اور بے حد پابندی میں داخل ہے
ان سب موقعوں میں نائی کا حق سب سے زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے ان کے رواج میں نائی کے
اختیارات چونکہ بہت زیادہ ہیں اس لئے اس کی بڑی قدر ہے بے علم مسلمانوں نے اختیارات تو ان سے لے
لئے مگر نگوڑا دوسری رسمیں بجا کر ہر جگہ محض نائی کا حق کا لینا دینا ہے جہاں کوئی شرعی وجہ بھی نہیں ہو سکتی۔ (۸۷) اب کھانے
کا وقت آیا تو دولہا صاحب روٹھے بیٹھے ہیں۔ ہزاروں منتیں کرو خوشامد کرو مگر ان کا ہاتھ ہی نہیں اٹھتا کہ جب تک
ہم کو نہ دو گے ہم کھانا نہ کھائیں گے جب کچھ مل جاتا ہے تب کھاتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا عقل کی بات ہے کہ کھانے
کا کھانا کھائیں اور اوپر سے دانت گھسائی مانگیں۔ اس طوفان بے تمیزی میں حیا شرم عقل تہذیب سب طاق پر
رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اس میں بھی احسان میں زبردستی کی لوہ بچے میں ریا و نمائش کی علت موجود اس لئے یہ بھی
ناجائز ہے۔ (۸۸) اور چار دن کے بعد پھر دولہا والے دلہن کو بلاتے ہیں اس کو بھوڑے کہتے ہیں اور اس میں بھی وہی
سب رسمیں ہوتی ہیں جو چوتھی میں بیان ہو چکیں۔ جو برائیاں کہ اس میں تھیں وہی یہاں بھی سمجھو۔ (۸۹) اس کے
بعد بہو کے میکے سے جو عورتیں اس کو لینے آتی ہیں اپنے ساتھ گھوڑیاں لاتی ہیں وہی بے حد پابندی۔ (۹۰) یہ
گھوڑیاں ساری برادری میں تقسیم ہوتی ہیں اس میں ریا و نمود۔ (۹۱) پھر جب یہاں سے رخصت ہوتی ہے تو نئی
گھوڑیاں ساتھ کی جاتی ہیں وہی بے حد پابندی۔ (۹۲) اور وہاں پہنچ کر برادری میں تقسیم ہوتی ہیں وہی
فخر و ریا یہاں بھی ہے۔ (۹۳) اس کے بعد شب برات یا محرم ہو تو باپ کے گھر ہوگا۔ یہ پابندی کوئی آیت یا
حدیث سے ثابت ہے۔ یہ محض جاہلیت کا ایک خیال ہے کہ محرم اور شب برات نعوذ باللہ نامبارک مہینے
ہیں اس لئے دولہا کے گھر ہونا نامناسب جانتی ہیں۔ (۹۴) اور رمضان کی دیتی ہوتا ہے قریب عید سواری بھیج
کر بہو کو بلاتی ہیں۔ غرض یہ کہ تیوہار محرم اور بھوک اور سوگ تو نیں پیچھے محرم کہ یہ غم و رنج کا زمانہ سمجھا جاتا ہے
و رمضان میں بھوک پیاس کا ہونا ظاہر ہے۔ شب برات کو عام لوگ جلا کہتے ہیں۔ غرض یہ سب باپ کے حصے

ہیں اور عید جو خوشی کا تیوہار ہے وہ گھر ہو جاتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور وہاں سے دو تین من جنس مثلاً سویاں، آٹا، میوہ وغیرہ بھیجا جاتا ہے اور دولہا، دلہن کو جوڑا مع کچھ نقدی بھی کے نام سے اور کچھ شیرینی دی جاتی ہے یہ ایسا ضروری فرض ہے کہ گو سودی قرض لینا پڑے مگر یہ قضا نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ شرعی حد سے بڑھ جاتا ہے۔ (۹۵) بعد نکاح کے سال دو سال تک بہو کی روانگی کے وقت کچھ مٹھائی اور کچھ نقد اور جوڑے وغیرہ دونوں طرف سے بہو کے ہمراہ کر دیے جاتے ہیں اور عزیزوں میں بھی خوب دعوتیں ہوتی ہیں۔ مگر وہی جرمانہ کی دعوت کہ بدنامی سے بچنے کو یا ناموری اور سرخروئی حاصل کرنے کو سارا بکھیڑا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بدلے اور برابری کا بھی پورا لحاظ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات خود شکایت و تقاضا کر کے دعوت کھاتے ہیں۔ غرض تھوڑے دنوں تک یہ آؤ بھگت بھی یا جھوٹی ہوتی رہتی ہے پھر اس کے بعد کوئی کسی کو نہیں پوچھتا۔ سب خوشیاں منانے والے اور جھوٹی خاطر داری کرنے والے الگ ہوئے۔ اب جو مصیبت پڑے بھگتو۔ کاش جس قدر روپیہ بیہودہ اڑایا ہے اگر ان دونوں کیلئے اس سے کوئی جائیداد خریدی جاتی یا تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا تو کس قدر راحت ہوتی۔ ساری تباہی ان رسوم کی پابندی سے ہے۔ (۹۶) دونوں طرف کی شیرینی دونوں کی برادری میں تقسیم ہو جاتی ہے جس کا شادی دیا ہے اور اگر وہ شیرینی سب کو نہ پہنچے تو اپنے گھر سے منگا کر ملاوے یہ بھی جرمانہ ہے۔ (۹۷) بعض جگہ کنگنا باندھنے کا بھی دستور ہے جو کافروں کی رسم ہونے کی وجہ سے منع ہے۔ (۹۸) بعض جگہ آرسی مصحف کی بھی رسم ہے۔ اس میں بھی طرح طرح کی رسوائیاں اور فضول گستاخیاں ہیں جو بالکل خلاف شرع اور عقل ہیں۔ (۹۹) بعض جگہ آرائش و آتش بازی کا سامان ہوتا ہے جو سراسر افتخار اور مال کا بیہودہ اڑانا ہے۔ جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (۱۰۰) بعض جگہ ہندوستانی یا انگریزی باجے ہوتے ہیں ان کا حرام ہونا حدیث میں موجود ہے اور ناچ رنگ بھی ہوتا ہے جس کا حرام ہونا پہلے باب میں بیان کر دیا گیا ہے۔ (۱۰۱) بعض تاریخوں اور مہینوں اور سالوں کو مثلاً اٹھارہ سال کو منحوس سمجھتے ہیں اور اس میں شادی نہیں کرتے یہ اعتقاد بھی بالکل عقل اور شرع کے خلاف ہے۔ (۱۰۲) بعض جگہ جہیز کے پلنگ میں چاندی کے پائے، چاندی کی سرمہ دانی، سلائی، کٹورے وغیرہ دیے جاتے ہیں۔ جن کا استعمال کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں صاف صاف ممانعت آئی ہے لہٰذا اس کا دینا بھی حرام ہے۔ کیونکہ ایک حرام بات میں مدد دینا اور اس کی موافقت کرنا ہے۔ یہ سب واقعے سو سے اوپر ہیں جن میں سے کسی میں ایک گناہ کسی میں دو، کسی میں چار، پانچ اور بعض میں بیسیوں تک جمع ہیں۔ اگر ہر واقعہ کے پیچھے تین تین گناہ کا اوسط رکھو تو یہ شادی تین سو سے کچھ زائد گناہوں کا مجموعہ ہے۔ جس نکاح میں تین سو سے زائد شرعی حکم کی مخالفت ہوتی ہو اس میں بھلا خیر و برکت کا کیا ذکر۔ غرض یہ سب واقعے ان گناہوں سے بھرے پڑے ہیں۔ (۱) مال کا بیہودہ اڑانا۔ (۲) ریا و افتخار یعنی نمود اور شان۔ (۳) بے حد پابندی۔ (۴) کافروں کی مشابہت۔ (۵) سودی قرض یا بے ضرورت قرض لینا۔ (۶) انعام و اکرام و احسان کو زبردستی لے لینا۔ (۷) بے پردگی۔ (۸) شرک و عقیدے کی خرابی۔ (۹) نمازوں کا قضا ہونا یا مکروہ وقت میں پڑھنا۔ (۱۰) گناہوں میں مدد دینا۔ (۱۱) گناہ پر قائم و برقرار رہنا اور ان کو اچھا جاننا جن کی مذمت قرآن و حدیث میں صاف صاف مذکور ہے چنانچہ

کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیہودہ مت اڑاؤ۔ بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے
بیہودہ اڑانے والوں کو اور دوسری جگہ فرمایا ہے بیہودہ اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا
ناشکرا ہے۔ اور حدیث میں فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے جو شخص دکھانے کیلئے کوئی کام کرے گا دکھائے گا اللہ
تعالیٰ اس کو بھی اسکی رسوائی۔ اور جو شخص سنانے کیلئے کوئی کام کرے سنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب قیامت
کے روز۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے مت بڑھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز شرع میں
ضروری نہیں اس کو ضروری سمجھنا اور اسکی ایسی پابندی کرنا پڑا ہے کیونکہ اس میں خدائی حدود سے آگے بڑھنا ہے اور
حدیث شریف میں ہے کہ لعنت فرمائی رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے اور سود دینے والے کو اور فرمایا ہے کہ
گناہ میں دونوں برابر ہیں اور قرض لینے کے بارے میں بھی حدیثوں میں بہت دھمکیاں اور ممانعت آئی ہے اس
لئے بے ضرورت وہ بھی گناہ ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ کسی شخص کا مال حلال نہیں ہے بغیر اسکی خوشدلی
کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی قسم کی زبردستی کر کے مجبور کر کے دباؤ ڈال کر لینا حرام ہے اور حدیث شریف میں
ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ دیکھنے والوں کو اور جس کی طرف دیکھا جائے۔ اس سے بے پردگی کی برائی اور اس کا
حرام ہونا ثابت ہوا کہ دیکھنے والے پر بھی لعنت ہے اور جو سامنے آ جائے احتیاط سے پردہ نہ کرے اس پر بھی
لعنت ہے اور مرد کو غیر عورت کو دیکھنا اور عورت کا غیر مرد کو دیکھنا دونوں گناہ ہیں۔ شرب کی برائی کون نہیں جانتا
اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے بجز نماز کے دیکھو اس
سے نماز قضا کرنے کی کتنی برائی نکلی کہ آدمی کا ایمان ہی گیا اور تحقیق نہیں رہا بیشک فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے
کی مدد مت کرو گناہ اور ظلم میں اور حدیث میں ہے کہ جب نیکی کرنے سے تیرا جی خوش ہو اور برے کام کرنے سے
جی برا ہو تو تو مومن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو اچھا جاننا اور اس پر قائم و برقرار رہنا ایمان کو برباد
کرنے والا ہے۔ اور حدیث شریف میں خاص کر ان رسوم جاہلیت کے بارے میں بہت سخت دھمکیاں آئی ہیں
فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصوں کے ساتھ ہے جن میں سے ایک یہ
فرمایا کہ جو شخص اسلام میں آ کر جاہلیت کی رسمیں برتنا چاہے اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں۔ بھلا بتاؤ
یہ تو نہیں کرتے ہیں مسلمان پر فرض ہے واجب ہے ایمان و عقل کی بات یہ ہے کہ ان رسموں کی برائی جب عقل و
شرع سے معلوم ہو گئی تو ہمت کر کے سب کو ترک [illegible] ان رسموں پر عمل نہ کرے بلکہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ
اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ عزت و نیکنامی ہوتی ہے اور ان رسموں کی موقوفی کے دو طریقے ہیں ایک یہ
سب برادری متفق ہو کر یہ سب بکھیڑے موقوف کر دیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی اس کا ساتھ نہ دے تو خود
ہی شروع کر دے دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسا کرنے لگیں گے۔ [illegible] خرافات سے سب کو تکلیف ہے اس
طرح انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں عام اثر پھیل جائیگا اور ابتدا کرنے کا ثواب قیامت تک ملتا رہے گا مرنے کے
بعد بھی ملیگا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب جس کو گنجائش ہو وہ کرے جس کو نہ ہو وہ نہ کرے۔ اس کا جواب
یہ ہے کہ اول تو گنجائش والوں کو بھی بیہودہ اڑانا جائز نہیں۔ دوسرے ان رسموں کا عادی ہونا بہت برا ہے پھر گنجائش سے

اجازت کب ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب گنجائش والے کریں گے تو ان کی برادری کیلئے غریب آدمی بھی اپنی حفظ
آبرو کیلئے ضرور کریں گے۔ اس لئے ضروری انتظام کی بات یہی ہے کہ سب ہی چھوڑ دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ
اگر یہ رسوم موقوف ہو جائیں پھر میل ملاپ کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو میل ملاپ کی
مصلحت سے گناہ کی بات کی اجازت کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ میل ملاپ اس پر موقوف نہیں۔ بلا پابندی
رسوم ایک دوسرے کے گھر جائے یا اس کو بلائے۔ اس کو کھلائے پلائے، کچھ امداد و سلوک کرے۔ جیسا یار
دوستوں میں راہ و رسم جاری ہے تو کیا یہ ممکن نہیں، بلکہ اب تو ان رسموں کی بدولت بجائے محبت و الفت کے جو کہ
میل ملاپ سے اصلی مقصود ہے، اکثر رنج و تکرار و شکایت اور پرانے کینوں کا تازہ کرنا اور تقریب والے کی عیب
جوئی اس کو ذلیل کرنے کے درپے ہونا۔ اسی طرح کی اور دوسری خرابیاں دیکھی جاتی ہیں اور چونکہ ایسا لینا دینا
کھلانا پلانا دستور کی وجہ سے لازم ہو گیا ہے اس لئے کچھ خوشی و مسرت بھی نہیں ہوتی نہ دینے والے کو کہ وہ ایک
بیگاری اتارتا ہے نہ لینے والے کو کہ وہ اپنا ضروری حق سمجھتا ہے۔ پھر لطف کہاں رہا اس لئے ان سارے خرافات کا
موقوف کر دینا واجب ہے۔ منگنی میں زبانی وعدہ کافی ہے۔ نہ حجام کی ضرورت نہ جوڑا اور نہ نشانی اور شیرینی کی
حاجت۔ جب دونوں نکاح کے قابل ہو جائیں۔ زبانی یا بذریعہ خط و کتابت کوئی وقت ٹھہرا کر دولہا کو بلائیں۔
ایک اس کا سرپرست اور ایک اس کا خدمت گزار اس کے ساتھ آنا کافی ہے۔ نہ بری کی ضرورت نہ برات کی
ضرورت۔ نکاح کر کے فوراً ایک آدھ روز مہمان رکھ کر اس کو رخصت کر دیں اور اپنی گنجائش کے موافق جو ضروری
اور کام کی چیزیں جہیز میں دینا منظور ہوں، بلا اوروں کو دکھلائے اور شہرت دیئے اس کے گھر بھیج دیں یا اپنے ہی گھر
اس کے سپرد کر دیں۔ نہ سسرال کے جوڑے کی ضرورت، نہ چوتھی کے گھوڑے کی حاجت پھر جب چاہیں دلہن
والے بلا لیں اور جب موقع ہو دولہا والے بلا لیں۔ اپنے اپنے کمینوں کو گنجائش کے موافق خود ہی دے دیں۔ نہ
یہ ان سے دلائیں نہ وہ ان سے۔ دھنے پر ہاتھ رکھنا بھی کچھ ضرور نہیں کھیر بھی فضول ہے اگر توفیق ہو تو شکریہ میں
حاجت مندوں کو دے دو۔ کسی کام کیلئے قرض نہ لو۔ البتہ ولیمہ مسنون ہے وہ بھی خلوص نیت و اختصار کے ساتھ نہ کہ
فخر و اشتہار کے ساتھ، ورنہ ایسا ولیمہ بھی جائز نہیں۔ حدیث میں ایسے ولیمے کو شر الطعام فرمایا گیا ہے۔ یعنی یہ بڑا
ہی برا کھانا ہے اس لئے نہ ایسا ولیمہ جائز نہ اس کا قبول کرنا جائز۔ اس سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اکثر کھانے جو
برادری کو کھلائے جاتے ہیں ان کا کھانا اور کھلانا کچھ بھی جائز نہیں۔ دیندار کو چاہئے کہ خود ان رسموں کو ترک کرے اور
جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں وہاں ہرگز شریک نہ ہو بلکہ صاف انکار کر دے، برادری، کنبے کی رضامندی اللہ
تعالیٰ کی ناراضی کے سامنے کچھ کام نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مہر زیادہ بڑھانے کا بیان: ان ہی رسوم میں سے مہر زیادہ ٹھہرانے کی رسم ہے جو خلاف سنت ہے۔
حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا خبردار مہر بڑھا کر مت ٹھہراؤ اس لئے کہ اگر یہ عزت کی بات ہوتی
دنیا میں اور تقویٰ کی بات ہوتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو تمہارے پیغمبر ﷺ اس کے زیادہ مستحق تھے۔ مجھ کو
معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بیوی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحبزادی کا نکاح کیا ہو بارہ اوقیہ سے

زیادہ ہے اور بعض روایتوں میں ساڑھے بارہ اوقیہ آئے ہیں۔ یہ ہمارے حساب سے تقریباً ایک سو سینتیس روپے ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑا مہر اس لئے مقرر کرتے ہیں تاکہ شوہر نہ چھوڑ سکے یہ عذر بالکل لغو ہے۔ اول تو جس کو چھوڑنا ہوتا ہے چھوڑ ہی دیتے ہیں۔ پھر جو کچھ بھی ہو اور جو مہر کے تقاضے کے خوف سے نہیں چھوڑتے وہ چھوڑنے سے بدتر کر دیتے ہیں۔ یعنی طلاق دیتے ہیں نہ پاس رکھتے ہیں۔ بیچ میں ادھر ڈال رکھا۔ نہ ادھر کی نہ ادھر کی۔ ان کا کوئی کیا کر لیتا ہے۔ یہ سب فضول عذر ہیں۔ اصل یہ ہے کہ افتخار کیلئے ایسا کرتے ہیں کہ خوب شان ظاہر ہو۔ سو فخر کیلئے کوئی کام کرنا، گو اصل میں وہ کام جائز ہو، حرام ہو جاتا ہے۔ تو بھلا اس کا کیا کہنا جو خود ہی سنت کے خلاف اور مکروہ ہو، وہ تو اور بھی منع اور برا ہو جائیگا۔ سنت تو یہی ہے کہ حضرت پیغمبر ﷺ کی بیویوں اور صاحبزادیوں کا سا مہر ٹھہرائے۔ اور خیر اگر ایسا ہی زیادہ باندھنے کا شوق ہے تو ہر شخص کی حیثیت کے موافق مقرر کریں۔ اس سے زیادہ نہ کریں۔

نبی علیہ السلام کی بیویوں اور بیٹیوں کے نکاح کا بیان حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

اول حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے حضور ﷺ سے اس دولت عظمیٰ کی درخواست کی۔ آپ نے کم عمر ہونے کا عذر فرمادیا۔ پھر حضرت علیؓ نے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا۔ آپ پر فوراً حکم الٰہی آیا اور آپ نے ان کی عرض کو قبول کرلیا تو اس سے معلوم ہوا کہ منگنی میں یہ تمام بکھیڑے کہ جن کا آجکل رواج ہے سب لغو اور سنت کے خلاف ہیں۔ پس زبانی پیغام اور زبانی جواب کافی ہے۔ اس وقت عمر حضرت فاطمہؓ کی ساڑھے پندرہ سال اور حضرت علیؓ کی اکیس برس کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس عمر کے بعد نکاح میں توقف کرنا اچھا نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دولہا دلہن کی عمر میں جوڑ ہونے کا لحاظ بھی رکھنا مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دولہا عمر میں دلہن سے کسی قدر بڑا ہو۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے انس جاؤ اور ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، وزبیرؓ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو بلانا کچھ مضائقہ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نکاح کی شہرت ہو جائے جو کہ مقصود ہے۔ مگر اس اجتماع میں اہتمام و کوشش نہ ہو۔ وقت پر بلا تکلف جو دو چار آدمی قریب و نزدیک کے ہوں جمع ہو جائیں۔ یہ سب حاضر ہو گئے اور آپ نے ایک خطبہ پڑھ کر نکاح کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ باپ کا چھپے چھپے پھرنا یہ بھی خلاف سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ باپ خود اپنی لڑکی کا نکاح پڑھے اور چار سو مثقال چاندی مہر مقرر ہوا جس کی مقدار کا تخمینہ اوپر آچکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مہر لمبا چوڑا مقرر کرنا بھی خلاف سنت ہے بس مہر فاطمہ کافی اور برکت کا باعث ہے اور اگر کسی کو وسعت نہ ہو تو اس سے بھی کم مناسب ہے۔ پھر آپ نے ایک طبق میں خرمے لیکر حاضرین کو بٹوا دیے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمن کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر پہنچا دیا۔ بہنو دیکھو یہ دونوں جہان کی شہزادی کی رخصتی ہے جس میں نہ دھوم نہ دھام نہ میانہ نہ پالکی نہ بکھیڑا۔ نہ آپ نے حضرت علیؓ سے کمینوں کا خرچ دلوایا۔ نہ کنبہ برادری کا کھانا کیا۔ ہم لوگوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے پیغمبر دو

جہاں ﷺ سے سرداری کی پیروی کریں اور اپنی عزت کو حضور ﷺ کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں (نعوذ باللہ
منہ)۔ پھر حضور پر نور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ ؓ سے پانی منگایا۔ وہ ایک لکڑی کے پیالہ
میں پانی لائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نئی دلہنوں کا شرم میں اس قدر زیادتی کرنا کہ چلنا پھرنا اپنے ہاتھ سے کوئی
کام کرنا عیب سمجھا جائے یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنی کلی اس میں ڈال دی اور
حضرت فاطمہ ؓ کو فرمایا کہ ادھر منہ کرو اور ان کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر تھوڑا پانی چھڑکا اور دعا کی الٰہی ان
دونوں کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ ادھر پیٹھ کرو اور آپ نے ان کے
شانوں کے درمیان پانی چھڑکا اور پھر وہی دعا کی۔ پھر حضرت علی ؓ سے پانی منگایا اور یہی عمل ان کے ساتھ بھی کیا۔
مگر پیٹھ کی طرف پانی نہیں چھڑکا۔ مناسب ہے کہ دولہا دلہن کو جمع کر کے یہ عمل کیا کریں کہ برکت کا سبب ہے۔
ہندوستان میں ایسی بری رسم ہے کہ باوجود نکاح ہو جانے کے بھی دولہا دلہن میں پردہ رہتا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ
تم اللہ برکت کے ساتھ اپنے گھر جاؤ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نکاح کے دن حضور ﷺ بعد نماز عشاء
حضرت علی مرتضیٰ ؓ کے گھر تشریف لائے اور برتن میں پانی لیکر اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ
بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر دعا کی۔ پھر حضرت علی ؓ اور حضرت فاطمہ ؓ کو آگے پیچھے
حکم فرمایا کہ اس کو پئیں اور وضو کریں۔ پھر دونوں صاحبوں کیلئے طہارت اور آپس میں محبت سے رہنے کی اور اولاد
میں برکت ہونے کی اور خوش نصیبی کی دعا فرمائی اور فرمایا جاؤ آرام کرو (اگر داماد کا گھر قریب ہو تو یہ عمل کرنا بھی
باعث برکت ہے) اور جہیز حضرت سیدۃ النساء کا یہ تھا۔ دو چادریں یمانی جو سوسی کے طور پر ہوتی تھیں دو نہالی جس میں
السی کی چھال بھری تھی اور چار گدے، دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور
ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن یعنی گھڑا اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے۔ بیبیو! جہیز میں تین باتوں
کا خیال رکھنا چاہئے۔ اول اختصار کے گنجائش سے زیادہ تردد نہ کرو۔ دوسرے ضرورت کا لحاظ کہ جن چیزوں کی
فوری ضرورت ہو وہ دینا چاہئے۔ تیسرے اعلان و اظہار نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ احسان
سلوک ہے دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ حضور پیغمبر ﷺ کے فعل سے جو ابھی بیان ہوا تینوں باتیں
ثابت ہیں اور حضور ﷺ نے کام اس طرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علی ؓ کے ذمے اور گھر کا کام حضرت
فاطمہ ؓ کے ذمے۔ نہیں معلوم ہندوستان کی شریف زادیوں میں گھر کے کام سے کیوں عار کی جاتی ہے۔ پھر
حضرت علی ؓ نے ولیمہ کیا جس میں یہ سامان تھا۔ کئی صاع جو کی روٹی پکی ہوئی اور کچھ خرمے اور کچھ مالیدہ (ایک
صاع انگریزی سیر سے ایک چھٹانک اوپر ساڑھے تین سیر ہوتا ہے) پس ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف
باختصار کے ساتھ جس قدر میسر ہو اپنے خاص لوگوں کو کھلا دے۔

حضرت محمد ﷺ کی بیویوں کا نکاح: حضرت خدیجہ ؓ کا مہر پانچ سو درہم یا اس قیمت کے اونٹ
تھے جو ابوطالب نے اپنے ذمے رکھے تھے اور حضرت ام سلمہ ؓ کا مہر کوئی برتنے کی چیز تھی جو دس درہم کی تھی اور جو
حضرت جویریہ ؓ کا مہر چار سو درہم تھے اور ام حبیبہ ؓ کا مہر چار سو دینار تھے جو حبشہ کے بادشاہ نے اپنے ذمے

ان کے گھر میں بھیج دیے۔ عصر سے پہلے سب کام پورا ہو گیا۔ بعد مغرب کے دولہا والوں کو ہمیشہ کے وقت پر نہیں کھانا کھلایا گیا اور عشاء کے بعد عورتوں کو بھی ویسا ہی وعظ سنایا گیا۔ ان پر بھی خوب اثر ہوا اور وقت پر چین سے سو رہے۔ اگلے روز تھوڑا سا دن چڑھا تھا کہ دلہن کو ایک بہلی میں بٹھلا کر رخصت کر دیا گیا۔ ہمراہی میں ایک رشتہ دار بیوی اور خدمت کیلئے ایک ماما تھی یہ بہلی دلہن کے جہیز میں ملی تھی اور پالکی یا میانہ وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں کی گئی اور جہیز بھی ساتھ نہیں دیا گیا۔ دلہن والوں نے اپنے کمینوں کو اپنے پاس سے انعام دیا اور دولہا والوں نے سلامی کا روپیہ بھی نہیں دیا بجائے بکھیر کے جو کہ دلہن کے سر پر ہوتی ہے بعض مسجدوں میں اور غریب غرباء کے گھروں میں روپے پیسے بھیج دیے گئے۔ ظہر کے وقت دولہا کے گھر آ پہنچے۔ دلہن کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی جو بیویاں دلہن کو دیکھنے آئیں ان سے منہ دکھائی نہیں لی گئی۔ اگلے دن ولیمہ کیلئے کچھ تو بازار سے عمدہ مٹھائی منگا کر اور کچھ کھانا گھر میں دو طرح کا پکوا کر مناسب جگہوں میں اپنے دوستوں اور ملنے والوں اور غریب غرباء اور نیک بخت اور طالب علموں کیلئے بھیج دیا گیا گھر پر کسی کو نہیں بلایا گیا۔ دلہن والوں کی طرف سے چوتھی کی رسم کیلئے کوئی نہیں آیا۔ تیسرے دن دلہن دولہا اس کے میکے چلے گئے اور ایک ہفتہ رہ کر پھر دولہا کے گھر آ گئے۔ اس وقت کچھ اسباب جہیز بھی ساتھ لے آئے۔ اور کچھ پھر بھی دوسرے وقت پر لانے کیلئے وہاں ہی چھوڑ آئے۔ اس وقت دلہن اتفاق سے میانہ میں سوار تھی۔ دولہا کے کمینوں کو جو کچھ رسم کے موافق ملتا ہے اس سے زیادہ انعام ان کو تقسیم کر دیا گیا۔ غرض ایسی چین و امن سے شادی ہوئی کہ کسی نہ کوئی تکلیف ہوئی اور نہ کوئی طوفان ہوا۔ میں بھی اول سے آخر تک اس شادی میں شریک رہا۔ اس قدر حلاوت اور رونق تھی کہ بیان میں نہیں آتی خدا کے فضل سے سب دیکھنے والے خوش ہوئے۔ اور بہت لوگ تیار ہو گئے کہ ہم بھی یوں ہی کرینگے۔ چنانچہ اس دن کے بعد دلہن کے خاندان میں ایک اور شادی ہوئی اور وہ اس سے بھی سادی تھی۔ اگر زیادہ سادی نہ ہو سکے تو اسی طرح کر لیا کرو، جیسا کہ اس قصہ میں تم نے پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین یارب العالمین۔

بیوہ کے نکاح کا بیان: ان ہی بیہودہ رسموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو برا اور عار سمجھتے ہیں خاص کر شریف لوگ اس میں زیادہ مبتلا ہیں۔ شرعاً اور عقلاً جیسا کہ پہلا نکاح، ویسا دوسرا، دونوں میں فرق سمجھنا محض بے وجہ اور بے وقوفی ہے۔ صرف ہندوؤں کے میل جول اور کچھ جاہلیت کی محبت سے یہ خیال جم گیا ہے۔ ایمان اور عقل کی بات یہ ہے کہ جس طرح پہلے نکاح کو بے روک ٹوک کر دیتے ہیں اسی طرح دوسرا نکاح بھی کر دیا کریں۔ اگر دوسرے نکاح سے دل تنگ ہوتا ہے تو پہلے نکاح سے کیوں نہیں ہوتا۔ عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ خود کرنا اور رغبت دلانا تو در کنار اگر کوئی خدا کی بندی خدا اور رسول ﷺ کا حکم سر آنکھوں پر رکھ کر بھی لے تو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ بات بات میں طعنہ دیتی ہیں، ہنستی ہیں، ذلیل کرتی ہیں غرض کہ کسی بات میں بے چوٹ کئے نہیں رہتیں۔ یہ بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے۔ کیونکہ شریعت کے حکم کو عیب سمجھنا اس کے کرنے والے کو حقیر و ذلیل جاننا کفر ہے۔ خیال کرنے کی

اس طرح پہنچانے ثواب ہی نہیں پہنچتا۔ چنانچہ ایک ایک کی خوشامد کرتے پھرتے ہیں جب تک کوئی اس طرح کا
فاتحہ نہ کرے تب تک وہ کھانا کسی کو نہیں دیا جاتا، کیونکہ اب تک ثواب تو پہنچا ہی نہیں پھر کسی کو کیونکر دیا جائے۔ بعض
وقت غیر محرم کو گھر میں بلا کر فاتحہ دلواتی ہیں جو شرعاً ناجائز ہے۔ خود میں نے دیکھا ہے کہ جب بہت سے مردوں کو
فاتحہ دلانا مقصود ہوتا ہے جن کے نام بتلا دینے سے یاد نہیں رہ سکتے وہاں فاتحہ دینے والے کو حکم ہوتا ہے کہ جب تو
سب پڑھ چکے تو ہوں ہوں کر دینا۔ پس ہوں ہوں کرنے کے وقت ایک ایک نام بتلا کر اس سے کہلایا جاتا ہے اور یہ سمجھتی ہیں
کہ اس وقت جس کا نام وہ لے گا اسی کو ثواب ملے گا جس کا نہ لے گا اس کو نہ ملے گا حالانکہ ثواب بخشنے کا اختیار خود
کھانے کے مالک کو ہے نہ اس پڑھنے والے کو۔ اس کے نام لینے سے کچھ نہیں ہوتا خود یہ جس کو چاہے ثواب بخشے،
جس کو چاہے نہ بخشے۔ یہ سب عقیدے کی خرابی ہے۔ بعض کم علم یوں کہتے ہیں کہ ثواب تو بغیر اس کے بھی پہنچ جاتا
ہے۔ لیکن اس وقت سورتیں اس لئے پڑھ لیتے ہیں کہ دوہرا ثواب پہنچ جائے۔ ایک کھانے کا دوسرا قرآن مجید کا۔
اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہی مطلب ہے تو خاص اس وقت پڑھنے کی کیا وجہ جو قرآن مجید تم نے صبح کو تلاوت کیا ہے
بس اسی کو اس کے ساتھ بخش دیا ہوتا۔ اگر کوئی شخص اس وقت نہ پڑھے پہلے کا پڑھا ہوا ایک آدھ پارہ یا پورا قرآن
مجید بخش دے یا یوں کہے اچھا مٹھائی تقسیم کر دو۔ پھر پڑھ کے بخش دوں گا تو کبھی کوئی نہ مانے گا۔ یا کوئی اس کھانے یا
مٹھائی کے پاس نہ آئے وہیں دور بیٹھا پڑھ دے تب بھی کوئی نہیں مانتا۔ پھر اس صورت میں دوسرے سے فاتحہ
کرانے کے کوئی معنی ہی نہیں کیونکہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب اسی پڑھنے والے کو ہوگا تو تمہاری طرف سے تو
بہرحال فقط مٹھائی کا ثواب پہنچا۔ یہ بھی زبردستی ہے کہ جب ہم ایک ثواب بخشیں تو یہ بھی خود ہی بخشے۔ (۲)
لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ صرف اس طرح پڑھ کر بخش دینے سے ثواب پہنچ جاتا ہے کھانا خیرات کرنے کی ضرورت
نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ یا اور کسی بزرگ کا فاتحہ دلا کر خود کھا جاتے ہیں۔ گیارہویں وغیرہ کی مٹھائی اگر تقسیم
بھی کی جاتی ہے تو کس کو فلانے نواب صاحب، تحصیلدار صاحب، پیشکار صاحب، تھانیدار صاحب وغیرہ یار
دوستوں کو بھیجی جاتی ہے۔ ہم نے کہیں نہیں دیکھا نہ سنا کہ سب شیرینی فقیروں اور مسکینوں کو خیرات کر دی گئی ہو تو اس سے
معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ ہے کہ اس طرح پڑھ کر بخش دینے سے اس کا ثواب پہنچے گا۔ سو یہ اعتقاد خود غلط اور گناہ ہے
اس لئے کہ خود وہ چیز تو پہنچتی ہی نہیں البتہ اس کا ثواب پہنچتا ہے تو جن کو بخشا ان کو کچھ نہیں پہنچا البتہ ایک صورت
جو بچی ہے صرف اسی کا ثواب پہنچا سو اس ہی کا ثواب بخشنا تھا تو اس مٹھائی یا کھانے کا بکھیڑا ناحق کیا۔ خواہ مخواہ
روپیہ دو روپیہ کا مفت احسان رکھا۔ اگر یوں کہو کہ نہیں صاحب فقیروں کو بھی اس میں سے دے دیتے ہیں تو جواب یہ ہے
کہ فقیروں کو دیا بہت سے بہت اس کو پاؤ دو پاؤ دیا تو اس سے کیا ہوتا ہے مقصود تو پورے روپے کی مٹھائی کا ثواب بخشنا
ہے اگر فقط اتنی ہی جلیبیوں کا ثواب بخشنا تھا تو روپے کا نام کیوں لیا۔ اور جن کو دیا جاتا ہے ان کو خیرات کے نام سے
ہرگز نہیں دیا جاتا۔ بلکہ تبرک اور ہدیہ سمجھ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اگر ان کو کچھ خیرات دو تو ہرگز نہ لیں بلکہ برا مانیں لہٰذا
آج کل کے رواج کے اعتبار سے یہ فعل بالکل لغو اور بے معنی ہے۔ (۳) اچھا ہم نے مانا کہ فاتحہ کے بعد وہ کھانا
محتاج ہی کو دے دیا تو ہم کہتے ہیں کہ محتاج کو دینے اور کھلانے سے پہلے ثواب بخشنے کا کیا مطلب تم کو تو ثواب ملا

وقت ملے گا جب فقیر کو دے دو یا کھلا دو۔ ابھی تم ہی کو ثواب نہیں ملا تو اس بیچارے مردے کو کیا بخشا۔ غرض اس فعل
کی کوئی بات ٹھکانے کی نہیں۔ (۴) بعض کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خود وہ چیز پہنچ جاتی ہے چنانچہ کھانے کے ساتھ پانی
اور پان اور بعض حقہ بھی اسی واسطے رکھتے ہیں کہ کھانا کھا کر پانی کہاں پئیں گے۔ پھر منہ بدمزہ ہو گا اس لئے پان کی
ضرورت پڑے گی۔ خدا کی پناہ جہالت کی بھی حد ہو گئی۔ یہ بھی خیال رکھتی ہیں کہ جو چیز اس کو زندگی میں پسند تھی اس
پر فاتحہ ہو۔ چھوٹے بچہ کی دودھ پر فاتحہ ہو۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ شب برات کی فاتحہ پر ایک بڑھیا نے کئی
پھلجھڑیاں رکھ دی تھیں اور کہا تھا کہ ان کو آتش بازی کا بڑا شوق تھا۔ خود کہو کہ یہ عقیدے کی خرابی ہے یا نہیں۔ (۵) یہ
بھی خیال ہے کہ اس وقت اس کی روح آتی ہے۔ چنانچہ لوبان وغیرہ خوشبو سلگانے کا یہی منشاء ہے۔ گو سب کا خیال
نہ ہو۔ (۶) پھر جمعرات کی قید اپنی طبیعت سے لگائی۔ جب شریعت سے سب دن برابر ہیں تو خاص جمعرات کو فاتحہ
کا دن سمجھنا شرعی حکم کو بدلنا ہے یا نہیں پھر اس قید سے ایک یہ بھی خرابی پیدا ہو گئی ہے کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ مردوں کی
روحیں جمعرات کو اپنے اپنے گھر آتی ہیں اگر کچھ ثواب مل گیا تو خیر ورنہ خالی ہاتھ لوٹ جاتی ہیں۔ یہ محض غلط خیال
ہے اور بلا دلیل ایسا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔ اسی طرح کوئی تاریخ مقرر کرنا اور یہ سمجھنا کہ اس میں زیادہ ثواب ملے گا
محض گناہ کا عقیدہ ہے۔ (۷) اکثر عوام کی عادت ہے کہ بہت کھانے میں سے تھوڑا سا کھانا کسی طباق یا خوان میں
رکھ کر اس کو سامنے رکھ کر فاتحہ کرتی ہیں۔ اس میں ان خرابیوں کے علاوہ ایک یہ بات پوچھتا ہے کہ فقط اتنے ہی
کھانے کا ثواب بخشنا ہے یا سارے کھانے کا۔ فقط اتنے ہی کھانے کا ثواب بخشنا تو تمہیں منظور نہیں پس ضرور یہی کہو
گی کہ سب کا ثواب پہنچانا منظور ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ پھر فقط اتنے پر کیوں فاتحہ دلایا اس سے تو تمہارے
قاعدے کے موافق صرف طباق کو ثواب پہنچنا چاہئے۔ باقی تمام کھانا ضائع گیا اور فضول رہا۔ اگر یوں کہو کہ اس کے
سامنے رکھنا کچھ ضروری نہیں صرف نیت کافی ہے تو پھر اس طباق کے رکھنے کی کیا ضرورت ہوئی۔ اس میں بھی نیت
کافی تھی یہ تو بے حق تعالیٰ کو نمونہ دکھلانا ہے کہ دیکھئے اس قسم کا کھانا دیگ میں ہے اس کا ثواب بخش دیجئے۔ (نعوذ
باللہ منہ) (۸) پھر اگر ثواب پہنچانے کیلئے اس کا سامنے رکھ کر پڑھنا ضروری ہے تو اگر روپیہ پیسہ یا کپڑا غلہ وغیرہ
ثواب بخشنے کیلئے دیا جائے اس پر فاتحہ کیوں نہیں پڑھتی ہو اگر یہ ضروری نہیں تو کھانے اور مٹھائی میں کیوں ایسا کرتی
ہو اور ضروری سمجھتی ہو۔ (۹) پھر ہم پوچھتے ہیں کہ زمین لیپنے کی کیا ضرورت پڑی۔ وہ نجس تھی یا پاک۔ اگر ناپاک تھی
تو لیپنے سے پاک نہیں ہوئی بلکہ وہ اور زیادہ نجس ہو گئی کہ پہلے تو خشک ہونے کی وجہ سے پیالے وغیرہ میں لگنے کا شبہ نہ
تھا۔ اب وہ برتن بھی نجس ہو جائیں گے اور اگر پاک تھی تو لیپنا محض فضول حرکت ہے یہ بھی گویا ہندوؤں کا چوکا ہوا۔
نعوذ باللہ۔ مردوں کو چوکے میں بٹھا کر کھانا کھلاتی ہیں ﴿لا حول ولا قوۃ الا باللہ﴾ اسی طرح جس فاتحہ میں
زیادہ اہتمام ہوتا ہے اس میں چولہا وغیرہ بھی لیپا جاتا ہے اس کا بھی یہی حال ہے۔ (۱۰) بزرگوں کی فاتحہ میں ساری
چیزیں اچھوتی ہیں۔ کورے گھڑے کورے برتن نکالے جائیں ان میں پانی کنوئیں سے بھر کر آئے گھر کا پانی لگنے نہ
پائے اور اس کو کوئی نہ چھوئے نہ ہاتھ ڈالے نہ اس میں سے کوئی بچہ نہ جھوٹا کرے۔ کوئی خوب دھو کر ستھرا آئے۔
غرض گھر کی سب چیزیں نجس ہیں۔ یہ عجیب خلاف عقل بات ہے۔ اگر یہ چیزیں نجس ہیں تو ان کو اپنے استعمال میں

کیوں لازمی ہو اور نہ اس سارے بکھیڑے کی کیا ضرورت۔ شرعی حکم صرف اتنا ہے کہ جس چیز کا کھانا خود کو جائز ہے اسے فقیر کو دینا بھی جائز اور جب فقیر کو دے دیا تو اب ثواب بخش دینا جائز پھر یہ ساری باتیں لغو اور خلاف عقل ہوئیں یا نہیں۔ اگر کہو کہ صاحب وہ بڑی درگاہ ہے۔ بزرگ لوگ ہیں ان کے پاس چیز احتیاط سے بھیجنا چاہئے تو جواب یہ ہے کہ اول تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس ظاہری احتیاط اور طہارت کی کچھ قدر نہیں۔ اس کے نزدیک حلال اور طیب ہونے کی قدر ہے۔ اگر مال حرام ہوگا تو ہزار احتیاط کرو سب اکارت ہے اور اگر حلال طیب ہے تو یہ سب فضول ہے۔ وہ یوں بھی معمولی طور پر دے دینے سے بھی قبول ہے۔ دوسرے یہ کہ جب خود ان کی درگاہ میں بھیجنے کا عقیدہ ہوا تو یہ حرام اور شرک ہوگا کیونکہ اس کھانے کو اللہ کی راہ میں دینا مقصود ہے نہ خود ان کے پاس بھیجنا اور ان کی راہ میں دینا۔ اگر ایسا عقیدہ ہو تو وہ کھانا بھی حرام ہو جائے گا۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر ثواب بخشنا منظور ہو تو جیسے اور چیزیں خدا کی راہ میں دیتی ہو اور اس میں خرافات نہیں کرتی ہو۔ مثلاً فقیر کو پیسہ دیا اس کو دھوتی نہیں، اناج نکال دیا، گھر کے پکے ہوئے کھانے میں سے روٹی وغیرہ دیتی ہو اسی طرح یہ بھی معمولی طور سے پکا کر دیدو۔ کیونکہ یہ بھی بڑی درگاہ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں جاتا ہے وہ بھی وہیں جاتا ہے تو پھر دونوں میں فرق کیسا۔ پھر خیال کرو تو اس میں ایک حساب سے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ پر بڑھا دیا ہے اور یہ دل کا چور الگ رہا کہ وہ بزرگوں کی درگاہ میں جاتا ہے اور یہ اللہ کی درگاہ میں کھلا ہوا شرک ہے۔ (۱۱) اس سے بدتر یہ دستور ہے کہ ہر ایک کا فاتحہ الگ الگ کر کے دلایا جاتا ہے۔ یہ اللہ میاں کا، یہ محمد ﷺ کا، یہ حضرت بیوی کا۔ اس کا تو صاف یہی مطلب ہے کہ فقط اتنا اللہ میاں کو دیتی ہیں اور اتنا اتنا ان لوگوں کو تو بھلا اس کے شرک ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ ﴿استغفر اللہ، استغفر اللہ﴾ اس کا شرک اور برا ہونا کلام مجید میں صاف صاف مذکور ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ بس ساری چیز خدا کی راہ میں دیدو پھر جتنوں کو ثواب بخشنا ہے بخش دو۔ پھر ایک لطف اور ہے کہ معمولی مردوں کا فاتحہ سب کا ایک ہی میں کرا دیتی ہیں بزرگوں اور بڑے لوگوں کا الگ الگ کرتی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تو بیچارے غریب مسکین کمزور ہیں اس لئے ایک میں ہو جائے تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اور یہ بڑے لوگ ہیں ساجھے میں ہوگا تو لڑ مریں گے۔ چھینا جھپٹی کرنے لگیں گے۔ ﴿لاحول ولا قوۃ الا باللہ﴾ (۱۲) حضرت بی بی کی فاتحہ میں ایک یہ بھی قید ہے کہ کھانا بند کر دیا جائے کھلا نہ رہے کیونکہ وہ پردہ دار تھیں تو ان کے کھانے کا بھی غیر محرم سے سامنا نہ ہو اس کا لغو ہونا خود ظاہر ہے۔ (۱۳) حضرت بی بی کی فاتحہ اور صحنک کے کھانے میں یہ بھی قید ہے کہ مرد نہیں کھا سکتے۔ بھلا وہ کھائیں گے تو سامنا نہ ہو جائیگا۔ اور ہر عورت بھی نہ کھائے۔ کوئی پاک صاف نیک بخت عورت کھائے اور نہ وہ کھائے جس نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا ہو۔ یہ بھی بہت برا اور گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اس کی بھی برائی موجود ہے۔ (۱۴) بزرگوں اور اولیاء اللہ کی فاتحہ میں ایک اور خرابی ہے وہ یہ کہ لوگ ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں کہ ان سے ہمارے کام نکلیں گے حاجتیں پوری ہونگی، اولاد ہوگی، مال اور رزق بڑھے گا۔ اولاد کی عمر بڑھے گی۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس طرح کا عقیدہ صاف شرک ہے خدا بچائے۔ غرض ان سب رسموں اور عادتوں کو بالکل چھوڑنا چاہئے۔ اگر کسی کو ثواب بخشنا منظور ہو تو جس طرح شریعت کی تعلیم ہے اسی طرح سیدھے سادے طور پر بخش

ہیں بعض جگہ لنی ہاتھ میں لئے ہوتی ہیں کہ جو نامحرم بھی دیکھے اسی طرح بعض عورتیں میت والے کو دعا کرنے کو یا سلام کرنے کو مسجد میں جاتی ہیں۔ یہ سب باتیں خلاف شرع ہیں۔ سب سے توبہ کرنی چاہئے جو کچھ بتلایا گیا ہے ویسا دعا کر کے اپنے گھر میں بیٹھ رہو۔

ان رسموں کا بیان جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں: اول غسل اور کفن کے سامان میں بڑی دیر کرتی ہیں۔ کسی طرح دل ہی نہیں چاہتا کہ مردہ گھر سے نکلے پیغمبر ﷺ نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ جنازہ میں جلدی کرو۔ دوسرے جنازے کے ساتھ کچھ اناج یا پیسہ وغیرہ بھیجتی ہیں کہ قبر پر خیرات کر دیا جائے۔ اس میں زیادہ نیت ناموری کی ہوتی ہے جس میں کچھ بھی ثواب نہیں ملتا۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ غریب محتاج رہ جاتے ہیں اور جن کا پیشہ بھی یہی ہے وہ گھر لے جاتے ہیں۔ ثواب کیلئے جو کچھ دینا ہو سب سے چھپا کر ایسے لوگوں کو دو جو بہت محتاج و اپاہج یا آبرودار غریب ہوں اور نیک بخت ہوں۔ تیسرے عام عادت ہے کہ مرنے کے بعد مردے کے کپڑے جوڑے قرآن شریف وغیرہ نکال کر اللہ واسطے دے دیتی ہیں۔ خوب سمجھو کہ جب کوئی مر جاتا ہے شرع سے جتنے آدمیوں کو اس کی میراث کا حصہ پہنچتا ہے وہ سب آدمی اس مردے کی ہر چھوٹی بڑی چیز کے مالک ہو جاتے ہیں اور وہ سب چیزیں ان سب کے ساجھے کی ہو جاتی ہیں۔ پھر ایک یا دو شخص کو کب درست ہوگا کہ ساجھے کی چیز کسی کو دے دیں۔ ہاں اگر سب ساجھی اجازت بھی دے دیں لیکن کوئی ان میں نابالغ ہو تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں اور اس اجازت کا اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر سب ساجھی بالغ ہوں لیکن شرما شرمی اجازت دے دی تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں۔ اس لئے جہاں ایسا موقع ہو اول تو وہ سب چیزیں کسی عالم سے ہر ایک کا حصہ پوچھ کر شرع کے موافق آپس میں بانٹ لیں۔ پھر ہر شخص کو اپنے حصے کا اختیار ہے جو چاہے کرے اور جس کو چاہے دے۔ البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور سب خوشی سے اجازت دے دیں تو بدون بانٹے بھی دینا خرچ کرنا درست ہوگا۔ چوتھے بعض مقررہ دنوں پر یا ان سے ذرا آگے پیچھے کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں بانٹا جاتا ہے اور کچھ غریبوں کو کھلا دیا جاتا ہے اس کو تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں کہتے ہیں۔ اس میں اول تو نیت ٹھیک نہیں ہوتی۔ نام کے واسطے یہ سب سامان کیا جاتا ہے جب یہ نیت ہوئی تو ثواب کیا ہوتا اور الٹا گناہ اور وبال ہے۔ بعضے جگہ قرض لیکر یہ رسمیں پوری کی جاتی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ ایسے غیر ضروری کام کیلئے قرض اٹھانا خود بری بات ہے اور اتنی پابندی کرنا کہ شرع کے حکموں سے بھی زیادہ ہو جائے یہ بھی گناہ ہے۔ اور اکثر یہ رسمیں مردے کے مال سے ادا ہوتی ہیں جس میں یتیموں کا بھی ساجھا ہوتا ہے۔ یتیموں کا مال ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرنا درست نہیں تو گناہ کے کاموں میں تو اور زیادہ برا ہوگا۔ البتہ اپنے مال میں سے جو کچھ توفیق ہو غریبوں کو پوشیدہ کر کے دیدو۔ ایسی خیرات خدائے تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوتی ہے۔ بعض لوگ خاص کر جمعراتوں میں میٹھے چاول کی پیچیں بھیجتی ہیں بعض تیل ضرور بھیجتے ہیں۔ بعض لوگوں کے مرنے کے بعد وہ چیزیں بھیجتے ہیں کہ وہ شخص وہ چیز کھایا کرتا تھا۔ ان قیدوں کی کوئی سند شرع میں نہیں ہے۔ اپنی طرف سے نئے طریقے تراشا گیا ہے۔ ایسے کاموں کو شرع میں بدعت کہتے ہیں اور پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ بدعت گمراہی کی چیز ہے اور وہ دوزخ میں لے جانے

دنیا ہے۔ بعض یہ بھی سمجھتی ہیں کہ ان تہواروں میں اور جمعرات کے دن اور شب برات کے دنوں میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں سو یہ بات کو شرع میں کچھ اصل نہیں اور ان کو آنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ جو کچھ ثواب مردے کو پہنچایا جاتا ہے اس کو خود اس کے ٹھکانے پر پہنچ جاتا ہے پھر اس کو کون ضرورت ہے کہ مارا مارا پھرے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اگر مردہ نیک اور جنتی ہے تو ایسی بہار کی جگہ چھوڑ کر کیوں آنے لگا اور اگر بد اور دوزخی ہے تو اس کو فرشتے کیوں چھوڑ دینے لگے کہ عذاب سے چھوٹ کر سیر کرتا پھرے۔ غرض یہ بات بالکل بے جوڑ معلوم ہوتی ہے اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہو تو تعجب بھی ہے ایسا اعتقاد مت رکھنا جس کتاب کو عالم سند نہ رکھیں وہ بھروسے کی نہیں ہے۔ پانچویں یہ بہت سے گھر میں عورتیں کئی بار اکٹھی ہوتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ ہم اس کے غم میں شریک ہیں لیکن وہاں پہنچ کر بعض تو پان چھالیہ کھانے کے شغل میں لگ جاتی ہیں اگر پان چھالیہ میں ذرا دیر بھی ہو جائے تو ساری عمر کو تانے پھریں کہ فلانے کے گھر پان کا ٹکڑا نصیب نہیں ہوا تھا۔ بعض وہاں کھانا بھی کھاتی ہیں چاہے اپنا گھر کتنا ہی نزدیک ہو۔ لیکن خواہ مخواہ میت کے گھر جا کر پڑی رہتی ہیں۔ بعض تو مہینہ مہینہ بھر پڑی رہتی ہیں۔ بھلا اتنا وہ عورتیں دور سے شریک ہونے آتی ہیں یا خود اور بیویاں یا بہاتیں والے لیتی آتی ہیں۔ ایسی بیہودہ عورتوں کی وجہ سے گھر والوں کو کس قدر تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ایک تو اس پر مصیبت تھی ہی دوسری یہ اس سے بڑھ کر مصیبت آ پڑی۔ ایسی شکل ہوتی ہے گویا سر پیٹنا گھر تھا۔ بعض ان میں مرنے کا ماتم تک بھی نہیں کرتیں بلکہ دو دو چار چار جمع ہو کر بیٹھتی ہیں اور دنیا جہان کے قصے وہاں بیان کئے جاتے ہیں بلکہ ہنستی ہیں خوش ہوتی ہیں۔ کپڑے ایسے بھڑکیلے پہن کر آتی ہیں جیسے کسی شادی میں شریک ہونے چلی ہیں۔ بھلا ان بیبیوں کے آنے سے کون سا فائدہ دین یا دنیا کا ہوا۔ بعض جو کچھ غیر خوامخواہ جتلاتی ہیں کچھ دور میں کی شریک ہوتی ہیں۔ مگر جو اصل طریقہ ہمدردی میں شریک ہونے کا ہے کہ آکر مرنے والوں کو تسلی دیں صبر دلاویں ان کے دلوں کو تھامیں اس طریقے سے کوئی شریک نہیں ہوتا بلکہ اور پیٹ سے گلے لگ کر رونا شروع کر دیتی ہیں۔ بعض تو یوں ہی جھوٹ موٹ منہ بنا لیتی ہیں آنکھوں میں آنسو تک نہیں ہوتا اور بعض اپنے گزرے مردوں کو یاد کر کے خوامخواہ کا احسان گھر والوں پر رکھتی ہیں۔ اور جو سچے دل سے روتی بھی ہیں وہ بھی کہاں کی اچھی ہیں۔ کیونکہ اول تو اکثر بیان کر کے روتی ہیں جس کے واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ لعنت کی ہے اور دوسرے ان کے رونے سے گھر والوں کا اور دل بھر آتا ہے اور غم پر نمک چھڑکا جاتا ہے زیادہ بیتاب ہو کر پھڑک پھڑک کر روتی ہیں اور تھوڑا بہت جو صبر آ چلا تھا وہ بھی جاتا رہتا ہے تو ان عورتوں نے بجائے صبر دلانے کے اور الٹی بے صبری بڑھا دی۔ پھر ان کے آنے کا کیا فائدہ ہوا۔ سچی بات یہ ہے کہ غم والوں کا غم مٹانے کو کوئی نہیں آتی بلکہ اپنے اوپر سے الزام اتارنے کو جمع ہوتی ہیں۔ بھلا جب عورتوں کے جمع ہونے میں اتنی خرابیاں ہیں۔ ایسا جمع ہونا کب درست ہوگا۔ ان میں بعض دور کی آئی ہوئی مہمان ہوتی ہیں۔ بعضیاں یوں ہی جوق جوق کر کے آئی ہیں۔ اور کئی کئی روز تک رہتی ہیں اور گھر میں دال بھات پکانے کا اور پانی وغیرہ کا سارا بوجھ گھر والوں پر ڈالتی ہیں چاہے مرنے والے پر کیسی ہی مصیبت ہو۔ چاہے ان کے گھر کھانے کو بھی نہ ہو لیکن ان کیلئے سارے تکلف کرنا ضرور ہو حالانکہ حدیث شریف

پڑا نہیں جھونک سکتے اور جن کے گھر سب نے کھانا پکایا ہے وہ اس کھانے سے کیوں کھاتی ہیں۔ اپنے گھر جا کر کھائیں یا اپنے ہی گھر سے منگالیں۔ ایک خرابی یہ کرتے ہیں کہ بعض اس کھانے میں بھی تکلف کا سامان کرتی ہیں یہ بھی چھوڑ دینا چاہیے۔ جو وقت پر آسانی سے ہو گیا مختصر سا تیار کر کے میت والوں کے واسطے بھیج دیا۔ ساتویں: بعض عورتیں ایک یا دو حافظوں کو کچھ دے کر قرآن مجید پڑھواتی ہیں کہ مردے کو ثواب بخشا جائے۔ بعض جگہ تیسرے دن چنوں پر کلمہ اور سیپاروں میں قرآن مجید پڑھوایا جاتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگ روپیہ پیسہ یا چنے اور کھانے کے لالچ سے قرآن مجید پڑھتے ہیں ان کو خود ہی کچھ ثواب نہیں ملتا۔ جب انہی کو کچھ ثواب نہیں ملا تو مردے کو کیا بخشیں گے۔ وہ سب پڑھا پڑھایا اور دیا دلایا بیکار اور اکارت جاتا ہے۔ بعض آدمی لالچ سے نہیں پڑھتے لیکن لحاظ اور بدلا اتارنے کو پڑھتے ہیں یہ بھی دنیا کی نیت ہوئی۔ اس کا ثواب بھی نہیں ملتا۔ ہاں جو شخص خدا کے واسطے بدون لالچ اور لحاظ کے پڑھ دے۔ نہ جگہ ٹھہرائے نہ تاریخ ٹھہرائے اس کا ثواب بیشک پہنچتا ہے۔

رمضان شریف کی بعض رسموں کا بیان: ایک یہ کہ بعض عورتیں رمضان شریف میں حافظ کو گھر کے اندر بلا کر تراویح میں قرآن مجید سنا کرتی ہیں۔ اگر یہ حافظ کوئی اپنا محرم مرد ہو اور گھر ہی کی عورتیں سن لیا کریں اور یہ حافظ نماز مسجد میں پڑھ کر فقط تراویح کے واسطے گھر میں آ جایا کرے تو کچھ ڈر نہیں لیکن آج کل اس میں بہت سی بے احتیاطیاں کر رکھی ہیں۔ اول بعض جگہ نامحرم حافظ گھر میں بلایا جاتا ہے۔ اگرچہ نامحرم چادر و کپڑوں کا پردہ ہوتا ہے لیکن عورتیں چونکہ بے احتیاط زیادہ ہوتی ہیں اس واسطے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یا تو حافظ جی سے باتیں شروع کر دیتی ہیں یا آپس میں خوب پکار پکار کر بولتی ہیں اور حافظ جی سنتے ہیں۔ بھلا بدون ناچاری کے اپنی آواز نامحرم کو سنانا کب درست ہے۔ دوسرے جو شخص قرآن مجید سناتا ہے جہاں تک ہو سکتا ہے خوب آواز بنا کر پڑھتا ہے۔ بعض شخص کی لے ایسی اچھی ہوتی ہے کہ ضرور سننے والے کا دل اسی طرف ہو جاتا ہے تو اس صورت میں نامحرم مردوں کی لے عورتوں کے کان میں پہنچانا کتنی بری بات ہے۔ تیسرے محلہ بھر کی عورتیں روز کے روز اکٹھی ہوتی ہیں۔ اول تو عورت کو بدون ناچاری کے گھر سے باہر پاؤں نکالنا منع ہے اور یہ کوئی ناچاری نہیں کیونکہ ان کو شرع میں کوئی تاکید نہیں آئی کہ تراویح جماعت سے پڑھا کرو۔ پھر نکلنا بھی روز روز کا اور زیادہ برا ہے۔ پھر لوٹنے کا وقت ایسا بے موقع ہوتا ہے کہ رات زیادہ ہو جاتی ہیں گلیاں، کوچے بالکل خالی سنسان ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں خدا نہ کرے اگر مال یا آبرو کا نقصان ہو جائے تو تعجب نہیں۔ خواہ مخواہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا عقل کے خلاف ہے اور شرع کے بھی خلاف ہے۔ خاص کر بعض عورتیں تو کپڑے گہنے سے رنگین کر گلیوں میں چلتی ہیں تو اور بھی زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے۔ ایک دستور رمضان شریف میں یہ ہے کہ چودھویں روزے کو خاص سامان کھانے وغیرہ کا کیا جاتا ہے اور اس کو ثواب کی بات سمجھتی ہیں۔ شرع میں جس بات کو ثواب نہ کہا ہو اس کو ثواب سمجھنا خود گناہ ہے۔ اس واسطے اس کو بھی چھوڑ دینا چاہیے۔ ایک دستور یہ ہے کہ بچہ جب پہلا روزہ رکھتا ہے تو چاہے کوئی کیسا ہی غریب ہو لیکن قرض کر کے بھیک مانگ کر روزہ کشائی کا بکھیڑا ضرور ہوتا جو بات شرع میں ضروری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا بھی گناہ ہے اس واسطے اس کی پابندی چھوڑ دینی چاہیے۔

عید کی رسموں کا بیان: ایک تو سوئیاں پکانے کو بہت ضروری سمجھتی ہیں۔ شرع سے یہ ضروری بات نہیں۔ اگر دل چاہے پکا لو مگر اس میں ثواب مت سمجھو۔ دوسرے رشتہ داروں کے بچوں کو دینا لینا یا رشتہ داروں کے گھر کھانا بھیجنا، پھر اس میں ادلا بدلا رکھنا اور نہ ہو تو قرض لے کر کرنا یہ پابندی فضول بھی ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے اس لئے یہ سب قیدیں چھوڑ دیں۔

بقر عید کی رسموں کا بیان: دینا لینا یہاں بھی عید کا سا ہے جیسا اس کا حکم ابھی پڑھا ہے وہی اس کا بھی ہے۔ دوسرے اس میں بہت سے آدمیوں پر قربانی واجب ہوتی ہے اور قربانی نہیں کرتے یہ بھی گناہ ہے۔ تیسرے قربانی میں اپنی طرف سے یہ بات گھڑ دی ہے کہ سری سقہ کا حق ہے اور پائے نائی کا حق ہے۔ یہ بھی واہیات اور خلاف شرع پابندی ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جس کو چاہو دیدو۔

ذیقعدہ اور صفر کی رسم کا بیان: جاہل عورتیں ذیقعدہ کو خالی کا چاند کہتی ہیں اور اس میں شادی کرنے کو منحوس سمجھتی ہیں۔ یہ اعتقاد بھی گناہ ہے۔ توبہ کرنی چاہئے اور صفر کو تیرہ تیزی کہتی ہیں اور اس مہینہ کو نامبارک جانتی ہیں اور بعض جگہ تیرہویں تاریخ کو چنے گھونگنیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتی ہیں کہ اس کی نحوست سے حفاظت رہے۔ یہ سارے اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں۔ توبہ کرو۔

ربیع الاول یا کسی اور وقت میں مولد شریف کا بیان: بعض جگہ عورتوں میں بھی مولد شریف ہوتا ہے اور جس طرح آجکل ہوتا ہے اس میں یہ خرابیاں ہیں۔ (۱) اگر عورت پڑھنے والی ہے تو اکثر اس کی آواز باہر دروازے میں جاتی ہے۔ نامحرموں کو آواز سنانا برا ہے۔ خاص کر شعر اشعار پڑھنے کی آواز میں زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے۔ (۲) اگر مرد پڑھنے والا ہے تو یہ ظاہر ہے کہ وہ مرد سب عورتوں کا محرم نہ ہوگا۔ بہت سی عورتوں کا نامحرم ہوگا۔ اگر اس نے شعر اشعار خوش آوازی سے پڑھے جیسا آجکل دستور ہے تو عورتوں نے مرد کا گانا سنا، یہ بھی منع ہے۔ (۳) روایتیں اور کتابیں مولد کے بیان کی اکثر غلط واہیات سے بھری ہوئی ہیں ان کا پڑھنا اور سننا سب گناہ ہے۔ (۴) بعض تو یوں سمجھتی ہیں کہ پیغمبر ﷺ اس محفل میں تشریف لاتے ہیں۔ اور اسی واسطے بیچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بات کی شرع میں کوئی اصل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے اور بعض یہ اعتقاد نہیں رکھتے لیکن کھڑا ہونے کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو کھڑا نہ ہو اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور خود ان سے کیونکر جب شرع میں کھڑا ہونا ضروری نہیں تو آپ سمجھو کہ جب مجلس میں کھڑے مت ہونا تو بھی ان کا دل گوارا نہ کرے۔ اور یوں سمجھیں کہ جب کھڑے نہ ہوئے تو مولود ہی نہیں ہوا۔ جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا بھی گناہ ہے۔ (۵) مٹھائی یا کھانا تقسیم کرنے کی ایسی پابندی ہے کہ کبھی ناغہ نہیں ہوتا اور ناغہ کرنے میں بدنامی اور حضرت محمد ﷺ کی ناخوشی سمجھتے ہیں۔ اور جو چیز شرع میں ضروری نہیں اس کی پابندی کرنا یہ بھی برا ہے۔ (۶) اس کے سامان میں بڑے چڑھاؤ دیر لگے کہیں یا مٹھائی بانٹنے میں اکثر نماز کا وقت تنگ ہو جاتا ہے یہ بھی گناہ ہے۔ (۷) اکثر اس کا مقصود بھی

برائی پہلے باب میں لکھ دی ہے اور تعزیے کی برائی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے برتاؤ کرتے ہیں کہ جو شرع میں بالکل شرک اور گناہ ہے۔ اس پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں، مرثیے پڑھتے ہیں، روتے چلاتے ہیں اور اس کے ساتھ باجہ بجاتے ہیں۔ اس کے دفن کرنے کی جگہ کو زیارت کی جگہ سمجھتے ہیں، مرد، عورت آپس میں بے پردہ ہو جاتے ہیں۔ نمازیں برباد کرتے ہیں۔ ان باتوں کی برائی کون نہیں جانتا۔ بعض آدمی اور بکھیڑے نہیں کرتے۔ مگر شہادت نامہ پڑھا کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو کہ اگر اس میں غلط روایتیں ہیں تب تو ظاہر ہے کہ منع ہے اور اگر صحیح روایتیں بھی ہوں جب بھی چونکہ سب کی نیت یہی ہوتی ہے کہ سن کر روئیں گے اور شرع میں مصیبت کے اندر ارادہ کر کے رونا درست نہیں۔ اس واسطے اس طرح کا شہادت نامہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ اسی طرح محرم کے دنوں میں ارادہ کر کے رنگ پڑیا چھوڑ دینا اور سوگ اور ماتم کی وضع بنانا یا اپنے بچوں کو خاص طور کے کپڑے پہنانا یہ سب بدعت اور گناہ کی باتیں ہیں۔

تبرکات کی زیارت کے وقت اکٹھا ہونا: کہیں کہیں جبہ شریف یا موئے شریف پیغمبر ﷺ یا کسی اور بزرگ کا مشہور ہے۔ اس کی زیارت کیلئے یا تو اسی جگہ جمع ہوتے ہیں یا ان لوگوں کو گھروں میں بلا کر زیارت کرتے ہیں۔ اور زیارت کرنے والوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اول تو ہر جگہ ان تبرکات کی سند نہیں اور اگر سند بھی ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہیں۔ بعض خرابیاں وہاں بیان کر دی ہیں جہاں شادی میں عورتوں کے جمع ہونے کا ذکر لکھا ہے۔ پھر شور و غل اور بے پردگی اور کہیں کہیں زیارت والوں کا گانا، جس کو سب عورتیں سنتی ہیں یہ سب ہر شخص جانتا ہے کہ بری باتیں ہیں ہاں اگر اکیلے میں زیارت کر لے اور زیارت کے وقت کوئی خلاف شرع بات نہ کرے تو درست ہے اور رسموں کا پورا حال "اصلاح الرسوم" ایک کتاب ہے[1] اس میں لکھ دیا ہے ہم اس جگہ صرف تم کو ایک گر بتلا دیتے ہیں اس کا خیال رکھو گی تو سب رسموں کا حال معلوم ہو جائے گا اور کبھی دھوکہ نہ ہوگا۔ وہ گر یہ ہے کہ جس بات کو شرع نے ناجائز کہا ہو اس کو جائز سمجھنا گناہ ہے اور جس کو جائز بتلایا ہو مگر ضرور نہ کہا ہو اس کو ضرور سمجھ کر پابندی کرنا یا نام کمانے کو کرنا یہ بھی گناہ ہے۔ اسی طرح جس کام کو شرع نے ثواب نہیں بتلایا اس کو ثواب سمجھنا گناہ ہے اور جس کو ثواب بتلایا مگر ضرور نہ کہا اس کو ضرور سمجھنا گناہ ہے اور جو ضرور نہ سمجھے مگر خلقت کے طعن کے خوف سے اس کے چھوڑنے کو برا سمجھے یہ بھی گناہ ہے۔ اسی طرح کسی چیز کو منحوس جاننا گناہ ہے اسی طرح بدون شرع کی سند کے کوئی بات تراشنا اور اس کا یقین کر لینا گناہ ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا مانگنا یا ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سب سے بچائیں۔

---

[1] اصلاح الرسوم

صحیح

بہشتی زیور حصہ ہفتم

آداب اور اخلاق اور ثواب اور عذاب کے بیان میں

عبادتوں کا سنوارنا

وضو اور پاکی کا بیان

عمل (۱): وضو اچھی طرح کرو گو کسی وقت نفس کو ناگوار معلوم ہو۔ عمل (۲): تازہ وضو کا زیادہ ثواب ہے۔ عمل (۳): پاخانہ پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پشت کرو۔ عمل (۴): پیشاب کی چھینٹوں سے بچو اس میں بے احتیاطی کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔ عمل (۵): کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو شاید اس میں سے کوئی سانپ بچھو وغیرہ نکل آئے۔ عمل (۶): جہاں غسل کرتا ہو وہاں پیشاب مت کرو۔ عمل (۷): پیشاب پاخانے کے وقت باتیں مت کرو۔ عمل (۸): جب سو کر اٹھو جب تک ہاتھ اچھی طرح نہ دھو لو پانی کے اندر ہاتھ مت ڈالو۔ عمل (۹): جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس کو مت برتو اس سے برص کی بیماری کا اندیشہ ہے جس میں بدن پر سفید سفید داغ ہو جاتے ہیں۔

نماز کا بیان

عمل ۱:۔ ٹھیک وقت پر پڑھو۔ رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔ جی لگا کر پڑھو۔ عمل ۲:۔ جب بچہ سات برس کا ہو جائے اس کو نماز کی تاکید کرو جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھاؤ۔ عمل ۳:۔ ایسے کپڑے یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں کہ اس کے بیل بوٹے میں دھیان لگ جائے۔ عمل ۴:۔ نمازی کے آگے کوئی ہو کر نہ جائے۔ اگر ضرورت ہو ایک لکڑی کھڑی کر لو یا کوئی اونچی چیز رکھ لو اور اس چیز کو ٹھیک ناک یا ابرو کے مقابل رکھو۔ عمل ۵:۔ فرض پڑھ کر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنت اور نفل پڑھو۔ عمل ۶:۔ نماز میں ادھر ادھر مت دیکھو اوپر نگاہ مت اٹھاؤ۔ جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکو۔ عمل ۷:۔ جب پیشاب یا پاخانے کا تقاضا ہو تو پہلے اس سے فراغت کر لو پھر نماز پڑھو۔ عمل ۸:۔ نفلیں اور وظیفے اتنے شروع کرو جس کا نباہ ہو سکے۔

موت اور مصیبت کا بیان

عمل ۱:۔ کوئی پرانی مصیبت یاد آوے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لو جیسا ثواب پہلے ملا تھا ویسا ہی پھر ملتا ہے۔ عمل ۲:۔ چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لیا کرو ثواب ملے گا۔

زکوٰۃ و خیرات کا بیان

عمل ۱:۔ زکوٰۃ جہاں تک ہو سکے ایسے لوگوں کو دی جائے جو مانگتے نہیں آبرو تھامے گھروں میں بیٹھے ہیں۔
عمل ۲:۔ خیرات میں تھوڑی چیز دینے سے مت شرماؤ جو توفیق ہو دے دیا۔ عمل ۳:۔ یوں نہ سمجھو کہ زکوٰۃ دے کر اور خیرات دینا کیا ضرور ہے۔ ضرورت کے موقعوں پر ہمت کے موافق خیر خیرات کرتے رہو۔ عمل ۴:۔ اپنے رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہے۔ ایک خیرات کا دوسرے رشتہ دار سے احسان کرنے کا۔ عمل ۵:۔ غریب پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔ عمل ۶:۔ شوہر کے مال سے اتنی خیرات مت کرو کہ اس کو ناگوار ہو۔

روزے کا بیان

عمل ۱:۔ روزہ میں بیہودہ باتیں کرنا لڑنا جھگڑنا بہت بری بات ہے اور کسی کی غیبت کرنا تو اور بھی بڑا گناہ ہے۔ عمل ۲:۔ نفل روزہ شوہر سے اجازت لے کر رکھو جبکہ وہ گھر پر موجود ہو۔ عمل ۳:۔ جب رمضان شریف کے دس دن رہ جائیں تو ذرا عبادت زیادہ کیا کرو۔

قرآن مجید کی تلاوت کا بیان

عمل ۱:۔ اگر قرآن مجید اچھی طرح نہ چلے گھبرا کر مت چھوڑو پڑھے جاؤ ایسے شخص کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔
عمل ۲:۔ اگر قرآن شریف پڑھا ہوا اس کو بھلاؤ مت بلکہ ہمیشہ پڑھتی رہو نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔ عمل ۳:۔ قرآن شریف جی لگا کر خدا سے ڈر کر پڑھا کرو۔

دعا و ذکر کا بیان

عمل ۱:۔ دعا مانگنے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔ خوب شوق سے دعا مانگو۔ گناہ کی چیز مت مانگو۔ اگر کام ہونے میں دیر ہو جائے تو تنگ ہو کر مت چھوڑو۔ قبول ہونے کا یقین رکھو۔ عمل ۲:۔ غصہ میں آ کر اپنے مال و اولاد و جان کو مت کوسو شاید قبولیت کی گھڑی ہو۔ عمل ۳:۔ جہاں بیٹھ کر دنیا کی باتوں اور دھندوں میں لگو وہاں تھوڑا بہت اللہ اور رسول ﷺ کا ذکر بھی ضرور کر لیا کرو نہیں تو وہ سب باتیں وبال ہو جائیں گی۔ عمل ۴:۔ استغفار بہت پڑھا کرو اس سے مشکل آسان اور روزی میں برکت ہوتی ہے۔ عمل ۵:۔ اگر نفس کی شامت سے گناہ ہو جائے تو توبہ میں دیر مت لگاؤ۔ اگر پھر ہو جائے پھر جلدی توبہ کر لو یوں مت سوچو کہ جب توبہ ٹوٹ جاتی ہے پھر ایسی توبہ سے کیا فائدہ۔ عمل ۶:۔ بعض دعائیں خاص خاص وقت پڑھی جاتی ہیں۔ سوتے وقت یہ پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی۔ جاگتے وقت یہ دعا پڑھو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ صبح کو یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ۔ شام کو یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ

والیک النشور﴾۔ کھانا کھا کر یہ دعا پڑھو ﴿الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین وکفانا وآوانا﴾۔ بعد نماز صبح وبعد نماز مغرب یہ دعا پڑھو۔ ﴿اللّٰھم اجرنی من النار﴾ سات بار پڑھو اور ﴿بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم﴾۔ تین بار پڑھو۔ سواری پر بیٹھ کر یہ دعا پڑھو۔ ﴿سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون﴾۔ کسی کے گھر کھانا کھاؤ تو کھا کر یہ بھی پڑھو۔ ﴿اللّٰھم بارک لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم﴾۔ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو۔ ﴿اللّٰھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی وربک اللہ﴾۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو اللہ تعالیٰ تم کو اس مصیبت سے محفوظ رکھیں گے۔ ﴿الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا﴾۔ جب کوئی تم سے رخصت ہونے لگے اس سے اس طرح کہو ﴿استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم﴾ دولہا یا دلہن کو نکاح کی مبارکی دو تو اس طرح کہو ﴿بارک اللہ لکما وبارک علیکما وجمع بینکما فی خیر﴾ جب کوئی مصیبت آئے تو یہ دعا پڑھو۔ ﴿یا حی یا قیوم برحمتک استغیث﴾۔ پانچوں نمازوں کے بعد اور سوتے وقت یہ چیزیں پڑھا کرو۔ ﴿استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ﴾ تین بار ﴿لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر﴾۔ ایک بار ﴿سبحان اللہ﴾ تینتیس بار ﴿الحمد للہ﴾ تینتیس بار اور ﴿اللہ اکبر﴾ چونتیس بار اور ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ ایک ایک بار اور آیت الکرسی ایک بار اور صبح کے وقت سورۂ یاسین ایک بار اور مغرب کے بعد سورۂ واقعہ ایک بار اور عشاء کے بعد سورۂ ملک ایک بار اور جمعہ کے روز سورۂ کہف ایک بار پڑھ لیا کرو اور سوتے وقت امن الرسول بھی سورۃ کے ختم تک پڑھ لیا کرو۔ اور قرآن کی تلاوت روز کیا کرو جس قدر ہو سکے اور یاد رکھو کہ ان چیزوں کا پڑھنا ثواب ہے اور نہ پڑھنے [illegible] گناہ بھی نہیں۔

قسم اور منت کا بیان

مسئلہ ۱:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی قسم مت کھاؤ جیسے اپنے بچے کی اپنی صحت کی اپنی آنکھوں کی ایسی قسم سے گناہ ہوتا ہے اور جو بھولے سے منہ سے نکل جائے تو فوراً کلمہ پڑھ لو۔ **مسئلہ ۲:**۔ اس طرح سے بھی قسم مت کھاؤ کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو بے ایمان ہو جاؤں چاہے سچی ہی بات ہو۔ **مسئلہ ۳:**۔ اگر غصہ میں ایسی قسم کھا بیٹھو کہ جس کا پورا کرنا گناہ ہو تو اس کو توڑ دو اور کفارہ ادا کرو۔ جیسے یہ قسم کھائی کہ باپ یا ماں سے نہ بولوں گی یا اور کوئی قسم اسی طرح کی کھائی۔

معاملوں کا یعنی برتاؤ کا سنوارنا لینے دینے کا بیان

معاملہ ۱:۔ روپیہ پیسہ کی ایسی حرص مت کرو کہ حلال وحرام کی تمیز نہ رہے اور جو حلال پیسہ خدا دے اس کو [illegible]

نہیں ہاتھ روک کر خرچ کرو۔ بس جہاں ٹھیک ٹھیک ضرورت ہو وہیں اٹھاؤ۔ معاملہ ۲:۔ اگر کوئی مصیبت زدہ یا چارہ ناچار اپنی چیز بیچتا ہو تو اس کو صاحب ضرورت سمجھ کر مت دباؤ اور اس چیز کے دام مت گراؤ یا اس کی مدد کرو یا مناسب داموں سے وہ چیز خرید لو۔ معاملہ ۳:۔ اگر تمہارا قرضدار غریب ہو اس کو پریشان مت کرو بلکہ اس کو مہلت دو۔ تھوڑا یا سارا معاف کر دو۔ معاملہ ۴:۔ اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرض چاہتا ہو اور تمہارے پاس دینے کو ہے اس وقت ٹالنا بڑا ظلم ہے۔ معاملہ ۵:۔ جہاں تک ممکن ہو کسی سے قرض مت کرو اور اگر مجبوری ہے تو اس کے ادا کرنے کا خیال رکھو بے پرواہ مت بن جاؤ اور اگر جس کا قرض ہے وہ تم کو کچھ کہے سنے تو الٹ کر جواب مت دو۔ ناراض مت ہو۔ معاملہ ۶:۔ ہنسی میں کسی کی چیز اٹھا کر چھپا دینا جس میں وہ پریشان ہو بہت بری بات ہے۔ معاملہ ۷:۔ مزدور سے مزدوری کرا کے اس کی مزدوری دینے میں کوتاہی مت کرو۔ معاملہ ۸:۔ قحط کے دنوں میں بعض لوگ اپنے یا پرائے بچوں کو بیچ ڈالتے ہیں ان کو لونڈی غلام بنانا حرام ہے۔ معاملہ ۹:۔ اگر کھانا پکانے کو کسی کو آگ دے دی یا کھانے میں ڈالنے کو کسی کو ذرا سا نمک دے دیا تو ایسا ثواب ہے جیسے وہ سارا کھانا اسے دے دیا۔ معاملہ ۱۰:۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے جہاں پانی کثرت سے ملتا ہے وہاں تو ایسا ثواب ہے جیسے غلام آزاد کیا اور جہاں کم ملتا ہے وہاں ایسا ثواب ہے جیسے کسی مردہ کو زندہ کر دیا۔ معاملہ ۱۱:۔ اگر تمہارے ذمہ کسی کا لینا رہتا ہو یا کسی کی امانت تمہارے پاس رکھی ہو تو یا تو دو چار آدمیوں سے اس کا ذکر کر دو یا لکھوا کر رکھ لو۔ شاید مر مرا جاؤ تو تمہارے ذمہ کسی کا رہ نہ جائے۔

نکاح کا بیان

معاملہ ۱:۔ اپنی اولاد کے نکاح میں زیادہ اس بات کا خیال رکھو کہ دیندار آدمی سے ہو۔ دولت حشمت پر زیادہ خیال مت کرو خاص کر آج کل زیادہ دولت والے انگریزی پڑھنے سے ایسے بھی ہونے لگے ہیں کہ کفر کی باتیں کرتے ہیں۔ ایسے آدمی سے نکاح ہی درست نہیں ہوتا۔ تمام عمر بدکاری کا گناہ رہے گا۔ معاملہ ۲:۔ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر عورتوں کی شکل و صورت کا بیان اپنے خاوند سے کیا کرتی ہیں۔ یہ بہت بری بات ہے اگر اس کا دل آ گیا تو پھر روتی پھریں گی۔ معاملہ ۳:۔ اگر کسی جگہ کہیں سے بیاہ شادی کا پیغام آ چکا ہے اور کچھ کچھ مرضی بھی معلوم ہوتی ہے ایسی جگہ تم اپنی اولاد کیلئے پیغام مت بھیجو ہاں اگر وہ چھوڑ بیٹھے یا وہ مرد آدمی جواب دے دے تب تم کو درست ہے۔ معاملہ ۴:۔ میاں بیوی کی تنہائی کے خاص معاملوں کا اپنی ساتھنوں سہیلیوں سے ذکر کرنا خدائے تعالیٰ کے نزدیک بہت ناپسند ہے۔ اکثر دولہا دلہن اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ معاملہ ۵:۔ اگر نکاح کے معاملہ میں تم سے کوئی صلاح لے تو اگر اس موقع کی کوئی خرابی یا برائی تم کو معلوم ہو تو اس کو ظاہر کر دو۔ یہ غیبت حرام نہیں ہاں خواہ مخواہ کسی کو برا مت کہو۔ معاملہ ۶:۔ اگر خاوند مقدور والا ہو اور بیوی کی ضرورت کے لائق بھی خرچ نہ دے تو بیوی چھپا کر لے سکتی ہے مگر فضول خرچی کرنے کو یا دنیا کی رسمیں پورا کرنے کو لینا درست نہیں۔

کسی کو تکلیف دینے کا بیان

مسئلہ ۱:- جو شخص پڑھا لکھا حکیم نہ ہو اس کو کسی کی دوا دارو کرنا درست نہیں جس میں نقصان کا ڈر ہو اگر ایسا کیا تو گنہگار ہوگا۔ مسئلہ ۲:- دھار والی چیز سے کسی کو ڈرانا نہیں چاہیے خواہ ہنسی ہی میں ہو کیونکہ شاید ہاتھ سے نکل پڑے۔ مسئلہ ۳:- چاقو کھلا ہوا کسی کے ہاتھ میں مت دو یا تو بند کر کے دو یا چارپائی وغیرہ پر رکھ دو وہ آدمی اپنے ہاتھ سے اٹھا لے۔ مسئلہ ۴:- کتے بلی وغیرہ کسی جاندار چیز کو بند رکھنا جس میں وہ بھوکا پیاسا تڑپے بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ ۵:- کسی گنہگار کو طعنہ دینا بری بات ہے۔ ہاں نصیحت کے طور پر کہنا کچھ ڈر نہیں۔ مسئلہ ۶:- بے خطا کسی کو گھورنا جس سے وہ ڈر جائے درست نہیں دیکھو جب گھورنا تک درست نہیں تو غصہ میں کسی کو اچانک ڈرا دینا کتنی بری بات ہے۔ مسئلہ ۷:- اگر جانور ذبح کرنا ہو چھری خوب تیز کر لو بے ضرورت تکلیف نہ دو۔ مسئلہ ۸:- جب سفر کرو جانور کو تکلیف نہ دو اور نہ بہت زیادہ اسباب لادو نہ بہت دوڑاؤ اور جب منزل پر پہنچو اول جانور کے گھاس دانے کا بندوبست کرو۔

عادتوں کا سنوارنا کھانے پینے کا بیان

ادب ۱:- بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ البتہ اگر اس برتن میں کئی قسم کی چیزیں ہیں جیسے کئی طرح کے پھل کی طرح کی شیرینی ہو اس وقت جس چیز کو جی چاہے جس طرف سے چاہے اٹھاؤ۔ ادب ۲:- انگلیاں چاٹ لیا کرو اور برتن میں اگر سالن ختم ہو چکے تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو۔ ادب ۳:- اگر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لو شیخی مت کرو۔ ادب ۴:- خربوزے کی پھانکیں ہیں یا کھجور انگور کے دانے ہیں یا مٹھائی کی ڈلیاں ہیں تو ایک ایک اٹھاؤ دو دو ایک دم سے مت لو۔ ادب ۵:- اگر کوئی چیز بدبودار کھائی ہو جیسے کچا پیاز لہسن تو اگر محفل میں بیٹھنا ہو پہلے منہ صاف کر لو کہ بدبو نہ رہے۔ ادب ۶:- روٹی کے خرچ کیلئے آٹا چاول ناپ تول کر پکواؤ اندھا دھند مت اٹھاؤ۔ ادب ۷:- کھا پی کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ ادب ۸:- کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو لو اور کلی بھی کر لو۔ ادب ۹:- بہت جلتا کھانا مت کھاؤ۔ ادب ۱۰:- مہمان کی خاطر کرو اگر تم مہمان جاؤ تو اتنا مت ٹھہرو کہ دوسرے کو بوجھ لگنے لگے۔ ادب ۱۱:- کھانا مل کر کھانے سے برکت ہوتی ہے۔ ادب ۱۲:- جب مہمان کھا چکا اپنے اٹھنے سے پہلے دسترخوان اٹھوا دو۔ اس سے پہلے خود اٹھنا بے ادبی ہے اگر تم اس سے پہلے کھا چکو تب بھی اس کا ساتھ دو۔ تھوڑا تھوڑا کھاتی رہو تاکہ وہ شرم کے مارے بھوکا نہ اٹھ جائے اگر کسی وجہ سے اٹھنے کی ضرورت ہو تو اس سے عذر کر دو۔ ادب ۱۳:- مہمان کو دروازے کے پاس تک پہنچانا سنت ہے۔ ادب ۱۴:- پانی ایک سانس میں مت پیو تین سانس میں پیو اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کر دو اور بسم اللہ کر کے پیو اور پی کر الحمد للہ کہو۔ ادب ۱۵:- جس برتن میں زیادہ پانی آ جانے کا شبہ

ہو یا جس برتن کے اندر کا حال معلوم نہ ہو کہ اس میں شاید کوئی کیڑا وغیرہ ہو ایسے برتن سے منہ لگا کر پانی مت پیو۔ ادب ۱۶:۔ بے ضرورت کھڑے ہو کر پانی مت پیو۔ ادب ۱۷:۔ پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہو تو جو تمہارے داہنی طرف ہو اس کو پہلے دو اور وہ اپنی داہنی طرف والے کو دے اسی طرح اگر کوئی چیز بانٹنا ہو جیسے پان، عطر، مٹھائی سب کا یہی طریقہ ہے۔ ادب ۱۸:۔ جس طرف سے برتن ٹوٹ رہا ہے ادھر سے پانی مت پیو۔ ادب ۱۹:۔ شروع شام کے وقت بچوں کو مت باہر نکلنے دو اور شب کو دروازے بسم اللہ کر کے بند کرو اور بسم اللہ کر کے برتنوں کو ڈھانک دو اور چراغ سوتے وقت گل کر دو اور چولہے کی آگ بجھا دو یا دبا دو۔ ادب ۲۰:۔ کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس بھیجو تو ڈھانک کر بھیجو۔

پہننے اوڑھنے کا بیان: ادب ۱:۔ ایک جوتی پہن کر مت چلو۔ دشالہ وغیرہ اس طرح مت لپیٹو کہ چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں مشکل ہو۔ ادب ۲:۔ کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو مثلاً داہنی آستین داہنا پائنچہ داہنی جوتی اور بائیں طرف سے نکالو۔ ادب ۳:۔ کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھو گناہ معاف ہوتے ہیں۔ الحمد للہ الذی کسانی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ۔ ادب ۴:۔ ایسا لباس مت پہنو جس میں بے پردگی ہو۔ ادب ۵:۔ جو امیر عورتیں بہت قیمتی پوشاک اور زیور پہنتی ہیں ان کے پاس زیادہ مت بیٹھو ورنہ تم کو دنیا کی ہوس بڑھے گی۔ ادب ۶:۔ پیوند لگانے کو ذلت مت سمجھو۔ ادب ۷:۔ کپڑا نہ بہت تکلف کا پہنو اور نہ میلا کچیلا پہنو، بیچ کی راہ رہو۔ اور صفائی رکھو۔ ادب ۸:۔ بالوں میں تیل کنگھی کرتی رہو مگر ہر وقت اسی دھن میں مت لگی رہو۔ ہاتھوں میں مہندی لگاؤ۔ ادب ۹:۔ سرمہ تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگاؤ۔ ادب ۱۰:۔ گھر کو صاف رکھو۔

بیماری اور علاج کا بیان: ادب ۱:۔ بیمار کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو۔ ادب ۲:۔ بیماری میں بد پرہیزی مت کرو۔ ادب ۳:۔ خلاف شرع تعویذ گنڈا ٹوٹکا ہرگز استعمال مت کرو۔ ادب ۴:۔ اگر کسی کو نظر لگ جائے جس پر شبہ ہو کہ اس کی نظر لگی ہے اس کا منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانو اور استنجے کا موقع دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈالو جس کو نظر لگی ہے انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جاوے گی۔ ادب ۵:۔ جن بیماریوں سے دوسروں کو نفرت ہوتی ہے جیسے خارش یا خون بگڑ جانا ایسے بیمار کو چاہئے کہ خود سب سے الگ رہے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

خواب دیکھنے کا بیان: ادب ۱:۔ اگر برا ڈراؤنا خواب نظر آوے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دو اور تین بار اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو اور کروٹ بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہ ہوگا۔ ادب ۲:۔ اگر خواب کہنا ہو تو ایسے شخص سے کہو جو عقلمند ہو تمہارا بھلا چاہنے والا ہو تاکہ بری تعبیر نہ دے۔ ادب ۳:۔ جھوٹا خواب بنانا بڑا گناہ ہے۔

سلام کرنے کا بیان: ادب ۱:۔ آپس میں سلام کیا کرو اس طرح السلام علیکم اور جواب اس طرح دیا کرو وعلیکم

السلام اور سب طریقے واہیات ہیں۔ ادب ۲:۔ جو پہلے سلام کرے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ادب ۳:۔ جو کوئی
دوسرے کا سلام لائے یوں جواب دو علیہ وعلیکم السلام۔ ادب ۴:۔ اگر کئی آدمیوں میں سے ایک نے سلام کر لیا تو
سب کی طرف سے ہو گیا۔ اسی طرح ساری محفل میں سے ایک نے جواب دے دیا وہ بھی سب کی طرف سے ہو گیا
(ہاتھ کے اشارے سے سلام کے وقت جھکنا منع ہے) اگر کوئی شخص دور ہو اور تم اس کو سلام کرو یا وہ تم کو سلام کرے تو
پھر ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے لیکن زبان سے بھی سلام کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ مسلمانوں کے جو بچے سرکاری
سکولوں میں پڑھتے ہیں ان کو بھی انگریزی یا ہندوانہ طرز سے سلام نہ کرنا چاہئے بلکہ شرعی طریقے پر استادوں وغیرہ کو
سلام کرنا چاہئے۔ اگر استاد کافر ہو تو اس کو صرف سلام یا ﴿السلام علی من اتبع الھدیٰ﴾ کہنا چاہئے کافروں
کیلئے السلام علیکم کے الفاظ استعمال نہ کرنے چاہئیں۔ سب مسلمانوں کیلئے یہی حکم ہے۔

بیٹھنے، لیٹنے، چلنے کا بیان: ادب ۱:۔ بن ٹھن کر اتراتی ہوئی مت چلو۔ ادب ۲:۔ الٹی مت لیٹو۔
ادب ۳:۔ ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہ ہو شاید لڑھک کر گر پڑو۔ ادب ۴:۔ کچھ دھوپ میں کچھ
سائے میں نہ بیٹھو۔ ادب ۵:۔ اگر تم کسی ناچاری کو باہر نکلو تو سڑک کے کنارے سے چلو بیچ میں چلنا
عورت کیلئے بے شرمی ہے۔

سب میں مل کر بیٹھنے کا بیان: ادب ۱:۔ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو۔ ادب ۲:۔
کوئی عورت محفل سے اٹھ کر کسی کام کو گئی اور کسی سے معلوم ہوا کہ ابھی پھر آئے گی ایسی حالت میں اس کی جگہ
کسی اور کو بیٹھنا نہ چاہئے۔ وہ جگہ اسی کا حق ہے۔ ادب ۳:۔ اگر دو عورتیں ارادہ کر کے محفل میں پاس پاس
بیٹھی ہوں تو تم ان کے بیچ میں جا کر مت بیٹھو البتہ اگر وہ خوشی سے ہٹا دیں تو کچھ ڈر نہیں۔ ادب ۴:۔ جو عورت
تم سے ملنے آئے اس کو دیکھ کر ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ جس میں وہ یہ جانے کہ میری قدر کی۔ ادب ۵:۔
محفل میں سردار بن کر مت بیٹھو جہاں جگہ ہو غریبوں کی طرح بیٹھ جاؤ۔ ادب ۶:۔ جب چھینک آئے منہ پر
کپڑا یا ہاتھ رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو۔ ادب ۷:۔ جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو اگر نہ رکے تو منہ
ڈھانک لو۔ ادب ۸:۔ بہت زور سے مت ہنسو۔ ادب ۹:۔ محفل میں ناک منہ چڑھا کر منہ پھلا کر مت
بیٹھو عاجزی سے غریبوں کی طرح بیٹھو کوئی بات موقع کی ہو بول چال بھی لو۔ البتہ گناہ کی بات مت کرو۔
ادب ۱۰:۔ محفل میں کسی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔

زبان کے بچانے کا بیان: ادب ۱:۔ بے سوچے کوئی بات مت کہو جب سوچ کر یقین ہو جائے کہ یہ
بات کسی طرح بری نہیں تب بولو۔ ادب ۲:۔ کسی کو بے ایمان کہنا یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی مار، خدا کی
پھٹکار، خدا کا غضب پڑے، دوزخ نصیب ہو خواہ آدمی کو خواہ جانور کو یہ سب گناہ ہے جس کو کہا ہے اگر وہ ایسا
نہ ہوا تو یہ سب پھٹکار لوٹ کر اس کہنے والی پر پڑتی ہے۔ ادب ۳:۔ اگر تم کو کوئی برا بھلا کہے تو بدلے میں اتنا
ہی کہہ سکتی ہو اگر ذرا بھی زیادہ کہا پھر تم گنہگار ہو گی۔ ادب ۴:۔ دوغلی بات منہ دیکھنے کی مت کرو کہ اس سے

منہ پر اچھی اور اس کے منہ اس کی سی۔ ادب ۵:۔ چغل خوری ہرگز مت کرو نہ کسی کی چغلی سنو۔ ادب ۶:۔ جھوٹ ہرگز مت بولو۔ ادب ۷:۔ کسی کی غیبت ہرگز بیان مت کرو اور غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو چاہے وہ بات سچی ہی ہو۔ اور اگر وہ بات ہی غلط ہے تو وہ بہتان ہے اس میں اور بھی زیادہ گناہ ہے۔ ادب ۹:۔ کسی سے بحث مت کرو اپنی بات کو اونچی مت کرو۔ ادب ۱۰:۔ زیادہ مت ہنسو اس سے دل کی رونق جاتی رہتی ہے۔ ادب ۱۱:۔ جس شخص کی غیبت کی ہے اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس شخص کیلئے دعائے مغفرت کیا کرو۔ امید ہے کہ قیامت میں معاف کرا دے۔ ادب ۱۲:۔ جھوٹا وعدہ مت کرو۔ ادب ۱۳:۔ ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔ ادب ۱۴:۔ اپنی کسی چیز یا کسی ہنر پر بڑائی مت جتلاؤ۔ ادب ۱۵:۔ شعر اشعار کا دھندا مت رکھو البتہ اگر مضمون خلاف شرع نہ ہو اور تھوڑی سی آواز سے کبھی کبھی کوئی دعا یا نصیحت کا شعر پڑھ لو تو ڈر نہیں۔ ادب ۱۶:۔ سنی سنائی ہوئی باتیں مت کہا کرو۔ کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔

متفرق باتوں کا بیان

ادب ۱:۔ خط لکھ کر اس پر مٹی چھڑک دیا کرو اس سے اس کام میں آسانی ہوتی ہے جس کام کیلئے خط لکھا گیا ہو۔ ادب ۲:۔ زمانے کو برا مت کہو۔ ادب ۳:۔ باتیں بہت چبا چبا کر مت کرو نہ کلام میں بہت طول یا مبالغہ کیا کرو ضرورت کے قدر بات کیا کرو۔ ادب ۴:۔ کسی کے گانے کی طرف کان مت لگاؤ۔ ادب ۵:۔ کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت اتارو۔ ادب ۶:۔ کسی کا عیب دیکھو اسکو چھپاؤ گاتی مت پھرو۔ ادب ۷:۔ جو کام کرو سوچ کر انجام سمجھ کر اطمینان سے کرو۔ جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں۔ ادب ۸:۔ کوئی تم سے مشورہ لے تو وہی صلاح دو جس کو اپنے نزدیک بہتر سمجھتی ہو۔ ادب ۹:۔ غصے کو جہاں تک ہو سکے روکو۔ ادب ۱۰:۔ لوگوں سے اپنا کہا سنا معاف کرا لو ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہو گی۔ ادب ۱۱:۔ دوسروں کو بھی نیک کام بتلاتی رہو۔ بری باتوں سے منع کرتی رہو۔ البتہ اگر بالکل قبول کرنے کی امید نہ ہو یا اندیشہ ہو کہ یہ ایذا پہنچائے گا تو خاموشی جائز ہے مگر دل سے بری بات کو برا سمجھتی رہو اور بدون لاچاری کے ایسے آدمیوں سے نہ ملو۔

دل کا سنوارنا

زیادہ کھانے کی حرص کی برائی اور اسکا علاج:۔ بہت سے گناہ پیٹ کے زیادہ پالنے سے ہوتے ہیں اس میں کئی باتوں کا خیال رکھو۔ مزیدار کھانے کی پابندی نہ ہو حرام روزی سے بچو۔ حد سے زیادہ مت بھرو بلکہ دو چار لقمے کی بھوک رکھ کر کھاؤ اس میں بہت فائدے ہیں۔ ایک تو دل صاف رہتا ہے جس سے خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان ہوتی ہے اور اس سے خدائے تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے دل میں رقت اور نرمی رہتی ہے جس سے دعا و ذکر میں لذت معلوم ہوتی ہے۔ تیسرے نفس میں بڑائی اور سرکشی نہیں ہونے پاتی۔ چوتھے نفس کو تھوڑی

کی تکلیف پہنچتی ہے اور تکلیف کو دیکھ کر خدا کا عذاب یاد آتا ہے اور اس وجہ سے نفس گناہوں سے بچتا ہے
پانچویں گناہوں کی رغبت کم ہوتی ہے۔ چھٹے طبیعت ہلکی رہتی ہے نیند کم آتی ہے تہجد اور دوسری عبادتوں میں سستی نہیں
ہوتی۔ ساتویں بھوکوں محتاجوں پر رحم آتا ہے بلکہ ہر ایک کے ساتھ رحم دلی پیدا ہوتی ہے۔

زیادہ بولنے کی حرص کی برائی اور اس کا علاج: نفس کو زیادہ بولنے میں بھی مزہ آتا ہے اور اس سے صدہا
گناہوں میں پھنس جاتا ہے جھوٹ اور غیبت اور کوسنا کسی کو طعنہ دینا اپنی بڑائی جتانا خواہ مخواہ کسی سے بحث
نکالنا۔ امیروں کی خوشامد کرنا ایسی ہنسی کرنا جس سے کسی کا دل دکھے ان سب آفتوں سے بچنا جب ہی ممکن
ہے کہ زبان کو روکے اور اس کے روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو بات منہ سے نکالنا ہو تو جی میں آتے ہی نہ بول ڈالے
بلکہ پہلے خوب سوچ سمجھ لے کہ اس بات میں کسی طرح کا گناہ ہے یا ثواب ہے یا نہ گناہ ہے نہ ثواب اگر وہ
بات ایسی ہے جس میں تھوڑا یا بہت گناہ ہے تو بالکل اپنی زبان بند کر لو۔ اگر اندر سے نفس تقاضا کرے تو اس کو
سمجھاؤ کہ اس وقت تھوڑا سا جی کو مار لینا آسان ہے اور دوزخ کا عذاب بہت سخت ہے اور اگر وہ بات ثواب کی
ہے تو کہہ ڈالو اور اگر نہ گناہ ہے نہ ثواب تو بھی مت کہو۔ اور اگر بہت ہی دل چاہے تو تھوڑی سی کہہ کر چپ ہو
جاؤ۔ ہر بات میں اسی طرح سوچا کرو۔ تھوڑے دنوں میں بری بات کہنے سے خود نفرت ہو جائے گی اور زبان کی
حفاظت کی تدبیر یہ بھی ہے کہ بلا ضرورت کسی سے نہ ملو۔ جب تنہائی ہوگی خود ہی زبان خاموش رہے گی۔

غصے کی برائی اور اس کا علاج: غصہ میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا اس لئے
زبان سے بھی بیجا نکل جاتا ہے اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے اس لئے اس کو بہت روکنا چاہئے اور اس کا
طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ کرے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے سامنے سے ہٹا دے اگر وہ نہ ہٹے
خود اس جگہ سے ٹل جائے پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں خدا تعالیٰ کی قصوروار
ہوں اور جیسا میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری خطا معاف کر دے ایسے ہی مجھ کو بھی چاہئے کہ میں اس کا قصور
معاف کر دوں اور زبان سے اعوذ باللہ کئی بار پڑھے اور پانی پی لے یا وضو کر لے اس سے غصہ جاتا رہے گا۔ پھر
جب عقل ٹھکانے ہو جائے اس وقت بھی اگر اس قصوروار کو سزا دینا مناسب معلوم ہو مثلاً سزا دینے میں اسی قصوروار
کی بھلائی ہے جیسے اولاد ہے کہ اس کو سدھارنا ضروری ہے یا سزا دینے میں دوسرے کی بھلائی ہے جیسے اس شخص نے
کسی پر ظلم کیا تھا اب مظلوم کی مدد کرنا اور اس کے واسطے بدلہ لینا ضرور ہے اس لئے سزا کی ضرورت ہے تو اول
خوب سمجھ لے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہئے جب اچھی طرح شرع کے موافق اس بات میں تسلی ہو جائے اسی
قدر سزا دے۔ چند بار اسی طرح غصہ روکنے سے دل خود بخود قابو میں آ جائے گا تیزی نہ رہے گی اور کینہ کہ
اسی غصے سے پیدا ہو جاتا ہے جب غصے کی اصلاح ہو جائے گی کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔

حسد کی برائی اور اس کا علاج

کسی کو کھاتا پیتا یا پھلتا پھولتا یا عزت آبرو سے رہتا ہوا دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس

کے زوال سے خوش ہو تو اس کو حسد کہتے ہیں یہ بہت بری چیز ہے اس میں گناہ بھی ہے۔ ایسے شخص کی ساری زندگی تلخی میں گزرتی ہے۔ غرض اس کی دنیا اور دین دونوں بے حلاوت ہیں اس لئے اس آفت سے نکلنے کی بہت کوشش کرنی چاہئے اور علاج اس کا یہ ہے کہ اول یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے مجھ ہی کو نقصان اور تکلیف ہے اس کا کیا نقصان ہے اور میرا نقصان یہ ہے کہ میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حسد کرنے والی گویا اللہ پر اعتراض کر رہی ہے کہ فلانا شخص اس نعمت کے لائق نہ تھا اس کو نعمت کیوں دی تو یہ سمجھو کہ تو بچہ یا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتی ہے تو کتنا بڑا گناہ ہوگا اور تکلیف ظاہر ہی ہے کہ ہمیشہ رنج و غم میں رہتی ہے اور جس پر حسد کیا ہے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ اس کے حسد سے وہ نعمت جاتی نہ رہے گی بلکہ فائدہ یہ ہے کہ اس حسد کرنیوالی کی نیکیاں اس کے پاس چلی جائیں گی۔ جب ایسی ایسی باتیں سوچ چکو تو پھر یہ کرو کہ اپنے دل پر جبر کر کے جس شخص پر حسد پیدا ہوا ہے زبان سے دوسروں کے روبرو اس کی تعریف اور بھلائی کرو اور یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور زیادہ دے اور اگر اس شخص سے ملنا ہو جائے تو اس کی تعظیم کرے اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے۔ پہلے پہلے ایسے برتاؤ سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی مگر رفتہ رفتہ آسانی ہو جاویگی اور حسد جاتا رہیگا۔

دنیا اور مال کی محبت کی برائی اور اسکا علاج

مال کی محبت ایسی بری چیز ہے کہ جب یہ دل میں آتی ہے تو حق تعالیٰ کی یاد اور محبت اس میں نہیں سماتی کیونکہ ایسے شخص کو تو ہر وقت یہی ادھیڑ بن رہے گی کہ روپیہ کس طرح آئے اور کیونکر جمع ہو۔ زیور کپڑا ایسا ہونا چاہئے اس کا سامان کس طرح کرنا چاہئے اتنے برتن ہو جائیں اتنی چیزیں بن جائیں ایسا گھر بنانا چاہئے باغ لگانا چاہئے جائیداد خریدنی چاہئے۔ جب رات دن دل اسی میں رہا پھر خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کی فرصت کہاں ملے گی۔ ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب دل میں اس کی محبت جم جاتی ہے تو مر کر خدا کے پاس جانا بھی اس کو برا معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خیال آتا ہے کہ مرتے ہی یہ سارا عیش جاتا رہیگا اور کبھی خاص مرتے وقت دنیا کا چھوڑنا برا معلوم ہوتا ہے اور جب اس کو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا سے چھڑایا ہے تو بچارہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہو جاتی ہے اور خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔ ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب آدمی دنیا سمیٹنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے پھر اس کو حرام و حلال کا کچھ خیال نہیں رہتا ہے نہ اپنا اور پرایا حق سوجھتا ہے نہ جھوٹ اور دغا کی پرواہ ہوتی ہے بس یہی نیت رہتی ہے کہ کہیں سے آنے دو اکٹھا کر لو اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے۔ جب یہ ایسی بری چیز ہے تو ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس بلا سے بچے اور اپنے دل سے دنیا کی محبت باہر کرے۔ سو علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور ہر وقت سوچے کہ یہ سب سامان ایک دن چھوڑنا ہے پھر اس میں جی لگانا کیا فائدہ۔ بلکہ جس قدر

جی زیادہ لگے گا اسی قدر چھوڑتے وقت حسرت ہوگی۔ دوسرے بہت سے ملاقے نہ بڑھائے کیونکہ بہت سے آدمیوں سے میل جول لینا دینا بڑھ جائے ضرورت سے زیادہ سامان چیز بست، مکان جائیداد جمع نہ کرے، کاروبار، روزگار، تجارت حد سے زیادہ نہ پھیلائے۔ ان چیزوں کو ضرورت اور آرام تک رکھے غرض سب سامان مختصر رکھے۔ تیسرے فضول خرچی نہ کرے کیونکہ فضول خرچی کرنے سے آمدنی کی حرص بڑھتی ہے اور اسکی حرص سے سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ چوتھے موٹے کھانے کپڑے کی عادت رکھے۔ پانچویں غریبوں میں زیادہ بیٹھے امیروں سے بہت کم ملے کیونکہ امیروں سے ملنے میں ہر چیز کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔ چھٹے جن بزرگوں نے دنیا چھوڑ دی ہے ان کے قصے حکایتیں دیکھا کرے۔ ساتویں جس چیز سے دل کو زیادہ لگاؤ ہو اس کو خیرات کردے یا بیچ ڈالے انشاء اللہ تعالیٰ ان تدبیروں سے دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی اور دل میں جو دور دور کی امنگیں پیدا ہوتی ہیں کہ یوں جمع کریں یوں سامان خریدیں یوں اولاد کیلئے مکان اور گاؤں چھوڑ جائیں۔ جب دنیا کی محبت جاتی رہے گی یہ امنگیں خود بخود رفع ہو جائیں گی۔

کنجوسی کی برائی اور اس کا علاج

بہت سے حق جن کا ادا کرنا فرض اور واجب ہے جیسے زکوۃ، قربانی، کسی محتاج کی مدد کرنا اپنے غریب رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا کنجوسی میں یہ حق ادا نہیں ہوتے اس کا گناہ ہوتا ہے۔ یہ تو دین کا نقصان ہے اور کنجوس آدمی سب کی نگاہوں میں ذلیل اور بے قدر رہتا ہے یہ دنیا کا نقصان ہے اس سے زیادہ کیا برائی ہوگی۔ علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ مال اور دنیا کی محبت دل سے نکالے جب اسکی محبت نہ رہے گی کنجوسی کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ جو چیز اپنی ضرورت سے زیادہ ہو اپنی طبیعت پر زور ڈال کر اس کو کسی کو دے ڈالا کرے اگرچہ نفس کو تکلیف ہو مگر ہمت کر کے اس تکلیف کو سہارے جب تک کہ کنجوسی کا اثر بالکل دل سے نہ نکل جائے یوں ہی کیا کرے۔

نام اور تعریف چاہنے کی برائی اور اس کا علاج یعنی حب جاہ

جب آدمی کے دل میں اسکی خواہش ہوتی ہے تو دوسرے شخص کے نام اور تعریف سے جلتا ہے اور حسد کرتا ہے اسکی برائی اوپر سن چکی ہو اور دوسرے شخص کی برائی اور ذلت سن کر جی خوش ہوتا ہے یہ بھی بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی دوسرے کا برا چاہے اور اس میں یہ بھی برائی ہے کہ کبھی ناجائز طریقوں سے نام پیدا کیا جاتا ہے۔ مثلاً نام کے واسطے شادی وغیرہ میں خوب مال اڑایا فضول خرچی کی اور وہ مال کبھی رشوت سے جمع کیا، کبھی سودی قرض لیا اور یہ سارے گناہ اس نام کی بدولت ہوئے اور دنیا کا نقصان اس میں یہ ہے کہ ایسے شخص کے دشمن اور حاسد بہت ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس کو ذلیل اور بدنام کرنے اور اس کو نقصان اور تکلیف پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ یوں سوچے کہ جن لوگوں کی نگاہ میں

ناموری اور تعریف ہوگی نہ وہ رہیں گے نہ یہ رہیں گے تھوڑے دنوں کے بعد کوئی پوچھے گا بھی نہیں پھر ایسی بے بنیاد چیز پر خوش ہونا نادانی کی بات ہے۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو شرع کے تو خلاف نہ ہو مگر یہ لوگوں کی نظر میں ذلیل اور بدنام ہو جائے مثلاً گھر کی بچی ہوئی باسی روٹیاں غریبوں کے ہاتھ سستی بیچنے لگے اس سے خوب رسوائی ہوگی۔

غرور اور شیخی کی برائی اور اس کا علاج

غرور اور شیخی اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت میں یا دینداری میں یا حسب نسب میں یا مال اور سامان میں یا عزت و آبرو میں یا عقل میں یا اور کسی بات میں اوروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے یہ بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ اور دنیا میں بھی لوگ ایسے آدمی سے دل میں بہت نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں۔ اگرچہ ڈر کے مارے ظاہر میں آؤ بھگت کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی برائی ہے کہ ایسا شخص کسی کی نصیحت کو نہیں مانتا۔ حق بات کو کسی کے کہنے سے قبول نہیں کرتا بلکہ برا مانتا ہے اور اس نصیحت کرنے والے کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ اپنی حقیقت پر غور کرے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی کی پیدائش ہوں ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں اگر وہ چاہیں ابھی سب سلب کر لیں پھر شیخی کس بات پر کروں اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد کرے اس وقت اپنی بڑائی نگاہ میں نہ آئے گی اور جس کو اس نے حقیر سمجھا ہے اس کے سامنے عاجزی سے پیش آئے اور اس کی تعظیم کیا کرے شیخی دل سے نکل جائے گی۔ اگر اتنی ہمت نہ ہو تو اپنے ملاقاتیوں کی پابندی کرے کہ جب کوئی چھوٹے درجہ کا آدمی ملے اس کو پہلے خود سلام کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی نفس میں بہت عاجزی آ جائے گی (حضرت مؤلف کی تجویز عمدہ علاج ہے اور دستر خوان پر جو کھانے کے بعد بچے رہ جاتے ہیں ان کا کھانا بھی تکبر کا بہترین علاج ہے)۔

اترانے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کی برائی اور اس کا علاج

اگر کوئی اپنے آپ کو اچھا سمجھے گو کسی دوسرے کو برا اور کم نہ سمجھے تب بھی یہ بری بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ خصلت آدمی کو تباہ کر دیتی ہے اور یہ بھی بات ہے کہ ایسا آدمی اپنے سنوارنے کی فکر نہیں کرتا۔ کیونکہ جب وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے تو اس کو اپنی برائیاں کبھی نظر نہ آئیں گی۔ علاج اس کا یہ ہے کہ اپنے عیبوں کو سوچا اور دیکھا کرے اور یوں سمجھے کہ جو اچھی باتیں مجھ میں ہیں وہ خدا تعالیٰ کی نعمت ہے میرا کوئی کمال نہیں اور یہ سوچ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کرے اور دعا کیا کرے کہ اے اللہ اس نعمت کو زوال نہ ہو۔

نیک کام دکھلاوے کیلئے کرنے کی برائی اور اس کا علاج

یہ دکھلاوا کئی طرح کا ہوتا ہے کبھی صاف زبان سے ہوتا ہے کہ ہم نے اتنا قرآن پڑھا ہم رات کو

اٹھتے بیٹھتے کبھی اور باتوں میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً کہیں بزرگوں کا ذکر ہو رہا تھا کسی نے کہا کہ نہیں صاحب یہ سب باتیں غلط ہیں۔ ہمارے ساتھ تو ایسا ایسا برتاؤ ہوا تو اب بات تو ہوئی اور پر لیکن اسی میں یہ بھی سب نے جان لیا کہ انہوں نے حج کیا ہے۔ کبھی کام کرنے سے ہوتا ہے جیسے دکھلاوے کی نیت سے سب کے روبرو تسبیح لے کر بیٹھ گئی یا کبھی کام کے سنوارنے سے ہوتا ہے جیسے کسی کی عادت ہے کہ ہمیشہ قرآن پڑھتی ہے مگر چار عورتوں کے سامنے ذرا سنوار سنوار کر پڑھنا شروع کر دیا۔ کبھی صورت شکل سے ہوتا ہے جیسے آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر بیٹھ گئی جس میں دیکھنے والیاں سمجھیں کہ یہ بڑی اللہ والی ہیں ہر وقت اسی دھیان میں ڈوبی رہتی ہیں۔ رات کو بہت جاگی ہیں نیند سے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ دکھلاوا اور بھی کئی طور پر ہوتا ہے اور جس طرح بھی ہو بہت برا ہے۔ قیامت میں ایسے نیک کاموں پر جو دکھلاوے کے لیے کئے گئے ہوں ثواب کے بدلے الٹا عذاب دوزخ کا ہوگا۔ علاج اس کا وہی ہے جو نام اور تعریف چاہنے کا علاج ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ کیونکہ دکھلاوا اسی واسطے ہوتا ہے کہ میرا نام ہو اور میری تعریف ہو۔

ضروری بتلانے کے قابل بات

ان بری باتوں کے جو علاج بتلائے گئے ہیں ان کو دو چار بار برت لینے سے کام نہیں چلتا اور یہ برائیاں نہیں دور ہوتیں۔ مثلاً غصہ کو دو چار بار روک لیا تو اس سے اس بیماری کی جڑ نہیں گئی یا ایک آدھ بار غصہ نہ آیا تو اس دھوکے میں نہ آئے کہ میرا نفس سنور گیا ہے بلکہ بہت دنوں تک ان علاجوں کو برتے اور غفلت ہو جائے افسوس اور رنج کرے اور آگے کو خیال رکھے۔ مدتوں کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ان برائیوں کی جڑ جاتی رہے گی۔

ایک اور ضروری کام کی بات

نفس کے اندر جتنی برائیاں ہیں اور ہاتھ اور پاؤں سے جتنے گناہ ہوتے ہیں ان کے علاج کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ جب نفس سے کوئی شرارت اور برائی یا گناہ کا کام ہو جائے اس کو کچھ سزا دیا کرے اور دو سزائیں آسان ہیں کہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے ذمہ کچھ تھوڑا بہت پیسہ روپیہ اپنی حیثیت کے موافق جرمانے کے طور پر ٹھہرا لے جب کبھی کوئی بری بات ہو جایا کرے وہ جرمانہ غریبوں کو بانٹ دیا کرے اگر پھر ہو پھر اسی طرح کرے۔ دوسری سزا یہ ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھانا نہ کھایا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اگر کوئی ان سزاؤں کو نباہ کر برتے ان شاء اللہ تعالیٰ سب برائیاں چھوٹ جائیں گی۔ آگے اچھی باتوں کا بیان ہے جن سے دل سنورتا ہے۔

توبہ اور اس کا طریقہ

توبہ ایسی چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جو آدمی اپنی حالت میں غور کرے گا تو ہر وقت کوئی نہ کوئی بات گناہ کی ہو ہی جاتی ہے اس واسطے توبہ کو ہر وقت ضروری سمجھے۔ طریقہ اس کے حاصل کرنے کا یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جو عذاب کے ڈراوے گناہوں پر آئے ہیں ان کو یاد کرے اور

سوچے اس سے گناہ پر دل دکھے گا۔ اس وقت چاہئے کہ زبان سے بھی توبہ کرے اور جو نماز روزہ وغیرہ قضا ہو اس کو بھی قضا کرے۔ اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں ان سے معاف بھی کرا لے یا ادا کردے اور جو ویسے ہی گناہ ہوں ان پر خوب کڑھے اور رونے کی شکل بنا کر خدائے تعالیٰ سے خوب معافی مانگے۔

خدائے تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے ڈرو اور خوف ایسی اچھی چیز ہے کہ آدمی اس کی بدولت گناہوں سے بچتا ہے۔ طریقہ اس کا وہی ہے جو طریقہ توبہ کا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے عذاب کو سوچا کرے اور یاد کیا کرے۔

اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''تم حق تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو'' اور امید ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے نیک کاموں کیلئے دل بڑھتا ہے اور توبہ کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کرے اور سوچا کرے۔

صبر اور اس کا طریقہ

نفس کو دین کی بات پر پابند رکھنا اور دین کے خلاف اس سے کوئی کام نہ ہونے دینا اس کو صبر کہتے ہیں اور اس کے کئی موقعے ہیں۔ ایک موقع یہ ہے کہ آدمی چین امن کی حالت میں ہو، خدائے تعالیٰ نے صحت دی ہو، مال و دولت، عزت و آبرو، نوکر چاکر، آل اولاد، گھر بار، ساز و سامان دیا ہو ایسے وقت کا صبر یہ ہے کہ دماغ خراب نہ ہو خدائے تعالیٰ کو نہ بھول جائے، غریبوں کو حقیر نہ سمجھے، ان کے ساتھ نرمی اور احسان کرتا رہے۔ دوسرا موقع عبادت کا موقع ہے کہ اس وقت نفس سستی کرتا ہے جیسے نماز کیلئے اٹھنے میں یا نفس کنجوسی کرتا ہے جیسے زکوٰۃ خیرات دینے میں ایسے موقع پر تین طرح کا صبر درکار ہے۔ ایک عبادت سے پہلے کہ نیت درست رکھے اللہ ہی کے واسطے وہ کام کرے نفس کی کوئی غرض نہ ہو۔ دوسرے عبادت کے وقت کہ کم ہمتی نہ ہو جس طرح اس عبادت کا حق ہے اسی طرح ادا کرے۔ تیسرے عبادت کے بعد کہ اس کو کسی سے ذکر نہ کرے۔ تیسرا موقع گناہ کا وقت ہے اس وقت کا صبر یہ ہے کہ نفس کو گناہ سے روکے۔ چوتھا موقع وہ وقت ہے کہ اس شخص کو کوئی مخلوق تکلیف پہنچائے برا بھلا کہے اس وقت کا صبر یہ ہے کہ بدلہ نہ لے خاموش ہو جائے۔ پانچواں موقع مصیبت اور بیماری اور مال کے نقصان یا کسی عزیز و قریب کے مر جانے کا ہے اس وقت کا صبر یہ ہے کہ زبان سے خلاف شرع کلمہ نہ کہے بیان کر کے نہ روئے۔ طریقہ سب قسموں کے صبر کا یہ ہے کہ ان سب موقعوں کے ثواب کو یاد کرے۔ اور سمجھے کہ یہ سب باتیں میرے فائدے کے واسطے ہیں اور سوچے کہ بے صبری کرنے سے تقدیر تو ٹلتی نہیں ناحق ثواب بھی کیوں کھویا جائے۔

شکر اور اس کا طریقہ

خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے خوش ہو کر خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہونا اور اس محبت سے یہ شوق ہونا کہ جب وہ ہم کو ایسی ایسی نعمتیں دیتے ہیں تو ان کی خوب عبادت کریں اور ایسی نعمت دینے والے کی نافرمانی بڑے شرم کی بات ہے۔ یہ خلاصہ ہے شکر کا۔ یہ ظاہر ہے کہ بندے پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں ہیں۔ اگر کوئی مصیبت بھی ہے تو اس میں بھی بندے کا فائدہ ہے تو وہ بھی نعمت ہے۔ جب ہر وقت نعمت ہے تو ہر وقت دل میں یہ خوشی اور محبت رہنا چاہئے کبھی خدا تعالیٰ کے حکم بجا لانے میں کمی نہ کرنی چاہئے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کا طریقہ

ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ بدون خدا تعالیٰ کے ارادے کے نہ کوئی نفع حاصل ہو سکتا ہے نہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ جو کام کرے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہ کرے بلکہ خدا تعالیٰ پر نظر رکھے اور کسی مخلوق سے زیادہ امید نہ رکھے نہ کسی سے زیادہ ڈرے۔ یہ سمجھ لے کہ بدون خدا کے چاہے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کو بھروسہ اور توکل کہتے ہیں۔ طریقہ اس کا بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت اور مخلوق کے عاجز ہونے کو خوب سوچا اور یاد کیا کرے۔

خدا تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کا طریقہ

خدا تعالیٰ کی طرف دل کا کھنچنا اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کا ذکر اور ان کے کاموں کو دیکھ کر دل کو مزہ آنا یہ محبت ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام بہت کثرت سے پڑھا کرے اور اس کی خوبیوں کو یاد کیا کرے اور ان کو جو بندے کے ساتھ محبت ہے اس کو سوچا کرے۔

خدا تعالیٰ کے حکم پر راضی رہنا اور اس کا طریقہ

جب مسلمان کو یہ معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے سب میں بندے کا فائدہ اور ثواب ہے تو ہر بات پر راضی رہنا چاہئے نہ گھبرائے نہ شکایت کرے۔ طریقہ اس کا اسی بات کو سوچنا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے سب بہتر ہے۔

صدق یعنی سچی نیت اور اس کا طریقہ

دین کا جو کوئی کام کرے اس میں کوئی دنیا کا مطلب نہ ہو نہ تو دکھلاوا ہو نہ ایسا کوئی مطلب ہو

۱؎ کیونکہ مصیبت پر صبر کرنے سے ثواب بھی ہوتا ہے اور نفس کی اصلاح بھی ہوتی ہے گناہ نکل جاتا ہے اور کبھی اپنی بہتری پوشیدہ ہوتی ہے جو سمجھی نہیں جاتی۔

جیسے کسی کے پیٹ میں گرانی ہو اس نے کہا لاؤ روزہ رکھ لیں۔ روزہ کا روزہ ہو جائے گا اور پیٹ ہلکا ہو جائے گا۔ یا نماز کے وقت پہلے سے وضو ہو مگر گرمی بھی ہے اس لئے تازہ وضو کر لیں کہ وضو بھی تازہ ہو جائے گا اور ہاتھ پاؤں بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے یا کسی سائل کو کچھ دیا کہ اس کے تقاضے سے جان بچی اور یہ بلا ٹلی۔ یہ سب باتیں نیت کے خلاف ہیں۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا کرے اگر کسی اگلی بات کا اس میں میل پائے اس سے دل کو صاف کرلیں۔

مراقبہ یعنی دل سے خدا کا دھیان رکھنا اور اس کا طریقہ

دل سے ہر وقت دھیان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو میرے سب حالوں کی خبر ہے۔ ظاہر کی بھی اور دل کی بھی۔ اگر برا کام ہوگا یا برا خیال لایا جائے گا شاید اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں سزا دیں۔ دوسرے عبادت کے وقت یہ دھیان جمائے کہ وہ میری عبادت کو دیکھ رہے ہیں۔ اچھی طرح بجالانا چاہئے۔ طریقہ اس کا بھی یہ ہے کہ کثرت سے ہر وقت سوچا کرے تھوڑے دنوں میں اس کا دھیان بندھ جائے گا پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہوگی۔

قرآن مجید پڑھنے میں دل لگانے کا طریقہ

قاعدہ ہے کہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ ہم کو تھوڑا سا قرآن سناؤ دیکھیں کیسا پڑھتی ہو تو اس وقت جہاں تک ہو سکتا ہے خوب بنا کر سنوار کر سنبھال کر پڑھتی ہو۔ اب یوں کیا کرو کہ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کیا کرو پہلے دل میں یہ سوچ لیا کرو۔ کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو سناؤ کیسا پڑھتی ہو اور یوں سمجھو کہ اللہ خوب سن رہے ہیں اور یوں خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں تو اس کو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہئے۔ یہ سب باتیں سوچ کر اب پڑھنا شروع کرو اور جب تک پڑھتی رہو یہی باتیں خیال میں رکھو اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل ادھر ادھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کیلئے پڑھنا موقوف کر کے ان باتوں کو سوچو اور پھر تازہ کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے صحیح اور صاف بھی پڑھا جائے گا اور دل بھی ادھر متوجہ رہے گا۔ اگر ایک مدت تک اسی طرح پڑھو گی تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

نماز میں دل لگانے کا طریقہ

اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام کوئی پڑھنا بے ارادے نہ ہو بلکہ ہر بات ارادے اور سوچ سے ہو مثلاً جو اللہ اکبر کہہ کر جب کھڑی ہوتی ہو تو ہر لفظ پر یوں سوچو کہ میں اب سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ رہی ہوں۔ پھر سوچو کہ اب وَبِحَمْدِكَ کہہ رہی ہوں۔ پھر دھیان کرو کہ اب وَتَبَارَكَ اسْمُكَ منہ سے نکل رہا ہے۔ اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرو۔ پھر الحمد اور سورۃ میں

یوں ہی کرو۔ پھر رکوع میں اسی طرح ہر دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کو سوچ سوچ کر کہو غرض منہ سے
نکالو دھیان بھی ادھر رکھو۔ ساری نماز میں یہی طریقہ رکھو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے نماز میں
طرف دھیان نہ بٹے گا۔ پھر تھوڑے دنوں میں آسانی سے جی لگنے لگے گا اور نماز میں مزہ آنے لگے گا۔

پیری مریدی کا بیان

مرید ہونے میں کئی فائدے ہیں۔ ایک فائدہ یہ کہ دل سنوارنے کے طریقے جو اوپر بیان کئے
ہیں ان کے برتاؤ کرنے میں کبھی کم سمجھی سے غلطی ہو جاتی ہے پیر اس کا ٹھیک راستہ بتلا دیتا ہے۔ دوسرا فائدہ
ہے کہ کتاب میں پڑھنے سے بعض دفعہ اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا پیر کے بتلانے سے ہوتا ہے۔ ایک تو اس کی برکت
ہوتی ہے پھر یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ اگر کوئی نیک کام میں کمی کی یا کوئی بری بات کی پیر سے شرمندگی ہوگی
تیسرا فائدہ یہ کہ پیر سے اعتقاد اور محبت ہو جاتی ہے اور یوں جی چاہتا ہے کہ جو اس کا طریقہ ہے ہم بھی
کے موافق چلیں۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ پیر اگر نصیحت کرنے میں سختی یا غصہ کرتا ہے تو ناگوار نہیں ہوتا پھر
نصیحت پر عمل کرنے کی زیادہ کوشش ہو جاتی ہے اور بھی بعض فائدے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے
وہ حاصل ہوتے ہیں اور حاصل ہونے ہی سے وہ معلوم ہوتے ہیں۔ اگر مرید ہونے کا ارادہ ہو تو اول ہی
یہ باتیں دیکھ لو جس میں یہ باتیں نہ ہوں اس سے مرید نہ ہو۔ ایک یہ کہ وہ پیر دین کے مسئلے جانتا ہو شرع
کا ناواقف نہ ہو دوسرے یہ کہ اس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جو عقیدے تم نے اس کتاب کے پہلے حصے
پڑھے ہیں ویسے اس کے عقیدے ہوں جو جو مسئلے اور دل کے سنوارنے کے طریقے تم نے اس کتاب
پڑھے ہیں کوئی بات اس میں ان کے خلاف نہ ہو۔ تیسرے کمانے کھانے کیلئے پیری مریدی نہ کرتا
چوتھے کسی ایسے بزرگ کا مرید ہو جس کو اکثر اچھے لوگ بزرگ سمجھتے ہوں۔ پانچویں اس پیر کو بھی اچھے
اچھا کہتے ہیں چھٹے اس کی تعلیم میں یہ اثر ہو کہ دین کی محبت اور شوق پیدا ہو جائے۔ یہ بات اس کے اور مرید
کا حال دیکھنے سے معلوم ہو جائے گی۔ اگر دس مریدوں میں سے پانچ چھ مرید بھی اچھے ہوں تو سمجھو کہ
تاثیر والا ہے اور ایک آدھ مرید کے برا ہونے سے شبہ مت کرو۔ اور تم نے جو سنا ہوگا کہ بزرگوں میں
ہوتی ہے وہ تاثیر یہی ہے اور دوسری تاثیروں کو مت دیکھنا کہ وہ جو کچھ کہہ دیتے ہیں اسی طرح ہوتا ہے دعا
پھو کر دیتے ہیں تو بیماری جاتی رہتی ہے وہ جس کام کیلئے تعویذ دیتے ہیں وہ کام مرضی کے موافق ہو جاتا۔
وہ ایسی توجہ دیتے ہیں کہ آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے۔ ان تاثیروں سے بھی دھوکا مت کھانا۔ ساتویں اس
میں یہ بات ہو کہ دین کی نصیحت کرنے میں مریدوں کا لحاظ ملاحظہ نہ کرتا ہو۔ بےجا بات سے روک دیتا ہو:
کوئی ایسا پیر مل جائے تو اگر تم کنواری ہو تو ماں باپ سے پوچھ لو اور اگر تمہاری شادی ہوگئی ہے تو شوہر
پوچھ کر اچھی نیت سے یعنی خالص دین کے درست کرنے کی نیت سے مرید ہو جاؤ۔ اور اگر یہ لوگ

مصلحت سے اجازت نہ دیں تو مرید ہونا فرض تو ہے نہیں، مرید مت ہو۔ البتہ دین کی راہ پر چلنا فرض ہے۔ بدون مرید ہوئے بھی اس راہ پر چلتی رہو۔

اب پیری مریدی کے متعلق بعض باتوں کی تعلیم دی جاتی ہے

تعلیم ۱:۔ پیر کا خوب ادب رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے نام لینے کا طریقہ وہ جس طرح بتلائے اس کو نباہ کر کرے اسکی نسبت یوں اعتقاد کرے کہ مجھ کو جتنا فائدہ دل کے درست ہونے کا اس سے پہنچ سکتا ہے اتنا اس زمانہ کے کسی بزرگ سے نہیں پہنچ سکتا۔ تعلیم ۲:۔ اگر مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہیں سنورا تھا کہ پیر کا انتقال ہو گیا تو دوسرے کامل پیر سے جس میں اوپر کی سب باتیں ہوں مرید ہو جائے۔ تعلیم ۳:۔ کسی بات میں کوئی وظیفہ یا کوئی فقیری کی بات دیکھ کر اپنی عقل سے عمل نہ کرے۔ پیر سے پوچھ لے اور جو کوئی نئی بات بھلی یا بری دل میں آئے یا کسی بات کا ارادہ پیدا ہو پیر سے دریافت کرے۔ تعلیم ۴:۔ پیر سے بے پردہ نہ ہو اور مرید ہونے کے وقت اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے، رومال یا کسی اور کپڑے سے یا خالی زبان سے مریدی درست ہے۔ تعلیم ۵:۔ اگر غلطی سے کسی خلاف شرع پیر سے مرید ہو جائے یا پہلے وہ شخص اچھا تھا اب بگڑ گیا تو مریدی توڑ ڈالے اور کسی اچھے بزرگ سے مرید ہو جائے۔ لیکن اگر کوئی ہلکی سی بات کبھی کبھار پیر سے ہو جائے تو یوں سمجھے کہ آخر یہ بھی آدمی ہے فرشتہ تو ہے نہیں اس سے غلطی ہو گئی جو توبہ سے معاف ہو سکتی ہے ذرا ذرا سی بات میں اعتقاد خراب نہ کرے۔ البتہ اگر وہ اس بیجا بات پر جم جائے تو پھر مریدی توڑ دے۔ تعلیم ۶:۔ پیر کو یوں سمجھنا گناہ ہے کہ اس کو ہر وقت ہمارا سب حال معلوم ہے۔ تعلیم ۷:۔ فقیری کی جو ایسی کتابیں ہیں کہ اس کا ظاہری مطلب خلاف شرع ہے ایسی کتابیں کبھی نہ دیکھے۔ اسی طرح جو شعر اشعار خلاف شرع ہیں ان کو کبھی زبان سے نہ پڑھے۔ تعلیم ۸:۔ بعض فقیر کہا کرتے ہیں کہ شرع کا راستہ اور ہے اور فقیری کا راستہ اور ہے۔ یہ فقیر گمراہ ہیں ان کو جھوٹا سمجھنا فرض ہے۔ تعلیم ۹:۔ اگر پیر کوئی بات خلاف شرع بتلائے اس پر عمل درست نہیں اگر وہ اس بات پر ہٹ کرے تو اس سے مریدی توڑ دے۔ تعلیم ۱۰:۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی برکت سے دل میں کوئی اچھی حالت پیدا ہو یا اچھے خواب نظر آئیں یا جاگتے میں کوئی آواز یا روشنی معلوم ہو تو بجز اپنے پیر کے کسی سے ذکر نہ کرے نہ کبھی اپنے وظیفوں اور عبادت کا کسی سے اظہار کرے کیونکہ ظاہر کرنے سے وہ دولت جاتی رہتی ہے۔ تعلیم ۱۱:۔ اگر پیر نے کوئی وظیفہ یا ذکر بتلایا اور بہت مدت تک اس کا اثر یا مزہ دل پر کچھ معلوم نہ ہو تو اس سے تنگ دل یا پیر سے بد اعتقاد نہ ہو بلکہ یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے کا دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے اور اس نیک کام کی توفیق ہوتی ہے اور ایسے اثر کا کبھی دل میں خیال نہ لائے کہ مجھ کو خواب میں بزرگوں کی زیارت ہوا کرے مجھ کو ہونے والی باتیں معلوم ہو جایا کریں، مجھ کو خوب رونا آیا کرے۔ مجھ کو عبادت میں ایسی بے ہوشی ہو جائے کہ دوسری چیز دل کی خبر ہی نہ رہے۔ کبھی کبھی یہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں

---

۱ لیکن کسی بزرگ کی توہین ہرگز نہ کرے۔

نعمت تھوڑی ہو یا بہت اس پر شکر بجالائے اور فقر و فاقہ سے تنگ دل نہ ہو۔ (۲۹) جو اس کی حکومت میں ہیں ان کے خطا و قصور سے درگزر کرے۔ (۳۰) کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کو چھپائے البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور تم کو معلوم ہو جائے تو اس شخص سے کہہ دو۔ (۳۱) مہمانوں اور مسافروں اور غریبوں اور عالموں اور درویشوں کی خدمت کرے۔ (۳۲) نیک صحبت اختیار کرے۔ (۳۳) ہر وقت خدائے تعالیٰ سے ڈرا کرے۔ (۳۴) موت کو یاد رکھے۔ (۳۵) کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دن بھر کے کاموں کو سوچا کرے جو نیکی یاد آئے اس پر شکر کرے گناہ پر توبہ کرے۔ (۳۶) جھوٹ ہرگز نہ بولے۔ (۳۷) جو محفل خلاف شرع ہو وہاں ہرگز نہ جائے۔ (۳۸) شرم و حیا اور بردباری سے رہے۔ (۳۹) ان باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر ایسی ایسی خوبیاں ہیں۔ (۴۰) اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں سے بعض نیک کاموں کے ثواب کا اور بری باتوں کے عذاب کا بیان تاکہ نیکیوں کی رغبت ہو اور برائیوں سے نفرت ہو

نیت خالص رکھنا: (۱) ایک شخص نے پکار کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ نیت کو خالص رکھنا۔ ف۔ مطلب یہ ہے کہ کام کرے خدا کے واسطے کرے۔ (۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سارے کام نیت کے ساتھ ہیں۔ ف۔ مطلب یہ کہ اچھی نیت ہو تو نیک کام پر ثواب ملتا ہے ورنہ نہیں ملتا۔

سناوے اور دکھلاوے کے واسطے کوئی کام کرنا: (۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص سنانے کے واسطے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب سنوائیں گے اور جو شخص دکھلانے کے واسطے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب دکھلائیں گے۔ (۴) اور فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے تھوڑا سا دکھلاوا بھی ایک طرح کا شرک ہے۔

قرآن و حدیث کے حکم پر چلنا: (۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے اس وقت جو شخص میرے طریقے کو تھامے رہے اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔ ایک تو اللہ کی کتاب یعنی قرآن۔ دوسری نبی ﷺ کی سنت یعنی حدیث۔

نیک کام کی راہ نکالنا یا بری بات کی بنیاد ڈالنا: (۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص نیک راہ نکالے پھر اور لوگ اس راہ پر چلیں تو اس شخص کو خود اس کا ثواب بھی ملے گا اور جتنوں نے اس کی پیروی کی ہے ان سب کے برابر بھی اس کو ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اور جو شخص بری راہ نکالے پھر اور لوگ اس پر چلیں تو اس شخص کو خود اس کا بھی گناہ ہوگا اور جتنوں نے اس کی پیروی کی ہے ان سب کے برابر بھی اس کو گناہ ہوگا اور ان کے گناہ میں بھی کمی نہ ہوگی۔ (ف) مثلاً کسی نے اپنی اولاد کی شادی میں رسمیں

وقف کردیتا یا کسی بیوہ سے نکاح کرلیا اور اس کی دیکھا دیکھی اوروں کو بھی ہمت ہوئی تو اس شروع کرنے والی کو ہمیشہ ثواب ہوا کرے گا۔

دین کا علم ڈھونڈنا: (۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ دیتے ہیں (ف) یعنی مسئلہ مسائل کی تلاش اور شوق اس کو ہو جاتا ہے۔

دین کا مسئلہ چھپانا: (۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس سے کوئی دین کی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپالے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (ف) اگر تم سے کوئی مسئلہ پوچھا کرے اور تم کو خوب یاد ہو تو سستی اور انکار مت کیا کرو اچھی طرح سمجھا دیا کرو۔

مسئلہ جان کر عمل نہ کرنا: (۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس قدر علم ہوتا ہے وہ علم وبال ہے بجز اس شخص کے جو اس کے موافق عمل کرے۔ (ف) دیکھو کبھی برادری کے خیال سے یا کسی بڑی بی کی سے مسئلے کے خلاف نہ کرنا۔

پیشاب سے احتیاط نہ کرنا: (۱۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پیشاب سے خوب احتیاط رکھا کرو۔ کیونکہ اکثر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔

وضو اور غسل میں خوب خیال سے پانی پہنچانا: (۱۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں میں نفس کو ناگوار ہو ایسی حالت میں اچھی طرح وضو کرنے سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (ف) ناگواری کبھی سستی سے ہوتی ہے۔ کبھی سردی سے۔

مسواک کرنا: (۱۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں مسواک کر کے پڑھنا ان ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو بے مسواک کئے پڑھی ہوں۔

وضو میں اچھی طرح پانی نہ پہنچانا: (۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض لوگوں کو دیکھا کہ وضو کر چکے تھے مگر ایڑیاں کچھ خشک رہ گئی تھیں تو آپ نے فرمایا کہ عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا۔ (ف) انگوٹھی، چھلا، چوڑیاں، چھڑے ان کو اچھی طرح ہلا کر پانی پہنچایا کرو اور جاڑوں میں اکثر پاؤں سخت ہو جاتے ہیں خوب پانی سے تر کیا کرو اور بعض عورتیں بیچ ماتھے سے دھو لیتی ہیں یا کانوں تک نہیں دھوتیں ان سب باتوں کا خیال رکھو۔

عورتوں کا نماز کیلئے باہر نکلنا: (۱۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کیلئے سب سے اچھی مسجد ان کے گھروں کے اندر کا درجہ ہے۔ (ف) معلوم ہوا کہ مسجدوں میں عورتوں کا جانا اچھا نہیں اس سے یہ بھی سمجھو کہ نماز کے برابر کوئی چیز نہیں جب اس کیلئے گھر سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا گیا تو فضول ملنے ملانے یا رسموں کو پورا کرنے کو گھر سے نکلنا تو کتنا برا ہوگا۔

نماز کی پابندی: (۱۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے

وازے کے سامنے ایک گہری نہر بہتی ہو اور وہ اس میں پانچ وقت نہایا کرے۔ (ف) مطلب یہ ہے کہ
ے اس شخص کے بدن پر ذرا میل نہ رہے گا اسی طرح جو شخص پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھے اس کے
رے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (۱۶) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کے دن بندے سے سب سے
پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

ل وقت نماز پڑھنا: (۱۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اول وقت میں نماز پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی
ضی ہوتی ہے۔ (ف) بیبیو! تم کو جماعت میں جانا تو ہے نہیں پھر کیوں دیر کیا کرتی ہو۔

ماز کو بری طرح پڑھنا: (۱۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص بے وقت نماز پڑھے اور وضو اچھی
رح نہ کرے اور جی لگا کر نہ پڑھے اور رکوع و سجدہ اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز کالی بے نور ہو کر رہ جاتی ہے
ر یوں کہتی ہے کہ خدا تجھے برباد کرے جیسا تو نے مجھے برباد کیا یہاں تک کہ جب اپنی خاص جگہ پر پہنچتی ہے
ماں اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ (ف) بیبیو
ز تو اسی واسطے پڑھتی ہو کہ ثواب ہو پھر اس طرح کیوں پڑھتی ہو کہ الٹا گناہ ہو۔

ماز میں اوپر یا ادھر ادھر دیکھنا: (۱۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے
لے کو خبر ہوتی کہ کتنا گناہ ہوتا ہے تو چالیس برس تک کھڑا رہنا اس کے نزدیک بہتر ہوتا سامنے سے نکلنے
سے۔ (ف) لیکن اگر نمازی کے سامنے ایک ہاتھ کے برابر یا اس سے زیادہ کوئی چیز کھڑی ہو تو اس چیز کے
امنے سے گزرنا درست ہے۔

ماز کو جان کر قضا کر دینا: (۲۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص نماز کو چھوڑ دے وہ خدائے تعالیٰ
کے پاس جائے گا تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہوں گے۔

رض دے دینا: (۲۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے
لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصہ ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصہ۔

ریب قرضدار کو مہلت دینا: (۲۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تک قرض ادا کرنے کے وعدہ کا
ت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تب تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات
یا اور جب اس کا وقت آ جائے اور پھر مہلت دی تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اس سے دو چند روپیہ ہر روز
خیرات دیا ہے۔

رآن مجید پڑھنا: (۲۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھتا ہے اس کو ایک
رف پر ایک نیکی ملتی ہے اور نیکی کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کے بدلے دس حصے ملتے ہیں اور میں الم کو ایک حرف
نہیں کہتا بلکہ (الف) ایک حرف ہے اور (ل) ایک حرف ہے اور (م) ایک حرف۔ (ف) تو اس حساب

سے تین درجوں پر تمہیں نیکیاں ملیں گی۔

اپنی جان اور اولاد کو کوسنا: (۲۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ تو اپنے لئے بددعا کرو اور نہ اپنی اولاد کیلئے اور نہ اپنے خدمت کرنیوالے کیلئے اور نہ اپنے مال اسباب کیلئے کبھی ایسا نہ ہو کہ تمہارے کوسنے کے وقت قبولیت کی گھڑی ہو کہ اس میں خدا تعالیٰ سے جو مانگو اللہ تعالیٰ وہی کر دیں۔

حرام مال کمانا اور اس سے کھانا پینا: (۲۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو گوشت اور خون حرام مال سے بڑھا ہوگا وہ بہشت میں نہ جائیگا دوزخ ہی اس کے لائق ہے۔ (۲۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کوئی کپڑا دس درہم کو خریدے اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اسکی نماز قبول نہ کرینگے۔ (ف) ایک درہم چونی سے کچھ زائد ہوتا ہے۔

دھوکا کرنا: (۲۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص ہم لوگوں سے دھوکا بازی کرے وہ ہم سے باہر ہے۔ (ف) خواہ کسی چیز کے بیچنے میں دھوکا ہو یا اور کسی معاملہ میں سب برا ہے۔

قرض لینا: (۳۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ کسی کا کوئی دینار یا درہم رہ گیا ہو تو اسکی نیکیوں سے پورا کیا جائیگا جہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔ (ف) دینار سونے کا دس درہم کی قیمت کا ہوتا ہے۔ (۳۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قرض دو طرح کا ہوتا ہے۔ جو شخص مر جائے اور اسکی نیت ادا کرنے کی ہو تو اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ میں اس کا مددگار ہوں اور جو شخص مر جائے اور اسکی نیت ادا کرنے کی نہ ہو اس شخص کی نیکیوں سے لیا جائیگا اور اس روز دینار و درہم کچھ نہ ہوگا۔ (ف) مددگار کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کا بدلہ اتار دوں گا۔

مقدور ہوتے ہوئے کسی کا حق ٹالنا: (۳۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مقدور والے کا ٹالنا ظلم ہے۔ (ف) جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ قرض والی کو یا جسکی مزدوری چاہئے اس کو خواہ مخواہ دوڑاتے ہیں۔ جھوٹے وعدے کرتے ہیں کہ کل آنا پرسوں آنا اپنے سارے خرچ چلے جاتے ہیں مگر کسی کا حق دینے میں بے پروائی کرتی ہیں۔

سود لینا یا دینا: (۳۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والی پر اور سود دینے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

کسی کی زمین دبا لینا: (۳۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص بالشت بھر زمین بھی ناحق دبا لے اس کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق ڈالا جائے گا

مزدوری فوراً نہ دینا: (۳۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مزدور کو اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دیدیا کرو۔ (۳۶) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں پر میں خود دعویٰ کرونگا۔ انہیں میں سے ایک وہ شخص بھی ہے کہ کسی مزدور کو کام پر لگایا اور اس سے کام پورا لے لیا اور اسکی مزدوری نہ دی۔

اولاد کا مر جانا: (۳۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو دو میاں بیوی مسلمان ہوں اور ان کے تین بچے

مر جائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ان دونوں کو بہشت میں داخل کریں گے۔ بعضوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اگر دو مرے ہوں۔ آپ نے فرمایا دو میں بھی یہی ثواب ہے۔ پھر ایک نے پوچھا آپ نے ایک میں بھی یہی فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں قسم کھاتا ہوں اس ذات کی کہ جس کے اختیار میں میری جان ہے کہ جو حمل گر گیا ہو وہ بھی اپنی ماں کو آنول نال سے پکڑ کر بہشت کی طرف کھینچ کر لے جائیگا جبکہ ماں نے ثواب کی نیت کی ہو۔ (ف) یعنی ثواب کا خیال کر کے صبر کیا ہو۔

غیر مردوں کے روبرو عورت کا عطر لگانا: (۳۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت اگر عطر لگا کر غیر مردوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی بدکار ہے۔ (ف) جہاں دیور، جیٹھ، بہنوئی، چچا زاد، ماموں زاد، یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بھائی کا آنا جانا ہو عطر نہ لگائے۔

عورت کا باریک کپڑا پہننا: (۳۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بعض عورتیں نام کو تو کپڑا پہنتی ہیں اور واقع میں ننگی ہیں۔ ایسی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھنے پائیں گی۔

عورتوں کو مردوں کی سی وضع اور صورت بنانا: (۴۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سا پہناوا پہنے۔ (ف) ہمارے ملک میں کھڑا جوتا یا چکن مردوں کی وضع ہے۔ عورت کو ان چیزوں کا پہننا حرام ہے۔

شان دکھلانے کو کپڑا پہننا: (۴۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو کوئی دنیا میں نام و نمود کے واسطے کپڑا پہنے خدا تعالیٰ اس کو قیامت میں ذلت کا لباس پہنا کر پھر اس میں دوزخ کی آگ لگا دیں گے۔ (ف) مطلب یہ کہ جو اس نیت سے کپڑا پہنے کہ میری خوب شان بڑھے سب کی نگاہ میرے ہی اوپر پڑے۔ عورتوں میں یہ مرض بہت ہے۔

کسی پر ظلم کرنا: (۴۲) رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے پوچھا کہ تم جانتے ہو مفلس کیسا ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ سب لیکر آئے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھا لیا تھا اور کسی کو مارا تھا اور کسی کا خون کیا تھا تو اب اس کی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئیں کچھ دوسرے کو مل گئیں اور اگر ان حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو چکیں تو ان حقداروں کے گناہ لیکر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

رحم اور شفقت کرنا: (۴۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص آدمیوں پر رحم نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتے

اچھی بات دوسروں کو بتلانا اور بری بات سے منع کرنا: (۴۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو

شخص تم میں سے کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹا دے اور اگر اتنا بس نہ چلے تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کا بھی مقدور نہ ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ دل سے برا سمجھنا ایمان کا ہلکا درجہ ہے۔

(ف) بیبیو اپنے بچوں اور نوکروں پر تمہارا پورا اختیار ہے ان کو ہر وقت نماز پڑھاؤ اور اگر ان کے پاس کوئی تصویر کاغذ کی یا مٹی کی یا چینی کی یا کپڑے کی دیکھو یا کوئی بیہودہ کتاب دیکھو فوراً توڑ پھوڑ ڈالو۔ ان کی ایسی چیزوں کے لئے یا آتش بازی اور کنکوے کے لئے یا بالی کی مٹھائی کے کھلونے لینے کے لئے پیسے مت دو۔

مسلمان کا عیب چھپانا: (۴۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائیں گے اور جو شخص مسلمان کا عیب کھول دے اللہ تعالیٰ اس کا عیب کھول دیں گے۔ یہاں تک کہ اس کو گھر میں بیٹھے فضیحت اور رسوا کر دیتے ہیں۔

کسی کی ذلت یا نقصان پر خوش ہونا: (۴۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت پر خوشی ظاہر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کر دیں گے اور تم کو اس میں پھنسا دیں گے۔

کسی کو کسی گناہ پر طعنہ دینا: (۴۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کسی گناہ پر عار دلاوے تو جب تک یہ عار دینے والا اس گناہ کو نہ کر لے گا اس وقت تک نہ مرے گا۔ (ف) یعنی جس گناہ سے اس نے توبہ کر لی پھر اس کو یاد دلا کر شرمندہ کرنا بری بات ہے اور اگر توبہ نہ کی ہو تو نصیحت کے طور پر کہنا تو درست ہے لیکن اپنے آپ کو پاک سمجھ کر اس کو رسوا کرنے کے واسطے منہ پر کہنا بھی برا ہے۔

چھوٹے چھوٹے گناہ کر بیٹھنا: (۴۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عائشہ چھوٹے گناہوں سے بھی اپنے کو بہت بچاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا مواخذہ کرنے والا بھی موجود ہے۔ (ف) یعنی فرشتہ ان کو بھی لکھتا ہے پھر قیامت میں حساب ہوگا اور عذاب کا ڈر ہے۔

ماں باپ کا خوش رکھنا: (۴۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی ماں باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی ماں باپ کی ناراضی میں ہے۔

رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا: (۵۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادت درگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں جو شخص رشتہ داروں سے بدسلوکی کرے اس کا عمل قبول نہیں ہوتا۔

بے باپ کے بچوں کی پرورش کرنا: (۵۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں اور جو شخص یتیم کا خرچ اپنے ذمہ رکھے بہشت میں اس طرح پاس پاس رہیں گے اور شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا اور دونوں میں تھوڑا سا فاصلہ رکھ دیا۔ (۵۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے واسطے پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گی

اور جو شخص کسی یتیم لڑکی یا لڑکے کے ساتھ احسان کرے جو کہ اس کے ساتھ رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہیں۔

پڑوسی کو تکلیف دینا: (۵۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے مجھ کو تکلیف دی اس نے خدا تعالیٰ کو تکلیف دی اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑا وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا وہ اللہ تعالیٰ سے لڑا۔ (ف) مطلب یہ کہ بے سبب یا ذرا ذرا سی باتوں پر اس سے رنج و تکرار کرنا برا ہے۔

مسلمان کا کام کر دینا: (۵۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں ہوتے ہیں۔

شرم اور بے شرمی: (۵۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرم ایمان کی بات ہے اور ایمان جنت میں پہنچاتا ہے اور بے شرمی بدخوئی کی بات ہے۔ بدخوئی دوزخ میں لے جاتی ہے۔ (ف) آج کل دین کے کاموں میں شرم بہت کرتے ہیں جیسے بیاہ شادیوں میں، سفر میں اکثر عورتیں نماز نہیں پڑھتیں، ایسی شرم بے شرمی سے بھی بدتر ہے۔

خوش خلقی اور بدخلقی: (۵۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ خوش خلقی گناہوں کو اس طرح گھلا دیتی ہے جس طرح پانی نمک کے پتھر کو گھلا دیتا ہے اور بدخلقی عبادت کو اسی طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (۵۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم سب میں مجھ کو زیادہ پیارا اور آخرت میں سب سے زیادہ نزدیکی والا مجھ سے وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں زیادہ مجھ کو برا لگنے والا اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق برے ہوں۔

نرمی اور روکھا پن: (۵۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ مہربان ہیں، مہربانی کو پسند کرتے ہیں نرمی کو اور نرمی پر ایسی نعمتیں دیتے ہیں کہ سختی پر نہیں دیتے۔ (۵۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص محروم رہا نرمی سے وہ ساری بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔

کسی کے گھر میں جھانکنا: (۶۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تک اجازت نہ لے کسی کے گھر میں جھانک کر نہ دیکھے اور اگر دیکھ لیا تو یوں سمجھو کہ اندر ہی چلا گیا۔ (ف) بعض عورتوں کو ایسی شامت سوار ہوتی ہے کہ دولہا دلہن کو جھانک جھانک کر دیکھتی ہیں بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ حقیقت میں جھانکنے میں اور کواڑ کھول کر اندر چلے جانے میں کیا فرق ہے۔ بڑے گناہ کی بات ہے۔

کنسوئیں لینا یا باتیں کرنے والوں کے پاس جا گھسنا: (۶۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کسی کی باتوں کی طرف کان لگائے اور وہ لوگ ناگوار سمجھیں قیامت کے دن اس کے دونوں کانوں میں سیسہ چھوڑا جائے گا۔

غصہ کرنا: (۶۲) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلائیے جو مجھ کو جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا غصہ مت کرو اور تمہارے لئے جنت ہے۔

بولنا چھوڑنا: (۶۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے اور جو تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے اور اسی حالت میں مر جائے تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

کسی کو بے ایمان کہہ دینا یا پھٹکار ڈالنا: (۶۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کہے کہ کافر تو ایسا گناہ ہے جیسے اس کو قتل کر دیا۔ (۶۵) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے کہ اس کو قتل کر ڈالنا۔ (۶۶) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے۔ پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی۔ اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر نہیں تو اسی کہنے والے پر پڑتی ہے۔ (ف) بعض عورتوں کو بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں۔ کسی کو بے ایمان کہہ دیتی ہیں یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور کو یا اور کسی چیز کو۔

کسی مسلمان کو ڈرا دینا: (۶۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حلال نہیں کسی مسلمان کو کہ دوسرے مسلمان کو ڈرا دے۔ (۶۸) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کسی مسلمان کی طرف ناحق کسی طرح نگاہ بھر کر دیکھے کہ وہ ڈر جائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو ڈرائیں گے۔ (ف) اگر کسی قصور پر ہو تو ضرورت کے موافق درست ہے۔

مسلمان کا عذر قبول کر لینا: (۶۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے سامنے عذر کرے اور وہ اس کے عذر کو قبول نہ کرے تو ایسا شخص میرے پاس حوض کوثر پر نہ آئیگا۔ (ف) یعنی اگر کوئی قصور کرے اور پھر وہ معاف کرائے تو معاف کر دینا چاہئے۔

غیبت کرنا: (۷۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھائے گا یعنی غیبت کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردار گوشت اس کے پاس لائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ جیسا تو نے زندہ کو کھایا تھا اب مردہ کو بھی کھا سو وہ شخص اس کو کھائیگا اور ناک بھوں چڑھاتا جائیگا اور غل مچاتا جائے گا۔

چغلی کھانا: (۷۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چغل خور بہشت میں نہ جائے گا۔

کسی پر بہتان لگانا: (۷۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کسی مسلمان کو ایسی بات لگائے جو اس میں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخیوں کے لہو اور پیپ کے جمع ہونے کی جگہ رہنے دیں گے یہاں تک کہ اپنے کہے

سے باز آئے اور توبہ کر لے۔

کم بولنا: (۷۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص چپ رہتا ہے بہت آفتوں سے بچا رہتا ہے۔ (۷۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سوا اللہ کے ذکر کے اور باتیں زیادہ مت کیا کرو کیونکہ سوا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بہت باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔

اپنے آپ کو سب سے کم سمجھنا: (۷۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بڑھا دیتے ہیں اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی گردن توڑ دیتے ہیں یعنی ذلیل کر دیتے ہیں۔

اپنے آپ کو اوروں سے بڑا سمجھنا: (۷۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسا آدمی جنت میں نہ جاویگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

سچ بولنا اور جھوٹ بولنا: (۷۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم سچ بولنے کے پابند رہو کیونکہ سچ بولنا نیکی کی راہ دکھلاتا ہے اور سچ اور نیکی دونوں جنت میں لیجاتے ہیں اور جھوٹ بولنے سے بچا کرو۔ کیونکہ جھوٹ بولنا بدی کی راہ دکھلاتا ہے اور جھوٹ اور بدی دونوں دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

ہر ایک کے منہ پر اسی کی سی بات کہنا: (۷۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کے دو منہ ہونگے قیامت میں اسکی دو زبانیں ہونگی آگ کی۔ (ف) دو منہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے منہ پر اس کی سی کہہ دے اور اس کے منہ پر اس کی سی کہہ دی۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھانا: (۷۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا یوں فرمایا کہ اس نے شرک کیا۔ (ف) جیسے بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس طرح قسم کھاتے ہیں۔ تیری جان کی قسم، اپنے دیدوں کی قسم، اپنے بچے کی قسم۔ یہ سب منع ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ اگر کبھی کوئی ایسی قسم منہ سے نکل جائے تو فوراً کلمہ پڑھ لے۔

ایسی قسم کھانا کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو ایمان نصیب نہ ہو: (۸۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قسم میں اس طرح کہے کہ مجھ کو ایمان نصیب نہ ہو اگر وہ جھوٹا ہوگا تب تو جس طرح اس نے کہا ہے اسی طرح ہو جاویگا اور اگر سچا ہوگا تب بھی ایمان پورا نہ رہے گا۔ (ف) اسی طرح یوں کہنا کہ کلمہ نصیب نہ ہو یا دوزخ نصیب ہو یہ سب قسمیں منع ہیں۔ یہ عادت چھوڑنی چاہئے۔

راستہ سے ایسی چیز ہٹا دینا جس کے پڑے رہنے سے چلنے والوں کو تکلیف ہو: (۸۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک شخص چلا جا رہا تھا۔ راستہ میں اس کو ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی ہوئی ملی اس

نے راستے سے الگ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی بڑی قدر کی اور اس کو بخش دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی چیز راستے میں ڈالنا بری بات ہے۔ بعض بے تمیز عورتوں کی عادت ہوتی ہے آنگن میں بیچ ہی بچھا کر بیٹھتی ہیں آپ تو اٹھ کھڑی ہوئیں اور پیڑھی وہیں چھوڑ دی بعض دفعہ چلنے والے اس میں الجھ کر گر جاتے ہیں اور منہ ہاتھ ٹوٹتا ہے۔ اسی طرح راستے میں کوئی برتن چھوڑ دینا یا چارپائی یا کوئی لکڑی یا سل بٹہ ڈالنا سب برا ہے۔

وعدہ اور امانت پورا کرنا: (۸۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس میں امانت نہیں اس میں ایمان[1] نہیں اور جس کو عہد کا خیال نہیں اس میں دین نہیں۔

کسی پنڈت یا فال کھولنے والے یا ہاتھ دیکھنے والے کے پاس جانا: (۸۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص غیب کی باتیں بتلانے والے کے پاس آئے اور کچھ باتیں پوچھے اور اس کو سچا جانے اس شخص کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (ف) اسی طرح اگر کسی پر جن بھوت کا شبہ ہو جاتا ہے۔ بعض عورتیں اس جن سے ایسی باتیں پوچھتی ہیں کہ میرے میاں کی نوکری کب لگ جائے گی۔ میرا بیٹا کب آئے گا۔ یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔

کتا پالنا یا تصویر رکھنا: (۸۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے۔ (ف) یعنی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ بچوں کے کھلونے جو تصویر دار ہوں وہ بھی منع ہے۔

بدون لاچاری کے الٹا لیٹنا: (۸۵) رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو پیٹ کے بل لیٹا تھا آپ نے اس کو اپنے پاؤں سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں بیٹھنا، لیٹنا: (۸۶) رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیٹھنے کو منع فرمایا ہے کہ کچھ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں۔

بدشگونی اور ٹوٹکا: (۸۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بدشگونی شرک ہے۔ (۸۸) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔

دنیا کی حرص نہ کرنا: (۸۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی حرص نہ کرنے سے دل کو بھی چین ہوتا ہے اور بدن کو بھی آرام ملتا ہے۔ (۹۰) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر بہت سی بکریوں میں دو بھوکی بھیڑیے چھوڑ دیے جائیں جو ان کو خوب چیریں پھاڑیں کھائیں تو بربادی ان بھیڑیوں سے بھی اتنی نہیں پہنچتی جتنی بربادی آدمی کے دین کو اس بات سے ہوتی ہے کہ مال کی حرص کرے اور نام چاہے۔

موت کو یاد رکھنا اور بہت دنوں کیلئے بندوبست نہ سوچنا اور نیک کام کیلئے وقت کو غنیمت سمجھنا (۹۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس چیز کو بہت یاد کیا کرو جو ساری لذتوں کو قطع کر دے گی یعنی موت۔ (۹۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب صبح کا وقت تم پر آئے تو شام کے واسطے سوچ بچار مت کیا کرو۔ اور جب شام کا وقت

---

[1] یعنی ایسے لوگوں کا ایمان اور دین ناقص ہے۔

تم پر آئے تو صبح کے واسطے سوچ بچار مت کیا کرو اور بیماری آنے سے پہلے اپنی تندرستی سے کچھ فائدے لے لو اور مرنے سے پہلے اپنی زندگی سے کچھ پھل اٹھا لو۔ (ف) مطلب یہ کہ تندرستی اور زندگی کو غنیمت سمجھو اور نیک کام میں اس کو لگائے رکھو ورنہ بیماری اور موت میں پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

بلا اور مصیبت میں صبر کرنا: (۹۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کو جو دکھ مصیبت بیماری رنج پہنچتا ہے یہاں تک کہ کسی فکر میں جو تھوڑی سی پریشانی ہوتی ہے ان سب میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

بیمار کو پوچھنا: (۹۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی صبح کے وقت کرے تو شام تک اس کیلئے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں۔

مردے کو نہلانا اور کفن دینا اور گھر والوں کی تسلی کرنا: (۹۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مردے کو غسل دے تو گناہوں[1] سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور جو کسی مردے پر کفن ڈالے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے اور جو کسی غم زدہ کی تسلی کرے اللہ تعالیٰ اس کو پرہیزگاری کا لباس پہنائیں گے اور اس کی روح پر رحمت بھیجیں گے اور جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے جوڑوں میں سے ایسے قیمتی دو جوڑے پہنائیں گے کہ ساری دنیا بھی قیمت میں ان کے برابر نہیں۔

چلا کر اور بیان کر کے رونا: (۹۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیان کر کے رونے والی عورت پر اور جو عورت سننے میں شریک ہو اس پر لعنت فرمائی ہے۔ (ف) بیبیو! خدا کے واسطے اس کو چھوڑ دو۔

یتیم کا مال کھانا: (۹۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت میں بعض آدمی اس طرح قبروں سے اٹھیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں۔ (ف) ناحق کا مطلب یہ ہے کہ ان کو وہ مال کھانے کا اور اس میں سے فائدہ اٹھانے کا شرع سے کوئی حق نہیں۔ بیبیو! اردو ہندوستان میں ایسا بڑا دستور ہے کہ جہاں خاوند چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مرا سارے مال پر بیوہ نے قبضہ کر لیا۔ پھر اسی میں مہمانوں کا خرچ اور مسجدوں کا تیل اور مصلیوں کا کھانا سب کچھ کرتی ہیں۔ حالانکہ اس میں یتیموں کا حق ہے اور سارے خرچ ساجھے میں سمجھتی ہیں اور ویسے بھی روز کے خرچ میں اور پھر ان بچوں کے بیاہ و شادی میں جس طرح اپنا جی چاہتا ہے خرچ کرتی ہے۔ شرع سے کوئی مطلب نہیں۔ اس طرح ساجھے کے مال سے خرچ کرنا سخت گناہ ہے ان کا حصہ الگ رکھو اور اس میں سے خاص ان ہی کے خرچ میں جو بہت ہی ضروری کے ہیں اٹھاؤ

---

[1] یعنی صغیرہ گناہوں سے۔

اور مہمانداری اور خیر خیرات اگر کرتا ہو اپنے نام کی غرض سے کرے وہ بھی جب شرع کے خلاف نہ ہو تب تو اپنے مال سے بھی درست نہیں۔ خوب یاد رکھو کہیں تو مرنے کے ساتھ ہی آنکھیں کھل جائیں گی۔[1]

قیامت کے دن کا حساب و کتاب: (۹۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت میں کوئی شخص اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے گا جب تک کہ چار باتیں اس سے نہ پوچھی جائیں گی۔[2] ایک تو یہ کہ عمر کس چیز میں ختم کی۔ دوسری یہ کہ جانے ہوئے مسئلوں پر کیا عمل کیا۔ تیسری یہ کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں اٹھایا۔ چوتھی یہ کہ اپنے بدن کو کس چیز میں گھٹایا۔ (ف) مطلب یہ کہ سارے کام شرع کے موافق کئے تھے یا اپنے نفس کے موافق کئے تھے۔ (۹۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت میں سارے حقوق ادا کرنے پڑیں گے یہاں تک کہ سینگ[3] والی بکری سے بے سینگ والی بکری کی خاطر بدلہ لیا جائے گا۔ (ف) یعنی اگر اس نے ناحق سینگ مارا ہوگا۔

بہشت و دوزخ کا یاد رکھنا: (۱۰۰) رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ دو چیزیں بہت بڑی ہیں ان کو مت بھولو یعنی جنت اور دوزخ۔ پھر یہ فرما کر آپ بہت روئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ کی ریش مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے آخرت کی باتیں جو میں جانتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو تم جنگلوں کو چل دو اور اپنے سر پر خاک ڈالتے پھرو۔ (ف) بیبیو! یہ ایک کم دو سو کے قریب حدیثیں ہیں اور کئی جگہ اس کتاب میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چالیس حدیثیں یاد کر کے میری امت کو پہنچائے تو وہ قیامت کے دن عالموں کے ساتھ اٹھے گا۔ تو تم ہمت کر کے یہ حدیثیں اوروں کو بھی سناتی رہا کرو۔ انشاء اللہ تم بھی قیامت میں عالموں کے ساتھ اٹھو گی۔ کتنی بڑی نعمت کیسی آسانی سے ملتی ہے۔

تھوڑا سا حال قیامت کا اور اس کی نشانیوں کا[4]

قیامت کی چھوٹی چھوٹی نشانیاں رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی حدیث میں یہ آئی ہیں لوگ خدائی مال کو اپنی ملک سمجھنے لگیں اور زکوۃ کو تاوان کی طرح بھاری سمجھیں اور امانت کو اپنا مال سمجھیں اور مرد بیوی کی تابعداری کریں۔[5] اور ماں کی نافرمانی کریں اور باپ کو غیر سمجھیں اور دوست کو اپنا سمجھیں اور دین کا علم دنیا کمانے کو حاصل کریں اور سرداری اور حکومت ایسوں کو ملے جو سب میں گھٹیا ہوں یعنی بدذات اور اوچھے اور بد خلق اور جو جس کام کے لائق نہ ہو وہ کام اس کے سپرد ہو اور لوگ ظالموں کی تعظیم اور خاطر اس خوف

---

۱ یعنی عذاب ہوگا

۲ بہت سے لوگ حساب سے مستثنیٰ بھی کئے جائیں گے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے

۳ اگرچہ جانور غیر مکلف ہیں مگر اظہار عدل کیلئے حق تعالیٰ ایسا کریں گے نہ باعتبار مکلف ہونے کے خوب سمجھ لو

۴ از قیامت نامہ شاہ رفیع الدین

۵ یعنی خلاف شرع بات میں۔

سے کریں کہ بیوی کو تکلیف نہ پہنچنے دے۔ اور شراب کھلم کھلا پی جانے لگے اور ناچنے اور گانے والی عورتوں کا رواج ہو جائے اور ڈھول باجے اور سارنگی طبلہ اور ایسی چیزیں کثرت سے ہو جائیں اور پچھلے لوگ امت کے پہلے بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسے وقت میں ایسے ایسے عذابوں کے منتظر رہو کہ سرخ آندھی آئے اور بعض لوگ زمین میں دھنس جائیں اور آسمان سے پتھر برسیں اور صورتیں بدل جائیں یعنی آدمی سے سور کتے ہو جائیں اور بہت سی آفتیں آگے پیچھے جلدی جلدی اس طرح آنے لگیں جیسے بہت سے دانے کسی تاگے میں پروئے ہوں اور وہ تاگا ٹوٹ جائے اور سب دانے اوپر تلے جھٹ جھٹ گرنے لگیں اور یہ نشانیاں بھی آئی ہیں کہ دین کا علم کم ہو جائے اور جھوٹ بولنا ہنر سمجھا جائے اور امانت کا خیال دلوں سے جاتا رہے اور حیا شرم جاتی رہے اور سب کافروں کا زور ہو جائے اور جھوٹے جھوٹے طریقے نکلنے لگیں۔

جب یہ ساری نشانیاں ہو چکیں اس وقت سب ملکوں میں نصاریٰ لوگوں (عیسائیوں) کی عملداری ہو جائے اور اسی زمانے میں شام کے ملک میں ایک شخص ابوسفیان کی اولاد سے ایسا پیدا ہو کہ بہت سے سیدوں کا خون کرے اور شام و مصر میں اس کے احکام چلنے لگیں اسی عرصہ میں روم کے مسلمان بادشاہ کی نصاریٰ کی ایک جماعت سے لڑائی ہو اور نصاریٰ کی ایک جماعت سے صلح ہو جائے۔ دشمن جماعت شہر قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے اپنا عمل دخل کر لیں وہ بادشاہ اپنا ملک چھوڑ کر شام کے ملک میں چلا جائے اور نصاریٰ کی جس جماعت سے صلح اور میل ہوا اسی جماعت کو اپنے ساتھ شامل کر کے اس دشمن جماعت سے بڑی بھاری لڑائی ہو اور اسلام کے لشکر کو فتح ہو ایک دن بیٹھے بٹھائے جو نصاریٰ موافق تھے ان میں سے ایک شخص ایک مسلمان کے سامنے کہنے لگے کہ ہماری صلیب کی برکت سے فتح ہوئی۔ مسلمان اس کے جواب میں کہے کہ اسلام کی برکت سے فتح ہوئی۔ اسی میں بات بڑھ جائے۔ یہاں تک کہ دونوں آدمی اپنے اپنے مذہب والوں کو پکار کر جمع کر لیں اور آپس میں لڑائی ہونے لگے۔ اس میں اسلام کا بادشاہ شہید ہو جائے اور شام کے ملک میں بھی عیسائی کا عمل دخل ہو جائے اور یہ نصاریٰ اس دشمن جماعت سے صلح کر لیں اور بچے کھچے مسلمان مدینہ منورہ کو چلے جائیں اور خیبر[1] کے پاس تک نصاریٰ کی عملداری ہو جائے اس وقت مسلمانوں کو فکر ہو جائے گی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو تلاش کرنا چاہیے تاکہ ان مصیبتوں سے جان چھوٹے۔ اس وقت حضرت امام مہدیؓ مدینہ منورہ میں ہوں گے اور اس ڈر سے کہ کہیں حکومت کیلئے میرے سر نہ ہوں مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو چلے جائیں گے۔ اور اس زمانے کے ولی جو ابدال کا درجہ رکھتے ہیں۔ سب حضرت امام مہدی کی تلاش میں ہوں گے اور بعض لوگ جھوٹ موٹ بھی دعویٰ مہدی ہونے کا کرنا شروع کریں گے۔ غرض امام مہدیؓ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے اور حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان میں ہوں گے کہ بعض نیک لوگ ان کو پہچان لیں گے اور ان کو زبردستی گھیر گھار کر ان سے ان کو حاکم بنانے کی بیعت کر لیں گے اور اسی بیعت میں ایک آواز آسمان سے آئے گی جس کو سب لوگ جتنے وہاں موجود ہوں گے سن لیں گے وہ آواز یہ ہوگی کہ اے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ یعنی

---

[1] خیبر مدینہ منورہ کے پاس ایک قصبہ ہے

حاکم بنائے ہوئے امام مہدی ؑ ہیں اور حضرت امام مہدی کے ظہور سے بڑی نشانیاں قیامت کی شروع ہوتی
ہیں۔ غرض جب آپ کی بیعت کا قصہ مشہور ہوگا تو مدینہ منورہ میں جو فوجیں مسلمانوں کی ہونگی وہ مکہ مکرمہ چلی
آئیں گی اور ملک شام اور عراق اور یمن کے ابدال اور اولیا سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور
عرب کی بہت سی فوجیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ جب یہ خبر مسلمانوں میں مشہور ہوگی۔ ایک شخص خراسان سے
حضرت امام ؑ کی مدد کے واسطے ایک بڑی فوج لیکر چلے گا جس کے لشکر کے آگے چلنے والے حصے کے سردار
کا نام منصور ہوگا اور راہ میں بہت سے بددینوں کی صفائی کرتا جائیگا۔ اور جس شخص کا اوپر ذکر آیا ہے کہ ابوسفیان
کی اولاد میں ہوگا اور سیدوں کا دشمن ہوگا چونکہ حضرت امام بھی سید ہونگے وہ شخص حضرت امام ؑ سے لڑنے
ایک فوج بھیجیگا جب یہ فوج مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان کے جنگل میں پہنچے گی اور ایک پہاڑ کے نیچے
ٹھہرے گی تو سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے صرف دو آدمی بچ جائیں گے جن میں سے ایک
حضرت امام کو جا کر خبر دیگا اور دوسرا اس سفیانی کو خبر پہنچائے گا اور نصاریٰ سب طرف سے فوجیں جمع کر کے
اور مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کریں گے۔ اس لشکر میں اس روز اسی جھنڈے ہوں گے۔ اور ہر جھنڈے کے
ساتھ اس روز بارہ ہزار آدمی ہوں گے تو کل نو لاکھ ساٹھ ہزار آدمی ہوئے۔ حضرت امام مکہ معظمہ سے چل کر
مدینہ منورہ تشریف لائیں گے اور وہاں رسول اللہ ﷺ کے مزار شریف کی زیارت کر کے شام کے ملک
روانہ ہوں گے اور شہر دمشق تک پہنچ جائیں گے کہ دوسری طرف سے نصاریٰ کی فوج مقابلہ میں آ جائیگی
حضرت امام ؑ کی فوج تین حصے ہو جائے گی۔ ایک حصہ تو بھاگ جائیگا اور ایک حصہ شہید ہو جائے گا اور ایک
حصہ کو فتح ہوگی اور اس شہادت اور فتح کا قصہ یہ ہوگا کہ حضرت امام نصاریٰ سے لڑنے کو لشکر تیار کریں گے اور
بہت سے مسلمان آپس میں قسم کھائیں گے کہ بے فتح کئے نہ ہٹیں گے۔ پس سارے آدمی شہید ہو جائیں گے۔
صرف تھوڑے سے آدمی بچیں گے جن کو لیکر حضرت امام اپنے لشکر میں چلے آئیں گے اگلے دن پھر اسی طرح
کا قصہ ہوگا۔ قسم کھا کر جائیں گے اور تھوڑے سے بچ کر آئیں گے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوگا۔ آخر
چوتھے دن یہ تھوڑے سے آدمی مقابلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ فتح دیں گے اور پھر کافروں کے دماغ میں حوصلہ حکومت
کا نہ رہے گا۔ اب حضرت امام ؑ ملک کا بندوبست شروع کریں گے اور سب طرف فوجیں روانہ کریں گے اور
ان سارے کاموں سے فارغ ہو کر قسطنطنیہ فتح کرنے کو چلیں گے جب دریائے روم کے کنارے پر پہنچیں گے۔
بنو اسحاق کے ستر ہزار آدمیوں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کے فتح کرنے کے واسطے تجویز کریں گے۔ جب
لوگ شہر کی فصیل کے مقابل پہنچیں گے اللہ اکبر۔ اللہ اکبر بلند آواز سے کہیں گے۔ اس نام کی برکت سے
شہر پناہ کے سامنے کی دیوار گر پڑے گی اور مسلمان حملہ کر کے شہر کے اندر گھس پڑیں گے اور کفار کو قتل کریں گے اور
خوب انصاف اور قاعدہ سے ملک کا بندوبست کریں گے اور حضرت امام ؑ سے جب بیعت ہوئی تھی اس
وقت سے اس فتح تک چھ سال یا سات سال کی مدت گزرے گی۔ حضرت امام ؑ یہاں کے بندوبست میں
ہوں گے کہ ایک جھوٹی خبر مشہور ہوگی کہ یہاں کیا بیٹھے ہو وہاں شام میں دجال آ گیا اور تمہارے خاندان میں

نے فساد کر رکھا ہے۔ اس خبر پر حضرت امام شام کی طرف سفر کرینگے اور تحقیق حال کے واسطے نو یا پانچ سواروں
کو آگے بھیج دینگے ان میں سے ایک شخص آ کر خبر دیگا کہ وہ خبر محض غلط تھی ابھی دجال نہیں نکلا۔ حضرت امامؑ کو
اطمینان ہو جائیگا اور پھر سفر میں جلدی نہ کرینگے اطمینان کے ساتھ درمیان کے ملکوں کا بندوبست دیکھتے
بھالتے شام میں پہنچیں گے۔ وہاں پہنچ کر تھوڑے ہی دن گزریں گے کہ دجال بھی نکل پڑے گا اور دجال
یہودیوں کی قوم میں سے ہوگا۔ اول شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا اور دعویٰ نبوت کریگا۔ پھر
اصفہان میں پہنچے گا۔ وہاں کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور خدائی کا دعویٰ شروع کر دیگا
اسی طرح بہت سے ملکوں پر گزرتا ہوا یمن کی سرحد تک پہنچیگا اور ہر جگہ سے بہت سے بددین ساتھ ہوتے
جائیں گے یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے قریب آ کر ٹھہرے گا لیکن فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے شہر کے اندر نہ
جانے پائیگا مگر مدینہ منورہ کو تین بار رجفان[1] آئیگا اور جتنے آدمی دین میں سست اور کمزور ہونگے سب زلزلے سے
ڈر کر مدینہ منورہ سے باہر نکل کھڑے ہونگے اور دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ اس وقت مدینہ
منورہ میں کوئی بزرگ ہونگے جو دجال سے خوب بحث کرینگے۔ دجال جھلا کر ان کو قتل کر دیگا اور پھر ان کے جسم
کے دونوں ٹکڑے ملا کر کہے گا زندہ ہو جا۔ وہ زندہ ہو جائینگے پھر جھلا کر پوچھے گا کہ اب تم میرے خدا ہونے
کے قائل ہوتے ہو۔ وہ فرمائیں گے کہ اب تو اور بھی یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے پھر وہ ان کو مارنا چاہے گا مگر
اس کا کچھ بس نہ چلے گا۔ پھر ان پر کوئی چیز اثر نہ کریگی۔ وہاں سے دجال ملک شام کو روانہ ہوگا۔ جب وہ دمشق
کے قریب پہنچے گا اور حضرت امامؑ وہاں پہلے سے پہنچ چکے ہونگے اور لڑائی کے سامان میں مشغول ہونگے کہ
عصر کا وقت آ جائیگا اور مؤذن اذان کہے گا اور لوگ نماز کی تیاری میں ہونگے کہ اچانک حضرت عیسیٰؑ دو
فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے اور جامع مسجد کی مشرق کی
طرف کے منارے پر آ کر ٹھہریں گے اور وہاں سے زینہ لگا کر نیچے تشریف لائیں گے۔ حضرت امامؑ سب
لڑائی کا سامان ان کے سپرد کرنا چاہیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ لڑائی کا انتظام آپ ہی رکھیں میں خاص دجال
کو قتل کرنے آیا ہوں۔ غرض جب رات گزر کر صبح ہوگی حضرت امام لشکر کو آراستہ فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام ایک گھوڑا اور ایک نیزہ منگا کر دجال کی طرف بڑھیں گے اور اہل اسلام دجال کے لشکر پر حملہ کرینگے
اور بہت سخت لڑائی ہوگی اور اس وقت حضرت عیسیٰؑ کی سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جہاں تک نگاہ جائے وہاں
تک سانس پہنچ سکے اور جس کافر کو سانس کی ہوا لگ جاوے وہ فوراً ہلاک ہو جائے۔ دجال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھ کر
بھاگے گا۔ آپ اس کا پیچھا کرینگے یہاں تک کہ باب لد ایک مقام ہے وہاں پہنچ کر نیزے سے اس کا کام
تمام کرینگے اور مسلمان دجال کے لشکر کو قتل کرنا شروع کرینگے پھر حضرت عیسیٰؑ شہروں شہروں میں تشریف لیجا
کر جتنے لوگوں کو دجال نے ستایا تھا سب کی تسلی کرینگے اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک کوئی کافر
نہ رہے گا۔ پھر حضرت امام کا انتقال ہو جائیگا اور سب بندوبست حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ میں آ جائیگا۔ پھر یا

---

[1] عربی زبان میں بھونچال کو کہتے ہیں۔

جوج ماجوج نکلیں گے ان کے رہنے کی جگہ جہاں شمال کی طرف آبادی ختم ہوئی ہے اس سے آگے بھی ما
ولایت سے باہر ہے اور ادھر کا سمندر زیادہ سردی کی وجہ سے ایسا جما ہوا ہے کہ اس میں جہاز بھی نہیں چل سکتا۔
حضرت عیسیٰؑ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق طور پہاڑ پر لے جائیں گے اور یاجوج ماجوج بڑا اودھم
مچائیں گے۔ آخر کو اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتر آئیں گے۔ چالیس برس
کے بعد حضرت عیسیٰؑ وفات فرمائیں گے اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے روضہ میں دفن ہوں گے اور آپ کی جگہ
پر ایک شخص ملک یمن کے رہنے والے بیٹھیں گے جن کا نام جہجاہ ہوگا اور قحطان کے قبیلے سے ہوں گے،
بہت دینداری اور انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے ان کے بعد آگے پیچھے اور کئی بادشاہ ہوں گے، پھر دھیرے
نیک باتیں کم ہونا شروع ہوں گی اور بری باتیں بڑھنے لگیں گی، اس وقت آسمان پر ایک دھواں سا چھا جائے گا
زمین پر برسے گا۔ جس سے مسلمانوں کو زکام اور کافروں کو بے ہوشی ہو گی۔ چالیس روز کے بعد آسمان
صاف ہو جائے گا اور اسی زمانے کے قریب بقر عید کا مہینہ ہو گا۔ دسویں تاریخ کے بعد دفعتاً ایک رات اتنی لمبی
ہو گی کہ مسافروں کا دل گھبرا جائے گا اور بچے سوتے سوتے اکتا جائیں گے اور چوپائے جانور جنگل میں جا
کیلئے چلانے لگیں گے اور کسی طرح صبح ہی نہ ہو گی یہاں تک کہ تمام آدمی ہیبت اور گھبراہٹ سے بے قرار
ہو جائیں گے جب تین راتوں کے برابر وہ رات ہو چکے گی۔ اس وقت سورج تھوڑی روشنی لئے ہوئے جیسے گرہن
لگنے کے وقت ہوتا ہے مغرب کی طرف سے نکلے گا اس وقت کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہ ہو گی۔ جب سورج
اونچا ہو جائے گا جتنا دوپہر سے پہلے ہوتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے مغرب ہی کی طرف لوٹنے لگے گا
دستور کے موافق غروب ہو گا۔ پھر ہمیشہ اپنے قدیم قاعدے کے موافق روشن اور رونق دار نکلتا رہے گا۔ اس
کے تھوڑے ہی دن بعد صفا پہاڑ جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ زلزلہ آ کر پھٹ جائے گا اور اس جگہ سے ایک جانور
بہت عجیب شکل و صورت کا نکل کر لوگوں سے باتیں کرے گا اور بڑی تیزی سے ساری زمین پر پھر جائے گا اور ایمان
والوں کی پیشانی پر حضرت موسیٰؑ کے عصا سے نورانی لکیر کھینچ دے گا جس سے سارا چہرہ اس کا روشن ہو جائے گا
بے ایمانوں کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی سے سیاہ مہر کر دے گا جس سے اس کا سارا چہرہ میلا
ہو جائے گا۔ اور یہ کام کر کے وہ غائب ہو جائے گا۔ اس کے بعد جنوب کی طرف سے ایک ہوا نہایت فرحت دینے
والی چلے گی۔ اس سے سب ایمان والوں کی بغل میں کچھ نکل آئے گا جس سے وہ مر جائیں گے۔ جب
مسلمان مر جائیں گے اس وقت کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں عمل دخل ہو جائے گا۔ اور وہ لوگ خانہ کعبہ کو شہید
کر دیں گے اور حج بند ہو جائے گا اور قرآن شریف دلوں سے اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا اور خدا کا خوف اور خلقت
شرم سب اٹھ جائے گی اور کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ اس وقت ملک شام میں بہت ارزانی ہو گی۔ لوگ
اونٹوں اور سواریوں پر پیدل ادھر جھک پڑیں گے اور جو رہ جائیں گے ایک آگ پیدا ہوگی اور سب کو ہانک کر
شام میں پہنچا دے گی اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قیامت کے روز سب مخلوق اسی ملک میں جمع ہو گی۔ پھر وہ آگ
غائب ہو جائے گی اور اس وقت دنیا کو بڑی ترقی ہوگی۔ تین چار سال اسی حال سے گزریں گے کہ دفعتاً صور

محرم کی دسویں تاریخ جمعہ کے دن صبح کے وقت سب لوگ اپنے اپنے کام میں لگے ہونگے کہ صور پھونک دیا جائیگا۔ اول اول ہلکی آواز ہوگی پھر اس قدر بڑھے گی کہ اس کی ہیبت سے سب مر جائیں گے۔ زمین و آسمان سب پھٹ جائیں گے اور دنیا فنا ہو جائے گی اور جب آفتاب مغرب سے نکلا تھا اس وقت سے صور کے پھونکنے تک ایک سو بیس برس کا زمانہ ہوگا۔ اب یہاں سے قیامت کا دن شروع ہو گیا۔

خاص قیامت کے دن کا ذکر

جب صور پھونکے سے تمام دنیا فنا ہو جائے گی چالیس برس اسی سنسانی کی حالت میں گزر جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوسری بار صور پھونکا جائیگا اور پھر زمین و آسمان اسی طرح قائم ہو جائیں گے اور مردے قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور میدان قیامت میں اکٹھے کر دیے جائیں گے اور آفتاب بہت نزدیک ہو جائیگا جسکی گرمی سے لوگوں کے دماغ پکنے لگیں گے اور جیسے جیسے لوگوں کے گناہ ہونگے اتنا ہی پسینہ زیادہ نکلے گا اور لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے کھڑے پریشان ہو جائیں گے۔ جو نیک لوگ ہونگے ان کیلئے اس میدان کی مٹی مثل میدے کے بنادی جائیگی اور اس کو کھا کر بھوک کا علاج کر لینگے اور پیاس بجھانے کو حوض کوثر پر جائیں گے۔ پھر جب میدان قیامت میں کھڑے کھڑے عاجز ہو جائیں اس وقت مل کر اول حضرت آدمؑ کے پاس پھر اور نبیوں کے پاس اس بات کی سفارش کرانے کیلئے جائیں گے کہ ہمارا حساب کتاب اور جو کچھ فیصلہ جلدی ہو جائے سب پیغمبر کچھ کچھ عذر کر دینگے اور سفارش کا وعدہ نہ کرینگے سب کے بعد ہمارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی درخواست کرینگے۔ آپ حق تعالیٰ کے حکم سے قبول فرما کر مقام محمود میں (کہ ایک مقام کا نام ہے) تشریف لیجا کر شفاعت فرمائیں گے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ ہم نے سفارش قبول کی۔ اب ہم زمین پر اپنی تجلی فرما کر حساب و کتاب کئے دیتے ہیں۔ اول آسمان سے فرشتے بہت کثرت سے اترنا شروع ہونگے اور تمام آدمیوں کو ہر طرف سے گھیر لیں گے پھر حق تعالیٰ کا عرش اترے گا۔ اس پر حق تعالیٰ کی تجلی ہوگی اور حساب و کتاب شروع ہو جائے گا اور اعمال نامے اڑائے جائیں گے۔ ایمان والوں کے داہنے ہاتھ میں اور بے ایمانوں کے بائیں ہاتھ میں۔ اور اعمال تولنے کی ترازو کھڑی کی جائیگی جس سے سب نیکیاں اور بدیاں معلوم ہو جائیں گی اور پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا جس کی نیکیاں تول میں زیادہ ہونگی وہ پل صراط سے پار ہو کر بہشت میں جا پہنچیگا اور جس کے گناہ زیادہ ہونگے اگر خدا تعالیٰ نے معاف نہ کر دیے ہونگے وہ دوزخ میں گر جائیگا اور جسکی نیکیاں اور گناہ برابر ہونگے ایک مقام ہے اعراف، جنت اور دوزخ کے بیچ میں وہ وہاں رہ جائیگا اس کے بعد ہمارے پیغمبر ﷺ اور دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام اور عالم اور ولی اور شہید اور حافظ اور نیک بندے گنہگار لوگوں کو بخشوانے کیلئے شفاعت کرینگے اس کی شفاعت قبول ہوگی اور جس کے دل میں ذرا بھر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دیا جائیگا۔ اسی طرح جو لوگ اعراف میں ہونگے وہ بھی آخر کو جنت میں داخل کر دیے جائیں گے اور دوزخ میں خالی وہی لوگ رہ جائینگے جو

بالکل کافر اور مشرک ہیں اور ایسے لوگوں کو کبھی دوزخ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ جب سب جنتی اور دوزخی اپنے
اپنے ٹھکانے ہو جائیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ جنت و دوزخ کے بیچ میں موت کو ایک مینڈھے کی صورت
ظاہر کر کے سب جنتیوں اور دوزخیوں کو دکھلا کر اس کو ذبح کرا دیں گے اور فرما دیں گے کہ اب نہ جنتیوں کو موت
آئے گی اور نہ دوزخیوں کو آئے گی۔ سب کو اپنے اپنے ٹھکانے پر ہمیشہ کیلئے رہنا ہوگا۔ اس وقت نہ جنتیوں
خوشی کی کوئی حد ہوگی اور نہ دوزخیوں کے صدمے اور رنج کی کوئی انتہا ہوگی۔

بہشت کی نعمتوں اور دوزخ کی مصیبتوں کا ذکر: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے واسطے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے
سنیں اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال آیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی عمارت میں ایک اینٹ
چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی اور اینٹوں کے جوڑنے کا گارا خالص مشک کا ہے اور جنت کی کنکریاں موتی
اور یاقوت ہیں اور وہاں کی مٹی زعفران ہے۔ جو شخص جنت میں چلا جائے گا چین اور عیش میں رہے گا اور رنج نہ
دیکھے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہے گا کبھی نہ مرے گا نہ ان لوگوں کے کپڑے میلے ہوں گے نہ ان کی جوانی ختم ہوگی
فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں دو باغ تو ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان چاندی کا ہوگا اور دو
باغ ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان سونے کا ہوگا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں
سو درجے اوپر تلے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا زمین و آسمان کے درمیان میں
فاصلہ ہے یعنی پانچ سو برس اور سب درجوں میں بڑا درجہ فردوس کا ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی
ہیں۔ یعنی دودھ اور شہد اور شراب طہور اور پانی کی نہریں اور اس کے اوپر عرش ہے تو تم جب اللہ تعالیٰ سے مانگو
فردوس مانگا کرو اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ان میں ایک ایک درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا کے آدمی ایک میں بھر
جائیں تو اچھی طرح سما جائیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں جتنے درخت ہیں سب کا تنہ سونے
کا ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب سے پہلے جو لوگ جنت میں جائیں گے ان کا چہرہ ایسا روشن ہوگا جیسے
چودھویں رات کا چاند۔ پھر جو ان کے پیچھے جائیں گے ان کا چہرہ تیز روشنی والے ستارے کی طرح ہوگا۔ نہ وہاں
پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانہ کی نہ تھوک کی نہ رینٹ کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینہ مشک کی طرح
خوشبودار ہوگا۔ کسی نے پوچھا پھر کھانا کہاں جائیگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ڈکار آئیگی جس میں مشک
کی خوشبو ہوگی اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جنت والوں میں جو سب سے ادنیٰ درجے کا ہوگا اس سے اللہ تعالیٰ
پوچھے گا کیا اگر تجھ کو دنیا کے کسی بادشاہ کے ملک کے برابر دیدیں تو راضی ہو جائے گا وہ کہے گا اے پروردگار!
راضی ہوں۔ پھر ارشاد ہوگا جا تجھ کو ایسے پانچ حصے کے برابر دیا وہ کہے گا اے رب میں راضی ہو گیا۔ پھر ارشاد ہوگا
جا تجھ کو اتنا دیا اور اس سے دس گنا زیادہ دیا اور اس کے علاوہ جس چیز کو تیرا جی چاہے گا اور جس سے تیری آنکھ کو
لذت ہوگی وہ تجھ کو ملے گا اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا اور اس سے دس حصے زیادہ کے برابر اس کو ملے گا۔
فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ جنت والوں سے پوچھیں گے کہ تم خوش بھی ہو وہ عرض کریں گے کہ بھلا خوش

کیوں نہ ہوتے آپ نے تو ہم کو وہ چیزیں دیں جو آج تک کسی مخلوق کو نہیں دیں۔ ارشاد ہوگا کہ ہم تم کو ایسی چیز دیں جو ان سب سے بڑھ کر ہو۔ وہ عرض کرینگے کہ ان سے بڑھ کر کیا چیز ہوگی۔ ارشاد ہوگا کہ وہ چیز یہ ہے کہ میں تم سے ہمیشہ خوش رہونگا کبھی ناراض نہ ہونگا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب جنت والے جنت میں جا چکیں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو میں تم کو دوں، وہ عرض کرینگے کہ ہمارے چہرے آپ نے روشن کر دیئے ہم کو جنت میں داخل کر دیا، ہم کو دوزخ سے نجات دیدی اور ہم کو کیا چاہیے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ پردہ اٹھائیں گے اتنی پیاری کوئی نعمت نہ ہوگی جس قدر اللہ تعالیٰ کے دیدار میں لذت ہوگی۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دوزخ کو ہزار برس تک دھونکا یہاں تک کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا اور پھر ہزار برس تک اور دھونکا یہاں تک کہ سفید ہو گئی پھر ہزار برس تک اور دھونکا یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی۔ اب وہ بالکل سیاہ و تاریک ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہاری یہ آگ جس کو جلاتے ہو دوزخ کی آگ سے ستر حصے تیزی میں کم ہے اور وہ ستر حصے اس سے زیادہ تیز ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر ایک بڑا بھاری پتھر دوزخ کے کنارے سے چھوڑا جائے اور ستر برس تک برابر چلا جائے جب جا کر اس کے تلے میں پہنچے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دوزخ کو لایا جاویگا۔ اس کی ستر ہزار باگیں ہونگی اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے جس سے اس کو گھسیٹیں گے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب میں ہلکا عذاب دوزخ میں ایک شخص کو ہوگا اس کے پاؤں میں فقط آگ کی دو جوتیاں ہیں مگر اس سے اس کا بھیجا ہنڈیا کی طرح پکتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کسی پر عذاب نہیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دوزخ میں اتنے ایسے بڑے سانپ ہیں جیسے اونٹ اگر ایک دفعہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک زہر چڑھا رہے اور بچھو ایسے ایسے بڑے ہیں جیسے پالان کسا ہوا خچر اگر وہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک لہر اٹھتی رہے اور ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے آج نماز میں جنت اور دوزخ کا ہو بہو نقشہ دیکھا ہے۔ نہ آج تک میں نے جنت سے زیادہ کوئی بھی چیز دیکھی اور نہ دوزخ سے زیادہ کوئی چیز تکلیف کی دیکھی۔

اُن باتوں کا بیان کہ اُن کے بدون ایمان اُدھورا رہتا ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کئی اوپر ستر باتیں ایمان کے متعلق ہیں سب سے بڑی بات تو کلمہ طیبہ ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ (ﷺ) ہے اور سب سے چھوٹی بات یہ ہے کہ راستے میں کوئی کانٹا لکڑی یا پتھر پڑا ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو اس کو ہٹا دے اور شرم و حیا بھی ایمان کی انہی باتوں میں سے ایک بڑی چیز ہے۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جب اتنی باتیں ایمان سے تعلق رکھتی ہیں تو پورا مسلمان وہی ہوگا جس میں سب باتیں ہوں اور جس میں کوئی بات ہو کوئی بات نہ ہو وہ ادھورا مسلمان ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مسلمان پورا ہی ہونا ضروری ہے اس لئے سب کو لازم ہوا کہ ان سب باتوں کو اپنے اندر پیدا کرے اور کوشش کرے کہ کسی بات کی کسر نہ رہ جائے اس لئے ہم

ان باتوں کو لکھ کر بتلائے دیتے ہیں۔ وہ سب ساٹھ اوپر ستر ہیں۔ تیس تو دل سے متعلق ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ
پر ایمان لانا۔ (۲) یہ اعتقاد رکھنا کہ خدا کے سوا سب چیزیں پہلے ناپید تھیں پھر خدا کے پیدا کرنے سے پیدا
ہوگئیں۔ (۳) یہ یقین کرنا کہ فرشتے ہیں۔ (۴) یہ یقین کرنا کہ خدا تعالیٰ نے جتنی کتابیں پیغمبروں پر اتاری
تھیں سب سچی ہیں البتہ قرآن مجید کے سوا اب اوروں کا حکم نہیں رہا۔ (۵) یہ یقین کرنا کہ سب پیغمبر سچے ہیں
البتہ اب فقط رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلنا ہوگا۔ (۶) یہ یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو سب باتوں کی پہلے
سے خبر ہے اور جو ان کو منظور ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ (۷) یہ یقین کرنا کہ قیامت آنے والی ہے۔ (۸)
جنت کا ماننا۔ (۹) دوزخ کا ماننا۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا۔ (۱۱) رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا
(۱۲) اور کسی سے بھی اگر محبت یا دشمنی کرے تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے کرنا۔ (۱۳) ہر ایک کام میں نیت دین
ہی کی کرنا۔ (۱۴) گناہوں پر پچھتانا۔ (۱۵) خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ (۱۶) خدائے تعالیٰ کی رحمت کی امید
رکھنا۔ (۱۷) شرم کرنا۔ (۱۸) نعمت کا شکر کرنا۔ (۱۹) عہد پورا کرنا۔ (۲۰) صبر کرنا۔ (۲۱) اپنے کو اوروں
سے کم سمجھنا۔ (۲۲) مخلوق پر رحم کرنا۔ (۲۳) جو کچھ خدا کی طرف سے ہو اس پر راضی رہنا۔ (۲۴) خدا
پر بھروسہ کرنا۔ (۲۵) اپنی کسی خوبی پر نہ اترانا۔ (۲۶) کسی سے کینہ کپٹ نہ رکھنا۔ (۲۷) کسی پر حسد نہ کرنا
(۲۸) غصہ نہ کرنا۔ (۲۹) کسی کا برا نہ چاہنا۔ (۳۰) دنیا سے محبت نہ رکھنا اور سات باتیں زبان سے متعلق
ہیں۔ (۳۱) زبان سے کلمہ پڑھنا۔ (۳۲) قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ (۳۳) علم سیکھنا۔ (۳۴) علم سکھانا
(۳۵) دعا کرنا۔ (۳۶) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ (۳۷) لغو اور گناہ کی بات سے بچنے جیسے جھوٹ، غیبت، گالی، کوسنا
خلاف شرع گانا۔ ان سب سے بچنا اور چالیس باتیں سارے بدن سے متعلق ہیں۔ (۳۸) وضو کرنا اور غسل
کرنا، کپڑے کو پاک رکھنا۔ (۳۹) نماز کا پابند رہنا۔ (۴۰) زکوۃ اور صدقہ فطر دینا۔ (۴۱) روزہ رکھنا
(۴۲) حج کرنا۔ (۴۳) اعتکاف کرنا۔ (۴۴) جہاں رہنے میں دین کی خرابی ہو وہاں سے چلے جانا۔ (۴۵)
منت خدا کی پوری کرنا۔ (۴۶) جو قسم گناہ کی بات پر نہ ہو اس کو پورا کرنا۔ (۴۷) ٹوٹی ہوئی قسم کا کفارہ دینا
(۴۸) جتنا بدن ڈھانکنا فرض ہے اس کو ڈھانکنا۔ (۴۹) قربانی کرنا۔ (۵۰) مردے کا کفن دفن کرنا۔ (۵۱) کسی
کا قرض آتا ہو اس کا ادا کرنا۔ (۵۲) لین دین میں خلاف شرع باتوں سے بچنا۔ (۵۳) سچی گواہی کو
چھپانا۔ (۵۴) اگر نفس تقاضا کرے نکاح کر لینا۔ (۵۵) جو اپنی حکومت میں ہیں ان کا حق ادا کرنا۔ (۵۶)
ماں باپ کو آرام پہنچانا۔ (۵۷) اولاد کی پرورش کرنا۔ (۵۸) رشتہ داروں ناتہ داروں سے بدسلوکی نہ کرنا
(۵۹) آقا کی تابعداری کرنا۔ (۶۰) انصاف کرنا۔ (۶۱) مسلمانوں کی جماعت سے الگ کوئی طریقہ
نکالنا۔ (۶۲) حاکم کی تابعداری کرنا مگر خلاف شرع بات میں نہ کرے۔ (۶۳) لڑنے والوں میں صلح کر
دینا۔ (۶۴) نیک کام میں مدد دینا۔ (۶۵) نیک راہ بتلانا، بری بات سے روکنا۔ (۶۶) اگر حکومت میں ہو
شرع کے موافق سزا دینا۔ (۶۷) اگر وقت آئے تو دین کے دشمنوں سے لڑنا۔ (۶۸) امانت ادا کرنا۔ (۶۹)
ضرورت والے کو ادھار یا قرض دینا۔ (۷۰) پڑوسی کی خاطر داری کرنا۔ (۷۱) آمدنی پاک لینا۔ (۷۲) خرچ

شرع کے موافق کرنا۔ (۷۳) سلام کا جواب دینا۔ (۷۴) اگر کوئی چھینک لے کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو اس کو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا۔ (۷۵) کسی کو ناحق تکلیف نہ دینا۔ (۷۶) خلاف شرع کھیل تماشوں سے بچنا۔ (۷۷) راستہ میں ڈھیلا، پتھر، کانٹا، لکڑی ہٹا دینا۔ اگر الگ الگ سب باتوں کا ثواب معلوم کرنا ہو تو فروع الایمان ایک کتاب ہے اس میں دیکھ لو۔

اپنے نفس کی اور عام آدمیوں کی خرابی

اوپر جتنی اچھی اور بری باتوں کا ثواب اور عذاب کی چیزوں کا بیان آیا ہے اس میں دو چیزیں کھنڈت ڈالتی ہیں ایک تو خود اپنا نفس کہ ہر وقت گود میں بیٹھا ہوا طرح طرح کی باتیں سمجھاتا ہے۔ نیک کاموں میں بہانے نکالتا ہے اور برے کاموں میں اپنی ضرورتیں بتاتا ہے اور عذاب سے ڈراؤ تو اللہ تعالیٰ کا غفور و رحیم ہونا یاد دلاتا ہے اور اوپر سے شیطان اس کو سہارا دیتا ہے اور دوسرے کھنڈت ڈالنے والے وہ آدمی ہیں جو اس سے کسی طرح کا واسطہ رکھتے ہیں یا تو عزیز و اقارب ہیں یا جان پہچان والے ہیں یا ادنیٰ تعلق کے ہیں یا کبھی کبھی کے ہیں۔ بعض گناہ تو اس واسطے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی بری باتوں کا اثر اس میں آ جاتا ہے اور بعض گناہ ان کی خاطر سے ہوتے ہیں اور بعض اس واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی نگاہ میں بات اونچی نہ ہو اور بعض گناہ اس لئے ہو جاتے ہیں کہ وہ لوگ اس کے ساتھ برائی کرتے ہیں تو یہ بھی برائی کے رنج میں، کچھ وقت ان کی غیبت میں اور کچھ وقت ان سے بدلہ لینے کی فکر میں غرق ہوتا ہے پھر اس سے طرح طرح کے گناہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ساری خرابی اس نفس کی تابعداری کی اور آدمیوں سے بھلائی کی امید رکھنے کی ہے اس لئے ان کی خرابی سے بچنے کے واسطے دو باتیں ضروری ٹھہریں ایک تو اپنے نفس کو دبانا، اس کو بہلا پھسلا کر کبھی ڈانٹ ڈپٹ کر دین کی راہ پر لگانا دوسرے سب آدمیوں سے زیادہ لگاؤ نہ رکھنا اور اس بات کی پروا نہ کرنا کہ وہ اچھا کہیں گے یا برا کہیں گے۔ اس واسطے ان دونوں ضروری باتوں کو الگ الگ لکھا جاتا ہے۔

نفس کے ساتھ برتاؤ کا بیان

پابندی کے ساتھ ساتھ تھوڑا سا وقت ہمیشہ صبح کو تھوڑا وقت شام کو یا سوتے وقت مقرر کرو اس وقت میں اکیلے بیٹھ کر اور اپنے دل کو جہاں تک ہو سکے سارے خیالوں سے خالی کر کے اپنے جی سے یوں باتیں کیا کرو اور نفس سے یوں کہا کرو کہ اے نفس خوب سمجھ لے تیری مثال دنیا میں ایک سوداگر کی سی ہے پونجی تیری عمر ہے اور نفع اس کا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کی بھلائی یعنی آخرت کی نجات حاصل کرے۔ اگر یہ دولت حاصل کر لی تو سوداگری میں نفع ہوا اور اگر اس عمر کو یوں ہی کھو دیا اور بھلائی اور نجات حاصل نہ کی تو اس سوداگری میں بڑا ٹوٹا اٹھایا کہ پونجی بھی گئی اور نفع نصیب نہ ہوا۔ اور یہ پونجی ایسی قیمتی ہے کہ اس کی ایک ایک گھڑی بلکہ ایک ایک سانس بے انتہا قیمت رکھتا ہے اور کوئی خزانہ کتنا ہی بڑا ہو اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اول تو آخر

کھاتے رہو گے تو اچھے رہو گے اور تکلیف کم رہے گی تو یقینی بات ہے کہ اپنی جان جو پیاری ہے اس کیلئے اس حکیم کے کہنے سے کیسی ہی مزیدار چیز ہو اس کو ساری عمر کیلئے چھوڑ دیگا اور دوا کیسی ہی بدمزہ اور ناگوار ہو آنکھ بند کر کے روز کے روز اس کو نگل جایا کریگا۔ تو ہم نے مانا کہ گناہ بڑے مزیدار ہیں اور نیک کام بہت ناگوار ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان مزیدار چیزوں کا نقصان بتلا دیا ہے اور ان ناگوار کاموں کو فائدہ مند فرمایا ہے پھر نقصان اور فائدہ بھی کیسا ہمیشہ ہمیشہ کا۔ جس کا نام دوزخ اور جنت ہے اور تو اے نفس تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ جان کی محبت میں ادنیٰ حکیم کے کہنے کا تو یقین کرے اور اس کا پابند ہو جائے اور اپنے ایمان کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے کہنے پر دل کو نہ جمائے اور گناہوں کے چھوڑنے کی ہمت نہ کرے اور نیک کاموں سے پھر بھی جی چرائے تو کیسا مسلمان ہے کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کو ایک چھوٹے سے حکیم کے کہنے کے برابر بھی نہ سمجھے اور کیسا بے عقل ہے کہ جنت کے ہمیشہ ہمیشہ کے آرام کی دنیا کے تھوڑے دنوں کے آرام کے برابر بھی قدر نہ کرے اور دوزخ کی اتنی سخت اور دراز تکلیف سے دنیا کی تھوڑے دنوں کی تکلیف کے برابر بھی بچنے کی کوشش نہ کرے اور نفس سے یوں کہو کہ اے نفس دنیا سفر کا مقام ہے اور سفر میں پورا آرام ہرگز میسر نہیں ہوا کرتا۔ طرح طرح کی تکلیفیں جھیلنی پڑتی ہیں مگر مسافر اس لئے ان تکلیفوں کو سہار لیتا ہے کہ گھر پہنچ کر پورا آرام مل جائیگا بلکہ ان تکلیفوں سے گھبرا کر کسی سرائے میں ٹھہر کر اس کو اپنا گھر بنالے اور سب سامان آرائش کا وہاں جمع کر لے تو ساری عمر بھی گھر پہنچنا نصیب نہ ہو اسی طرح دنیا میں جب تک رہنا ہے محنت مشقت کی سہار کرتا چاہئے۔ عبادت میں بھی محنت ہے اور گناہوں کے چھوڑنے میں بھی مشقت ہے اور بھی طرح طرح کی مصیبت ہے لیکن آخرت ہمارا گھر ہے وہاں پہنچ کر سب مصیبت کٹ جائے گی۔ یہاں کی ساری محنت و مشقت کو جھیلنا چاہئے اگر یہاں آرام ڈھونڈا تو گھر جا کر آرام کا سامان ملنا مشکل ہے۔ بس یہ سمجھ کر بھی دنیا کی راحت اور لذت کی ہوس نہ کرنا چاہئے اور آخرت کی درستی کیلئے ہر طرح کی محنت کو خوشی سے اٹھانا چاہئے۔ غرض ایسی ایسی باتیں نفس سے کر کے اس کو راہ پر لگانا اور روز مرہ اسی طرح سمجھانا چاہئے اور یاد رکھو کہ اگر تم خود اس طرح اپنی بھلائی اور درستی کی کوشش نہ کروگی تو اور کون آئے گا جو تمہاری خیر خواہی کریگا۔ اب تم جانو تمہارا کام جانے۔

عام آدمیوں کے ساتھ برتاؤ کا بیان

عام آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ جن سے دوستی اور میل ساتھ ہونے کا علاقہ ہے۔ دوسرے وہ جن سے صرف جان پہچان ہے۔ تیسرے وہ جن سے جان پہچان بھی نہیں۔ اور ہر ایک کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ الگ ہے۔ سو جن سے جان پہچان بھی نہیں اگر ان کے ساتھ ملنا بیٹھنا ہو تو ان باتوں کا خیال رکھو کہ وہ ادھر ادھر کی باتیں اور خبریں بیان کریں ان کی طرف کان مت لگاؤ اور وہ جو کچھ واہی تباہی بکیں ان

سے بالکل بے پروا بن جاؤ۔ ان سے بہت مت دبو۔ ان سے کوئی امید اور التجا مت کرو اور اگر کوئی بات ان سے خلاف شرع دیکھو تو اگر یہ امید ہو کہ نصیحت مان لیں گی تو بہت نرمی سے سمجھا دو اور جن سے دوستی اور زیادہ راہ ورسم ہے ان میں اس کا خیال رکھو کہ اول تو ہر کسی سے دوستی اور راہ ورسم مت پیدا کرو۔ کیونکہ ہر آدمی دوستی کے قابل نہیں ہوتا۔ البتہ جس میں یہ پانچ باتیں ہوں اس سے راہ ورسم رکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

اول یہ کہ وہ عقلمند ہو کیونکہ بے وقوف آدمی سے اول تو دوستی کا نباہ نہیں ہوتا۔

دوسرے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ تم کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے مگر بے وقوفی کی وجہ سے اور الٹا نقصان کر گزرتا ہے جیسے کسی نے ریچھ پالا تھا۔ ایک دفعہ یہ شخص سو گیا اور اس کے منہ پر بار بار مکھی آکر بیٹھتی تھی۔ اس ریچھ کو جو غصہ آیا مکھی مارنے کو ایک بڑا پتھر اٹھا کر لایا اور تاک کر اس کے منہ پر کھینچ مارا مکھی تو اڑ گئی اور اس بیچارے کا سر پھیلا پھیلا ہو گیا۔ دوسری بات یہ کہ اس کے اخلاق وعادات ومزاج اچھا ہو۔ اپنے مطلب کی دوستی نہ سمجھے اور غصہ کے وقت آپے سے باہر نہ ہو جائے ذرا ذرا سی بات میں طوطے کی سی آنکھیں نہ بدلے۔

تیسری بات یہ کہ دیندار ہو کیونکہ جو شخص دیندار نہیں ہے جب وہ خدا تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا تو تم کو اس سے کیا امید ہے کہ اس سے وفا ہو گی۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ جب تم بار بار اس کو گناہ کرتے دیکھو گی اور دوستی کی وجہ سے نرمی کرو گی تو خود تم کو بھی اس گناہ سے نفرت نہ رہے گی۔ تیسری خرابی یہ کہ اس کی بری صحبت کا اثر تم کو بھی پہنچے گا اور ویسے ہی گناہ تم سے بھی ہونے لگیں۔

چوتھی بات یہ کہ اس کو دنیا کی حرص نہ ہو کیونکہ حرص والے کے پاس بیٹھنے سے ضرور دنیا کی حرص بڑھتی ہے جب ہر وقت اس کو اسی دھن اور اسی چرچے میں دیکھو گی۔ کبھی زیور کا ذکر ہے کبھی پوشاک کی فکر ہے کبھی گھر کے سامان کا دھندا ہے تو کہاں تک تم کو خیال نہ ہو گا اور جس کو خود ہی حرص نہ ہو۔ موٹا کپڑا پہنتا ہو کھاتا ہو ہر وقت دنیا کی ناپائیداری کا ذکر ہو اس کے پاس بیٹھ کر جو کچھ تھوڑی بہت حرص ہوتی ہے وہ بھی دل سے نکل جاتی ہے۔

پانچویں بات یہ کہ اس کی عادت جھوٹ بولنے کی نہ ہو کیونکہ جھوٹ بولنے والے آدمی کا کچھ اعتبار نہیں خدا جانے اس کی کس بات کو سچا سمجھ کر آدمی دھوکے میں آ جائے۔ ان پانچوں باتوں کا خیال تو دوستی پیدا کرنے سے پہلے کر لینا چاہئے اور جب کسی میں پانچوں باتیں دیکھ لیں اور راہ ورسم پیدا کر لی۔ اب اس کے حق اچھی طرح ادا کرو اور وہ حق یہ ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی ضرورت میں کام آؤ۔ اگر خدا تعالیٰ نے گنجائش دی ہے اس کی مدد کرو۔ اس کا بھید کسی سے مت کہو۔ جو کوئی اس کو برا کہے اس کو خبر مت کرو۔ جب وہ بات کرے کان لگا کر سنو۔ اگر اس میں کوئی عیب دیکھو تو بہت نرمی اور خیرخواہی سے تنہائی میں سمجھا دو۔ اگر اس سے کوئی خطا ہو جائے درگزر کرو۔ اس کی بھلائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہو۔ اب رہ گئے وہ آدمی جن سے صرف جان پہچان ہے۔ ایسے آدمی سے بڑی احتیاط رکھنا ہے کیونکہ جو دوست ہیں وہ تو تمہارے بھلے میں ہیں اور جن سے جان پہچان بھی نہیں وہ اگر بھلے میں نہیں تو برائی میں بھی نہیں اور یہ جو بیچ کے رہ گئے

جن سے نہ دوستی ہے اور نہ وہ بالکل انجان ہیں زیادہ تکلیف اور برائی ایسوں ہی سے پہنچتی ہے۔ کہ زبان سے دوستی اور خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں اور اندر ہی اندر جڑیں کھودتے ہیں اور حسد کرتے ہیں اور ہر وقت عیب ڈھونڈا کرتے ہیں اور بدنام کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے کسی سے جان پہچان اور ملاقات مت پیدا کرو اور ان کی دنیا کو دیکھ کر حرص مت کرو اور ان کی خاطر اپنی دین مت برباد کرو۔ اگر کوئی تم سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی مت کرو۔ کیونکہ اس کی طرف سے پھر تمہارے ساتھ اور زیادہ برائی ہوگی۔ تو تم سے اس کی سہار نہ ہو سکے گی۔ اور اسی دھندے میں لگ جاؤ گی اور دنیا اور دین دونوں کا نقصان ہوگا۔ اس واسطے درگذر ہی بہتر ہے اور اگر کوئی تمہاری عزت آبرو، خاطر داری کرے یا تمہاری تعریف کرے اور محبت ظاہر کرے تو تم اس دھوکے میں مت آنا۔ اور اس بھروسے مت رہنا۔ کیونکہ بہت کم آدمی ہیں جن کا ظاہر و باطن ایک سا ہو اور بہت کم اطمینان ہے کہ ان کے یہ برتاؤ صاف دل سے ہوں۔ اس کی امید ہرگز کسی سے مت رکھو اور جو کوئی تمہاری غیبت کرے تم سن کر نہ غصہ ہو نہ یہ تعجب کرو کہ اس نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا اور میرے حق کا یا میرے احسان کا یا میرے بڑے ہونے کا یا میرے علاقہ کا کچھ خیال نہ کیا۔ کیونکہ اگر انصاف کر کے دیکھو تو تم بھی خود سب کے ساتھ آگے پیچھے ایک حالت میں نہیں رہ سکتی ہو۔ سامنے اور برتاؤ ہوتا ہے اور پیچھے اور برتاؤ پھر جس بلا میں خود مبتلا ہو اور دوں پر کیوں تعجب کرتی ہو۔

خلاصہ یہ کہ کسی طرح کی بھلائی کی امید مت رکھو نہ تو کسی قسم کے فائدے پہنچنے کی اور نہ کسی کی نظر میں آبرو بڑھنے کی اور نہ کسی کے دل میں محبت پیدا ہونے کی جب کسی سے کوئی امید نہ رکھو گی تو پھر کوئی تم سے کیسا ہی برتاؤ کرے کبھی ذرا بھی رنج نہ ہوگا اور خود جہاں تک ہو سکے سب کو فائدہ پہنچاؤ۔ اگر کسی کی کوئی بھلائی کی بات سمجھ میں آئے اور یہ یقین ہو کہ وہ مان لے گا تو اس کو بتلا دو نہیں تو خاموش رہو۔ اگر کسی سے کوئی فائدہ پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اور اس شخص کے لیے دعا کرو اور کسی سے کوئی نقصان یا تکلیف پہنچے تو یوں سمجھو کہ میرے کسی گناہ کی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو اور اس شخص سے رنج مت رکھو۔ غرض نہ مخلوق کی بھلائی کو دیکھو نہ برائی کو۔ بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھو اور ان سے ہی کام رکھو اور ان کی ہی تابعداری کرو اور ان ہی کی یاد میں لگی رہو اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین۔

کہ آپ کی حفاظت کرو یہ نبی ہیں اور آپ کو مکہ مکرمہ واپس کرادیا۔ پھر آپ خود حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لیکر
شام کو چلے راہ میں نسطورا نے جو کہ عالم اور درویش نصاریٰ کا تھا آپ کے نبی ہونے کی گواہی دی اور جب آپ
لوٹے تو حضرت خدیجہؓ سے آپ کی شادی ہوگئی اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی۔ اور حضرت خدیجہؓ چالیس
برس کی تھیں۔ پھر چالیس برس کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اور آپ باون یا ترپن برس کے تھے کہ آپ کو معراج
ہوئی۔ نبوت کے بعد تیرہ برس آپ مکہ مکرمہ میں رہے۔ پھر جب کافروں نے بہت دق کیا تو خدا تعالیٰ کے حکم
سے آپ مدینہ منورہ چلے گئے اور دوسرا برس مدینہ منورہ میں آئے ہوئے تھا کہ بدر کی لڑائی ہوئی۔ پھر اور لڑائیاں
ہوئیں۔ بہت چھوٹی بڑی ملا کر چھبیس ہوئیں۔ اور مشہور نکاح آپ کے گیارہ بیبیوں سے ہوئے جن میں دو آپ
کے روبرو انتقال کر گئیں۔ ایک تو حضرت خدیجہؓ دوسری حضرت زینبؓ خزیمہ کی بیٹی وفات شریف کے وقت
(نو ۹) زندہ تھیں۔ حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینبؓ جحش کی بیٹی،
حضرت ام حبیبہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت صفیہؓ اور آپ کی اولاد چار لڑکیاں تھیں۔ سب سے
بڑی حضرت زینبؓ اور ان سے چھوٹی حضرت رقیہؓ اور ان سے چھوٹی حضرت ام کلثومؓ سب میں چھوٹی حضرت
فاطمہؓ یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہیں اور تین یا چار یا پانچ لڑکے تھے۔ حضرت قاسمؓ اور حضرت عبد اللہؓ اور
حضرت طیبؓ اور حضرت طاہرؓ یہ حضرت خدیجہؓ سے ہیں۔ اور ایک حضرت ابراہیمؓ حضرت ماریہؓ سے
ہیں۔ جو آپ کی باندی تھیں اور ان کا مدینہ منورہ میں شیر خوارگی کی حالت میں انتقال ہوگیا تھا۔ اس طرح تو پانچ
ہوئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عبد اللہ کا نام طیب بھی ہے تو اس طرح چار ہوئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ
طیب بھی ان ہی عبد اللہ کا نام ہے اور طاہر بھی تو اس طرح تین ہوئے اور حضرت عبد اللہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے
اور مکہ مکرمہ ہی میں انتقال ہوا۔ اور باقی پیغمبر زادے نبوت سے پہلے پیدا ہوئے اور نبوت سے پہلے ہی انتقال کر
گئے۔ اور آپ مدینہ منورہ میں دس برس تک رہے پھر بدھ کے روز صفر کے مہینے کے دو دن رہے تھے آپ بیمار
ہوئے اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ پیر کے روز چاشت کے وقت تریسٹھ سال کی عمر میں وفات فرما گئے اور منگل
کے دن دوپہر ڈھلے دفن کئے گئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ منگل کا دن گزر کر رات آ گئی تھی اور دیر اس لئے ہوئی
کہ صحابہؓ غم و صدمہ سے ایسے پریشان تھے کہ کسی کا ہوش درست نہیں تھا۔ اور حضرت پیغمبر ﷺ کی بیٹیوں میں
سے حضرت زینبؓ کے ایک لڑکا پیدا ہوا علیؓ اور ایک لڑکی امامہؓ دونوں کی نسل نہیں چلی حضرت رقیہ کے ایک لڑکا
پیدا ہوا عبد اللہ چھ سال کا انتقال کر گیا اور حضرت ام کلثومؓ کی کچھ اولاد نہیں ہوئی اور حضرت فاطمہؓ کے حسنؓ حسینؓ
اور ان کی اولاد بہت کثرت سے پھیلی۔

پیغمبر ﷺ کے مزاج و عادات کا بیان: آپ دل کے بڑے سخی تھے کسی سوال سے "نہیں" کبھی
نہیں کی اگر ہوا دیدیا نہ ہوا تو نرمی سے سمجھا دیا دوسرے وقت دینے کا وعدہ کر لیا۔ آپ بات چیت کے بڑے
سچے تھے۔ آپ کی طبیعت بہت نرم تھی سب باتوں میں سہولت اور آسانی برتتے اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں کا
بڑا خیال رکھتے تھے کہ ان کو کسی طرح کی اپنے سے تکلیف نہ پہنچے یہاں تک کہ اگر رات کو اٹھ کر باہر جانا ہوتا تو

بہت ہی آہستہ جوتی پہنتے بہت ہلکے سے کواڑ کھولتے۔ بہت آہستہ چلتے۔ اور اگر گھر میں تشریف لاتے اور گھر
والے سو رہے ہوتے تو بھی سب کام چپکے چپکے کرتے۔ کبھی کسی سوتے کی نیند خراب نہ ہو جائے۔ ہمیشہ نیچی نگاہ
زمین کی طرف رکھتے جب بہت سے آدمیوں کے ساتھ چلتے تو اوروں سے پیچھے رہتے جو سامنے آتا اس کو
پہلے خود سلام کرتے جب بیٹھتے تو بہت عاجزی کی صورت بنا کر۔ جب کھانا کھاتے تو بہت ہی غریبوں کی
طرح بیٹھ کر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ کبھی چپاتی نہیں کھائی۔ تکلف کی تشتریوں میں کبھی نہیں کھایا۔ ہر
وقت خدائے تعالیٰ کے خوف سے فکرمند رہتے ہر وقت اسی سوچ میں لگے رہتے اسی الجھن میں کسی کروٹ چین
نہ آتا۔ زیادہ وقت خاموش رہتے۔ بے ضرورت کے کلام نہ فرماتے۔ جب بولتے تو ایسا صاف کہ ہر ایک
آدمی خوب سمجھ لے آپ کی بات نہ اتنی لمبی ہوتی کہ ضرورت سے زیادہ اور نہ اس قدر کم ہوتی کہ مطلب بھی
سمجھ میں نہ آئے۔ بات میں ذرا سختی نہ تھی نہ برتاؤ میں کسی طرح کی سختی تھی۔ اپنے پاس آنے والے کی بے
قدری اور ذلت نہ کرتے تھے کسی کی بات نہ کاٹتے تھے۔ البتہ اگر شرع کے خلاف کوئی بات کرتا تو یا تو منع فرما
دیتے یا وہاں سے خود اٹھ جاتے۔ خدا کی نعمت کیسی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو آپ اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے۔ کبھی
اس میں عیب نہ نکالتے تھے کہ اس کا مزہ اچھا نہیں ہے۔ یا اس میں بو آتی ہے البتہ جس چیز کو دل نہ چاہتا اس کو
خود نہ کھاتے اور نہ اس کی تعریف کرتے نہ اس میں عیب نکالتے۔ دنیا کی کیسی ہی بات ہو اس کی وجہ سے آپ کو
غصہ نہ آتا۔ مثلاً کسی کے ہاتھ سے نقصان ہو گیا کسی نے کوئی کام بگاڑ دیا۔ یہاں تک کہ حضرت انسؓ کہتے
ہیں کہ میں نے دس برس تک آپ کی خدمت کی۔ اس دس برس میں میں نے جو کچھ کر دیا اس کو یوں نہیں فرمایا
کہ یوں کیا اور جو نہیں کیا اس کو یوں نہیں پوچھا کہ کیوں [1] نہیں کیا۔ البتہ اگر کوئی بات خلاف دین کے ہوتی
اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا۔ اپنے ذاتی معاملہ میں آپ نے غصہ نہیں کیا۔ اگر کسی سے
ناراض ہوتے تو صرف منہ پھیر لیتے یعنی زبان سے کچھ سخت سست نہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو نیچی نگاہ
کر لیتے یعنی شرم اس قدر تھی کہ کیا کنواری لڑکی کو ہوگی۔ بڑی ہنسی آتی تو یوں ہی ذرا مسکرا دیتے یعنی آواز سے
نہ ہنستے سب میں ملے جلے رہتے یہ نہیں کہ اپنی شان بنا کر لوگوں سے کھنچے رہیں بلکہ کبھی کبھی کسی کا دل خوش
کرنے کو ہنسی مذاق بھی فرما لیتے لیکن اس میں بھی وہی بات فرماتے جو سچی ہوتی۔ نفلیں اس قدر پڑھتے کہ
کھڑے کھڑے دونوں پاؤں سوج جاتے جب قرآن شریف پڑھتے یا سنتے تو خدا کے خوف اور محبت سے
روتے۔ عاجزی اس قدر مزاج میں تھی کہ اپنی امت کو حکم فرمایا کہ مجھ کو بہت مت بڑھا دینا۔ اور کوئی غریب
دیہاتی آ کر کہتی کہ مجھ کو آپ سے الگ کچھ کہنا ہے۔ آپ فرماتے اچھا کسی سڑک پر بیٹھ کر کہہ لے وہ جہاں
بیٹھ جاتی آپ بھی وہیں بیٹھ جاتے۔ کوئی بیمار ہو امیر یا غریب اس کو پوچھتے۔ کسی کا جنازہ ہوتا آپ اس میں
تشریف لاتے۔ کیسا ہی کوئی غلام اسلام دعوت کرتا آپ قبول فرما لیتے اگر کوئی جو کی روٹی اور بدمزہ چربی کی

[1] اور بعض روایات میں یوں آیا ہے سعد بن عبدالرزاق کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضور ﷺ کے بعض گھر
والے کسی خادم پر ملامت کرتے تو حضور ﷺ ان کو منع فرماتے اور فرماتے کہ جو مقدر میں تھا ہو گیا اس کو کیوں ملامت

دعوت کرتا آپ اس سے بھی عذر نہ فرماتے۔ زبان سے کوئی بیکار بات نہ نکلتی سب کی دلجوئی کرتے کوئی ایسا برتاؤ نہ فرماتے جس سے کوئی گھبراوے۔ ظالم موذیوں کی شرارت سے خوش تدبیری کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر ان کے ساتھ اسی خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے۔ آپ کے پاس حاضر ہونے والوں میں اگر کوئی نہ آتا تو اسکو پوچھتے ہر کام کو ایک قاعدے سے کرتے یہ نہیں کہ کبھی کچھ کر دیا کبھی کسی طرح کر لیا۔ جب اٹھتے خدا کی یاد کرتے جب بیٹھتے خدا کی یاد کرتے۔ جب کسی محفل میں تشریف لیجاتے جہاں تک آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اس کے کنارے بیٹھ جاتے یہ نہیں کہ سب کو پھاند کر بڑی جگہ جا کر بیٹھیں۔ اگر بات کرنے کے وقت کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر کے بات کرتے یہ نہیں کہ ایک طرف تو توجہ ہے دوسروں کو دیکھتے بھی نہیں۔ سب کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے کہ ہر شخص یوں سمجھتا کہ مجھے سب سے زیادہ چاہتے ہیں اگر کوئی پاس آ کر بیٹھتا یا بات شروع کرتا اس کی خاطر سے بیٹھے رہتے۔ جب پہلے وہی اٹھ جاتا تب آپ اٹھتے آپ کے اخلاق سب کے ساتھ عام تھے۔ گھر میں جا کر مسند تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔ گھر کے بہت سے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے کہیں بکری کا دودھ نکال لیتے کہیں اپنے کپڑے صاف کر لیتے، اپنا کام اکثر اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے۔ کیسا ہی بڑے سے بڑا آدمی آپ کے پاس آتا اس سے بھی مہربانی کے ساتھ ملتے اس کی دل شکنی نہ فرماتے غرض سارے آدمیوں سے زیادہ آپ ہی خوش اخلاق تھے۔ اگر کسی سے کوئی ناپسند بات ہو جاتی تو کبھی اس کے منہ در منہ نہ جتلاتے نہ طبیعت میں سختی تھی اور نہ کبھی سختی کی صورت بناتے جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی کے ڈرانے دھمکانے کو جھوٹ موٹ غصے کی صورت بنا کر ویسی ہی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ نہ آپ کی عادت چلانے کی تھی۔ جو کوئی آپ کے ساتھ برائی کرتا آپ بھی اس کے ساتھ برائی نہ کرتے بلکہ معاف اور درگزر فرما دیا کرتے تھے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی غلام کو، خدمت گار کو، عورت کو بلکہ کسی جانور تک کو بھی نہیں مارا۔ اور شریعت کے حکم سے سزا دینا اور بات ہے۔ اگر آپ پر کوئی زیادتی کرتا تو اس کا بدلہ نہ لیتے ہر وقت فکر میں معمور رہتے اور ہنسی بھی نہ جچ جاتے اور یہ مطلب نہیں کہ بے غم رہتے۔ کیونکہ اوپر آ چکا ہے کہ ہر وقت غم اور سوچ میں رہتے۔ مزاج بہت نرم تھا نہ بات میں سختی نہ برتاؤ میں سختی نہ بے باکی تھی کہ جو چاہا پھٹ سے کہہ دیا نہ کسی کا عیب بیان کرتے نہ کسی چیز کے دینے میں دریغ فرماتے۔ ان خصلتوں کی ہوا بھی نہ لگی تھی جیسے اپنی بڑائی کرنا، کسی سے بحث مباحثہ کرنا جس بات میں کوئی فائدہ نہ ہو اس میں لگنا، نہ کسی کی برائی کرتے نہ کسی کے عیب کھود کرید کرتے اور وہی بات منہ سے نکالتے جس میں ثواب ملا کرتا ہے۔ کوئی باہر کا پردیسی آ جاتا اور بول چال میں پوچھنے یا کہنے میں بدتمیزی کرتا آپ اس کی سہار فرماتے۔ کسی کو اپنی تعریف نہ کرنے دیتے اور حدیثوں میں بڑی اچھی باتیں لکھی ہیں۔ جتنی ہم نے بتلا دی ہیں اگر عمل کرو یہ بھی بہت ہیں۔ اب نیک بیبیوں کے حال سنو۔

(۱) **حضرت حوا علیہا السلام کا ذکر:** یہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بی بی اور تمام دنیا کے آدمیوں کی ماں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کامل قدرت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بائیں پسلی

سے پیدا کیا اور پھر ان کے ساتھ نکاح کر دیا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور وہاں ایک درخت تھا اس کو کھانے سے منع کر دیا۔ انہوں نے غلطی سے شیطان کے بہکانے میں آ کر اس درخت سے کھا لیا اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ جنت سے دنیا میں جاؤ۔ دنیا میں آ کر اپنی خطا پر بہت روئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف کر دی اور پہلے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے الگ ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان سے ملا دیا پھر دونوں سے بے شمار اولاد پیدا ہوئی۔

فائدہ۔ بیبیو دیکھو حضرت حوا نے اپنی خطا کا اقرار کر لیا۔ توبہ کر لی۔ بعض عورتیں اپنے قصور کو دبایا کرتی ہیں اور کبھی اپنے اوپر بات نہیں آنے دیتیں اور ایسی تو بہت ہیں جو گناہ کرتی ہیں۔ ساری عمر کرتی رہتی ہیں اس کو چھوڑتی نہیں، خاص کر غیبت اور رسموں کی پابندی۔ بیبیو اس خصلت کو چھوڑ دو جو خطا و قصور ہو جائے اس کو فوراً چھوڑ کر توبہ کر لیا کرو۔

(۲) حضرت نوحؑ کی والدہ کا ذکر: قرآن شریف میں ہے کہ نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھ اپنی ماں کیلئے بھی دعا کی۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ آپ کے ماں باپ مسلمان تھے۔

فائدہ: دیکھو ایمان کی کیا برکت ہے کہ ایمان ہونے کے باعث پیغمبر بھی دعا کرتے ہیں۔ بیبیو ایمان کو مضبوط رکھو۔

(۳) حضرت سارہ علیہا السلام کا ذکر: یہ حضرت ابراہیم پیغمبرؑ کی بی بی اور حضرت اسحاق پیغمبر علیہ السلام کی ماں ہیں۔ ان کا فرشتوں سے بولنا۔ اور فرشتوں کا ان سے یہ کہنا کہ تم سارے گھر والوں پر خدا کی رحمت اور برکت ہے۔ قرآن میں مذکور ہے کہ ان کی پارسائی اور ان کی دعا قبول ہونے کا ایک قصہ حدیث[1] میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ ہجرت کر کے شام کو چلے یہ بھی سفر میں ساتھ تھیں۔ رستے میں کسی ظالم بادشاہ کی بستی آئی۔ اس کمبخت سے کسی نے جا لگایا کہ تیری عملداری میں ایک بی بی بڑی خوبصورت آئی ہے۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ کو بلا کر پوچھا تمہارے ہمراہ کون عورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری دینی بہن ہے۔ بیوی اس لئے نہیں فرمایا کہ وہ ان کو خاوند سمجھ کر مار ڈالتا۔ جب وہاں سے لوٹ کر آئے تو حضرت سارہ سے کہا کہ میری بات جھوٹی مت کر دینا اور یہ سمجھو تم دین میں میری بہن ہی ہو۔ پھر اس نے حضرت سارہ کو بلوایا۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ اس کی نیت بری ہے انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا کی اے اللہ اگر میں تیرے پیغمبر پر ایمان رکھنے والی اور پارسائی رکھنے والی ہوں تو اس کافر کو مجھ پر قابو نہ دیجئے۔[2] بس اس کا یہ حال ہوا کہ لگا ہاتھ پاؤں دے دے مارنے۔ پھر تو خوشامد کرنے لگا اور کہا کہ اے بی بی اللہ سے دعا کرو کہ میں اچھا ہو جاؤں میں عہد کرتا ہوں کہ کچھ نہ کہوں گا ان کو بھی یہ خیال آیا کہ اگر مر جائیگا تو لوگ کہیں گے کہ اسی عورت نے مار ڈالا ہوگا۔ غرض ان کے کہنے سے انہوں نے دعا کر دی فوراً اچھا ہو گیا۔ اس نے پھر شرارت کا ارادہ کیا تو آپ نے پھر بددعا کی اس نے پھر منت سماجت کی۔ آپ نے پھر دعا کر دی غرض تین بار ایسا ہی قصہ ہوا آخر جھلا کر کہنے

---

[1] بخاری شریف

[2] مطلب یہ ہے کہ میں ضرور مسلمان ہوں بس اسلام و ایمان کی برکت سے مجھے اس بلا سے بچا لیجئے۔ و شرط جزا سے مطلب نہیں بلکہ یقین کیلئے

لگا کر تم کس بلا کو میرے پاس لے آئے ان کو رخصت کرو۔ اور حضرت ہاجرہ کو جن کو اس نے ظلم سے باندی بنا رکھا تھا اور وہ قبطیوں کی قوم سے تھیں اور اسی طرح خدا نے انکی عزت بھی بچا رکھی تھی خدمت کیلئے ان کے حوالے کیا۔ ماشاء اللہ عزت آبرو سے حضرت ابراہیم کے پاس آ گئیں۔ فائدہ۔ بیبیو دیکھو پارسائی کیسی برکت کی چیز ہے۔ ایسے آدمی کی کس طرح اللہ تعالیٰ نگہبانی کرتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز سے مصیبت ٹلتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے جب کوئی پریشانی ہوا کرے بس نفلوں میں لگ جایا کرو اور دعا کیا کرو۔

(۴) حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا ذکر:

جس ظالم بادشاہ کا قصہ اوپر آ چکا ہے اس نے حضرت ہاجرہ کو بطور باندی کے رکھ چھوڑا تھا جیسا ابھی بیان ہوا ہے، پھر اس نے حضرت سارہ کو دے دیا۔ اور حضرت سارہ نے ان کو اپنے شوہر حضرت ابراہیمؑ کو دے دیا اور ان سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ ابھی حضرت اسماعیلؑ دودھ پیتے بچے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ مکہ شریف کو حضرت اسماعیل کی اولاد سے آباد کریں۔ اس وقت اس جگہ جنگل تھا اور کعبہ بھی بنا ہوا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حضرت اسماعیلؑ اور ان کی ماں ہاجرہ کو اس میدان میں چھوڑ دو ہم ان کے نگہبان ہیں۔ خدا کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ ماں اور بچہ دونوں کو لیکر اس جنگل بیابان میں جہاں اب مکہ مکرمہ آباد ہے پہنچا آئے۔ اور ان کے پاس ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلہ خرما کا رکھ دیا۔ جب پہنچا کر وہاں سے لوٹنے لگے تو حضرت ہاجرہؑ ان کے پیچھے چلیں اور پوچھا کہ ہم کو یہاں آپ اکیلے چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کچھ جواب[1] نہ دیا۔ تب انہوں نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بولے ہاں کہنے لگیں تو کچھ فکر نہیں وہ آپ ہی ہماری خبر رکھیں گے۔ اور اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئیں چھوہارے کھا کر پانی پی لیتیں اور حضرت اسماعیلؑ کو دودھ پلاتیں جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو ماں بیٹے پر پیاس کا غلبہ ہوا اور حضرت اسماعیلؑ کی تو یہ حالت ہوئی کہ اسے پیاس کے بل کھانے لگے ماں اس حالت میں اپنے بچہ کو نہ دیکھ سکیں اور پانی دیکھنے کو کوہ صفا پہاڑ پر چڑھیں اور چاروں طرف نگاہ دوڑائی شاید کہیں پانی نظر آئے۔ جب کہیں نظر نہیں پڑا تو اس پہاڑ سے اتر کر دوسرے پہاڑ مروہ کی طرف چلیں کہ اس پر چڑھ کر دیکھیں۔ بیچ کے میدان میں ایک ٹکڑا زمین کا گڑھا سا تھا جب تک برابر زمین پر رہیں تو بچہ کو دیکھ لیتیں جب اس گڑھے میں پہنچیں تو بچہ نظر نہ پڑا اس لئے دوڑ کر اس ٹکڑے سے نکل کر برابر میدان میں آ گئیں۔ غرض مروہ پہاڑ پر پہنچیں اور اسی طرح چڑھ کر دیکھا وہاں بھی کچھ نہ دکھائی دیا۔ اس سے اتر کر بے تابی میں پھر صفا پہاڑ کی طرف چلیں۔ اسی طرح دونوں پہاڑوں پر سات پھیرے کئے اور اس گڑھے کو ہر بار دوڑ کر طے کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ امر ایسا پسند آیا کہ حاجیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کو اسی طرح حکم کر دیا کہ دونوں پہاڑوں کے بیچ میں سات پھیرے کریں۔ اور پھر اس ٹکڑے میں جہاں وہ گڑھا سا تھا (اب وہ بھی برابر زمین ہو گئی ہے) دوڑ کر چلا کریں۔ غرض اخیر کے پھیرے میں مروہ پہاڑ پر تھیں کہ ان کے کان میں ایک آواز سی آئی اس کی طرف کان لگا کر کھڑی ہو گئیں وہی آواز پھر آئی۔ آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آیا۔

[1] کسی خاص مصلحت سے جواب نہیں دیا اور کسی ضرورت سے ایسا کرنا بد اخلاقی نہیں

حضرت ہاجرہ نے پکار کر کہا کہ میں نے آواز سن لی ہے اگر کوئی شخص مدد کر سکتا ہے تو مدد کرے۔ اسی وقت جہاں آب زمزم کا کنواں ہے وہاں فرشتہ نمودار ہوا اور اپنا بازو زمین پر مارا وہاں سے پانی ابلنے لگا انہوں نے چاروں طرف مٹی کا ڈول بنا کر اس کو گھیر لیا اور مشک میں بھر لیا اور خود بھی پیا اور بچے کو بھی پلایا۔ فرشتہ نے کہا کچھ اندیشہ نہ کرنا اس جگہ خدا کا گھر یعنی کعبہ ہے یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ مل کر اس گھر کو بناوے گا اور یہاں آبادی ہو جائے گی چنانچہ تھوڑے دنوں میں سب چیزوں کا ظہور ہو گیا ایک قافلہ ادھر سے گزرا وہ لوگ پانی دیکھ کر ٹھہر گئے اور وہیں بس پڑے اور حضرت اسمٰعیلؑ کی شادی ہو گئی۔ اور پھر حضرت ابراہیمؑ خدا تعالیٰ کے حکم سے تشریف لائے اور دونوں باپ بیٹوں نے مل کر خانہ کعبہ بنایا۔ اور وہ زمزم کا پانی اس وقت زمین کے اندر اتر گیا تھا۔ کچھ مدت کے بعد کنواں بن گیا۔

فائدہ:۔ دیکھو حضرت ہاجرہؓ کو خدا تعالیٰ پر کیسا بھروسہ تھا جب یہ ان کو معلوم ہو گیا کہ جنگل میں رہنا خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے پھر کیسی بے فکر ہو گئیں۔ اور پھر اس بھروسہ کرنے کی کیا کیا برکتیں ظاہر ہوئیں۔ بیبیو! اسی طرح تم کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ سب کام درست ہو جائیں گے اور دیکھو ان کی بزرگی دوڑیں تو تھیں پانی کی تلاش میں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کیسی پیاری ہو گئی کہ حاجیوں کے واسطے اس کو عبادت بنا دیا جو بندے مقبول ہوتے ہیں ان کا معاملہ ہی دوسرا ہو جاتا ہے۔ بیبیو! کوشش کر کے خدا تعالیٰ کے حکم مانا کرو کہ تم بھی مقبول ہو جاؤ پھر تمہارے دنیا کے کام بھی دین میں شامل ہو جائیں۔

(۵) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دوسری بی بی[۱] کا ذکر: خانہ کعبہ بنانے سے پہلے دو دفعہ حضرت ابراہیمؑ اور بھی مکہ مکرمہ میں آئے ہیں مگر حضرت اسمٰعیلؑ دونوں دفعہ گھر میں نہیں ملے اور زیادہ ٹھہرنے کا حکم نہ تھا۔ سو پہلی بار جب تشریف لائے اس وقت حضرت اسمٰعیلؑ کے گھر میں ایک بی بی تھی آپ نے پوچھا کہ کس طرح گزر ہوتا ہے کہنے لگی کہ بڑی مصیبت میں ہیں آپ نے فرمایا جب تمہارے خاوند آئیں ان سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دو۔ چنانچہ حضرت اسمٰعیلؑ گھر آئے تو سب حال معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ تو ہے وہ یوں کہہ گئے ہیں کہ تجھ کو چھوڑ دوں اس کو طلاق دے کر پھر ایک اور بی بی سے نکاح کیا۔ جب حضرت ابراہیمؑ دوبارہ آئے تو یہ بی بی گھر میں تھیں انہوں نے بڑی خاطر کی۔ آپ نے ان سے بھی گزران کا حال پوچھا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے بہت آرام میں ہیں۔ آپ نے ان کیلئے دعا کی اور فرمایا جب تمہارے شوہر آئیں تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ کو قائم رکھیں۔ چنانچہ حضرت اسمٰعیلؑ کو آنے کے بعد یہ حال معلوم ہوا۔ آپ نے بی بی سے فرمایا کہ یہ میرے باپ تھے یوں کہہ گئے ہیں کہ تجھ کو اپنے پاس رکھوں

فائدہ:۔ دیکھو ناشکری کا پھل پہلی بی بی کو کیا ملا کہ ایک نبی ناراض ہوئے دوسرے نبی نے اپنے پاس سے الگ کر دیا۔ اور صبر و شکر کا پھل دوسری بی بی کو کیا ملا۔ کہ ایک نبی نے دعا دی دوسرے نبی کی خدمت میں

---

۱ بخاری شریف وغیرہ

نصیب ہوا۔ بیبیو کبھی ناشکری نہ کرنا جس حالت میں ہو صبر و شکر سے رہنا۔

(۶) نمرود کافر بادشاہ کی بیٹی کا ذکر: نمرود وہ ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیا تھا اس کی یہ بیٹی جن کا نام رعضہ ہے اوپر کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھیں۔ دیکھا کہ آگ نے حضرت ابراہیمؑ پر کچھ اثر نہیں کیا۔ پکار کر پوچھا کہ کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے ایمان کی برکت سے مجھ کو بچالیا کہنے لگی اگر اجازت ہو تو میں بھی اس آگ میں آؤں۔ آپ نے فرمایا ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ﴾ کہہ کر چلی آؤ۔ وہ کلمہ پڑھتی ہوئی بے دھڑک آگ کے اندر چلی گئی اس پر بھی آگ نے کچھ اثر نہیں کیا اور وہاں سے نکل کر اپنے باپ کو بہت برا بھلا کہا۔ اس نے ان کے ساتھ بہت سختی کی مگر وہ اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ فائدہ۔ سبحان اللہ کیسی ہمت کی بی بی تھیں کہ تکلیف میں بھی ایمان کو نہ چھوڑا۔ بیبیو تم بھی مصیبت کے وقتوں میں ہمت مضبوط رکھا کرو اور بال برابر بھی دین کے خلاف مت کیا کرو۔

(۷) حضرت لوطؑ کی بیٹیوں کا ذکر: جب اللہ تعالیٰ نے لوطؑ کے پاس فرشتے بھیجے اور انہوں نے آکر خبر دی کہ اب آپ کی قوم پر جس نے آپ کو نہیں مانا عذاب آنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ اپنے مسلمان کنبے کو راتوں رات اس بستی سے نکال لے جاؤ اس مسلمان کنبے میں آپ کی بیٹیاں بھی تھیں یہ بھی عذاب سے بچ گئی تھیں۔ فائدہ:۔ دیکھو ایمان کیسی برکت کی چیز ہے کہ دنیا میں جو خدا کا قہر نازل ہوتا ہے ایمان اس سے بھی بچالیتا ہے۔ بیبیو ایمان کو خوب مضبوط کرو اور وہ مضبوط ہوتا ہے اس طرح کہ سب حکم بجالاؤ اور سب گناہوں سے بچو۔

(۸) حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی کا ذکر: ان کا نام رحمت ہے جب حضرت ایوبؑ کا تمام بدن زخمی ہوگیا اور سب نے پاس آنا چھوڑ دیا یہ بی بی اس وقت خدمت گزاری میں مصروف رہیں اور ہر طرح کی تکلیف اٹھاتیں ایک بار ان کو آنے میں دیر ہوگئی تھی حضرت ایوبؑ نے غصے میں قسم کھائی کہ اچھا ہو جاؤں تو ان کے سو لکڑیاں ماروں گا۔ جب آپ کو صحت ہوگئی تو اپنی قسم پورا کرنے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے یہ آسان حکم دیا کہ تم ایک جھاڑو لو جس میں سو سینکیں ہوں اور ایک دفعہ ماردو۔ فائدہ۔ دیکھو کیسی صابر بی بی تھیں کہ ایسی حالت میں بھی برابر اپنے خاوند کی خدمت کرتی رہیں اور بیماری میں ان کی قسم سے معلوم ہوتا ہے کہ مزاج نازک ہوگیا تھا وہ اس کو بھی سہتی تھیں اسی خدمت اور صبر کی برکت تھی کہ اللہ میاں نے ان کو لکڑیوں سے بچالیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پیاری تھیں کہ خدا تعالیٰ نے حکم کو کیسا آسان کردیا۔ اب یہ مسئلہ نہیں ہے اس طرح کہ اگر کوئی قسم کھاوے تو جھاڑو مارنے سے قسم پوری نہ ہوگی بلکہ ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ دینا ہوگا۔ بیبیو خاوند کی تابعداری اور اس کی نازک مزاجی کی خوب سہار کیا کرو تم بھی ایسی پیاری بندی بن جاؤ گی۔

(۹) حضرت لیا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ کا ذکر: ان کا ذکر قرآن مجید میں

---

1 در باب القصص

پھر بھی نکالیا اور کیسی جان جوکھوں میں اپنی ماں کی خیر خواہی اور تابعداری بجالائیں اور دشمنوں کو بھی خبر نہ ہوئی۔ بیبیو ماں باپ کی تابعداری اور عقل تمیز بڑی نعمت ہے۔

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بی بی کا ذکر: ان کا نام صفورا ہے اور یہ حضرت شعیبؑ[1] کی بڑی بیٹی ہیں۔ اور جب حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے مصر شہر میں ایک کافر بے ارادہ مارا گیا اور فرعون کو خبر ہوئی اس نے اپنے سرداروں سے صلاح کی کہ موسیٰؑ کو قتل کر دینا چاہئے۔ موسیٰؑ یہ خبر پا کر پوشیدہ طور پر مدین شہر کی طرف چل دیئے جب بستی کی حد میں پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے چرواہے کنویں سے کھینچ کھینچ کر اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پر جانے سے ہٹا رہی ہیں۔ ان دونوں لڑکیوں میں ایک حضرت موسیٰؑ کی بی بی تھیں اور ایک سالی۔ آپ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر کوئی مرد کام کرنے والا ہے نہیں اس لئے ہم کو خود کام کرنا پڑتا ہے لیکن چونکہ ہم عورتیں ہیں اس واسطے مردوں کے چلے جانے کے منتظر رہتے ہیں سب کے چلے جانے کے بعد ہم اپنی بکریوں کو پانی پلا لیتے ہیں آپ کو ان کے حال پر رحم آیا اور پانی خود نکال کر بکریوں کو پلا دیا۔ ان دونوں نے جا کر اپنے والد بزرگوار سے یہ قصہ بیان کیا۔ انہوں نے بڑی بیٹی کو بھیجا کہ ان بزرگ کو بلا لاؤ وہ شرماتی ہوئی آئیں اور موسیٰؑ کو ان کا پیغام پہنچا دیا۔ آپ ان کے ہمراہ ہو لئے اور حضرت شعیبؑ سے ملے انہوں نے ان کی ہر طرح سے تسلی کی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک لڑکی تم سے بیاہ دوں مگر شرط یہ ہے کہ آٹھ یا دس برس میری بکریاں چراؤ۔ آپ نے منظور کیا۔ اور بڑی بیٹی سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ ایفائے عہد کے بعد آپ ان کو لیکر وطن چلے تھے کہ رستہ میں سردی کی وجہ سے آگ کی ضرورت ہوئی۔ طور پہاڑ کی آگ نظر آئی۔ وہاں پہنچے تو خدا کا نور تھا۔ وہیں آپ کو پیغمبری مل گئی۔ فائدہ:۔ دیکھو اپنے گھر کا کام کیسی محنت سے کرتی تھیں اور غیر مرد سے لاچاری کو بولیں تو کیسی شرماتی ہوئی۔ بیبیو تم بھی گھر کے کاموں میں آرام طلبی اور سستی مت کیا کرو اور شرم و حیا ہر وقت لازم سمجھو۔

(۱۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سالی کا ذکر: ان کا ذکر ابھی اوپر آ چکا ہے ان کا نام صفیرا ہے۔ یہ بھی اپنی بہن کے ساتھ گھر کا کاروبار بڑی محنت سے کرتی تھیں۔ اور باپ کی تابعداری اور خدمت بجالاتی تھیں۔ فائدہ:۔ بیبیو اس طرح تم بھی ماں باپ کی خدمت اور گھر کے کام میں محنت مشقت کیا کرو۔ جیسے کام غریب لوگ کیا کرتے ہیں۔ ان کو ذلت مت سمجھو دیکھو پیغمبرزادیوں سے تو زیادہ تمہارا رتبہ نہیں ہے۔

(۱۴) حضرت آسیہؓ کا ذکر: فرعون مصر کا بادشاہ جس نے خدائی دعویٰ کیا تھا۔ یہ اس کی بی بی ہیں۔ خدا کی قدرت خاوند ایسا شیطان اور بی بی ایسی ولی جن کی تعریف قرآن میں آئی ہے اور جن کی بزرگی ہمارے پیغمبر ﷺ نے اس طرح فرمائی کہ اگلے مردوں میں تو بہت کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں کوئی کامل

---

1. آپ نبی تھے
2. یہ مضمون پچھلی امتوں کے متعلق ہے اس لئے کہ حضرت فاطمہؓ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔ لیکن چونکہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی امت میں ہیں اس لئے یہاں پر ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

کے درجہ کو نہیں پہنچی سوا حضرت مریم[1] اور آسیہ کے انہوں نے ہی حضرت موسیٰؑ کی جان بچپن میں ظالم فرعون
سے بچائی تھی۔ جیسا موسیٰؑ کی بہن کے ذکر میں گزرا۔ ان کی قسمت میں موسیٰؑ پر ایمان لانا لکھا تھا۔ شروع بچپن
ہی سے ان کے دل میں ان کی محبت پیدا ہو گئی تھی۔ جب حضرت موسیٰؑ کو پیغمبری ملی فرعون تو ایمان نہیں لایا مگر یہ
ایمان لے آئیں فرعون کو جب ان کے ایمان لانے کی خبر ہوئی تو ان پر بڑی سختی کی اور ہر طرح سے تکلیف
پہنچائی۔ مگر انہوں نے اپنا ایمان نہیں چھوڑا اسی حالت میں دنیا سے اٹھ گئیں۔ فائدہ۔ دیکھو کیسی ایمان کی
مضبوط تھیں کہ بے دین خاوند بادشاہ تھا سب کچھ اس نے کیا مگر اس کا ساتھ نہیں دیا۔ اب ذرا سی تکلیف میں کفر کے
کلمے بکنے لگتی ہیں۔ بیبیو ایمان بڑی دولت ہے کیسی ہی تکلیف پہنچے دین کے خلاف کوئی کام نہ کرنا۔ اگر کسی کا خاوند
بددینی کا کام کرے کبھی اس کا ساتھ نہ دو۔ اور اس زمانہ میں کافر مرد سے نکاح ہو جاتا تھا مگر ہماری شرع میں اب
یہ حکم ہے کہ اگر خاوند کافر ہو نکاح درست نہیں ہوتا اور اگر کافر ہونے سے پہلے ہو گیا ہو تو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۵) فرعون کی بیٹی کی خواص کا ذکر: روضۃ الصفا ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ فرعون کی بیٹی
کی ایک خواص تھی جو اس کی کار مختار تھی اور اس کی کنگھی چوٹی بھی وہی کرتی تھی اور حضرت موسیٰؑ پر ایمان رکھتی تھی
مگر فرعون کے خوف سے ظاہر نہ کرتی تھی ایک بار وہ خواص اس کے بال سنوار رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی
چھوٹ گئی اس نے بسم اللہ کہہ کر اٹھائی۔ لڑکی نے پوچھا یہ تو نے کیا کہا یہ کس کا نام ہے خواص نے کہا یہ اس کا نام
ہے جس نے تیرے باپ کو پیدا کیا اور اسکو بادشاہی دی۔ لڑکی کو بڑا تعجب ہوا کہ میرے باپ سے بھی کوئی بڑا ہے
دوڑی ہوئی باپ کے پاس گئی اور سارا قصہ بیان کیا۔ فرعون نہایت غصے میں آیا اور اس خواص کو بلا کر ڈرایا دھمکایا
مگر اس نے صاف کہہ دیا کہ جو چاہے سو کر میں ایمان نہ چھوڑوں گی۔ اول اس کے ہاتھ میں کیلیں جڑ کر اس پر
انگارے اور جھول ڈالی۔ جب اس سے بھی کچھ اثر نہ ہوا تو اس کی گود میں ایک لڑکا تھا اس کو آگ میں ڈال دیا۔ لڑکا
آگ میں بولا کہ ماں صبر کیجو خبردار ایمان نہ چھوڑیو۔ غرض وہ اپنے ایمان پر جمی رہی یہاں تک کہ اس بیچاری کو بھی
پکڑ کر جلتے تنور میں جھونک دیا۔ عم کے پارہ میں سورہ بروج میں جو کھائیوں والا قصہ آیا ہے اس میں بھی اسی طرح
ایک عورت کا اور اس کے بچے کا قصہ ہوا تھا۔ فائدہ۔ دیکھو ایمان کی کیسی مضبوط تھی بیبیو ایمان بڑی نعمت ہے
اپنے نفس کی خوشی کے واسطے یا کسی لالچ کے سبب یا کسی مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے کبھی اپنے ایمان دین میں
خلل مت ڈالنا۔ خدا اور رسول ﷺ کے خلاف کوئی کام مت کرنا۔

(۱۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کی ایک بڑھیا[1] کا ذکر: جب فرعون نے مصر
میں بنی اسرائیل کو بہت تنگ کرنا شروع کیا ان سے طرح طرح کی بیگاریں لیتا ان کو مارتا دکھ پہنچاتا۔ حضرت
موسیٰؑ کو خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ سب بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے نکال لے جاؤ تا کہ فرعون کے ظلم سے
ان کی جان چھٹے۔ موسیٰؑ سب کو لے چلے۔ جب دریائے نیل پر پہنچے راستہ بھول گئے۔ اور بھی کسی کی پہچان
میں راستہ نہ آیا۔ آپ نے تعجب کیا اور پکار کر فرمایا کہ جو شخص اس بھید سے واقف ہو وہ آگاہ کرے۔ ایک بڑھیا

---

[1] تفسیر مظہری

نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ جب حضرت یوسفؑ کا انتقال ہونے لگا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی بھتیجوں کو وصیت فرمادی تھی کہ اگر کسی وقت میں تم لوگ مصر کا رہنا چھوڑ دو تو میرا تابوت جس میں میری لاش ہوگی اپنے ساتھ لے جانا تو جب تک وہ تابوت آپ ساتھ نہ لیں گے راستہ نہ ملے گا آپ نے تابوت کا حال پوچھا کہ کہاں دفن ہے اس کا واقف بھی بجز اس بڑھیا کے کوئی نہ نکلا۔ اس سے جو پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ میں یوں بتلاؤں گی مجھ سے ایک بات کا اقرار کیجئے اس وقت میں بتلاؤں گی۔ آپ نے پوچھا وہ کیا بات ہے کہنے لگی وہ اقرار یہ ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور جنت میں جس درجہ میں آپ ہوں اسی درجہ میں مجھ کو بیٹھنے کی جگہ ملے آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے اللہ یہ بات تو میرے اختیار کی نہیں حکم ہوا کہ تم اقرار کر لو ہم پورا کر دیں گے۔ آپ نے اقرار کر لیا اس نے تابوت کا پتہ بتلا دیا کہ دریا کے بیچ میں دفن تھا۔ اس تابوت کا نکالنا تھا اور راستے کا ملنا فوراً راستہ مل گیا۔ فائدہ: دیکھو یہ بڑی بی بی کیسی بزرگ تھیں کہ کوئی دولت دنیا کی نہیں مانگی۔ اپنے عقبیٰ کو درست کیا۔ بیبیو تم بھی دنیا کی ہوس چھوڑ دو وہ تو جتنی قسمت میں ہے ملے گی ہی اپنے دین کو سنوارو۔ [1]

(۱۷) حیسور کی بہن کا ذکر: قرآن شریف میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے قصہ میں ذکر ہے کہ حضرت خضرؑ نے ایک چھوٹے بچہ کو خدا تعالیٰ کے حکم سے مار ڈالا۔ حضرت موسیٰؑ نے گھبرا کر پوچھا کہ بھلا اس بچہ نے کیا خطا کی تھی جو اس کو مار ڈالا۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ یہ لڑکا اگر جوان ہوتا تو کافر ہوتا اور اس کے ماں باپ ایماندار تھے اولاد کی محبت میں ان کے بھی بگڑنے کا ڈر تھا اس واسطے یہی مصلحت ہوئی کہ اس کو قتل کر دیا جائے اب اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک لڑکی دیں گے جو برائیوں سے پاک ہوگی اور ماں باپ کو زیادہ بھلائی پہنچانے والی ہوگی۔ چنانچہ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکی ایسی ہی پیدا ہوئی اور ایک پیغمبر سے اس کا نکاح ہوا اور بہت پیغمبر اس کی اولاد میں ہوئے اور اس لڑکے کا نام حیسور تھا یہ لڑکی اس کی بہن تھیں۔ فائدہ: جس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماویں کہ برائیوں سے پاک[2] اور ماں باپ کو بھلائی پہنچانے والی ہوگی وہ کیسی اچھی ہوگی۔ دیکھو گناہ سے پاک رہنا اور ماں باپ کو سکھ دینا کیسا پیارا کام ہے جس سے آدمی کا ایسا رتبہ ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس آدمی کی تعریف کریں۔ بیبیو ان باتوں میں خوب کوشش کیا کرو۔

(۱۸) حیسور کی ماں کا ذکر: حیسور وہی لڑکا ہے جس کا ذکر ابھی اوپر آ چکا ہے یہ بھی پڑھ چکی ہو کہ قرآن مجید میں اس کے ماں باپ کو ایماندار لکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ایماندار فرماویں وہ ایسا ویسا ایماندار تو ہوگا نہیں خوب ہی ایماندار ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ حیسور کی ماں بھی بہت بزرگ تھیں[3]۔ فائدہ: دیکھو ایمان کیسی بڑی بھاری دولت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تعریف کی۔ بیبیو ایمان کو مضبوط کرو اور وہ اسی طرح مضبوط ہوتا ہے کہ شرع

---

۱ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بڑی بی بی حضرت موسیٰؑ کی برابر ثواب میں ہو جاویں گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک جگہ رہنا ہو گا یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے اور ثواب میں نبی کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا

۲ اس لئے کہ جتنے اچھے اخلاق ہیں سب اس میں تھے

۳ یہ بہت بڑے درجہ کی بی بی تھیں

سے تم خوب بچنا غرض سب برائیوں سے بچو۔

(۱۹) حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ کا ذکر: قرآن میں ہے کہ سلیمانؑ نے دعا میں یہ کہا کہ اے اللہ آپ نے میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے معلوم ہوا کہ آپ کی ماں بھی بزرگ تھیں۔ کیونکہ بڑا انعام ایمان اور دین ہے۔ فائدہ: دیکھو ایمان ایسی چیز ہے کہ ایماندار کا ذکر پیغمبروں کی زبان پر بھی خوبی کے ساتھ آتا ہے۔ بیبیو! ایمان کو خوب درست رکھو۔

(۲۰) حضرت بلقیس کا ذکر: یہ ملک سبا کی بادشاہ تھیں۔ حضرت سلیمانؑ کو ہدہد جانور نے خبر دی تھی کہ یمن میں ایک عورت بادشاہ ہے اور وہ آفتاب کو پوجتی ہے آپ نے ایک خط لکھ کر ہدہد کو دیا کہ اس کے پاس ڈال دے چنانچہ اس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگ مسلمان ہو کر یہاں حاضر ہو۔ اس خط کو پڑھ کر امیروں اور وزیروں سے صلاح کی بہت بات چیت کے بعد خود ہی صلاح قرار دی کہ میں ان کے پاس کچھ چیزیں سوغات کے طور پر بھیجتی ہوں اگر لے کر رکھ لیں تو سمجھوں کی دنیادار بادشاہ ہیں اگر نہ رکھیں تو سمجھوں کی پیغمبر ہیں۔ جب وہ چیزیں حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچیں آپ نے سب لوٹا دیں اور کہلا بھیجا کہ اگر مسلمان نہ ہوگی تو لڑائی کیلئے لشکر لاتا ہوں۔ یہ پیغام سن کر یقین ہو گیا کہ بیشک پیغمبر ہیں اور مسلمان ہونے کے ارادہ سے اپنے شہر سے چلیں۔ ان کے چلنے کے بعد سلیمانؑ نے اپنے لشکر سے ان کا ایک بڑا بھاری قیمتی بادشاہی تخت تھا وہ اپنے دربار میں منگالیا تا کہ بلقیس معجزہ بھی دیکھ لیں اور اس کے موتی جواہر اکھاڑ کر دوسری طرف جڑوا دیئے۔ جب بلقیس یہاں پہنچیں تو حضرت سلیمانؑ کے حکم سے ان کی عقل آزمانے کو پوچھا گیا کہ دیکھو یہ تمہارا تخت تو نہیں ہے تو سوچ کر کہا کہ ہاں ویسا ہی ہے۔ انتہا۔ گویا یوں کہا کہ ہم تو پہلے ہی سے معتقد ہو چکی تھیں۔ اس جواب سے معلوم ہوا کہ بڑی عقلمند تھیں پھر سلیمانؑ نے بلقیس کو یہ بات دکھلانی چاہی کہ تمہارے اللہ کی دی ہوئی بادشاہی تمہاری دنیا کی بادشاہی سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ بات جتلانے کے واسطے حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا کہ ایک حوض پانی سے بھر کر اس کے اوپر ایسے صاف شفاف کانچ کا فرش بنا دیا جائے کہ نظر نہ آئے اور حضرت سلیمانؑ ایسی جگہ جا بیٹھے کہ جو آنے والا وہاں پہنچنا چاہے تو حوض پر سے ہو کر آئے اور بلقیس کو حاضر ہونے کا حکم ہوا۔ بلقیس جو حوض کے پاس پہنچیں کانچ تو نظر نہ آیا یوں سمجھیں کہ کچھ پانی ہے اور پائچے چڑھانے لگیں فوراً ان کو کہا گیا کہ یہ کانچ کا فرش ہے پانی نہیں ہے تب بلقیس نے تخت کے منگا لینے کا معجزہ دیکھا اور اس کاریگری کو بھی دیکھا جس سے یہ سمجھیں کہ ان کے پاس ایسے بھی بادشاہی سامان ہیں جو یہاں کے سامان سے زیادہ ہے فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں۔ پھر بعض عالموں نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ان کے ساتھ خود نکاح کر لیا اور بعضوں نے کہا کہ کسی کے بادشاہ سے نکاح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم کیا ہوا۔ فائدہ: دیکھو کتنی سمجھ کی بات تھی کہ وہ امیر بادشاہ ہونے کے باوجود دین کی سچی بات معلوم ہوئی فوراً اس کو مان لیا۔ اس کے قبول کرنے میں شیخی نہیں کی نہ باپ دادا کی رسم کو عذر کیا۔

جیسا تم بھی ایسا ہی طریقہ رکھو کہ جب دین کی بات سنو گی عار یا شرم یا خاندان کی رسم کی پیروی مت کرو۔ ان میں سے کوئی چیز کام نہ آئے گی فقط دین ساتھ جائے گا۔

(۲۱) بنی اسرائیل کی ایک لونڈی کا ذکر: حدیث میں ایک قصہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی اتنے میں ایک سوار بڑی شان و شوکت سے سامنے کو گزرا اس نے دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا ہی کر دیجئے۔ بچہ اس کی چھاتی چھوڑ کر بول اٹھا کہ اے اللہ مجھ کو ایسا مت کیجیو۔ اور پھر دودھ پینے لگا پھر سامنے سے کچھ لوگ گزرے جو ایک لونڈی کو پکڑے ذلت اور خواری سے لئے جاتے تھے۔ ماں نے دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا مت کیجیو۔ وہ بچہ پھر بولا اے اللہ مجھ کو ایسا ہی کر دیجیو۔ ماں نے پوچھا یہ کیا بات ہے بچے نے کہا کہ وہ سوار تو ایک ظالم شخص تھا اور لونڈی کو لوگ تہمت لگاتے ہیں کہ یہ چور ہے بدچلن ہے اور وہ غریب اس سے پاک ہے۔[۱] انتہیٰ۔ مطلب یہ کہ اس سوار کی مخلوق کے نزدیک تو قدر ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ قدر نہیں۔ اور یہ لونڈی مخلوق کے نزدیک تو بے قدر ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہے تو قدر خدا کے نزدیک چاہئے چاہے مخلوق کیسا ہی سمجھے۔ اگر خدا کے نزدیک قدر ہوئی تو مخلوق کی قدر کس کام آئے گی۔ دیکھو یہ اس لونڈی کی کرامت تھی کہ اسکی پاکیزگی ظاہر کرنے کیلئے دودھ پیتا بچہ باتیں کرنے لگا۔ جیسے بعض عورتوں کی عادت ہے کہ غریبوں کو بہت حقیر سمجھتی ہیں اور ذرا سے شبہ سے ان پر عیب اور چوری لگا دیتی ہیں یہ بڑی بات ہے شاید وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سے اچھی ہوں۔

(۲۲) بنی اسرائیل[۳] کی ایک عقلمند بیدار دل بی بی کا ذکر: محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور بڑا عابد تھا اس کو اپنی بی بی کے ساتھ بہت محبت تھی۔ اتفاق سے وہ مر گئی اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں اور دروازہ سے ہی جم کر بیٹھ گئی آخر اسکو خبر ہوئی اور اندر آنے کی اجازت دی۔ آ کر کہنے لگی کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے اس نے کہا بیان کرو۔ کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگے کے طور پر لیا تھا اور مدت تک اس کو پہنتی رہی پھر اس نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور دیدو تو کیا اس کا زیور دے دینا چاہئے۔ عالم نے کہا بیشک دے دینا چاہئے۔ وہ کہنے لگی وہ تو میرے پاس بہت مدت تک رہا ہے تو کیسے دیدوں۔ عالم نے کہا تب تو اور بھی خوشی سے دے دینا چاہئے کیونکہ ایک مدت تک اس نے تمہیں نہ لیا اس کا احسان ہے۔ عورت نے کہا خدا تمہارا

---

۱ بخاری شریف ۲ مقصود یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاؤں چاہے فرش پر رہی کہ میں دنیا میں ذلیل ہوں اور آخرت میں اللہ کے یہاں اس لئے کہ ذلت کی دعا کرنا شریعت میں منع ہے کہ دنیا میں ذلت ہو

۳ در منثور ۴ مجھ جیسا یہ سوچ کر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوتی ہے اگر چہ نصیحت کرنے والا بیچارہ شان میں کم ہی اس کو نصیحت نہ کی جاتی ہے اور کم سمجھا

بھلا کر سے پھر تم کیوں فکر میں پڑے کہ خدا تعالیٰ نے ایک چیز مانگے دی تھی جب چاہا لے لی۔ اپنی چیز تھی۔ یہ سن کر
ان عالم کی آنکھیں سی کھل گئیں اور اس بات سے اس کو بڑا فائدہ پہنچا۔ فائدہ: دیکھو کیسی عورت تھی جس نے مرد کو
عقل دی اور مرد بھی کیسا عالم۔[1] بیبیو تم کو چاہئے کہ مصیبت میں یہی سمجھا کرو دوسروں کو بھی سمجھا دیا کرو۔

(۲۳) حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا ذکر: ان بی بی کا نام حنہ ہے عمران ان کے میاں کا نام
ہے جو والد ہیں حضرت مریم علیہا السلام کے ان کو حمل رہا تو انہوں نے اللہ میاں سے منت مانی کہ جو بچہ میرے
پیٹ میں ہے اس کو مسجد کی خدمت کیلئے آزاد چھوڑ دوں گی یعنی دنیا کے کام اس سے نہ لوں گی۔ ان کا گمان یہ تھا کہ
لڑکا پیدا ہوگا۔ کیونکہ مسجد کی خدمت لڑکا ہی کر سکتا ہے اس زمانے میں ایسی منت درست تھی جب بچہ پیدا ہونے کا
وقت آیا تو پیدا ہوئی لڑکی۔ افسوس سے کہا کہ اے اللہ یہ تو لڑکی ہوئی حکم ہوا کہ یہ لڑکی لڑکوں سے بھی اچھی ہوئی۔
اور خدا نے اس کو قبول کیا۔ غرض حضرت مریمؑ ان کا نام رکھا اور انہوں نے ان کیلئے یہ دعا کی کہ ان کو اور ان کی
اولاد کو شیطان سے بچانا۔ چنانچہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ شیطان[2] سب بچوں کو پیدا
ہوتے وقت چھیڑتا ہے مگر حضرت مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ[3] کو نہیں چھیڑ سکا۔ فائدہ: دیکھو ان کی پاک
نیت کی کیسی برکت ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے کیسی پاک اولاد دی اور خدا تعالیٰ نے ان کی دعا بھی قبول کی۔ معلوم ہوتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی بڑی خاطر منظور تھی۔ بیبیو پاک نیت کی ایسی برکتیں ہوتی ہیں ہمیشہ اپنی نیت خالص رکھا
کرو۔ جو نیک کام کرو خدا کے واسطے کرو تمہاری بھی اللہ میاں کے دربار میں قدر ہو جائے گی۔

(۲۴) حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر: ان کے پیدا ہونے کا قصہ ابھی گزر چکا ہے
جب یہ پیدا ہو چکیں تو ان کی والدہ اپنی منت کے موافق ان کو لے کر بیت المقدس کی مسجد میں پہنچیں اور وہاں کے
رہنے والے بزرگوں سے کہا کہ یہ منت کی لڑکی ہے۔ چونکہ بڑے بزرگ خاندان کی تھیں سب نے چاہا کہ میں
لے کر پالوں۔ ان میں حضرت زکریاؑ بھی تھے وہ حضرت مریمؑ کے خالو ہوتے تھے یوں بھی ان کا حق زیادہ تھا مگر
پھر بھی لوگوں نے ان سے جھگڑا کرنا شروع کیا جس فیصلے پر سب راضی ہوئے تھے اس میں بھی یہی جیتے
رہے۔ آخر حضرت زکریاؑ نے ان کو لے کر پرورش کرنا شروع کیا ان کے بڑھنے کی یہ حالت تھی کہ اور بچوں سے
کہیں زیادہ بڑھتی تھیں یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں سیانی معلوم ہونے لگیں اور ویسے بھی بچپن سے مادر زاد
بزرگ اور ولی تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں صدیقہ (ولی) فرمایا ہے اور ان کی کرامت بیان فرمائی ہے کہ
بے فصل میوے غیب سے ان کے پاس آجاتے۔ حضرت زکریاؑ پوچھتے کہ یہ کہاں سے آئے تو جواب دیتیں کہ
اللہ میاں کے یہاں سے۔ غرض ان کی ساری باتیں اچھی تھیں یہاں تک کہ جب جوان ہو گئیں تو حکم اللہ تعالیٰ

[1] مردوں نے بھی بعض باتیں عورت سے سیکھی ہیں

[2] ظاہر ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ اس حکم سے خارج ہیں یعنی آپ کو بھی شیطان نے پیدا ہوتے وقت نہیں چھیڑا

[3] واقعہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں تھی اس لئے کہ حضرت آدم تو حق تعالیٰ کی قدرت سے بغیر والدین پیدا ہوئے تھے
حضرت عیسیٰ بغیر والد پیدا ہوئے تو کیا تعجب تھا اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہیں کہ وہ موجود کر دیں حق اور مریم تھے۔

کی قدرت سے بدون مرد کے ان کو حمل ہو گیا اور حضرت عیسیٰؑ پیغمبر علیہ السلام پیدا ہوئے یہودیوں نے بے
باپ کے بچہ ہونے پر واہی تباہی بکنا شروع کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو پیدا ہوتے ہی کے زمانے
میں بولنے کی طاقت دی۔ انہوں نے ایسی اچھی اچھی باتیں کہیں کہ انصاف والوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کی
پیدائش خدا کی قدرت کا نمونہ ہے۔ بیشک بے باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی ماں پاک صاف ہیں
ہمارے پیغمبر ﷺ نے ان کی بزرگی بیان فرمائی ہے کہ عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی بجز دو عورتوں کے ایک
حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ۔ یہ مضمون حضرت آسیہ کے ذکر میں بھی آچکا ہے۔ فائدہ:۔ دیکھو ان کی ماں
نے ان کو خدا کے نام کر دیا تھا کیسی بزرگ ہوئیں اور خود اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں لگی رہتی تھیں جس سے آدمی
ولی ہو جاتا ہے اسکی برکت سے خدا تعالیٰ نے کیسی تہمت سے بچا لیا۔ بیبیو خدا تعالیٰ کی تابعداری کیا کرو۔ سب
آفتوں سے بچی رہو گی اور اپنی اولاد کو دین میں زیادہ لگا رکھا کرو دنیا کا بندہ مت بنایا کرو۔

(۲۵) حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی کا ذکر: ان کا نام ایشاع ہے یہ حضرت حنہ کی
بہن اور حضرت مریمؑ کی خالہ ہیں۔ ان کیلئے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ ہم نے زکریا کی بی بی کو سنوار دیا
ہے۔ اس کا مطلب بعض عالموں نے یہ لکھا ہے کہ ہم نے ان کی عادتیں خوب سنوار دیں حضرت یحییٰؑ ان
کے بڑھاپے میں پیدا ہوئے تو حضرت عیسیٰؑ رشتے میں حضرت یحییٰؑ کی خالہ کے نواسے ہیں۔ نواسہ بھی
بیٹے کی جگہ ہوتا ہے اس واسطے ہمارے پیغمبر ﷺ نے ایک کو دوسری کی خالہ کا بیٹا فرما دیا ہے۔ فائدہ:۔
دیکھو اچھی عادت ایسی اچھی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسکی تعریف فرمائی ہے۔ بیبیو اپنی عادتیں ہر طرح کی
خوب سنوارو جس کا طریقہ ہم نے ساتویں حصے میں اچھی طرح لکھ دیا ہے یہ پچیس قصے پہلی امتوں کی نیک
بیبیوں کے تھے اب تھوڑے سے اس امت کی نیک بیبیوں کے بھی سن لو۔

(۲۶) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر: یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی سب سے پہلی بی
بی ہیں۔ ان کی بڑی بڑی بزرگیاں ہیں۔ ایک دفعہ پیغمبر ﷺ نے ان سے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ خدا تعالیٰ کا
سلام تمہارے پاس لائے ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام دنیا کی بیبیوں میں سب سے اچھی چار بیبیاں
ہیں۔ ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ فرعون کی بی بی تیسری حضرت خدیجہ اور چوتھی حضرت فاطمہؓ اور پیغمبر
ﷺ کو جو کچھ کافروں کے برتاؤ سے پریشانی ہوتی تو آپ ان سے آ کر فرماتے یہ کوئی ایسی تسلی کی بات کہہ دیتیں
[1] کہ حضرت محمد ﷺ کی پریشانی جاتی رہتی اور آپ کو ان کا ایسا خیال تھا کہ بعد ان کے انتقال کے بھی کوئی بکری
وغیرہ ذبح کرتے تو ان کی ساتھنوں سہیلیوں کو بھی ضرور گوشت بھیجتے۔ حضرت محمد ﷺ سے پہلے ان کا نکاح اور
ہوا تھا ان کے پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ تمیمی ہے۔ فائدہ:۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ان کی قدر
ایمان اور تابعداری سے تھی۔ بیبیو تم بھی اس میں خوب کوشش کرو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند کی پریشانی میں اس کی

---

[1] حالانکہ آپ ولی تھیں اور حضرت محمد ﷺ نبی تھے مگر تب بھی آپ کی تسلی نفع دیتی تھی اور وجہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر
دوسرے کی نصیحت کارگر ہوتی ہے کہ نصیحت کرنے والا درجہ میں اس شخص سے جس کو نصیحت کی جاتی ہے کم ہی درجہ کا ہو

دلجوئی اور تسلی کرنا نیک خصلت ہے۔ اب بعض عورتیں خاوند کے کاہشے بچھے دل کو اتنا پریشان کر ڈالتی ہیں کہ فرمائشیں کر کے کبھی تکرار کر کے، اس عادت کو چھوڑ دو۔

(۲۷) حضرت سودہؓ کا ذکر: یہ بھی ہمارے حضرت محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو دے دیا تھا۔ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوئی کہ میں بھی ویسی ہی ہوتی سوا حضرت سودہؓ کے۔ ان کو دیکھ کر مجھ کو حرص ہوتی تھی کہ میں بھی ایسی ہی ہوتی جیسی یہ ہیں۔ ان کے پہلے شوہر کا نام سکران بن عمرو تھا۔ فائدہ: دیکھو حضرت سودہؓ کی ہمت کہ اپنی باری اپنی سوت کو دے دی۔ آج کل ذرا ذرا سی بات پر سوت سے لڑائی اور حسد کیا کرتی ہیں۔ اور دیکھو حضرت عائشہؓ کا انصاف کہ سوت کی تعریف کرتی ہیں۔ آج کل جان جان کر اس پر عیب لگاتی ہیں۔ تم کو بھی ایسی ہی ہمت اور انصاف اختیار کرنا چاہیے۔ پھر دیکھو اخلاق حضرت صدیقہؓ کے کہ انہوں نے ان جیسے ہونے کی تمنا ظاہر فرمائی۔

(۲۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی بہت پیاری بی بی ہیں صرف انہی کو کنواری سے حضرت محمد ﷺ کو نکاح ہوا۔ عالم اتنی بڑی تھیں کہ ہمارے حضرت ﷺ کے بڑے بڑے صحابی ان سے مسئلہ پوچھا کرتے تھے۔ ایک بار ہمارے پیغمبر ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ آپ کو کس کے ساتھ محبت ہے۔ فرمایا عائشہؓ کے ساتھ۔ انہوں نے پوچھا مردوں میں۔ فرمایا ان کے باپ یعنی حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ۔ اور بھی ان کی بہت خوبیاں آئی ہیں۔ فائدہ: دیکھو ایک یہ عورت تھیں جن سے بڑے بڑے عالم مسئلے دین کے پوچھتے تھے۔ ایک اب ہیں کہ خود بھی عالموں سے پوچھنے کا یا دین کی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں۔ تم دین کا علم خوب محنت اور شوق سے سیکھو۔

(۲۹) حضرت حفصہؓ کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی اور حضرت عمرؓ کی بیٹی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے کسی بات پر ان کو ایک طلاق دے دی تھی۔ پھر جبرئیلؑ کے کہنے سے آپ نے رجوع کر لیا۔ حضرت جبرائیلؑ نے یوں فرمایا کہ آپ حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے کیونکہ وہ دن کو روزہ رکھتی ہیں راتوں کو جاگ کر عبادت بہت کرتی ہیں اور وہ بہشت میں آپ کی بی بی ہوں گی۔ انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمرؓ کو وصیت کی تھی کہ میرا اتنا مال خیرات کر دینا اور کچھ زمین بھی انہوں نے وقف کی تھی۔ اس کے بارے میں بھی وصیت کی تھی۔ ان کے پہلے خاوند کا نام خنیس بن حذافہ تھا۔ فائدہ: دینداری کی برکت دیکھی کہ اللہ میاں کے یہاں سے طرفداری کی جاتی ہے۔ فرشتے کے ہاتھ طرفداری کا حکم آتا ہے کہ اپنی طلاق واپس لو۔ ان کی سخاوت کو دیکھو کہ بعد کی روشنی کس طرح خیرات کا بندوبست کیا اور زمین بھی وقف کی۔ تم بھی دینداری اختیار کرو اور مال کی حرص اور محبت دل سے نکال ڈالو۔

(۳۰) حضرت زینب خزیمہؓ کی بیٹی کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں۔ اور ایسی سخی تھیں کہ غریبوں کی ماں کے نام سے مشہور تھیں۔ ان کے پہلے شوہر کا نام عبداللہ بن جحش تھا۔ فائدہ:

دیکھو غریبوں کی خدمت کیسی بزرگی کی چیز ہے۔

(۳۱) حضرت ام سلمہؓ کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں۔ ایک بی بی قصہ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک بار حضرت ام سلمہؓ کے پاس تھی اتنے میں بہت سے محتاج آئے جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں اور آ کر جم گئے سر ہو گئے میں نے کہا چلو یہاں سے لیتے ہو۔ حضرت ام سلمہؓ بولیں کہ ہم کو یہ حکم نہیں۔ لڑکی چھوکری سب کو کچھ کچھ دیدے چاہے ایک ایک چھوہارا ہی ہو۔ ان کے پہلے شوہر کا نام حضرت ابو سلمہؓ ہے۔
فائدہ۔ دیکھو محتاجوں کی ہٹ باندھنے سے تنگ نہیں ہوئیں۔ اب ذرا سی دیر میں دور دور کرنے لگتی ہیں بلکہ کوسنے کاٹنے لگتی ہیں۔ بیبیو ایسا ہرگز مت کرو۔

(۳۲) حضرت زینب جحش کی بیٹیؓ کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ حضرت زیدؓ ایک صحابی ہیں ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے ان کو اپنا بیٹا بنایا تھا۔ پہلے بیٹا بنانا شرع میں درست تھا[1] جب وہ جوان ہوئے تو حضرت محمد ﷺ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی آپ نے انہی زینب کیلئے ان کے بھائی کو پیغام دیا۔ یہ دونوں بھائی بہن نسب میں حضرت زید کو برابر کا نہ سمجھتے تھے اس واسطے اول اول رکے[2] مگر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت بھیج دی کہ پیغمبر کی تجویز کے بعد پھر مسلمان کو کوئی عذر نہیں چاہئے۔ دونوں نے منظور کر لیا اور نکاح ہو گیا۔ مگر کچھ میاں بی بی میں اچھی طرح سے نہ بنی نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت زیدؓ نے طلاق دینے کا ارادہ کر لیا اور حضرت محمد ﷺ سے آ کر صلاح کی حضرت محمد ﷺ نے روکا اور سمجھایا مگر انداز سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ بغیر طلاق دیئے رہیں گے نہیں اس وقت آپ کو بہت سوچ ہوا کہ اول ہی ان دونوں بھائی بہنوں کا دل اس نکاح کو گوارا نہ کرتا تھا مگر ہمارے کہنے سے قبول کر لیا اب اگر طلاق ہو گئی تو اور بھی دونوں بھائی بہنوں کی بات ہلکی ہو گی اور بہت دل شکنی ہو گی ان کی دلجوئی کی کیا تدبیر کی جائے۔ آخر سوچنے سے یہ بات خیال میں آئی کہ اگر میں اپنے سے نکاح کر لوں تو بیشک ان کے آنسو پونچھ جائیں گے ورنہ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی لیکن اس کے ساتھ ہی دنیا کی زبان کا یہ بھی خیال تھا کہ بے ایمان لوگ طعنے ضرور دینگے کہ بیٹے کی بیوی کو گھر میں ڈال لیا۔ اگرچہ شرع سے منہ بولا بیٹا سچ مچ کا بیٹا نہیں ہو جاتا مگر خلقت کی زبان کو کون پکڑے پھر ان میں بھی بے ایمان لوگ جن کو طعنہ دینے کے واسطے ذرا سا حیلہ بہت ہے۔ آپ اسی سوچ بچار میں تھے ادھر حضرت زیدؓ نے طلاق بھی دیدی۔ عدت گزرنے کے بعد آپ کی زیادہ رائے اسی طرف ٹھہری کہ پیغام بھیجنا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے پیغام دیا انہوں نے کہا میں اپنے پروردگار سے کہہ لوں اپنی عقل سے کچھ نہیں کرتی ان کو جو منظور ہو گا آپ ہی سامان کر دینگے یہ کہہ کر وضو کر کے مصلے پر پہنچ نماز میں لگ گئیں اور نماز کے بعد دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ پر یہ آیت نازل کر دی کہ ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ

---

[1] یعنی پہلے جو شخص متبنیٰ کرتا تھا اس متبنیٰ کو اس شخص کی طرف نسبت کرتے یعنی اس کا بیٹا کہہ کر پکارتا تھا۔
[2] یہ فکر انکار و تکبر نہ تھا بلکہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کا اظہار تھا اور یہ عبادت ہے۔

ان کے پاس تشریف لے آئے اور یہ آیت سنادی۔ وہ اپنی بیبیوں پر فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے ماں باپ نے کیا اور میرا نکاح خدا تعالیٰ نے کیا۔ اور پہلے پہل جو پردہ کا حکم ہوا ہے وہ انہی کی شادی میں ہوا اور یہ بی بی بڑی محنتی تھیں دستکار بھی تھیں اپنی دستکاری کی آمدنی سے خیرات کیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سب بیبیوں نے مل کر ہمارے حضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے بعد کون بی بی سب سے پہلے دنیا سے جا کر آپ سے ملیں گی۔ آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔ عربی بول چال میں لمبے ہاتھ والا کہتے ہیں سخی کو، مگر بیبیوں کی سمجھ میں نہیں آیا وہ سمجھیں اسی ناپ کے لمبان کو سب نے ایک لکڑی سے اپنے اپنے ہاتھ ناپنا شروع کئے تو سب سے زیادہ لمبے ہاتھ نکلے حضرت سودہ کے مگر سب سے پہلے حضرت زینب نے وفات پائی۔ اس وقت سمجھ میں آیا کہ اس کا یہ مطلب تھا۔ غرض ان کی محبت اللہ و رسول ﷺ کے نزدیک بھی مانی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ کا قول ہے کہ میں نے حضرت زینب سے اچھی کوئی عورت نہیں دیکھی دین میں بہت کامل۔ خدا سے ڈرنے والی۔ بات کی بڑی سچی، رشتہ داروں سے بڑا سلوک کرنے والی خیرات بہت کرنے والی۔ خیرات کرنے کے واسطے دستکاری میں بڑی محنتی ہمارے پیغمبر محمد ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ دل میں بہت عاجزی رکھنے والی، خدا کے سامنے گڑگڑانے والی۔ فائدہ: بیبیو تم نے سن لی عادت کی بڑائی۔ دستکاری کی خوبی اور ہر کام میں خدا تعالیٰ سے رجوع کرنا، دیکھو کبھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ذلت مت سمجھنا۔ ہنر پیشہ کو کبھی عیب مت جاننا۔

(۴۳) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ جب مکہ مکرمہ میں کافروں نے مسلمانوں کو بہت ستایا اور مدینہ منورہ جانے کا اس وقت تک کوئی حکم نہ ہوا تھا اس وقت بہت سے مسلمان حبش کے ملک کو چلے گئے تھے۔ وہاں کا بادشاہ جس کو نجاشی کہتے ہیں نصرانی مذہب رکھتا تھا مگر مسلمانوں کے جانے کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔ غرض جو مسلمان حبش گئے تھے ان ہی میں حضرت ام حبیبہ بھی تھیں یہ بیوہ ہو گئیں تو نجاشی بادشاہ نے ایک خواص جس کا نام ابرہہ تھا ان کے پاس بھیجی کہ میں تم کو رسول اللہ ﷺ کیلئے پیام دیتا ہوں انہوں نے منظور کیا اور انعام میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور چھلا انگوٹھی بخشے۔ ان کے پہلے شوہر کا نام عبیداللہ بن جحش تھا۔ فائدہ: بیبیو دیکھو انہوں نے دین کی حفاظت کیلئے وطن سے بے وطن ہونا پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت کے بدلے میں کیسی راحت اور کیسی عزت دی کہ حضرت محمد ﷺ سے نکاح ہوا اور بادشاہ نے اس کا بندوبست کیا۔ بیبیو دین کا جب موقع آجائے کبھی دنیا کے آرام کا وبال کا یا گھر بار کا خیال مت کرو۔ سب چیزیں دین پر قربان ہیں۔

(۴۴) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ یہ ایک لڑائی میں جو بنی مصطلق کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے کافروں کے گھر سے قید ہو آئی تھیں اور ایک صحابی ثابت بن قیس ان کے کوئی چچازاد بھائی تھے یہ ان کے حصے میں آئی تھیں۔ انہوں نے

اپنے آقا سے کہا کہ میں تم کو اتنا روپیہ دوں اور تم مجھ کو غلامی سے آزاد کردو انہوں نے منظور کرلیا۔ وہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں کہ کچھ روپیہ کا سہارا لگادیں۔ آپ نے ان کی دینداری اور غریبی پر رحم کھایا اور فرمایا کہ اگر تم کہو تو روپیہ سب میں ادا کردوں اور تم سے نکاح کرلوں۔ انہوں نے جی جان سے قبول کرلیا۔ غرض نکاح ہوگیا۔ جب لوگوں کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو ان کے کنبے قبیلے کے اور بھی بہت قیدی دوسرے مسلمانوں کے قبضے میں تھے سب نے ان قیدیوں کو غلامی سے آزاد کردیا کہ اب ان کا ہمارے حضرت ﷺ سے سسرالی رشتہ ہوگیا۔ اب ان کو غلام رکھنا بے ادبی ہے۔ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ ہم کو ایسی کوئی عورت معلوم نہیں ہوئی کہ جس سے اسکی برادری کو اتنا بڑا فائدہ پہنچا ہو۔ ان کے پہلے شوہر کا نام مسافع بن صفوان تھا۔ فائدہ: دیکھو دینداری عجیب نعمت ہے کہ اسکی بدولت باوجود لونڈی ہونے کے حضرت محمد ﷺ کی بی بی بنیں۔ بیبیو حضرت محمد ﷺ سے زیادہ کوئی عزت دار نہیں۔ جب آپ نے لونڈی کو بیوی بنانا عیب نہیں سمجھا تو اگر کوئی گھٹیا جگہ کسی مصلحت سے نکاح کرے یا پردیس سے کسی کو لے آئے تو تم بھی اس کو حقیر مت سمجھو۔ یہ بہت برا مرض اور گناہ بھی ہے۔ دیکھو صحابہؓ کا ادب کہ ان بی بی کی بھی عزت کتنی زیادہ کی کہ ان کی برادری کی ذلت بھی گوارا نہیں کی۔ آج کل کیسی جہالت ہے کہ خود ایسی بی بی کی بھی عزت نہیں کرتیں چاہے کیسی ہی دیندار ہو۔ بھلا اس کی برادری کی تو کیا خاک عزت کریگی امید ہے۔

(۳۵) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ ایک بہت بڑے حدیث کے جاننے والے عالمیوں کہتے ہیں کہ ان کا نکاح حضرت محمد ﷺ سے اس طرح ہوا ہے کہ انہوں نے یوں عرض کیا تھا کہ اپنی جان آپ کو بخشتی ہوں۔ یعنی بدون مہر کے آپ کے نکاح میں آنا منظور کرتی ہوں اور آپ نے قبول فرمالیا تھا۔ اس طرح کا نکاح خاص ہمارے پیغمبر ﷺ کو درست تھا اور ایک بہت بڑے تفسیر کے جاننے والے عالمیوں کہتے ہیں کہ جس آیت میں ایسے نکاح کا حکم ہے وہ اول ان ہی بی بی کیلئے اتری ہے ان کے پہلے شوہر کا نام حویطب تھا۔ فائدہ: دیکھو کیسی دین کی عاشق بیبیاں تھیں کہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت کو عبادت سمجھ کر مہر کی بھی پروا نہیں کی۔ حالانکہ اس زمانے میں مہر نقد ہی مل جایا کرتا تھا۔ ہمارے زمانے کی طرح قیامت کا یا موت کا ادھار نہ تھا۔ بیبیو اس دین ہی کو ہمیشہ اصلی دولت سمجھو۔ دنیا سے ایسی محبت رکھو کہ اپنے وقت کو اپنے خیال کو اسی میں کھپا دو۔ رات دن اس کا دھندا رہے مل جائے تو باغ باغ ہوجاؤ چاہے ثواب ہو چاہے گناہ نہ ملے تو غمسوار ہوجائے تو شکایت کرتی پھرو۔ دولت والوں پر حسد کرنے لگو نیت ڈانواں ڈول کرنے لگو۔

(۳۶) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں۔ خیبر[1] ایک بستی ہے وہاں یہودیوں سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تھی۔ یہ بی بی اس لڑائی میں قید ہوکر آئی تھیں اور ایک صحابیؓ کے حصہ میں لگ گئی تھیں۔ حضرت محمد ﷺ نے ان سے مول لیکر آزاد کردیا اور ان سے نکاح کرلیا۔ یہ بی بی حضرت ہارون پیغمبرؑ کی اولاد میں ہیں اور نہایت بردبار عقلمند خوبیوں کے بھری ہوئی ہیں۔ ان کی

[1] یہ بستی مدینہ منورہ کے قریب ہے

بردباری اس ایک قصہ سے معلوم ہوتی ہے کہ ان کی ایک لونڈی نے حضرت عمرؓ سے جھوٹ موٹ کی ان باتوں کی چغلی کھائی۔ ایک تو یہ کہ ان کو اب تک سنیچر کے دن سے محبت ہے یہ دن یہودیوں میں بڑی تعظیم کا مطلب یہ تھا کہ ان میں مسلمان ہو کر بھی اپنے پہلے مذہب یہودی ہونے کا اثر باقی ہے تو یوں سمجھو کہ مسلمان پوری نہیں ہوئیں۔ دوسری بات یہ کہی کہ یہودیوں کو خوب دیتی لیتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت صفیہؓ سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ پہلی بات تو بالکل جھوٹ ہے جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں اور جمعہ کا دن خدا تعالیٰ نے دے دیا ہے سنیچر سے دل کو لگاؤ بھی نہیں رہا۔ رہی دوسری بات وہ البتہ صحیح ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ میرے رشتہ دار ہیں اور رشتہ داروں سے سلوک کرنا شرع کے خلاف نہیں۔ پھر اس لونڈی سے پوچھا کہ تجھ سے جھوٹی چغلی کھانے کو کس نے کہا تھا کہنے لگی شیطان نے۔ آپ نے فرمایا جا تجھ کو آزادی ہے۔ آزاد کر دیا۔ ان کے پہلے شوہر کا نام کنانہ بن ابی الحقیق تھا۔ فائدہ:۔ بیبیو دیکھو بردباری اس کو کہتے ہیں تم کو چاہئے کہ اپنی ماما نوکر چاکر کی خطا اور قصور معاف کرتی رہا کرو بات بات میں بدلہ لینا کم حوصلگی ہے[۱] اور دیکھو کیسی سچی تھیں کہ جو بات تھی صاف کہہ دی اس کو بنایا نہیں جیسے آج کل بعضوں کی عادت ہے کہ کبھی اپنا بات نہیں آنے دیتیں۔ ہیر پھیر کر کے اپنے آپ کو الزام سے بچاتی ہیں۔ بات کا بنانا بھی بری بات ہے۔

(۳۷) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بی بی ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ کی بیٹی اور حضرت محمد ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی۔ ان کا نکاح حضرت ابو العاص بن الربیعؓ سے ہوا تھا جب یہ مسلمان ہو گئیں اور شوہر نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا تو ان سے علاقہ قطع کر کے انہوں نے مدینہ کو ہجرت کی تھوڑے دنوں پیچھے ان کے شوہر بھی مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت محمد ﷺ نے ان ہی سے نکاح کر دیا۔[۲] اور وہ بھی ان کو بہت چاہتے تھے۔ جب یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو چلی تھیں راہ میں ایک اور قصہ ہوا کہ کہیں دو کافر مل گئے ان میں سے ایک نے ان کو دھکیل دیا۔ یہ ایک پتھر پر گر پڑیں۔ ان کو کچھ امید تھی وہ بھی جاتی رہی اور اس قدر صدمہ پہنچا کہ مرتے دم تک اچھی نہ ہوئیں۔ آخر اسی میں انتقال کیا۔ فائدہ:۔ دیکھو کیسی ہمت اور دینداری کی بات ہے کہ دین کے واسطے اپنا وطن چھوڑا خاندان کو چھوڑا کافروں کے ہاتھ سے کیسی تکلیف اٹھائی کہ اس میں جان گئی مگر دین پر قائم رہیں۔ بیبیو دین کے سامنے چیزوں کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اگر تکلیف پہنچے اس کو جھیلو۔ اگر خاوند بددین ہو کبھی اس کا ساتھ مت دو۔

(۳۸) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی بیٹی ہیں۔ ان کا پہلا نکاح عتبہ سے ہوا جو ابولہب کافر کا بیٹا ہے جس کی برائی سورۂ تبت میں آئی ہے۔ جب یہ دونوں باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور باپ کے کہنے سے اس نے ان بی بی کو چھوڑ دیا تو حضرت محمد ﷺ نے ا

---

۱ پہلے آ چکا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے نفس کیلئے کبھی بدلہ نہیں لیا جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کسی سے بدلہ نہیں لیا کمال یہی ہے گو قصور کی مقدار بدلہ لینا جائز ہے۔

۲ پہلے ایسا نکاح یعنی مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ جائز تھا اب یہ حکم نہیں رہا۔

نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ جب ہمارے پیغمبر ﷺ بدر کی لڑائی میں چلے ہیں اس وقت یہ بیمار تھیں اور آپ حضرت عثمانؓ کو ان کی خبر گیری لینے کے واسطے مدینہ منورہ چھوڑ گئے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ تم کو بھی جہاد والوں کے برابر ثواب ملے گا۔ اور جہاد والوں کے ساتھ ان کا حصہ بھی لگایا جس روز لڑائی فتح کر کے مدینہ منورہ میں آئے ہیں اسی روز ان کا انتقال ہو گیا۔ فائدہ۔ دیکھو ان کی کیسی بزرگی ہے کہ ان کی خدمت کرنا ثواب جہاد کے برابر ٹھیرا۔ یہ بزرگی ان کے دیندار ہونے کی وجہ سے ہے۔ بیبیو اپنے دین کو پکا کرنے کا خیال ہروقت رکھو کوئی گناہ نہ ہونے پاوے اس سے دین میں بڑی کمزوری آجاتی ہے۔

(۳۹) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی بیٹی ہیں۔ ان کا پہلا نکاح عتیبہ سے ہوا جو اسی کافر ابولہب کا دوسرا بیٹا ہے۔ ابھی رخصتی نہ ہونے پائی تھی کہ ہمارے حضرت ﷺ کو پیغمبری مل گئی۔ وہ دونوں باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور اس نے بھی باپ کے کہنے سے ان بی بی کو چھوڑ دیا۔ جب ان کی بہن حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو گیا تھا تو ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہو گیا۔ اور جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو گیا تھا اتفاق سے اسی زمانہ میں حضرت حفصہؓ بھی بیوہ ہو گئی تھیں۔ ان کے باپ حضرت عمرؓ نے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کرنا چاہا۔ ان کی کچھ رائے نہ ہوئی پیغمبر ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ حفصہؓ کو تو عثمانؓ سے اچھا خاوند بتلاتا ہوں اور عثمانؓ کو حفصہؓ سے اچھی بی بی بتلاتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کر لیا۔ اور حضرت عثمانؓ کا نکاح حضرت ام کلثوم سے کر دیا۔ فائدہ۔ آپ نے ان کو اچھا کہا اور پیغمبر کسی کو اچھا کہیں یہ ایمان کی بدولت ہے۔ بیبیو۔ ایمان اور دین درست رکھو۔

(۴۰) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ذکر: یہ عمر میں سب بہنوں سے چھوٹی اور درجے میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے ان کو اپنی جان کا ٹکڑا فرمایا ہے اور ان کو سارے جہان کی عورتوں کا سردار فرمایا ہے۔ اور یوں بھی فرمایا ہے کہ جس بات سے فاطمہ کو رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے اور جس بیماری میں ہمارے پیغمبر ﷺ نے وفات پائی ہے اسی بیماری میں آپ نے سب سے پوشیدہ صرف ان ہی کو اپنی وفات کے نزدیک ہو جانے کی خبر دی تھی۔ جس پر یہ رونے لگیں۔ آپ نے پھر ان کے کان میں فرمایا کہ تم رنج مت کرو۔ ایک تو سب سے پہلے تم میرے پاس چلی آؤ گی۔ دوسرے جنت میں سب بیبیوں کی سردار ہو گی۔ یہ سن کر ہنسنے لگیں۔ حضرت محمد ﷺ کی بیبیوں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی۔ انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد یہ بھید بتلایا[۱] اور حضرت علیؓ سے ان کا نکاح ہوا ہے اور بھی حدیثوں میں ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں[۲]۔ فائدہ۔ حضرت محمد ﷺ کی یہ ساری محبت اور خصوصیت اس لئے تھی کہ یہ دیندار اور صابر شاکر سب سے زیادہ تھیں۔ بیبیو دین اور

---

۱ اور زندگی میں نہ بتلایا اس لئے کہ وہ راز تھا حضور ﷺ کا اور بظاہر اسی وجہ سے آپ نے پوشیدہ فرمایا تھا اور بعد وفات شریف پوشیدہ رکھنے کی وجہ باقی نہ رہی اسی واسطے حضرت فاطمہؓ نے ظاہر کر دیا۔

۲ آپ کے صبر اور شکر اور دیگر کمالات کا بیان اکثر نے مناقب فاطمہ میں نہایت مفصل لکھا ہے۔

صبر شکر کو اختیار کرو تم بھی خدا اور رسول ﷺ کی پیاری بن جاؤ۔ فائدہ:۔ جہاں سب سے پہلے پیغمبر ﷺ کا حال بیان ہوا ہے وہاں بھی ان سب بیبیوں اور بیٹیوں کے نام آچکے ہیں۔ فائدہ:۔ بیبیو ایک اور بات سوچنے کی ہے تم نے حضرت محمد ﷺ کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کا حال پڑھا ہے اس سے تم کو یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ بیبیوں میں بجز عائشہؓ کے سب بیبیوں کا حضرت محمد ﷺ سے دوسرا نکاح ہوا ہے۔ یہ بارہ بیبیاں وہ ہیں کہ دنیا میں کوئی عورت عزت اور رتبے میں ان کے برابر نہیں۔ اگر دوسرا نکاح کوئی عیب کی بات ہوتی تو یہ بیبیاں تو بہ توبہ کیا عیب کی بات کرتیں۔ افسوس ہے کہ بعض کم سمجھ آدمی اس کو عیب سمجھتے ہیں۔ بھلا جب حضرت محمد ﷺ کے گھرانے کی بات کو عیب اور بے عزتی سمجھا تو ایمان کہاں رہا یہ کیسے مسلمان ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے طریقے کو عیب اور کافروں کے طریقے کو عزت کی بات سمجھیں کیونکہ یہ طریقہ بیوہ عورت کے بٹھلائے رکھنے کا خاص ہندوستان کے کافروں کا ہے اور بھی سنو تم سے پہلے وقتوں کی بیواؤں میں اور اب کی بیواؤں میں بڑا فرق ہے۔ ان کمبختی ماریوں میں جہالت تو تھی مگر اپنی آبرو کی بڑی حفاظت کرتی تھیں اپنے نفس کو مار دیتی تھیں ان سے کوئی بات اونچ نیچ کی نہیں ہونے پاتی تھی اور اب تو بیواؤں کو سہاگنوں سے زیادہ بناؤ سنگار کا حوصلہ ہوتا ہے اس لئے بہت جگہ ایسی نازک باتیں ہونے لگیں ہیں جو کہنے کے لائق نہیں اب تو بالکل بیوہ کے بٹھانے کا زمانہ نہیں رہا کیونکہ نہ عورتوں میں پہلی سی شرم و حیا رہی اور نہ مردوں میں پہلی سی غیرت اور نہ بیواؤں کے رنڈاپا کاٹنے اور ہر طرح سے ان کے کھانے کپڑے کی خبر لینے کا خیال رہا۔ اب تو بھول کر بھی بیوہ کو نہ بٹھلانا چاہیے اللہ تعالیٰ سمجھ اور توفیق دیں۔ پہلی امتوں کی بیبیوں کے بعد یہاں تک حضرت محمد ﷺ کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کل پندرہ بیبیوں کا ذکر ہوا آگے اور ایسی بیبیوں کا ذکر آتا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے وقت میں تھیں۔ ان میں بعضوں کو حضرت محمد ﷺ سے خاص خاص تعلق بھی ہے۔

(۳۱) حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا ذکر:[1] ان بی بی نے ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کو دودھ پلایا ہے اور جب حضرت محمد ﷺ نے طائف شہر پر جہاد کیا ہے اس زمانہ میں یہ بی بی اپنے شوہر اور بیٹے کو لیکر حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں آئی تھیں۔ آپ نے بہت تعظیم کی اور اپنی چادر بچھا کر اس پر ان کو بٹھلایا اور وہ سب مسلمان ہوئے۔ فائدہ:۔ دیکھو باوجود یہ کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ان کا بڑا علاقہ تھا۔ مگر یہ جان گئیں کہ بدون دین و ایمان کے فقط اس علاقے سے بخشش نہ ہوگی۔ اس لئے آکر دین قبول کیا۔ بیبیو تم اس بھروسے مت رہنا کہ ہم فلانے بزرگ کی اولاد ہیں یا ہمارا فلانا بیٹا یا پوتا عالم حافظ ہے۔ یہ لوگ ہم کو بخشوا لیں گے۔ یاد رکھو اگر تمہارے پاس خود بھی دین ہے تو یہ لوگ بھی کچھ اللہ میاں سے تمہارے واسطے کہہ سن سکتے ہیں۔ نہیں تو یہ علاقے کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔

(۳۲) حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کا ذکر:[2] ان بی بی نے ہمارے پیغمبر ﷺ کو

---

[1] از اصابہ تلخیص

[2] از مسلم و نووی وغیرہ

گود میں کھلایا ہے اور پالا ہے حضرت محمد ﷺ بھی کبھی ان کے پاس ملنے جایا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت محمد ﷺ ان کے پاس تشریف لائے انہوں نے ایک پیالے میں کوئی پینے کی چیز دی۔ خدا جانے حضرت محمد ﷺ کا اس وقت جی نہ چاہتا تھا یا آپ کا روزہ تھا۔ آپ نے عذر کر دیا۔ چونکہ پالنے رکھنے کا ان کو ناز تھا ضد باندھ کر کھڑی ہو گئیں اور بے جھجک کہہ رہی تھیں نہیں پینا پڑے گا۔ اور حضرت محمد ﷺ یوں بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری حقیقی ماں کے بعد ام ایمن میری ماں ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کبھی کبھی ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے ان کو دیکھ کر حضرت محمد ﷺ کو یاد کر کے رونے لگتیں وہ دونوں صاحب بھی رونے لگتے۔ فائدہ۔ دیکھو کیسی بزرگی کی بات ہے کہ حضرت محمد ﷺ ان کے پاس جائیں۔ ایسے بڑے صحابہؓ ان کی خاطر مدارت کریں۔ یہ بزرگی اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور دین میں کامل تھیں۔ بیبیو اب حضرت محمد ﷺ کی خدمت یہی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے دین کی خدمت کرو۔ اوروں کو نیک باتیں بتلاؤ عورتوں کو دین سکھلاؤ۔ اپنی اولاد کو نیکی کی تعلیم دو اور خود بھی دین میں مضبوط رہو انشاء اللہ تعالیٰ تم کو بزرگی کا حصہ مل جائے گا اور زیارت سے یوں نہ سمجھو کہ یہ سب زیارت کرنے والوں کے سامنے بے پردہ ہو جاتی ہوں گی کسی کے پاس ارادہ کر کے جانا اور پاس بیٹھنا اگرچہ درمیان میں پردہ بھی ہو اور اچھی اچھی باتیں کہنا سننا بس یہی زیارت ہے۔

(۴۳) حضرت ام سلیم کا ذکر:[1]

یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی صحابیہ ہیں۔[2] اور ایک صحابی ہیں ابو طلحہؓ ان کی یہ بیوی ہیں۔ اور ایک صحابی ہیں حضرت انسؓ جو ہمارے حضرت کے خاص خدمت گزار ہیں ان کی یہ ماں ہیں اور ایک طرح سے ہمارے حضرت محمد ﷺ کی خالہ ہیں۔ اور ان کے ایک بھائی تھے صحابی وہ ایک لڑائی میں حضرت محمد ﷺ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے ان سب باتوں کے سبب ہمارے حضرت ﷺ ان کی بہت خاطر کرتے تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور حضرت محمد ﷺ نے ان کو جنت میں بھی دیکھا تھا اور ان کا ایک عجیب قصہ آیا ہے کہ ان کا ایک بچہ تھا وہ بیمار ہو گیا اور ایک دن مر گیا۔ رات کا وقت تھا اب ان کا صبر دیکھو یہ خیال کیا کہ اگر خاوند کو خبر کروں گی ساری رات بے چین ہو نگے۔ کھانا نہ کھاویں گے بس چپ ہو کر بیٹھ رہیں۔ آئے خاوند اور پوچھا بچہ کیسا ہے۔ کہنے لگیں آرام ہے۔ اور جھوٹ بھی نہیں کہا مسلمان کے واسطے اس سے بڑھ کر کیا آرام ہوگا کہ اپنے اصلی ٹھکانے پر چلا جائے۔ وہ سمجھے نہیں غرض ان کے سامنے کھانا لا کر رکھا۔ انہوں نے کھانا کھایا پھر ان کو اپنی طرف خواہش ہوئی خدا کی بندی نے اس سے بھی عذر نہیں کیا۔ جب ساری باتوں سے فارغ ہو چکیں تو خاوند سے پوچھتی ہیں کہ اگر کوئی کسی کو مانگی چیز دے اور پھر اپنی چیز مانگنے لگے تو انکار کرنے کا کچھ حق حاصل ہے۔ انہوں نے کہا نہیں کہنے لگیں تو پھر بچہ کو صبر کرو۔ وہ بڑے خفا ہوئے کہ مجھ کو جب ہی کیوں نہ خبر کی انہوں نے یہ سارا قصہ حضرت محمد ﷺ سے جا کر بیان کیا۔ آپ نے ان کیلئے دعا کی۔ خدا کی قدرت اسی رات

---

[1] از کتب حدیث و شرح آں ۔ [2] یعنی یہ بی بی حضور ﷺ کی صحبت یافتہ ہیں۔

ہمت کی پاکی یہ ہے کہ جب سچی بات معلوم ہوگئی اس کے ماننے میں باپ دادا کے طریقے کا خیال نہیں کیا۔ بیبیو تم بھی جب شرع کی بات معلوم ہو جایا کرے اس کے مقابلے میں خاندانی رسموں کا نام مت لیا کرو بس خوشی خوشی دین کی بات مان لیا کرو۔ اور اسی کا برتاؤ کیا کرو۔

۴۷) **حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کا ذکر:** یہ ایک صحابی ہیں۔ اپنی ماں کو دین قبول کرنے کے لئے سمجھایا کرتے۔ ایک دفعہ ماں نے دین و ایمان کو کوئی ایسی بات کہہ دی کہ ان کو بڑا صدمہ ہوا۔ یہ روتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضرت میری ماں کے واسطے دعا کیجئے کہ خدا اس کو ہدایت کرے۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت کر۔ یہ خوشی خوشی گھر پہنچے تو دروازہ بند تھا اور پانی گرنے کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی نہاتا ہو۔ ان کے آنے کی آہٹ سن کر ماں نے پکار کر کہا وہاں ہی رہیو نہا دھو کر کواڑ کھولے اور کہا ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ ان کا مارے خوشی کے یہ حال ہو گیا کہ بے اختیار رونا شروع کیا اور اسی حال میں جا کر سارا قصہ حضرت محمد ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ میاں سے دعا کر دیجئے کہ مسلمانوں سے ہم ماں بیٹوں کو محبت ہو جائے اور مسلمانوں کو ہم دونوں سے محبت ہو جائے۔ آپ نے دعا فرمائی۔ فائدہ۔ دیکھو نیک اولاد سے کتنا بڑا فائدہ ہے۔ بیبیو اپنے بچوں کو بھی دین کا علم سکھلاؤ۔ ان سے تمہارا دین بھی سنور جائیگا۔

۴۸) **حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا ذکر:** یہ بی بی صحابیہ ہیں جب مکہ مکرمہ میں کافروں نے مسلمانوں کو بہت ستایا اس وقت بہت مسلمان ملک حبش کو چلے گئے تھے۔ ان میں یہ بھی تھیں پھر جب حضرت محمد ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے تو وہ سب مسلمان مدینہ منورہ آگئے تھے ان میں یہ بھی آئی تھیں آپ نے ان کو خوشخبری دی تھی کہ تم نے دو ہجرتیں کی ہیں تم کو بہت ثواب ہوگا۔ فائدہ۔ دیکھو دین کے واسطے کس طرح گھر سے بے گھر ہوئیں تب تو ثواب لوٹے۔ بیبیو اگر دین کے واسطے کچھ محنت اٹھانا پڑے تو گھبرایا مت۔

۴۹) **حضرت حذیفہؓ کی والدہ کا ذکر**[1] حضرت حذیفہؓ صحابی ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے ایک بار مجھ سے پوچھا تم کو حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں گئے ہوئے کتنے دن ہوئے میں نے بتا دیا کہ اتنے دن ہوئے مجھ کو برا بھلا کہا۔ میں نے کہا اب جاؤں گا اور مغرب آپ ہی کے ساتھ پڑھوں گا اور آپ سے عرض کروں گا کہ میرے اور تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں چنانچہ میں گیا اور مغرب پڑھی۔ عشاء پڑھی۔ جب نماز پڑھ کر آپ چلے میں ساتھ ہو لیا۔ میری آواز سن کر فرمایا حذیفہ ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں فرمایا کیا کام ہے۔ تمہاری اور تمہاری ماں کی بخشش کریں۔ فائدہ۔ دیکھو کیسی اچھی بی بی تھیں اپنی اولاد کیلئے ان باتوں کا بھی خیال رکھتی تھیں کہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں گئے یا نہیں۔ بیبیو تم بھی اپنی اولاد کو تاکید رکھا کرو کہ بزرگوں کے پاس جا کر بیٹھا کریں اور ان سے دین کی بات سیکھیں اور اچھی صحبت کی برکت حاصل کریں۔

---

[1] از ترمذی شریف

(۵۰) حضرت فاطمہ بنت خطابؓ کا ذکر: یہ حضرت عمرؓ کی بہن ہیں۔ حضرت عمرؓ سے پہلے مسلمان ہو چکی تھیں ان کے خاوند بھی سعید بن زیدؓ مسلمان ہو چکے تھے حضرت عمرؓ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ یہ دونوں حضرت عمرؓ کے ڈر کے مارے اپنا اسلام پوشیدہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز حضرت عمرؓ نے سن لی اور ان دونوں کے ساتھ بڑی سختی کی لیکن بہنوئی پھر بھی مرد تھے ہمت ان بی بی کی دیکھو کہ صاف کہا کہ بیشک ہم مسلمان ہیں اور قرآن مجید پڑھ رہے تھے چاہے مار ڈالو چاہے چھوڑ دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھ کو بھی قرآن مجید دکھلاؤ بس قرآن کا دیکھنا تھا اور اس کا سننا تھا فوراً ایمان کا نور ان کے دل میں داخل ہو گیا۔ اور حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔ فائدہ: بیبیو تم کو بھی دین اور شرع کی باتوں میں ایسی ہی مضبوطی چاہئے یہ نہیں کہ ذرا سے روپے کے واسطے شرع کے خلاف کر لیا۔ برادری کنبے کے خیال سے شرع کے خلاف رسمیں کر لیں اور جو بات بھی شرع کے خلاف ہو کسی طرح اس کے پاس مت جاؤ۔

(۵۱) ایک انصاری عورت کا ذکر:[1] ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ احد کی لڑائی میں ایک انصاری بی بی کا خاوند اور باپ بھائی سب شہید ہو گئے۔ جب اس نے سنا تو اول پوچھا کہ یہ بتلاؤ حضرت محمد ﷺ کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا خیریت سے ہیں کہنے لگی جب آپ ﷺ سالم ہیں مجھے کسی کا کیا غم۔ فائدہ: سبحان اللہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کیسی محبت تھی۔ بیبیو اگر تم کو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ محبت کرنی منظور ہے تو آپ کی شرع کی پوری پوری پیروی کرو۔ اس سے محبت ہو جائے گی اور محبت کی وجہ سے بہشت میں حضرت محمد ﷺ کے پاس رہو گی۔

(۵۲) حضرت ام فضل لبابہ بنت حارث کا ذکر:[2] یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی چچی ہیں۔ اور حضرت عباسؓ کی بی بی اور عبداللہ بن عباسؓ کی ماں ہیں۔ قرآن مجید میں جو آیا ہے کہ جو مسلمان کافروں کے ملک میں رہنے سے خدا کی عبادت نہ کر سکے اس کو چاہئے کہ اس ملک کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے۔ اگر ایسا نہ کرے گا اس کو بہت گناہ ہوگا۔ البتہ بچے اور عورتیں جن کو دوسری جگہ کا راستہ نہ معلوم ہو نہ اتنی دلیری اور ہمت ہو وہ قابل معافی ہیں تو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان ہی کم ہمتوں میں، میں اور میری ماں تھیں وہ عورت تھیں اور میں بچہ تھا۔ فائدہ: دیکھو یہ ان کی نیت کی خوبی تھی کہ دل سے کافروں میں رہنا پسند نہ تھا لیکن لاچار تھیں اس واسطے اللہ میاں کی ان پر رحمت ہوئی کہ گناہ سے بچا لیا۔ بیبیو تم بھی دل سے ہمیشہ دین کے موافق عمل کرنے کی پکی نیت رکھا کرو۔ پھر تمہاری لاچاری کے معاف ہونے کی امید ہے اور جو دل ہی سے دین کی بات کا ارادہ نہ کیا تو پھر گناہ سے نہیں بچ سکتیں۔

(۵۳) حضرت ام سلیطؓ کا ذکر: ایک دفعہ حضرت عمرؓ مدینہ منورہ کی بیبیوں کو کچھ چادریں تقسیم کر رہے تھے۔ ایک چادر رہ گئی آپ نے لوگوں سے صلاح پوچھی کہ بتلاؤ کس کو دوں۔ لوگوں نے کہا کہ

---

۱ از تہذیب

۲ از ابن سعد

حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم جو آپ کے نکاح میں ہیں ان کو دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ام سلیط کا حق ہے۔ یہ بی بی انصار میں کی ہیں اور حضرت محمد ﷺ سے بیعت ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ احد کی لڑائی میں ان کا یہ حال تھا کہ پانی کی مشکیں ڈھوتی پھرتی تھیں۔ اور مسلمانوں کے کھانے پینے کا انتظام کرتی تھیں اسی طرح ایک بی بی تھیں خولہ وہ تو لڑائی میں تلوار لیکر لڑتی تھیں۔ فائدہ:۔ دیکھو خدا کے کام میں کیسی ہمت کی تھی جب تو حضرت عمرؓ نے اتنی قدر کی۔ اب کم ہمتوں کا حال یہ ہے کہ نماز بھی پانچ وقت کی ٹھیک ٹھیک نہیں پڑھی جاتی۔

(۵۴) حضرت ہالہ بنت خویلد کا ذکر: یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی سالی اور حضرت خدیجہؓ کی بہن ہیں یہ ایک بار حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دروازے سے باہر کھڑے ہو کر آنے کی اجازت چاہی۔ چونکہ آواز اپنی بیوی کی بہن کی سی تھی اس واسطے آپ کو حضرت خدیجہؓ کا خیال آیا اور چونک سے گئے اور فرمانے لگے اے اللہ یہ ہالہ ہو۔ فائدہ:۔ اس دعا سے معلوم ہوا کہ آپ کو ان سے محبت تھی یوں تو سالی کا رشتہ بھی ہے مگر بڑی وجہ آپ کی محبت کی صرف دینداری ہے۔ بیبیو دیندار بن جاؤ تم کو بھی اللہ اور رسول ﷺ چاہنے لگیں گے۔

(۵۵) حضرت ہند بنت عتبہ کا ذکر: حضرت معاویہؓ جو ہمارے حضرت محمد ﷺ کے سالے ہیں۔ یہ ان کی ماں ہیں۔ انہوں نے ایک بار ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے عرض کیا کہ مسلمان ہونے سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ آپ سے زیادہ کسی کی ذلت نہ چاہتی تھی اور اب یہ حال ہے کہ آپ سے زیادہ کسی کی عزت نہیں چاہتی۔ آپ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی حال ہے۔ فائدہ:۔ اس سے ایک تو ان کا سچا ہونا معلوم ہوا دوسرے یہ معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ان کی محبت تھی اور حضرت محمد ﷺ کو ان کے ساتھ محبت تھی۔ بیبیو تم بھی سچ بولا کرو۔ اور حضرت محمد ﷺ سے محبت رکھو اور ایسے کام کرو کہ حضرت محمد ﷺ کو تم سے محبت ہو جائے۔

(۵۶) حضرت ام خالدؓ کا ذکر: جب لوگ حبش کو ہجرت کر کے گئے تھے ان میں یہ بھی تھیں۔ اس زمانہ میں بچی تھیں وہاں سے لوٹ کر جب مدینہ منورہ کو آئیں تو ان کے باپ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ بھی ساتھ آئیں۔ ایک زرد کرتہ پہنے ہوئے تھیں۔ آپ کے پاس ایک چھوٹی سی چادر بوٹے دار رنگی تھی۔ آپ نے ان کو اڑھادی اور فرمایا بڑی اچھی ہے۔ پھر یہ دعا کی کہ گھس گھس پرانی ہو۔ اس دعا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمہاری عمر بڑی ہو۔ لوگوں کا یہ بیان ہے کہ جتنی عمر ان کی ہوئی ہم نے کسی عورت کی نہیں سنی۔ لوگوں میں چرچا ہوا کرتا ہے کہ فلاں بی بی کو اتنی زیادہ عمر ہے یہ بچی تو تھیں ہی حضرت محمد ﷺ کی مہر نبوت سے کھیلنے لگیں۔ باپ نے ڈانٹا۔ آپ نے فرمایا رہنے دو کیا ڈر ہے۔ فائدہ:۔ بڑی خوش قسمت تھیں۔ بیبیو دین کی چادر نبی ﷺ کی چادر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں پرہیزگاری کو بہترین لباس فرمایا ہے اگر اس دولت کو لینا چاہتی ہو دین اور پرہیزگاری اختیار کرو۔

مت لڑا کرو۔ اس قصے میں ایک اور بی بی کا بھی ذکر آیا ہے جن کے بیٹے اس تہمت لگانے والوں میں بھولے پن سے شامل ہو گئے تھے۔ ان بی بی نے ایک موقع پر اپنے ہی بیٹے کو برا کہا حضرت عائشہؓ کی طرف داری میں۔ یہ بی بی ام مسطح کہلاتی ہیں۔ دیکھو حق پرستی یہ ہوتی ہے کہ بیٹے کی بات کی پچ نہیں کی بلکہ سچی بات کی طرف داری میں اپنے بیٹے کو برا کہا۔

(۶۱) حضرت ام عطیہؓ کا ذکر: یہ بی بی صحابیہ ہیں اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ لڑائیوں میں گئیں اور وہاں بیماروں اور زخمیوں کا علاج اور مرہم پٹی کرتی تھیں اور حضرت محمد ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کبھی آپ کا نام لیتیں تو یوں بھی ضرور کہتیں کہ میرا باپ آپ ﷺ پر قربان۔ فائدہ: بیبیو! نیک کاموں میں ہمت کرو اور حضرت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ ایسی ہی محبت رکھو۔

(۶۲) حضرت بریرہؓ کا ذکر: یہ ایک شخص کی لونڈی تھیں۔ پھر ان کو حضرت عائشہؓ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ ان ہی کے گھر رہتی تھیں اور حضرت عائشہؓ اور ہمارے حضرت ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ ایک بار ان کے واسطے کہیں سے گوشت آیا تھا ہمارے حضرت ﷺ نے خود مانگ کر نوش فرمایا تھا۔ فائدہ: حضرت محمد ﷺ کی خدمت کرنا کتنی بڑی خوش قسمتی ہے اور ان کی محبت پر حضرت محمد ﷺ کو بڑا بھروسہ تھا جب ہی تو ان کی چیز کھائی اور یہ سمجھے کہ یہ خوش ہوں گی۔ بیبیو! حضرت محمد ﷺ کی خدمت یہی ہے کہ دین کی خدمت کرو اور یہی محبت ہے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ۔

(۶۳، ۶۴، ۶۵) فاطمہ بنت ابی حبیش اور حمنہ بنت جحش اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بی بی زینب کا ذکر: ان تینوں بیبیوں کا حضرت محمد ﷺ سے مسئلے پوچھنے چلے آنا حدیثوں میں آیا ہے اور اسی واسطے ہم نے تینوں کا نام ساتھ ہی لکھ دیا ہے کہ ان تینوں میں سے پہلی بی بی نے استحاضہ کا مسئلہ پوچھا۔ دوسری بی بی ہمارے حضرت ﷺ کی سالی اور حضرت زینب کی بہن ہیں انہوں نے بھی استحاضہ کا مسئلہ پوچھا تھا اور تیسری بی بی نے صدقہ دینے کا مسئلہ پوچھا تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ ایک بہت بڑے صحابی ہیں۔ یہ ان کی بی بی ہیں۔ فائدہ: بیبیو! دین کا شوق ایسا ہونا چاہئے کہ تم کو بھی جو مسئلہ معلوم نہ ہوا کرے خود یا کسی کی معرفت عالموں سے پوچھ لیا کرو۔ اگر کوئی شرم کی بات ہوئی ان عالموں کی بیوی سے کہہ دیا انہوں نے پوچھ لیا۔ حضرت محمد ﷺ کی بیبیوں اور بیٹیوں کے بعد یہاں تک ان بیبیوں کا ذکر ہوا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں تھیں اور بھی ایسی بہت بیبیوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں مگر ہم نے اتنا ہی لکھا ہے کہ کتاب بڑھ نہ جائے آگے ان بیبیوں کا ذکر آتا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے بعد ہوئی ہیں۔

(۶۶) امام حافظ ابن عساکر کی استاد بیبیاں: یہ امام حدیث کے بڑے عالم ہیں جن استادوں سے انہوں نے یہ علم حاصل کیا ہے ان میں اسی سے زیادہ عورتیں ہیں۔ فائدہ: افسوس ایک یہ زمانہ ہے کہ عورتیں دین کا علم حاصل کرنے کے ضروری درجہ کو بھی نہیں پہنچتیں۔

(۶۷، ۶۸) حفید بن زہر طبیب کی بہن اور بھانجی: یہ ایک مشہور طبیب ہیں۔ ان کی بہن اور بھانجی حکمت کا طریقہ خوب جانتی تھیں۔ منصور ایک بادشاہ تھا خلیفہ اس کے محلات کا علاج ان ہی کے سپرد تھا۔ فائدہ: یہ علم تو عورتوں میں سے بالکل جاتا رہا۔ اس علم میں بھی اگر اچھی نیت ہو اور لالچ اور دغا نہ کرے کوئی حرام دوا نہ کھلاوے۔ دین کے کاموں میں غفلت نہ کرے تو بڑا ثواب ہے اور مخلوق کا فائدہ ہے۔ اب جاہل دائیاں عورتوں کا ستیاناس کرتی ہیں۔ اگر علم ہوتا تو یہ خرابی کیوں ہوتی جن عورتوں کے باپ بھائی میاں حکیم ہیں وہ اگر ہمت کریں تو ان کو اس علم کا حاصل کرنا بہت آسان ہے۔

(۶۹) امام یزید بن ہارون کی لونڈی: یہ حدیث کے بڑے امام ہیں۔ اخیر عمر میں نگاہ بہت کمزور ہو گئی تھی۔ کتاب نہ دیکھ سکتے تھے۔ ان کی یہ لونڈی ان کی مدد کرتی خود کتابیں دیکھ کر حدیثیں یاد کر کے ان کو بتلا دیا کرتی۔ فائدہ: سبحان اللہ اس زمانہ میں لونڈیاں باندیاں عالم ہوتی تھیں۔ اب بیبیاں بھی اکثر جاہل ہیں خدا کے واسطے اس دھبہ کو مٹاؤ۔

(۷۰) ابن سماک کوفی کی لونڈی: یہ بزرگ اپنے زمانہ کے بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ اپنی لونڈی سے پوچھا میری تقریر کیسی ہے۔ اس نے کہا تقریر تو اچھی ہے مگر اتنا عیب ہے کہ ایک بات کو بار بار کہتے ہو۔ انہوں نے کہا میں اس لئے بار بار کہتا ہوں کہ کم سمجھ لوگ بھی سمجھ لیں کہنے لگی جب تک کم سمجھ سمجھیں گے سمجھدار گھبرا اٹھیں گے۔ فائدہ: کسی عالم کی تقریر میں ایسی گہری بات سمجھنا عالم ہی سے ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لونڈی عالم تھیں۔ بیبیو لونڈیوں سے تو کم مت رہو خوب کوشش کر کے علم حاصل کرو۔ گھر میں کوئی مرد عالم ہو تو ہمت کر کے عربی بھی پڑھ لو۔ پورا مزہ علم کا اسی میں ہے تم کو تو مردوں سے زیادہ آسان ہے کیونکہ کمانا دھمانا تو تم کو ہے نہیں اطمینان سے اسی میں لگی رہو۔ رہ گیا پردہ تو وہ عورتوں میں بیٹھی بھی ہو سکتی عمر کیوں برباد کرتی ہو۔

(۷۱) ابن جوزیؒ کی پھوپھی:[1] یہ بزرگ بڑے عالم ہیں ان کی پھوپھی ان کو بچپن میں عالموں سے پڑھنے پڑھانے کی جگہ لے آیا کرتی تھیں بچپن ہی سے علم کی باتیں کان میں پڑتی رہیں ماشاء اللہ اس بچہ کی عمر میں ایسے ہو گئے کہ عالموں کی طرح وعظ کہنے لگے۔ فائدہ: دیکھو اپنی اولاد کے واسطے علم اپنی سکھلانے کا کتنا بڑا خیال تھا۔ وہ بڑی بوڑھی ہوں گی خود نہ سکھا سکیں تم اتنا تو کر سکتی ہو کہ جب تک اولاد دین کا علم نہ پڑھ لے انگریزی میں مت پھنساؤ۔ بری صحبت سے روکو اس پر تنبیہ کرو مکتب میں مدرسے میں جانے کی تاکید رکھو۔ اب تو یہ حال ہے کہ اول تو پڑھانے کا شوق نہیں اور اگر ہے تو انگریزی کا کہ میرا بیٹا تحصیلدار ہو جائے نائب ہو جائے۔ چاہے قیامت میں دوزخ میں جائے اور ماں باپ کو بھی ساتھ لے جائے۔ یاد رکھو کہ سب سے مقدم دین کا علم ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

---

۱ حفظ میں ان کو بہت بڑا ملکہ تھا اور بیس ہزار کافر ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے

(۷۲) امام ربیعۃ الرائےؒ کی والدہ: یہ بھی بڑے عالم ہوئے ہیں امام مالک اور حسن بصری جو آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں وہ دونوں ان ہی کے شاگرد ہیں۔ ان کے والد کا نام فروخ ہے۔ بنی امیہ کی بادشاہی کے زمانہ میں وہ فوج میں نوکر تھے۔ بادشاہی حکم سے وہ بہت سی لڑائیوں پر بھیجے گئے تھے اس وقت یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے ان کو ستائیس برس اس سفر میں لگ گئے۔ یہ پیچھے ہی پیدا ہوئے اور پیچھے ہی اتنے بڑے عالم ہوئے چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بی بی کو تیس ہزار اشرفیاں دی تھیں۔ اس عالی ہمت بی بی نے سب اشرفیاں ان کے پڑھانے لکھانے میں خرچ کر دیں۔ جب ان کے باپ ستائیس برس پیچھے لوٹ کر آئے تو بی بی سے اشرفیوں کو پوچھا انہوں نے کہا سب حفاظت سے رکھی ہیں۔ اس عرصہ میں حضرت ربیعہ مسجد میں جا کر حدیث سنانے میں مشغول ہوئے۔ فروخ نے جو یہ تماشا اپنی آنکھ سے دیکھا کہ میرا بیٹا ایک جہان کا پیشوا ہو رہا ہے مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے جب گھر لوٹ کر آئے بی بی نے پوچھا بتلاؤ تیس ہزار اشرفیاں زیادہ اچھی ہیں یا یہ نعمت وہ بولے اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے۔ جب انہوں نے کہا کہ میں نے وہ اشرفیاں اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔ انہوں نے نہایت خوش ہو کر کہا کہ خدا کی قسم تو نے اشرفیاں ضائع نہیں کیں۔ فائدہ۔ کیسی بیبیاں تھیں علم دین کی کیسی قدر دان تھیں کہ تیس ہزار اشرفیاں اپنے بیٹے کے علم حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔ بیبیو تم بھی خرچ کی پرواہ مت کرو جس طرح ہو اولاد کو علم دین حاصل کراؤ۔

(۷۳) امام بخاری کی والدہ اور بہن: امام بخاری کے برابر حدیث کا کوئی عالم نہیں ہوا۔ ان کی عمر چودہ سال کی تھی۔ جب انہوں نے علم حاصل کرنے کا سفر کیا تو ان کی والدہ اور بہن خرچ کی ذمہ دار تھیں۔ فائدہ۔ بھلا ماں تو ویسے بھی خرچ دیا کرتی ہے مگر بہن جس کا رشتہ ذمہ داری کا نہیں ہے ان کو کیا غرض تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بیبیوں میں علم دین کا چرچا تھا اور یہ اپنا مال و متاع قربان کرنے کو تیار ہو گئیں۔ بیبیو تم کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

(۷۴) قاضی زادہ رومی کی بہن: یہ ایک بڑے مشہور فاضل ہیں۔ جب یہ روم کے استادوں سے علم حاصل کر چکے تو ان کو باہر کے عالموں سے علم حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ اور چپکے چپکے سفر کا سامان کرنا شروع کیا۔ ان کی بہن کو معلوم ہوا تو اپنا بہت سا زیور اپنے بھائی کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا اور خود ان سے بھی نہیں کہا۔ فائدہ۔ کیسی اچھی بیبیاں تھیں۔ نام سے کوئی غرض نہ تھی یوں چاہتی تھیں کہ کسی طرح علم قائم رہے۔ بیبیو علم کے قائم رکھنے میں مدد کرنا بڑا ثواب ہے جو دین کے مدرسہ میں جس قدر آسانی سے مدد ممکن ہو ضرور خیال رکھو۔ حضرت محمد ﷺ کے زمانہ کی بیبیوں کے بعد ان دس عورتوں کے قصے بیان ہوئے جن کو علم حاصل کرنے کا شوق تھا اب ان بیبیوں کا حال لکھا جاتا ہے جن کا دل فقیری کی طرف تھا۔

(۷۵) حضرت معاذہ عدویہؒ کا ذکر: ان کا عجب حال تھا جب دن آتا تو کہتیں شاید یہ وہ دن ہے جس میں میں مر جاؤں اور شام تک نہ سوتیں کہ کہیں موت کے وقت خدا کی یاد سے غافل نہ مروں اسی

کھا لے وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ فائدہ: سبحان اللہ خدا کی یاد میں کیسی چور تھیں اور خدا سے کس قدر ڈرتی تھیں اور شیر کی بات ان کی کرامت ہے جیسا ہم نے کشف کا حال لکھا ہے وہی کرامت کا سمجھو۔ بیبیو تم بھی خدا کی یاد اور خدا کا خوف دل میں پیدا کرو۔ آخر قیامت بھی آنے والی ہے تو سامان کر رکھو۔

(۸۴) حضرت حبیب عجمی کی بی بی حضرت عمرہ کا ذکر: یہ ساری رات عبادت کرتیں۔ جب اخیر رات ہوتی تو خاوند سے کہتیں قافلہ آگے نکل گیا اور تم پیچھے سوتے رہ گئے۔ ایک بار ان کی آنکھ دکھنے آئی۔ کسی نے پوچھا کہنے لگیں۔ میرے دل کا درد اس سے بھی زیادہ ہے۔ فائدہ: بیبیو خدا کی محبت کا ایسا درد پیدا کرو کہ سب درد اس کے سامنے ہلکے ہو جائیں۔

(۸۵) حضرت امۃ الجلیلؒ کا ذکر: یہ بڑی عابد زاہد تھیں ایک بار کئی بزرگوں میں گفتگو ہوئی کہ ولی کیسا ہوتا ہے سب نے کہا آؤ امۃ الجلیلؒ سے چل کر پوچھیں غرض ان سے پوچھا۔ فرمایا ولی کی کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی جس میں اس کو خدا کے سوا کوئی اور دھندا ہو۔ جو کوئی اس کو دوسرا دھندا بتلاوے سو وہ جھوٹا ہے۔ فائدہ: کیسی شان کی بی بی تھیں کہ بڑے بڑے مرد ان سے ایسی باتیں پوچھتے تھے اور انہوں نے کیسی اچھی پہچان بتلائی۔ بیبیو تم بھی ایسی فکر کرو اور اپنے سارے دھندوں سے زیادہ خدا کی یاد کا دھندا کرو۔

(۸۶) حضرت عبیدہ بنت کلاب کا ذکر: مالک ابن دینار ایک بڑے عالی بزرگ ہیں۔ یہ بی بی ان کی خدمت میں آتی جاتی تھیں۔ بعض بزرگ ان کا رتبہ رابعہ سے زیادہ بتلاتے ہیں۔ ایک شخص کو کہتے سنا کہ آدمی پورا متقی جب ہوتا ہے کہ جب اس کے نزدیک خدا کے پاس جانا سب چیزوں سے پیارا ہو جائے۔ یہ سن کر غش کھا کر گر پڑیں۔ فائدہ: خدا کے پاس جانے کا کیسا شوق تھا کہ ذکر سن کر غش آ گیا۔ اب یہ حال ہے کہ موت کا نام تک پسند نہیں آتا کیونکہ صرف دنیا کی محبت ہے کہ جانے کو جی نہیں چاہتا۔ اس کو دل سے نکالو جب خدا کے یہاں جانے کو جی چاہے گا۔

(۸۷) حضرت عفیرہ عابدہ کا ذکر: ایک روز بہت سے عابد لوگ ان کے پاس آئے اور کہا ہمارے لئے دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسی گنہگار ہوں کہ اگر گناہ کرنے کی سزا میں گونگی ہو جاتی تو میں بات بھی نہ کر سکتی۔ یعنی گونگی ہو جاتی لیکن دعا کرنا سنت ہے اس لئے دعا کرتی ہوں پھر سب کے لئے دعا کی۔ فائدہ: دیکھو اتنی عابد زاہد ہو کر بھی اپنے کو ایسا تباہ گنہگار سمجھتی تھیں اب یہ حال ہے کہ ذرا اتنی تسبیحیں پڑھنے لگیں اور اپنے کو آپ بزرگ سمجھ لیا۔ خدا تعالیٰ کو بڑائی ناپسند ہے ہر حال میں اپنے کو سب سے کمتر سمجھو اور سچ بھی یہی ہے کیونکہ دل عجب بری حالت میں بھرا ہے جتنے عیب ہیں پھر عبادات کے ساتھ ان کو بھی دیکھتے تو کبھی بڑائی کا خیال نہ آئے۔

(۸۸) حضرت شعوانہؒ کا ذکر: یہ بہت روتی تھیں اور یوں کہتی تھیں کہ میں چاہتی ہوں کہ اتنا روؤں کہ آنسو باقی نہ رہیں پھر خون روؤں یہاں تک کہ بدن میں خون نہ رہے۔ ان کی خادمہ کا بیان ہے کہ جب سے

میں نے ان کو دیکھا ہے ایسا یقین ہوتا ہے کہ کبھی دنیا کی رغبت مجھ کو نہیں ہوئی اور کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھا۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ جیسے مشہور بزرگ ہیں وہ ان کے پاس جا کر دعا کراتے۔ فائدہ: خدا کے خوف سے یا محبت سے رونا بڑی دولت ہے اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بنا لیا کرو اللہ میاں کو عاجزی پر رحم آ جائے گا اور بزرگوں کے پاس بیٹھنے سے کیسا فیض ہوتا ہے جیسا ان کی خادمہ نے بیان کیا تم بھی نیک صحبت ڈھونڈا کرو اور برے آدمی سے بچا کرو۔

(۸۹) حضرت آمنہ رملیہؒ کا ذکر: ایک بزرگ ہیں بشر بن حارثؒ وہ ان کی زیارت کو آتے۔ ایک دفعہ حضرت بشر بیمار ہو گئے۔ یہ ان کو پوچھنے گئیں احمد بن حنبلؒ جو بہت بڑے امام ہیں وہ بھی پوچھنے آئے۔ معلوم ہوا کہ یہ آمنہ بی بی رملہ سے آئی ہیں۔ امام احمد نے بشر سے کہا کہ ان سے ہمارے لئے دعا کراؤ بشر نے دعا کیلئے کہا انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ بشر اور احمد دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں ان دونوں کو پناہ دے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ رات کو ایک پرچہ ہوا سے گرا اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہم نے منظور کیا اور ہمارے یہاں اور بھی نعمتیں ہیں۔ فائدہ: سبحان اللہ کیسی دعا قبول ہوئی۔ یہ سب برکت بندگی کی ہے جو خدا کا حکم پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سوال پورا کرتے ہیں تم بھی حکم ماننے میں کوشش کرو۔

(۹۰) حضرت مطلوبہ بنت زید بن ابی الفوارسؒ کا ذکر: جب ان کا بچہ مر جاتا اس کا صبر کرتیں کہتیں کہ مجھ سے آگے جانا اس سے بہتر ہے کہ مجھ سے پیچھے رہتا۔ مطلب یہ کہ اب تو آگے جا کر مجھ کو بخشوائے گا اور خود بچہ ہے بخشا جائے گا اور اگر میرے پیچھے زندہ رہتا تو شاید گناہ کرتا اور خدا جانے بخشوانے کے قابل ہوتا یا نہ ہوتا اور فرماتیں کہ میرا صبر بہتر ہے بیقراری سے اور فرماتیں کہ اگرچہ جدائی کا افسوس ہے لیکن ثواب کی امید سے زیادہ خوشی ہے۔ فائدہ: بیبیو کسی کے مرنے کے وقت اگر یہی باتیں لے کر دل کو سمجھا لیا کرو تو انشاء اللہ کافی ہیں۔

(۹۱) حضرت سیدہ نفیسہؒ بنت حسن بن زید بن حسن بن علیؓ کا ذکر۔ یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے خاندان سے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ کے جو پوتے ہیں زید یہ ان کی پوتی ہیں۔ بڑی عابدہ تھیں مصر میں رہتی تھیں بہت عبادت کرتی تھیں وہیں انتقال ہوا۔ امام شافعیؒ جو بڑے امام ہیں جب وہ مصر میں آئے تو ان کی خدمت میں آیا جایا کرتے تھے۔ فائدہ: دیکھو علم اور بزرگی وہ چیز ہے کہ اتنے بڑے امام ان کی خدمت میں آتے تھے تم بھی دین کا علم حاصل کرو اس پر عمل کرو کہ بزرگی حاصل ہو۔

(۹۲) حضرت میمونہ سوداءؒ کا ذکر: ایک بزرگ ہیں عبدالواحد بن زیدؒ۔ ان کا بیان ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ بہشت میں جو شخص میرا رفیق ہوگا مجھ کو اسے دکھلا دیجئے حکم ہوا تیری

۱؎ حضرت مولانا صاحب ... بیبی کی ہمت ... صاحب تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ بچہ ولی ہو جاتا خود بھی بہت سا ثواب پاتا اور شفاعت بھی اعلیٰ درجہ کی کرتا مگر یقین اس کا بھی نہیں تھا صرف احتمال تھا

رفیق بہشت میں میمونہ سوداء ہے میں نے پوچھا وہ کہاں ہیں جواب ملا وہ کوفہ میں ہیں فلاں قبیلے میں۔ میں نے وہاں جا کر پوچھا لوگوں نے کہا وہ ایک دیوانی ہے بکریاں چرایا کرتی ہے میں جنگل میں پہنچا تو دیکھا کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہیں اور بھیڑیے اور بکریاں ایک جگہ مل جل کر چر رہی ہیں جب سلام پھیرا تو فرمایا اے عبدالواحد اب جاؤ ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے مجھ کو تعجب ہوا کہ میرا نام کیسے معلوم ہو گیا کہنے لگیں تم کو معلوم نہیں جن روحوں میں وہاں جان پہچان ہو چکی ہے ان میں الفت ہوتی ہے میں نے کہا کہ یہ بھیڑیے اور بکریاں ایک جگہ یکجا ہوں یہ کیا بات ہے کہنے لگیں جاؤ اپنا کام کرو میں نے اپنا معاملہ حق تعالیٰ سے درست کر لیا اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ درست کر دیا۔ فائدہ: ان بی بی کے کشف و کرامات دونوں اس سے معلوم ہوتے ہیں یہ سب برکت پوری تابعداری بجا لانے کی ہے۔ بیبیو خدا کی تابعداری میں مستعد ہو جاؤ۔

(۹۳) حضرت ریحانہ مجنونہ ؒ کا ذکر: ابوالربیع ؒ ایک بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اور محمد بن المنکدر ؒ اور ثابت بنانی ؒ کہ یہ دونوں بھی بزرگ ہیں ایک دفعہ سب کے سب ریحانہ کے گھر مہمان ہوئے وہ آدھی رات سے پہلے اٹھیں اور کہنے لگیں کہ چاہنے والا اپنے پیارے کی طرف چلا ہے اور دل کا خوشی سے یہ حال ہے کہ نکلا جاتا ہے جب آدھی رات ہوئی کہنے لگیں ایسی چیز سے دل لگانا نہ چاہئے جس کے دیکھنے سے خدا کی یاد میں فرق آئے اور رات کو عبادت میں خوب محنت کرنا چاہئے تب آدمی خدا کا دوست بنتا ہے جب رات گزر گئی تو چلائیں ہائے لٹ گئی میں نے کہا کیا ہوا کہنے لگیں رات چلی رہی جس میں خدا سے خوب دل لگایا جاتا ہے۔ فائدہ: دیکھو رات کی ان کو کیسی قدر تھی اور جس کو عبادت کا مزہ نصیب ہوگا اس کو رات کی قدر ہوگی۔ بیبیو تم بھی تھوڑا سا رات کا حصہ اپنی عبادت کیلئے مقرر کرلو اور بجز خدا کے سوا کسی سے دل لگانے کی کیسی برائی انہوں نے بیان کی تم بھی مال وحشمت، پوشاک، زیور، اولاد، دنیا اور بڑھیا مکان سے بہت دل مت لگاؤ۔

(۹۴) حضرت سری سقطی ؒ کی ایک مریدنی ؒ کا ذکر: ان بزرگ کے ایک مرید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیر کی ایک مریدنی تھیں ان کا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا۔ استاد نے کسی کام کو بھیجا وہ کہیں پانی میں جا گرا اور ڈوب کر مر گیا استاد کو خبر ہوئی اس نے حضرت سری ؒ کے پاس جا کر خبر دی آپ اٹھ کر اس مریدنی کے گھر گئے اور صبر کی نصیحت کی وہ مریدنی کہنے لگی حضرت آپ یہ صبر کا مضمون کیوں فرما رہے ہیں۔ انہوں نے کہا تیرا بیٹا ڈوب کر مر گیا۔ تعجب سے کہنے لگی میرا بیٹا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں تیرا بیٹا کہنے لگی میرا بیٹا کبھی نہیں ڈوبا اور یہ کہہ کر اٹھ کر اس جگہ پہنچیں اور جا کر بیٹے کا نام لے کر پکارا اے فلانا اس نے جواب دیا کیوں اماں اور پانی سے زندہ نکل کر چلا آیا۔ حضرت سری ؒ نے حضرت جنید ؒ سے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے فرمایا اس عورت کا ایک خاص مقام اور درجہ ہے کہ اس پر جو مصیبت آنے والی ہوتی ہے اس کو خبر کر دی جاتی ہے اور اس کو خبر نہیں ہوئی تھی اس لئے اس نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ فائدہ: بیبیو کوئی ایسا جواب نہ دے کہ یہ جواب اپنے دل سے گھڑا ہے جس کو پہلے سے معلوم نہ ہو کہ مجھ پر کیا گزرنے والا ہے۔ اھ

تعالیٰ کو اختیار ہے جس کے ساتھ جو برتاؤ چاہیں رکھیں مگر پھر بھی بڑی کرامت ہے اور یہ سب برکت اسکی ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کی تابعداری کرے اس میں کوشش کرنا چاہئے۔ پھر خدا تعالیٰ چاہیں تو یہی درجہ دے دیں چاہے اس سے بھی بڑھا دیں۔

(۹۵) حضرت تحفہؒ کا ذکر: حضرت سری سقطیؒ کا بیان ہے کہ میں ایک بار شفاخانے گیا دیکھا کہ ایک لڑکی زنجیروں میں بندھی ہوئی رو رہی ہے اور محبت کے اشعار پڑھ رہی ہے میں نے وہاں کے داروغہ سے پوچھا کہنے لگا یہ پاگل ہے۔ یہ سن کر وہ اور روئی اور کہنے لگی میں پاگل نہیں ہوں عاشق ہوں۔ میں نے پوچھا کس کی عاشق ہے کہنے لگی جس نے ہم کو نعمتیں دیں جو ہر وقت پاس ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ اتنے میں اس کا مالک آ گیا اور داروغہ سے پوچھا تحفہ کہاں ہے اس نے کہا اندر ہے اور حضرت سریؒ اس کے پاس ہیں اس نے میری تعظیم کی میں نے کہا مجھ سے زیادہ یہ لڑکی تعظیم[1] کے لائق ہے اور تو نے اس کا یہ حال کیوں کیا ہے کہنے لگا میری ساری دولت اس میں لگ گئی بیس ہزار روپے کی میری خرید ہے مجھ کو امید تھی کہ خوب نفع سے بیچوں گا مگر یہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے رات دن رویا کرتی ہے میں نے کہا میرے ہاتھ اس کو بیچ ڈال کہنے لگا آپ فقیر آدمی ہیں اتنا روپیہ کہاں سے دیجئے گا میں نے گھر جا کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر دعا کی۔ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بہت سے توڑے روپوں کے لئے کھڑا ہے میں نے کہا تو کون ہے کہنے لگا میں احمد بن المثنیٰ ہوں مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ آپ کے پاس روپے لاؤں۔ میں خوش ہوا اور صبح کو شفاخانہ پہنچا تھے میں مالک بھی روتا ہوا آیا میں نے کہا رنج مت کر میں روپیہ لایا ہوں دو گنے نفع تک اگر مانگے گا دوں گا کہنے لگا کہ اگر ساری دنیا بھی ملے تب بھی نہ بیچوں گا۔ میں اس کو اللہ کے واسطے آزاد کرتا ہوں میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہنے لگا خواب میں مجھ پر خفگی ہوئی ہے اور تم گواہ رہو میں نے سب مال اللہ کی راہ میں چھوڑا۔ میں نے جو دیکھا تو احمد بن المثنیٰ بھی رو رہا ہے میں نے کہا تجھ کو کیا ہوا کہنے لگا میں بھی سب مال اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ بی بی تحفہ کی برکت ہے کہ اتنے آدمیوں کو ہدایت ہوئی۔ تحفہؒ وہاں سے اٹھیں اور روتی ہوئی چلیں ہم بھی ساتھ چلے تھوڑی دور جا کر خدا جانے وہ کہاں چلی گئیں۔ اور ہم سب مکہ معظمہ کو چلے احمد بن المثنیٰ کا تو راہ میں انتقال ہو گیا اور میں اور وہ مالک مکہ معظمہ پہنچے ہم طواف کر رہے تھے۔ ایک درد کی آواز کی پاس جا کر پوچھا کون ہے کہنے لگیں سبحان اللہ بھول گئے میں تحفہ ہوں میں نے کہا تم کو کیا ملا کہنے لگیں اپنے ساتھ میرا جی لگا دیا اور دوں سے ہٹا دیا میں نے کہا احمد بن المثنیٰ کا انتقال ہو گیا کہنے لگیں ان کو بڑے بڑے درجے ملے ہیں میں نے کہا تمہارا مالک بھی آیا ہے انھوں نے چپکے چپکے کچھ دعا کی دیکھا تو جان کعبہ کے پاس مر گئیں۔ وہ مالک نے جو یہ حال دیکھا بیتاب ہو گیا۔ گر پڑا ہلا کر دیکھا تو مر گیا میں نے دونوں کو دفن کر دیا۔ فائدہ۔ سبحان اللہ کیسی اللہ کی عاشق تھیں۔ پیچھے عرض کر دیا تھا کہ وہ ایسے تھے حاجی امداد اللہ صاحب

[1] [illegible]

[2] [illegible]

دکھلا دیتے ہیں لیکن جو اس نور کی دلیل ہے۔ یعنی پرہیزگاری اختیار کرو نیک کاموں کی پابندی کرو۔ جو چیزیں گناہ ہیں ان سے بچو۔

(۱۰۰) ابو عامر واعظ کی لونڈی کا ذکر: ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک لونڈی بہت ہی بے حقیقت داموں کو بکتے دیکھی جس کا رنگ تو زرد ہو گیا تھا اور پیٹ پیٹھ ایک ہو گئے تھے اور بال مٹی سے جم گئے تھے مجھ کو اس پر ترس آیا میں نے مول لے لیا میں نے کہا بازار چل کر رمضان کا سامان خرید لا کہنے لگی خدا کا شکر ہے میرے لئے بارہ مہینے برابر ہیں کہ دن کو ہمیشہ روزہ رکھتی ہوں اور رات کو عبادت کرتی ہوں پھر جب عید آئی تو میں نے اس کیلئے سامان خریدنے کا ارادہ کیا کہنے لگی تمہارے مزاج میں دنیا کا بڑا بکھیڑا ہے۔ پھر اپنی نماز میں لگ گئیں ایک آیت پڑھی جس میں دوزخ کا ذکر تھا۔ بس ایک چیخ مار کر گر گئیں اور مر گئیں۔

فائدہ: دیکھو خدا کا خوف ایسا ہوتا ہے۔ خیر یہ حال تو اختیار سے باہر ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ گناہ سے رک جایا کریں۔ چاہے کسی طرح کا گناہ ہو ہاتھ پاؤں کا ہو یا دل کا ہو یا زبان کا ہو۔ فائدہ: اس حصہ میں کل ۱۰۰ قصے نیک بیبیوں کے بیان ہوئے اس طرح سے کہ پہلی امتوں کی بیبیوں کے ۲۵ اور حضرت محمد ﷺ کی بیبیوں اور بیٹیوں کے ۱۵۔ اور حضرت محمد ﷺ کے زمانے کی اور بیبیوں کے ۲۵۔ اور حضرت محمد ﷺ کے زمانے کے بعد کی بیبیوں میں علم والی بیبیوں کے ۱۰۔ اور درویش بیبیوں کے ۲۵۔ یہ سب مل کر سو ہو گئے۔ کتابوں میں اور بھی بہت سے قصے ہیں مگر نصیحت ماننے والوں کیلئے اتنے ہی بہت ہیں۔

رسالہ کسوۃ النسوۃ

جزوی حصہ ششم صحیح اصلی بہشتی زیور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس کا اکثر حصہ عورتوں کی ترغیبات اور ان ترغیبات پر عمل کرنے والیوں کے فضائل پر مشتمل ہے۔ سبب اس کے جمع کرنے کا کہ اسی سے غایت بھی اس جمع کی معلوم ہو جاوے گی یہ ہے کہ بندہ اوائل رمضان ۱۳۲۵ھ میں حسب تحریک بعض احباب مخلصین کے متوطن ایک ریاست بھرت پور میں مہمان ہوا اتفاق سے ایک روز میزبان صاحب کے زنانہ میں وعظ ہوا تو حسب ضرورت زیادہ عورتوں کی کوتاہیوں کو بیان کیا گیا۔ بعد فراغ کے ایک صاف بی بی کا پیغام آیا کہ عورتوں کی برائیاں تو بہت سی ہیں لیکن اگر ان میں کچھ خوبیاں یا ان کے کچھ حقوق بھی ہوں تو ان کا علم ہونا بھی ضروری ہے میرے قلب میں فوراً خیال آیا کہ واقعی جس طرح ترہیبات ایک خاص طریقے سے نافع ہوتی ہیں ترغیبات بھی کہ ان کے ملحقات میں سے حقوق بھی ہیں بعض اوقات ان سے زیادہ نافع ہوتی ہیں ان سے دل بڑھتا ہے جس سے اعمال صالحہ کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اور ترہیب کی کثرت سے بعض اوقات دل ٹوٹ جاتا ہے اور ہمت ضعیف ہو جاتی ہے بس فوراً قصد کر لیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ خاص اس مضمون میں ایک مستقل مجموعہ لکھوں گا اس واقعہ کو دو برس گزرے تھے کیونکہ اب اوائل ذیقعدہ ہے کہ اثنائے اصلاح میں اس کی ایک مستقل صورت نکل پڑی کہ اس سے وہ خیال تازہ ہو کر مناسب معلوم ہوا کہ اس کا قصد کر دیا جائے اور اثناء تحریر میں اگر کوئی اور حدیث یاد آ جائے اس کا بھی اضافہ کر دیا جائے مجھ کو یاد آیا کہ بہشتی زیور حصہ ششم میں بھی کچھ آیات و احادیث اس قسم کی ہیں چنانچہ دیکھنے سے وہ یاد صحیح نکلی پس مناسب معلوم ہوا کہ اول ایک فصل میں بہشتی زیور کا مضمون بعینہ جمع کیا جائے پھر دوسری فصل میں کچھ اعمال کی روایات مع اضافات جمع کر دی جائیں اور چونکہ بہشتی زیور حصہ ششم کے ترغیبی مضمون مذکور کے بعد کسی قدر ترہیبی مضمون بھی ہے اور ترغیب کے ساتھ کسی قدر ترہیب ہونے سے مضمون کی تعدیل ہو جاتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ تیسری فصل میں وہ ترہیبی مضمون بعینہ لکھ دیا جائے پس اس رسالہ میں اصل مضمون ترغیب و فضائل ہے تبعاً کچھ ترہیب بھی اور نام اس کا کسوۃ النسوۃ ہے یعنی عورتوں کا لباس تقویٰ وباللہ التوفیق۔

فصل اول صحیح اصلی بہشتی زیور کے ترغیبی مضمون میں نیک بیبیوں کی

فضیلت اور تعریف اور وہ بھی قرآن اور حدیث سے　　یہاں تک نیک بیبیوں کے مرتبے لکھے گئے چونکہ اصلی مقصود ان قصوں سے اچھی خصلتوں کا سکھانا ہے اس واسطے مناسب معلوم ہوا کہ تھوڑی سی

ایسی آیتوں اور حدیثوں کا خلاصہ اور ترجمہ لکھ دیا جائے جس میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے خاص کر کے نیک بیبیوں کی فضیلت اور تعریف اور درجہ کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ بیبیوں کو جب خبر ہوگی کہ ان میں تو اللہ و رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کر کے خاص ہمارا ہی بیان فرمایا ہے تو اس سے اور دل بڑھے گا اور نیک خصلتوں کا زیادہ شوق ہو جاویگا اور مشکل بات آسان ہو جائے گی۔

آیتوں کا مضمون

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو عورتیں ایسی ہیں کہ اسلام کا کام کرتی ہیں یعنی نماز اور روزے کی پابندی گناہ ثواب کے کاموں میں خیال رکھتی ہیں اور جو ایمان درست رکھتی ہیں۔ یعنی حدیث و قرآن کے خلاف کسی کی بات میں اپنا دل نہیں جماتیں اور جو عورتیں تابعداری سے رہتی ہیں یعنی شیخی نہیں کرتیں اور جو عورتیں خیرات و زکوٰۃ دیتی ہیں اور جو عورتیں روزہ رکھتی ہیں اور عورتیں اپنی عزت و آبرو کو بچاتی ہیں یعنی کسی کے سامنے ہو جانے کا اور کسی کو آواز سنانے کا اور خلاف شرع کپڑے پہننے کا اور بے ضرورت کسی سے ہنسنے بولنے کا اور بھی ہر طرح کی بے شرمی کا پرہیز رکھتی ہیں اور جو عورتیں اللہ کو بہت یاد رکھتی ہیں یعنی دل سے بھی اس کا دھیان رکھتی ہیں اور زبان سے بھی اس کا نام لیتی رہتی ہیں ایسی عورتوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نیک بخت عورتیں ہوتی ہیں ان میں یہ باتیں ہوا کرتی ہیں کہ وہ تابعدار ہوتی ہیں اور خاوند گھر نہ بھی ہو جب بھی اپنی آبرو کا بچاؤ رکھتی ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسی بیبیاں اچھی ہیں جو شرع کے کاموں کی پابند ہوں اور ان کے عقیدے ٹھیک ہوں اور وہ تابعداری کرتی ہیں اور جہاں کوئی خلاف شرع بات ہوئی فوراً توبہ کر لیتی ہوں اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگی رہتی ہوں اور روزہ رکھتی ہوں۔

حدیثوں کا مضمون

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت[1] پر اللہ کی رحمت نازل ہو کہ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی جگاوے کہ وہ بھی نماز پڑھے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے[2] جو عورت کنوارپنے کی حالت میں یا حمل میں بچہ جننے کے وقت یا چلے کے دنوں میں مر جائے اس کو شہید کا درجہ ملتا ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس کے تین بچے مر جائیں اور وہ ثواب سمجھ کر صبر کرے تو بہشت میں داخل ہوگی۔ ایک عورت بولی یا رسول اللہ ﷺ اور جس کے دو ہی بچے مرے ہوں، آپ نے فرمایا دو کا بھی یہی ثواب ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک بچے کے مرنے کو پوچھا آپ نے اس میں بھی بڑا ثواب بتایا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو حمل گر جائے وہ بھی اپنی ماں کو بہشت میں گھسیٹ کر لے جائے گا جبکہ ثواب سمجھ کر صبر کرے اور

---

1. از مشکوٰۃ شریف۔
2. مقصود یہ ہے کہ یہ فضیلتیں جو کنواری عورت کی بیان کی گئی ہیں معمولاً ان فضیلتیں ہیں اگر یہ دشمن کہیں ہو جاتیں پانی یا میوہ بھی اس اعتبار سے کنواری کے برابر ہے اور جو کوئی کنواری اتفاقاً ان اعمال سے موصوف نہ ہو تو وہ بھی شمار نہ ہوگی۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب سے اچھا خزانہ نیک بخت عورت ہے کہ خاوند اس کے دیکھنے سے خوش ہو جائے اور جب خاوند اس کو کوئی کام اسکو بتلاوے تو حکم بجالائے اور جب خاوند گھر پر نہ ہو تو عزت آبرو تھامے بیٹھی رہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عرب کی عورتوں میں قریش کی نیک عورتیں دو باتوں میں سب سے اچھی ہوتی ہیں ایک تو بچے پر خوب شفقت کرتی ہیں دوسرے خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ فائدہ۔ معلوم ہوا کہ عورت میں یہ خصلتیں ہونی چاہئیں۔ آج کل عورتیں خاوند کا مال بڑی بیدردی سے اڑاتی ہیں۔ اور اولاد پر جیسے کھانے پینے کی شفقت ہوتی ہے اس سے زیادہ اس کی عادتیں سنوارنے کی ہونی چاہیے۔ نہیں تو ادھوری شفقت ہوگی اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کنواری لڑکیوں سے نکاح کرو کیونکہ ان کی بول چال خاوند کیساتھ نرم ہوتی ہے اور شرم وحیا کی وجہ سے بدلحاظ اور منہ پھٹ نہیں ہوتیں اور انکو تھوڑا خرچ دیدو تو خوش ہو جاتی ہیں۔ فائدہ۔ معلوم ہوا کہ عورتوں میں شرم ولحاظ اور قناعت اچھی خصلت ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ بیوہ سے نکاح نہ کرو بلکہ کنواری کی ایک تعریف ہے اور بعض حدیثوں میں ہمارے حضرت محمد ﷺ نے بیوہ عورت سے نکاح کرنے پر ایک صحابی کو دعا دی ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھ لیا کرے اور رمضان کے روزے رکھ لیا کرے اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے تو ایسی عورت بہشت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ فائدہ۔ مطلب یہ ہے کہ دین کی ضروری باتوں کی پابندی رکھے تو اور بڑی بڑی محنت کی عبادتیں کرنے کی اس کو ضرورت نہیں۔ جو درجہ ان محنت کی عبادتوں سے ملتا وہ عورت کو خاوند کی تابعداری اور اولاد کی خدمت گزاری اور گھر کے بندوبست میں مل جاتا ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو وہ عورت بہشت میں جائے گی اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کو چار چیزیں نصیب ہو گئیں اس کو دنیا وآخرت کی دولت مل گئی ایک تو دل ایسا کہ نعمت کا شکر ادا کرتا ہو دوسرے زبان ایسی جس سے خدا کا نام لے۔ تیسرے بدن ایسا کہ بلا ومصیبت پر صبر کرے۔ چوتھے بی بی ایسی کہ اپنی آبرو اور خاوند کے مال میں دغا فریب نہ کرے۔ فائدہ۔ یعنی آبرو نہ کھوئے نہ مال بے مرضی خاوند کے خرچ کرے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت بیوہ ہو جائے اور خاندانی بھی ہے اور مالدار بھی ہے۔ لیکن اس نے اپنے بچوں کی خدمت اور پرورش میں لگ کر اپنا رنگ میلا کر لیا یہاں تک کہ وہ بچے یا تو بڑے ہو کر الگ ہو گئے یا مر مرا گئے تو ایسی عورت بہشت میں مجھ سے ایسی نزدیک ہوگی جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔ فائدہ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوہ کا بیٹھا رہنا زیادہ ثواب ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو بیوہ یہ سمجھے کہ نکاح سے میرے بچے ویران ہو جائیں گے اس عورت کو بناؤ سنگار اور نفس کی خواہش سے کچھ مطلب نہ ہو تو اس کا یہ درجہ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلانی عورت کثرت سے نفل نمازیں پڑھتی روزے رکھتی اور خیر خیرات کرتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی پھر اس شخص نے کہا کہ فلانی عورت نفل نمازیں اور روزے اور خیر خیرات کچھ زیادہ نہیں کرتی یونہی کچھ پنیر کے ٹکڑے دے

دلا دیتی ہے لیکن زبان سے پڑھنوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بہشت میں جائے گی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کے ساتھ دو بچے تھے، ایک کو گود میں لے رکھا تھا دوسرے کی انگلی پکڑے ہوئے تھی آپ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ عورتیں اول پیٹ میں بچے کو رکھتی ہیں پھر جنتی ہیں پھر ان کے ساتھ کس طرح محبت اور مہربانی کرتی ہیں۔ اگر ان کا برتاؤ خاوندوں سے برا نہ ہوا کرتا تو ان میں جو نمازی پابند ہوتیں بس بہشت ہی میں چلی جایا کرتی۔

دوسری فصل کنز العمال کے ترغیبی مضمون میں

حدیث ۱:۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں سے) کیا تم اس بات پر راضی نہیں (یعنی راضی ہونا چاہئے) کہ جب تم میں سے کوئی اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اور وہ شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے کہ جیسے اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے والے اور شب بیداری کرنے والے کو اور جب اس کو درد زہ ہوتا ہے تو آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) کا جو سامان مخفی رکھا گیا ہے اس کی خبر نہیں پھر جب وہ بچہ جنتی ہے تو اس کے دودھ کا ایک گھونٹ بھی نہیں نکلتا اور اس کے پستان سے ایک دفعہ بھی بچہ نہیں چوستا جس میں اس کو ہر گھونٹ اور ہر چوسنے پر ایک نیکی نہ ملتی ہو اور اگر بچہ کے سبب اس کو رات کو جاگنا پڑے تو اس کو راہ خدا میں ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے اے سلامت (یہ نام ہے حضرت ابراہیم کے صاحبزادہ حضور اقدس ﷺ کی کھلائی کا وہی اس حدیث کی راوی ہیں آپ ﷺ ان سے فرماتے ہیں کہ) تم کو معلوم ہے کہ میری مراد اس سے کون عورتیں ہیں جو (باوجود کہ) نیک ہیں نازپروردہ ہیں (مگر) شوہروں کی اطاعت کرنے والی ہیں اس (شوہر) کی ناقدری نہیں کرتیں۔ **(الحسن بن سفیان طس وابن عساکر عن سلامت حاضنۃ السید ابراہیم)** **حدیث ۲:۔** فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے مگر گھر کو برباد نہ کرے یعنی قدر باجازت و مقدار مناسب سے زیادہ خرچ نہ کرے تو اس عورت کو بھی ثواب ملتا ہے بسبب اس کے خرچ کرنے کے اور اس کے شوہر کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے بسبب اس کے کمانے کے اور خزانچی کو بھی اسی کی برابر ملتا ہے کسی کے سبب کسی کا اجر گھٹتا نہیں (ق عن عائشہ ف) بس عورت یہ نہ سمجھے کہ جب کمائی مرد کی ہے تو میں ثواب کی کیا مستحق ہوں گی۔ **حدیث ۳:۔** فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عورتو تمہارا جہاد حج ہے (خ۔ عن عائشہ) ف دیکھئے ان کی بڑی رعایت ہے ان کو حج کرنے سے جس میں جہاد کی برابر دشواری بھی نہیں جہاد کا ثواب ملتا ہے جو کہ سب سے زیادہ مشکل عبادت ہے۔ **حدیث ۴:۔** فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں پر نہ جہاد ہے (جب تک کہ علی الکفایہ رہے) اور نہ جمعہ نہ جنازے کی ہمراہی (طس عن قتادہ) پھر دیکھئے ان کو گھر بیٹھے کتنا ثواب ملتا ہے۔ **حدیث ۵:۔** رسول اللہ ﷺ نے جب بیبیوں کو ساتھ لے کر حج فرمایا تو ارشاد ہوا کہ بس یہ حج کر لیا پھر اس کے بعد بوریوں پر ہی جمی بیٹھی رہنا (حم عن ابی ہریرۃ)

ف) مطلب یہ کہ بلا ضرورت شدید سفر نہ کرنا۔ حدیث ۶:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اس عورت کو جو اپنے شوہر کے ساتھ تو لاگ اور محبت کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے (فرمن علی) (ف) مطلب یہ ہے کہ شوہر سے محبت کرنے اور اسکی منت سماجت کرنے کو خلاف شان نہ سمجھے جیسی مغرور عورتیں ہوتی ہیں۔ حدیث ۷:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتیں بھی مردوں ہی کے اجزاء ہیں (ترمذی عن عائشہ) (ف) چنانچہ آدمؑ سے حضرت حواؑ کا پیدا ہونا مشہور ہے مطلب یہ کہ عورتوں کے احکام بھی مردوں کی طرح ہیں (باستثنائے احکام مخصوصہ) پس اگر ان کے فضائل وغیرہ جدا بھی نہ ہوتے تب بھی کوئی دلگیری کی بات نہیں جن اعمال پر فضائل کا مردوں سے وعدہ ہے انہی اعمال پر ان سے ہے۔ حدیث ۸:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تحقیق حق تعالیٰ نے عورتوں کے حصہ میں رشک کا ثواب لکھا ہے اور مردوں پر جہاد کا لکھا ہے۔ پس جو عورت ایمان اور طلب ثواب کی راہ سے رشک کی بات پر جیسے شوہر نے دوسرا نکاح کر لیا صبر کریگی اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حدیث ۹:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے بی بی کے کاروبار کرنے سے بھی تم کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے (فرمن ابن عمر) (ف) دیکھئے عورتوں کو راحت پہنچانے کا کیسا سامان شریعت نے کیا ہے کہ اس میں ثواب کا وعدہ فرمایا۔ کس کی ہمت ہے جو مسلمان اپنی بی بی کو راحت نہ پہنچاوے گا۔ حدیث ۱۰:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب عورتوں سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب خاوند اسکی طرف نظر کرے تو وہ اس کو مسرور کردے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو وہ اسکی اطاعت کرے اور اپنے جان و مال میں اس کو ناخوش کرکے اسکی کوئی مخالفت نہ کرے۔ (نسائی عن ابی ہریرہ)۔ حدیث ۱۱:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ رحمت فرماوے پاجامہ پہننے والی عورتوں پر (قطنی فی الافراد و ابی یعلی عن ابی ہریرہ) (ف) دیکھئے پاجامہ تک پاجامہ پہننا اپنی مصلحت پردہ کیلئے شرعاً امر مطلوب ہے کہ اس میں بھی پیغمبر ﷺ کی دعا سے فیض ہے کتنی بڑی مہربانی ہے عورتوں کے حال پر۔ حدیث ۱۲:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بدکار عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کی بدکاری کے برابر اور نیک کار عورت کی نیک کاری ستر اولیاء کی عبادت کے برابر ہے (ابو الشیخ عن ابن عمر) (ف) دیکھئے تھوڑے عمل پر کتنا بڑا ثواب ملا یہ رعایت کتنی عورتوں کی کی گئی ہے۔ حدیث ۱۳:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کا اپنے گھر میں گھر کا کام دھندا کرنا جہاد کرنے والوں کے درجہ کو پہنچتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ (ع عن انس) (ف) کیا انتہا ہے اس عنایت کی۔ حدیث ۱۴:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہاری بیبیوں میں سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی آبرو کے بارے میں پارسا ہو اپنے خاوند پر عاشق ہو (فرمن انس) (ف) دیکھئے شوہر سے محبت کرنا کیسی خوشی ہے نفس کی مگر اس میں بھی فضیلت اور ثواب ہے۔ حدیث ۱۵:۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک بیوی ہے میں جب اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتی ہے مرحبا میرے سردار کو اور میرے گھر والوں کے سردار کو اور جب وہ مجھکو رنجیدہ دیکھتی ہے تو کہتی ہے دنیا کا کیا غم کرتے ہو تمہاری آخرت کا کام تو ہو رہا ہے آپ نے یہ سن کر فرمایا اس عورت کو خبر کر دو کہ وہ اللہ کے کام کرنے والوں میں سے ایک کام کرنیوالی ہے اور

اس کو جہاد کرنے والے کا نصف ثواب ملتا ہے (اخرجہ الحاکم عن عبداللہ الوصافی) (ف) دیکھئے شوہر کی معمولی اطاعت میں اس کو کتنا بڑا ثواب مل گیا۔ حدیث ۱۶:۔ اسماء بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں عورتوں کی فرستادہ آپ کے پاس آئی ہوں وہ عرض کرتی ہیں کہ مرد جمعہ اور جماعت اور عیادت مریض اور حضور جنازہ اور حج و عمرہ و حفاظت سرحد اسلامی کی بدولت ہم پر فوقیت لے گئے آپ نے فرمایا تم واپس جاؤ اور عورتوں کو خبر کر دے کہ تمہارا اپنے شوہر کیلئے بناؤ سنگار کرنا یا حق شوہری ادا کرنا اور شوہر کی رضا مندی کی جویاں رہنا اور شوہر کے موافق مرضی کا اتباع کرنا یہ سب ان اعمال کے برابر ہے (کر عن اسماء)۔ حدیث ۱۷:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت اپنی حالت حمل سے لیکر بچہ جننے اور دودھ چھڑانے تک (فضیلت اور ثواب میں) ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی نگرانی کرنے والا جس میں ہر وقت جہاد کیلئے تیار رہتا ہے۔ اور اگر اس درمیان میں مر جائے تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے (طب عن ابن عمر)۔ حدیث ۱۸:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (وہی مضمون ہے جو اس فصل کی سب سے پہلی حدیث کا بس اتنا فرق ہے کہ دودھ پلانے پر یہ فرمایا) جب کوئی عورت دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ کے پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے جیسے کسی جاندار کو زندگی دیدی پھر جب وہ دودھ چھڑاتی ہے تو فرشتہ اس کے کندھے پر (شاباشی سے) ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے۔ اب آگے جو کرے از سرنو کر۔ ان میں جو گناہ کا کام ہوگا وہ نئے سرے سے لکھا جائے گا اور مراد اس سے صغیرہ گناہ ہیں مگر صغائر کا معاف ہو جانا کیا تھوڑی بات ہے۔ حدیث ۱۹:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے حمیرا یاد رکھو کہ تم میں جو نیک ہیں وہ نیک لوگوں سے پہلے جنت میں جائیں گی۔ پھر (جب شوہر جنت میں آئیں گے) تو ان عورتوں کو غسل دے کر اور خوشبو لگا کر شوہروں کے حوالے کر دی جائیں گی۔ سرخ اور زرد رنگ کی سواریوں پر ان کے ساتھ ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی (ابو الشیخ عن ابی امامہ) (ف) بیبیو اور کونسی فضیلت چاہتی ہو جنت میں مردوں سے پہلے تو پہنچ گئیں ہاں نیک بن جانا شرط ہے اور یہ کچھ مشکل نہیں۔ حدیث ۲۰:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر باہر ہو اور وہ اپنی ذات میں اس کی حالت کی نگہبانی کرے بناؤ سنگار ترک کر دے اور اپنے پاؤں کو مقید کر دے اور سامان زینت کو معطل کر دے اور نماز کی پابندی کرے وہ قیامت کے روز کنواری لڑکی کر کے اٹھائی جائے گی۔ پس اگر اس کا شوہر مومن ہوا تو وہ جنت میں اس کی بی بی ہوگی۔ اور اگر اس کا شوہر مومن نہ ہوا (مثلاً خدانخواستہ دنیا سے بے ایمان ہو کر مرا تھا) تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح کسی شہید سے کر دیں گے (ابن زنجویہ بسند حسن)۔ حدیث ۲۱:۔ ابو ذرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ کو وصیت کی میرے خلیل ابوالقاسم ﷺ نے یوں فرمایا کہ خرچ کیا کرو اپنی وسعت سے اپنے اہل پر (ابن جریر) (ف) جو لوگ باوجود وسعت کے بی بی کے خرچ میں تنگی کرتے ہیں وہ اس حدیث کو دیکھیں۔ حدیث ۲۲:۔ مدائنی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آدمی اپنے گھر کا بڑا کارکن نہیں بنتا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہو جائے کہ نہ اس کی پروا ہو کہ اس نے کیسا لباس پہن لیا اور نہ اس کا

خیال رہے کہ بھوک کی آگ کس چیز سے بجھائی (الدینوری) (ف) جو لوگ اپنی تن پروری و تن آرائی میں رہ کر گھر والوں سے بے پروا رہتے ہیں وہ اس سے عبرت پکڑیں۔ بقول سعدیؒ

مبیں آں بے مروت را کہ ہرگز
تن آسانی گزیند خویشتن را
نخواہد دید روئے نیک بختی
زن و فرزند بگذارد بہ سختی

اضافات از مشکوٰۃ

حدیث ۲۳:۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے حق میں میری نصیحت بھلائی کرنے کی قبول کرو اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں (اخرجہ متفق علیہ) (ف) یعنی اس سے راستی اور درستی کامل کی توقع مت رکھو۔ اس کی کج خلقی پر صبر کرو۔ دیکھئے عورتوں کی کس قدر رعایت کا حکم ہے۔ حدیث ۲۴:۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مومن مرد کو مومن عورت سے بغض نہ رکھنا چاہئے یعنی اپنی بی بی سے کیونکہ اگر اس کی ایک عادت کو ناپسند رکھے گا تو دوسری کو ضرور پسند کریگا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (ف) یعنی یہ سوچ کر صبر کرے۔ حدیث ۲۵:۔ عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا اپنی بی بی کو غلام کی طرح بیدردی سے مارا چاہئے۔ اور پھر ختم دن پر جماع کرنے لگے (اخرجہ متفق علیہ) (ف) یعنی پھر مروت کیسے گوارا کرے گی۔ حدیث ۲۶:۔ حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم پر ہماری بی بی کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا کہ وہ حق ہے کہ جب تو کھانا کھاوے تو اس کو بھی کھلاوے اور جب تو کپڑا پہنے تو اس کو بھی پہناوے اور اس کے منہ پر مارے اور برا بھلا نہ کہے اور گھر ہی کے اندر دور کر چھوڑی جائے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے۔ (ف) یعنی اگر اس سے روٹھے تو گھر سے باہر نہ جائے۔ حدیث ۲۷:۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب مومن ہیں۔ مگر ایمان کا کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم سب میں اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھے ہوں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن صحیح کہا۔ (ف) یہ فصل ثانی کی (۲۷) حدیثیں ہیں اور فصل اول میں تیرہ تھیں یہ سب ملا کر چالیس ہو گئیں گویا یہ مجموعہ فصلین فضائل النساء کی ایک چہل حدیث ہے۔

تیسری فصل بہشتی زیور کے ترتیبی مضمون میں عورتوں کے بعض عیبوں پر نصیحت قرآن اور حدیث سے

جب ہم نیک بیبیوں کی خصلتیں بتلا چکے تو مناسب معلوم ہوا کہ بعض عیب جو عورتوں میں پا

جاتے ہیں اور ان سے تنگی بھی کی جاتی ہے۔ یہ احسان بیبیوں پر ہے اللہ اور رسول ﷺ نے خاص کر عورتوں کو کیسی نصیحت فرمائی۔ یہاں کا خلاصہ بھی لکھ دیا تاکہ ان بیبیوں سے نفرت کیا کریں جن سے پوری تنگی کا نام ہے۔

آیتوں کا مضمون

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن بیبیوں میں آثار سے تم کو معلوم ہو کہ یہ کہنا نہیں مانتیں تو اول ان کو نصیحت کرو اور اس سے نہ مانیں تو ان کے پاس سونا بیٹھنا چھوڑ دو اور اس پر بھی نہ مانیں تو ان کو مارو[1] اس کے بعد اگر وہ تابعداری کرنے لگیں تو ان کو تکلیف دینے کیلئے بہانہ مت ڈھونڈو۔ فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کا کہنا نہ ماننا بہت بڑی بات ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے چلنے میں پاؤں زور سے زمین پر مت رکھو جس میں زیور وغیرہ کی غیر مرد کو خبر ہو جائے۔ فائدہ۔ باجے والا زیور پہننا تو بالکل درست نہیں اور جس میں باجہ نہ ہو ایک دوسرے سے لگ کر بج جاتا ہو اس میں یہ احتیاط ہے اور سمجھو کہ جب پاؤں میں جو ایک چیز ہے اس کی آواز کی اتنی احتیاط ہے تو خود عورت کی آواز اور اس کے بدن کھلنے کی تو کتنی تاکید ہوگی۔

حدیثوں کا مضمون

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عورتوں میں نے تم کو دوزخ میں بہت دیکھا ہے۔ عورتوں نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا تم لعنت[2] یا پھٹکار سب چیزوں پر بہت ڈالا کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہو اور اس کی دی ہوئی چیز کو بہت ناک مارتی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک بیبی نے بخار کو برا کہا آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخار کو برا مت کہو اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی عورت اگر توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن اس حالت میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کے بدن پر کرتے کی طرح ایک روغن لیپا جائے گا جس میں آگ بڑی جلدی لگتی ہے اور کرتے ہی کی طرح تمام بدن میں خارش لگی ہوئی ہوگی یعنی اس کو دو تکلیفیں ہوں گی خارش سے تمام بدن چھل ڈالے گی اور دوزخ کی آگ سے جلے گی وہ الگ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے مسلمان عورتو کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھے چاہے بکری کی کھال[3] کیوں نہ ہو۔ فائدہ۔ بعض عورتوں میں یہ عادت بہت ہوتی ہے کہ دوسرے گھر کی آئی ہوئی چیز کو بہت ناک منہ چڑھایا کرتی ہیں اور طعنے دیا کرتی ہیں۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہوا تھا اس نے اس کو پکڑ کر باندھ دیا تھا نہ تو کھانے کو دیتی تھی نہ اس کو چھوڑتی ہی تھی یوں ہی تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ فائدہ۔ اسی طرح جانور پال کر اس کے کھانے پینے کی خبر نہ لینا عذاب کی بات ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بعض مرد

---

[1] مارنے سے تھوڑا مارنا مراد ہے

[2] لعنت کہتے ہیں خدا کی مار پھٹکار

[3] مقصود یہ ہے کہ تھوڑا سا ہدیہ بھی ہو خوشی سے قبول کر لینا چاہیے کیونکہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس میں مسلمان کی خاطرداری ہے بکری کا ذکر کرنا مقصود ہے یہ غرض نہیں کہ بکری ہی بھیجی جائے خوب سمجھ لو۔

اور عورت ساٹھ برس تک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر موت کا وقت آتا ہے تو خلاف شرع وصیت کر کے دوزخ
کے قابل ہو جاتے ہیں۔ فائدہ۔ جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے یوں کہہ مرتے ہیں کہ یہ کچھ میری چیز میرے
نواسے کو دیجیو بھائی کو مت دیجیو۔ یا فلانی بیٹی کو فلانی چیز دوسری بیٹی سے زیادہ دیجیو یہ سب حرام ہے۔ وصیت اور
میراث کے مسئلے کسی عالم سے پوچھ کر اس کے موافق عمل کرے۔ کبھی اس کے خلاف نہ کرے۔ اور فرمایا رسول
اللہ ﷺ نے کوئی عورت دوسری عورت سے اس طرح نہ ملے کہ اپنے خاوند کے سامنے اس کا حال اس طرح
کہنے لگے جیسے وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دفعہ آپ کی دو بیبیاں بیٹھی تھیں کہ ایک
نابینا صحابی آنے لگے۔ آپ نے دونوں کو پردے میں ہو جانے کا حکم دیا۔ دونوں نے تعجب سے عرض کیا وہ تو
اندھے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم تو اندھی نہیں ہو۔ تم تو ان کو دیکھتی ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی
عورت اپنے خاوند کو دنیا میں کچھ تکلیف دیتی ہے تو بہشت میں جو حور اس خاوند کو ملے گی وہ کہتی ہے کہ خدا تجھے
غارت کرے وہ تو تیرے پاس مہمان ہے جلدی تیرے پاس سے ہمارے پاس چلا آئے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا میں نے ایسی دوزخی عورتوں کو نہیں دیکھا یعنی میرے زمانے کے پیچھے ایسی عورتیں پیدا ہوں گی کہ کپڑے
پہنے ہوں گی اور ننگی ہوں گی۔ یعنی نام کو ان کے بدن پر کپڑا ہوگا لیکن کپڑا باریک اس قدر ہوگا کہ تمام بدن نظر آئے گا
اور اترا کر بدن کو مٹکا کر چلیں گی۔ اور بالوں کے اندر موباف یا کپڑا رکھ کر بالوں کو لپیٹ کر اس طرح باندھیں گی
جس میں بال بہت سے معلوم ہوں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے ایسی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی بلکہ اس کی
خوشبو بھی ان کو نصیب نہ ہوگی۔ فائدہ۔ یعنی جب پرہیزگار بیبیاں بہشت میں جانے لگیں گی ان کو ان کے ساتھ
جانا نصیب نہ ہوگا۔ پھر چاہے سزا کے بعد ایمان کی برکت سے چلی جائیں۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو
عورت سونے کا زیور[1] دکھلاوے کو پہنے گی اسی سے اس کو عذاب دیا جاوے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں
تشریف لے گئے تھے ایک آواز سنی جیسے کوئی کسی پر لعنت کر رہا ہو آپ نے پوچھا کیا بات ہے۔ لوگوں نے عرض کیا
کہ یہ فلانی عورت ہے کہ اپنی سواری کی اونٹنی پر لعنت کر رہی ہے۔ وہ اونٹنی چلنے میں کچھ یا شوخی کرتی ہوگی اس
عورت نے جھلا کر کہہ دیا ہوگا تجھے خدا کی مار جیسا کہ عورتوں کا دستور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ
اس عورت کو اس کے اسباب کو اس اونٹنی پر سے اتار دو چونکہ وہ اس عورت کے نزدیک لعنت کے قابل ہے پھر اس
کو کام میں کیوں لاتی ہو۔ فائدہ۔ خوب سزا دی۔

---

[1] [illegible]

صحیح
اصلی بہشتی زیور حصہ نہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد و صلوٰۃ بندہ ناچیز کمترین غلامان اشرفی محمد مصطفیٰ بجنوری مقیم میرٹھ محلہ کرم علی عرض رسا ہے کہ احقر نے حسب الارشاد سیدی و مولائی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ کے اس نویں حصہ بہشتی زیور میں عورتوں اور بچوں کیلئے صحت کے متعلق ضروری باتیں اور کثیر الوقوع امراض کے علاج درج کئے ہیں اور اس میں چند ضروری باتوں کا لحاظ رکھا ہے۔ (۱) ان امراض کا علاج لکھا گیا ہے جن کی تشخیص اور علاج میں چنداں لیاقت کی ضرورت نہیں معمولی پڑھی لکھی عورتیں بھی ان کو سمجھ سکتی ہیں۔ اور جن امراض کے علاج میں علمی قابلیت درکار ہے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ بلکہ بہت جگہ تصریح کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے کہ اس کے علاج کی جرات نہ کریں۔ بلکہ طبیب سے علاج کرائیں۔ (۲) نسخے مجرب اور سہل الحصول لکھے گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی رعایت رکھی گئی ہے کہ ایسی دوائیں ہوں کہ اگر تجویز میں غلطی ہو یا اور کوئی وجہ ہو تو نقصان نہ کریں۔ (۳) عبارت ایسی سہل لکھی گئی ہے کہ بہت معمولی لیاقت والا بھی سمجھ سکے۔ (۴) اس مرتبہ نظر ثانی میں بعض نسخے اضافہ کئے ہیں جن کو ان کے موقعوں پر صفحے کے نیچے بطور حاشیہ علیحدہ لکھا ہے تا کہ جن کے پاس پہلا طبع شدہ یہ حصہ موجود ہو وہ بھی ان نسخوں کو اس میں نقل کر سکیں۔

اطلاع:۔ مچھلی کا کانٹا نکالنے کی ترکیب جو خاتمہ کے قریب درج ہے غلط ثابت ہوئی اس کی جگہ دوسری ترکیب جو بالکل صحیح ہے درج کی گئی۔

مقدمہ

اس میں تندرستی حاصل کرنے اور اس کے قائم رکھنے کی کچھ ضروری تدبیریں ہیں جن کے جاننے سے عورتیں اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت اور احتیاط کر سکیں۔ تندرستی ایسی چیز ہے کہ اس سے آدمی کا دل خوش رہتا ہے تو عبادت اور نیک کام میں خوب جی لگتا ہے۔ کھانے پینے کا لطف حاصل ہوتا ہے تو دل سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ بدن میں طاقت رہتی ہے تو اچھے کام اور دوسروں کی خدمت خوب کر سکتا ہے حق داروں کا حق اچھی طرح ادا ہو سکتا ہے اس واسطے تندرستی کی تدبیر کرنا اچھی نیت سے عبادت اور دین کا کام ہے۔ خاص کر عورتوں کو ایسی باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ ان کے ہاتھوں میں بچے پلتے ہیں اور وہ اپنا نفع نقصان کچھ نہیں سمجھتے تو جو عورتیں ان باتوں کو نہیں جانتیں ان کی بے احتیاطیوں سے بچے بیمار ہو جاتے ہیں، اگر وہ پڑھنے کے قابل ہوئے تو ان کے علم میں بھی حرج ہوتا ہے پھر یہ کہ بچوں کی بیماری میں یا خود عورتوں کی بیماری میں مردوں کو الگ پریشانی ہوتی ہے دوا دارو میں ان ہی کا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ غرض ہر طرح کا نقصان ہی نقصان ہے۔ اور ہمارے پیغمبر ﷺ نے بھی دوا اور پرہیز کو پسند فرمایا ہے اس واسطے تھوڑا تھوڑا بیان ایسی ضروری باتوں کا لکھ دیا ہے۔

ہوا کا بیان

(۱) پُروا ہوا جو کہ سورج نکلنے کی طرف سے آتی ہے چوٹ اور زخم کو نقصان کرتی ہے اور کمزور آدمی کو بھی سستی لاتی ہے چوٹ اور زخم والے اور سست لوگ اس سے حفاظت رکھیں دوہرا کپڑا اوڑھ لیا کریں۔ (۲) جنوبی ہوا یعنی جو ہوا دکن کی طرف سے چلتی ہے گرم ہوتی ہے مسامات کو ڈھیلا کرتی ہے جو لوگ ابھی بیماری سے اٹھے ہیں ان کو اس ہوا سے بچنا چاہئے۔ ورنہ بیماری کے لوٹ آنے کا ڈر ہے۔ (۳) گھر میں جگہ جگہ کچرا نہ کرو اس سے بھی ہوا خراب ہو جاتی ہے اور یہ بھی خیال رکھو کہ پاخانہ اور غسل خانہ اور برتن دھونے کی جگہ یہ سب مقام اپنے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ سے جہاں تک ہو سکے الگ اور دور رکھو بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو کسی جگہ پاؤں پر بٹھا کر ہگا دیا۔ پھر بڑی احتیاط کی تو اس جگہ کو لیپ دیا۔ یہ بالکل بے تمیزی اور نقصان کی بات ہے اول تو اس کیلئے جگہ مقرر رکھو نہیں تو کم از کم اتنا کرو کہ کوئی برتن اس کام کیلئے علیحدہ ٹھہرا لو، اور اس کو فوراً صاف کر لیا کرو۔ (۴) کبھی کبھی گھر میں خوشبودار چیزیں سلگا دیا کرو۔ جیسے لوبان اگر (کافور) وغیرہ اور وبا کے موسم میں گندھک یا لوبان گھر کے ہر کمرے میں سلگاؤ اور کواڑ بند کر دو تا کہ اچھی طرح ان چیزوں کا اثر ہو جائے۔ [1] (۵) سوتے وقت چراغ ضرور گل کر دیا کرو خاص کر مٹی کا تیل جلا چھوڑنے میں زیادہ نقصان ہے بعض وقت خشکی غالب ہو جاتی ہے دماغ اور آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض

---

[1] صرف نیم کے پتوں کی دھونی بھی اچھا اثر رکھتی ہے۔

وقت موت کی نوبت آ گئی ہے۔[1] (۶) بند مکان میں دھواں کر کے ہرگز نہ بیٹھو۔ بعض جگہ ایسا ہوا ہے کہ اس طرح تاپنے والوں کا یک لخت دم گھٹ گیا اور اتنی فرصت نہ ملی کہ کواڑ کھول کر باہر نکل آئیں وہیں مر کر رہ گئے۔ (۷) جاڑے کے دنوں میں سردی سے بچو اگر نہانے کا اتفاق ہو تو فوراً بال سکھا لو اور اگر مزاج زیادہ سرد ہے تو چائے پی لو یا دو تولہ شہد اور پانچ ماشہ کلونجی چاٹ لو۔[2] (۸) جس طرح ٹھنڈی ہوا سے بچنا ضروری ہے اسی طرح گرم ہوا یعنی لو سے بچو۔[3] موٹا دوہرا کپڑا پہنو۔ گرمی میں آٹھویں دنوں سے سر دھویا کرو۔

کھانے کا بیان

کھانا ہمیشہ بھوک سے کم کھاؤ یہ ایسی تدبیر ہے کہ اس کا خیال رکھنے سے سیکڑوں بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔ (۲) ربیع کے دنوں میں غذا کم کھاؤ کبھی کبھی روزہ رکھ لیا کرو اور ربیع کے دن وہ کہلاتے ہیں جبکہ جاڑا جاتا ہو اور گرمی آتی ہو۔ (۳) گرمی کے دنوں میں ٹھنڈی غذائیں استعمال میں رکھو جیسے کھیرا، ککڑی، ترئی وغیرہ اور اگر مناسب معلوم ہو تو کوئی دوا بھی ٹھنڈی تیار رکھو اور بچوں اور بڑوں کو ضرورت کے موافق دیتے رہو جیسے شربت نیلوفر، شربت عناب وغیرہ، فالودہ بھی عمدہ چیز ہے اس سے اناج کی گرمی بھی نہیں ہوتی اور صرف تخم ریحان پھانک لینا بھی بہت نفع رکھتا ہے اس موسم میں گرم و خشک غذائیں بہت کم کھاؤ جیسے ارہر کی دال آلو وغیرہ۔ (۴) خریف کے دنوں میں ایسی چیزیں کم کھاؤ جن سے سودا پیدا ہوتا ہے جیسے تیل، بینگن، گائے کا گوشت، مسور وغیرہ اور خریف کے دن وہ کہلاتے ہیں جس کو برسات کہتے ہیں۔ (۵) جاڑے کے دنوں میں جس کو مقدور ہو مقوی غذائیں اور دوائیں استعمال کرے تاکہ تمام سال بہت سی آفتوں سے حفاظت رہے جیسے نیمرشت انڈا نمک سلیمانی کے ساتھ اور گاجر کا حلوا اور نیمرشت انڈا اس کو کہتے ہیں کہ اندر سے پورا جما نہ ہو ترکیب اس کی یہ ہے کہ انڈے کو ایک باریک کپڑے میں لپیٹ کر خوب کھولتے پانی میں جو خوب کھدبد رہا ہو انڈے کو کھولتے پانی میں ٹھیک تین منٹ ڈال کر نکال لیں اور تین منٹ ٹھنڈے پانی میں رکھیں اس کی صرف زردی کھانا چاہئے سفیدی عمدہ چیز نہیں ہے۔ (۶) جب تک زیادہ ضرورت نہ ہو دوا کی عادت مت ڈالو چھوٹے موٹے مرض میں غذا کے کم کر دینے سے یا بدل دینے سے کام نکال لیا کرو۔ (۷) آج کل غذائیں بہت بے ترکیبی ہو گئی ہیں جس سے طرح طرح کے نقصان ہوتے ہیں اس لئے عمدہ اور خراب غذائیں لکھی جاتی ہیں۔

---

1. بند مکان میں مٹی کا تیل ہرگز نہ جلاؤ خواہ لالٹین میں ہو یا لیمپ میں یا دیے میں کہ اس سے پھیپھڑے خراب ہو جاتے ہیں۔

2. سردی میں نہانے کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ سر ایک دفعہ دھو کر سکھا لیا اور باقی بدن دوسرے وقت دھو لیا غسل اسی طرح بھی ادا ہو جاتا ہے۔ [illegible] اور سردی ہو تو یہ صورت ہے کہ تھوڑا تھوڑا کپڑا اوپر رکھو جتنا جتنا بدن دھو لیا جائے کپڑے سے پونچھ لیا جائے [illegible] بالکل ننگا [illegible] جلدی جلدی غسل پورا کر لینا چاہئے

3. لو سے بچنے کے لئے [illegible] جیب میں پیاز رکھنا بہت مفید ہے [illegible]

عمدہ غذائیں یہ ہیں: انڈا نیم برشت، کبوتر کے بچوں کا گوشت، گائے کے بچوں کا گوشت، بکری کا گوشت، مینڈھے کا گوشت، حلوا، پنیر، تیتر، مرغی، اکثر جنگلی پرندے، ہرن، نیل گائے اور دوسرے شکاروں کا گوشت، پھل، گیہوں کی روٹی، انگور، انجیر، انار، سیب، شلغم، پالک، خرفہ، دودھ، مچھلی، سری پائے۔ لیکن سری پائے سے خون گاڑھا پیدا ہوتا ہے۔

اور خراب غذائیں یہ ہیں: بینگن، مولی، لاہی کا ساگ یعنی سیاہ بیجوں کی سرسوں کا ساگ، سنگرے جو مولی کے درخت پر لگتی ہے، بوڑھی گائے کا گوشت، بیل کا گوشت، گاجر، سکھایا ہوا گوشت، لوبیا، مسور، تیل، گڑ، ترشی اور ان غذاؤں کے خراب ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل نہ کھاویں بلکہ بیماری کی حالت میں تو بالکل نہ کھاویں اور تندرستی میں بھی اپنے مزاج وغیرہ کو دیکھ کر ذرا کم کھائیں البتہ جن کا مزاج قوی ہے اور ان کو عادت ہے ان کو کچھ نقصان نہیں۔ بعض جگہ دستور ہے کہ زچہ کو مختلف قسم کی غذائیں کہیں ماش کی دال کہیں گائے کا گوشت اور تیل تلی ترکاریاں ضرور کر کے دیتے ہیں یہ بری رسم ہے ایسے موقعوں پر احتیاط رکھنے کیلئے خراب غذاؤں کو لکھ دیا گیا ہے۔ اب تھوڑا سا بیان ان غذاؤں کی خاصیت کا بھی لکھا جاتا ہے تا کہ اچھی طرح سے معلوم ہو جائے۔ بینگن گرم خشک ہے اس میں غذائیت بہت کم ہے خون برا پیدا کرتا ہے۔ بواسیر والوں کو اور سوداوی مزاج والوں کو بہت نقصان کرتا ہے اگر اس میں گھی زیادہ ڈالا جائے اور سرکہ کے ساتھ کھایا جائے تو کچھ اصلاح یعنی درستی ہو جاتی ہے۔ مولی گرم خشک ہے اس کے پتوں میں اور زیادہ گرمی ہے سر کو اور حلق کو اور دانتوں کو زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ دیر میں ہضم ہوتی ہے لیکن اس سے دوسری غذائیں ہضم ہو جاتی ہیں بواسیر والوں کو کسی قدر فائدہ دیتی ہے مگر گرم ہے اگر اس میں سرکہ کا بھگویا ہوا زیرہ ملا دیا جائے تو اس کے نقصان کم ہو جاتے ہیں۔ تلی کیلئے مفید ہے خاص کر سرکہ میں پڑی ہوئی لاہی کا ساگ گرم ہے۔ گردہ کے مریضوں کو بہت نقصان کرتا ہے اور حمل کی حالت میں کھانے سے بچے کے مر جانے کا ڈر ہے۔ سنگری بھی گرم ہے۔ بوڑھی گائے کا گوشت[1] گرم خشک ہے اس سے خون گاڑھا اور بری قسم کا پیدا ہوتا ہے۔ سودا زیادہ پیدا کرتا ہے۔ خارش والوں کو اور بواسیر والوں کو اور مراق اور تلی والوں کو اور سوداوی مزاج والوں کو نقصان کرتا ہے اگر پکنے میں خربوزے کا چھلکا اور کالی مرچ ڈال دی جائے تو نقصان کم ہو جاتا ہے البتہ محنتی لوگوں کو زیادہ نقصان نہیں کرتا بلکہ بکری کا گوشت سے زیادہ موٹا تازہ کرتا ہے لیکن بیماری میں احتیاط لازم ہے۔ بیل کا گوشت گرم خشک ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے مگر پودینہ ڈالنے سے اس کا نقصان کم ہو جاتا ہے اور دریائی بیل کا گوشت اتنا نقصان نہیں کرتا جتنا گھریلو بیل کا کرتا ہے۔ گاجر گرم تر ہے اور دیر میں ہضم ہوتی ہے البتہ جگر کو روکتی ہے اور فرحت دیتی ہے اس لئے لوگ اس کو ٹھنڈی کہتے ہیں۔ گوشت میں پکانے سے اس کے نقصان کم ہو جاتے ہیں۔ اور مربا اس کا عمدہ چیز ہے جسم کو قوت دیتا ہے اور حاملہ عورتیں گاجر کھانے سے زیادہ احتیاط

---

[1] یہ ثابت ہے کہ بوڑھی گائے کے گوشت میں [illegible] ہیں اور گائے کے بچوں کا گوشت سب سے اچھا گوشت ہے جیسا کہ
ترمذی شریف [illegible]۔

رکھیں کیونکہ اس سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ لوبیا گرم تر ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے اس سے خواب پریشان نظر
آتے ہیں۔ سرکہ اور دار چینی ملانے سے اس کا نقصان کم ہو جاتا ہے۔ لیکن حاملہ عورتیں ہرگز نہ کھائیں۔ مسور
خشک ہے بواسیر والوں کو نقصان کرتی ہے اور جن کا معدہ ضعیف ہے اور سوداوی مزاج والوں کو نقصان کرتی
ہے زیادہ گھی ڈالنے سے یا سرکہ ملا کر کھانے سے اس کی کچھ اصلاح ہو جاتی ہے۔ تیل گرم ہے سودا پیدا کرتا ہے
اور سوداوی بیماری میں نقصان کرتا ہے ٹھنڈی ترکاریاں ملانے سے کچھ اصلاح ہو جاتی ہے اور تیل کے آدھ سیر
تیل کو جوش دے کر اس میں دو تولہ میتھی کے بیج ڈالیں اور جب میتھی جل جائے نکال کر پھینک دیں۔ پھر اس میں
آدھ سیر گھی ملا کر جمالیں تو تیل کا مزہ اچھا اور گھی کا سا ہو جاتا ہے۔ اور اگر میتھی کے بیج گڑ کے پانی میں اوٹا کر
اور چھان کر اس سے نکلے ہوئے پانی کو تیل میں ملا کر پھر اوٹائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے تو امید ہے
کہ تیل کا نقصان بھی جاتا رہے یہ ترکیب غریبوں کیلئے کام کی ہے۔ گڑ گرم ہے سودا زیادہ پیدا کرتا ہے۔ کھٹائی
زیادہ کھانا پٹھوں کو نقصان کرتا ہے اور جلد بوڑھا کرتا ہے عورتیں بہت احتیاط رکھیں اور حمل میں اور زچہ ہونے
کی حالت میں اور زکام میں زیادہ احتیاط لازم ہے اگر ترشی میں میٹھی چیز ملا دی جائے تو نقصان کم ہو جاتا
ہے۔ (۸) بعض غذائیں ایسی ہیں کہ الگ الگ کھاؤ تو کچھ ڈر نہیں لیکن ساتھ کھانے سے نقصان ہوتا ہے
یعنی جب تک ان میں سے ایک چیز معدہ میں ہو دوسری چیز نہ کھائیں اکثر مزاجوں میں تین گھنٹہ کا فاصلہ دینا
کافی ہوتا ہے۔ حکیموں نے کہا ہے کہ دودھ کے ساتھ ترشی نہ کھائیں اسی طرح دودھ پی کر پان نہ کھائیں اس
سے دودھ کا پانی معدہ میں الگ ہو جاتا ہے دودھ اور مچھلی ساتھ نہ کھائیں اس سے فالج اور جذام یعنی کوڑھ کا
ڈر ہے۔ دودھ چاول کے ساتھ ستو نہ کھائیں چکنائی کھا کر پانی نہ پئیں۔ تیل یا گھی بے قلعی کے برتن میں نہ
رکھیں۔ کسایا ہوا کھانا نہ کھاویں۔ مٹی کے برتن کا پکایا ہوا کھانا سب سے بہتر ہے۔ آم، کھیرا، ککڑی، خربوزہ،
تربوز اور دوسرے سبز میووں پر پانی نہ پئیں۔ انگور کے ساتھ سری پائے نہ کھائیں۔ (۹) کھانا بہت گرم نہ
کھاؤ۔ گرم کھانا کھا کر ٹھنڈا پانی پینے سے دانتوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ (۱۰) موٹا آٹا میدہ سے اچھا ہے
اور لقمہ کو خوب چبانا چاہئے اور کھانا جلدی جلدی کھا لینا چاہئے۔ بہت دیر میں کھانے سے ہضم میں خرابی ہوتی
ہے۔ (۱۱) بہت بھوک میں نہ سوؤ اور نہ کھانا کھاتے ہی سوؤ۔ کم از کم دو گھنٹے گزر جائیں تب سوؤ جب تک کھانا
ہضم نہ ہو جائے دوبارہ نہ کھاؤ کم از کم دو گھنٹے گزر جائیں اور طبیعت ہلکی ہلکی معلوم ہونے لگے اس وقت
مضائقہ نہیں۔ فائدہ۔ اگر کبھی قبض ہو جائے تو اس کی تدبیر ضرور کرو۔ آسان سی تدبیر تو یہ ہے کہ روٹی نہ کھاؤ
ایک دو وقت صرف شوربا ذرا چکنائی کا پی لو۔ اگر اس سے دفع نہ ہو تو بازار سے نو ماشہ حب القرطم یعنی کسم کے
بیج اور سنائی تولہ انجیر ولایتی منقہ کر آدھ پاؤ پانی میں جوش دے کر دو تولہ شہد ملا کر پی لو اس دوا میں غذائیت بھی
ہے۔ (۱۲) اگر پاخانہ معمول سے زیادہ نرم آئے تو روکنے کی تدبیر کرو اور چکنائی کم کر دو بھنا ہوا گوشت کھاؤ۔
اور اگر دست آنے لگیں یا معمولی قبض سے زیادہ قبض ہو جائے تو حکیم کو خبر کر دو۔ (۱۳) کھانا کھا کر فوراً پاخانہ
میں مت جاؤ اور جو بہت تقاضا ہو تو مضائقہ نہیں۔ (۱۴) پیشاب یا پاخانہ کا جب تقاضا ہو تو ہرگز مت روکو اس

طرح سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

پانی کا بیان

(۱) سوتے سے اٹھ کر فوراً پانی نہ پیو اور نہ یک لخت ہوا میں نکلو اگر بہت ہی پیاس ہے تو عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ناک پکڑ کر پانی پیو اور ایک ایک گھونٹ کر کے پیو اور پانی پی کر دیر تک ناک پکڑے رہو سانس ناک سے مت لو اسی طرح گرمی میں نکل کر فوراً پانی مت پیو۔ خاص کر جس کو لو لگی ہو وہ اگر فوراً بہت سا پانی پی لے تو اسی وقت مر جاتا ہے۔ اسی طرح نہار منہ نہ پینا چاہیے۔ یا پاخانہ سے نکل کر فوراً پانی نہ پینا چاہیے۔ (۲) جہاں تک ہو سکے پانی ایسے کنوئیں کا پیو جس پر بھرائی زیادہ ہو۔ کھارا پانی اور گرم پانی مت پیو۔ بارش کا پانی سب سے اچھا ہے مگر جس کو کھانسی یا دمہ ہو وہ نہ پیئے کسی کسی پانی میں تیل سا ملا ہوا معلوم ہوتا ہے وہ پانی بہت برا ہے۔ اگر خراب پانی کو اچھا بنانا ہو تو اس کو اتنا پکاؤ کہ سیر کا تین پاؤ رہ جائے۔ پھر ٹھنڈا کر کے چھان کے پیو۔ (۳) گھڑوں کو ہر وقت ڈھکا رکھو۔ بلکہ پینے کے برتن کے منہ پر باریک کپڑا باندھا رکھو۔ تاکہ چھنا ہوا پانی پینے میں آئے۔ (۴) برف گردہ کو نقصان کرتا ہے۔ خاص کر عورتیں اس کی عادت نہ ڈالیں۔ اس سے بہتر شورہ کا ٹھنڈا ہوا پانی ہے۔ (۵) کھانے پینے میں ہرگز نہ ٹھسو اس سے بعض وقت موت کی نوبت آ جاتی ہے۔ (سوڈا لیمن ولائتی پانی اگر پیو تو تھوڑا تھوڑا کئی سانس میں پیو ایک دم پینے سے بعض وقت ایسا پھندا لگتا ہے کہ دم پر بن جاتی ہے)۔

آرام اور محنت کا بیان

(۱) نہ تو اس قدر آرام کرو کہ بدن پھول جائے سستی چھا جائے ہر وقت پلنگ پر ہی دکھلائی دو گھر کے کاروبار دوسروں پر ہی ڈال دو کیونکہ زیادہ آرام سے اپنے گھر کا بھی نقصان ہے اور بعض بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں اور نہ اتنی محنت کرو کہ بیمار ہو جاؤ بلکہ اپنے ہاتھ پاؤں اور سارے بدن سے بیچ کی راہ سے محنت کا کام ضرور لینا چاہیے اس کے طریقے یہ ہیں کہ ہر کام کو ہاتھ چلا کر پھرتی سے کرو سستی کی عادت چھوڑ دو اور گھر میں تھوڑی دیر ضرور ٹہل لیا کرو۔ دو چار مرتبہ اگر بے پردگی نہ ہو تو کوٹھے پر چڑھ اتر لیا کرو۔ اور چرخہ اور چکی کا ضرور تھوڑا بہت مشغلہ رکھو ہم یہ نہیں کہتے کہ تم اس سے پیسے کماؤ۔ اول تو اس میں بھی کوئی عیب کی بات نہیں لیکن اپنی تندرستی کا قائم رکھنا تو ضروری چیز ہے اس سے تندرستی خوب رہتی ہے دیکھو جو عورتیں محنتی ہیں کوٹتی پیستی ہیں کیسی قوی اور تازی رہتی ہیں اور جو آرام طلب ہیں ساری عمر دوا کا پیالہ منہ کو لگا رہتا ہے ایسی محنت کو ریاضت کہتے ہیں۔ کھانا کھا کر جب تک تین گھنٹے گزر نہ جائیں اس وقت تک ریاضت نہ کرنا چاہیے اور جب ذرا ذرا پسینہ آنے لگے یا سانس زیادہ پھولنے لگے تو ریاضت موقوف کر دینا چاہیے۔ (۲) بچوں کیلئے جھولا جھولنا اچھی ریاضت ہے۔ (۳) صبح کو سویرے اٹھنے کی عادت رکھو بلکہ ہمت کر کے تہجد پڑھا کرو اس سے تندرستی خوب بنی رہتی ہے۔ (۴) دوپہر کو بے ضرورت نہ سوؤ اور اگر کچھ تکان یا نیند کا غلبہ ہو تو اور بات ہے۔ (۵)

دماغ سے بھی کچھ کام لینا ضروری ہے اگر اس سے بالکل کام نہ لیا جائے تو دماغ میں رطوبت بڑھ جاتی ہے اور ذہن کند ہو جاتا ہے اور جو حد سے زیادہ زور ڈالا جائے ہر وقت فکر اور سوچ میں رہے تو خشکی اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس واسطے انداز سے محنت لینا مناسب ہے پڑھنے پڑھانے کا شغل رکھو قرآن شریف روز مرہ پڑھا کرو۔ کتاب دیکھا کرو باریک باتوں کو سوچا کرو نہ اتنا غصہ کرو کہ آپے سے باہر ہو جاؤ نہ اتنی بردباری کرو کہ کسی پر بالکل روک ٹوک نہ رہے نہ اتنی خوشی کرو کہ خدا کی بے نیازی اور اس کی قدرت کو بھول جاؤ کہ وہ ایک دم میں چاہیں ساری خوشی کو خاک میں ملا دیں نہ اتنا رنج کرو کہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہی بالکل یاد نہ رہے اور اسی غم کو لیکر بیٹھ جاؤ۔ اگر کوئی زیادہ صدمہ پہنچے تو اپنی طبیعت کو دوسری طرف ہٹا دو۔ کسی کام میں لگ جاؤ۔ ان سب باتوں سے بیماری بلکہ ہلاکت کا ڈر ہے اگر کسی کو بہت خوشی کی بات سنانا ہو اور وہ دل کا کمزور ہو تو یکلخت نہ سناؤ پہلے یوں پوچھو کہ اگر تمہارا یہ کام ہو جائے تو کیسا۔ پھر کہو کہ دیکھو ہم کوشش کر رہے ہیں شاید ہو جائے اور امید تو ہے کہ ہو جائے پھر اسی وقت یا دو چار گھنٹے کے بعد سنا دو کہ تمہارا یہ کام ہو گیا اسی طرح غم کی خبر یکلخت نہ سناؤ کسی کو مرنے کی خبر سنانی ہو تو یوں کہو کہ فلاں شخص بیمار تھا اس کی حالت تو نازک تھی ہی اور موت سب کے واسطے ہے کبھی نہ کبھی آئے گی۔ قضائے الٰہی سے اس نے انتقال کیا۔ فائدہ۔ بیماری کی حالت میں اور پیٹ میں جب بچہ میں جان پڑ جائے میاں کے پاس سونے سے نقصان ہوتا ہے۔

علاج کرانے میں جن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

(۱) چھوٹی موٹی بیماری میں دوا نہ کرنا چاہئے۔ کھانے پینے بچنے سے ہوا کے بدلنے سے اس کی تدبیر کرنا چاہئے جیسے گرم ہوا سے سر میں درد ہو گیا تو سرد ہوا میں بیٹھ جائیں یا کھانا کھانے سے پیٹ میں بوجھ ہو گیا تو ایک دو وقت فاقہ کر لیں یا نیند کی کمی سے سر میں درد ہو گیا تو سو رہیں یا زیادہ سونے سے سستی ہو گئی تو کم سوئیں یا دماغ سے زیادہ کام لیا تھا اس سے خشکی ہو گئی تو دماغی محنت کم کر دیں اس کو آرام و فرحت دیں جب ان تدبیروں سے کام نہ چلے تو اب دوا کو اختیار کریں۔ (۲) مرض خواہ کیسا ہی سخت ہو گھبراؤ مت اس سے علاج کا انتظام خراب ہو جاتا ہے خوب استقلال اور اطمینان سے علاج کرو۔ (۳) مسہل اور قے اور فصد کی عادت مت ڈالو۔ یعنی بلا سخت ضرورت کے ہر سال مسہل یا قے یا فصد نہ لیا کرو اور مسہل کی عادت ہو جائے تو اس کے چھوڑنے کی تدبیر یہ ہے کہ جب موسم مسہل کا قریب آئے غذا کم کر دو۔ ریاضت زیادہ کرو۔ کوئی ایسی دوا کھاتے رہو جس سے پاخانہ کھل کر آتا رہے جیسے ہڑ کا مربہ یا گلقند یا [illegible] وغیرہ پھر اگر مسہل کے دنوں میں طبیعت میں کچھ سستی بھی رہے تو کچھ پرواہ نہ کرو اور مسہل کو ٹال دو اس طرح سے عادت چھوٹ جائے گی۔ (۴) بدون سخت ضرورت کے بہت تیز دوائیں نہ لینا چاہئیں۔ ایسی دواؤں میں یہ خرابی ہے کہ اگر موافق نہ آئیں تو نقصان بھی پورا کریں گی۔ خاص کر کشتوں سے بہت بچو کیونکہ یہ جب نقصان کرتے ہیں تو تمام عمر روگ نہیں جاتا۔ البتہ رانگ اور سونگے کا کشتہ بہت ہلکا ہوتا ہے اس میں چنداں خوف نہیں اور جو چاول

اور سنکھیا اور زہریلی دواؤں کے کشتوں کے پاس نہ جاؤ اور حرام[1] اور نجس دوا نہ کھاؤ نہ لگاؤ۔ (۵) جب کوئی دوا تم[2] ایک مدت دراز تک کھا چکو تو کبھی کبھی ایک دو دن کو چھوڑ دیا کرو یا اس کی جگہ اور دوا بدل دیا کرو کیونکہ جس دوا کی عادت ہو جاتی ہے اس کا اثر نہیں ہوتا۔ (۶) جب تک غذا سے کام چلے دوا کو اختیار نہ کرو مثلاً مسہل کے بعد طاقت آنے کیلئے جوان آدمی کو یخنی کافی ہے اس کو مشک عنبر کی ضرورت نہیں البتہ بوڑھے آدمی کو یخنی نقصان کرتی ہے اور اس کے ہضم کرنے کیلئے بھی طاقت چاہئے ایسے شخص کو کوئی معجون وغیرہ کھلانا بہت مناسب ہے۔ (۷) دوا کو بہت احتیاط سے ٹھیک تول کر نسخہ کے موافق بناؤ اپنی طرف سے مت گھٹاؤ بڑھاؤ۔ (۸) دوا پہلے حکیم کو دکھلا لو اگر بری ہو اس کو بدل ڈالو۔ (۹) دل جگر اور دماغ اور پھیپھڑا اور آنکھ وغیرہ جو نازک چیزیں ہیں ان کیلئے ایسی دوائیں استعمال نہ کرو جو بہت تیز ہیں یا بہت ٹھنڈی یا بہت تحلیل کرنے والی ہیں یا زہریلی ہیں ہاں جہاں سخت ضرورت ہو لاچاری ہے مثلاً جگر پر اکاس بیل نہ رکھیں، کھانسی میں سنکھیا کا کشتہ نہ کھائیں، آنکھ میں ذرا کافور نہ لگائیں بلکہ جب تک آنکھ میں باہر کی دوا سے کام چل سکے اندر دوا نہ لگائیں۔ (۱۰) علاج ہمیشہ ایسے طبیب سے کراؤ جو حکمت کا علم رکھتا ہو اور تجربہ کار بھی ہو علاج غور اور تحقیق سے کرتا ہو سوچ سمجھ کر نسخہ لکھتا ہو۔ مسہل دینے میں جلدی نہ کرتا ہو۔ کسی کا نام مشہور سن کر دھوکے میں نہ آؤ۔ (۱۱) بیماری میں پرہیز کو دوا سے زیادہ ضروری سمجھو اور تندرستی میں پرہیز ہرگز نہ کرے۔ فصل کی چیز جو میں سے جس کو جی چاہے شوق سے کھاؤ مگر یہ خیال رکھو کہ پیٹ سے زیادہ نہ کھاؤ اور پیٹ میں گرانی پاؤ تو فاقہ کرو۔ (۱۲) یوں تو ہر بیماری کا علاج ضروری ہے لیکن خاص کر ان بیماریوں کے علاج میں ہرگز غفلت مت کرو۔ اور بچوں کیلئے تو اور زیادہ خیال کرو۔ زکام کھانسی، آنکھ دکھنا، پسلی کا درد، بدہضمی، بار بار پاخانہ جانا، ہچکی، آنت اترنا، حیض کی کمی زیادتی، بخار جو ہر وقت رہتا ہو۔ یا کھانا کھا کر ہو جاتا ہو، کسی جانور یا آدمی کا کاٹ کھانا، زہریلی دوا کھا لینا، دل دھڑکنا، چکر آنا، جگہ جگہ سے بدن پھڑکنا، تمام بدن کا سن ہو جانا اور جب بھوک بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا نیند بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا پسینہ بہت آنے لگے یا بالکل نہ آئے اور یا کوئی بات اپنی ہمیشہ کی عادت کے خلاف پیدا ہو جائے تو سمجھو کہ بیماری آتی ہے جلدی حکیم سے خبر کر کے تدبیر کرو۔ اور غذا وغیرہ میں بے ترتیبی نہ ہونے دو۔ (۱۳) نبض دکھلانے میں ان باتوں کا خیال رکھو کہ نبض دکھلانے کے وقت پیٹ نہ بھرا ہو نہ بہت خالی ہو کہ بھوک سے بیتاب ہو۔ طبیعت پر نہ زیادہ غم ہو نہ زیادہ خوشی ہو۔ نہ سو کر اٹھنے کے بعد فوراً دکھلاؤ نہ بہت جاگنے کے بعد نہ کسی محنت کا کام کرنے کے بعد نہ دور سے چل کر آنے کے بعد۔ نبض دکھانے کے وقت چارزانو ہو کر بیٹھو یا چارپائی پر یا چوکی پر پاؤں لٹکا کر بیٹھو۔ کسی کروٹ پر زیادہ زور دے کر مت بیٹھو نہ کوئی سہارا ہاتھ ٹیکو۔ تکیہ بھی نہ لگاؤ جس ہاتھ کی نبض دکھلاؤ اس میں

---

[1] اس کے مسائل بھی جوہر میں دیکھو

[2] دوا کو ہمیشہ حفاظت اور نفاست سے رکھو۔ بعض دواؤں پر بعض جانور عاشق ہوتے ہیں۔ وہ اس میں منہ ڈالتے ہیں۔ جیسے بلی، بچھو اور چوہا اور سانپ۔

کوئی چیز مت پکڑو نہ ہاتھ کو بہت سیدھا کرو نہ بہت موڑو بلکہ بازو کو پسلیوں سے ملا کر ڈھیلا چھوڑ دو۔ سانس بند نہ کرو طبیب سے بات نہ کرو۔ اس سے نبض میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ اگر لیٹ کر نبض دکھلانا ہو تو کروٹ پر مت لیٹو چت لیٹ جاؤ۔ (۱۴) قارورہ رکھنے میں ان باتوں کا خیال رکھو کہ قارورہ ایسے وقت لیا جائے کہ آدمی عادت کے موافق نیند سے اٹھا ہو ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ سبز ترکاری کے کھانے سے قارورہ میں سبزی آجاتی ہے زعفران اور املتاس سے زردی آجاتی ہے اور مہندی لگانے سے سرخی آجاتی ہے۔ روزہ رکھنے اور محنت کرنے سے اور زیادہ تھکان اور بہت بھوک اور دیر تک پیشاب روکنے سے زردی یا سرخی آجاتی ہے۔ کبھی بہت جاگنے سے قارورہ کا رنگ سفید ہو جاتا ہے بہت پانی پینے سے رنگ ہلکا ہو جاتا ہے۔ دستوں کے بعد کا قارورہ قابل اعتبار نہیں رہتا۔ غذا کھانے سے بارہ گھنٹہ بعد کا قارورہ پورے اعتبار کے قابل ہے۔ جب صبح کو قارورہ دکھلانا ہو تو رات کو بہت پیٹ بھر کر نہ کھائیں نہ صبح کا قارورہ قابل اعتبار نہیں۔ رات کو کئی بار پیشاب کیا تو صبح کا قارورہ قابل اعتبار نہیں۔ اگر قارورہ چھ گھنٹہ رکھا رہا ہو تو دکھانے کے قابل نہیں رہا اور بعض قارورے اس سے بھی کم میں خراب ہو جاتے ہیں غرض جب دیکھیں کہ اس کے رنگ اور بو میں فرق آگیا تو دکھلانے کے قابل نہ رہا[1] (۱۵) جلدی جلدی بے ضرورت حکیموں کو نہ بدلو۔ حکیم کو خوش رکھو اس کے خلاف مت کرو۔ اگر فائدہ نہ ہو تو اس پر الزام مت دو اس کو دے کر احسان مت جتلاؤ۔ (۱۶) مریض پر سختی مت کرو اسکی سخت مزاجی کو جھیلو اس کے سامنے اسکی کوئی بات مت کرو جس سے اس کو نا امیدی ہو جائے چاہے کیسی ہی اسکی حالت خراب ہو مگر اس کی تسلی کرتے رہو۔

بعض طبی اصطلاحوں کا بیان

نسخوں میں بعض الفاظ اصطلاحی لکھے جاتے ہیں اور بعض علاجوں کے خاص خاص نام ہیں۔ ان کو مختصراً یہاں لکھا جاتا ہے

مدر بول:۔ پیشاب اترنے والی دوا	منضج:۔ وہ دوا جو مادے کو نکلنے کیلئے تیار کرے
مدر حیض:۔ حیض جاری کرنے والی دوا	مسہل:۔ دست لانے والی دوا
مدر لبن:۔ دودھ اتارنے والی دوا	مفتت حصاة:۔ پتھری کو توڑنے والی دوا
مدمل:۔ زخم بھرنے والی دوا	مقئی:۔ قے لانے والی دوا
ملین:۔ بہت ہلکا مسہل	کیونکہ مسہل سے آنتوں وغیرہ کو ضرور کچھ نہ کچھ
آبزن:۔ خالی پانی میں کوئی دوا پکا کر اسمیں بیٹھنا	نقصان پہنچتا ہے قابض وغیرہ وغیرہ سے امراض
انکباب:۔ بچارہ لینا	میں بھی تبرید معتدل بلکہ گرم بھی ہوتی ہے

[1] قارورہ کا برتن بالکل صاف ہو اور ڈھانک کر رکھنا چاہیے اگر شیشی میں دکھایا جائے تو شیشی بالکل صاف ہو

کام آئے اور دوسرے بعض بیماریوں کے پرہیز اور بعض بیماریوں سے بچنے کے طریقے معلوم ہو جائیں گے تو اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت کر سکیں گی۔ تیسرے بعض دواؤں کا بنانا اور حکیم کے بتلائے ہوئے علاج کے برتاؤ کا طریقہ اور مریض کی خدمت کرنا اور اس کو آرام دینے کا سلیقہ آ جائے گا اس واسطے تھوڑا تھوڑا لکھ دیا ہے۔ اور اس میں ان باتوں کا خیال رکھا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آسان تدبیریں بتلائی ہیں اور ایسی طرح لکھا ہے کہ عورتیں اگر ذرا بھی سمجھ رکھتی ہوں تو سمجھ لیں اور بیماریاں وہی لکھی گئی ہیں جو اکثر ہوا کرتی ہیں اور دوائیں ایسی لکھی گئی ہیں جو کسی حال میں نقصان نہ کریں اور اگر کہیں قیمتی نسخہ لکھا گیا ہے تو اس کے ساتھ ہی سستا نسخہ بھی لکھ دیا ہے جو فائدہ میں قیمتی کے قریب ہے لیکن اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے یا مرض اچھی طرح نہ پہچانا جائے یا مرض بھاری ہو تو ہرگز دوا خود مت دو۔ حکیم کو خبر کرو۔ اگر دور ہو یا وہ فیس زیادہ چاہتا ہو یا دوا قیمتی بتائے اور خدا تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو خرچ کی ہمت پر داشت کرو۔ جان سے بڑھ کر مال نہیں ہے اور اگر بالکل گنجائش نہ ہو تو خدا تعالیٰ سے دعا کرو ان کو بڑی قدرت ہے کچھ دوا دارو پر منحصر نہیں دوا سے ذرا تسلی ہوتی ہے اور شفا دینے والے اور خود دوا میں اثر دینے والے وہی ہیں اگر وہ نہ چاہیں دوا سے بھی اچھا نہ ہو اور اگر چاہیں تو بے دوا بھی اچھا کر دیں۔ چنانچہ دونوں باتیں رات دن نظر آتی ہیں اب بیماریوں کے نام اور ان کی دوائیں لکھی جاتی ہیں۔ اور یاد رکھو کہ تم کو جو دوا بازار سے منگوانا ہو جس طرح کتاب میں اس کا نام لکھا ہے اسی طرح خوب صاف خط سے لکھ کر یا لکھوا کر بازار بھیج دو پنساری دے دے گا۔

سر کی بیماریاں

سر کا درد: یہ کئی طرح کا ہوتا ہے ہر ایک کا علاج جدا ہے مگر یہاں ایسی دوائیں لکھی جاتی ہیں کہ کئی طرح کے سر درد میں فائدہ دیتی ہیں اور نقصان کسی طرح کا نہیں کرتیں (دوا) تین ماشہ بنفشہ تین ماشہ گل بابونہ۔ تین ماشہ گل نیلوفر پانی میں پیس کر پیشانی پر لیپ کریں۔

دوسری دوا: تین ماشہ آڑو کی گٹھلی کی گری پانی میں پیس لیں اور تین ماشہ تخم کاہو الگ خشک پیس لیں پھر دونوں کو ملا کر پیشانی اور کنپٹی پر لیپ کر دیں بہت مؤثر یعنی اثر والی دوا ہے اور اگر سردی ہو تو تین ماشہ کباب چینی پیس کر اس میں اور ملا لیں۔

تیسرا نسخہ: جو ہر قسم کے درد کے لیے مفید ہے خواہ نیا ہو یا پرانا ہو بڑا بار دو کے درست کشنیز کے پھول، گل سرخ، بنفشہ، صندل سرخ، صندل سفید سب تین تین ماشہ گل بابونہ ایک ماشہ پوست خشخاش ایک ماشہ، املتاس ایک تولہ ہری مکوہ کے پانی میں پیس کر لیپ کریں۔

دماغ کا ضعف ہونا: اگر مزاج گرم ہے تو خمیرہ گاؤ زبان کھاویں اور اگر مزاج سرد ہے تو خمیرہ بادام کھاویں ان دونوں خمیروں کی ترکیب سب بیماریوں کے ختم ہونے کے بعد لکھی ہوئی ہے وہاں دیکھو اور بھی بہت سے نسخے سب اسی جگہ ساتھ ہی لکھ دیئے ہیں۔ بیچ میں جہاں ایسے نسخوں کا نام آئے گا اتنا لکھ دیا جائے

گا۔ اس کو خاتمہ میں دیکھو۔ تم خاتمہ کا یہی مطلب سمجھ جاؤ۔

آنکھ کی بیماریاں

آئینہ یا کوئی چمکدار چیز آفتاب کے سامنے کر کے آنکھ پر اس کا عکس ہرگز مت ڈالو اس سے کبھی دفعتاً بینائی جاتی رہتی ہے۔

(دوا): جس سے آنکھ کی بہت سی بیماریوں کی حفاظت رہے اور نگاہ کو قوت رہے۔ انار شیریں اور انار ترش کے دانے اور دانوں کے بیچ کے پردے اور گودا لیکر کچلیں اور کئی تہ کپڑے میں چھان لیں جو عرق نکلے اس کو آب انار کہتے ہیں۔ یہ عرق ڈیڑھ چھٹانک اور اس میں شہد چھٹانک بھر ملا کر مٹی یا پتھر کے برتن میں ہلکی آنچ پر پکالیں اور جھاگ اتارتے رہیں یہاں تک کہ گاڑھا ہو کر جمنے کے قریب ہو جائے پھر شیشی میں احتیاط سے رکھیں اور ایک ایک سلائی اپنے اور اپنے بچوں کی آنکھ میں لگایا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنکھ کی اکثر بیماریوں سے حفاظت رہے گی اور بینائی میں ضعف نہ آئیگا۔ دوسری دوا کہ وہ بھی آنکھ کو اکثر بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ تازے آملے یعنی آنولے لیکر کچل کر پانی نچوڑ لیں اور چھان کر لوہے کے برتن میں پکائیں یہاں تک کہ گاڑھا ہو جائے پھر شیشی میں احتیاط سے رکھ لیں اور ایک ایک سلائی لگایا کریں۔ دوسرا۔ جو کہ کھانی یعنی انجن ہاری اور پڑوال اور پلکوں کی خارش اور موٹاپن اور آنکھ کی سرخی کیلئے مفید ہے۔ سفید جست دو تولہ اور سمندر جھاگ اور کونپل نیم کی اور پھٹکری بھنی اور اقلیمیائے ذہب [1] نو نو ماشہ اور لونگ ۹ ماشہ اور افیون اور چراغ کا گل پانچ پانچ ماشہ اور نیلا تھوتھا کھیل [2] کیا ہوا دو ماشہ اور رسوت ایک تولہ اور چھوٹی ہڑ ایک تولہ سب کو سرمہ کی طرح پیس کر سرسوں کے چھ تولہ خالص تیل میں ملا کر کانسی کے کٹورے میں نیم کے سوٹے سے آٹھ دن تک رگڑیں پھر ایک سو ایک بار ٹھنڈے پانی سے دھولیں اور کسی صاف برتن میں گرد سے بچا کر رکھ لیں پڑبالوں کو اکھاڑ کر جڑوں پر لگائیں دو دفعہ کے لگانے سے نکلنے بند ہو جاتے ہیں اور کھانی پر چالیس دن لگائیں تمام عمر نہ نکلیں اور بھی آنکھ کے بہت سے امراض کو مفید ہے۔ چراغ کا گل یہ ہے کہ روئی کو تیل میں بھگو کر جلائیں جب بجھنے کے قریب آئے ڈھانک دیں تاکہ ٹھنڈی ہو جائے۔ آنکھ دکھنے آنا یہ جو مشہور ہے کہ جب آنکھ دکھنے آئے تو تین دن تک دوا نہ کرے [3] یہ بالکل غلط ہے پہلے ہی دن سے غور سے علاج کرو۔ البتہ شروع میں کوئی تیز دوا نہ لگاؤ بلکہ اخیر میں بھی نہ لگاؤ جب تک کہ کوئی بڑا ہوشیار تجربہ کار حکیم نہ بتادے۔

---

[1] یہ سونے کا میل جو کھان میں نکلتا ہے اگر کھان کا نکلا ہوا نہ ملے تو سنار کے یہاں سے لے لیں

[2] اس کے کھیل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو ذرا سے پانی میں گھول کر گولیاں بنالیں اور ایک مٹی کا برتن آگ پر رکھ کر اس پر گولیوں کو الٹ پلٹ کریں یہاں تک کہ خشک ہو جائیں۔ پھر تول کر کام میں لائیں۔

[3] اور یہ بھی مشہور ہے کہ آنکھ دکھنے میں صرف میٹھا کھانا چاہئے یہ بھی محض غلط ہے میٹھا کھانا اکثر آنکھ دکھنے میں نقصان کرتا ہے خاص کر جب کہ آنکھ گرمی سے دکھنے آئی ہو ہاں آنکھ دکھنے میں مرچ بہت کم کھاویں بلکہ مناسب یہ ہے کہ لال مرچ نہ کھاویں اور نمک بھی کم کھاویں اور کھٹائی اچار تیل بالکل نہ کھاویں۔

شروع کی علامت: یعنی پہچان اس کی یہ ہے کہ آنکھ کے سامنے مکھی بھنگے تو مچھر سے معلوم ہوتے ہوں اور چراغ کی لو صاف نہ معلوم ہو بلکہ ایسا معلوم ہو کہ لو کے آس پاس ایک دائرہ سا حلقہ ہے اس وقت یہ سرمہ بنا کر لگائیں اگر موتیا بند نہ ہوگا تو آنکھ کی دوسری بیماریوں کو بھی فائدہ دیگا۔ سوا تولہ سفیدہ کاشغری اور آٹھ ماشہ ببول کا گوند اور آٹھ ماشہ اقلیمیائے نقرہ[1] اور چار ماشہ سنگ داغ اور چار ماشہ کچا سیپ اور چھ ماشہ شادنج عدسی جو پانی سے مغسول کیا گیا ہو یعنی خاص ترکیب سے دھویا گیا ہو اور وہ ترکیب ابھی بتلا دی جاوے گی اور دو ماشہ مرسا اور دو ماشہ چاندی کے ورق اور تین ماشہ چھلے ہوئے چاکسو۔ ان کے چھیلنے کی بھی ترکیب ابھی بتلا دی جائے گی اور ایک ماشہ نشاستہ ان سب کو سرمہ کی طرح پیس کر رکھیں اور ایک ایک سلائی صبح وشام لگایا کریں۔ یہ سرمہ آنکھ سے پانی بہنے اور ضعف بصارت کو بھی مفید ہے شادنج کے مغسول کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ شادنج کو سرمہ کی طرح باریک پیس کر جستے کے برتن میں پانی میں ڈال دیں ایک منٹ کے بعد اوپر کا پانی علیحدہ کر لیں اس علیحدہ کئے ہوئے پانی میں جو کچھ شادنج نیچے بیٹھ جائے وہ نکال لیں یہ مغسول ہے اور اس جستے برتن میں جو شادنج رہ گیا ہے پھر پیس کر اسی طرح دھو لیں اور چاکسو کے چھیلنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو ڈھیلی پوٹلی میں باندھ کر نیم کے پتوں کے ساتھ جوش دیں جب خوب پھول جائیں مل کر چھلکے دور کر دیں اور اندر کا مغز لے لیں اور موتیا بند والے کو یہ لیپ لگانا بھی چاہئے ترکیب اس کی یہ ہے کہ چار ماشہ سفید صندل اور دو ماشہ انزروت اور چار رتی ببول کا گوند اور چار رتی افیون اور چار رتی زعفران سب کو باریک پیس کر انڈے کی سفیدی میں ملا کر روپیہ کے برابر کاغذ کی دو ٹکیاں تراش کر اس میں سوئی سے بہت سے سوراخ کر کے ان دونوں کاغذوں پر یہ دوا لگا کر دونوں کنپٹیوں پر چپکا دیں اور صبح و شام بدل دیا کریں[2] یہ لیپ لگانا بھی کسی حالت میں نقصان نہیں کرتا۔ اور رات کو ہر روز اطریفل کشنیزی ایک تولہ کھایا کریں اور کبھی چھٹے ساتویں دن فاقہ بھی کر دیا کریں تاکہ عادت نہ ہو جائے اگر موتیا بند ہوگا ان تدبیروں سے نفع ہو جائے گا اور اگر موتیا بند نہ ہو جب بھی ان میں کسی طرح کا نقصان نہیں جب آنکھ میں ذرا بھی دھند پائیں یہ تدبیر ضرور کریں اور کم سے کم تین مہینے نباہ کر کریں جب پانی زیادہ اتر آتا ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے پھر سوائے شگاف دینے کے کوئی علاج نہیں جس کو آنکھ بنوانا کہتے ہیں بلکہ بننے کے بعد بھی آنکھ کمزور رہتی ہے۔

کان کی بیماریاں

فائدہ۔ پیٹ بھر کر کھانا کھا کر فوراً سو رہنے سے کان جلدی بہرے ہو جاتے ہیں جب تک کھانا کھانے کے بعد دو گھنٹے نہ گزر جائیں ہرگز مت سویا کرو۔ فائدہ۔ اگر کان میں کوئی دوا ڈالو خواہ تاثیر میں گرم ہو یا سرد ہمیشہ نیم گرم کر کے ڈالو۔ فائدہ۔ اگر بچپن سے عادت رکھیں کہ کبھی کبھی کان میں روغن بادام تلخ پانچ یا چھ بوند نیم

---

[1] یہ چاندی کا میل ہے جو کان میں نکلتا ہے اگر کان کا نکلا ہوا نہ ملے تو سنار کے ہاں سے چاندی کا میل لے لیں
[2] جب بدلنا ہو تو ان ٹکیوں کو اتار لیں پھر تھوڑا گرم پانی سے تر کر لیں اور ذرا پانی خشک کر کے پھر ان ٹکیوں کو اسی جگہ چپکا دیں

ہونے کی نوبت آجاتی ہے اور جان کا اندیشہ ہو جاتا ہے ایسے وقت کی مجرب تدبیر یہ ہے کہ ایک مرغی کا بچہ جوان ذبح کر کے کھال کشی دور کر کے گرم گرم ورم پر باندھیں یا سینہ کا گوشت تھوڑا لیکر گرم باندھیں نر مرغ کا بچہ نہ ملے تو گائے کے گوشت کا پارچہ گرم کر کے باندھیں یا قیمہ کر کے نمک مصالحہ بیسن ملا کر باندھیں نہایت مجرب ہے اس صورت میں مریض کی فصد کرانا بھی مجرب علاج ہے مگر فصد کرانے میں حکیم کی رائے لینا ضروری ہے۔

سینہ کی بیماریاں

آواز بیٹھ جانا: اگر زکام کھانسی کی وجہ سے ہے تو زکام کھانسی کا علاج کرانا چاہئے اور اگر یوں ہی بیٹھ گئی ہو تو یہ دوا کریں۔ ساڑھے تین ماشہ آب تخم خاص مقشر اور پانچ ماشہ بیخ سوسن اور چار ماشہ اصل السوس مقشر یعنی ملٹھی چھلی ہوئی اور نو دانہ سپستان یعنی لسوڑہ اور دو تولہ مصری ان سب کا جوش دے کر چائے کی طرح گرم گرم پئیں۔

دوا گاڑھے اور جمے ہوئے بلغم کو نکالنے والی: چار ماشہ اصل السوس مقشر اور چار ماشہ گاؤزبان اور ایک عدد ولایتی انجیر اور پانچ ماشہ گل بنفشہ اور دو دانے سپستان اور دو تولہ مصری ان سب کو پانی میں جوش دیکر چھان کر اور سات دانہ بادام شیریں کا شیرہ نکال کر اور اس میں ملا کر نیم گرم پئیں اور یہ چٹنی چاٹیں اس سے بھی آسانی سے بلغم نکل جاتا ہے۔ رب السوس، کتیرا، صمغ عربی، کاکڑا سنگی، نشاستہ سب چیزیں ایک ایک ماشہ اور ایک ایک دانہ مغز بادام شیریں ان سب کو باریک پیس کر دو تولہ شربت بنفشہ میں ملا کر رکھ لیں اور تھوڑی تھوڑی چاٹیں اور اگر کھانسی میں گلا چھلا ہوا ہو تو یہ دوا کریں چار ماشہ اصل السوس مقشر اور پانچ دانے عناب اور پانچ ماشہ تخم خطمی اور پانچ ماشہ گل بنفشہ اور نو دانہ مویز منقی پانی میں بھگو کر چھان کر مصری ملا کر پئیں۔ گولی ہر طرح کی کھانسی کو مفید ہے اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتی۔ کاکڑا سنگی باریک پیس کر پانی میں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولی بنا کر ایک ایک گولی منہ میں رکھیں اور اگر کھانسی میں خون آنے لگے تو جلدی کسی حکیم سے علاج کرائیں ہو سکتا ہے پھیپھڑوں میں زخم ہو گیا ہو جس کو سل کہتے ہیں اور اگر اس کے شروع میں تدبیر کی جائے تو علاج ہو جاتا ہے اور شروع میں یہ دوا بہت مفید ہے تین ماشہ برگ نرگس[1] اور ایک ماشہ تخم خشخاش سفید اور ایک تولہ مغز تخم کدو کے شیریں پانی میں پیس کر چھان کر دو تولہ مصری ملا کر پئیں اور کتیرا صمغ عربی سب ایک ایک ماشہ لیکر باریک پیس کر چھڑک کر پئیں ایک ہفتہ برابر پئیں اور ترشی اور دودھ دہی وغیرہ سے بالکل پرہیز کریں۔ انشاء اللہ تمام عمر سل نہ ہوگی۔ کھانسی کا ایک علاج دمہ کے بیان میں آتا ہے خشک کھانسی تر سے زیادہ بری ہے حکیم سے علاج کرائیں۔ گولی۔ کہ سرد و گرم کھانسی کیلئے مفید ہے اور بلغم کو آسانی سے نکالتی ہے۔ تین ماشہ رب السوس اور تین ماشہ مویز منقی اور نشاستہ اور صمغ عربی اور کتیرا اور مغز تخم کدو کے شیریں چاروں چیزیں ایک ایک ماشہ اور پانچ ماشہ قند سفید سب پیس کر بہدانہ کے لعاب میں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولیاں بنا لیں اور ایک ایک گولی منہ میں رکھیں۔

---

[1] اس کو نرگسا بھی کہتے ہیں یہ گل کی ایک قسم ہے اکثر باغوں میں کیاریوں پر اور گملوں میں لگایا جاتا ہے

کھٹی اور انگلی حلق میں ڈال کر قے کر دیں یہ دوا بہت تیز نہیں ہے[1] اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتی اور قے
کی حالت میں آنکھوں پر ہاتھ رکھوا لو ورنہ آنکھ پر بڑا صدمہ پہنچتا ہے اور قے کے بعد جب تک طبیعت بالکل نہ
ٹھہر جائے ٹھنڈا پانی ہرگز نہ پیو ورنہ پائے گولے کے درد کا اندیشہ ہے بلکہ قے کے بعد ٹھنڈے پانی سے منہ دھو
ڈالو اور اگر مزاج سرد ہے تو نیم گرم پانی سے کلی کرو اور اگر مزاج گرم ہے تو ٹھنڈے پانی سے کلی کرو۔

قے روکنے کا بیان: بعض وقت مسہل پینے سے متلی ہونے لگتی ہے اس کا دفعیہ یہ ہے کہ بازو خوب کس کر
باندھو اور تھوڑا سا ذرا سا لاچی اور پودینہ کے سبز پتے چباؤ اگر اس سے طبیعت نہ ٹھہرے تو قلم معدہ یعنی ٹونڈی پر یہ لیپ
کرو تین ماشہ گلاب زیرہ اور ایک ماشہ صندل سفید اور ایک ماشہ طباشیر ان سب کو دو تولہ گلاب اور تین ماشہ
سرکہ میں پیس کر ٹونڈی پر مالش کر دیں یہ دوا لگا کر تھوڑی دیر کے بعد جو دوا چاہو پلاؤ قے نہیں ہوتی۔

ہیضہ کا بیان: یہ سخت بیماری ہے اس کا علاج کسی ہوشیار حکیم سے جلدی کرانا چاہئے۔ یہاں دو نسخے ایسے
لکھے جاتے ہیں جو کسی حالت میں نقصان نہ کریں خواہ دست بند کرنے ہوں یا جاری رکھنے ہوں ایک نسخہ تو یہ
ہے چھ ماشہ گل سرخ تین چھٹانک گلاب میں جوش دیں جب آدھا رہ جائے تو دو تولہ شربت انار شیریں ملا دیا
جائے اور چھ رتی تار جیل دریائی اور ایک ماشہ زہر مہرہ خطائی عرق بید مشک میں گھس کر چھان کر ملا دیا
جائے اور دو تین دفعہ میں پلائیں اس کے پینے سے اگر پیٹ میں کچھ مادہ ہو تو ایک دو دست ہو جاتے ہیں۔
اگر کچھ مادہ نہیں تو اسی سے دست بند ہو جاتے ہیں۔

دوسرا نسخہ۔ عرق کافور[2] نہایت مفید چیز ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک تولہ کافور لے کر اس میں تین
تولہ سرکہ ملا کر شیشی میں بند کر کے تین روز دھوپ میں رکھیں اور ہر روز ہلا دیا کریں۔ بعد تین روز کے چھان کر
کاگ لگا کر نیلا کاغذ یا نیلا کپڑا شیشی پر لپیٹ کر احتیاط سے رکھ لیں۔ جب ہیضہ میں پیاس زیادہ ہو تو دس دس
بوند دو دو تولہ گلاب میں ملا کر پلائیں۔ نہایت مفید ہے اور اگر وبا کے موسم میں تندرست آدمی بھی اس عرق
ہر روز پانچ بوند پانی میں ڈال کر یا بتاشہ میں لیکر پیتے رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہیضہ سے حفاظت رہے یہ گھر بار
میں تیار رکھنے کی چیز ہے لیکن سرد مزاج والے اور بچے اسکو تندرستی میں نہ پئیں۔ اور ہیضہ میں پئیں تو مضائقہ
نہیں اور یہ عرق کافور کھٹے کے کاٹنے میں لگائیں تو اکسیر ہے اور بعض قسموں کے ہیضے میں خالی پانی دینا بہت
نقصان کرتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ دو سیر پانی یا آدھا سیر عرق سونف آدھ پاؤ گلاب ملا کر رکھ لیں اور
پیاس میں یہی پلائیں اس سے کسی حالت میں نقصان نہیں ہوتا۔ ہیضہ کے مریض کو تھوڑا تھوڑا پانی سے
ترسائیں اور ہیضہ والے کو جب تک ایسی بھوک نہ ہو جس سے بیقرار ہو جائے تب تک غذا نہ دے اور جب
ایسی بھوک ہو تب دو تین تولہ شوربا یا اسی قدر آش جو لیموں کاغذی کا عرق ڈال کر پلاؤ اور آہستہ آہستہ

---

1. البتہ حمل کی حالت میں بلا رائے حکیم کے قے نہ کراؤ
2. عرق کافور کا ایک اور نسخہ ہے جو بہت سے امراض کو مفید ہے اس کا نام مشہور اخباروں میں امرت دھارا
ہے وہ علاج ان کے بیان میں ہے یہ ہیضہ میں بہت مفید ہے۔ ہیضہ کے موسم میں تندرستوں کو بھی مفید ہے

پیٹ کا درد: اس پوٹلی سے سینکو، گیہوں کی بھوسی اور باجرہ اور نمک سانبھر سب دو دو تولہ لیکر ہلکی کر دو پوٹلیوں میں باندھ کر چھ تولہ گلاب کسی برتن میں آگ پر رکھ کر وہ پوٹلیاں ڈال دو اور ایک سے سینکو۔ اگر گلاب فوراً نہ ملے تو خشک پوٹلیوں کو گرم کر کے سینکو اور یہ ہر جگہ کے درد کو مفید ہے اور اس میں کسی طرح کا نقصان نہیں اگر اس سے اچھا نہ ہو تو حکیم سے پوچھو۔

مسہل کا بیان

فائدہ۔ بدون کسی حکیم کی رائے کے مسہل ہرگز مت لو۔

فائدہ۔ مسہل میں املتاس کو جوش نہ دو۔

فائدہ۔ املتاس کے ساتھ بادام یا کوئی چکنی چیز ملالیں تاکہ انتڑیوں میں پیچ نہ کرے۔

فائدہ۔ اگر مسہل میں سنا ہو تو اس کو گھی سے چکنا کر کے بھگوؤ۔ ورنہ پیٹ میں پیچ ہوگا۔

فائدہ۔ مسہل لیکر سو مت ورنہ دست نہ آئیں گے اور نقصان ہوگا۔

فائدہ۔ مسہل کے زمانہ میں اور مسہل کے چند روز بعد تک غذا نرم اور بھوک سے کم کھاؤ۔

فائدہ۔ مسہل کی دواؤں کو بہت مت ملو بلکے ہاتھ سے مل کر چھان لو بہت گاڑھی دوا دست کم لاتی ہے مسہل کے دن کوئی لیپ مت کرو البتہ اگر دست نہ آئیں اور پیٹ پر کوئی لیپ دست لانے والا کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسہل کے اگلے دن ٹھنڈائی ضرور ہو اور پے در پے مسہل نہ لو ٹھنڈائی کیلئے کوئی نسخہ مقرر نہیں، حکیم کی رائے پر ہے۔

دودھ ہضم نہ ہونا: اسکی مجرب دوا یہ ہے کہ سوڈا سانڈ ذرا اس دودھ کی کھا کر پانچ منٹ کے بعد دودھ پئیں یہ سوڈا انگریزی دواخانوں میں ملتا ہے اور سوڈے کی بوتل کھاری ہو یا میٹھی دودھ میں ملا کر پینے سے بھی دودھ ہضم ہو جاتا ہے۔

دردِ بائی سول: یہ گویا یعنی فم معدہ کا درد ہے اور نہایت سخت درد ہے اکثر قے کے بعد ٹھنڈا پانی پینے سے ہو جاتا ہے جس وقت یہ درد ہو فوراً بارود جو بندوق میں بھری جاتی ہے تین ماشہ پھانک کر دو گھونٹ گرم پانی پی لیں یہ تو فوری علاج ہے اس کے بعد چالیس روز ارنڈ خربوزہ (پپیتا) کا اچار سرکے میں پڑا ہوا دو تولہ روز کھاویں نہایت مجرب ہے ارنڈ خربوزہ کے اچار کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔

فواق یعنی ہچکی: اسکی دوا یہ ہے کہ عود ہندی اگر دانہ الائچی خورد مصطگی رومی سب ایک ایک ماشہ پیس کر شربت انگور دو تولہ ملا کر ذرا ذرا سی چاٹیں۔

دوسری دوا ہچکی کی: کالے اڑد (ماش) تمباکو کی جگہ چلم میں رکھ کر پئیں۔ اسی طرح بھیجہ کے پرانے بند حقہ میں پینا مفید ہے ایک قسم ہچکی کی وہ ہے کہ خشکی سے ہوتی ہے جیسے دق کے مریض کو آخر میں آیا کرتی ہے اس وقت حلق میں دودھ ٹپکانا یا مکھن یا بادام اور مصری چبانا چاہئے۔ معمولی ہچکی سانس روکنے سے بھی جاتی رہتی ہے۔

پیٹ کا ورم: پیٹ میں کئی چیزیں ہیں بیچ میں ناف ہے اوپر معدہ اور داہنی طرف جگر ہے اور بائیں طرف تلی اور معدہ کے اوپر کی جھلی (عضلے) ہیں اور ناف کے نیچے سب سے اوپر مثانہ ہے جس میں پیشاب رہتا ہے اس کے نیچے رحم اور رحم کے پیچھے آنتیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں ورم ہو سکتا ہے اور سب کے علاج الگ الگ ہیں اس واسطے حکیم سے علاج کرانے کی ضرورت ہے لیکن یہاں ایک لیپ ایسا لکھا جاتا ہے کہ سب ورم اور ہر حالت میں مفید ہوتا ہے وہ لیپ رحم کے ورم کے بیان میں لکھا ہوا ہے۔ نمبر ۱۱۱ اس میں گل بابونہ ہے وہ لیپ دراصل عورتوں کے کولوں کے ورم اور رحم اور معدہ کے ورم کیلئے ہے لیکن اگر جگر اور تلی پر بھی کر دیا جائے تو کچھ حرج نہیں بلکہ کچھ مفید ہی ہوتا ہے۔

جگر کی بیماریاں

جگر کلیجہ کو کہتے ہیں یہ پیٹ میں داہنی پسلیوں کے نیچے ہے جب جگر پر کوئی دوا لگانا ہو تو داہنی پسلیوں کے نیچے لگاؤ۔ جب بیمار کے منہ یا ہاتھ پیروں پر ورم سا معلوم ہو تو سمجھو کہ اس کے جگر یا اس کے آس پاس کی چیز میں ضعف آگیا ہے علاج میں دیر نہ کرو اور جب تک اچھا حکیم نہ ملے معجون دبید الورد پانچ ماشہ کھا کر اوپر سے آدھ پاؤ عرق مکو اور دو تولہ شربت بزوری بارد ملا کر پیتے رہو اور کھٹی چیزوں سے پرہیز رکھو۔ معجون دبید الورد اور شربت بزوری بارد کا نسخہ خاتمہ میں لکھا ہے۔

استسقاء یعنی جلندر کی بیماری: اس کا علاج حکیم سے کراؤ اور مکو کی بوٹی اس میں بہت فائدہ دیتی ہے اگر سب غذاؤں کی جگہ یہی کھایا جائے تو بہت بہتر ہے۔

تلی کی بیماریاں

تلی پیٹ میں بائیں پسلیوں کے نیچے ہے اگر اس میں کوئی دوا لگانا ہو تو بائیں پسلیوں کے نیچے لگاؤ۔ تلی بڑھ جانا: چونا پانی میں ڈال دو جب وہ نیچے بیٹھ جائے اوپر کا صاف پانی نکال کر اس پانی میں بیس عدد انجیر ڈال کر چھوڑ دو۔ جب انجیر خوب پھول جائیں نکال کر صاف کپڑے پر پھیلا دو جب پانی خشک ہو جائے پاؤ بھر سرکہ میں ڈال دو اور نمک حرفی بقدر ذائقہ ملا دو اور پندرہ بیس روز کے بعد ایک انجیر روز کھانا شروع کرو۔

گولی: بڑھی ہوئی تلی کیلئے نہایت مفید ہے چودہ ماشہ نوشادر اور سات ماشہ کلمی شورہ کوٹ چھان کر اور سات ماشہ اشق کو ایک تولہ سرکہ میں ملا کر پھر اس میں سب دوائیں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنا لیں اور سات ماشہ ہر روز دو تولہ سکنجبین سادہ کے ساتھ کھائیں آزمائی ہوئی ہے۔ سکنجبین سادہ کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔

ترکیب: بڑھی ہوئی تلی کیلئے نہایت مفید ہے۔ ببول کا گوند اور مقل ایلوا اور زراوند مدحرج سب چیزیں نو نو ماشہ زعفران ۲ ماشہ اور اشق ڈیڑھ تولہ ان سب کو آدھ پاؤ سرکہ میں خوب پیس کر مرہم سا بنا کر ایک کپڑا تلی کے برابر کاٹ کر اس پر یہ مرہم لگا کر تلی پر چپکا دیں جتنی تلی کم ہوتی جائے گی کپڑا چھوٹا ہوتا جائے گا اتنا کپڑا کترو۔

جائیں۔ اگر کمی بڑھی ہوئی ہو اور تیز بخار بھی ہو تو حکیم سے علاج کراؤ۔

انتڑیوں کی بیماریاں

دست آنا: اگر زیادہ کھانے سے یا اتفاقیہ دست آنے لگیں تو پیٹ کی بیماری میں اس کے علاج دیکھو اور اگر زیادہ دست آئیں یا عرصہ تک آتے رہیں یا دورہ کے طور پر آئیں تو علاج میں غفلت نہ کرو۔ کسی ہوشیار حکیم سے رجوع کرو۔

قولنج: ایک انتڑی کا نام قولون ہے۔ اس کے درد کو قولنج کہتے ہیں اور عام لوگ اس کو پیٹ کا درد کہتے ہیں اور یہ درد ناف کے برابر داہنی طرف نیچے کو ہوتا ہے اس میں ارنڈی کا تیل چار تولہ پی لینا بہت مفید ہے ایک دو دست آکر درد جاتا رہتا ہے۔

قولنج کی اور دوا: گڑ، بچ، سونٹھ، السی، کچری تیتی، بینگ، تخم سویا۔ سب چھ چھ ماشہ لے کر کوٹ کر چھان کر پاؤ بھر ماش کے آٹے میں ملا کر سونف کے عرق سے گوندھ کر دو ٹکیاں پکائیں ایک طرف سے کچی رکھیں اور کچی طرف چھ ماشہ ارنڈی کا تیل یا چھ ماشہ روغن گل لگا کر ایک کو نیم گرم باندھیں جب وہ ٹھنڈی ہو جائے دوسری بدل دیں۔ یہ دوائی درد گردہ کو بھی مفید ہے۔ فائدہ۔ قولنج والے کو جب تک خوب بھوک نہ لگے کھانا مت دو اور دودھ سے پرہیز کراؤ۔ البتہ اگر اس کو دودھ کی عادت ہو کچھ نقصان نہ کرے تو گرم گرم دے دو لیکن حکیم سے پوچھ لینا چاہئے۔

پیچش (فائدہ): پیچش میں تیز نہ چلو اور سوتے بیٹھے پاؤں ننگا نہ رکھو بلکہ زیادہ چلو پھرو بھی نہیں[1] اگر معمولی پیچش ہو تو یہ دوا کرو۔ ریشہ خطمی، تخم کنوچہ، خوب خشک، گل بنفشہ۔ سب چیزیں پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر مل کر چھان کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر پی لو۔

دوسری دوا: چھ ماشہ بیج تخم کو دہی یا عرق گلو یا پانی کے ساتھ پھانک لو سونف کی کھچڑی یا ساگو دانہ پانی میں پکا کر غذا رکھو کوئی سخت چیز نہ کھاؤ۔ اور اگر پیچش میں خون آنے لگے تو یہ دوا کرو۔ ریشہ خطمی، تخم کنوچہ، بیلگری، خوب خشک، گل بنفشہ۔ سب پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر پیو اگر اس سے خون بند ہو تو اسی دوا پر تخم بارتنگ مسلم چھڑک لو اگر پھر بھی بند نہ ہو تو تخم بارتنگ کو کسی قدر بھون کر چھڑک لو اور شربت انجبار کی ترکیب خاتمہ میں آئے گی اور اگر ان دواؤں سے فائدہ نہ ہو یا پرانی پیچش ہو گئی ہو یا ہاتھ پاؤں پر ورم یا بخار بھی ہو تو کسی حکیم سے علاج کراؤ۔ اور یہ خیال رکھو کہ زیادہ لعاب دار دوا کبھی نہ دو اور اگر حمل کی حالت میں پیچش ہو تو لعاب دار دوا کبھی نہ دو بلکہ وہ دوا دو جو آگے حمل میں آتی ہے۔

پیٹ کے کیڑے جن کو کدو دانے اور کیچوے: اس کی پہچان یہ ہے کہ منہ سے رال زیادہ نکلے اور ہونٹ رات کو تر رہیں اور دن کو خشک ہوں اور سوتے میں دانت چبائے اور کھانا کھانے کے بعد پیٹ میں گڑگڑ اور بے چینی ہو۔

---

[1] پیچش میں چلنے پھرنے میں احتیاط نہ کرنے سے بعض وقت کانچ نکل جاتی ہے۔

لیپ۔ اس سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ چھ ماشہ کلونجی اور دو ماشہ تخم حنظل اور چھ ماشہ ایلوا کریلے کے پانی میں پیس کر پیٹ اور ناف کے نیچے لیپ کریں۔ دوا۔ ہر قسم کے کیڑوں کو نکالنے والی نیم کے پتے، بابڑنگ، کمیلہ تینوں چیزیں تین تین ماشہ باریک پیس کر شہد دو تولہ میں ملا کر کھائیں، یہ ایک خوراک ہے۔
دوا۔ اس سے چنونے مرجاتے ہیں۔ دو تولہ کمیلہ ایک چھٹانک میٹھے تیل میں ملا کر پاخانہ کے مقام پر لگاویں۔ پرہیز۔ ماش کی دال اور بلغم پیدا کرنے والی چیزیں نہ کھاویں کریلا اکثر کھانے سے کیڑے مرجاتے ہیں۔ فائدہ۔ کیڑوں کے مریض کو دوا پلاتے وقت یہ نہ بتائیں کہ یہ کیڑوں کی دوا ہے ورنہ اثر نہ ہوگا۔
بواسیر۔ خون میں وباؤ بڑھ جاتا ہے تو پاخانہ کے مقام پر خارش ہوا کرتی ہے اور سوزش ہوتی رہتی ہے۔ اگر خون بھی آئے تو خونی بواسیر ہے اور جو خون نہ آئے تو بادی ہے۔ اس میں ایسی تیز دوا نہ لگانی چاہیے جس سے خون بالکل بند ہو جائے نہیں تو اور بہت سی بیماریوں کا ڈر ہے جیسے سل، جنون وغیرہ اور بواسیر میں اکثر قبض بھی رہتا ہے اس قبض کیلئے ہمیشہ مسہل لینا برا ہے بلکہ مناسب طریقہ یہ ہے کہ جب قبض ہو تو سوتے وقت ایک ہڑ مربے کی کھا لیا کریں یا کبھی یا اطریفل کھا لیا کریں اس سے بواسیر کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور بواسیر سے جو قبض ہو اس کو بھی فائدہ دیتا ہے۔
اسکی ترکیب یہ ہے: ساڑھے سات تولہ کلونجی اور ساڑھے سات تولہ مغز املتاس سبز گندنے کے پانی میں گھولیں اور اگر گندنا نہ ملے تو مولی کے پانی میں یا سونف کے عرق میں گھولیں اور چھان کر تین پاؤ شہد خالص ملا کر قوام کر کے پوست ہلیلہ کابلی، پوست ہلیلہ زرد، ہلیلہ سیاہ، پوست بلیلہ، آملہ، افتیمون، اسطخودوس سب ڈھائی ڈھائی تولہ کوٹ چھان کر پانچ تولہ گائے کے گھی سے چکنا کر کے قوام میں ملا دیں اور دس پندرہ روز گیہوں یا جو میں دبائے رکھیں اور سوتے وقت ایک تولہ کھا لیا کریں اور جس کے مزاج میں گرمی زیادہ ہو جائے کلونجی کے رسوت ڈالیں۔ دوا۔ جس سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے چھ ماشہ گیندے کے پتے اور چھ ماشہ ہار سنگھار کے پھول پانی میں پیس کر چھان کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر ایک ماشہ ملتانی مٹی باریک پیس کر چھڑک کر پئیں۔
غذا۔ مسور کی دال کھائیں اور اگر بواسیر میں پاخانہ کے مقام پر سوزش زیادہ ہو تو یہ دوا لگائیں۔ کتھا سفید، سفیدہ کاشغری، رسوت، مردار سنگ، یہ سب تین تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ ان سب کو باریک پیس کر دو تولہ روغن گل میں ملا کر پاخانہ کے مقام پر ملیں اور کبھی بواسیر میں پاخانہ کے مقام پر ورم آجاتا ہے اور ایسی جلن ہوتی ہے کہ پاخانہ نہیں ہوتا۔ اگر ایسی حالت میں ہو تو دو تولہ بھنگ[1] کے پتے سوا پاؤ دودھ میں جوش دیکر اول بھپارہ دو پھر وہی پتے گرم گرم باندھ دو اگر جونک لگوانے کا اتفاق ہو تو ایک مرتبہ رہنے دو کہ کچھ خون نکلتا ہے۔[2]

---

[1] بھنگ جو پاک نہیں ہے اور خارجی استعمال میں کوئی حرج نہیں ہاں اس کا پینا جو نشہ دیتا ہے ناجائز ہے۔ تفصیل اس کی بھی جوہر میں ہے۔

[2] خونی بواسیر کی مجرب دوا ہے۔ دو دو دانہ ریٹھی کے چھلکے کے اوپر کے ریشے جو بالوں کی طرح ہوتے ہیں ٹھیکر جلا کر رکھ لیں اور ایک ماشہ روز چالیس دن تک پاؤ بھر بکری کے دودھ کے ساتھ کھاویں۔

گردہ کی بیماری

گردے ہر شخص کے دو ہوتے ہیں اور کوکھ کے مقابل کمر میں ان کی جگہ ہے۔ جب کوئی دوا گردے میں لگانا ہو تو کوکھ سے کمر تک لگاؤ اور کبھی کبھی قولنج اور درد گردہ میں شبہ ہو جاتا ہے ان دونوں کی پہچان یہ ہے کہ قولنج کا درد اول پیٹ سے شروع ہوتا ہے اور درد گردہ کمر میں ایک جگہ معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ درد گردہ میں سانس لینے کے ساتھ ایک چمک سی گردہ تک ہو جاتی ہے پورا سانس نہیں آتا۔ دوا۔ جو گردہ کے درد کو مفید ہے۔ چھ ماشہ تخم خربزہ اور چھ ماشہ خار خسک اور نو ماشہ حب القرطم اور پانچ پانچ ماشہ بیخ کاسنی، زیرہ سیاہ، حب کاکنج پانی میں جوش دیکر چھان کر دو تولہ شربت بزوری بارد ملا کر ایک ایک ماشہ حجر یہود و سنگ سرماہی خوب باریک پیس کر ملا کر صبح و شام دونوں وقت ملا کر پئیں۔ اگر بخار ہو تو اسی میں سات دانہ آلو بخارا بڑھا لیں۔ اگر معمولی دواؤں سے آرام نہ ہو تو چار تولہ کسٹر آئل یعنی ارنڈی کا تیل تین تین چھٹانک سونف کے عرق میں ملا کر پئیں اس کے پینے سے دست بھی آجاتے ہیں اور پیشاب بھی کھل کر آجاتا ہے۔ اور گردہ میں سے فاسد مادہ نکل جاتا ہے۔ نہایت مفید ہے۔

روغنی درد گردہ کیلئے: مفید ہے قولنج کے درد کے بیان میں گزر چکی ہے جس میں سویا میتھی کے بیج ہیں۔

لیپ۔ جس سے گردے کے درد اور گردے کے آس پاس کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ تین ماشہ دار چینی قلمی اور تین ماشہ مصطگی رومی باریک پیس کر چار تولہ روغن گل میں ملا کر گرم گرم مالش کریں اور اوپر سے روئی یعنی پرانی روئی گرم کر کے باندھ دیں۔

سینک۔ درد گردہ کیلئے مفید ہے تیز گرم پانی بوتل میں بھر کر کاک لگا کر درد کی جگہ پر بوتل کو پھرائیں۔ اگر بوتل کی گرمی ناگوار ہو تو اس پر باریک کپڑا کئی تہ کا لپیٹ کر پھرائیں۔

غذا۔ گردے کے مریض کیلئے سب سے بہتر شوربا ہے۔ اگر ضعف زیادہ ہو تو مرغ کا شوربا ورنہ بکری کا شوربا کافی ہے۔ چاول گردے کے مریض کیلئے نہایت مضر ہیں۔

مثانہ یعنی پھکنے کی بیماریاں

جس جگہ پیشاب جمع رہتا ہے اس کو مثانہ کہتے ہیں اس کی جگہ پیڑو میں ہے۔ اگر پیشاب بند ہو یا اور کسی وجہ سے دوا مثانہ پر لگانا ہو تو پیڑو پر لگاؤ۔

پیشاب میں جلن ہونا: بیروزہ کا تیل دو بوند بتاشہ پر یا روئی کے ٹکڑے پر ڈال کر کھائیں۔ آزمایا ہوا ہے۔ خاتمہ میں اس تیل کی ترکیب لکھی ہوئی ہے۔

دوسری غذا: شیرہ تخم خرفہ سیاہ پانچ ماشہ، شیرہ تخم خیارین چھ ماشہ پانی میں ملا کر چھان کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر ایک ایک ماشہ طباشیر، کتیرا، باریک پیس کر چھڑک کر پئیں۔

ناف کے نیچے ٹھنڈے پانی سے دھاریں۔ دوسری دوا۔ انار کے چھلکے، انار کی کلی، مازو سب دو دو تولہ کچل کر تین سیر پانی میں جوش دیکر ٹب میں بھر کر بیٹھیں بیٹھتے وقت پانی نیم گرم ہو اور اتنی دیر بیٹھیں کہ پانی ٹھنڈا ہو جائے۔ تیسری دوا۔ صندل سفید، گل سرخ، سماق، انار کے چھلکے سب چھ چھ ماشہ گلاب میں پیس کر ناف کے نیچے نیم گرم لیپ کریں اور شربت انجبار بھی اس میں مفید ہے اور غذا مسور کی دال سرکہ ملا کر کھانا مفید ہے اور استحاضہ کی ایک قسم یہ ہے کہ اندر کسی رگ کا منہ کھل جانے سے خون جاری ہو جائے۔ پہچان اس کی یہ ہے کہ یک لخت بہت سا خون آتا ہے۔ علاج اول۔ ایک عدد قرص کہربا کھا کر پانچ پانچ ماشہ تخم خرفہ اور حب الآس اور تخم بارتنگ پانی میں پیس کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر پئیں اور شربت انجبار اور قرص کہربا کی ترکیب خاتمہ میں آئے گی اور یہ دوائی استحاضہ کے استعمال کیلئے مفید ہے۔ دو تولہ مازو اور دو تولہ انار کے چھلکے کچل کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں جب چھٹانک بھر رہ جائے اس میں پانی روئی بھگو کر تین تین ماشہ سرمہ اور سنگ جراحت اور گل ارمنی باریک پیس کر اس بھیگی ہوئی روئی پر اچھی طرح لگا کر آٹھ انگل کی بتی بنا کر اندر رکھیں اور چھ گھنٹے کے بعد بدل دیں اور ابھی جو دوا اوپر لکھی گئی ہے جس میں انار کی کلی ہے ایسے استحاضہ کو وہ بھی مفید ہے اور بیمار کو حتی الامکان چلنے پھرنے اور ہر قسم کی حرکت سے روکیں اور بغل سے لیکر پہنچوں تک ہاتھ خوب کس کر باندھیں جس وقت تکلیف ہونے لگے کھول دیں اور پھر ہاتھ باندھ دیں اور ایسے استحاضہ کا قریبی علاج یہ ہے کہ جس وقت خون شدت سے جاری ہو تو دو تولہ چندول مٹی لیکر ساٹھی کے چاولوں کی پیچ میں گھول کر تھوڑی پلائیں اور ملتانی مٹی کے ٹکڑے پانی میں ڈال رکھیں اور پینے کو یہی پانی دیں اور گلاب میں کپڑے کی بتی بھگو کر اور اس بتی پر سرمہ خوب لپیٹ کر اندر رکھیں۔ اور اگر کوئی اور عیب ہو تو حکیم سے علاج کرائیں۔

رحم سے ہر وقت رطوبت جاری رہنا یہ مرض رحم کی کمزوری سے ہوتا ہے یہ دوا اس کیلئے بہت مفید ہے اور معدہ اور دماغ اور دل کو بھی طاقت دیتی ہے اور بھوک خوب لگاتی ہے اور قبض نہیں کرتی اور خفقان یعنی ہول دلی اور بواسیر کو بہت فائدہ دیتی ہے دو تولہ مرے کی جڑ اور چھ ماشہ دانہ الائچی خورد اور چھ ماشہ خشک دھنیا ان سب کو چھ تولہ عرق کیوڑہ میں پیس کر چھ تولہ قند سفید ملا کر تھوڑا پانی ملا کر قوام معجون کا کریں جب تیار ہو جائے پانچ عدد چاندی کے ورق اور ایک ماشہ موتی کا کشتہ اور چار رتی رانگ کا کشتہ ملا کر رکھ لیں اور چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہر روز کھایا کریں ان دونوں کشتوں کی ترکیب خاتمہ میں آئے گی۔ اور جاڑوں میں یہ لڈو کھانا بھی بہت مفید ہے۔ لڈو کی ترکیب یہ ہے کہ دو سیر میدہ کو سیر بھر گھی میں بھون کر نکال لیں اور گھی علیحدہ کر لیں پھر میدہ کو ڈیڑھ سیر سفید قند میں قوام کر کے ملا لیں [1] پھر ڈیڑھ تولہ گل پستہ اور ڈھائی تولہ گل دھاوا اور ایک تولہ کتیرا اور ڈیڑھ تولہ ببول کا گوند اور چھ ماشہ گل چھالیہ اور ڈیڑھ تولہ سونٹھ نو تولہ بساسہ اور ایک تولہ

---

[1] ایک نسخہ جو حیض لانے میں نہایت تیز ہے مگر گرم مزاج والی اس کو استعمال نہ کرے۔ عاقر قرحا، تخم بالون، مرمکی، مقل ارزق، اشق، ابہل سب تین تین ماشہ فرفیون ایک ماشہ خوب باریک پیس کر روغن زیتون سے گوندھ کر آٹھ انگل کی بتی کپڑے کی بنا کر اس پر دوا لگا کر رکھیں۔

جوتری اور ایک تولہ مجیٹھ اور ایک تولہ ڈھاک کا گوند اور دو تولہ سمندر سوکھ اور ایک تولہ کمرکس اور ایک تولہ جوز الطیب اور ایک تولہ لونگ اور ایک تولہ گل نارنج اور ایک تولہ کنگھی ایک تولہ مازو اور ایک تولہ آملہ خشک اور ایک تولہ گوکھرو دھو کر (جو دوا نہ ملے نہ ڈالیں) اور دو تولہ تال مکھانہ اور ساڑھے چار ماشہ چھوٹی مائیں اور چار ماشہ بڑی مائیں ان سب کو کوٹ چھان کر اس کو علیحدہ رکھے ہوئے گھی میں بھون کر چینی کے قوام میں ملائیں پھر آدھ پاؤ مغز بادام اور چھٹانک بھر مغز پستہ اور چھٹانک بھر مغز اخروٹ اور اڑھائی تولہ چرونجی اور آدھ سیر چھوہارا خوب چکل کر ملائیں اور ایک ایک چھٹانک کے لڈو بنالیں اور ایک لڈو روز کھالیا کریں اور اگر گرمی کے دنوں میں کھانا چاہیں یا مزاج زیادہ گرم ہو تو سونٹھ نہ ڈالیں اگر اس لڈو سے قبض ہو تو دو تولہ منقی کسی وقت یا ایک مربے کی ہڑ سوتے وقت کھالیا کریں اور کبھی یہ بیماری حمل گر جانے سے یا بچے جلدی جلدی پیدا ہونے سے ہو جاتی ہے ایسی عورتوں کو چاہئے کہ حمل گرنے کے بعد یا بچہ پیدا ہونے کے بعد جو دوا یا غذا کھائیں حکیم کی رائے سے کھائیں۔ دائیوں کے کہنے پر نہ رہیں۔ دائیاں ہر زچہ کو گوند سونٹھ کھلا دیتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتیں کہ اب یہ چیزیں سب کو موافق نہیں آتیں۔

رحم میں خارش اور سوزش ہونا: کسی خراب مادے یا کوئی گرم چیز کھانے سے کبھی اندر خارش ہو جاتی ہے کبھی دانے بھی نکل آتے ہیں اور بے قراری ہونے لگتی ہے اس وقت یہ دوا کریں۔ رسوت، مردار سنگ، صندل سرخ، صندل سفید، سفیدہ کاشغری، گیرو، چھالیہ یہ سب تین تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ ہرے دھنیے کے پانی میں پیس کر اندر لگائیں۔

دوسری دوا: چھ ماشہ رسوت کو دو تولہ گلاب اور دو تولہ ہری مہندی کے پانی میں گھول کر اندر لگائیں۔ تنبیہ۔ اس بیماری میں جاہل دائیوں کے کہنے سے سنبھالو کے پتے اور دھونیں اور گرم دوائیں نہ برتیں۔ بعض دفعہ دانے پک کر بیماری بڑھ جاتی ہے اور جو دوائیں لکھی گئی ہیں ان سے فائدہ نہ ہو تو طبیب سے رجوع کریں۔

رحم میں ورم ہو جانا: ورم بہت طرح کا ہوتا ہے اس لئے حکیم سے رجوع کرنا چاہئے، یہاں ایک ہلکی سی دوا لکھی جاتی ہے جو سب طرح کے ورم میں فائدہ دیتی ہے پانچ ماشہ معجون دبید الورد اول کھا کر اوپر سے عرق مکو آدھ پاؤ اور شربت بزوری بارد دو تولہ اور مکو کے سبز پتوں کا پھاڑا ہوا پانی چار تولہ ملا کر پئیں۔ دبید الورد کا نسخہ خاتمہ میں آئے گا۔ لیکن اگر کھانسی زیادہ ہو تو دبید الورد معجون نہ دیں۔ لیپ۔ اس سے رحم کے ورم اور معدے کے ورم اور آنتوں کے ورم کو فائدہ ہوتا ہے۔ گل بابونہ، اکلیل الملک، تخم خطمی اور ناگرموتھا، مکو خشک، صندل سرخ، بابچھڑ، چھڑیلہ، ایلوا، افسنتین رومی، بنفشہ، مصطگی رومی۔ اذخر یہ سب تین تین ماشہ کوٹ چھان کر اور دو تولہ املتاس ہری مکو کے پانی میں گھول کر اس میں وہ سب دوائیں ملا کر پھر اس میں روغن گل، روغن بابونہ، ارنڈی کا تیل چھ چھ ماشہ ملا کر نیم گرم لیپ کریں۔ صبح کا کیا ہوا لیپ شام کو دھو ڈالیں اور شام کو نیا لیپ کر کے صبح کو دھو ڈالیں اور یہ لیپ اگر جگر اور تلی پر بھی کر دیا جائے تو کچھ حرج نہیں کچھ مفید ہی ہے۔

اختناق الرحم: اس میں سخت گولا اٹھتا ہے اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور ہاتھ پیر کسی قدر کرنے لگتے ہیں اور

رنگ زرد ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے پانی بہنے لگتا ہے اور برے برے خیالات آنے لگتے ہیں پھر ذرا دیر میں معلوم ہوتا ہے کہ ناف کے نیچے سے کوئی چیز اٹھتی ہے اور دل و دماغ تک پہنچ کر پریشان کرتی ہے یہاں تک کہ حواس جاتے رہتے ہیں اور اکثر مریضہ چیخنے لگتی ہے پھر بے ہوشی ہو جاتی ہے اور یہ مرض مرگی کے اور غشی کے یعنی غش آنے کے بہت مشابہ ہے لیکن مرگی میں منہ میں جھاگ آیا کرتے ہیں اور اس میں نہیں آتے اور غشی میں خوشبو سنگھانے سے نفع ہوتا ہے اور اس میں خوشبو سنگھانے سے نقصان ہوتا ہے البتہ بدبو سنگھانے سے نفع ہوتا ہے۔ ان پہچانوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اختناق ہے یا مرگی ہے یا غشی ہے اور یہ مرض حیض کے رکنے سے اکثر ہو جاتا ہے۔ جب ایسا دورہ پڑے تو فوراً بیمار کے پاؤں اس قدر کس کر باندھیں کہ تکلیف ہونے لگے اور منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں اور نمک اور رائی پیس کر تلوؤں کو ملو اور کوئی بدبودار چیز جیسے ہینگ یا مٹی کا تیل سنگھاؤ اور خوشبو کی چیز ہرگز نہ سنگھاؤ نہ پلاؤ نہ چھڑکو اور پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے البتہ جن لڑکیوں کو یا بیواؤں کو شادی نہ ہونے کی وجہ سے یہ مرض ہو تو سب سے بہتر تدبیر شادی کر دینا ہے۔ فائدہ ۔ بعد ختم ہونے کے مشک استعمال کرنے سے یعنی اس جگہ تھوڑا مشک کا پارچہ رکھنے سے اختناق نہیں ہوتا۔

رحم کا کمزور ہو جانا: اس میں بادی بہت بڑھ جاتی ہے اور ناف کے نیچے کبھی ابھار سا ہو جاتا ہے کبھی اندر پانی سا ہوتا ہے کبھی ریاح سے گڑگڑ آواز ہوتی ہے اس کیلئے جوارش کمونی چھ ماشہ یا ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے اور اس جوارش کی ترکیب خاتمہ میں ہے اور رحم سے رطوبت جاری رہنے کی بیماری کے بیان میں ایک لڈو کی ترکیب لکھ دی ہے وہ بھی اس میں مفید ہے۔

اندر کا بدن نچ جانا: کبھی بالغ ہونے سے پہلے شادی کر دینے سے کبھی اور کسی صدمہ سے ایسا ہو جاتا ہے اس کو عربی میں شقاق الرحم کہتے ہیں۔ حکیم سے یہ لفظ کہہ دینا کافی ہے زیادہ بے شرم بننے کی ضرورت نہیں۔ اس کیلئے یہ مرہم بھی فائدہ مند ہے۔ موم سفید اور بکری کے گردے کی چربی اور گائے کی گھی کا گوداب دو دو تولہ لیکر پگھلاویں اور چار چار ماشہ سنگ جراحت اور مردار سنگ باریک پیس کر اس میں خوب ملا کر دو تین روز لگاویں نہایت مجرب ہے۔[1]

کمر اور ہاتھ پاؤں اور جوڑوں کا درد

کمر کا درد: کبھی سردی پہنچ جانے سے ہونے لگتا ہے ایسی حالت میں دو تولہ شہد، آدھ پاؤ سونف کے عرق

[1] ۔ برص اس میں رستا تے ہیں اور باوجود رستا نے کے پیپ ایکا نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا جاتا ہے اور دستوں کا دورہ ہوتا ہے اس کیلئے مجرب دوا یہ ہے۔ لوبان کا ست اور مشک دونوں ایک ایک ماشہ لیکر گولیاں کالی مرچ کے برابر بنا لیں اور ایک گولی روز ایک مہینہ تک بلکہ چالیس روز تک کھاویں لیکن یہ نسخہ جب دیا جا سکتا ہے کہ مریضہ کو قبض نہ ہو اور بخار ہو تو یہ دوا دیں چاہئے دو ماشہ مرچ سیاہ دو ماشہ سونٹھ تین ماشہ چنبیلی چار ماشہ طباشیر پانچ ماشہ دانہ الائچی خورد چھ ماشہ دار چینی چار رتی کوٹ چھان کر مصری ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنا لیں اور چھ ماشہ روز کھاویں اگر ورم نہ ہو تو دودھ کے ساتھ اور اگر ورم ہو تو پانی کے ساتھ کھاویں ایک اور دوا برص کی اجوائن خراسانی دو ماشہ تخم [illegible] سفید ایک ماشہ پیس کر دو گھونٹ گرم پانی کے ساتھ پھانکیں [illegible] دن ایسا کریں۔

نقصان نہ کرے۔ تین تین ماشہ سورنجان تلخ اور قسط تلخ پیس کر دو تولہ روغن گل اور چھ ماشہ موم زرد میں ملا کر لیں۔ تیل۔ کم خرچ بدن کے درد کو مفید جس میں کسی طرح کا نقصان نہیں سوا تولہ گھونگچی سرخ کچل کر اس کی دال نکال لیں اور دال کچل کر ایک رات دن پانی میں تر رکھیں۔ پھر سوا پاؤ تیل تل کا اسی پانی میں ملا کر جوش دیں کہ پانی جل جائے اور گھونگچی بھی جل کر کوئلہ ہو جائے تب چھان کر اس میں ساڑھے چار ماشہ نمک سانبھر اور آدھ پاؤ کنوئیں کا تازہ پانی ملا کر لوہے کے برتن میں پھر جوش دیں کہ پانی اور نمک جل جائے اس کا خیال رکھیں کہ تیل نہ جل جائے پھر احتیاط سے بوتل میں رکھ لیں نہایت آزمایا ہوا ہے۔ فائدہ۔ گٹھیا کے علاج میں بہت سے قصے کرنے پڑتے ہیں اس واسطے اس کا علاج کسی ہوشیار طبیب سے کرانا چاہئے۔ فائدہ۔ گٹھیا میں خربوزہ اور پھوٹ بقدر ہضم فائدہ مند ہے۔ فائدہ۔ گٹھیا میں شوربا چپاتی عمدہ غذا ہے۔ فائدہ۔ مشہور ہے کہ گٹھیا کے درد میں ٹھنڈی دوا ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئے۔ یہ غلط ہے بعض وقت کافور تک گٹھیا میں استعمال کیا جاتا ہے طبیب سے رائے لو۔ نقرس پیر کے انگوٹھے اور پنجے اور گٹے کے درد کو کہتے ہیں۔

<u>وجع الورک وعرق النساء</u>: ایک درد کولہے میں پیدا ہوتا ہے اس کو وجع الورک کہتے ہیں اور جب وہ درد بڑھ کر پیر کے نیچے تک پھیل جائے اس کو عرق النساء کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ان تینوں دردوں میں بہت ٹھنڈی چیزوں کا لیپ نہ کرو۔ فائدہ۔ کریلا ان تینوں دردوں میں اکثر مفید ہے۔ علاج اس کا طبیب سے کراؤ۔

بخار کا بیان

اس کی سینکڑوں قسمیں ہیں اور اس کے علاج کیلئے بڑے علم اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اس جگہ صرف بعض باتیں چھوٹی چھوٹی کام کی بخار کے متعلق لکھی جاتی ہیں۔

(۱) بخار کا علاج ہمیشہ یونانی حکیم سے کرانا چاہئے اور دیر اور غفلت نہ کرنی چاہئے۔ (۲) جاڑے بخار میں باری کے وقت بیمار کو گرم جگہ نہ رکھنا چاہئے لیکن ہوا سے بچاویں اور لرزہ کے وقت کپڑے اوڑھا دیں اور بدن کو دباویں اور لرزہ اترنے کے بعد اگر پسینہ نہ ہو تو ہوا کا کچھ ڈر نہیں۔ (۳) ہاتھ پیروں کی مالش کرنا ہر طرح کے بخار میں مفید ہے خواہ نمک سے ہو یا کسی اور دوا سے یا صرف کپڑے سے لیکن کپڑا ذرا کھردرا اور موٹا ہونا چاہئے۔ اور پیروں کی مالش ایڑی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کو ہوتی ہے۔ اور ہاتھوں کی مالش ہتھیلی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کو ہوتی ہے اور جس چیز سے مالش کریں جب وہ گرم ہو جائے تو بدل دیں۔ (۴) مالش سے زیادہ فائدہ سینگیاں کھچوانا ہے اس سے زیادہ فائدہ کی چیز پاشویہ کرنا ہے اس کا بیان بھی آئے گا۔ بعض آدمی جو کہا کرتے ہیں کہ بیمار میں سینگیاں یا پاشویہ کی طاقت کہاں ہے یہ واہیات بات ہے اس سے اور طاقت آتی ہے جب سینگیاں کھنچ چکیں تو پیروں کو ران سے لیکر ٹخنوں تک کس کر باندھ دیں اور ایک گھنٹہ کے بعد کھول ڈالیں۔ لیکن آہستہ آہستہ کھولیں یکدم نہ کھولیں رانوں کی طرف سے لپیٹنا شروع کریں اور کھولتے

کے وقت ٹخنوں کی طرف سے کھولنا شروع کریں پاشویہ کے بعد بھی اسی طرح باندھیں اسی طرح جب پنڈلیوں
کی مالش کر چکیں باندھ دیں۔ (ف) پاشویہ اس کو کہتے ہیں کہ جوشاندہ پانی میں اتار کر وہ گرم گرم پانی پیروں پر
ڈالیں اور ہاتھ سے پنڈلیوں کو سوتیں۔

پاشویہ کا نسخہ: جو بخار کی اکثر قسموں میں کام آتا ہے۔ بیری کے پتے چھ ماشہ اور گیہوں کی بھوسی چھٹانک بھر
کھاری نمک دو تولہ اور خوب کلاں ایک تولہ اور بنفشہ دو تولہ اور خطمی ایک تولہ گل نیلوفر ایک تولہ ان سب کو ایک پوٹلی
میں باندھ کر تین سیر پانی میں جوش دیں۔ جب جوش ہو جائے پوٹلی نکال ڈالیں اور پانی سے اس طرح پاشویہ
کریں کہ بیمار کو چارپائی یا کرسی پر پاؤں لٹکا کر بٹھا دیں اور پیروں کے نیچے ایک ٹب یا بڑا برتن خالی رکھ دیں[1]
اور بیمار کے منہ پر ایک چادر ڈال دیں تاکہ پانی کی بھاپ منہ کو نہ لگے اور دماغ کو گرمی نہ پہنچے پھر دو آدمی دونوں
پیروں پر گھٹنے سے اسی دوا کا ذرا اچھا گرم پانی آہستہ آہستہ ڈالنا شروع کریں اور دو آدمی گھٹنوں سے ٹخنوں
تک پیروں کو اسی طرح سوتیں کہ بیمار کو ذرا گوارا ہونے لگے جب وہ پانی ختم ہو کر اس خالی ٹب یا دیگچی میں جمع
ہو جائے پھر اسی کو لوٹے میں بھر کر اسی طرح ڈالیں اور سوتیں۔ ایک گھنٹہ تک یا جب تک مناسب ہو اسی طرح
پاشویہ کریں پھر فوراً پیروں کو پونچھ کر وہی کپڑے اسی سے باندھیں جیسا کہ سینکنے کے بیان میں لکھا گیا ہے۔

پاشویہ کا دوسرا نسخہ: بھوسی چھٹانک اور کھاری نمک اور خوب کلاں دو دو تولہ اسی طرح تین سیر پانی میں
جوش دے کر پاشویہ کریں۔ فائدہ: بخار میں سر کی طرف سے گرمی روکنے کیلئے لخلخہ بھی عمدہ چیز ہے۔ لخلخہ اس کو
کہتے ہیں کہ کوئی خوشبو سنگھیں۔ بیٹھے دل سے سونگھائی جائے۔ نسخہ: تین ماشہ صندل سفید چھ تولہ گلاب میں گھس کر
تین ماشہ دھنیا گول کر اس میں ڈالیں اور خس جس کی تتیاں بنتی ہیں تین ماشہ اور کدو یعنی لوکی کے یا کھیرے
کے ٹکڑے دو دو تولہ گل ارمنی تین ماشہ روغن گل ایک تولہ اور کافور تین ماشہ ملائیں پھر دو برتنوں میں کر کے ایک
ایک سے سونگھیں یا اسی طرح خس کو پانی سے چھڑک کر یا صندل کو چھڑک کر کے پھر اس کو سونگھنا بھی مفید
ہے۔ اگر گرمی بہت زیادہ ہو تو لخلخہ میں کافور بھی ملا لیں۔

غفلت دور کرنے کی: ایک تدبیر یہ ہے کہ کدو کی ٹکیہ بنائیں جو ایک طرف سے کٹی ہوئی ہو اسی طرف
روغن گل چپڑ کر سر پر باندھیں جب گرم ہو جائے دوسری بدل دیں اسی طرح دودھ کا ماوا اور روغن گل چپڑ کر سر پر
باندھنا ہوش میں لانے کیلئے مفید ہے اور اگر مریض کو کسی طرح ہوش نہ ہو تو ایک مرغ ذبح کر کے اس کے
پیٹ کی آلائش دور کر کے فوراً اس طرح سر پر رکھیں کہ سر پیٹ کے اندر آ جائے غفلت خواہ کسی وجہ سے ہو ایک
دفعہ کو ضرور ہوش آ جاتا ہے۔ (۱) باری اور بحران کے دن غذا نہ دیں اور اگر دینا ہو تو باری آنے سے تین چار
گھنٹے پہلے دیں۔ گرمی بخاروں میں آش جو نہایت عمدہ غذا ہے۔ ترکیب اس کی خاتمہ میں ہے۔[2] (۲)

---

[1] چاہئے کہ اول مریض کے نیچے اس کو بچھا کر پاک کر لیں اسی دوا کے پانی سے یا سادہ پانی سے تاکہ وہ دھوون کا پانی
ناپاک نہ ہو اور مریض کے نیچے سے اور تیماردار کے ہاتھ اور کپڑے سے گیلا ہو کر ناپاک نہ ہوں اور سب کی نمازیں غارت نہ ہوں۔

[2] غفلت اور سرسام میں تالو باندھنا بھی بہت مفید ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ میدہ گیہوں کا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جب کسی کو بخار آئے تو خیال کر کے بخار آنے کا وقت اور دن یاد رکھو اس کی ضرورت یہ ہے کہ بیماری میں بعض دن ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں طبیعت بیماری کو ہٹانا چاہتی ہے اور بیماری طبیعت کو کمزور کرنا چاہتی ہے ان دنوں میں تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے اس کو بحران کہتے ہیں۔ سو علاج میں حکیم لوگ بحران کے دنوں کا خیال رکھتے ہیں اگر تم کو بیماری کے شروع ہونے کا دن اور وقت یاد ہوگا تو حکیم کو بتلا دو گے اور یہ بھی ضرورت ہے کہ بحران کے دنوں میں اوپر والوں کو بھی بعض باتوں کا انتظام رکھنا پڑتا ہے تو اگر دن اور وقت یاد ہوگا تو سب انتظام آسان ہوگا۔ سو اس میں کئی باتیں سمجھ لو اول یہ کہ اگر دوپہر سے پہلے بخار آیا ہو تو اس کا پہلا دن گنو اور اگر دوپہر کے پیچھے آیا ہو تو تیسرے دن کی باری والے بخار میں تو اس کو پورا دن گنو اور ہر وقت والے بخار میں اور روز کی باری والے بخار میں چاہے چاڑے سے آتا ہو چاہے بے جاڑے آتا ہو اس دن کو مت گنو بلکہ اگلے دن کو پہلا دن گنو دوسرے یہ سمجھو کہ بیس دن تک اس کے یاد رکھنے کی زیادہ ضرورت ہے ان دنوں میں سے دسواں اور بارہواں اور سولہواں اور انیسواں دن بحران سے بالکل خالی ہوتا ہے اور ساتواں اور گیارہواں اور چودہواں اور سترہواں اور بیسواں دن تیز بحران کا ہے اور اٹھارواں دن ہلکے بحران کا ہے اور آٹھواں اور تیرہواں دن اکثر تو خالی ہوتا ہے اور کبھی بحران ہو جاتا ہے اور تیسرا اور نواں دن اکثر بحران کا ہوتا ہے اور چوتھا اور پانچواں اور چھٹا اور پندرہواں دن ایسا ہے کہ اس میں کبھی بحران ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ جن بخاروں کی باری تیسرے دن پڑتی ہے ان میں ساتواں اور گیارہواں دن نہایت سخت بحران کا ہے۔ اکثر گیارہویں دن تک بحران ختم ہو جاتا ہے اگر اس دن بحران نہ ہو تو پھر کچھ اندیشہ نہیں رہتا۔ تیسرے یہ سمجھو کہ اگر رات کو بحران پڑنے والا ہے تو دن میں اس کی نشانیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور اگر دن میں پڑنے والا ہے تو رات میں نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ نشانیاں یہ ہیں بے چینی زیادہ ہونا، کروٹیں بدلنا، کبھی ہوش میں آنا اور پھر دفعتاً غفلت میں ہو جانا، پریشان باتیں کرنا، گردن میں درد ہونا، چکر آنا، آنکھوں کے سامنے کچھ صورتیں نظر آنا، کمر میں درد ہونا اور دنوں سے زیادہ دم گھبرانا، بدن ٹوٹنا، کانوں میں شور ہونا۔ کبھی سب نشانیاں ہوتی ہیں۔ کبھی بعض بعض۔ پھر جب غفلت بڑھ جائے اور نیند میں چونکے یا اٹھ کر بھاگے اور مارنے پیٹنے لگے تو سمجھ لو یہ بحران ہے پھر جب ہوش کی باتیں کرنے لگے یا پسینہ آ کر بدن ہلکا معلوم ہونے لگے تو سمجھ لو کہ بحران ختم ہو گیا۔ چوتھے یہ سمجھو کہ بحران کے دن اوپر والوں کو جن باتوں کا انتظام رکھنا ضرور ہے وہ یہ ہیں کہ اس روز بیمار کو آرام دینا چاہئے کوئی تیز دوا ہرگز نہ دیں نہ تو دستوں کی نہ باری روکنے کی نہ پسینہ کی بعض دفعہ ایسی دوائیاں دینے سے بیمار کی موت آ گئی ہے البتہ ہوش و حواس قائم رکھنے کی یا دل کو طاقت دینے کی ہلکی ہلکی تدبیریں کریں تو مضائقہ نہیں جیسے سنگیاں کھلوانا یا دل پر صندل گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر رکھنا اس سے زیادہ جو کرنا ہو حکیم سے پورا حال کہہ کر جو وہ کہے کرو پانچویں یہ سمجھو کہ اگر بخار میں نکسیر جاری ہو جائے یا دست آنے لگیں

(گذشتہ سے پیوستہ) چھٹانک گھی چھٹانک بھر شکر سفید چھٹانک بھر حلوا سا بنا کر ایک پتہ پر رکھ کر نیم گرم سر پر باندھیں۔ اگر بخار تیز ہو اور غفلت زیادہ ہو تو تین ماشہ کافور بھی اس حلوے میں ملا لیں۔

یا قے آنے لگے یا پیشاب یک لخت جاری ہو جائے یا پسینہ آئے تو ذرا مت اور روکنے کی کوشش مت کرو یہ اچھی نشانی ہے۔ البتہ ان چیزوں میں اگر حد سے زیادتی ہونے لگے تو حکیم سے پوچھ کر بند کرنے کی کوشش کرو۔ (۸) اگر لرزہ اس قدر سخت ہو کہ سہارا نہ ہو سکے تو بازو سے لیکر پانچوں تک دونوں ہاتھ اور رانوں سے لیکر ٹخنوں تک دونوں پاؤں باندھ دو یا پانی خوب پکا کر چارپائی کے نیچے رکھ کر بچھا رہ دو۔ چارپائی پر کچھ بچھانا نہ چاہئے تا کہ بھاپ خوب بدن کو لگے اور چاہیں تو اس پانی میں پانچ چھ تولہ سویا کے بیج اوٹا لیں۔ (۹) اگر بخار میں پیاس زیادہ ہو یا زبان خشک ہو یا نیند نہ آتی ہو تو سر پر روغن کدو یا روغن کا ہو یا اور کوئی ٹھنڈا تیل اس قدر ملیں کہ جذب نہ ہو سکے اور کانوں میں بھی ٹپکا دیں۔ اگر کھانسی نہ ہو تو منہ میں آلو بخارا رکھیں اور اگر کھانسی ہو تو بہدانہ یا عناب کا ست رکھ دیں اور اگر بخار میں درد سر زیادہ ہو یا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوں تو پیروں کی مالش نمک سے کر کے کپڑے سے لپیٹ دیں۔ (۱۰) اگر بخار میں گھبراہٹ اور بے چینی زیادہ ہو تو صندل گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر دل پر رکھیں۔ دل بائیں چھاتی کے نیچے ہے۔ (۱۱) بخار کا مادہ کبھی رگوں کے اندر ہوتا ہے کبھی رگوں کے باہر معدہ یا جگر یا اور کسی عضو میں۔ جب مادہ رگوں کے باہر ہوتا ہے تو باری کے ساتھ جاڑا آتا ہے اور جب اندر ہوتا ہے تو جاڑا نہیں ہوتا صرف بخار کا دورہ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو بخار جاڑے کے ساتھ ہو اس میں اتنا اندیشہ نہیں جتنا صرف بخار میں کیونکہ رگوں کے اندر کے مادہ کا نکلنا مشکل ہے۔ (۱۲) تیسرے دن کا دورہ اکثر صفراوی بخار کا ہوتا ہے اور ہر روز بلغمی کا اور چوتھے دن سوداوی کا صفراوی بخار بہت دنوں تک نہیں رہتا مگر تین دن تیز اور اندیشہ ناک بہت ہوتا ہے اور چوتھا اگرچہ برسوں تک آئے مگر اندیشہ ناک نہیں ہوتا۔ (۱۳) یہ دوائیں بخار کیلئے مفید ہیں۔

<u>گولی باری کو روکنے والی</u> ست گلو ایک تولہ اور طباشیر ایک تولہ اور دانہ الائچی خورد ایک تولہ اور زہر مہرہ خطائی ایک تولہ اور کافور ایک ماشہ اور کنین تین ماشہ کوٹ چھان کر لعاب اسبغول میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں پھر ایک گولی باری سے تین گھنٹے پہلے اور ایک دو گھنٹے پہلے اور ایک ایک گھنٹے پہلے کھائیں نہایت مجرب ہے اور کسی حال میں مضر نہیں بچہ کو ایک یا دو گولی دیں۔ طاعون کے موسم میں ایک دو گولی روز کھائیں تو طاعون سے انشاء اللہ تعالیٰ امن میں رہے اور اگر صحت کے بعد چند روز کھالیں تو مدتوں بخار نہ آئے۔

<u>دوا بخار کے علاج کے بعد</u> اگر بدن میں کچھ حرارت رہ گئی ہو تو تین تولہ کاسنی کا عرق یعنی ٹپکایا ہوا پانی دو تولہ شربت بزوری ملا کر پینا بہت مفید ہے۔ اسکی ترکیب خاتمہ میں ہے اور آب مروق یعنی پھاڑا ہوا پانی اور چیز ہے اسکی ترکیب بھی خاتمہ میں ہے۔

کمزوری کے وقت کی تدبیر کا بیان

بعض وقت عرصہ تک بخار آنے سے یا اور کسی بیماری میں مبتلا رہنے سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے۔ اس وقت بعض لوگ اس کو جلد طاقت آنے کیلئے بہت سی غذا یا میوے وغیرہ کھلاتے ہیں یہ ٹھیک نہیں یہاں

ایسے وقت کی مناسب تدبیریں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) یاد رکھو کہ کمزوری میں ایک دم زیادہ کھانے سے یا بہت طاقت کی دوا کھا لینے سے فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بعض وقت نقصان پہنچ جاتا ہے۔ فائدہ اسی غذا سے اور اتنی ہی مقدار سے پہنچتا ہے جو آسانی سے ہضم ہو جائے اور اگر غذا مقدار میں زیادہ کھائی یا غذا زیادہ مقوی ہوئی تو مریض کو اس کی برداشت نہیں ہوگی اور ہضم میں قصور ہوگا تو ممکن ہے مرض پھر لوٹ آئے اور پیٹ میں سدے پڑ جائیں یا ورم ہو جائے لہٰذا کمزوری کی حالت میں آہستہ آہستہ غذا کو بڑھاؤ اور اگر ایک دو چمچے شوربا ہی یا ایک انڈا ہی ہضم ہو سکتا ہے تو بس وہ زیادہ نہ دو اگرچہ مریض بھوک بھوک پکارے، بھوکا رہنے سے نقصان نہیں ہوتا اور زیادہ کھا لینے سے نقصان ہو جاتا ہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دو دو چمچے کر کے شوربا دن میں تین چار دفعہ دو لیکن یہ خیال رکھو کہ دو مرتبہ میں تین چار گھنٹے سے فاصلہ کم نہ ہو تاکہ پہلی غذا ہضم ہو چکے تب دوسری غذا پہنچے ورنہ مداخل اور بدہضمی کا اندیشہ ہے غرض ہر کام میں آہستہ آہستہ زیادتی کریں غذا دینے میں، گھی دینے میں، چلنے پھرنے، بولنے چلنے، لکھنے پڑھنے میں اور مریض کو خوش رکھیں، کوئی بات اس کو رنج دینے والی اس کے سامنے نہ کہیں نہ اس کو بالکل اکیلا چھوڑیں نہ اس کے پاس خلاف مزاج مجمع کریں نہ بہت روشنی میں رکھیں نہ بہت اندھیرے میں۔ بہتر یہ ہے کہ دوا اور غذا اور جملہ تدبیریں طبیب معالج کی رائے سے کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ اب مرض نکل گیا اب حکیم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ (۲) کمزور آدمی کو اگر بھوک خوب لگتی ہے اور خوراک خوب کھا لیتا ہے لیکن طبیعت اچھی نہیں اور پاخانہ پیشاب صاف نہیں ہوتا اور طاقت نہیں آتی تو سمجھو کہ مرض ابھی باقی ہے اور یہ بھوک جھوٹی ہے۔ (۳) کمزور آدمی کو دوپہر کا سونا اکثر مضر ہوتا ہے۔ (۴) کمزور آدمی کو اگر بھوک نہ لگے تو سمجھو کہ مرض کا مادہ ابھی اس کے بدن میں باقی ہے۔ (۵) کمزوری میں زیادہ دیر تک بھوک اور پیاس کو مارنا بھی نہیں چاہئے اس سے ضعف بڑھ جاتا ہے جب بھوک اور پیاس غالب ہو کچھ کھانے پینے کو دیا جائے۔ (۶) پتلی اور سیال غذا جلد ہضم ہو جاتی ہے گو اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا جیسے آش جو، شوربا، چوزہ مرغ یا تیتر کا یا بکری کے گوشت کا اور خشک اور گاڑھی غذا ذرا دیر میں ہضم ہوتی ہے گو اس کا اثر بھی دیر تک رہتا ہے جیسے قیمہ، کباب، کھیر وغیرہ۔ (۷) کمزوری میں بہت ٹھنڈا پانی نہیں پینا چاہئے اور نہ ایک دم بہت سا پانی پینا چاہئے۔ اس سے بعض وقت موت تک کی نوبت آ گئی ہے۔ (۸) کمزور آدمی کو کوئی دوا بھی طاقت کی حکیم معالج کی رائے سے دو اچھی مناسب ہے تاکہ جلد طاقت آ جائے جیسے ماء اللحم نوشدارو، خمیرہ گاؤ زبان، خمیرہ مروارید، دواء المسک وغیرہ ان سب کی ترکیبیں خاتمہ میں ہیں۔ (۹) آملہ کا مربہ، سیب کا مربہ، پیٹھہ کا مربہ چاندی یا سونے کے ورق کے ساتھ کھانا بھی قوت دینے والا ہے ان سب کی ترکیبیں خاتمہ میں ہیں۔

تنبیہ۔ اس بیان سے بچے کے متعلق جو کچھ غذا وغیرہ کی ابتری آج کل رواج میں ہے معلوم ہوگئی ہوگی۔ زچہ کا مزاج بخار والے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتا ہے اور معدہ وغیرہ سب مسہل والے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتے ہیں اور اس کو اچھوانی وغیرہ وغیرہ ایسی چیزیں دی جاتی ہیں کہ تندرست عورت بھی ان کو ہضم نہیں کر سکتی نتیجہ یہ ہوتا

جائے اور درد بھی کم ہو جائے اور رنگ سرخ نہ رہے اور اگر خالص پیپ نہ نکلتی ہو اور کناروں میں سرخی ہو تو کچھ
نوک پھوڑا ابھرا نہیں پکا پھر پلٹس باندھ دو۔ دوا جس سے نشتر دیئے بغیر پھوڑا ٹوٹ جائے تین ماشہ بے بجھا چونا
اور ایک تولہ بکری کے گردہ کی چربی دونوں کو ملا کر پھوڑے پر رکھیں۔ پھر جب پھوڑا پھوٹ جائے تو اس کے
بہنے اور صاف کرنے کی تدبیر کرو اس کیلئے یہ دوا مفید ہے پیاز کو نیم کے پتوں میں رکھ کر کپڑا لپیٹ کر چولہے
میں بھون لیں پھر دونوں کو کچل کر ذرا سی ہلدی چھڑک کر باندھیں اور صبح و شام تبدیل کریں اور دونوں وقت
نیم کے پانی سے دھویا کریں۔ دوسری دوا جو تہ پکے ہوئے پھوڑے کو پکاوے اور صاف بھی کر دے۔ تخم
السی اور تل کی کھلی تینوں کو دو دو تولہ لیکر خوب کوٹ کر دودھ میں پکا کر نیم گرم باندھیں۔ یہ دوا گرم زیادہ نہیں اور
ہر قسم کے پھوڑے کو مفید اور مجرب ہے۔ جب پھوڑا خوب صاف ہو جائے اور کنارے ہلکے ہو جائیں سرخی
بالکل نہ رہے تو بھرنے کی تدبیر کرو اس کیلئے مرہم رسل لگانا بہت مفید ہے اس کا نسخہ یہ ہے کہ پونے دس ماشہ
موم دیسی خالص اور پونے دس ماشہ راتینج اور ایک ماشہ گاؤشیر اور ایک ماشہ کندہ بیروزہ اور سوا پانچ ماشہ اشق
اور تین ماشہ گوگل ان سب کو پانچ تولہ روغن زیتون میں ڈال کر آگ میں رکھیں جب یہ سب گل کر ایک ہو
جائیں تو نیچے اتار کر ایک ایک ماشہ زنگار اور مرمکی اور ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ زراوند طویل اور کندر اور تین ماشہ مردار
سنگ خوب باریک پیس کر ملا دیں اور اس قدر حل کریں کہ مسکہ کی طرح ہو جائے پھر پھاہے پر لگا کر زخم پر رکھیں
بہت مفید ہے۔ تعریف یہ ہے کہ اگر زخم میں کچھ مادہ فاسد رہ گیا ہے تو اس کو کاٹ دیتا ہے اور اچھے گوشت کو
پیدا کرتا ہے۔ طاعون میں بھی نہایت کارآمد ہے۔ ترکیب استعمال طاعون کے بیان میں لکھی جائے گی۔ اگر
راتینج نہ ملے تو بیروزہ کا وزن بڑھا دیں یعنی گیارہ ماشہ کر دیں اور اگر کم قیمت کرنا چاہیں بجائے روغن زیتون
کے روغن گل یا تل کا تیل ڈالیں۔

دوسرا مرہم غریبی: زخموں کو بھرانے والا، ساڑھے سات تولہ تل کا تیل خالص کڑاہی میں آگ پر
چڑھائیں اور ہلکی آنچ دیں جب تیل میں دھواں اٹھنے لگے پانچ تولہ سفیدہ کاشغری چھنا ہوا پاس رکھیں اور
چٹکی سے اٹھا کر تھوڑا تھوڑا ڈالتے رہیں اور لکڑی سے چلاتے رہیں۔ تیل میں اول بلبلے اٹھیں گے جب یہ
بلبلے ٹوٹنے لگیں تو دیکھیں کہ تیل میں چپچپاہٹ آگئی یا نہیں جب چپکنے لگے اور رنگ سیاہ ہو جائے لیکن جلنے نہ
پاوے تو آگ پر سے اتار کر کڑاہی کو ٹھنڈے پانی میں رکھ دیں۔ خوب گھوٹیں اور پھر نکال کر احتیاط سے رکھ
لیں اور زخم کو نیم کے پانی سے دھو کر پھاہا رکھیں اور ناسور میں بتی لگا کر رکھیں بہت مجرب ہے۔

مرہم کا ایک اور نسخہ: ہر قسم کے زخم کیلئے حتیٰ کہ ذہیت اور ناسور کیلئے اکسیر ہے۔ گھی گائے کا پانچ تولہ موم زرد
ایک تولہ پگھلا کر کمیلہ پانچ ماشہ سیندور نو ماشہ، رال سفید پانچ ماشہ مردار سنگ ایک تولہ، توتیا بریاں چار ماشہ سب کو
سرمہ کی طرح پیس کر ملا کر نیم کے ڈنڈے سے خوب گھوٹیں اور زخموں پر پھاہا رکھیں۔ اگر زخم میں کیڑے پڑ
جائیں تو ان کے مارنے کی یہ تدبیر کرو کچھ باریک پیس کر یا تارپین کا تیل یا دونوں کو ملا کر زخم میں ڈال دیں اور
اوپر سے آٹے سے منہ زخم کا بند کر دیں انشاء اللہ کیڑے مر جائیں گے اور کیڑے اکثر زخم کو صاف نہ رکھنے سے اور

خالص سرکہ میں ملا کر رکھ لیں اور صبح و شام لگایا کریں نہایت مفید ہے اور تکلیف بالکل نہیں ہوتی اور اگر لہسن کا
عرق لگائیں یہ لگتا تو بہت ہے لیکن دو ہی تین دفعہ میں صحت ہو جاتی ہے اس کے لگانے کی عمدہ ترکیب یہ ہے
کہ لہسن کا عرق داد پر لگا دیں۔ جب تیزی زیادہ کرے تو ذرا سی چکنائی تیل یا گھی مل لیں۔

داد کی مجرب دوا: گندھک آملہ سار چھ ماشہ سہاگہ بریاں تین ماشہ کتھ سفید چار ماشہ نیلا تھوتھ بریاں
پانچ ماشہ سب دواؤں کو خوب باریک پیس کر چمیلی کا تیل ایک تولہ تین ماشہ ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو
جائے پھر داد پر لگا دیں یہ دوا تیزی بالکل نہیں کرتی اور مجرب ہے۔

چھاجن: یہ ایک قسم کا داد ہے جو اکثر پیروں میں ہوتا ہے دوا یہ ہے۔ بچھ تھوہر کی کے تیل میں جلا لیں جب
بالکل کوئلہ ہو جائے اس کو اسی تیل میں رگڑیں اور چھاجن پر لگا دیں۔ پھوڑی جس کو بعض لوگ انگلی بیڑا کہتے
ہیں جب نکلتی معلوم ہو تو تھوڑا تخم ریحان پانی میں بھگو کر باندھ دیں اور اگر نکل آئی ہو تو یہ دوا نہایت مفید اور
مجرب ہے۔ سیندور مکئی کے پتے میں بھر کر اس پتے کی پیالی کو انگلی پر چڑھا دیں اکثر ایک ہی دفعہ کا چڑھانا
کافی ہو جاتا ہے اگر کافی نہ ہو تو تیسرے دن اور بدل ڈالیں لیکن اس سے وضو درست نہیں ہوتا نماز کے
وقت اس کو اتار کر انگلی کو دھو ڈالیں اور اگر کسی طرح نہ جائے تو ایک جونک لگوا دیں اور ایک پانی لگا دیں۔

پھانس۔ کتھ سفید دو تولہ اور ایلوا سقوطری سیج سوہن ایک تولہ باریک پیس کر سرکہ میں ملا کر لیپ کریں۔

جوتے پڑے سے کھال چھل جانا: کتھ سفید مردار سنگ گھس کر لگائیں اوپر سے سفیدہ کاشغری چھڑک دیں
اور مرہم مستر پر لگائیں۔

آگ یا اور کسی چیز سے جل جانے کا بیان

آگ سے جلنا: فوراً لکھنے کی سیاہی یعنی روشنائی لگائیں یا چونہ کا پانی ڈالیں یا بیروزہ کا تیل لگائیں یا کتھا
سفید پانی میں ملا کر لگائیں۔

مقسل اور پیاس اور بارود اور گرم تیل اور گرم پانی اور چونہ وغیرہ سے جل جانا: السی کا تیل اور
چونے کا صاف پانی ملا کر لگائیں ایک عورت کی آنکھ میں کڑاہی میں سے گرم تیل کی چھینٹ جا پڑی اور آنکھ
میں زخم ہو گیا۔ ایک ماشہ کافور اور تین ماشہ نشاستہ پیس کر اسپغول کے لعاب میں ملا کر ٹپکایا گیا آرام ہو گیا۔
مرہم جو ہر قسم کے جلے ہوئے کیلئے اکسیر ہے روغن گل دو تولہ اور موم چھ ماشہ گرم کریں جب دونوں مل جائیں
سفیدہ کاشغری تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ باریک پیس کر ملا دیں اور انڈے کی سفیدی ایک عدد ملا کر لگائیں۔

بال کے نسخوں کا بیان

بال اگانے کی دوائی: ایک جونک لائیں اور چار تولہ السی کا تیل آگ پر چڑھا دیں جب خوب جوش آجائے اس وقت

موچ: انڈے کی زردی پانچ عدد اور گھی یا میٹھا تیل چھٹانک بھر اور ہلدی دو تولہ ملا کر موچ پر مالش کریں پھر خوب موٹی روئی کا گولا گرم گرم رکھ کر باندھیں رات کو باندھ دو صبح کو کھول کر میٹھے تیل کی مالش کریں اور رگ کو سیدھا کریں ایک دو دن اس طرح کرنے سے رگیں بالکل درست ہو جاتی ہیں۔

فائدہ۔ چوٹ کیلئے مومیائی عمدہ دوا ہے ہڈی تک جڑ جاتی ہے آجکل اصلی نہیں ملتی مگر بنی ہوئی فائدہ میں اصلی سے کم نہیں اس کا نسخہ خاتمہ میں آتا ہے۔

زہر کھا لینے کا بیان

سنکھیا یا کوئی اور زہر کھا لینا: اس دوا سے قے کرا دیں۔ دو تولہ سوئے کے بیج آدھ سیر پانی میں اوٹالیں اور چھان کر پاؤ سیر تل کا تیل یا گھی اور ایک تولہ نمک ملا کر نیم گرم پلائیں جب خوب قے ہو جائے دودھ خوب پیٹ بھر کر پلائیں اور اگر دودھ سے بھی قے آئے تو نہایت ہی اچھا ہے برابر دودھ پلاتے رہیں اور اگر دودھ سے قے نہ آئے تب بھی زہر کو مار دیتا ہے اور مریض کو سونے ہرگز نہ دیں خواہ کوئی سا زہر کھایا ہو یا کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہو۔ اور یہ دوا ہر طرح کے زہر کو مفید ہے نسخہ یہ ہے۔ گل مختوم اور حب الغار اور مر سا بیخ سوسن سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر کاسنی کے عرق میں چکنا کر کے اٹھارہ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں جب کوئی زہر کھا لے یا شبہ ہو جائے تو چھ ماشہ کھلائیں اگر زہر نہیں کھایا تو قے نہ آئے گی اور اگر کھایا ہے تو جب تک زہر نکل جائے گا قے بند نہ ہوگی اور بیخ سوسن نہ ملے تو نہ ڈالیں اور شہد بارہ تولہ کر دیں اس دوا کو تریاق گل مختوم کہتے ہیں اگر گل مختوم نہ ملے گل داغستانی ڈالیں اگر یہ بھی نہ ملے تو بارے اس جگہ گل ارمنی لیں۔

مردار سنگ کھا لینا: تین عدد انجیر اور ایک تولہ سوئے کے بیج سیر بھر پانی میں پکا کر ایک تولہ بورہ ارمنی یا نمک ملا کر گرم پلائیں اس سے قے ہوگی قے ہونے کے بعد اس دوا کو چار خوراک کر کے کھلائیں سات ماشہ مرمکی اور سات ماشہ بالچھڑ کوٹ چھان کر چار تولہ شہد میں ملا کر اس کی چار خوراک کر لیں۔ غذا گوشت کا شوربا کھائیں۔

چھپکلی کھا لینا: اس کا اتار وہ دوا ہے بعض آدمی کباب کی ہوئی چھپکلی بخار کی باری روکنے کو کھا لیتے ہیں لیکن اس میں نفع سے زیادہ نقصان ہے۔[1]

افیون کھا لینا: ایک تولہ سوئے کے بیج اور ایک تولہ مولی کے بیج اور چار تولہ شہد سیر بھر پانی میں اوٹا کر اس میں نمک ملا کر نیم گرم پلائیں اور قے کرا دیں اور قے ہونے کے بعد جوان آدمی کیلئے دو ماشہ ہینگ دو تولہ شہد میں ملا کر اور بچہ کیلئے چار رتی ہینگ یا اس سے بھی کم چھ ماشہ شہد میں ملا کر پانی میں حل کر کے پلائیں اور نالی کے سانپ کا چھٹانک بھر پانی افیون خوردہ کو پلانا اکسیر ہے نالی کا سانپ مشہور ہے پانی کے اوپر چلتی پھرتی ہے۔

دھتورہ کھا لینا: اس کا اتار وہی ہے جو افیون کا تھا۔

اسپغول: کوٹ کر یا چبا کر کھا لینا افیون کے بیان میں جو دوا قے کی لکھی ہے اس سے قے کر کے پھر پانچ ماشہ تخم

[1] کیونکہ چھپکلی پھیپھڑے کیلئے سخت مضر ہے۔

ترف پانی میں پیس کر پانچ ماشہ چار تخم چھڑک کر مصری ملا کر پئیں۔ فائدہ۔ اگر انجان پن میں بے پہچانے کوئی زہر کھالیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کونسا زہر ہے کھانے والا بے ہوشی کی وجہ سے بتلا نہ سکتا ہو تو ان نشانوں سے پہچان ہو جاتی ہے۔ سنکھیا کھانے سے پیٹ میں درد ہوتا ہے اور گلا گھٹ جاتا ہے اور تشنگی بے حد ہو جاتی ہے اور مردار سنگ کھانے سے بدن پر ورم آ جاتا ہے اور زبان میں لکنت اور پیٹ میں درد پیدا ہو جاتا ہے یا اس قدر دست آتے ہیں کہ آنتوں میں زخم پڑ جاتے ہیں اور پھٹکری کھانے سے کھانسی بے حد ہوتی ہے یہاں تک کہ پھیپھڑے میں زخم ہو کر سل ہو جاتی ہے اور افیون سے زبان بند ہونے لگتی ہے۔ آنکھیں بیٹھ جاتی ہیں۔ ٹھنڈا پسینہ آتا ہے، دم گھٹنے لگتا ہے اور منہ سے افیون کی بو آیا کرتی ہے اور دھتورے سے اول چکر آتا ہے پھر بالکل غفلت ہو جاتی ہے اور اسپغول سے بے چینی اور ورم ہو جاتا ہے اور نبض ساقط ہونا اور بے ہوشی اور بدن ٹھنڈا پڑ جانا یہ باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا بیان

چاہے کوئی زہریلا جانور کاٹنے یا کاٹنے کا شبہ ہو گیا ہو سب کیلئے یاد رکھو کہ کاٹنے کی جگہ سے ذرا اوپر فوراً بند لگا دیں یعنی خوب کس کر باندھ دیں اور کاٹنے کی جگہ افیون کا لیپ کر دیں تاکہ وہ جگہ سن ہو جائے اور زہر پھیلنے نہیں پھر اس جگہ ایسی دوائیں لگاؤ جو زہر کو چوس لیں اور ایسی دوائیں پلاؤ جو زہر کو اتار دیں اور مریض کو سونے نہ دو۔

دوا زہر کو چوسنے والی: پیاز چولہے میں بھون کر نمک ملا کر باندھیں۔ دوسری دوا۔ بے بجھا چونا چھ ماشہ اور شہد دو تولہ۔ روغن زیتون دو تولہ سب کو ملا کر لیپ کریں اور ہر گھڑی لیپ بدلتے رہیں یہ سانپ اور بڑے بڑے زہریلے جانوروں کے زہر کو چوس لیتا ہے۔ تیسری دوا۔ اس جگہ بھری سینگیاں یا جونکیں لگوا دیں۔ چوتھی دوا۔ کاسنگ۔ گندھک کا تیزاب لگا دیں۔ اس سے زخم ہو جاتا ہے اور زخم ہو جانا زہر کیلئے اچھا ہے۔ فائدہ۔ اگر کاٹنے کی جگہ دوا سے یا آپ سے زخم ہو جائے تو جب تک زہر اترنے کا یقین نہ ہو جائے اس کو بھرنے نہ دیں۔

دوا زہر اتارنے والی: بلکہ کوئی دوا زہریلی کھائی ہو اس کا بھی اتار ہے اگر گھروں میں تیار ہے تو مناسب ہے۔ کلونجی اور اسپند اور زیرہ سفید تینوں دوائیں سات سات ماشہ اور پھٹکری بید اور زراوند مدحرج دونوں ساڑھے تین ماشہ اور مرچ دکھنی اور مرکی دونوں پونے دو دو ماشہ ان سب کو کوٹ چھان کر چھ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں جب ضرورت ہو پونے دو ماشہ صبح پونے دو ماشہ شام کو کھلا دیں اور اوپر سے پانی میں دو تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں جب ضرورت ہو پونے دو ماشہ صبح پونے دو ماشہ شام کو کھلا دیں اور اوپر سے پانی میں دو تولہ شہد پکا کر پلائیں اور بچوں کو ایک ایک ماشہ دیں اب بعض دوائیں خاص خاص جانوروں کے کاٹنے کی لکھی جاتی ہیں۔

سانپ کا کاٹنا: اس کی تدبیریں ابھی گزریں اور یہ دوا بھی مفید ہے۔ حقہ کی کیٹ جو چلم کے نیچے نے پر جم جاتی ہے چار رتی کھلا دیں دو تین دن کھلائیں اور بچھو چبا کر لگائیں۔

سانپ کے کاٹنے کی ایک اور دوا: ارہر کی دال ایک تولہ کالی مرچ سات عدد پانی میں پیس کر صبح و شام پلائیں اور ارہر کی دال بہت سی لیکر گاڑھی گاڑھی پکا کر رکھ لیں اور تھوڑی لیکر گرم گرم کاٹنے کی جگہ پر

باندھیں جب ٹھنڈی ہو جائے تو بدل دیں اس سے نیلے رنگ کا پانی جاری ہوگا۔ جب تک یہ پانی جاری رہے اسی طرح دال گرم گرم باندھتے رہیں۔ مجرب ہے۔

بچھو کا کاٹنا: جہاں تک درد ہو بیروزہ کا تیل مل دیں اور اگر کاٹتے ہی اس جگہ مل دیں تو زہر بالکل نہیں چڑھتا یا سنکھیا کا لیپ کریں۔

بچھو تتیے کی ایک اور دوا: نوشادر اور چونا برابر لیکر ذرا سے پانی میں گھول کر سونگھیں فوراً آرام ہو۔

تتیے یعنی بھڑ کا کاٹنا: کافور ذرا پانی میں گھول کر یا سرکہ لگائیں یا ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو کر رکھیں یا نمک سلیمانی یا صرف نمک سانبھر مل دیں۔ فائدہ۔ سانپ بچھو بھڑ وغیرہ سب کیلئے عمدہ علاج یہ ہے کہ خوب تیز خالص سرکہ اس جگہ خوب مل دیں یہاں تک کہ ورم اور درد اور جلن موقوف ہو جائے بہت مجرب ہے۔

مکڑی کا کاٹنا: کھٹائی ملیں اور مکڑی بہت زہریلی ہو تو اس دوا سے زہر اتر جاتا ہے۔ اجمود کی جڑ یعنی بیخ کرفس تین ماشہ لیکر چار تولہ سرکہ میں اوٹائیں جب نصف سرکہ رہ جائے چھان کر دو تولہ روغن گل اور تین ماشہ موم ملا کر ملیں اگر اس سے بھی نہ اترے تو زہر اتارنے والی وہ دوا دیں جو ابھی اوپر لکھی گئی ہے جس میں پیلے کوڑی ہے۔ چھپکلی کم کاٹتی ہے مگر جب کاٹتی ہے تو اس کے دانت گوشت میں رہ جاتے ہیں اور بخار اور بے چینی رہتی ہے اور زخم میں سے پانی بہتا ہے علاج یہ ہے کہ سوئی وغیرہ سے دانت نکالیں اور ابھی جو دوا گزری ہے جس میں پیلے کوڑی ہے وہ کھلائیں۔

باؤلا کتا یا گیدڑ یا لومڑی: ان کے کاٹے کا زخم بھرنے نہ دیں بلکہ یہ دوا لگائیں۔ رال ایک تولہ اور جاوتری ایک تولہ لیکر سرکہ میں پکائیں جب سب مل کر ایک ہو جائیں تو دو تولہ نمک سانبھر اور دو تولہ نوشادر باریک پیس کر ملا لیں شام کو لگا کر صبح کو لگانے کا بھی زخم پر ملیں کہ خراب گوشت گرتا رہے جب پورا یقین ہو جائے کہ پورا زہر نکل گیا تب زخم کے بھرنے کی تدبیر کریں۔ دوسری دوا۔ سیاہ یا لال بانات کے ٹکڑے روپے کے برابر دو تراشیں اور ان دونوں کے بیچ میں تین ماشہ پرانا گڑ رکھ کر ہاون دستہ میں اس قدر کوٹیں کہ سب ایک ذات ہو جائیں پھر اس کو دو دفعہ کر کے کھلا دیں نہایت مجرب ہے اگر اچھا کتا بھی کاٹے تب بھی احتیاط کے واسطے بھی علاج کر لیا جائے۔ بہتر کالی بانات ہے اگر کالی بانات نہ ملے تو سیاہ رنگ کی اون لے لیں اگر سیاہ رنگ کی اون نہ ملے تو اور جس رنگ کی بھی ہو کافی ہے۔[1]

بلی: اس میں بھی زہر ہوتا ہے بچوں کی بہت حفاظت رکھیں اور کپڑوں پر دودھ نہ گرنے دیں اس سے بلی آ جاتی ہے۔ علاج یہ ہے کہ پودینہ کھلائیں اور پیاز چولہے میں بھون کر پودینہ ملا کر نیم گرم باندھیں جب سمجھ لیں کہ زہر کھنچ آیا تو گل پانی میں پیس کر باندھیں۔

---

[1] دوسری دوا باؤلے جانور کے کاٹے کیلئے۔ چوہے کی مینگنی چھ ماشہ پیس کر ارد کی دال حسب دستور پکا کر اس میں ملا کر کھائیں دو تین دن کھلائیں اس کا کھانا بوجہ مجبوری جب کوئی اور دوا نہ ملے تو بعض علماء کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ باؤلے جانور کا کاٹنا نہایت خطرناک ہے۔ تفصیل بھی جوہر میں ہے۔

دوسری دوا نہایت مجرب ہے: سوئی مچھلی آلائش سے پاک کر کے پانی میں جوش دیں کہ گل جائے پھر اس کے کاٹنے کو دور کر کے تھوڑا سا پیشاب آدمی کا ملا کر زخم پر باندھیں دن بھر میں دو تین بار بدل دیں صحت ہونے تک ایسا ہی کریں مگر نماز کے وقت دھو ڈالیں۔ بھڑ، بچھو۔ پیاز بھون کر نمک ملا کر باندھیں جب زہر کھنچ آئے تو مرہم رسل لگائیں اس کا نسخہ زخم بھرنے کے بیان میں گزر چکا ہے۔

کن کھجورا: اس کے کاٹنے سے دم گھٹنے لگتا ہے اور خفقان و غشی طبیعت ہو جاتی ہے۔ علاج یہ ہے کہ راکھ کو گیلا کر اس جگہ باندھیں اگر وقت ملے تو نمک پیس کر سرکہ میں ملا کر لگائیں اور یہ دوا کھلائیں زراوند طویل اور پکھان بید اور پوست بیخ کبر اور مغز کا آم سب ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ لیکر دو تولہ شہد میں ملا کر کھلائیں یہ ایک خوراک ہے اور اس کیلئے دوا المسک معتدل بھی مفید ہے۔ اگر کنکھجورا کسی کے چمٹ جائے یا کان میں گھس جائے تو تھوڑی مٹی شکر اس کے اوپر ڈال دیں فوراً ناخن کھال میں سے نکل جائیں گے اور اگر پیاز کا عرق کن کھجورے پر نچوڑ دیں تو جلد ہی چھوڑ دے اور فوراً مر جائے اور ناخنوں کے زخموں پر پیاز جھلسا کر باندھنا اکسیر ہے۔

کیڑے مکوڑوں کے بھگانے کا بیان

سانپ: پاؤ سیر نوشادر کو پانچ سیر پانی میں گھول کر سوراخوں میں اور تمام مکان میں چھڑک دیں سانپ بھاگ جائیں گے اور کبھی پھر کے ہیں تو اس مکان میں سانپ نہ آئے گا۔ دوسری تدبیر۔ بارہ سنگھے کا سینگ اور بکری کے کھر اور بیخ سوسن اور عاقر قرحا اور گندھک برابر لیکر آگ پر ڈال کر مکان کو بند کر دیں تھوڑی دیر بعد کھول دیں سانپ ہوگا تو بھاگ جائیگا۔ تیسری تدبیر۔ سانپ کے سوراخ میں رائی بھر دیں سانپ مر جائے گا اگر آس پاس رائی ڈال کر سوئیں تو سانپ نہیں آسکتا۔ چوتھی تدبیر۔ مولی کو منہ میں چبا کر سانپ کے آگے ڈالیں تو آگے نہ بڑھے گا اور کسی طرح اس کے منہ میں پہنچ جائے تو مر جائے اور کاٹنے کی جگہ پر لگانا بے حد مفید ہے اور کھانا بھی مفید ہے جیسا کہ سانپ کے کاٹنے کے بیان میں گزرا۔

بچھو: مولی کاٹ کر اس کا عرق بچھو پر ڈال دیں تو بچھو مر جائے گا۔ اگر اس کے سوراخ پر مولی کے ٹکڑے رکھ دیں تو نکل نہ سکے وہیں مر جائے۔ پسو۔ اندرائن کی جڑ یا پھل پانی میں جوش کر تمام گھر میں چھڑک دیں پسو بھاگ جائیں گے۔ چوہے۔ سنکھیا سے مر جاتے ہیں لیکن بچوں والے گھر میں رکھنے میں خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ مردار سنگ اور سیاہ کنگنی پیس کر رکھ دیں یا کالی کنگنی اور بڑدانے ملا کر رکھیں۔ چیونٹیاں۔ ہینگ سے بھاگتی ہیں۔ بھڑ۔ اگر کہیں ان کا چھتہ ہو تو گندھک اور کسی کی دھونی سے مر جاتے ہیں۔ سرکہ یا مٹی کا تیل چھڑکنے سے بھی مر جاتے ہیں۔ دیمک۔ جہاں جہاں دیمک ہو وہاں گوشت کی دھونی دینے سے بھی مر جاتی ہے۔ اگر کتابوں اور کپڑوں میں ہو جائے یہی تدبیر کریں۔ کھال کی مکھی۔ پرانا کپڑا سلگا کر چھال کو دھونی دیں تو مکھیوں کا زہر جاتا رہتا ہے اور مکھیاں بے ہوش ہو جاتی ہیں۔ کپڑوں کا کیڑا۔ افسنتین یا لونگ یا لونگ کے چھلکے یا نیم کے پتے یا کافور کپڑوں اور کتابوں میں رکھ دیں۔ کھٹمل۔ چارپائی پر سرخ مرچیں ڈال کر دھوپ

میں بچھا دیں دو تین دن اس طرح کریں کھٹمل مر جاتے ہیں سرخ مرچ کی دھونی دینا بھی بہت اثر رکھتی ہے۔

سفر کی ضروری تدبیروں کا بیان

(۱) سفر کرنے سے پہلے پیشاب پاخانہ سے فراغت کر لو اور کھانا تھوڑا کھاؤ تاکہ طبیعت بھاری نہ ہو۔ (۲) سفر میں کھانا ایسا کھاؤ جس سے غذا زیادہ و ہضمی ہو۔ جیسے قیمہ، کباب، گوشت جس میں گھی اچھا ہو اور سبز ترکاریوں سے غذا کم بنتی ہے بقدر ضرورت کھاؤ۔ (۳) بعض سفر میں پانی کم ملتا ہے ایسے سفر میں خرفہ کے بیج آدھ سیر اور تھوڑا سرکہ ساتھ رکھو۔ نو ماشہ بیج پھانک کر چند قطرے سرکہ پانی میں ملا کر پی لیا کرو۔ اس سے پیاس کم لگتی ہے اگر بیج نہ ہوں تو سرکہ پانی میں ملا کر پینا بھی کافی ہے اگر حج کے سفر میں اس کو ساتھ رکھیں تو بہت مناسب ہے۔[1] (۴) اگر سفر میں عرق کافور بھی ساتھ رکھیں تو مناسب ہے اس سے پیاس بھی نہیں لگتی اور ہیضہ کیلئے بھی مفید ہے۔ اس کی ترکیب ہیضہ کے بیان میں گزر چکی۔ (۵) اگر لو میں چلنا ہو تو بالکل خالی پیٹ چلنا برا ہے اس سے لو کا اثر زیادہ ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ پیاز خوب باریک تراش کر دہی یا اور کسی ترش چیز میں ملا کر چلنے سے پہلے کھالیں اور اگر پیاز کو گھی میں بھون لیں تو یہ بھی مفید ہے اور پیاز کے پاس رکھنے سے بھی لو نہیں لگتی اور اگر کسی کو لو لگ جائے تو ٹھنڈے پانی سے اس کا ہاتھ منہ دھلاؤ اور کدو یا ککڑی یا خرفہ کچل کر روغن گل ملا کر سر پر رکھو اور ٹھنڈے پانی سے کلیاں کراؤ اور پانی ہرگز نہ پینے دو جب ذرا طبیعت ٹھہرے تو چکھنے کے طور پر بہت تھوڑا ٹھنڈا پانی پلاؤ اور یہ دوا پلاؤ وہ بھی ایک دم نہیں بلکہ تھوڑی تھوڑی کر کے پلاؤ۔ ایک ایک ماشہ زہر مہرہ خطائی اور طباشیر اور چھ رتی نارجیل کو چھ تولہ گلاب میں گھس کر شربت انار ملا کر پلاؤ اور کچی امبی کا پنا نمک ڈال کر پلانا بھی لو کیلئے اکسیر ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ کچی امبی کو بھوبل میں دبا دیں جب بھن جائے نکال کر مل کر پانی میں ملا دیں اور چھان لیں اور نمک ملا کر پلا دیں۔ دوسری دوا۔ لو لگے ہوئے کیلئے بہت مفید ہے چھ ماشہ چنے کا ساگ خشک لیکر پاؤ بھر پانی میں بھگو دیں اور اوپر کا صاف پانی لیکر پلا دیں اور اس ساگ کو ہاتھوں اور پیروں کے تلووں پر لیپ کریں۔

حمل کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

(۱) حمل میں قبض نہ ہونے پائے جب ذرا بھی پیٹ میں گرانی معلوم ہو تو ایک دو وقت صرف شوربا زیادہ چکنائی والا پی لیں اگر اس سے قبض نہ جائے تو دو تین تولہ گلقند یا مربے کی ہڑ کھالیں اگر یہ بھی کافی نہ ہو تو یہ نسخہ استعمال کریں اس میں حمل کو کسی طرح کا نقصان نہیں اور معدہ کو قوی کرتا ہے اور بچہ گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ ساڑھے چھ ماشہ گلاب کے پھول کی پنکھڑیاں بہتر تو تازہ ہیں ورنہ خشک ہی رات کو آدھ پاؤ گلاب میں بھگو رکھیں صبح کو اتنا پیسیں کہ چھاننے کی ضرورت نہ پڑے پھر تھوڑی مصری ملا کر بند کر کے پئیں اس سے دو تین دست اچھے ہو جاتے ہیں گویا ہلکا مسہل ہے اور جس کو قبض کا زور بہت زیادہ ہو تو وہ اس کو نہ پئیں

[1] مگر جس کو نزلہ کی عادت ہو وہ احتیاط کرے۔

بلکہ مربے کی جز کھالیا کریں اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو حکیم سے پوچھیں۔ (۲) حمل میں یہ دوائیں ہرگز
استعمال نہ کریں۔ سونف، تخم کثوث، حب القرطم، بابچھڑ، تخم خربزہ، گوکھرو، بھنگراج، سداب، زیرہ، خطمی،
خیارین، تخم کاسنی، املتاس کے چھلکے اور جس کو حمل گرنے کا عارضہ ہو وہ ان دواؤں سے بھی پرہیز رکھے۔ گل
بنفشہ، خمیرہ بنفشہ، آلو بخارا، سپستان، ریشہ خطمی اور حمل میں اگر دستوں کی ضرورت ہو تو یہ دوائیں استعمال نہ کریں
ارنڈی کا تیل، جلاپا، ریوند چینی، ترنجبین، سنا، غاریقون، شربت دینار اور حاملہ کو یہ غذائیں نقصان کرتی ہیں۔
لوبیا، چنا، تل، گاجر، مولی، چقندر، ہرن کا گوشت، زیادہ مرچ، زیادہ کھٹائی، تربوز، خربوزہ، زیادہ ماش کی دال
نمکین بھی کبھی ذرا چکھیں اور یہ چیزیں نقصان نہیں کرتیں۔ انگور، امرود، ناشپاتی، سیب، انار، جامن، میٹھا آم، بٹیر،
تیتر اور چھوٹے پرندے کا گوشت۔ (۳) چلنے میں بہت زور سے پاؤں نہ پڑے اونچی جگہ سے نیچے یک لخت
نہ اتریں غرض کہ پیٹ کو زیادہ حرکت سے بچائیں کوئی سخت محنت نہ کریں، بھاری بوجھ نہ اٹھائیں، بہت غصہ
کریں نہ زیادہ غم نہ کریں، فصد اور مسہل سے بچیں خاص کر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد زیادہ
احتیاط رکھیں۔ خوشبو کم سونگھیں اور نویں مہینے خوشبو سے زیادہ احتیاط رکھیں کیونکہ بچہ مشکل سے ہوتا ہے چلنے
پھرنے کی عادت رکھیں کیونکہ ہر وقت بیٹھے رہنے سے بادی اور سستی بڑھتی ہے۔ میاں کے پاس نہ جائیں
خاص کر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں کے بعد زیادہ نقصان ہے اور جن کے مزاج میں بلغم زیادہ ہو وہ زیادہ
چکنائی بھی نہ کھائیں۔ قیمہ اور مونگ کی دال بھنی ہوئی اور ایسی چیزیں کھایا کریں ارادہ کر کے قے نہ کریں۔
اگر خود آئے تو روکنا نہ چاہئے۔ جن چیزوں سے نزلہ اور کھانسی پیدا ہو ان سے بچیں۔ پیٹ کو ٹھنڈی ہوا سے
بچائیں۔ (۴) اگر قے بہت آیا کرے تو تین تین ماشہ انار دانہ اور پودینہ پیس کر شربت غورہ یعنی کچے انگور کے
شربت میں ملا کر چاٹ لیا کریں اور اگر یہ شربت نہ ملے تو بہی کے مربے میں ملا کر چاٹیں اور چلا پھرا کریں۔
اور معدہ میں کوئی خرابی ہو اور اس وجہ سے قے آئے تو قے لانے والی دواؤں سے پیٹ صاف کریں تو معدہ کی
بیماریوں کے بیان میں یہ دوائیں لکھی گئی ہیں وہاں دیکھ لو۔ (۵) اگر مٹی وغیرہ کھانے کی خواہش ہو تھوڑی
خواہش تو خود جاتی رہتی ہے اگر زیادہ ہو اس گلاب والی دوا سے پیٹ صاف کریں جو نمبر (۱) میں گزر چکی ہے
جب دو چار دست ہو جائیں تو شربت غورہ یا کاغذی لیموں میں شکر ملا کر چاٹ لیا کریں اور چٹ پٹی چیزیں کھایا
کریں جیسے چٹنی پودینہ یا دھنیے کی جس میں مرچ اور ترشی زیادہ نہ ہو کھانے کے ساتھ تھوڑی تھوڑی چکھیں اور
مرچ سیاہ ڈالیں تو بہتر ہے اگر مٹی کی بہت ہی حرص ہو تو نشاستہ کی ٹکیہ یا طباشیر کھایا کریں اس سے مٹی کی عادت
چھوٹ جاتی ہے۔ (۶) اگر بھوک بند ہو جائے تو چکنائی اور مٹھائی کم کھاویں اور اسی گلاب والی، سے پیٹ
صاف کریں اور بعد غذا کے ایک تولہ جوارش مصطگی کھایا کریں۔ یا یہ چورن بنا کر غذا سے پہلے یا پیچھے چھ ماشہ
سے ایک تولہ تک کھایا کریں۔ چھ چھ ماشہ مصطگی اور نمک سیاہ اور دھنیہ خشک اور ایک ایک تولہ الائچی دانہ خورد اور
انار دانہ کوٹ کر چھلنی سے چھان کر رکھ لیں۔ (۷) جب دل دھڑکا کرے دو چار گھونٹ گرم پانی یا گرم گلاب کے
ساتھ پی لیا کریں اور ذرا چلا پھرا کریں اگر اس سے نہ جائے تو دواء المسک معتدل کھایا کریں (۸) اگر پیٹ

میں درد اور ریاح معلوم ہو تو یہ جوارش بہت مفید ہے ایک تولہ زیرہ سیاہ، ایک دن رات سرکہ میں بھگو کر بھون کر اور ایک ایک تولہ کندر اور صعتر لیکر ان تینوں دواؤں کو چھلنی میں چھان کر قند سفید میں قوام کر کے ملالیں۔ خوراک سوا دو ماشہ سے لیکر ساڑھے چار ماشہ تک یا ایک ایک ماشہ مصطگی اور زرنباد پیس کر دو تولہ گلقند میں ملا کر کھالیا کریں۔ (۹) اگر حمل میں پیچش ہو جائے تو اکثر یہ دوا کافی ہو جاتی ہے۔ چھ ماشہ تخم ریحان چھٹانک بھر گلاب میں پکا کر تھوڑی مصری اور نو دانے مغز بادام پیس کر اس میں ملا کر کھائیں اور حمل کی پیچش میں زیادہ لعاب دار دوائیں جیسے ریشہ خطمی وغیرہ استعمال نہ کریں خاص کر جس کو حمل گر جانے کی عادت ہو۔ (۱۰) اگر حمل میں پیروں پر ورم آجائے تو کچھ ڈر نہیں لیکن بہتر ہے کہ تین تین ماشہ ایلوا اور چھالیہ اور صندل سبز مکو کے پانی میں پیس کر مل لیں۔ (۱۱) اگر حاملہ کو اندر کے بدن میں بھی تکلیف اور جلن معلوم ہو تو تین ماشہ سوت کو ایک ایک تولہ گلاب اور مہندی کے پانی میں ملا کر ملتانی مٹی دہی کے پانی میں گھول کر لگائیں۔ (۱۲) اگر حمل میں خون آنے لگے تو قرص کہربا[1] کھائیں اور ان دواؤں کا استعمال کریں جو استحاضہ کے بیان میں لکھی گئی ہیں۔

(۱۳) جس کو حمل گر جانے کی عادت ہو وہ چار مہینے تک اور پھر ساتویں مہینے کے بعد بہت احتیاط رکھے کوئی گرم چیز نہ کھائے کوئی بوجھ نہ اٹھائے بلکہ ہر وقت لنگوٹ باندھے رکھے اور جب گرنے کی نشانیاں معلوم ہونے لگیں تو فوراً حکیم سے رجوع کرنا چاہئے اور اگر گر جائے تو اس وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کوئی بات حکیم کے خلاف اپنی عقل سے نہ کریں لیکن بہت ضروری باتیں تھوڑی سی ہم نے بھی آگے لکھ دی ہیں اور چونکہ ایک دفعہ گر جانے سے آگے کو بھی عارضہ لگ جاتا ہے اور اگر بچہ ہوا بھی تو کمزور ہوتا ہے اور جیتا نہیں اور اگر جیا بھی تو ام الصبیان یعنی مرگی وغیرہ میں مبتلا رہتا ہے اس کی روک تھام کیلئے یہ معجون بنا کر حمل قائم ہونے کے بعد چوتھے مہینے سے پہلے چالیس دن تک ساڑھے چار ماشہ روز کھائیں اور حمل قرار ہونے سے پہلے طبیب سے رائے لیکر اگر مسہل کی ضرورت ہو مسہل بھی لے لیں اور اگر بدون حمل بھی کھاویں تو رحم کو تقویت دیتی ہے۔

معجون محافظ حمل۔ برادہ صندل سفید اور برادہ صندل سرخ اور مازو سبز اور درونج عقربی اور عود صلیب اور ابریشم خام مقرض اور بیخ انجبار اور گل ارمنی عود خام عنبر اشہب بسد محروق۔ سب گیارہ گیارہ رتی اور تخم خرفہ اور مغز تخم تربوز ساڑھے بائیس بائیس رتی سب کو کوٹ چھان کر شربت غورہ تین ماشہ اور قند سفید سات تولہ اور شہد خالص ستائیس ماشہ قوام کر کے یہ دوائیں اس میں ملائیں پھر بن بندھے موتی اور کہربائے شمعی اور طباشیر سوا گیارہ گیارہ رتی اور چاندی سونے کے ورق ڈھائی ڈھائی عدد سب کو چار تولہ عرق بید مشک میں کھرل کر کے ملالیں اس سے دودھ بھی بڑھتا ہے اور بچہ کو ام الصبیان نہیں ہوتا۔

استقاط یعنی حمل گر جانے کی تدبیروں کا بیان

استقاط کے بعد غذا بالکل بند کر دیں جب بھوک زیادہ ہو تو خربزہ کے چھلکے ہوئے بیج دو تین تولہ ذرا

---

[1] قرص کہربا کا نسخہ خاتمہ میں ہے۔

جب پانی جل جائے اور تیل رہ جائے اتار کر رکھ لیں جب ضرورت ہو گرم کر کے ناف کے نیچے اور کمر پر ملیں اور روئی سے اندر استعمال کرائیں اور جس عورت کے رحم میں ورم ہو اس کے بچہ ہونے کے وقت تو اسکی مالش اور استعمال بہت ضروری ہے ورنہ عورت کے مر جانے کا ڈر ہے اور یہ تیل اس قدر ہے کہ گھروں میں تیار رہے اگر زیادہ تکلیف ہو یا بچہ پیٹ میں مر جائے یا اور کوئی نئی خطرہ کی بات پیدا ہو جائے تو فوراً حکیم کو خبر کر دو۔ بچہ مریم دودھ میں ڈال کر عورت کے سامنے رکھنا بہت مفید ہے۔ دوا جس سے بچہ آسانی سے ہو جائے۔ زعفران اصلی ایک ماشہ پیس کر انڈے کی زردی میں ملا کر دودھ میں گھول کر نیم گرم پلا دیں اور ایک اور دوا جس سے بچہ فوراً ہو جائے۔ ایک سفید جالا مکڑی کا ڈورا تولہ پانی میں پیس کر روئی سے رحم کے منہ میں لگوائیں۔ تنبیہ۔ جالے کو اچھی طرح سے صاف کر لیں اس میں مکڑی کے انڈے نہ ہوں اور یہ دوا دیہاتی اور قوی عورتوں کیلئے ہے نازک مزاج عورتیں نہ استعمال کریں۔ آنول نال کاٹنے کی ترکیب۔ جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کی غذا منہ میں نہیں پہنچتی بلکہ رحم کے اندر ایک جھلی پیدا ہو جاتی ہے اس جھلی میں خون رحم میں سے آتا ہے اور اس جھلی میں سے ایک نلی آنت کی سی شکل کی بچہ کی ناف میں ملی ہے وہ خون بچے کے بدن میں اس نلی کی راہ سے پہنچتا ہے اس کو آنول نال کہتے ہیں۔ حکیم مطلق نے بچے کے منہ اور زبان کی گندی غذا سے حفاظت کرنے کیلئے یہ راستہ بنایا کیونکہ زبان ذکر اللہ کیلئے پیدا ہوئی ہے۔ آنول نال کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے اس کو ناف کے پاس سے دو انگلیوں سے دبا کر آہستہ سے باہر کو سونت دیں تاکہ ہوا اور خون جو کچھ جمع ہو گیا ہو نکل جائے پھر اون کے ڈورے کو چکنا کر کے ایک بند بچہ کی ناف کے پاس باندھ دیں اور ایک بند ایک بالشت چھوڑ کر جب دونوں بند بندھ چکیں تو تیز قینچی سے دونوں بندوں کے درمیان سے کاٹ دیں اگر اس کٹی ہوئی نال کے سوراخ میں دو چاول مشک ڈال دیں تو بچہ کو کبھی مرض ذات الجنب نہ ہو۔ کاٹنے کے بعد روغن زیتون میں کپڑا بھگو کر رکھیں یا یہ دوا چھڑکیں۔ ہلدی، دم الاخوین، انزروت، زیرہ سفید، چھڑیلہ، مرکی سب تین تین ماشہ خوب باریک پیس کر چھان کر چھڑکیں اگر آنول نال کو کاٹنے اور بند باندھنے سے پہلے نہ سونتیں تو مثانہ یا رحم یا معدہ میں تمام عمر تولید ریاح کا مرض رہیگا۔ بچہ کو ایک دن رات دودھ نہ دیں بجائے دودھ کے گھٹی دیں تاکہ پیٹ خوب صاف ہو جائے اگلے دن دودھ دیں۔ بچہ کی ماں اس عرصہ میں اپنا دودھ تین مرتبہ دبا دبا کر نکال دے بلکہ گرم پانی سے چھاتیوں کو دھارے تاکہ جما ہوا دودھ نکل جائے ایک ہفتہ تک دن رات میں تین دفعہ سے زیادہ دودھ نہ دیں۔ (۲) دستور ہے کہ مٹی یا بیسن سے بچہ کو غسل دیتے ہیں بجائے اس کے اگر نمک کے پانی سے غسل دیں اور تھوڑی دیر کے بعد خالص پانی سے نہلائیں تو بہت سی بیماریوں سے جیسے پھوڑا پھنسی وغیرہ سب سے حفاظت رہتی ہے لیکن نمک کا پانی ناک یا آنکھ یا کان یا منہ میں نہ جانے پاوے اگر بچہ کے بدن پر میل زیادہ معلوم ہو تو کئی روز تک نمک کے پانی سے غسل دیں اور اگر میل نہ ہو تو بھی چار پانچ تک تیسرے دن خالص پانی سے غسل دیا کریں اور غسل کے بعد تیل مل دیا کریں اگر چار پانچ مہینے تک تیل کی مالش رکھیں تو بہت مفید ہے۔ (۳) بچہ کو ایسی جگہ رکھیں جہاں بہت روشنی نہ ہو زیادہ روشنی سے نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔ (۴) گھٹی میں جو

اسہال ہوتا ہے اس کو اور دواؤں کے ساتھ تو پکانا نہ چاہئے اس سے اثر جاتا رہتا ہے یا تو الگ بھگو کر چھان لیں یا پکی ہوئی دوائیں ملا کر چھان لیں۔ (۵) بچہ کو دودھ دینے سے پہلے کوئی میٹھی چیز جیسے شہد یا کھجور چبائی ہوئی وغیرہ انگلی پر لگا کر اس کے تالو پر لگائیں۔[1] (۶) دستور ہے کہ زچہ کو اٹھوانا پلاتے ہیں اور اس کیلئے ایک نسخہ مقرر ہے جو سب کو وہی دیا جاتا ہے چاہے اس کا مزاج گرم ہو یا سرد ہو یا وہ بیمار ہو یہ برا دستور ہے بلکہ مزاج کے موافق دوا دینا چاہئے۔ اگر عورت کا مزاج سرد ہے تو ایک ایک تولہ مجیٹھ اور سونف اور زنجبیل اور گوکھرو سب کو چار سیر پانی میں اوٹائیں جب تین سیر رہ جائے استعمال کریں اور اگر مزاج گرم ہے تو دونوں گوکھرو اور خربوزہ کے بیج اور گوکھرو ان سب کو چار سیر پانی میں اوٹا کر جب تین سیر رہ جائے تو استعمال میں لاویں اور جب زچہ کو بخار ہو تو صرف گوکھرو کا پانی دیں اسی طرح یہ بھی دستور ہے کہ زچہ کو اچھوانی اور گوند اور سونٹھ وغیرہ دیتے ہیں یہ بھی برا دستور ہے کسی کو موافق آتا ہے کسی کو نقصان کرتا ہے خاص کر بخار میں اچھوانی بہت ہی نقصان کرتی ہے اگر زچہ بیمار ہو یا ہضم میں فتور ہو تو سب سے عمدہ غذا شوربا یا یخنی ہے البتہ روٹی نہ دیں تو مضائقہ نہیں اور اگر بخار یا بیماری زیادہ ہو تو حکیم سے پوچھ کر جو حکیم بتلاوے سو دو۔ جس کو گوند موافق نہ ہو اس کے واسطے وہ لڈو بناؤ جن کی ترکیب رحم سے ہر وقت رطوبت جاری رہنے کے بیان میں لکھی گئی ہے۔ (۷) بچہ کو زیادہ دیر تک ایک کروٹ پر لیٹے ہوئے کسی چیز پر نگاہ نہ جمانے دیں اس سے بھینگا پن ہو جاتا ہے۔ کروٹ بدلتے رہیں۔ (۸) زچہ کو بھی تیل ملوانا بہت مفید ہے مگر بعض عورتوں کو تیل گرمی کرتا ہے اور پھوڑے پھنسی نکل آتے ہیں ان کیلئے یہ تیل مناسب ہے۔ جھاؤ کے پتے آدھ پاؤ اور مہندی کے پتے چھٹانک بھر اور نمک سونی چھٹانک بھر اور گلنار دو تولہ ان سب کو رات کو پانی میں بھگو دیں صبح کو جوش دیکر مل کر چھان کر سرسوں یا تل کا تیل ایک سیر ملا کر پھر پکائیں کہ پانی سب جل جائے اور تیل رہ جائے پھر اس میں دو تولہ صندل اور ایک تولہ قسط شیریں خوب باریک پیس کر ملا کر رکھ لیں اور نیم گرم ملوائیں۔ (۹) جس کے دودھ کم ہو اگر دودھ موافق ہو تو دودھ پلاؤ اور سیجنا زیادہ کھلاؤ اور مرغ کا شوربا پلاؤ اور یہ دوائیں بھی مفید ہیں۔ پانچ ماشہ کلونجی یا پانچ ماشہ تودری سرخ ہر روز دودھ کے ساتھ پھانکیں یا دو تولہ زیرہ سیاہ آدھ سیر گھی میں کسی قدر بھون کر سیر بھر شکر سفید اور آدھ سیر سوجی ملا کر قوام کر لیں پھر بادام، چھوہارا، ناریل، چلغوزہ بقدر مناسب ملا لیں خوراک دو تولہ تک یا گاجر کا حلوا کھلائیں اور غذا عمدہ کھلائیں۔ (۱۰) دودھ پلانے والی کوئی چیز نقصان کرنے والی نہ کھائے اسی طرح تیز ترش کا سالن اور رائی اور پودینہ نہ کھائے ان چیزوں سے دودھ بگڑتا ہے۔ (۱۱) اگر دودھ چھاتیوں میں جم جائے اور تکلیف دے اور چھاتیوں میں کھچاؤ معلوم ہونے لگے تو فوراً علاج کریں۔ ایک علاج یہ ہے کہ ایک ایک تولہ بنفشہ اور خطمی اور گل بابونہ اور دو دو تولہ خیسو کے پھول لیکر دو سیر پانی میں اوٹا کر گرم گرم پانی سے دھاریں اور انہی دواؤں کو رکھ کر باندھیں جب ٹھنڈا ہو جائے اتار دیں۔ (۱۲) جس کا دودھ خراب ہو بچہ کو نہ پلائیں ایک بوند ناخن پر ڈال کر دیکھ

[1] اس وقت جو چیز تالو پر لگا دی جاتی ہے تمام عمر موافق رہتی ہے حتیٰ کہ بعض بچوں کے تالو میں کچلہ گھس کر مصری رکھا گیا تو تمام عمر بچھو کا زہر نہ چڑھا۔

نہیں اگر فوراً بہہ جائے یا بہت دیر تک نہ بہے تو خراب ہے اور اگر ذرا بہہ کر رہ جائے تو عمدہ ہے اور جس دودھ پر مکھی نہ بیٹھے وہ برا ہے۔ مسان کا علاج۔ مسان ایک مرض ہے جس کی بہت سی صورتیں ظہور میں آتی ہیں کوئی بچہ سوکھ سوکھ کر مر جاتا ہے کسی کو کیوڑا (ام الصبیان) کے دورے پڑتے ہیں کوئی دستوں سے ہلاک ہو جاتا ہے کسی کو پیاس اور تپ کس بہت ہوتی ہے کسی کے بچے سوتے سوتے مر کر رہ جاتے ہیں۔ کسی کے بچے دو برس تک یا اس سے کم و بیش مدت تک اچھے رہتے ہیں پھر ایک دم مر جاتے ہیں یہ سب مسان کی شاخیں ہیں۔ یہ مرض بچہ کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے بچے میں۔ یہ کہ جب اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تو لگاتار بچے مرتے ہی چلے جاتے ہیں جب تک ماں کا علاج نہ ہو۔ شروع حمل میں بلکہ حمل سے پہلے اس کی دوا نہ کی جائے بچہ کو نفع نہیں پہنچتا کیونکہ یہ مرض آج کل بکثرت ہونے لگا ہے اس واسطے اس کا علاج لکھا جاتا ہے۔ مفصل علاج تو اس کا بہت طول چاہتا ہے یہاں چند نسخے اس مرض سے حفاظت کیلئے اور چند ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں۔ (۱) عورت کا علاج حمل سے پہلے کسی ہوشیار حکیم سے کراؤ اگر ضرورت مسہل کی ہو تو بہ رعایت خون کی صفائی اور زہر کے اخراج اور تقویت دل کا مسہل دیا جائے۔ (۲) پھر حمل کی حالت میں پہلے ماہ چہارم وہ معجون دی جائے جو حمل کی تدبیروں کے بیان میں گزری جس کا نام معجون محافظ حمل ہے جس کی پہلی دوا بہرادہ صندل سفید ہے چالیس دن کھلا دیں وہ معجون ہر مزاج کے موافق ہے۔ (۳) وہ معجون چالیس دن کھا کر چھوڑ دیں اور یہ گولی برابر بچہ ہونے تک کھاتی رہیں اور جب بچہ پیدا ہو تو بچہ کو بھی برابر دو برس تک کھلاتی رہیں اور خود بھی کھاتی رہیں۔ گولی کا نسخہ یہ ہے۔ تلسی کے پتے خطمی کے پتے۔ جھڑ جڑی کی جڑ۔ اکاس بیل جو ببول کے درخت کی نہ ہو۔ کرنجوے کے پتے۔ ارنڈ کے پتے سب ڈھائی ڈھائی ماشہ لے کر سایہ میں خشک کریں۔ پھر عود صلیب، بہمن، دانہ الائچی کلاں چار چار ماشہ دانہ الائچی خورد دو ماشہ۔ زرنب یعنی تالیس پتر ڈھائی ماشہ سب کو کوٹ چھان لیں اور زہر مہرہ خطائی، اصل نارجیل دریائی، جدوار خطائی، بیخ گلاب میں کھرل کریں اور خشک تین چاول، زعفران اصلی تین رتی ملا کر خوب کھرل کریں اور سب ادویات کو ملا کر شہد ہم وزن میں ملا کر گولیاں چنے کے برابر بنالیں اور ایک گولی روز کھلا دیں اور جب بچہ پیدا ہو تو اس کو چوتھائی گولی دیں پھر چند روز کے بعد آدھی گولی پھر سال بھر کے بعد ایک گولی روز دیں یہ گولی بچہ کے بہت سے امراض کیلئے مفید ہے اور نقصان کسی حال میں نہیں کرتی۔ (۴) مسان کے مرض کیلئے سب سے ضروری تدبیر یہ ہے کہ ماں کا دودھ بالکل نہ دیا جائے کوئی دوسری تندرست عورت دودھ پلاوے یا بکری گائے وغیرہ یا ولایتی ڈبے کے دودھ سے پرورش کی جائے۔ غرض ماں کے دودھ میں زہر ہوتا ہے یا تو ماں کا دودھ بالکل نہ دیا جائے یا ممکن ہو تو ماں کے دودھ کی صفائی کی تدبیریں کسی کامل اور تجربہ کار حکیم کی رائے سے کی جائیں مگر یہ مشکل ہے لہٰذا ماں کا دودھ نہ دینا ہی مناسب ہے۔ (۵) بچے کے گلے میں عود صلیب نردار و لسانی میں سوراخ کر کے دورے میں پرو کر ڈال دیا جائے۔ (۶) اگر بچہ کو مسان ہو گیا ہے تو اس کی تدبیریں اور علاج میں جو صورتیں پیش آئیں اس کے موافق حکیم کو اطلاع کر کے کریں اور بہت صورتوں کا علاج کتاب ہذا میں لکھ دیا گیا ہے۔ (۷) مسان کو تعویذ گنڈوں سے بھی بہت فائدہ ہوتا

ہے۔ کسی دیندار مسلمان عالم سے رجوع کریں جاہلوں اور بددینوں سیانوں سے ہرگز رجوع نہ کریں یہاں ایک عمل
اسی حصہ کے آخر میں جھاڑ پھونک کے بیان میں لکھا گیا ہے نہایت مجرب ہے۔

بچوں کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

(۱) سب سے بہتر ماں کا دودھ ہے بشرطیکہ مسان کا مرض نہ ہو اور اگر مسان کا مرض ہو تو سب سے
بدتر ماں کا دودھ ہے (مسان کا بیان پہلے گزر چکا) تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچے کے منہ میں دے تو بچہ کو
فائدہ پہنچتا ہے بلکہ یہ عادت کر لیں کہ ہر دفعہ دودھ پلانے سے پہلے ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو بہت مفید ہے۔
(۲) جب بچہ سات دن کا ہو جائے گہوارے میں جھلانا اور لوری (گیت) سنانا اس کو بہت مفید ہے گود میں لیں
یا گہوارے میں لٹا دیں بچہ کا سر اونچا رکھیں۔ (۳) بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے اس کا دماغ فوٹو کی سی خاصیت
رکھتا ہے جو کچھ اس میں آنکھ کی راہ سے یا کان کی راہ سے پہنچتا ہے منتقل ہو جاتا ہے اور تمام عمر محفوظ رہتا ہے۔
اگر اچھی تعلیم دینی ہو تو بچے کے سامنے تمیز اور سلیقے کی باتیں کریں کوئی حرکت خلاف تہذیب نہ کریں اور کوئی
بات بری شدت سے نہ نکالیں بلکہ کلام پڑھتے رہیں۔ (۴) جب دودھ چھوڑنے کے دن نزدیک آئیں اور بچہ
کچھ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھیں کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں۔ اس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل سے
نکلیں اور ہمیشہ کیلئے دانت کمزور رہیں۔ (۵) کسی حالت میں غذا پیٹ بھر کر کھلاویں نہ پانی زیادہ پلاویں اس
سے معدہ ہمیشہ کو کمزور ہو جاتا ہے اگر ذرا بھی پیٹ پھولا دیکھیں تو غذا بند کر دیں اور جس طرح ہو سکے بچے کو سلا
دیں اس سے غذا جلدی ہضم ہو جاتی ہے۔ (۶) اگر گرمی میں دودھ چھڑایا جائے تو پیاس اور بھوک نہ ہونے
دیں اس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر روز تربوز بہی دانہ گلاب یا پانی میں گھس کر پلائیں اور زیادہ چکنائی نہ کھلائیں اور ہمیشہ
تیسرے دن تالو پر بہی دانہ کی لگدی رکھیں یا نشاستہ گلاب میں ملا کر تالو پر ملا کریں اس سے سوکھنے کے عارضے سے
بھی حفاظت رہتی ہے اور اگر بہت جاڑوں میں دودھ چھڑایا جائے تو سردی سے بچائیں اور کوئی ثقیل چیز کھانے
نہ دیں اور بدہضمی کا خیال رکھیں۔ (۷) جب مسوڑھے سخت ہو جائیں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو مرغے کی
چربی مسوڑھوں پر ملا کریں اور سر اور گردن پر تیل خوب ملا کریں اور کان میں بھی تیل خوب ڈالا کریں۔ کبھی کبھی
شہد یا روغن بنفشہ نیم گرم کر کے کانوں میں ڈال دیا کریں کہ میل نہ جمے اور اس دوا کا استعمال کریں کہ دانت آسانی
سے نکلیں۔ السی اور میتھی کے بیج اور خطمی کی جڑ اور گل بابونہ سب چھ چھ ماشہ رات کو پانی میں بھگو دیں صبح جوش دے کر مل کر
چھان کر تین تولہ روغن گل اور ایک تولہ شہد خالص اور ایک تولہ بکری کے گردے کی چربی اور مرغی کی چربی ملا کر پھر
پکائیں کہ پانی جل کر مرہم سا ہو جائے پھر اس میں چھ ماشہ زعفران باریک پیس کر ملا کر رکھیں اور نیم گرم کر کے ہر
روز مسوڑھوں پر ملا کریں اور اگر مرغی کی چربی نہ ہو تو گائے کی نلی کا گودا ملیں اور کبھی دانتوں کے نکلنے سے
بچے کے ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں اس وقت سر اور گردن پر تیل ملیں۔ (۸) جب دانت کسی قدر نکل
آئیں اور بچہ کچھ چبانے لگے تو ایک گرہ ملٹھی کی اوپر سے چھیل کر پانی میں بھگو کر نرم کر کے بچے کے ہاتھ میں

دیں کہ اس سے کھیلا کرے اور اس کو چبایا کرے اس سے ایک تو اپنی انگلیاں نہ چبائے گا۔ دوسرے دانت نکلنے میں مسوڑھے نہ پھولیں گے اور درد نہ کریں گے اور کبھی کبھی نمک اور شہد ملا کر مسوڑھوں پر ملتے رہیں اس سے منہ نہیں آتا اور دانت بہت آسانی سے نکلتے ہیں۔ (۹) جب بچہ کی زبان کچھ کھل چلے تو کبھی کبھی زبان کی جڑ کو انگلی سے مل دیا کریں اس سے بہت جلدی صاف بولنے لگتا ہے۔ (۱۰) حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بری عادتوں سے تندرستی خراب ہو جاتی ہے لہٰذا بچہ کی عادتیں درست رکھنے کا بہت خیال رکھیں کوئی اور بھی اس کے سامنے بیہودہ حرکت نہ کرنے پائے۔ (۱۱) بچوں کو کسی خاص غذا کی عادت نہ ڈالو بلکہ موسم کی چیزیں سب کھانے رہنے کی عادت رہے البتہ بار بار نہ کھلاؤ جب تک ایک چیز ہضم نہ ہو جائے دوسری نہ دو اور کوئی چیز اتنی نہ کھلاؤ کہ ہضم نہ ہو سکے اور سبز میووں پر پانی نہ دو اور کھٹائی زیادہ نہ کھانے دو خاص کر لڑکیوں کو اور بچوں کو تاکید رکھو کہ کھانا کھانے میں اور پانی پینے میں نہ ہنسیں نہ کوئی ایسی حرکت کریں کہ جس سے لقمہ یا پانی ناک کی طرف چڑھ جائے۔ جس قدر مقدور ہو بچوں کو اچھی طرح غذا دو اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آجائے گی تمام عمر کام آئے گی خاص کر جاڑوں میں میوہ یا تل کے لڈو کھلا دیا کرو۔ ناریل اور مصری کھانے سے طاقت بھی آتی ہے اور چنونے پیدا نہیں ہوتے اور سوتے میں پیشاب زیادہ نہیں آتا۔ اسی طرح اور میووں میں اور فائدے ہیں۔ (۱۲) بچوں کو محنت کی عادت ضرور ڈالیں۔ بلکہ بقدر ضرورت لڑکوں کو ڈنڈ مگدر کی اور مقدور ہو تو گھوڑے کی سواری کی۔ لڑکیوں کو چھوٹی چکی پھر بڑی چکی پھر چرخہ پھیرنے کی عادت ڈالیں۔ (۱۳) ختنہ جتنی چھوٹی عمر میں ہو جائے بہتر ہے تکلیف کم ہوتی ہے اور زخم جلدی بھر جاتا ہے۔ (۱۴) بہت چھوٹی عمر میں شادی کر دینے میں بہت سے نقصان ہیں بہتر تو یہی ہے کہ جب لڑکا کمانے اور لڑکی گھر چلانے کا بوجھ اٹھا سکے اس وقت شادی کی جائے۔

بچوں کی بیماریوں اور علاج کا بیان

فائدہ۔ بچوں کو بہت تیز دوا مت دو خواہ گرم ہو جیسے اکثر کشتے یا سرد ہو جیسے کافور اس کی احتیاط دودھ پینے تک تو بہت ضروری ہے پھر بھی چودہ پندرہ برس کی عمر تک خیال رکھو اور دودھ پیتے بچے کے علاج میں دودھ پلائی کو پرہیز رکھنے کی بہت ضرورت ہے اور جب تک بچہ دس برس کا نہ ہو جائے فصد ہرگز نہ لیں اگر بہت ہی لاچاری ہو تو بجری سینگیاں لگا دیں اور یاد رکھو جب کوئی ترش دوا یا غذا بچہ کو دی جائے تو دودھ پلانے سے دو گھنٹے کا فاصلہ ضرور ہے تاکہ دودھ کے ساتھ ترشی معدہ میں نہ جمع ہو بعض دفعہ بہت نقصان ہو جاتا ہے۔ اب کچھ بیماریاں لکھی جاتی ہیں۔

اُمّ الصبیان۔ اس کو کیوے [1] اور مسان بھی کہتے ہیں اس میں بچہ یک لخت بے ہوش ہو جاتا ہے اور ہاتھ

[1] اس مرض کیلئے بہت ضروری تدبیر یہ ہے کہ بچہ کو قبض نہ ہونے دیں گھٹی دیتے رہیں [illegible] دیا کریں اور دودھ پلانے والی کو بھی قبض نہ ہونے دیں۔

پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں اور منہ میں جھاگ آجاتے ہیں پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے۔ یہاں چند ضروری باتیں سمجھ لو۔ جب دورہ پڑے تو فوراً بازو اور رانیں کسی قدر کس کر باندھو اور رائی سے ہتھیلیوں اور تلووں کو مالش کرو اور منہ میں سے جھاگ [1] صاف کرو اور اس مرض والی کو بہت تیز اور چمکدار چیز ان کی طرف دیکھنے سے اور بھیڑ اور گائے کے گوشت سے ضرور بچانا چاہئے چند روز سر منڈانا اور بچے کے بستر پر چاروں طرف ذرا ذرا سا رکھ دینا مفید ہے خاص کر چاند کے شروع مہینے میں کیونکہ یہ دن دورہ کی زیادتی کے ہیں اور اکثر بڑے ہوکر [2] یہ مرض خود بخود بھی جاتا رہتا ہے اور چونکہ یہ مرض اکثر رحم کی خرابی سے ہوتا ہے اس واسطے جس عورت کے بچوں کو یہ مرض ہوتا ہے اس کو اس معجون کا کھانا بہت مفید اور ضروری ہے جو حمل کی تدبیروں کے بیان میں بالکل اخیر میں لکھی ہے جس کے اول میں ادنہ صندل ہیں۔ سوکھا [3] اس میں بچے کو بہت پیاس لگتی ہے اور تالو کی حرکت موقوف ہو جاتی ہے اور دم بدم سوکھتا چلا جاتا ہے اخیر میں کھانسی بھی ہو جاتی ہے اور دست آنے لگتے ہیں۔ علاج یہ ہے کہ کدو لمبی لوکی یا خرفہ دو تولہ پیس کر روغن گل ملا کر ٹکیہ بنا کر سر پر رکھیں جب وہ گرم ہو جائے بدل دیں اور دو دو ماشہ تخم خرفہ اور تخم کاسنی گاؤزبان کے عرق میں پیس کر چھان کر ایک تولہ شربت انار شیریں ملا کر چار رتی طباشیر اور زہر مہرہ دو تولہ عرق بید مشک میں گھس کر ملا کر پلائیں اور دست آتے ہوں تو خرفہ اور تخم کاسنی کو ذرا بھون کر پیسیں اور اگر کھانسی ہو تو دو ماشہ خطمی بھی پیس دیں اور ہاتھ پاؤں پر ہر روز مہندی لگانا اور ٹھنڈی پانی سے دھونا بھی مفید ہے اگر بچہ دودھ پیتا ہے تو دودھ پلانے والی کو ٹھنڈی غذا دیں جیسے کدو، ترئی، پالک، کھیرا، آش جو وغیرہ اور اس کو بھی ٹھنڈی دوائیں پلائیں اور اگر بچہ دودھ نہ پیتا ہو تو اس کیلئے سب سے بہتر غذا آش جو ہے اور جب دست بند ہوں تو کھچڑی اور ساگودانہ دیں۔ ڈبہ۔ جس کو پسلی کا چلنا بھی کہتے ہیں اس کے شروع میں گرم و خشک دوا نہ دیں جیسے گلقند یا ہلدی پان وغیرہ بلکہ جس روز ڈبہ ہو یہ گھٹی دیں۔ دو دانہ عناب، چار دانہ سپستاں، دو دو ماشہ گل بنفشہ، خطمی، گاؤزبان اور ایک ماشہ ابریشم خام مقرض گرم پانی میں بھگو کر اور دو دو تولہ ملتا اور ترنجبین اور ایک تولہ خمیرہ بنفشہ ملا کر بھگو کر مل کر چھان کر ملا دیں اور چار دانہ مغز بادام پیس کر بھی ملا دیں اور ایک ایک دن بیچ دے کر تین دفعہ یہ گھٹی دیں اور اول دن سے سینہ پر اس تیل کی مالش کریں چھ چھ ماشہ السی اور تخم خطمی اور گل بنفشہ اور میتھی کے بیج اور مکو خشک پانی میں بھگو کر جوش دیکر خوب مل کر چھان کر چار تولہ روغن گل اور دو تولہ موم زرد ملا کر پھر پکائیں یہاں تک کہ پانی جل کر صرف تیل رہ جائے پھر اس تیل میں تین ماشہ مصطگی پیس کر ملا کر رکھ لیں اور نیم گرم کر کے سینہ پر اور جہاں گڑ جاتا ہو دن میں دو تین بار مالش کریں اور روئی گرم کر کے باندھ دیں کبھی اس مالش سے بھی آرام ہو جاتا ہے گھٹی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جونکوں کی پسلی کے دبانے کو بھی مفید ہے۔ گھٹی کے بعد اگر گلقند یا مشک وغیرہ دیں تو کچھ ڈر نہیں۔ بچے کو اور دودھ

---

[1] مساج کا علاج مفصل اوپر لکھا گیا ہے۔

[2] جو عجیب زیادہ دورے کے پہلے شروع کرکے ذرا سے میں پڑتے تھے میں ڈال دو۔

[3] اس کو تپ بھی کہتے ہیں اور عربی میں ہزال کہتے ہیں۔

کر اول چٹائیں۔ پھر پھٹکری، تخم کاسنی، ہلیلہ، کوکنار، تخم خرپزہ، تخم خیارین سب دو دو ماشہ پیس کر شربت بزوری بارد ایک تولہ ملا کر پلائیں۔ چنونے۔ یعنی چھوٹے کیڑے جو پاخانہ کے مقام میں ہو جاتے ہیں۔ اس کی ایک دوا تو دستوریوں کی بیان میں لکھی گئی ہے اور یہ دوا کھانے کی ہے۔ ایک ایک تولہ بیخ سوسن اور بادیان کوٹ چھان کر دو تولہ قند سفید ملا کر رکھ لیں اور تین ماشہ سے چھ ماشہ تک ہر روز پانی کے ساتھ پھنکائیں اور ناریل اور مصری کھلائیں اور یہ دوا رکھنے کی ہے۔ موم کو گلا کر سوکھی مہندی پسی ہوئی ملا کر بچہ کی انگلیوں سے چار انگل کے برابر بتی بنا کر پاخانہ کے مقام میں رکھیں تھوڑی دیر کے بعد بتی کو کھینچ لیں کیڑے اس پر لپٹ آئیں گے۔ بادی چیزوں سے بچائیں اور دودھ پانی کو پرہیز کرائیں۔

خروج مقعد یعنی کانچ نکلنا۔ پرانی چھالی کا چورا جلا کر اس پر چھڑکیں اور ہاتھ سے اندر کو دبائیں اور ناسپال اور شہتوت کے پتے اور کانفل کی چھال اور سفید پھٹکری اور مازو سب چھ چھ ماشہ پوٹلی میں باندھ کر دو سیر پانی میں پکائیں۔ جب خوب پک جائے پوٹلی کو نکال لیں اور اس نیم گرم پانی میں بچے کو ناف تک بٹھائیں جب ٹھنڈا ہو جائے نکال لیں اور بڑے ہو کر یہ مرض خود بھی جاتا رہتا ہے۔

سوتے میں پیشاب نکل جانا۔ ایک دو وقت اٹھا کر پیشاب کرا دیا کریں اور کھانے کی دوا مثانہ کے کمزور ہونے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

چنک۔ یعنی پیشاب بوند بوند سوزش سے آنا۔ بیر بہوٹی کا تیل ایک بوند بتاشہ پر ڈال کر کھلائیں اس روغن کی ترکیب خاتمہ میں ہے اور ٹیسو کے پھولوں کے گرما گرم پانی سے دھاریں۔ اگر اس سے نہ جائے تو حکیم سے علاج کرائیں۔

بخار۔ اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے صرف ہم کئی باتیں کام کی لکھے دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ بچہ اگر دودھ پیتا ہو تو دودھ پلانی کو دوا پلاؤ اور پرہیز کرانا بہت ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ سینگیاں کھچوانا اور پاشویہ کرانا اور غفلت کے وقت سر پر دوا رکھنا جیسا یہ تدبیریں بڑوں کیلئے ہوتی ہیں بچوں کیلئے بھی ہوتی ہیں ان سب تدبیروں کا ذکر بخار کے بیان میں گزر چکا ہے۔ تیسرے یہ کہ اکثر بچوں کو بخار پیٹ کی خرابی سے ہوتا ہے اگر ایسا ہو تو قبض کا علاج کریں جس کا بیان اوپر آچکا ہے۔

چیچک۔ اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے یہاں چند ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں۔ (۱) جیسے اور بیماریوں کا علاج ہے ایسے ہی چیچک کا بھی ہے یہ سمجھنا غلط ہے کہ اس میں علاج نہیں کرانا چاہئے۔ (۲) چیچک والے کے پاس چراغ رکھ کر گل نہ کریں دور لے جا کر گل کریں اس کی بو نقصان کرتی ہے اسی طرح گوشت وغیرہ آگ پر دور بھنوائیں کہ اس کے بگھار کی خوشبو اس کی ناک تک نہ پہنچے اس سے بھی نقصان پہنچتا ہے اور دھونی کے دھوئیں سے بچیں کر فوراً اس کے پاس نہ آوے اس کی خوشبو بھی نقصان دیتی ہے اور اس کو گرم اور سرد ہوا سے بچاؤ۔ (۳) چیچک اکثر نکلتے جاڑوں میں ہوا کرتی ہے۔ ان دنوں میں احتیاطاً یہ دوا کھلا دیا کریں۔ رتی دو رتی بچے صدفی عرق بید مشک اور عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے رکھ لیں اور ایک چاول خمیرہ گاؤزبان یا شربت عناب میں

موم کو چار تولہ روغن نیلوفر میں پگھلا کر اس میں سب دوائیں ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر ایک تولہ خالص سرکہ ملا کر دوبارہ رگڑیں اور سر پر لگایا کریں۔ دوسری دوا۔ بہت کم خرچ دو تولہ چنے کا آٹا اور تین ماشہ توتیا خوب باریک پیس کر گھی وہی میں ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر سر پر ملیں اور ایک گھنٹہ کے بعد نیم کے پانی سے دھو ڈالیں اکثر ایک ہفتے میں آرام ہو جاتا ہے۔ دوا اس پر باسی منہ کا لعاب لگانا بہت مفید ہے اگر اس سے نہ جائے تو اوپر جو دوائیں داد کی لکھی گئی ہیں ان کو برتیں۔ جل جانا۔ اس کی دوائیں اوپر جل جانے کے بیان میں آ چکی ہیں۔

طاعون

اس کے موسم میں ان باتوں کا خیال رکھیں۔ (۱) مکان خوب صاف رکھیں جہاں تک ہو سکے نمی نہ ہونے دیں ہفتے میں ایک دو بار گھر سے اور کوٹھری میں ان چیزوں کی دھونی دیں۔ جھاؤ چاہے تر ہو یا خشک ہو اور نیم کے پتے دونوں آدھ آدھ سیر اور رونج عقربی اور گوگل دو دو تولہ سب کو آگ پر ڈال کر دروازہ بند کر دیں تا کہ دھواں بھر جائے پھر کھول دیں اور صاف کر دیں اور مکان میں سرکہ یا گلاب تھوڑا تھوڑا چھڑکتے رہیں اور اسی طرح گندھک سلگانا یا ہینگ گلاب میں گھول کر چھڑکنا مفید ہے اور دو چار کھلے منہ کے برتنوں میں سرکہ اور ترشی ہوئی پیاز بھر کر چاروں طرف لیٹنے کے مکان میں رکھ دیں۔ (۲) پانی بہت صاف ہیں بلکہ پکا ہوا پانی اچھا ہے اور کیوڑہ ڈال کر پینا نہایت مفید ہے اور اگر مزاج بہت ٹھنڈا نہ ہو تو پانی میں ذرا سا سرکہ ملا کر پینا بہت مفید ہے اور مجرب ہے اور پانی خوب ٹھنڈا پئیں۔ (۳) سرکہ پیاز اور لیموں اکثر کھایا کریں اور یہ چیزیں بہت کم کھائیں زیادہ چکنائی اور گوشت اور مٹھائی اور مچھلی اور دودھ دہی اور سبز ترکاریاں میوے جیسے انگور اور کھیرا اور ککڑی اور تربوز خربوزہ وغیرہ۔ (۴) زیادہ بھوکے نہ رہیں اور قبض ذرا نہ ہونے دیں ذرا بھی پیٹ بھاری پائیں فوراً کم کر دیں اور گلقند وغیرہ کھائیں۔ (۵) زیادہ گرم پانی سے نہ نہائیں اگر برداشت ہو تو ٹھنڈے پانی سے نہائیں ورنہ تازہ پانی سے۔ (۶) میاں بیوی کم سوئیں بیٹھیں۔ (۷) خوشبو اور عطر کا اکثر استعمال کریں خاص کر گلاب اور خس کا عطر اور مکان میں خوشبودار پھول کے درخت لگائیں جیسے بیلا، چنبیلی، گلاب اور کافور مکان کے کونوں میں ڈالیں اور بازو پر باندھیں۔ (۸) آگ کا تیل نہ لگائیں نہ جلائیں۔ (۹) اور یہ دوائیں اپنے بچوں کے استعمال میں رکھیں۔ دوا۔ وہ گولی جو بڑے آدمیوں کے بخار کے بیان میں لکھی گئی ہے جس میں زہر مہرہ خطائی ہے۔ دوسری دوا۔ بے سوراخ موتی ڈیڑھ ماشہ اور زہر مہرہ خطائی چھ ماشہ صندل سفید تین ماشہ اور جدوار عشقی زرنبی سوا ماشہ اور مشک خالص اور کافور ایک ایک رتی اور ورق نقرہ ایک رتی سرمے کی طرح کھرل کر کے لعاب اسپغول میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنا لیں اور ایک گولی صبح اور ایک گولی شام کو کھایا کریں۔ تیسری دوا۔ زعفرانی گولی بڑی برکت کی۔ نیم کے سبز پتے یا سبز پھول اور چرائتہ اور شاہترہ تینوں کو ہم وزن لیکر الگ الگ رات کو پانی میں بھگو دیں صبح کو چرائتہ اور شاہترہ کو نکال لیکر نیم کے پتوں اور پھولوں کو اسی کے پانی میں پیس کر پھر اس

پینے کی تیسری دوا: یہ مسہل ٹھنڈا اور نہایت ہی مفید ہے۔ چھ چھ ماشہ ہلیلہ سیاہ اور چھ دانہ شگوفہ نیم کی چھکی ہوئی اور ایک تولہ گل سرخ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح کو دو تولہ گلقند آفتابی چار تولہ شکر سرخ اس میں ملا کر چھان کر چار تولہ شربت دینار دو تولہ مغز بادام شیریں کا شیرہ ملا کر خوب ٹھنڈا کر کے پلائیں اور ہر دست کے بعد خوب ٹھنڈا پانی دیں چاہے جاہی چاہے برف کا دیں اور ایک ایک دن بیچ کر کے تین دفعہ یہ مسہل دیں اور ناغہ والے دن پانچ ماشہ تخم ریحان پھنکا کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر پلائیں۔

طاعون کے لیے ایک مفید علاج: یہ تجربہ سے صحیح ثابت ہوا ہے مریض کو آٹھ دن تک سوائے دودھ کے کھانے پینے کو کچھ نہ دیں۔ جب بھوک پیاس لگے تو دودھ ہی پلا دیں اگر برف سے ٹھنڈا کر دیں تو بہتر ہے دودھ بکری کا ہو یا گائے کا اور گلٹی پر میٹھا تیلیا اکاس بیل کے پانی میں پیس کر لیپ کریں۔ اوپر سے نیم کے پتے گرم کر کے باندھیں۔

متفرق ضروریات اور کام کی باتیں

گوشت رکھنے کی ترکیب: کاغذی لیموں کے عرق پر اگر پاؤ گز کھرل کر کے گوشت پر سب طرف خوب مل دیں پھر شورہ قلمی باریک پیس کر چھڑکیں اور خوب مل دیں پھر لاہوری نمک پیس کر یا سانبھر نمک چھڑک کر لیں اور دھوپ میں سکھا لیں اس طرح گوشت مہینوں تک رہ سکتا ہے۔

انڈا رکھنے کی ترکیب: انڈے کو دھو کر تیل میں یا چونے کے پانی میں ڈال دیں مدتوں تک نہ بگڑے گا۔

گوشت گلانے کی ترکیب: انجیر اور سہاگہ اور نوشادر اور پھٹکری پیس کر رکھ لیں اور وہی میں یا انڈے کی سفیدی میں تھوڑا سا اس میں سے ملا کر گوشت سکھا کر دیگچی میں رکھ کر تقریباً آٹھ منٹ تک سرپوش ڈھانک کر ہلکی آنچ دیں گوشت حلوا ہو جائے گا پھر جس طرح چاہیں پکائیں۔

مچھلی کا کانٹا گلانے اور پکانے کی ترکیب: مچھلی ایک سیر، ادرک آدھ پاؤ، چھاچھ آدھ سیر اگر کھٹی ہو اور اگر کھٹی نہ ہو تو ایک سیر مچھلی کو کرن اور آلائش سے صاف کر کے ٹکڑے کریں اور ان ٹکڑوں کو دیگچی میں بچھا دیں اس طرح کہ درمیان میں ذرا سی جگہ خالی رہے۔ اس خالی جگہ میں ذرا سی آگ رکھ کر تھوڑا سا موم اس آگ پر ڈالیں اور کسی برتن سے دیگچی کو ڈھانک دیں تا کہ موم کا دھواں مچھلی کے قتلوں میں پہنچ جائے اور پانچ منٹ کے بعد کھول دیں اس سے مچھلی میں بساند بالکل نہ رہے گی پھر مچھلی کا مصالحہ تیل یا گھی میں بھون کر وہ قتلے دیگچی میں چنیں اور ادرک باریک تراش کر چھاچھ میں ملا کر اور پانی بھی بقدر مناسب ملا کر دیگچی میں ڈالیں اور منہ آٹے سے بند کر کے بہت ہلکی آنچ پر پکائیں کانٹا گل جائے گا۔ اگر مچھلی کو تیل میں پکانا ہو تو تیل کے صاف کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ سرسوں کے تیل کو آگ پر رکھ دیں اور سرپوش سے ڈھانک کر دیں اور دہی کا پانی جتنی دہی کا تو سرپوش کا ذرا سا کنارا اٹھا کر ڈالیں اور فوراً ڈھانک دیں تا کہ تیل آگ نہ لے لے ذرا دیر کے بعد دہی کا پانی اور ڈالیں اس طرح تین دفعہ میں بالکل صاف ہو جائے گا اور بو مطلق نہ رہے گی اگر مچھلی کا کانٹا

صغیر۔ پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی، بہیڑہ، آملہ، چھوٹی ہڑ، کوٹ چھان کر روغن بادام سے یا گائے کے گھی سے چکنا کر کے اور دو تولہ دھنیہ کوٹ چھان کر ان سب کو رکھ لیں اور چھتیس تولہ شکر سفید کا قوام کر کے وہ دوائیں ملائیں اور چالیس دن تک جو یا گیہوں میں دبا رکھیں پھر کھائیں خوراک ایک تولہ سوتے وقت ہے بعض بجائے شکر کے شہد ڈالتے ہیں اور بعض ہڑ کے مربہ کا شیرہ۔ یہ اطریفل تشنیزی ہے۔ اگر اس میں دھنیہ نہ ڈالیں تو اطریفل صغیر کہتے ہیں۔ (۶) **اطریفل زمانی**۔ یہ اطریفل سب مزاجوں کے موافق ہوتا ہے۔ تحریک نزلہ اور مالیخولیا یعنی جنون اور تبخیر کیلئے مفید ہے اور بہت سے فائدے ہیں پوست ہلیلہ سوا گیارہ ماشہ آملہ خشک سوا گیارہ ماشہ پوست ہلیلہ کابلی ساڑھے بائیس ماشہ، پوست ہلیلہ زرد ساڑھے بائیس ماشہ، ہلیلہ سیاہ ساڑھے بائیس ماشہ سب کو کوٹ چھان کر ساڑھے پانچ تولہ روغن بادام خالص سے چکنا کر کے برادہ صندل سفید پونے سات ماشہ، کتیرا پونے سات ماشہ، گل سرخ سوا گیارہ ماشہ، طباشیر سوا گیارہ ماشہ، گل نیلوفر سوا گیارہ ماشہ، بنفشہ ساڑھے بائیس ماشہ، سقمونیا مشوی ساڑھے بائیس ماشہ، تربد سفید مجوف پینتالیس ماشہ، دھنیہ پینتالیس ماشہ کوٹ چھان کر تیار کریں پھر ساڑھے بائیس ماشہ گل بنفشہ اور پچاس دانہ عناب اور پچاس دانہ سپستاں پانی میں جوش دیکر چھان کر اور ساڑھے چھ چھٹانک شہد خالص اور ساڑھے دس چھٹانک مربہ کی ہڑ کا شیرہ ملا کر قوام کر کے اوپر کی دوائیں ملادیں اور چالیس روز غلہ میں دبا رکھیں۔ اگر جلدی ہو تو دس روز ضرور دبائیں۔ خوراک سوتے وقت سات ماشہ سے ایک تولہ تک ہے اور اگر اس میں یہ مغزیات اور بڑھالیں تو بے حد مقوی دماغ ہو جائے۔ مغز کدو دو تولہ مغز تخم تربوز دو تولہ اور تخم خشخاش سفید دو تولہ اور تخم کاہو دو تولہ اور مغز بادام دو تولہ خوب کوٹ کر ملائیں اگر نزول الماء یعنی موتیا بند ہو اس ترکیب سے کھائیں تو نہایت مفید ہے۔ (۷) **سقمونیا کا مشوی کرنا**۔ یعنی بھوننا سقمونیا کو پیس کر ایک تھیلی میں کر کے ایک انار یا سیب یا امرود میں رکھ کر آٹے میں لپیٹ کر چولہے میں دبادیں جب گولا سرخ ہو جائے سقمونیا کو نکال لیں۔ بس مشوی ہو گئی اور غیر مشوی انتڑیوں کو نقصان کرتی ہے۔ (۸) **جوارش کمونی**۔ مربائے ادرک تین تولہ، گلقند آفتابی سات تولہ اور مربائے ہلیلہ گٹھلی دور کر کے چار تولہ ڈیڑھ پاؤ گلاب میں بے مرچ کی سل پر خوب پیس کر قند سفید چار تولہ اور شہد خالص چار تولہ ساڑھے چار ماشہ ملا کر قوام کر کے تین تولہ زیرہ سیاہ جو کہ سرکہ میں بھگو کر سکھایا گیا ہو اور چار چار ماشہ یہ چار دوائیں فلفل سفید، برگ سداب، دار چینی قلمی، بہیدہ مرغ کوٹ کر چھلنی میں چھان کر ملائیں خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے دیاکی درد اور بار بار پاخانہ آنے کو بہت مفید ہے۔ [1] **جوارش مصطگی**۔ طباشیر ایک تولہ اور مصطگی رومی ایک تولہ اور دانہ الائچی خورد چھ ماشہ پیس کر پاؤ بھر گلاب اور آدھ پاؤ قند کا قوام کر کے اس میں ملالیں [2] خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ بھوک کم لگنے اور بار بار پاخانہ جانے کو مفید ہے اگر کھانے کے بعد کھالیں تو ہاضم ہے۔ اگر اسی جوارش میں

---

[1] جس کو پیٹ کے درد کا عارضہ ہو ایک سال تک کھاوے تو درد موقوف ہو جائے۔

[2] [illegible]

لیموں کی سکنجبین کہتے ہیں۔ (۱۹) شربت انجبار۔ پانچ تولہ بیخ انجبار رات کو پانی میں بھگوئیں صبح کو جوش دیکر مل کر چھان کر پاؤ بھر قند سفید ملا کر قوام کر لیں خوراک دو تولہ ہے نکسیر اور حیض اور دستوں کو روکتا ہے تاثیر میں گرم ہے اور ٹھنڈا کرنا منظور ہو تو ڈھائی ڈھائی تولہ برادہ صندل سرخ اور برادہ صندل سفید بھی اسی پانی میں بھگو دیں اور شکر یا قند کا وزن آدھ سیر کر دیں۔ (۲۰) شربت بزوری بارد۔ تخم خیارین، مغز تخم کدوے شیریں، مغز تخم پیٹھہ، کوکنار، تخم خطمی، خیاذی، مغز تخم تربوز، تخم کاسنی، بیخ کاسنی، سب دو دو تولہ کچل کر رات کو پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کو جوش دیکر چھان کر چون تولہ یا چھپن تولہ سفید شکر ملا کر قوام کر لیں خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک۔ اگر تخم پیٹھہ نہ ملے نہ ڈالیں اور زیادہ برتاؤ اسی کا ہے اور بازار میں بھی بکتا ہے۔

(۲۱) شربت بزوری حار۔ پیشاب اور حیض کو جاری کرنے والا اور گردہ اور مثانہ کی ریگ کو نکال دینے والا اور یرقان اور پرانے بخاروں میں نفع دینے والا۔ تخم کاسنی، سونف، تخم خربزہ، مغز تخم کدوے شیریں، حب القرطم سب دوائیں ڈھائی ڈھائی تولہ اور بیخ کاسنی، گل منڈی، تخم خطمی، خطمی، بالچھڑ، گل بنفشہ، گاؤزبان یہ سب ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ کچل کر رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو آٹھ تولہ مویز منقی ملا کر اتنا پکائے کہ نصف پانی رہ جائے پھر چھان کر ساٹھ تولہ قند سفید ملا کر قوام کر لیں خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک۔ (۲۲) شربت بزوری معتدل۔ پوست بیخ کاسنی، تخم خربزہ، کوکنار، تخم خیارین، اصل السوس مقشر سب دو دو تولہ کچل کر رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو جوش دیکر چھان کر بیس تولہ شکر ملا کر قوام کر لیں خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک۔

(۲۳) شربت دینار۔ تخم کاسنی اور گل سرخ ہر ایک سترہ ماشہ چار رتی اور پوست بیخ کاسنی ڈھائی تولہ اور گل نیلوفر اور گاؤزبان ہر ایک پونے نو ماشہ اور تخم کشوث پوٹلی میں بندھا ہوا سوا چھبیس ماشہ سب دواؤں کو پانی میں بھگو کر جوش دیں اور جوش دیتے وقت ریوند چینی نو ماشہ کچل کر پوٹلی میں باندھ کر اس میں ڈال دیں اور کفگیر سے اس تھیلی کو دباتے رہیں جب جوش ہو جائے تو اس تھیلی کو دوا سے نکال ڈالیں اور باقی دواؤں کو مل کر چھان کر پاؤ سیر قند سفید ملا کر قوام کر لیں خوراک دو تولہ ہے یہ شربت جگر کی بیماریوں میں دیا جاتا ہے اور سنا وغیرہ کے ساتھ دیتے ہیں تو خوب دست لاتا ہے۔ (۲۴) شربت عناب۔ عناب پاؤ بھر کچل کر رات کو بھگو رکھیں صبح کو خوب جوش دیکر مل کر اور چھان کر قند سفید آدھ سیر ملا کر قوام کر لیں اصل وزن شکر کا یہی ہے اور اگر چاہیں سیر بھر تک ملا سکتے ہیں۔ (۲۵) شربت ورد مکرر۔ دو تولہ گل سرخ کو پاؤ سیر گلاب میں جوش دیں یہاں تک کہ آدھا گلاب رہ جائے پھر چھان کر اسی گلاب میں آدھ پاؤ گلاب اور ملا کر اور دو تولہ گل سرخ اور ڈال کر اتنا پکائیں کہ نصف گلاب رہ جائے پھر چھانیں اور بدستور سابق گلاب اور گل سرخ ملا کر اوٹاتے جائیں سات بار ایسا ہی کریں پھر ساتویں دفعہ چھان کر آدھ پاؤ سفید قند ملا کر قوام کر لیں اور آخر قوام میں چھ ماشہ طباشیر باریک پیس کر ملا لیں جب دست لینا منظور ہوں اس میں سے چار تولہ پانی میں ملا کر برف سے ٹھنڈا کر کے پی لیں اور ہر دست کے بعد بھی برف کا پانی پئیں جتنی دفعہ پئیں گے اتنے ہی دست آئیں گے اور مسہلوں کے خلاف اس میں یہ بات ہے کہ ٹھنڈا ہے اور معدہ کو طاقت دیتا ہے اگر کسی وجہ سے اس سے دست

نزلہ میں تو نقصان نہیں کرتا گرم امراض میں نہایت مفید اور خفیف مسہل ہے۔ (۲۶) شربت بنانے کی
ترکیب۔ سب دوائیں رات کو چھ گنے پانی میں بھگو دیں صبح کو ان کو جوش دیں جب ایک تہائی پانی رہ جائے
مل کر چھان لیں اور ان دواؤں سے دونا یا تین حصہ شکر یا قند ملا کر قوام کر لیں جب ٹھنڈا ہو جائے بوتلوں میں بھر
کر رکھ لیں۔ (۲۷) عرق کھینچنے کی آسان ترکیب۔ جس دوا کا عرق کھینچنا ہو اس کو ایک دیگچے میں ڈال کر
بہت پانی بھر کر چولہے پر رکھ کر اس کے نیچے آنچ کر دیں اور اس دیگچے کے اندر بیچوں بیچ میں ایک چھوٹی دیگچی
رکھ دیں اس طرح سے کہ پانی اس کے اندر نہ جائے اگر زیادہ پانی ہونے کی وجہ سے وہ دیگچی نہ ٹکے تو کوئی
اینٹ یا لوہے کا جوڑ بند رکھ کر اس پر دیگچی ٹکا دیں اور دیگچی کے منہ پر ایک گھڑا پانی کا بھر کر رکھ دیں، دیگچے کے
پانی کو جب گرمی کی بھاپ پہنچے گی بھاپ اڑ کر اس گھڑے کے تلے میں لگ کر بوندیں بن کر اس چھوٹی دیگچی
میں ٹپکیں گی تھوڑی دیر میں کھول کر دیکھ لیا کریں جب دیگچی بھر جائے اس کو خالی کر کے پھر رکھ دیں اور
اوپر کے گھڑے کا پانی بھی دیکھتے رہیں۔ جب وہ گرم ہو جائے دوسرا گھڑا ٹھنڈے پانی کا رکھ دیں سیر بھر دوا
میں سات آٹھ سیر عرق لینا بہتر ہے۔ اس طرح کہ بارہ سیر پانی ڈالیں اور آٹھ سیر عرق لیکر باقی پانی چھوڑ
دیں۔ عمدہ اور اصل ترکیب یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے عرق کا شربت بنانا ہو جیسے لیموں یا انار یا انگور وغیرہ تو اس کا
عرق نچوڑ کر چھان کر شکر سفید عرق کے برابر ملا کر پکائیں اور جھاگ اور میل اتارتے رہیں اور چلاتے
رہیں۔ جب چاشنی ٹھیک ہو جائے یعنی تار دینے لگے اتار لیں اور جب تک ٹھنڈا نہ ہو چلاتے رہیں اور اگر
خشک دوا کا شربت بنانا ہو تو اس کو کچل کر دس گنا پانی میں رات بھر بھگو رکھیں صبح کو پکائیں جب آدھا پانی رہ
جائے چھان کر شکر سفید پانی کے ہم وزن ملا کر قوام کر لیں اس حساب سے آدھ پاؤ عناب میں دس چھٹانک
شکر پڑے گی۔ فائدہ۔ چاندی یا سونے کے ورق اگر کسی معجون یا شربت میں ملانے ہوں تو عمدہ تدبیر یہ ہے
کہ ورقوں کو ذرا سے شہد میں ڈال کر خوب ملا لو پھر یہ شہد اس معجون میں ملا لو ورق جیسے شہد میں حل ہوتے ہیں
ایسے کسی چیز میں حل نہیں ہوتے۔ (۲۸) عرق کافور۔ ہیضہ اور لو وغیرہ کیلئے اکسیر ہے۔ ترکیب ہیضہ کے
بیان میں گزر چکی ہے۔ چالسو کے پھیلنے کی ترکیب آنکھ کے بیان میں گزری۔ (۲۹) قرص کہربا۔ کتیرا،
نشاستہ، ببول کا گوند، مغز خیارین یہ سب ساڑھے دس دس ماشہ اور گلنار سات ماشہ اور اقاقیا اور کہربائے شمعی،
تخم بارتنگ ساڑھے تین تین ماشہ کوٹ چھان کر پانی میں گوندھ کر ساڑھے چار چار ماشہ کی ٹکیاں بنائیں اور
سایہ میں سکھا لیں۔ (۳۰) کشتہ رانگ۔ ایک تولہ رانگ عمدہ صاف لیکر ورق سے بنا کر مقراض سے چاول
کے برابر کتر کر پاؤ بھر آنولے کے درخت کی چھال لیکر کوٹ کر ان چاولوں کو اس میں بچھا کر ایک کپڑے یا ٹاٹ
میں لپیٹ کر سختی سے خوب مضبوط باندھ کر دس سیر کنڈوں میں رکھ کر آنچ دیں جب آگ سرد ہو جائے احتیاط
کے ساتھ کنڈوں کی راکھ کو ہٹا کر رانگ کو نکال لیں رانگ کے چاول پھول کر کوڑیوں کی طرح ہو جائیں گے
ان کو ہاتھ سے مل کر کپڑے میں چھان لیں جس قدر رانگ جل کر سفید چونے کی طرح ہو گیا ہو اور کپڑے میں
چھن گیا ہو یہی عمدہ کشتہ ہے اور جو ڈالی سخت رہ گئی ہو اس کو الگ کر دیں یہ کشتہ نہایت مقوی معدہ ہے جس قدر

دیں جب کسی قدر نرم ہو جائیں نکال لیں پھٹکری کے پانی میں یا چھاچھ میں ایک رات دن ڈال رکھیں پھر نکال کر پانی خشک کر کے قند سفید آملوں سے تین حصہ یا چوگنا لیکر قوام کر کے ذرا ہلکا جوش دیکر رکھ لیں پھر تیسرے چوتھے دن ایک جوش اور دیں اور کم سے کم تین مہینے کے بعد یہ مربا اچھا ہوتا ہے۔ (۳۷) مرہم رسل۔ زخموں کیلئے مفید ہے خراب مواد کو چاٹتا ہے اور بھر لاتا ہے۔ ترکیب اس کی وہل کے بیان میں گزر چکی ہے۔ انڈا نیم برشت کرنے کی ترکیب۔ کھانے کے بیان میں گزر چکی ہے۔ (۳۸) معجون دبید الورد۔ بالچھڑ، مصطگی رومی، زعفران، طباشیر، دارچینی قلمی، اذخر، اسارون، قسط شیریں، گل غافث، تخم کشوث مقشر، لک مغسول، تخم کرفس، بیخ کرفس، زراوند طویل، حب بلسان، عود غرقی یہ سب دوائیں تین تین ماشہ اور گل سرخ سوا چار تولہ کوٹ چھان کر سترہ تولہ شہد خالص کا قوام کر کے اس میں سب دوائیں ملا کر رکھ لیں خوراک تین ماشہ سے پانچ ماشہ تک ہے یہ معجون جگر اور معدہ اور رحم وغیرہ کے ورم کو مفید ہے کسی قدر گرم ہے اور اگر بخار میں دی جائے تو چار تولہ عرق بید مشک اوپر سے پئیں تو بہتر ہے۔ (۳۹) مفرح بارد۔ مقوی دل ومعدہ دافع تبخیر گرم مزاجوں کو موافق۔ آلو بخارا دس دانہ آبریشم مقرض چھ ماشہ پانی میں بھگو کر چھان لیں اور قند سفید پاؤ بھر آب انار شیریں آدھ پاؤ ملا کر قوام کر لیں پھر گاؤزبان، برادہ صندل سفید چھ چھ ماشہ مغز تخم خیارین، تخم خرفہ، گل سرخ ایک ایک تولہ دھنیہ خشک نو ماشہ آملہ خشک ایک تولہ۔ زرشک، گل سیوتی، تخم کاہو نو نو ماشہ کوٹ چھان کر ملا لیں اور زہر مہرہ خطائی، طباشیر نو نو ماشہ، یشب سبز، بسد احمر چھ چھ ماشہ عرق بید مشک کھرل کر کے ملا لیں خوراک نو ماشہ مفرح کی دوا جس قدر ممکن ہو باریک ہونا چاہیے۔ فائدہ۔ یاقوتی اس معجون کو کہتے ہیں جو خاص طور پر مقوی دل ہو اسی مفرح میں سچے موتی تین ماشہ اور سونا چاندی کے ورق ملا لیں تو یاقوتی کہہ سکتے ہیں۔ (۴۰) موسیائی۔ انڈے کی زردی تین عدد اور بھلاواں سات عدد اور رال سفید دس تولہ اور گھی دس تولہ میں اول بھلاواں گھی میں ڈال کر آگ پر رکھیں جب بھلاواں جل ہو جائے نکال کر پھینک دیں اور اس گھی میں اور دوائیں ملا کر خوب تیز آنچ کر دیں اور ہوشیاری کے ساتھ ہاتھ چلاتے رہیں جب سب دوائیں آگ لے لیں فوراً کسی برتن سے ڈھانک دیں اور چولہے پر سے اتار لیں جب ٹھنڈا ہونے کے قریب ہو نکال کر رکھ لیں۔ خوراک دو رتی سے ایک ماشہ تک ہے جوڑوں کو بہت طاقت دیتی ہے اور چند روز میں ہڈی تک جڑ جاتی ہے۔[1] (۴۱) نوشدارو کا نسخہ۔ آملہ کا مربہ دس تولہ لیکر گٹھلی نکال ڈالیں اور عرق بادیان، عرق کیوڑہ پاؤ پاؤ بھر میں اس کو پکائیں جب خوب گل جائے چھین کر کپڑے میں چھان لیں پھر شکر سفید پاؤ بھر شہد خالص آدھ پاؤ ملا کر قوام کر لیں اور اذخر چھ ماشہ، دارچینی قلمی، مصطگی، عود غرقی، دانہ الائچی خورد، دانہ الائچی کلاں، اسارون، بالچھڑ، زرنباد، زراوند طویل سب چار چار ماشہ گل سرخ، حب بلسان، پوست ترنج، پودینہ خشک چھ چھ ماشہ، خولنجان تین ماشہ، جوتری دو ماشہ، برادہ صندل سفید نو ماشہ کوٹ چھان کر ملا لیں خوراک ایک تولہ یہ نوشدارو مقوی دل اور معدہ ہے اور کسی قدر گرم ہے اس کو نوشدارو سادہ کہتے ہیں اس

---

[1] موسیائی کو تیل میں ملا کر زخم پر لگاویں تو فوراً خون بند ہو جائے اسی طرح چوٹ پر لیپ کرنا بے حد مفید ہے۔

میں اگر موتی دو ماشہ، زعفران ایک ماشہ، مشک ایک ماشہ، عرق کیوڑہ چار تولہ میں پیس کر ملا لیں تو نوشدارو لولوی کہتے ہیں اور بہت مقوی دل ہو جاتی ہے۔

مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحبؒ کی تصدیق

جب کتاب بہشتی زیور ابتداءً تالیف ہو رہی تھی تو احقر نے حسب ارشاد مولانا نور اللہ مرقدہٗ کے عورتوں کے امراض کے متعلق ایک کتاب لکھی جس میں ہر مرض کے لئے ایک غریبانہ اور ایک امیرانہ اور ایک اوسط درجے کا نسخہ لکھا تھا اس کا حجم کسی قدر زیادہ ہو گیا تو حضرت والا نے فرمایا بہشتی زیور کوئی طبی کتاب نہیں ہے اس کو مختصر کرنا چاہئے لہٰذا اس میں سے چیدہ چیدہ اور مجرب نسخے اور بہت زیادہ ضروری مضامین چھانٹ کر یہ حصہ نہم تیار کیا گیا پھر اس میں بعض مضامین طبع ثانی میں بڑھائے گئے اور کچھ مضامین طبع ثالث کے وقت بڑھائے گئے۔ اب حصہ نہم میں سب شامل کر دیا گیا۔ جن حضرات کے پاس پہلے کے طبع شدہ بہشتی زیور ہوں وہ ان کو اپنی کتاب میں نقل کر لیں۔

خادم الاطبا محمد مصطفیٰ بجنوری حال وارد میرٹھ محلہ کرم علی

افسوس حکیم صاحب بھی اس دنیا سے کوچ فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

جھاڑ پھونک کا بیان

جس طرح بیماری کا علاج دوا دارو سے ہوتا ہے اسی طرح بعض موقع پر جھاڑ پھونک سے بھی فائدہ ہو جاتا ہے اس لئے دوا دارو کا بیان لکھنے کے بعد تھوڑا سا بیان میں جھاڑ پھونک کا بھی لکھنا مناسب سمجھا دوسرے یہ کہ بعض جاہل عورتیں بچوں کی بیماری میں یا اولاد کی آرزو میں ایسی ہاتھوں ڈول ہو جاتی ہیں کہ خلاف شرع کام کرنے لگتی ہیں کہیں فال کھلواتی ہیں کہیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں کہیں واہی تباہی منتیں مانتی ہیں کسی کسی کو ہاتھ دکھاتی ہیں۔ بدعتیوں اور فاسق لوگوں سے تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کراتی ہیں بلکہ بعض جاہل تو ایسے وقت میں ہندوانی ٹوٹکے تک کو پہنچ گئی ہیں جس سے ایمان بھی خراب ہوتا ہے اور گناہ بھی ہوتا ہے بلکہ بعض باتوں سے تو آدمی مشرک ہو جاتا ہے اور بعض دغا باز لوگ جو پیچھے پڑ جاتے ہیں وہ پیسہ، کپڑا، غلہ یا مرغا اور بکرا وغیرہ بھی وصول کر لیتے ہیں اور کبھی کبھی ایسے لوگوں کے پاس عورتوں کے آنے جانے یا بات چیت کرنے سے ان کی نیت بگڑ جاتی ہے اور آبرو میں بٹا لگ جاتے ہیں۔ غرض ہر طرح کا نقصان ہے اور پھر بھی جو ہونی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اس واسطے یہ خیال ہوا کہ کچھ تھوڑا جھاڑ پھونک کے ایسے طریقے بتلا دیئے جائیں جو دین و شرع کے خلاف نہ ہوں تاکہ خدا تعالیٰ کے نام کی برکت سے شفا بھی ہو اور دین بھی بچا رہے اور دنیا اور آبرو کا بھی نقصان نہ ہو۔

<u>سر کا اور دانت کا درد اور ریاح:</u> ایک پاک تختی پر ریت بچھا کر ایک کیل سے اس پر یہ لکھو

ابجد۔ ہوز۔ حطی اور پیچ کو زور سے الف پر دباؤ اور درد والا اپنی انگلی زور سے درد کی جگہ رکھے اور تم ایک دفعہ الحمد پوری سورۃ پڑھو اور اس سے درد کا حال پوچھو اگر ابھی رہا ہو تو اسی طرح ب کو دباؤ غرض اسی طرح ایک ایک حرف پر اسی طرح عمل کرو انشاء اللہ حروف ختم نہ ہونے پائیں گے کہ درد جاتا رہے گا۔

ہر قسم کا درد: خواہ کہیں ہو یہ آیت بسم اللہ سمیت تین دفعہ پڑھ کر دم کریں یا کسی تیل وغیرہ پر پڑھ کر مالش کریں یا باوضو لکھ کر باندھیں ﴿وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وما ارسلنک مبشرا ونذیرا﴾

دماغ کا کمزور ہونا: پانچوں نمازوں کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر گیارہ بار یا قویُّ پڑھو۔

نگاہ کی کمزوری: بعد پانچوں نمازوں کے یا نورُ گیارہ بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

زبان میں ہکلا پن ہونا یا ذہن کا کم ہونا: فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس بار پڑھیں۔ ﴿رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی﴾ اور روزمرہ ایک سکٹ پر الحمد للہ پوری سورت لکھ کر چالیس روز کھلانے سے بھی ذہن بڑھتا ہے۔

ہولدلی: یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر گلے میں باندھیں ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ دل پر پڑا رہے اور دل بائیں طرف ہوتا ہے۔ ﴿الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب﴾

پیٹ کا درد: یہ آیت پانی وغیرہ پر تین بار پڑھ کر پلا دیں۔ یا لکھ کر پیٹ پر باندھیں۔ ﴿لا فیھا غول ولا ھم عنھا ینزفون﴾

ہیضہ اور ہر قسم کی وبا، طاعون وغیرہ: ایسے دنوں میں جو چیز کھاویں پیویں پہلے تین بار اس پر سورۃ انا انزلنا پڑھ کر دم کر لیا کریں۔ انشاء اللہ حفاظت رہے گی اور جس کو ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلائیں پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔

تلی بڑھ جانا: یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں۔ ﴿ذلک تخفیف من ربکم ورحمۃ﴾

ناف ٹل جانا: یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر ناف کی جگہ باندھیں ناف اپنی جگہ آ جائے گی اور اگر بندھا رہنے دیں تو پھر نہ ٹلے گی۔ ﴿ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا﴾

بخار: اگر بدون جاڑے کے ہو یہ آیت لکھ کر باندھیں اور اسی کو دم کریں۔ ﴿قلنا ینار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم﴾ اور اگر جاڑے سے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں یا بازو پر باندھیں۔ ﴿بسم اللہ مجرىھا ومرسھا ان ربی لغفور رحیم﴾

پھوڑا پھنسی یا ورم: پاک مٹی پنڈول وغیرہ جو چاہے ثابت ڈھیلا چاہے پسی ہوئی لیکر اس پر یہ دعا تین دفعہ

تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی تکلیف کی جگہ یا اس سے ذرا اوپر ران میں دو چار بار ملا کرے۔

سانپ بچھو یا بھڑ وغیرہ کا کاٹ لینا: ذرا سے پانی میں نمک گھول کر اس جگہ ملتے جائیں اور قل یا پوری سورت پڑھ کر دم کرتے جائیں بہت دیر تک ایسا ہی کریں۔

سانپ کا گھر میں نکلنا یا کہ آسیب ہونا: چند کیلیں لوہے کی لے کر ایک ایک پر یہ آیت پچیس پچیس بار دم کر کے گھر کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں انشاء اللہ سانپ اس گھر میں نہ رہے گا۔ وہ آیت یہ ہے۔ ﴿انہم یکیدون کیدا واکید کیدا فمہل الکافرین امہلہم رویدا﴾ اس گھر میں آسیب کا اثر بھی نہ ہوگا۔

باؤلے کتے کا کاٹ لینا: یہی آیت جو اوپر لکھی گئی ہے۔ ﴿انہم یکیدون﴾ سے ﴿رویدا﴾ تک ایک روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا روزانہ اس شخص کو کھلا دیں انشاء اللہ تعالیٰ ہڑک نہ ہوگی۔

بانجھ ہونا: چالیس لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات بار یہ آیت پڑھے اور جس دن عورت پاکی کا غسل کرے اس دن سے ایک لونگ روز مرہ سوتے وقت کھانا شروع کرے اور اس پر پانی نہ پیے اور کبھی کبھی میاں کے پاس لیٹا کرے۔ آیت یہ ہے۔ ﴿او کظلمت فی بحر لجی یغشہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمت بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرہا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور﴾ انشاء اللہ تعالیٰ اولاد ہوگی۔

حمل گر جانا: ایک تاگا کسم کا رنگا ہوا عورت کے قد کے برابر لے کر اس میں نو گرہ لگا دے اور ہر گرہ پر یہ آیت پڑھ کر پھونکے انشاء اللہ تعالیٰ حمل نہ گرے گا۔ اور اگر کسی وقت تاگا نہ ملے تو کسی پرچہ پر لکھ کر پیٹ پر باندھیں۔ آیت یہ ہے۔ ﴿واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی ضیق مما یمکرون ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون﴾

بچہ ہونے کا درد: یہ آیت ایک پرچہ پر لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھ دے یا شیرینی پر پڑھ کر اس کو کھلا دے انشاء اللہ بچہ آسانی سے پیدا ہو۔ آیت یہ ہے۔ ﴿اذا السماء انشقت واذنت لربہا وحقت واذا الارض مدت والقت ما فیہا وتخلت واذنت لربہا وحقت﴾

بچہ زندہ نہ رہنا: اجوائن اور کالی مرچ آدھ پاؤ لے کر پیر کے دن دوپہر کے وقت چالیس بار سورۃ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر بار شروع کے ساتھ درود شریف بھی پڑھے جب چالیس بار ہو جائے پھر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اور اجوائن اور کالی مرچ پر دم کر کے اور شروع حمل سے یا جب سے خیال ہوا دودھ چھڑانے تک روز مرہ تھوڑا تھوڑا دونوں چیزوں سے کھا لیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اولاد زندہ رہے گی۔

ہمیشہ لڑکی ہونا: اس عورت کا خاوند یا کوئی دوسری عورت اس کے پیٹ پر انگلی سے کنڈل یا دائرہ ستر دفعہ بناوے اور ہر دفعہ یا متین کہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔

بچہ کو نظر لگ جانا یا رونا سوتے میں ڈرنا یا کمیڑ وغیرہ ہو جانا

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ تین تین بار پڑھ کر اس پر دم کرے اور یہ دعا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔ ﴿اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ﴾ انشاء اللہ سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔

چیچک: ایک نیلا گنڈہ سات تار کا لیکر اس پر سورہ الرحمن جو ستائیسویں پارہ کے آدھے پر ہے اور جب یہ آیت کہے ﴿فَبِاَيِّ آلَاءِ﴾ اس پر دم کرکے ایک گرہ لگائے سورہ کے ختم ہونے تک اکتیس گرہیں ہو جائیں گی پھر وہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دیں اگر چیچک سے پہلے ڈال دیں تو انشاء اللہ چیچک سے حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو زیادہ تکلیف نہ ہوگی۔

ہر طرح کی بیماری: چینی کی طشتری پر سورہ الحمد اور یہ آیتیں لکھ کر بیمار کو روز مرہ پلایا کریں بہت ہی تاثیر کی چیز ہے۔ آیات شفا یہ ہیں۔ ﴿وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾

محتاج اور غریب ہونا: بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے گیارہ گیارہ بار درود شریف اور بیچ میں گیارہ تسبیح ﴿يَا مُعِزُّ﴾ کی پڑھ کر دعا کیا کرے اور چاہے یہ دوسرا وظیفہ پڑھا کرے بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے سات سات دفعہ درود شریف اور بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دانے (یعنی چودہ سو چودہ مرتبہ) یا ﴿وَهَّابُ﴾ پڑھ کر دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ فراغت اور برکت ہوگی۔

آسیب لپٹ جانا: ان آیتوں کو بیمار کے کان میں پڑھ کر دم کرے اور پانی پر پڑھ کر اس کو پلاوے۔ ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝﴾ اور سورہ والسماء والطارق سات بار کان میں دم کرنا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا ہے۔

کسی طرح کا کام اٹکنا: بارہ روز تک ہر روز اس دعا کو بارہ سو بارہ دفعہ پڑھ کر ہر روز دعا کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ کیسا ہی مشکل کام ہو پورا ہو جائیگا۔ ﴿يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ﴾

دیو کا شبہ ہو جانا: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ تین تین بار پانی پر دم کرکے مریض کو پلاویں اور زیادہ پانی پر دم کرکے اس پانی میں نہلاویں۔ اور یہ دعا چالیس روز تک روز مرہ چینی کی طشتری پر لکھ کر پلایا کریں۔ ﴿يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ يَا حَيُّ﴾ انشاء اللہ

تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہے گا اور یہ دعا ہر اس بیمار کیلئے مفید ہے جس کو حکیموں نے جواب دے دیا ہو۔

خاوند کا ناراض یا بے پرواہ رہنا: بعد نماز عشاء کے بعد گیارہ دانے سیاہ مرچ لیکر آگے بیٹھیں گیارہ دفعہ درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح ﴿یا لطیف یا ودود﴾ کی پڑھیں اور خاوند کے مہربان ہونے کا خیال رکھیں جب سب پڑھ چکیں ان سیاہ مرچوں پر دم کر کے تیز آگ میں ڈالیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں انشاء اللہ تعالیٰ خاوند مہربان ہو جائے گا اور کم سے کم چالیس روز کریں۔

دودھ کم ہونا: یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھ کر ماش کی دال میں کھلائیں پہلی آیت ﴿وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ دوسری آیت ﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ﴾ دوسری آیت اگر آٹے کے پیڑے پر دم کر کے گائے و بھینس کو کھلائیں خوب دودھ دیتی رہے۔ جن کو اور زیادہ جھاڑ پھونک کی چیزیں پانے کا شوق ہو وہ ہماری کتاب "اعمال قرآنی" کے تینوں حصے اور شفاء العلیل اور تعلیم جلیل دیکھ لے اور ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو کہ قرآن کی آیت بے وضو مت لکھو اور نہانے کی ضرورت میں بھی مت پڑھو اور جس کاغذ پر قرآن کی آیت لکھ کر تعویذ بناؤ تو اس کاغذ پر ایک اور کاغذ سادہ لپیٹ دو تاکہ تعویذ لینے والا اگر بے وضو ہو تو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہو اور چینی کی طشتری پر بھی آیت لکھ کر بے وضو ہاتھ میں مت دو بلکہ تم خود پانی سے گھول دو۔ اور جب تعویذ سے کام نہ رہے اس کو پانی میں گھول کر کسی ندی یا نہر یا کنوئیں میں چھوڑ دو۔

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ دہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں ایسی باتیں زیادہ ہیں جن سے دنیا میں خود بھی آرام سے رہے اور دوسروں کو بھی اس سے تکلیف نہ پہنچے۔ اور یہ باتیں ظاہر میں تو دنیا کی معلوم ہوتی ہیں لیکن پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ پورا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔[1] اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلمان کو مناسب نہیں کہ کسی سخت تکلیف میں پھنس کر اپنے آپ کو ذلیل کرے اور یہ بھی آیا ہے کہ پیغمبر ﷺ وعظ میں اس کا خیال رکھتے تھے کہ سننے والے اکتا نہ جائیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مہمان اتنا نہ ٹھہرے کہ گھر والا تنگ آ جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت تکلیف اٹھانا یا کسی کو تکلیف دینا یا ایسا برتاؤ کرنا جس سے دوسرا آدمی اکتا جائے یا تنگ ہونے لگے یہ بھی دین کے خلاف ہے۔ اس واسطے دین کی باتوں کے ساتھ ایسی باتیں بھی اس کتاب میں لکھ دی ہیں جن سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو آرام پہنچے۔

بعض باتیں سلیقہ اور آرام کی

(۱) جب رات کو گھر کا دروازہ بند کرنے لگو تو بند کرنے سے پہلے گھر کے اندر خوب دیکھ بھال لو کہ کوئی کتا بلی تو نہیں رہ گیا۔ کبھی رات کو جان کو یا چیز بست کا نقصان کر دے یا اور کچھ نہیں تو رات بھر کی کھڑ کھڑ ہی نیند اڑانے کو بہت ہے۔ (۲) کپڑوں اور اپنی کتابوں کو کبھی کبھی دھوپ دیتی رہا کرو۔ (۳) گھر صاف رکھو اور ہر چیز اپنے موقع پر رکھو۔ (۴) اگر اپنی تندرستی چاہو تو اپنے کو بہت آرام طلب مت بناؤ۔ محنت کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ سب سے اچھی چیز عورتوں کے واسطے چکی پیسنا یا موسل سے کوٹنا یا چرخہ کاتنا ہے۔ اس سے بدن تندرست رہتا ہے۔ (۵) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر تک باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جائے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔ (۶) سب گھر والے اس بات کے پابند رہیں کہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کر لیں اور وہاں سے جب اٹھائیں تو برت کر پھر وہیں پر رکھ دیں تا کہ ہر آدمی کو وقت پر پوچھنا ڈھونڈنا نہ پڑے اور جگہ بدلنے سے بعض دفعہ کسی کو بھی نہیں ملتی۔ سب کو تکلیف ہوتی ہے اور جو چیزیں خاص تمہارے برتنے کی ہے ان کی جگہ بھی مقرر رکھو تا کہ ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے ہی مل جائے۔ (۷) راہ میں چارپائی یا چوکی یا اور کوئی برتن اینٹ پتھر موسل وغیرہ مت ڈالو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا بعض دفعہ دن ہی میں کوئی جھپٹا ہوا روز کی عادت کے موافق بے کھٹکے چلا آ رہا ہے۔ وہ الجھ کر گر گیا اور کہیں بے جگہ چوٹ لگ

---

[1] تقویم از کنز العمال۔

گئی۔ (۸) جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دو کہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جائے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے حالانکہ تم نے سنا نہ ہو۔ یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دو گی اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسے میں رہا۔ (۹) نمک کھانے میں کسی قدر کم ڈالا کرو۔ کیونکہ کم کا تو علاج ہو سکتا ہے لیکن اگر زیادہ ہو گیا تو اس کا علاج ہی نہیں۔ (۱۰) دال میں ساگ میں مرچ کتر کر مت ڈالو بلکہ پیس کر ڈالا کرو کیونکہ کتر کر ڈالنے سے بیج اس کے ٹکڑوں میں رہ جاتے ہیں۔ اگر کوئی ٹکڑا منہ میں آ جاتا ہے تو ان بیجوں سے تمام منہ میں آگ لگ جاتی ہے۔ (۱۱) اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو اگر روشنی ہو تو خوب دیکھ لو نہیں تو لوٹے وغیرہ میں کپڑا لگا لو تا کہ منہ میں کوئی ایسی ویسی چیز نہ آ جائے۔ (۱۲) بچوں کو ہنسی میں مت اچھالو اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ۔ اللہ بچاوے کبھی ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اور ہنسی کی جگہ پھنسی ہو جائے۔ اسی طرح ان کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید گر پڑیں اور چوٹ لگ جائے۔ (۱۳) جب برتن خالی ہو جائے تو اس کو ہمیشہ دھو کر الٹا رکھو اور جب دوبارہ اس کو برتنا چاہو تو پھر اس کو دھو لو۔ (۱۴) برتن زمین پر رکھ کر اگر ان میں کھانا نکالو تو ویسے ہی لگا یا دستر خوان پر مت رکھو پہلے اس کے تلے دیکھ لو اور صاف کر لو۔ (۱۵) کسی کے گھر مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو۔ بعض دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پورا نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔ (۱۶) جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر تھوکو مت، ناک مت صاف کرو۔ اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے پر جا کر فراغت کر آؤ۔ (۱۷) کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والے کو گھن پیدا ہو۔ بعض نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ (۱۸) بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں نہ کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے ناحق دل ٹوٹے گا بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب دکھ جاتا رہے گا۔ (۱۹) اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اسی جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے اس طرف اشارہ مت کرو، ناحق اس کو شبہ ہوگا۔ اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہے۔ (۲۰) دامن یا آنچل سے ناک مت پونچھو۔ (۲۲) پاخانے کے قدمچے میں طہارت مت کرو۔[1] آبدست کے واسطے ایک قدمچہ الگ چھوڑ دو۔ (۲۳) جوتی ہمیشہ جھاڑ کر پہنو۔ شاید اس کے اندر کوئی موذی جانور بیٹھا ہو۔ اسی طرح کپڑا، بستر بھی۔ (۲۴) اپنے کسی عضو میں کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے یہ مت پوچھو کہ کس جگہ ہے، ناحق اس کو شرمانا ہے۔[2] (۲۵) آنے جانے کی جگہ مت بیٹھو تم کو بھی اور سب کو بھی تکلیف ہوگی۔ (۲۶) بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا مت ہونے دو۔ اگر دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑوں کو دھو ڈالو اور نہا ڈالو۔ (۲۷) آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔ (۲۸) چھلکے، گٹھلی کسی آدمی کے اوپر مت پھینکو۔ (۲۹) چاقو،

---

[1] اور مردوں کو پاخانہ میں پانی نہ لے جانا چاہئے بلکہ ڈھیلا لے جائیں۔ پھر غسل خانہ میں آبدست لیں۔

[2] نیز یہ پوچھنا بے کار بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہ معلوم ہو گیا کہ پھوڑے کے مقام پر ہے تو اس سے کیا نفع حاصل ہی ہے تو فرمائیں ورنہ تحقیق کی کیا حاجت ہے۔

قینچی یا سوئی یا کسی اور چیز سے مت کھیلو، شاید غفلت سے کہیں لگ جائے۔ (۳۰) جب کوئی مہمان آئے سب سے پہلے اس کو پاخانہ بتلا دو اور بہت جلدی اس کے ساتھ کی سواری کے کھڑی کرنے کا اور بیل یا گھوڑے کی گھاس چارے کا بندوبست کر دو اور کھانے میں اتنا تکلف مت کرو کہ اس کو وقت پر کھانا نہ ملے کھانا وقت پر پکا لو چاہے سادہ اور مختصر ہی ہو اور جب اس کا جانے کا ارادہ ہو تو بہت جلد اور سویرے ناشتہ تیار کر دو۔ غرض کہ اس کے آرام اور مصلحت میں خلل نہ پڑے۔ (۳۱) پاخانہ یا غسل خانہ سے کمر بند باندھتی ہوئی مت نکلو بلکہ اندر ہی اچھی طرح باندھ کر تب باہر آؤ۔ (۳۲) جو بات کہو یا کسی بات کا جواب دو خوب منہ کھول کر صاف صاف کہو تا کہ دوسرا اچھی طرح سمجھ لے۔ (۳۳) کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو شاید دوسرے کے ہاتھ میں نہ آسکے تو نقصان ہو، پاس جا کر دیدو۔ (۳۵) اگر دو آدمی پڑھتے پڑھاتے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں آ کر چلانا یا کسی سے بات نہ کرنا چاہیے۔[1] (۳۶) اگر کوئی کسی کام یا بات میں لگا ہو تو جاتے ہی اس سے اپنی بات مت شروع کرو۔ بلکہ موقع کا انتظار کرو۔ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو تو تب بات کرو۔ (۳۷) جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز دینا ہو تو اتنا وقت کہ وہ دوسرا آدمی اس کو اچھی طرح سنبھال نہ لے اپنے ہاتھ سے مت چھوڑو۔ بعض دفعہ یوں ہی بیچ بیچ میں گر کر نقصان ہو جاتا ہے۔ (۳۸) اگر کسی کو پنکھا جھلنا ہو تو خوب خیال رکھو سر میں یا اور کہیں بدن یا کپڑے میں نہ لگے اور ایسے زور سے مت جھلو جس سے دوسرا پریشان ہو۔ (۳۹) کھانا کھانے میں ہڈیاں ایک جگہ جمع رکھو۔ اسی طرح کسی چیز کے چھلکے وغیرہ سب طرف مت پھیلاؤ۔ جب سب اکٹھے ہو جائیں موقع سے ایک طرف ڈال دو۔ (۴۰) بہت دور تک یا منہ اوپر اٹھا کر مت چلو کبھی گر نہ پڑو۔ (۴۱) کتاب کو بہت سنبھال کر احتیاط سے بند کرو۔ اکثر اول، آخر کے ورق مڑ جاتے ہیں۔ (۴۲) اپنے شوہر کے سامنے کسی نامحرم مرد کی تعریف نہ کرنا چاہیے بعض مردوں کو ناگوار گزرتا ہے۔ (۴۳) اسی طرح غیر عورتوں کی تعریف بھی شوہر سے نہ کرے شاید اس کا دل اس پر آ جائے اور تم سے ہٹ جائے۔ (۴۴) جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال یا اس کے مال و دولت، زیور و پوشاک کا حال نہ پوچھنا چاہیے۔ (۴۵) مہینے میں تین دن یا چار دن خاص اس کام کیلئے مقرر کرلو کہ گھر کی صفائی پورے طور سے کر لیا کرو۔ جالے اتار دیئے، فرش اٹھوا کر جھڑوا دیئے، ہر چیز قرینے سے رکھ دی۔ (۴۶) کسی کے سامنے سے کوئی کاغذ لکھا ہوا یا کتاب رکھی ہوئی اٹھا کر دیکھنا نہ چاہیے اگر وہ کاغذ قلمی ہے تو شاید اس میں کوئی پوشیدہ بات لکھی ہو۔ اور اگر وہ چھپی ہوئی ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کاغذ لکھا ہوا رکھا ہو۔ (۴۷) سیڑھیوں پر بہت سنبھل کر اترو چڑھو بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس سیڑھی پر ایک پاؤں رکھو دوسرا بھی اسی پر رکھ کر پھر اگلی سیڑھی پر اسی طرح پاؤں رکھو اور نہ یہ کہ ایک سیڑھی پر ایک پاؤں اور دوسری سیڑھی پر دوسرا پاؤں لڑکیوں اور عورتوں کو تو بالکل مناسب نہیں اور بچپن میں لڑکوں کو بھی منع کرے۔ (۴۸) جہاں کوئی بیٹھا ہو وہاں کپڑا یا کتاب یا اور کوئی چیز اس طرح جھٹکنا نہ چاہیے کہ اس آدمی پر گرد پڑے یا اتفاق

---

[1] بلکہ ایسے موقع پر سلام بھی نہ کرو جب وہ لوگ اپنے کام سے فارغ ہو کر تمہاری طرف متوجہ ہوں اس وقت سلام کلام کرو۔

طرح منہ سے یا کپڑے سے بھی جھاڑنا نہ چاہئے بلکہ اس جگہ سے دور جا کر صاف کرنا چاہئے۔ (۴۹) کسی کے غم و پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنے تو جب تک خوب پختہ طور پر تحقیق نہ ہو جائے کسی سے ذکر نہ کرے اور خاص کر اس شخص کے عزیزوں سے تو ہرگز نہ کہے کیونکہ اگر غلط ہوئی تو خواہ مخواہ دوسرے کو پریشانی دی پھر وہ لوگ اس کو بھی برا بھلا کہیں گے کہ کیوں ایسی بدفالی نکالی۔ (۵۰) اسی طرح معمولی بیماری اور تکلیف کی خبر دور پردیسی کے عزیزوں کو خط کے ذریعہ سے نہ کرے۔ (۵۱) دیوار پر مت تھوکو پان کی پیک مت ڈالو۔ اسی طرح تیل کا ہاتھ دیوار یا کواڑ سے مت پونچھو بلکہ دھو ڈالو۔ لیکن جلے ہوئے تیل کو ناپاک مت کہو جیسا کہ بعض جاہل عورتیں کہتی ہیں۔ (۵۲) اگر دسترخوان پر اور سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن مت اٹھاؤ۔ دوسرے برتن میں لے آؤ۔ (۵۳) کوئی آدمی تخت یا چارپائی پر بیٹھا یا لیٹا ہو تو اس کو بلاضرورت مت ہلاؤ اگر پاس سے نکلو تو اس طرح پر نکلو کہ اس میں ٹھوکر لگ کر جھٹکا نہ لگے۔ اگر تخت پر کوئی چیز رکھنا ہو یا اس پر سے کچھ اٹھانا ہو تو ایسے وقت آہستہ اٹھاؤ اور آہستہ رکھو۔ (۵۴) کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو یہاں تک کہ اگر کوئی چیز دسترخوان پر بھی رکھی جائے لیکن وہ ذرا دیر میں یا اخیر میں کھانے کی ہو تو اس کو بھی ڈھانک کر رکھو۔ (۵۵) مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سا سالن روٹی دسترخوان پر ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ (۵۶) جو برتن بالکل خالی ہو اس کو الماری یا طاق وغیرہ میں رکھنا ہو تو الٹا کر کے رکھو۔ (۵۷) چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر آگے رکھو گھسیٹ کر مت چلو اس میں جوتا بھی جلد ٹوٹتا ہے اور برا بھی معلوم ہوتا ہے۔ (۵۸) چادر دوپٹے کا بہت خیال رکھو اس کا پلہ زمین پر گھسٹتا نہ چلے۔ (۵۹) اگر کوئی شخص پانی یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز مانگے تو برتن میں لاؤ۔ ہاتھ پر رکھ کر مت لاؤ۔ (۶۰) لڑکیوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کرو ورنہ ان کی شرم جاتی رہے گی۔

بعض باتیں عیب اور تکلیف کی جو عورتوں میں پائی جاتی ہیں

(۱) ایک عیب یہ ہے کہ بات کا معقول جواب نہیں دیتیں جس سے پوچھنے والے کو تسلی ہو جائے بہت سی فضول باتیں ادھر ادھر کی اس میں ملا دیتی ہیں اور اصل بات پھر بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جو شخص کچھ پوچھے اس کا مطلب خوب غور سے سمجھو پھر اس کا جواب ضرورت کے موافق دو۔ (۲) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی کام ان سے کہا جائے تو سن کر خاموش ہو جاتی ہیں کام کہنے والے کو یہ شبہ رہتا ہے کہ خدا جانے انہوں نے سنا بھی ہے یا نہیں سنا۔ بعض دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ سن لیا ہوگا اور واقع میں سنا نہ ہو تو اس بھروسہ پر وہ کام نہیں ہوتا۔ اور یہ پوچھنے کے وقت یہ کہہ کر الگ ہو گئیں کہ میں نے نہیں سنا غرض وہ کام تو رہ گیا اور بعض دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ نہیں سنا ہوگا اس لئے اس نے دوبارہ پھر کہا تو اس غریب کے پیچھے لٹھ لئے جاتی ہیں کہ سن لیا سن لیا کیوں جان کھاتی ہے۔ غرض جب بھی تو آپس میں رنج ہوتا ہے یہ ذرا سی دفعہ میں اتنا کہہ دیتیں کہ اچھا تو دوسرے کو خبر تو ہو جاتی۔ (۳) ایک عیب یہ ہے کہ اصل مطلب کو جو

کام بتلا دیں گی یا اور کسی سے کہیں گی یا گھر میں کوئی بات کہنی ہوگی دور سے چلا کر کہیں گی۔ اس میں دو خرابیاں ہیں ایک تو
بے حیائی اور بے پردگی کہ باہر دروازے تک بلکہ بعض موقع پر سڑک تک آواز پہنچتی ہے۔ دوسری خرابی یہ کہ
دور سے کچھ بات سمجھ میں آئی اور کچھ نہ آئی جتنی سمجھ میں نہ آئی تھی وہ کام خراب ہوا اب بی بی خفا ہو رہی ہیں کہ تو نے
یوں کیوں نہ کیا اور دوسری جواب دے رہی ہیں کہ میں نے تو سنا نہیں تھا۔ غرض خوب تو تو میں میں ہوتی ہے اور
کام بگڑا سو الگ۔ اسی طرح ان کی عادت ہے کہ جس بات کا جواب باہر سے لانا ہے دروازے سے
چلاتی ہوئی آئیں گی اس میں بھی کچھ سمجھ میں آیا اور کچھ نہ آیا۔ تمیز کی بات یہ ہے کہ جس سے بات کرنا ہو اس
کے پاس جاؤ یا اس کو اپنے پاس بلاؤ اور اطمینان سے اچھی طرح سمجھا کر کہہ دو اور سمجھا دو۔ (۴) ایک عیب
یہ ہے کہ جو کسی چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن پسند آنے کی دیر ہے بس ذرا پسند آئی اور لے لی۔ خواہ قرض ہی
ہو جائے۔ لیکن کچھ پرواہ نہیں اور اگر قرض بھی نہ ہو تب بھی اپنے پیسہ کو اس طرح بیکار کھونا کونسی عقل کی بات
ہے۔ فضول خرچ کرنا گناہ بھی ہے۔ جہاں خرچ کرنا ہو اول تو خوب سوچو کہ یہاں خرچ کرنے میں کوئی دین کا
فائدہ یا دنیا کی ضرورت بھی ہے۔ اگر خوب سوچنے سے ضرورت اور فائدہ معلوم ہو خرچ کرو نہیں تو پیسہ مت
کھوؤ اور قرض تو جہاں تک ہو سکے ہرگز مت لو چاہے تھوڑی سی تکلیف بھی ہو جائے۔ (۵) ایک عیب یہ ہے
کہ جب کہیں جاتی ہیں خواہ شہر میں یا سفر میں تو چلتے چلتے بہت دیر کر دیتی ہیں کہ وقت تنگ ہو جاتا ہے اگر
سفر میں جانا ہے تو منزل پر دیر میں پہنچیں گی۔ اگر راستہ میں رات ہو گئی تو جان و مال کا اندیشہ ہو گیا۔ اگر گرمی
کے دن ہوئے تو دھوپ میں خود بھی تپیں گی اور بچوں کو بھی تکلیف ہوگی۔ اگر برسات ہے تو اول تو مینہ کا ڈر،
دوسرے اندھیرے کیچڑ میں گاڑی کا چلنا مشکل اور دیر میں دیر ہو جاتی ہے۔ اگر سویرے سے چلیں ہر طرح کی
گنجائش ہے اور اگر بستی ہی میں جانا ہوا جب بھی کہاروں کو کھڑے کھڑے پریشانی[1] پھر دیر میں سوار
ہونے سے دیر میں لوٹنا ہوگا اپنے کاموں میں حرج ہوگا۔ کھانے کے انتظام میں دیر ہوگی۔ کہیں جلدی میں
کھانا بگڑ گیا کہیں میاں تقاضا کر رہے ہیں۔ کہیں بچے رو رہے ہیں اگر جلدی سوار ہو جاتیں تو یہ مصیبتیں کیوں
ہوتیں۔ (۶) ایک عیب یہ ہے کہ سفر میں بے ضرورت بھی اسباب بہت سا لاد کر لے جاتی ہیں جس سے جانور
کو بھی تکلیف ہوتی ہے، جگہ میں بھی تنگی ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ مصیبت ساتھ کے مردوں کو ہوتی
ہے ان کو سنبھالنا پڑتا ہے کہیں کہیں لادنا بھی پڑتا ہے۔ مزدوری کے پیسے ان ہی کو دینے پڑتے ہیں۔ غرض

---

[1] بعض عورتیں کہاروں سے پردے کا بالکل اہتمام نہیں کرتیں حالانکہ ان کا پردہ بھی واجب ہے۔ بجز چہرہ کے صورت کا
چھپانا بھی ضروری ہے جو اکثر کھلا رہتی ہیں۔ اس قسم کے پردہ کا نہایت سختی سے اہتمام کرنا چاہیے۔

[2] اور اس پریشانی کے علاوہ کہاروں کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور اس وقت کے ضائع کرنے کی کچھ مزدوری نہیں
دی جاتی لہذا اس صورت میں اور بھی تنگ رہتی ہیں۔ اتفاق سے کبھی ایسا ہو بھی جائے تو کہاروں سے خطا معاف کرانی
ضروری ہے یا اتنی کچھ زیادہ مزدوری دے کر راضی کیا جائے اور یہی دوسری صورت زیادہ بہتر ہے کیونکہ خطا معاف کرانے سے
نہ معلوم جیب سے اور ہی بات نکلے گی۔

کہ تمام تر فکر ان بیچاروں کی جان پر ہوتی ہے یہ ابھی خاصی گاڑی میں بے فکر بیٹھی رہتی ہیں۔ اسباب ہمیشہ
سفر میں کم لیجاؤ۔ ہر طرح کا آرام رہتا ہے۔ اسی طرح ریل کے سفر میں خیال رکھو بلکہ ریل میں زیادہ اسباب
لیجانے سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ (۷) ایک عیب یہ ہے کہ گاڑی وغیرہ میں سوار ہونے کے وقت
مردوں سے کہہ دیا کہ منہ ڈھانک لو ایک گوشہ میں چھپ جاؤ اور جب سوار ہو چکیں تو ان لوگوں کو دوبارہ
اطلاع نہیں دی جاتی کہ اب پردہ نہیں اس میں دو خرابیاں ہوتی ہیں ایک تو وہ بیچارے منہ کو ڈھانکے ہوئے
بیٹھے ہیں خواہ مخواہ تکلیف ہو رہی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اٹکل سے سمجھتے ہیں کہ بس پردہ ہو چکا اور یہ سمجھ
کر منہ کھول دیتے ہیں یا سامنے آ جاتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے یہ ساری خرابی دوبارہ نہ کہنے کی ہے نہیں تو
سب کو معلوم ہو جائے کہ دوبارہ کہنے کی بھی عادت ہے پھر سب آدمی اس کے منتظر رہیں اور بے کہے کوئی
سامنے نہ آئے۔ (۸) ایک عیب یہ ہے کہ ابھی سوار ہونے کو تیار نہیں ہوئیں اور آدھ گھنٹہ پہلے سے پردہ کرا دیا
راستہ رکوا دیا۔ بے وجہ خدا کی مخلوق کو تکلیف ہو رہی ہے اور یہ ابھی گھر میں چولہے بجھا رہی ہیں۔ (۹) ایک
عیب یہ ہے کہ جس گھر جاتی ہیں گاڑی یا ڈولی سے اتر کر جھپ سے گھر میں جا گھستی ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ
گھر کا کوئی مرد اندر ہوتا ہے اس کا سامنا ہو جاتا ہے تم کو چاہئے کہ ابھی گاڑی یا ڈولی سے مت اترو پہلے کسی ماما
وغیرہ کو گھر میں بھیج کر دکھلوا لو اور اپنے آنے کی خبر کر دو کوئی مرد وغیرہ ہو گا تو وہ علیحدہ ہو جائیگا۔ جب تم کو
اب گھر میں کوئی مرد وغیرہ نہیں ہے تو تب اتر کر اندر جاؤ۔ (۱۰) ایک عیب یہ ہے کہ آپس میں جب دو عورتیں
باتیں کرتی ہیں اکثر یہ ہوتا ہے ایک کی بات ختم نہیں ہونے پاتی کہ دوسری شروع کر دیتی ہے بلکہ بہت دفعہ
ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ایکدم سے بولتی ہیں وہ اپنی کہہ رہی ہے اور یہ اپنی ہانک رہی ہے نہ وہ اس کی سنے نہ یہ
اس کی۔ بھلا ایسی بات کرنے ہی سے کیا فائدہ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب ایک بولنے والی کی بات ختم ہو جائے
اس وقت دوسری کو بولنا چاہئے۔ (۱۱) ایک عیب یہ ہے کہ زیور اور کبھی روپیہ پیسہ بھی بے احتیاطی سے کبھی تکیہ
کے نیچے رکھ دیا کبھی کسی طاق میں کھلا رکھ دیا کنجی ہوتے ہوئے بھی سستی کے مارے اس کی حفاظت سے
نہیں رکھتیں پھر کوئی چیز جاتی رہے تو سب کا نام لگاتی پھرتی ہیں۔ (۱۲) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو ایک کام کے
واسطے بھیجو جا کر دوسرے کام میں لگ جاتی ہیں۔ جب دونوں سے فراغت ہو جائے تب لوٹتی ہیں اس میں بھیجنے
والے کو سخت تکلیف اور الجھن ہوتی ہے کیونکہ اس نے تو ایک کام کا حساب لگا رکھا ہے کہ اتنی دیر کا ہے جب
اتنی دیر گزر جاتی ہے تو پھر اس کو پریشانی شروع ہوتی ہے اور یہ عقلمند یوں سمجھتی ہیں کہ آئے تو ہیں ہی لاؤ دوسرا کام
بھی لگے ہاتھوں کرتے چلیں۔ ایسا مت کرو۔ اول پہلا کام کر کے اس کی فرمائش پوری کر دو پھر اپنے طور پر
اطمینان سے دوسرا کام کر لو۔ (۱۳) ایک عیب سستی کا ہے کہ ایک وقت کے کام کو دوسرے وقت پر اٹھا رکھتی
ہیں اس سے اکثر حرج اور نقصان ہو جاتا ہے۔ (۱۴) ایک عیب یہ ہے کہ مزاج میں انتظام نہیں اور ضرورت
اور موقع کو نہیں دیکھتی کہ یہ جلدی کا وقت ہے مختصر طور پر اس کام کو نبٹا لو ہر وقت ان کو اطمینان اور تکلف کی

سوجھتا ہے اس تکلف تکلف میں بعض دفعہ اصل کام بگڑ جاتا ہے اور موقع نکل جاتا ہے۔ (۱۵) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی چیز کھو جائے تو بے تحقیق کسی پر تہمت لگا دیتی ہیں یعنی جس نے کبھی کوئی چیز چرائی تھی بس جھٹ کہہ دیا کہ بس یہ اسی کا کام ہے حالانکہ یہ کیا ضرور ہے کہ سارے عیب ایک ہی آدمی نے کئے ہوں اسی طرح اور بھی باتوں میں ذرا سے شبہ سے اپنا یقین کر کے اچھا خاصا گڑھ دیتی ہیں۔ (۱۶) ایک عیب یہ ہے کہ پان تمباکو کا خرچ[1] اس قدر بڑھا لیا ہے کہ غریب آدمی تو سہار ہی نہیں سکتا اور امیروں کے یہاں اتنے خرچ میں چار پانچ غریبوں کا بھلا ہو سکتا ہے اس کو گھٹانا چاہئے۔ خرابی یہ ہے کہ بے ضرورت بھی کھانا شروع کر دیتی ہیں۔ پھر وہ علت لگ جاتی ہے۔ (۱۷) ایک عیب یہ ہے کہ ان کے سامنے دو آدمی کسی معاملہ میں بات کرتے ہوں اور ان سے نہ کوئی پوچھے نہ گچھے مگر یہ خواہ مخواہ دخل دیتی ہیں اور صلاح بتانے لگتی ہیں جب تک کوئی تم سے صلاح نہ لے تم بالکل گونگی بہری بنی بیٹھی رہو۔ (۱۸) ایک عیب یہ ہے کہ محفل میں سے آ کر تمام عورتوں کی صورت شکل ان کے زیور پوشاک کا ذکر اپنے خاوند سے کرتی ہیں۔ بھلا اگر خاوند کا دل کسی پر آ گیا اور وہ اس کے خیال میں لگ گیا تو تم کو کتنا بڑا نقصان پہنچے گا۔[2] (۱۹) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کسی سے کوئی بات کرنا ہو تو وہ دوسرا آدمی چاہے کیسے ہی کام میں ہو یا وہ کوئی بات کر رہا ہو کبھی انتظار نہ کریں گی کہ اس کا کام یا بات ختم ہو لے تو ہم بات کریں بلکہ اس کی بات یا کام کے بیچ میں جا کر ٹانگ اڑا دیتی ہیں یہ بری بات ہے ذرا ٹھہر جانا چاہئے جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو سکے اس وقت بات کرو۔ (۲۰) ایک عیب یہ ہے کہ ہمیشہ بات ادھوری کرتی ہیں۔ پیام ادھورا پہنچا دیں گی جس سے مطلب غلط سمجھا جاتا ہے بعض دفعہ اس میں کام بگڑ جاتا ہے اور بعض دفعہ دو شخصوں میں اس غلطی سے رنج ہو جاتا ہے۔ (۲۱) ایک عیب یہ ہے کہ ان سے بات کی جائے تو پورے طور سے متوجہ ہو کر اس کو نہیں سنتیں اسی میں اور کام بھی کر لیا۔ کسی اور سے بھی بات کر لی نہ تو بات کرنے والے کا بات کرنے ہی جی بھلا ہوتا ہے اور نہ اس کام کے ہونے کا پورا بھروسہ ہوتا ہے کیونکہ جب پوری بات ہی نہیں سنی تو اس کو کریں گی کس طرح۔ (۲۲) ایک عیب یہ ہے کہ اپنی خطا یا غلطی کا کبھی اقرار نہ کریں گی جہاں تک ہو سکے گا بات کو بنا دیں گی خواہ بن سکے یا نہ بن سکے۔ (۲۳) ایک عیب یہ ہے کہ کہیں سے تھوڑی سی چیز ان کے حصہ کی آئے یا ادنیٰ درجہ کی چیز آئے تو اس کو ناک ماریں گی۔ طعنہ دیں گی مگر کسی ایسی چیز بھیجنے کی ضرورت کیا تھی بھیجتے ہوئے شرم نہ آئی۔ یہ بری بات ہے اس کی اتنی ہی ہمت تھی۔ تمہارا تو اس نے کچھ نہیں بگاڑا۔ اور خاوند کے ساتھ بھی ان کی یہ عادت ہے کہ خوش ہو کر چیز کم لیتی ہیں اس کو رد کر کے عیب نکال کر جب

---

[1] تمباکو اگر ایسا ہو جس کے کھانے سے منہ میں بدبو آنے لگے تو اس کا کھانا علاوہ اسراف کے بدبو کی وجہ سے بھی مکروہ ہے۔

[2] اور اگر اس نے تمہاری اس تعریف کرنے کی وجہ سے کوئی ناجائز کام کیا یا بدنظری کی تو اس گناہ کا سبب بن جانے کا گناہ تم کو بھی ہوگا۔

قبول کرتی ہیں۔ (۲۴) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کوئی کام کہو اس میں جھک جھک کریں گی پھر اس کام کو کریں گی۔ بھلا جب وہ کام کرنا ہی ہے تو اس میں واہیات باتوں سے کیا فائدہ نکلا۔ ناحق دوسرے کا بھی جی برا کیا۔ (۲۵) ایک عیب یہ ہے کہ کپڑا پورا سل جانے سے پہلے پہن لیتی ہیں۔ بعض دفعہ سوئی چبھ جاتی ہے بے ضرورت تکلیف میں کیوں پڑے۔ (۲۶) ایک عیب یہ بھی ہے کہ آنے کے وقت اور چلنے کے وقت مل کر ضرور روتی ہیں چاہے رونا نہ بھی آئے مگر اس ڈر سے روتی ہیں کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اس کو محبت نہیں۔ (۲۷) ایک عیب یہ ہے کہ اکثر تکیے میں یا ویسے ہی سوئی رکھ کر اٹھ کر چلی جاتی ہیں اور کوئی بے خبری میں آ بیٹھتا ہے اس کے چبھ جاتی ہے۔ (۲۸) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو گرمی سردی سے نہیں بچاتیں اس سے اکثر بچے بیمار ہو جاتے ہیں پھر تعویذ گنڈے کراتی پھرتی ہیں۔ دوا علاج یا آئندہ کو کوئی احتیاط پھر بھی نہیں کرتیں۔ (۲۹) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو بے بھوک کھانا کھلا دیتی ہیں یا مہمان کو اصرار کر کے کھلاتی ہیں پھر بے بھوک کھانے کی تکلیف ان کو بھگتنی پڑتی ہے۔

بعض باتیں تجربے اور انتظام کی

(۱) اپنے دو لڑکوں کی یا دو لڑکیوں کی شادی جہاں تک ہو سکے ایک دم مت کرو کیوں کہ بہوؤں میں ضرور فرق ہوگا، دامادوں میں ضرور فرق ہوگا خود لڑکوں اور لڑکیوں کی صورت شکل میں، کپڑے کی سجاوٹ میں، زیور میں، حیا و شرم میں فرق ضرور ہوگا اور بھی بہت باتوں میں فرق ہوتا ہے اور لوگوں کی عادت ہے ذکر مذکور کرنے کی اور ایک کو گھٹانے کی اور دوسرے کو بڑھانے کی، اس سے ناحق دوسرے کا جی برا ہوتا ہے۔ (۲) ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو۔ کسی کے بھروسے پر گھر مت چھوڑ جایا کرو۔ غرض جب تک کسی کو ہر طرح کے برتاؤ سے خوب آزما نہ لو اس کا اعتبار مت کرو خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی حاجن بنی ہوئی کعبہ کا غلاف لئے ہوئے اور کوئی تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی کوئی فال دیکھتی ہوئی کوئی تماشا لئے ہوئے گھروں میں گھستی پھرتی ہیں۔ ان کو تو گھر میں ہی مت آنے دو، دروازے ہی سے روک دو۔ ایسی عورتوں سے بہت سے گھروں کی صفائی کر دی ہے۔ (۳) کبھی صندوقچی یا پاندان جس میں روپیہ پیسہ یا زیور رکھا کرتی ہو کھلا چھوڑ کر مت اٹھو۔ قفل لگا کر یا اپنے ساتھ لیکر اٹھو۔ (۴) جہاں تک ہو سکے سودا قرض مت منگاؤ جو بہت ناچاری میں منگانا ہی پڑے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب دام ہوں فوراً دیدو۔ (۵) دھوبن کے کپڑے، پنسہاری کا اناج اور پیسائی ان سب کا حساب لکھتی رہو زبانی یاد کا بھروسہ مت کرو۔ (۶) جہاں تک ہو سکے گھر کا خرچ بہت کفایت اور انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو۔ (۷) جو عورتیں باہر سے گھر میں آیا کرتی ہیں ان کے سامنے کوئی ایسی بات مت کیا کرو جس کا تم کو دوسری جگہ معلوم کرانا منظور نہیں کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھر جا کر کہا کرتی ہیں

کرو۔ اگر کوئی طعنہ دے ہنس کر برداشت کرو۔ (۹) جو لڑکیاں باہر نکلتی ہیں ان کو زیور بالکل مت پہناؤ اس میں جان و مال دونوں طرح کا اندیشہ ہے۔ (۱۰) اگر کوئی مرد دروازے پر آکر تمہارے شوہر یا باپ بھائی سے اپنی ملاقات یا دوستی یا کسی قسم کی رشتہ داری کا تعلق ظاہر کرے ہرگز اس کو گھر میں مت بلاؤ نہ پردہ کر کے بھی اس کو مت بلاؤ اور نہ کوئی قیمتی چیز اس کے قبضہ میں دو۔ غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ بھیج دو وہ زیادہ محبت و اخلاص مت کرو۔ جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے۔ اسی طرح ایسے شخص کی بھیجی ہوئی چیز ہرگز مت برتو اگر وہ برا مانے کچھ غم نہ کرو۔ (۱۱) اسی طرح کوئی انجان عورت ڈولی وغیرہ کے ساتھ کہیں سے آکر کہے کہ مجھ کو فلانے گھر سے آپ کے بلانے کو بھیجا ہے۔ ہرگز اس کے کہنے سے ڈولی پر مت سوار ہو۔ غرض انجان آدمیوں کے کہنے سے کوئی کام مت کرو، نہ اس کو اپنے گھر کی کوئی چیز دو چاہے وہ مرد ہو چاہے عورت ہو چاہے وہ اپنے نام سے لے یا دوسرے کے نام سے مانگے۔ (۱۲) گھر کے اندر ایسا کوئی درخت مت رہنے دو جس کے پھل سے چوٹ لگنے کا اندیشہ ہے جیسے کھجور کا درخت۔ (۱۳) کپڑا سردی میں ذرا زیادہ پہنو۔ اکثر عورتیں بہت کم کپڑا پہنتی ہیں۔ کبھی زکام ہو جاتا ہے کبھی بخار آ جاتا ہے۔ (۱۴) بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرا دو اور کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تا کہ اس کو یاد رہے اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ بچہ کہیں کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے تو کس کا لڑکا ہے تیرے ماں باپ کون ہیں۔ تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتا تو دے گا۔ پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اس کو پہنچا دیگا اور اگر یاد نہ ہوا تو پوچھنے پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اماں کا ہوں میں ابا کا ہوں۔ یہ خبر نہیں کہ اماں کون ابا کون۔ (۱۵) ایک جگہ ایک عورت اپنا بچہ چھوڑ کر کہیں کام کو چلی گئی۔ پیچھے ایک بلی نے آکر اس کو اس قدر نوچا کہ اسی میں جان گئی۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ بچہ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ بلی کتے جانور کا کچھ اعتبار نہیں بعض عورتیں بیوقوفی کرتی ہیں کہ بلیوں کے ساتھ سلاتی ہیں۔ بھلا اس کا کیا اعتبار۔ اگر رات کو کہیں دھوکے میں پنجہ یا دانت مار دے یا نرخرہ پکڑ لے تو کیا کرلو۔ (۱۶) دوا ہمیشہ پہلے حکیم کو دکھلا لو اور اس کو خوب صاف کرلو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اناڑی پنساری دوا کچھ کی کچھ دے دیتا ہے۔ بعض دفعہ اس میں ایسی چیز ملی ہوتی ہے کہ اس کی تاثیر اچھی نہیں ہوتی اور جو دوا کسی کاغذ یا ڈبیہ یا پڑیا میں رکھی جائے اس کے اوپر ایک کاغذ کی چٹ لگا کر اس دوا کا نام لکھ دو۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی دوا کی پہچان نہیں رہتی اس سے چاہے کتنی ہی لاگت کی ہوئی مگر پھینکنا پڑی اور بعض دفعہ بدل گئی اور اس کو دوسری بیماری میں غلطی سے برت لیا اور اس نے نقصان کیا۔ (۱۷) اٹکل کی جگہ سے قرض مت لو اور زیادہ قرض بھی مت دو اتنا دو کہ اگر وصول نہ ہو تو تم کو بھاری نہ معلوم ہو۔ (۱۸) جو کوئی بڑا نیک کام کرنا ہو کسی سمجھدار دیندار خیرخواہ آدمی سے صلاح لے لو۔ (۱۹) اپنا روپیہ پیسہ مال اسباب چھپا کر رکھو ہر کسی سے اس کا ذکر نہ کرو۔ (۲۰) جب کسی کو خط لکھو اپنا پتہ پورا اور صاف لکھو اور اگر اسی جگہ پھر خط لکھو تو یوں نہ سمجھو کہ پہلے خط میں تو پتہ لکھ دیا تھا۔ اب کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ پہلا خط خدا جانے ہے یا نہیں اگر رہا ہوا تو

کا تیسرا درجہ ہوتا ہے اس کی گاڑی زرد رنگ کی ہوتی ہے تو اس کا ٹکٹ بھی زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ بس تم دونوں چیزوں کا رنگ دیکھ کر ملا لیا کرو۔ اسی طرح سب درجوں کا قاعدہ ہے۔ (۳۴) سینے میں اگر کپڑے میں سوئی اٹک جائے تو اسے دانت سے پکڑ کر مت کھینچو بعض دفعہ ٹوٹ کر یا پھسل کر تالو میں یا زبان میں گھس جاتی ہے۔ (۳۵) ایک نمبری ناخن تراشنے کو ضرور اپنے پاس رکھو اگر وقت بے وقت نائن کو دیر ہوگی تو اپنے ہاتھ سے ناخن تراشنے کا آرام ملے گا۔ (۳۶) نئی ہوئی دوا کبھی مت استعمال کرو۔ جب تک اس کا پورا نسخہ کسی تجربہ کار سمجھدار حکیم کو دکھلا کر اجازت نہ لی جائے خاص کر آنکھ میں تو کبھی ایسی ویسی دوا ہرگز نہ ڈالنا چاہئے۔ (۳۷) جس کام کا پورا بھروسہ نہ ہو اس میں دوسرے کو بھی بھروسہ نہ دے ورنہ تکلیف اور رنج ہوگا۔ (۳۸) کسی کی مصلحت میں دخل اور اصلاح نہ دے البتہ جس پر پورا بھروسہ ہو یا جو خود پوچھے وہاں کچھ ڈر نہیں (۳۹) کسی کو ٹھہرانے یا کھانا کھلانے پر زیادہ اصرار نہ کرے بعض دفعہ اس میں دوسرے کو الجھن اور تکلیف ہوتی ہے ایسی محبت سے کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور الزام ہو۔ (۴۰) اتنا بوجھ مت اٹھاؤ جو مشکل سے اٹھے ہم نے بہت آدمی دیکھے ہیں کہ لڑکپن میں بوجھ اٹھالیا اور جو بچپن کچھ بگاڑ پڑ گیا جس سے ساری عمر کی تکلیف کھڑی ہوگئی۔ خاص کر لڑکیاں اور عورتیں بہت احتیاط رکھیں، ان کے بدن کے جوڑ، رگ پٹھے اور بھی کمزور اور نرم ہوتے ہیں۔ (۴۱) سوا سوئی یا ایسی کوئی چیز چھوڑ کر مت اٹھو۔ شاید کوئی بھولے سے اس پر آ بیٹھے اور وہ اس کے چبھ جائے۔ (۴۲) آدمی کے اوپر سے کوئی چیز وزن کی یا خطرے کی مت دو اور کھانا پانی بھی کسی کے اوپر سے مت دو شاید ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ (۴۳) کسی بچے یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسے سے مت مارو۔ اللہ بچاوے اگر کہیں نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو لینے کے دینے پڑ جائیں اور چہرہ اور سر پر بھی مت مارو۔ (۴۴) اگر کہیں مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکے ہو تو جاتے ہی گھر والوں کو اطلاع کر دو کیونکہ وہ لحاظ کے مارے خود پوچھیں گے نہیں تو چپکے چپکے فکر کریں گے۔ خواہ وقت ہو یا نہ ہو۔ انہوں نے تکلیف جھیل کر کھانا پکایا۔ جب سامنے آیا تو تم نے کہہ دیا کہ "ہم نے کھالیا" اس وقت ان کو کتنا افسوس ہوگا تو پہلے ہی سے کیوں نہ کہہ دو۔ اسی طرح کوئی دوسرا تمہاری دعوت کرے یا تم کو ٹھہرائے تو گھر والے سے اجازت لو اگر ایسی ہی مصلحت ہو جس سے تم کو خود منظور کرنا پڑے تو گھر والے کو ایسے وقت اطلاع کرو کہ وہ کھانا پکانے کا سامان نہ کرے۔ (۴۵) جو جگہ لحاظ اور تکلف کی ہو وہاں خرید و فروخت کا معاملہ مناسب نہیں۔ کیونکہ ایسی جگہ پر نہ بات صاف ہو سکتی ہے نہ تقاضا ہو سکتا ہے ایک دل میں کچھ سمجھتا ہے دوسرا کچھ سمجھتا ہے انجام اچھا نہیں۔ (۴۶) چاقو وغیرہ سے دانت مت کریدو۔ (۴۷) پڑھنے والے بچوں کو دماغ کی طاقت کی غذا ہمیشہ کھلاتی رہو۔ (۴۸) جہاں تک ممکن ہو رات کو تنہا مکان میں مت رہو خدا جانے کیا اتفاق ہو اور ناچاری کی اور بات ہے۔ بعض آدمی یوں ہی مر کر رہ گئے اور کئی کئی روز لوگوں کو خبر نہ ہوئی۔ (۴۹) چھوٹے بچوں کو کنوئیں پر مت چڑھنے دو بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اس پر تختہ ڈالو کہ ہر وقت قفل لگائے رکھو اور ان کو لوٹا دے کر پانی لانے کے واسطے بھی مت بھیجو شاید وہاں جا کر خود ہی کنوئیں سے ڈول کھینچنے لگیں۔ (۵۰) چھر، ہل، اینٹ بہت

ڈالیں کیونکہ گھولا ہوا چکنائی نہیں ملتا اور بہت گود میں بھی نہ رکھیں اس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔ (۵) بچہ کو شروع سے یہ
عادت ڈالیں کہ وہ سب کے پاس آجایا کرے۔ ایک آدمی کے پاس زیادہ ہل جانے سے اگر وہ آدمی مر جائے یا
نوکری سے چھڑا دیا جائے تو بچہ کی مصیبت ہو جاتی ہے۔ (۶) اگر بچہ کو انا کا دودھ پلانا ہو تو ایسی انا تجویز کرنا
چاہئے جس کا دودھ اچھا ہو اور جوان ہو۔ اور دودھ اس کا تازہ ہو یعنی اس کا بچہ چھ سات مہینے سے زیادہ کا نہ ہو۔
اور وہ خصلت کی اچھی ہو اور دیندار ہو۔ احمق، بے شرم، بد چلن، کنجوس، لالچی نہ ہو۔ (۷) جب بچہ کھانا کھانے
لگے تو انا اور کھلائی پر بچہ کا کھانا نہ چھوڑیں بلکہ خود اپنے یا اپنے کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں
تاکہ بے اندازہ کھا کر بیمار نہ ہو جائے۔ اور بیماری میں دوا بھی اپنے سامنے بنوا دیں اپنے سامنے پلا دیں۔
(۸) جب بچہ کچھ ہوشیار ہو جائے تو اس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھلوا دیا
کریں اور داہنے ہاتھ سے کھانا سکھلا دیں اور اس کو کم کھانے کی عادت ڈالیں تاکہ بیماری اور حرص سے بچا
رہے۔ (۹) ماں باپ خود بھی خیال رکھیں اور جو مرد یا عورت بچے پر مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر وقت
صاف ستھرا رہے جب ہاتھ منہ میلا ہو جائے تو فوراً دھلا دے۔ (۱۰) اگر ممکن ہو تو ہر وقت کوئی بچے کے ساتھ لگا
رہے۔ کھیل کود کے وقت اس کا دھیان رکھے۔ بہت دوڑنے کودنے نہ دے۔ بلند مکان پر نہ جانے دے۔
کھلا دے بھلے مانسوں کے بچوں کے ساتھ کھلا دے۔ کمینوں کے بچوں کے ساتھ نہ کھیلنے دے۔ زیادہ بچوں میں
نہ کھیلنے دے۔ گلیوں سڑکوں میں نہ کھیلنے دے۔ بازار وغیرہ میں اس کو نہ لئے پھرے۔ اس کی ہر بات کو دیکھ کر ہر
موقع کے مناسب اس کو آداب وقاعدے سکھلا دے بری باتوں سے اس کو روک دے۔ (۱۱) کھلائی کو کہہ دیں کہ
اس کو بغیر پوچھے کچھ نہ کھلاوے۔ اگر کوئی اس کو کھانے پینے کی چیز دے تو گھر لا کر ماں باپ کے روبرو رکھ دے۔
آپ ہی آپ نہ کھلا دے۔ (۱۲) بچہ کو عادت ڈالیں بجز اپنے بزرگوں کے اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ بغیر
اجازت کسی کی دی ہوئی چیز لے۔ (۱۳) بچہ کو بہت لاڈ و پیار نہ کریں ورنہ ابتر ہو جائے گا۔ (۱۴) بچہ کو بہت
تنگ کپڑے نہ پہنا دیں اور بہت گوٹہ کناری بھی نہ لگاویں۔ البتہ عید بقرعید میں مضائقہ نہیں۔ (۱۵) بچہ کو
مسواک کی عادت ڈالیں۔ (۱۶) اس کتاب کے ساتویں حصہ میں جو آداب ہر کام کے کھانے پینے کے
بولنے چالنے کے ملنے جلنے کے اٹھنے بیٹھنے کے لکھے گئے ہیں ان سب کی عادت بچہ کو ڈالیں۔ اس بھروسہ میں نہ
رہیں کہ بڑا ہو کر آپ سیکھ جائے گا یا اس کو اس وقت پڑھا دیں گے۔ یاد رکھو آپ ہی کوئی نہیں سیکھا کرتا اور پڑھنے
سے جان تو جاتا ہے مگر عادت نہیں پڑتی اور جب تک نیک باتوں کی عادت نہ ہو تو ایسا کوئی لکھا پڑھا ہو ہمیشہ
اس سے بے تمیزی نالائقی اور دل دکھانے کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور جو پانچویں حصہ کے اور نویں حصہ کے
ختم کے قریب بچوں کے متعلق لکھا گیا ہے وہاں دیکھ کر ان باتوں کا بھی خیال رکھیں۔ (۱۷) پڑھنے میں بچہ پر
بہت محنت نہ ڈالے شروع میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر کرے پھر دو گھنٹے پھر تین گھنٹے اسی طرح اس کی طاقت
اور سہار کے موافق اس سے محنت لیتا رہے۔ ایسا نہ کرے کہ سارا دن پڑھاتا رہے۔ ایک تو تھکن کی وجہ سے
بچہ جی چرانے لگے گا پھر زیادہ محنت سے دل اور دماغ خراب ہو کر ذہن اور حافظہ میں فتور آ جائے گا اور بیمار ہو

کی طرف سست رہنے لگے گا۔ پھر پڑھنے میں جی نہ لگاوے گا۔ (۱۸) سوائے معمولی چھٹیوں کے بدون سخت ضرورت کے بار بار چھٹی نہ دلاویں کہ اس سے طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے۔ (۱۹) جہاں تک میسر ہو جو علم و فن سکھاویں ایسے آدمی سے سکھلاویں جو اس میں پورا عالم اور کامل ہو۔ بعض آدمی سستا معلم رکھ کر اس سے تعلیم دلواتے ہیں شروع ہی سے طریقہ بگڑ جاتا ہے۔ پھر درستی مشکل ہو جاتی ہے۔ (۲۰) آسان سبق ہمیشہ سب سے پہلے وقت مقرر کریں اور مشکل سبق پیچھے کیونکہ اخیر وقت میں طبیعت تھکی ہوئی ہوتی ہے مشکل سبق سے گھبراوے گی۔ (۲۱) بچوں کو حساب لڑکی کو پکانا اور سینا ضرور سکھاویں۔ (۲۲) شادی میں دولہا دلہن کی عمر میں زیادہ فرق ہونا بہت سی خرابیوں کا باعث ہے اور بہت کم عمری میں شادی نہ کریں۔ اس میں بھی بڑے نقصان ہیں۔ لڑکوں کی تعلیم کرو کہ سب کے سامنے خاص کر لڑکیوں یا عورتوں کے سامنے ڈھیلے سے استنجا نہ سکھایا کریں۔

بعض باتیں نیکیوں کی اور نصیحتوں کی

(۱) پرانی بات کو کسی کو طعنہ دینا بڑی بات ہے۔ عورتوں کو اکثر بری عادت ہے کہ جن رنجوں کی صفائی اور معافی بھی ہو چکی ہے جب کوئی نئی بات ہوئی۔ پھر ان رنجوں کے ذکر کو لے بیٹھیں کہ یہ گناہ بھی ہے اور اس سے دلوں میں دوبارہ رنج و غبار بھی بڑھ جاتا ہے۔ (۲) اپنی سسرال کی شکایت ہرگز میکے میں جا کر مت کرو۔ بعض شکایت گناہ بھی ہے اور بے صبری کی بھی بات ہے اور اکثر اس سے دونوں طرف رنج بھی بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سسرال میں جا کر میکے کی تعریف یا وہاں کی برائی مت کرو اس میں بھی بعض دفعہ تو تکبر کا گناہ ہو جاتا ہے اور سسرال والے سمجھتے ہیں کہ ہم کو بہو بے قدر سمجھتی ہے اس سے وہ بھی اس کی بے قدری کرنے لگتے ہیں۔ (۳) زیادہ بولنے کی عادت مت ڈالو۔ ورنہ بہت سی باتوں میں کوئی نہ کوئی بات نامناسب ضرور نکل جاتی ہے جس کا انجام دنیا میں رنج اور عقبیٰ میں گناہ ہوتا ہے۔ (۴) جہاں تک ہو سکے اپنا کام کسی سے مت لو خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرو بلکہ دوسروں کا بھی کام کر دیا کرو اس سے تم کو ثواب بھی ہو گا اور اس سے ہر دل عزیز ہو جاؤ گی۔ (۵) ایسی عورتوں کو کبھی منہ مت لگاؤ اور نہ کان دھر کر ان کی بات سنو جو ادھر ادھر کی باتیں گھر میں آ کر سنا دیں ایسی باتیں سننے سے گناہ بھی ہوتا ہے اور کبھی فساد بھی ہو جاتا ہے۔ (۶) اگر اپنی ساس نند دیورانی جٹھانی یا دور نزدیک کے رشتہ دار کی کوئی شکایت سنو تو اس کو دل میں مت جماؤ۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس کو جھوٹ سمجھ کر دل سے نکال ڈالو۔ اگر اتنی ہمت نہ ہو تو جس نے تم سے کہا ہے اس کے سامنے نہ کرو منہ در منہ اس کو صاف کر لو۔ اس سے فساد نہیں بڑھتا ہے۔ (۷) نوکروں پر بے وقت سختی اور تنگی مت کیا کرو۔ اپنے بچوں کی دیکھ بھال رکھو کہ وہ ماماؤں نوکروں کو یا ان کے بچوں کو نہ ستانے پاویں۔ کیونکہ یہ لوگ لحاظ کے مارے زبان سے تو کچھ نہیں کہتے لیکن دل میں خفا ہوں کوسیں گے پھر اگر نہ بھی کوسیں جب بھی ظلم کا وبال اور گناہ تو ضرور ہو گا۔ (۸) اپنا وقت فضول باتوں میں مت کھویا کرو اور بہت سا وقت اس کام کیلئے

پڑوسے میں سے کسی کو بلانا ہو تو خبر کرنے کیلئے آڑ میں ہو کر زور سے چلا اٹھتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ کسی کے لگ جاتا ہے ایسا کام نہ کرنا چاہیئے جس میں کسی کو تکلیف پہنچنے کا شبہ ہو بلکہ اپنی جگہ سے کوئی اینٹ وغیرہ نکال دینا چاہیئے۔ (۳۹) اپنے کپڑوں پر سوئی ڈورے سے کوئی نشان پھول وغیرہ بنا دیا کرو کہ دھوبی کے گھر کپڑے بدلے نہ جائیں ورنہ کبھی غلطی سے تمہارا دوسرے کے اور دوسرا تمہارے کپڑے پہن کر خواہ مخواہ گنہگار ہوگا اور دنیا کا بھی نقصان ہے۔ (۴۰) عرب میں دستور ہے کہ جو کسی بزرگ آدمی سے کوئی چیز تبرک کے طور پر لینا چاہتے ہیں تو وہ چیز اپنے پاس سے ان بزرگ کے پاس لا کر کہتے ہیں کہ آپ اس کو ایک دو روز استعمال کر کے ہم کو دے دیجئے۔ اس میں ان بزرگ کو تردد نہیں کرنا پڑتا ورنہ اگر یہیں آدمی کسی بزرگ سے ایک ایک کپڑا مانگیں تو ان کی گٹھری میں تو ایک چیتھڑا بھی نہ رہے۔ ہمارے ہندوستان میں بے دھڑک مانگ بیٹھتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کو سوچ ہو جاتا ہے اگر ہم لوگ بھی عرب کا دستور برتیں تو بہت مناسب ہے (۴۱) اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی بات کہے تو اگر اس کے خلاف مناسب جواب دینا ہو تو اپنی طرف سے جواب دو کسی اور کے نام سے مت کہو کہ تم یوں کہتے ہو اور فلاں شخص اس کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اگر اس دوسرے شخص کو اس نے کچھ کہہ دیا تو وہ سن کر رنجیدہ ہوگا۔ (۴۲) بعض اٹکل اور گمان سے بدون تحقیق کئے ہوئے کسی پر الزام مت لگاؤ اس سے بہت دل دکھتا ہے۔

تھوڑا سا بیان ہاتھ کے ہنر اور پیشہ کا

بعض لاوارث غریب عورتیں جن کے کھانے کپڑے کا کوئی سہارا نہیں ایسی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ اس کا علاج دو باتوں سے ہو سکتا ہے یا تو نکاح کر لیں یا اپنے ہاتھ کے ہنر سے دو پیسے حاصل کریں۔ مگر ہندوستان کے جاہل نکاح کو اور ہنر کو دونوں کو عیب سمجھتے ہیں اور یہ کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ ایسے غریبوں کے خرچ کی خبر رکھے پھر بتلاؤ ان بیچاریوں کا کیونکر گزر ہو۔ بیبیو! دوسروں پر تو کچھ زور چلتا نہیں مگر اپنے دل پر اور ہاتھ پاؤں پر تو خدا تعالیٰ نے اختیار دیا ہے دل کو سمجھاؤ اور کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرو۔ اگر کسی کی عمر نکاح کے قابل ہے تو نکاح کرلے اور اگر اس قابل نہ ہو یا یہ کہ اس کو عیب تو نہیں سمجھتی مگر ویسے ہی دل نہیں چاہتا یا بکھیڑے سے گھبراتی ہے تو اس صورت میں اپنا گزر کسی پاک ہنر کے ذریعہ سے کرو اگر کوئی حقیر سمجھے یا ہنسے ہرگز پرواہ مت کرو۔ دوسرے نکاح کا بیان تو پہلے حصے میں آچکا ہے اور ہنر اور پیشہ کا بیان اب کیا جاتا ہے۔ بیبیو! اگر اس میں کوئی بات بے عزتی کی ہوتی تو پیغمبر ﷺ ان باتوں کو کیوں کرتے ان سے زیادہ کس کی عزت ہے۔ حدیث میں ہے ہمارے پیغمبر ﷺ نے بکریاں چرائی ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسے نہیں گزرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ سب سے اچھی کمائی اپنے ہاتھ کی ہے۔ اور حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ کے ہنر سے کھاتے تھے یہ ساری باتیں ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمائی ہیں اور پیغمبروں کے بعض ایسے کاموں کا بیان قرآن شریف میں ہے اور بعض کام

بیچنا، کھجور کی چٹائیں، پنکھے بنا کر بیچنا، شربت، اچار، شربت عناب وغیرہ یا سرکہ بنا کر بیچنا، گوٹے کی تجارت کرنا، برتنوں پر قلعی اور مسی جوش کرنا، کپڑے چھاپنا جیسے عمامہ، جانماز، رومال، چادر، فرد، رضائی وغیرہ، فصل میں سرسوں وغیرہ ویسے ہی لے کر بھر لینا اور فصل کے بعد جب مہنگی[1] ہو بیچ ڈالنا، سرمہ باریک پیس کر یا اس میں کوئی فائدہ مند دوا ملا کر اس کی پڑیاں بنا کر بیچنا، پیسے کا تمباکو بنا کر بیچنا، نمکٹ اور نان پاؤ بنا کر بیچنا، سوت کی ڈوریاں بنانا، رانگے یا موتگے کا کشتہ بنا کر بیچنا اور ایسے ہی ہلکے اور چلتے کام ہیں جس کا موقع ہوا کر لیا۔ بعض کام تو ایسے ہیں کہ بے دیکھے سمجھ میں نہیں آسکتے ان کو تو کسی سے سیکھ لیں اور بعض کام ایسے ہیں کہ سمجھدار آدمی کتاب میں پڑھ کر بنا سکتی ہے ایسے کاموں کی ترکیب لکھی جاتی ہے اور ان میں بہت سی باتیں گھر کے روزانہ برتاؤ میں بھی کام آتی ہیں اور نویں حصہ میں چورن اور سلیمانی نمک اور رانگے اور موتگے کے کشتہ کی ترکیب لکھ دی ہے۔

صابن بنانے کی ترکیب: سجی ایک من، چونا ایک من، تیل رینڈی کا یا گلو کا نو سیر، چربی سترہ سیر۔ اول سجی کو ایک صاف جگہ پر رکھیں مثلاً چبوترہ وغیرہ ہو یا زمین پختہ ہو۔ غرض اس سے یہ ہے کہ اس میں مٹی نہ مل جائے اور جو ڈھیلے سجی کے ہوں ان کو پتھر وغیرہ سے توڑ ڈالیں پھر اس کے اوپر چونے کو ڈالیں اگر ڈھیلے ہوں تو تھوڑا پانی اس پر چھڑک دیں تاکہ وہ سب گل کر باریک قابل ملنے کے ہو جائیں اور دونوں کو خوب ملا دیں تاکہ چونا سجی بالکل مل جائے۔ پھر ایک حوض پختہ اس طرح کا تیار کیا جائے اور اس طرح سے اس کے اندر چار اینٹیں چاروں طرف کونوں پر رکھ دی جائیں اور ان اینٹوں پر ایک لوہے کی جالی مثل چھلنی کے ہو رکھ دی جائے مگر چھید بڑے بڑے ہوں اور جالی کے اوپر ٹاٹ بچھایا جائے اور یہ ٹاٹ اتنا بڑا ہو کہ اس حوض کی دیواروں سے باہر بھی تھوڑا تھوڑا لٹکا رہے اور اس ٹاٹ اور جالی ملا ہوا ہے ڈال دیا جائے گا تو ٹاٹ اور جالی کے چھیدوں سے عرق نیچے ٹپکنے لگے گا اور جالی کے اونچے رہنے کیلئے اینٹیں۔ غرض یہ ہے کہ جب اس کے اوپر وہ چونا اور سجی جو رکھی گئی ہے۔ اور اگر جالی میسر نہ ہو تو بانس کا ٹٹر بندھوا کر یا لکڑی بچھا کر اس کے اوپر ٹاٹ ڈال کر بچھا دیں اور اس نل کے منہ کے نیچے ایک گھڑا یا کوئی برتن رکھ دیں اور اس حوض میں اوپر تک پانی بھر دیں اور ہلائیں نہیں اس حوض کا عرق ٹپک ٹپک کر نل کے ذریعے سے اس گھڑے میں آجائے گا۔ جب گھڑا بھر جائے ہٹالیں اور دوسرا گھڑا رکھ دیں اور جتنا پانی کم ہوتا جائے اور پانی ڈالتے جائیں البتہ جب ختم کا وقت آئے یعنی قریب ختم کے تب ہلا دیں اور اول پانی کو علیحدہ کر لیں اور اول کی پہچان یہ ہے کہ جب تک سرخ رنگ کا پانی آئے اول ہے اور جب اس سے کم سرخی دار آئے تو وہ دوسرا ہے اور جب بہت کم رنگ معلوم ہو یعنی سپیدی مائل پانی آنے لگے تو وہ تیسرا ہے۔ اسی طرح تینوں درجوں کے پانی کو علیحدہ کیا جائے لیکن اسکی چنداں ضرورت بھی نہیں ہے اگر نہ بھی علیحدہ علیحدہ کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں صرف ایک چھوٹا گھڑا اخیر پانی یعنی تیسرے درجہ کا علیحدہ کر لینا کافی ہے اور اگر تھوڑا صابن بنانا ہو تو حوض کی ضرورت نہیں بلکہ جس طرح

---

[1] مہنگی گرانی کی دعا نہ کرے اور دل میں نہ چاہے کہ یہ چیز گراں ہو جائے تاکہ مجھے نفع ہو بلکہ خود گراں ہو جائے اس وقت فروخت کر دے جتنا نفع قسمت میں ہوگا ضروری ہو جائے گا۔ پھر بدنیتی سے کیا فائدہ بلکہ بے برکتی اور محرومی کا خطرہ ہے۔

خود تھی چارپائی وغیرہ میں کپڑا باندھ کر کسم کی ریتی ٹپکاتی ہیں اسی طرح ٹپکالیں۔ جب سب ٹپک چکے تو اول کڑھاؤ میں ایک لوٹا پانی سادہ واستعمال چھوڑ دیا جائے بعد ازاں چربی اور تیل چھوڑ دیں جب جوش کر آئے تو وہی خمیر کا عرق جو تیار ہوا تھا ہو کہ ایک چھوٹے سے گھڑے میں آ جائے اور اس کو علیحدہ کر لیا ہے لیکن اس میں تھوڑا تھوڑا چھوڑ دیں۔ یعنی تھوڑا سا پانی پہلے چھوڑا۔ جب گاڑھا ہونے لگے تب پھر تھوڑا سا اور ڈال دیا۔ اسی طرح جب سب گھڑے کا پانی ختم ہو جائے تو پھر اور دوسرے گھڑوں کا پانی جو علیحدہ رکھا ہوا ہے تھوڑا تھوڑا بدستور ڈالیں اور پکاویں اور تھوڑے کا مطلب ایک بدھنا بھر ہے اسی طرح کل پانی ڈال دیں۔ اس کے بعد خوب پکاویں۔ جب قوام پر آ جائے یعنی خوب سخت گاڑھا ہو جائے تو اس وقت تھوڑا سا کفگیر سے نکال کر ٹھنڈا کر کے ہاتھ سے گولی بناویں اور دیکھیں ہاتھ میں تو نہیں لگتا اور ہاتھ میں چپکتا ہو تو اور پکاویں۔ پھر دیکھیں ہاتھ میں تو نہیں چپکتا۔ جب نہ چپکے اور گولی بناتے بناتے فوراً سخت ہو جائے۔ جیسا کہ صابن تیار ہوتا ہے تو بس تیار ہو گیا۔ اب تو قوام کے تیار ہو جانے پر آگ کا تاؤ کم کر دیں۔ بلکہ سب لکڑیاں اور آگ اس کے نیچے سے نکال لیں اور تھوڑا وقفہ کے بعد اس کو ایک حوض میں جماویں اور حوض کی ترکیب یہ ہے کہ یا تو اینٹوں کو جوڑ کر کے حوض کی طرح بنالیں یا چار تختوں کو کھڑا کر دیں اسی طرح اور اس کے باہر چاروں طرف اینٹ وغیرہ کی ٹیک لگا دیں تا کہ تختے نہ گریں اور حوض کے اندر ایک کپڑا موٹا یا بوری لیکن اس میں سوراخ نہ ہو یا گودڑی وغیرہ ہو بچھا دیں یہاں تک کہ چاروں طرف جو تختے کی دیوار ہے اس پر بھی بچھا دیا جائے بعد اس کے اس کڑھاؤ سے تھوڑا تھوڑا ڈولوں سے نکال کر حوض میں ڈالیں اور کفگیر سے چلاتے جائیں تا کہ جلد خشک ہو جائے تو اور ڈالیں غرض کہ سب کڑھاؤ سے نکال کر حوض میں اسی طرح ڈال کر جمادیں اور جب ٹھنڈا ہو جائے تو تختے علیحدہ کر کے صابن کو باحتیاط رکھا جائے خواہ تار سے کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے جائیں اور جس چولہے پر کڑھاؤ رکھا جائے گا اس کا نقشہ یہ ہے۔ یہ بھٹی ہے یعنی گول چولہا کڑھاؤ کے موافق۔ اس چولہے پر کڑھاؤ کو اس طرح رکھا جائے گا کہ آنچ برابر سب طرف پہنچے۔

نام اور شکل برتنوں کی جن کی حاجت ہوگی (۱) ایک کفگیر لوہے کا یا لکڑی کا لمبی ڈنڈی کا جیسا پاپڑ پکانے کا ہوتا ہے اس سے چلایا جائے گا۔ ایک برتن جیسا تانبے کا مسجدوں میں پانی نکالنے کا ہوتا ہے ڈنڈی دار جس میں تین سیر پانی آ سکے ایسا ہونا چاہئے کہ گھڑوں کا اس سے عرق یعنی وہی پانی ڈالا جائے گا۔ (۳) ایک برتن صابن کو کڑھاؤ سے نکالنے کا جیسے بڑا ڈول یا سالن نکالنے کا ہوتا ہے جس سے صابن کو کڑھاؤ سے نکال کر حوض میں ڈالا جائے گا۔

دوسری ترکیب صابن بنانے کی: اب سے کچھ عرصہ پہلے ہندوستان میں عام طور پر سجی چونا اور تیل سے صابن بناتے تھے جس کو دیسی صابن کہا جاتا تھا اس کا طریقہ مشہور اور سہل بھی تھا اچھا نہ ہوتا تھا اس زمانہ میں جہاں ہر قسم کی دستکاریوں میں ترقی ہوئی ہے صابن کی صنعت میں بھی بہت کچھ ترقی ہوئی ہے اس

جلائی جائے، جب پانی میں اچھی طرح ابال آنے لگے اور سوڈا اکثر حل ہو جائے اس میں چھنی ہوئی چربی اور کاسٹک کی لائی ڈال دی جائے۔ اور کبھی کبھی کسی کوچے یا کفگیر یا کسی اور چیز سے چلاتے رہیں اور خوب پکنے دیا (بلکہ آنچ پر رہ کر پکائی ہوتی ہے) اب پکتے پکتے اگر وہ پھٹا پھٹا شکل کا ہیں [1] یا چھیچھڑے سے ہو جائے جس کی شناخت یہ ہے کہ ملنے کے وقت نیچے سے اوپر کو پانی آئے گا یعنی صابن علیحدہ ہوگا اور پانی علیحدہ ہوگا تو اس کے پکنے دیں۔ اور اگر شکل حلوے کے گاڑھا ہو جائے اس کی شناخت یہ ہے کہ نیچے سے دھواں دیتا ہے جلد اوپر کو آنے کا جس کے معنی ہیں کہ صابن ابھی خام ہے اور جل رہا ہے ایسی حالت میں کاسٹک کی تھوڑی لائی تخمیناً آدھ پاؤ اور ڈال دی جائے اور ابال آنے پر اگر وہ کھیل کی طرح پھٹ جائے تو بس ٹھیک ہے پکنے دیں ورنہ اور تھوڑا سا کاسٹک ڈالیں کیونکہ جو صابن پھاڑ کر پکایا جاتا ہے اس کی پکائی عمدہ ہوتی ہے اسی طرح ہلکی آنچ پر صابن دو تین گھنٹے تک پک چکے گا تو وہ خود پھٹ جائے گا یعنی صابن اور پانی مل کر شکل شہد کے کسی قدر گاڑھا ہو جائیگا۔ اور اگر ضرورت ہو تو اس میں تخمیناً پاؤ بھر چربی اور ڈال دی جائے اور دس پندرہ منٹ تک اور پکنے دیں غرض اس طرح اس کو پکا لیا جائے۔ بس صابن تیار ہو گیا اب اس کو کسی برتن میں یا ٹوکرے میں کپڑا ڈال کر جما لیا جائے اور جمنے کے بعد کام میں لایا جائے۔

کپڑا چھاپنے کی ترکیب

زرد رنگ: ایک سیر پانی میں پاؤ بھر کھانے کا گوری گوند بھگو کر جب لعاب تیار ہو جائے چھ ماشہ گیہوں کا آٹا اور چھ ماشہ گھی آپس میں خوب ملا کر اور اس میں پاؤ بھر کسیس اور تین ماشہ گولی سرخ قول جو بازار میں بکتی ہے خوب ملا کر اس لعاب میں خوب حل کر کے کپڑے میں چھان لیں خوب گاڑھا ہو جانا چاہئے تب اس سے کپڑے کو چھاپیں خواہ سپید رنگ کی کپڑے پر لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیں اور سانچہ اس پر لگا کر کپڑا چھاپیں۔ سانچے پر لکڑی کے پھول یا بیل بنے ہوئے بازار میں بکتے ہیں یا بڑھئی سے بنوا لے۔

سیاہ رنگ: ایک چھٹانک ولایتی رنگ جس کو پھڑکی کہتے ہیں اور بازار میں بکتا ہے اور پاؤ سیر گوری گوند ایک سیر پانی میں ملا کر لعاب تیار کر لیں اور ایک چھٹانک ہیرا کسیس اور چھ ماشہ توتیا جس کو نیلا تھوتھا کہتے ہیں اور چھ ماشہ گیہوں کا آٹا اور چھ ماشہ گھی اس میں ملا کر خوب حل کر لیں اور گاڑھے رنگ سے کپڑا چھاپیں۔

لکھنے کی سیاہ اور کسی روشنائی بنانے کی ترکیب: ببول کا گوند ایک سیر، کاجل پاؤ بھر، پھٹکری چھ ماشہ، مازو چھ ماشہ، ببول کی چھال ایک چھٹانک، آم کی چھال ایک چھٹانک، مہندی کی لکڑی ایک چھٹانک، توتیا ایک چھٹانک، اول ڈیڑھ سیر پانی میں گوند بھگو دیا جائے جب خوب بھیگ جائے تو کاجل ملا کر ایک دن حل کر کے اور لکڑی اور چھالوں کو ایک سیر بھر پانی میں اتنا جوش دیں کہ پانی پاؤ بھر رہ جائے اور وہ پانی اس گھوٹے

---

[1] چھیچھڑے سے جب کہا جاتا ہے جس میں پھٹ جاتی ہے [illegible] اس وقت نہ وہ حلوے کی حالت ہوتی ہے [illegible] ہوئی [illegible] اور پانی علیحدہ ہو جاتا ہے۔

ہوئے کاجل اور گوند میں ملا دیں اور پھٹکری اور توتیا اور کتھا ان تینوں کو چھٹانک بھر پانی میں الگ خوب حل کر کے اسی کاجل اور گوند میں ملا دے اور ایک دن لوہے کی کڑھائی میں خوب گھوٹ کر کنڈی یا کشتی وغیرہ میں سب سے بہتر یہ کہ چھاج میں پتلی پتلی پھیلا کر سکھا لے روشنائی تیار ہو جائے گی اور گوند ببول اگر بازار میں مہنگا ہو تو ببول کے درختوں سے جمع کر لیا جائے اکثر جنگل میں رہنے والے دو چار پیسے دینے سے بہت سا لا دیتے ہیں۔

انگریزی روشنائی بنانے کی ترکیب: آسمانی رنگ اول درجہ کا ایک تولہ، نیلی رنگ ایک تولہ، سوڈا دس ماشہ سوڈے کو دس تولہ پانی میں ملا کر گرم کر لیں اور اس پانی میں یہ دونوں رنگ ملا دیں اور اس طرح چلا دیں کہ سب چیزیں حل ہو جائیں۔ انگریزی روشنائی تیار ہو جائے گی۔

فاؤنٹین پین کی روشنائی بنانے کی ترکیب: فاؤنٹین پین میں استعمال کرنے کیلئے یہ روشنائی سوان انک کو بھی مات کرتی ہے۔ بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ سادہ پانی کو بھبکے سے عرق کی طرح کشید کر لیں۔ یہ پانی کا عرق انگریزی میں ڈسٹل واٹر کہلاتا ہے۔ یہ بازار سے بھی ملتا ہے مگر وہ گراں پڑتا ہے۔ ایک سیر ڈسٹل واٹر میں دو تولہ آسمانی جرمن رنگ ملا کر خوب حل کریں پھر اس میں دانہ دار شکر ایک تولہ پھٹکری سفید دو تولہ دونوں کو خوب باریک پیس کر ملا دیں اور کاربالک ایسڈ دس قطرے ملا دیں اور کسی چیز سے خوب حل کریں کہ سب چیزیں خوب حل ہو جائیں اب اس کو کم از کم چوبیس گھنٹہ رکھا رہنے دیں تا کہ جو کچھ ذرات تہ نشین ہونا ہیں ہو جائیں اس کے بعد اس کو فلالین کے کپڑے میں یا نائلون کے کپڑے کی چار تہہ کر کے اس میں چھان لیں۔ مقصد یہ ہے کہ رنگ وغیرہ کے باریک ذرات بھی چھن جائیں یہ مقصد اگر کسی اور چیز میں چھاننے سے حاصل ہو جائے تو اس میں چھان لیا جائے۔ فلالین یا نائلون کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اب یہ عمدہ روشنائی تیار ہو گئی اس کو شیشیوں میں یا بوتلوں میں بھر کر خوبصورت لیبل لگا کر فروخت کریں جتنا اس کو شہرت دی جائے گی اور فروخت بڑھائی جائے گی اتنا ہی نفع ہو گا۔ (نوٹ اگر بجائے ڈسٹل واٹر کے اگر سادے پانی سے بھی بنالی جائے تو روشنائی بن جاتی ہے مگر کچھ دن کے بعد جالا پڑ جانے کا خطرہ ہے۔

لکڑی رنگنے کی ترکیب: جس طرح کا رنگ چڑھانا ہو اسی رنگ کی پڑیا بازار سے خرید کر تارپین کے تیل میں ایسے انداز سے ملا دیں کہ گاڑھا ہو جائے پھر گلہری[1] کی دم یا پرندے کا پر یا کسی لکڑی پر چیتھڑا باندھ کر اس سے جس طرح کے چاہے پھول بوٹے بنا دے یا یونہی سادہ رنگ دے اور اگر خشک ہونے کے بعد اس پر وارنش کا تیل مل کر سکھا لے تو اور بھی اچھا اور چمکدار ہو جائیگا۔

برتن پر قلعی کرنے کی ترکیب: پاؤ سیر نوشادر کو پیس کر تین چھٹانک پانی میں ڈال کر دیگچی یا ہانڈی میں اس قدر آنچ میں پکایا جائے کہ وہ پانی جل کر خشک ہو جائے جب سخت ہو جائے اس وقت اتار کر پیس لیا جائے جس پر

---

[1] اس کام کیلئے دم قصداً قطع نہ کرے یہ جانور کو بلا ضرورت ایذا دینا ہے بلکہ پڑی ہوئی مل جائے تو اس کو کام میں لے آوے۔

پیس کر دھوپ میں سکھا لیا جائے۔ پھر اگر پاؤ بھر گوشت ہو تو چھٹانک بھر گھی لیکر اول اس گھی میں پیاز بھون کر بقدر ضرورت نمک اور پھری ڈال دیں بعدہ، بلا پانی کے اس گھی میں گوشت ڈال کر دیگچی کا منہ ڈھک کر اس کو ہلکی آنچ کے اوپر رکھ دینا چاہئے، یہاں تک کہ گوشت کی بوٹیوں کا پانی (یعنی جو پانی قدرتی طور پر گوشت کے اندر ہوتا ہے) بالکل خشک ہو جائے جس کی علامت یہ ہے کہ بوٹیوں کے اندر سے جھاگ اٹھنے اور آبلے پڑنے موقوف ہو جائیں جب پانی بالکل خشک ہو چکے اور بوٹیاں بقدر ضرورت گل جائیں تو دیگچی میں سے گوشت نکال لینا چاہئے، پھر چھٹانک بھر گھی اور لیکر اس سابق گھی میں جو دیگچی کے اندر بقیہ موجود ہوگا ملا کر وہ سکھایا ہوا مصالحہ اس میں بھون لینا چاہئے جب مصالحہ اچھا بھنا ہو جائے تو اسی کل گھی کے اندر گوشت ڈال کر حسب معمول پکا لینا چاہئے مگر اول سے آخر تک کسی وقت بھی پانی بالکل نہ ڈالنا چاہئے پک جانے کے بعد اس میں گرم مصالحہ بھی ڈال دیں اور فوراً اس گرم گرم گوشت کے برتن کو روئی کے اندر لپیٹ کر رکھ دیں اور ٹھنڈا ہونے سے قبل اور گرمیوں میں روزمرہ اور جاڑوں میں دوسرے تیسرے روز روئی میں سے اس برتن کو نکال کر گوشت کو خوب گرم کر لیا کریں کہ پکنے کے قریب ہو جایا کرے اور گرم کرنے کے بعد ٹھنڈا نہ ہونے دیں بلکہ گرمی کی حالت میں ہی اس کو روئی کے اندر لپیٹ کر رکھ دیا کریں تو کل پاؤ بھر گوشت میں کل آدھ پاؤ گھی خرچ ہوا تو بس گوشت سے آدھا گھی خرچ ہوتا ہے بعد پک چکنے اور تیار ہونے کے گوشت کے اندر اگر گھی زیادہ معلوم ہو تو اس زیادہ گھی کو دوسرے برتن میں نکال کر دوبارہ کام میں لا سکتے ہیں۔

ترکیب گوشت پکانے کی نمبر ۲ جو ڈیڑھ ماہ تک خراب نہیں ہوتا

نوٹ نمبر ۱:۔ اس ترکیب سے پکا ہوا گوشت کو ڈیڑھ ماہ تک رکھ کر تجربہ کر لیا گیا ہے شروع گرمیوں میں خراب نہیں ہوا مگر امید ہے کہ اس سے زائد عرصہ میں بھی خراب نہ ہوگا جبکہ روزمرہ گرم کر لیا جایا کرے۔

نوٹ نمبر ۲:۔ اس ترکیب نمبر ۲ کی ان صاحبوں کو ضرورت ہے جو گوشت کی بوٹیوں کا خوب اچھی طرح گل جانا ضروری سمجھتے ہوں۔

ترکیب نمبر ۲:۔ اول حسب ترکیب نمبر اول مصالحہ پیس کر سکھا لینا چاہئے، پھر حسب ترکیب نمبر ۱ پاؤ بھر گوشت کیلئے چھٹانک بھر گھی لیکر اور پیاز کو اس میں بھون کر نمک اور پھری ڈالیں، بعدہ بلا پانی کے حسب ترکیب نمبر ۱ اس گھی میں گوشت ڈال کر دیگچی کا منہ ڈھک کر ہلکی آنچ پر اتنا پکائیں کہ گوشت کی بوٹیوں کا قدرتی پانی بالکل خشک ہو جائے جس کی علامت ترکیب نمبر ۱ میں معروض ہوئی ہے۔ اب اس کے بعد خاطر خواہ گلانے کی ترکیب یہ ہے بعد ازاں اسی گوشت میں بقدر ضرورت پانی ڈال کر (مثلاً اتنا کہ گوشت کی بوٹیاں ڈوب جائیں) پھر پکانا چاہئے۔ یہاں تک کہ بوٹیاں خوب گل جائیں جب بوٹیاں خوب گل جائیں اور یہ ڈالا ہوا پانی قطعاً حل ہو جائے اور بوٹیوں میں سے جھاگ اٹھنے اور آبلے پڑنے موقوف ہو جائیں اور بوٹیاں بہ نسبت پہلے کے چھوٹی ہو جائیں (کیونکہ پانی سے بوٹیاں کسی قدر بڑھ جاتی ہیں) تو دیگچی میں سے گوشت نکال کر حسب ترکیب نمبر ۱ کے

خمیر کو ملا دیں اور اسی طرح لٹکا دیں بعد چھ گھنٹے کے نکال کر اوپر کی ترکیب کے موافق اور میدہ ملا دیں اسی طرح برابر کرتے رہیں۔ یہ خمیر تو بڑھتا رہے گا اور یہ آدھی چھٹانک خمیر نکال کر جو خمیر بچا اس کی ڈبل روٹی یعنی نان پاؤ پکاویں پھر دوسرے دن جب خمیر کی ضرورت ہو تو یہ جو لٹکا ہوا خمیر رکھا ہے اس میں سے آدھی چھٹانک علیحدہ کر لیں اور باقی کا نان پاؤ پکاویں اور خمیر کو اسی طرح بڑھاتے رہیں۔

ترکیب نان پاؤ پکانے کی: جس خمیر کی روٹی پکانے کو اوپر لکھا ہے اس کو آدھ سیر میدہ میں پانی سے گوندھیں جب گندھ جائے تب اس کے اوپر کپڑا اڑھا کر ڈھک دیں یہ دو گھنٹہ تک رکھا رہے اگر چار سیر یا پانچ سیر کے نان پاؤ پکانا ہیں تو اتنا ہی میدہ اب اس خمیر میں ملا کر گوندھیں اور تھوڑا نمک اور شکر سفید بھی ملا دیں تو بہتر ہے اور زیادہ یا دو گھنٹے تک پھر رکھا رہنے دیں اور یہ جو خمیر ابھی گوندھا گیا ہے چپاتی پکانے کے آٹے کی طرح ڈھیلا ہو لیکن سیکھنے کے شروع میں زیادہ ڈھیلے آٹے کے پکانے میں ذرا دقت ہے اس لئے کم ڈھیلا رکھیں جب ہاتھ جم جائے زیادہ ڈھیلا کریں پھر دو گھنٹے کے بعد اس گندھے ہوئے کو ہاتھ سے تھوڑا تھوڑا اٹھا کر باقی پر زور سے ماریں اور ہتھیلی سے ملیں پھر الٹا دیں اور دے ماریں جب خوب تار بندھ جائے تو کسی میز پر یا تختہ پر یا گھڑے میں رکھ دیں تین منٹ کے بعد جتنی بڑی روٹی بنانا منظور ہے اتنا ہی بڑا پیڑا تول کر اور خشک میدہ یا تیل سے یا ہاتھ سے بنا بنا کر رکھیں تاکہ ہاتھ میں نہ چپٹے اور چاہے سانچے میں رکھے یا فقط ٹین کے چوڑے کٹی یا چوکھونٹے ٹکڑوں پر رکھے جب پیڑا آدھا پھول جائے تب تنور کو جلائے اور یہ تنور ایسا ہونا چاہئے جس کی چھت میں یا پشت پر ایک روشندان ہو۔ جب پورے طور سے پیڑا پھول جائے اس وقت تنور کے اندر کی سب آگ نکال لے اور اگر پانی میں تھوڑا نمک اور دہی ملا کر تنور کے اندر چھڑک دیں تو بہتر ہے اور پھر اول ایک پیڑا تنور میں رکھے اور منہ تنور کا بند کر دے اور دو تین منٹ ٹھہر جائے اور دیکھے اگر اس کے اوپر رنگ آیا ہے تو اور سب پیڑے رکھ دے اور اگر تین منٹ میں وہ پیڑا جل جائے تو پندرہ منٹ تک ٹھہر جائے تاکہ اس کے موافق گرماہٹ ہو جائے اس وقت پھر ایک پیڑا رکھ کر دیکھے اور اگر تاؤ بہت کم ہو گیا تو سب نان پاؤ کے پیڑے رکھ کر تنور کے منہ پر تھوڑی سی آگ رکھ دیں اور تنور کو کسی ڈھکنے وغیرہ سے بند کر دیں تاکہ بھاپ نہ نکل جائے اور تین تین چار چار منٹ کے بعد دیکھ بھی لیا کریں۔ جب رنگ سرخی مائل یعنی بادامی آ جائے تو فوراً اس کا ڈھکنا کھول کر روٹیوں کو نکال لیں اور تنور جس قدر اب ٹھنڈا ہے ایسی ہی گرماہٹ میں نان خطائی اور میٹھے بسکٹ بھی پکتے ہیں۔ اگر نان خطائی یا میٹھا بسکٹ کچا بنا ہوا تیار ہو تو فوراً رکھ دیں اور منہ بند کر دیں اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دیکھ لیا کریں اور جب پک جائیں نکال لیں اور اگر ابھی نان خطائی یا میٹھا بسکٹ تیار نہیں ہے تو تھوڑی سی آگ تنور کے منہ پر رکھ کر منہ بند کر دیں تاکہ گرماہٹ بنی رہے یہ گرماہٹ تین منٹ تک رہ سکتی ہے اور اس کے بعد پھر تنور میں آگ جلانا پڑے گی۔ اور اگر تنور نیا بناویں تو تین دن اس کو جلا جلا کر چھوڑ دیں تاکہ ٹھیک ہو جائے اس کے بعد پھر روٹیاں پکاویں۔

ترکیب نان خطائی کی: گھی پاؤ بھر چینی یعنی شکر پاؤ سیر، دانہ الائچی خورد ایک ماشہ، سمندر پھین تین ماشہ، میدہ و گیہوں کا پانچ چھٹانک اول گھی اور چینی اور دانہ الائچی کو ملا کر بیس منٹ تک ایک لگن میں ہاتھ سے پھینٹیں جیسے گلگلے کا آٹا پھینٹا جاتا ہے بعد بیس منٹ کے جب وہ خوب پتلا ہو جائے اس وقت سمندر پھین پیس کر ملا دیں اور ہاتھ سے خوب پھینٹیں اور اول پاؤ بھر میدہ ڈال کر ملا دیں اگر گیلا ہو تو بچا ہوا چھٹانک بھی چھوڑ دیں اس کی بھی نرمی مثل کان کی لو کے ہونا چاہئے پھر نان خطائی بنا کر تنور میں رکھیں بروقت تیاری نکال لیں۔

ترکیب میٹھے بسکٹ کی: گھی ڈیڑھ پاؤ، شکر آدھ سیر، سمندر پھین چھ ماشہ، دودھ ایک پاؤ، میدہ گیہوں کا آدھ پاؤ کم ایک سیر، اول گھی اور شکر کو نان خطائی کی طرح خوب پھینٹیں اور ذرا ذرا دودھ چھوڑتے جائیں جب سب دودھ مل جائے تو آدھ پاؤ پانی ایک دفعہ ہی چھوڑ دیں اور اس میں سمندر پھین کو بھی پیس کر ڈال دیں اس کے اوپر میدہ ڈال دیں اگر زیادہ پتلا ہو جائے تو اور میدہ ڈال دیں جب ٹھیک ہو جائے تو روٹی کی طرح بیلن سے بیلیں اور جتنا بڑا بسکٹ بنانا ہے اتنی ہی بڑی ڈبیہ کی کاٹ کر تیار کریں اور ٹین کے چادر پر رکھ کر تنور میں رکھیں جب پک جائے تو نکال لیں۔

ترکیب نمکین بسکٹ کی: گھی پاؤ سیر، شکر چھٹانک بھر، نمک سوا آٹھ ماشہ، میدہ گیہوں کا سیر بھر، اول گھی اور شکر اور نمک کو پیس کر ایک لگن میں پانچ منٹ تک خوب پھینٹیں پھر میدہ بھی ملا کر خوب پھینٹیں جیسے پوریوں کا آٹا گوندھا جاتا ہے پھر جتنا بڑا بسکٹ بنانا ہو اتنا بڑا بیلن سے بیل کر اسی طرح چادر پر رکھ کر تنور میں رکھیں اور بعد تیاری نکال لیں اس کو نان پاؤ کے پکنے سے پہلے پکانا چاہئے کیونکہ اس کو ذرا آگ کا زیادہ چاہئے۔

آم کے اچار بنانے کی ترکیب: تازی ہری امبیوں کو جو چوٹ سے محفوظ ہوں اس قدر چھیلیں کہ سبزی نہ رہنے پاوے اور ان کو بیچ میں سے اس طرح تراشیں کہ دونوں پھانکیں جدا نہ ہونے پاویں پھر گٹھلی دور کر کے اس میں لہسن کے چھلکے ہوئے جوئے اور سرخ مرچ اور سونف پودینہ اور ادرک اور کلونجی اور نمک مناسب انداز سے ملا کر بھر دیں اور کیری کا منہ بند کر کے ڈورے سے باندھیں آٹھ دس روز دھوپ دے کر عرق نعناع یا سرکہ میں چھوڑ کر اس کو ایک ہفتہ تک دھوپ دے کر استعمال میں لاویں اور اگر تیل میں ڈالنا ہو تو آم کو چھیلنے کی ضرورت نہیں نمک مصالحہ بھر کر سرسوں کے تیل میں چھوڑ دیں۔

چاشنی دار اچار بنانے کی ترکیب: آدھ سیر کشمش، آدھ سیر چھوہارہ، پاؤ بھر انگور، آدھ پاؤ ادرک، آدھ پاؤ لہسن ان سب مصالحہ جات کو تین سیر عرق نعناع میں چھوڑ کر ڈیڑھ سیر شکر ڈال کر پندرہ روز تک دھوپ دیکر استعمال میں لاویں۔

نمک پانی کا اچار بنانے کی ترکیب: مولی، گاجر، شلغم وغیرہ کا پوست دور کر کے قتلے تراش کر پانی میں جوش دیں بعد جوش آ جانے کے پانی دور کر کے ہوا میں خشک کر لیں پھر سرسوں کا تیل اور خشک پسی ہوئی ہلدی اور سرخ مرچ اور کلونجی اور رائی اور نمک بقدر ضرورت پانی میں ملا کر ایک ہفتہ دھوپ دے کر کام میں لاویں۔

شلجم کا اچار بہت دن رہنے والا: شلجم کے پانچ سیر قتلے پانی میں خفیف جوش دیکر خشک کر کے اس میں
یہ چیزیں ملادی جائیں آدھ پاؤ نمک اور چھٹانک بھر مرچ سرخ اور آدھ پاؤ رائی سرخ یہ سب پیسی جائیں گی اور آدھ
پاؤ لہسن اور پاؤ بھر ادرک یہ باریک تراشی جائیں گی۔ جب قتلوں میں ترشی اور تیزی پیدا ہو جاوے گی گڑ یا شکر
سفید کا قوام کر کے ان قتلوں پر چھوڑ دیا جائے اور جب شیرہ کم ہو جائے اور بنا کر ڈال دیں مدتوں رہتا ہے۔

نورتن چٹنی بنانے کی ترکیب: مغز انبہ سیر بھر سرکہ خواہ عرق نعناع سوا سیر لہسن سرخ مرچ
آدھی چھٹانک کلونجی، سونف، پودینہ خشک دو دو تولہ لونگ جائفل چار چار ماشہ، ادرک نمک چھٹانک بھر،
شکر یا گڑ پاؤ بھر پہلے آم کے مغز کو سرکہ میں پسوالو۔ پھر سب مصالحہ کو سرکہ میں پسوا کر آم کے مغز میں گھلوا کرا
دو اور جس قدر سرکہ باقی رہ گیا ہو اس میں گڑ اور مصالحہ مغز انبہ میں ملا کر جوش دلاؤ جب چاشنی تیار ہو جائے
استعمال میں لاؤ اور اگر خوش رنگ بنانا منظور ہو تو دو تولہ ہلدی بھوبھل میں پکی ہوئی پسوا کر آمیز کر دو۔

مربہ بنانے کی ترکیب: آم کا پوست جدا کر دو کہ سبزی کا نشان تک رہنے پاوے۔ پھر تکلے
تکلا میں بھر کانٹے یا سوئی وغیرہ سے گود دو گود کر چونہ اور پھٹکری کے نتھرے ہوئے پانی میں بھگوتے جاؤ پھر
دو تین گھنٹہ کے بعد صاف اور خالص پانی میں ڈالو اس کے بعد دھلوا کر خالص پانی میں جوش دلواؤ جب
آدھ گلے ہو جائیں ہوا میں خشک کراؤ پھر کیریوں سے دو چند شکر سرخ خواہ قند کے قوام میں چھوڑ دو اور جوش
دلاؤ جب قوام خوب گاڑھا ہو جائے اور تار بندھ جائے استعمال میں لاؤ اور اگر زیادہ دنوں رکھنا چاہو تو
تیسرے چوتھے روز دوسرا قوام بدل دو یہی ترکیب سب مربوں کی ہے۔ جیسا سیب، آنولہ۔

نمک پانی کے آم کی ترکیب: بیجو کے آم جو سخت اور چوٹ سے محفوظ ہوں پانی میں خوب دھو کر مٹی کے
برتن میں ڈال کر اس میں پانی آموں سے اوپر تک بھر دیں بعد تین روز کے پھر دھو کر وہ پانی پھینک دیں۔ دوسرا
پانی بدل دیں اور ثابت مرچ اور نمک اس میں اس انداز سے ڈال دیں کہ سو آموں پر پاؤ سیر نمک اور آدھ پاؤ
لہسن اور پندرہ روز کے بعد کھاویں اور پانی آموں سے اونچا رہنا چاہئے اور بعض یوں کرتے ہیں کہ دوبارہ پانی
بدل کر تیسری بار کے پانی میں میتھی کو جوش دیکر جب وہ پانی ٹھنڈا ہو جائے آموں کے منہ پر تھوڑا تھوڑا تیل مل
کر اس پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ میتھی سے وہ پانی نہیں بگڑتا اور اس وجہ سے آم بہت زیادہ ٹھہرتے ہیں۔

لیموں کے اچار کی ترکیب: پانچ سیر کاغذی لیموں لیکر ان کو ایک روز پانی میں چھوڑ دیں اور دوسرے روز
پانی سے نکال کر ان کی چار چار پھانکیں کر کے ان میں گرم مصالحہ اور چند حصہ نمک بھر دیں اتنے لیموں کے واسطے
آدھ سیر گرم مصالحہ اور تین پاؤ نمک کافی ہے اور نمک مصالحہ بھر کر برتن میں ڈال دیں اوپر سے لیموں کا عرق نچوڑ
دیں اور بعض تین پانی بدلتے ہیں اور سیر پیچھے چھٹانک مصالحہ ڈال دیتے ہیں اور اوپر سے کچے لیموں کا عرق
نچوڑتے ہیں جس قدر زیادہ عرق نچوڑا جائے گا زیادہ دنوں تک ٹھہرے گا اور بعض سیر بھر نمک ڈالتے ہیں اور یہ
چیزیں بھی ڈالتے ہیں۔ سونٹھ چھ ماشہ، پیپل چھ ماشہ، سفید زیرہ چھ ماشہ، سمندر جھاگ چھ ماشہ اور یہ سب چیزیں

بہت سے پانی میں ڈال کر کپڑے کو اسی طرح رنگیں کہ دھبہ نہ پڑے پھر نچوڑ کر سایہ میں خشک کریں اور اسی رنگ کے رہنے دیں اور آدھ پاؤ گڑ اور آدھ پاؤ خشک آملہ یعنی آنولہ ایک لوہے کی کڑھائی میں تھوڑے پانی میں ڈال کر دھوپ میں رکھ دیں۔ جب اس میں ابال اٹھنے لگے اور سیاہ ہو جائے تو اسی مجیٹھ اور مہندی کے رنگ میں ملا کر پھر کپڑا رنگیں۔

فاختئی رنگ۔ دو عدد مازو بڑے بڑے نیم کوفتہ کر کے پانی میں ایک پہر تک تر رکھیں پھر چھان کر زیادہ پانی میں ملا دیں اور کپڑے کو اس میں رنگ کر خشک ہونے دیں۔ اس پانی کو پھینک کر برتن میں نیا پانی ڈال دیں چوتھائی آبخورہ کاٹ کر اس پانی میں ملا کر پھر رنگ لیں۔

کاٹ بنانے کی ترکیب۔ پندرہ سیر پانی میں دو سیر لوہا اور تھوڑا سا آملہ اور بڑی ہڑ ڈال کر ایک ہفتہ تک رہنے دیں۔ بعض سویاں پکا کر اس کا پانی بھی اس میں ملا دیتے ہیں اور چھیپیوں کے یہاں سے بنا ہوا مل جائے تو بنانے کی ضرورت نہیں۔

سبز رنگ۔ اول کپڑے کو نیل میں رنگ لے پھر ہلدی کو پانی میں جوش دیکر کپڑے کو اس میں غوطہ دے اور خشک کرلے پھر کاکڑاسنگی کو کچل کر پانی میں جوش دیکر چھان کر اس میں غوطہ دے اور خشک کر کے پھٹکری کے پانی میں ڈال کر لے۔

کاہی سبز رنگ۔ اول ہلدی کو باریک پیس کر اور ترشی کا پانی اس میں ملا کر تھوڑی دیر کپڑے کو اس میں پڑا رہنے دیں پھر صابن کے پانی سے اس کو دھو کر ترش چھاچھ میں پھٹکری پیس کر ملا کر اس میں کپڑے کو رنگ لیں۔ اول ہلکا سا گیرو دے لے پھر کپڑے کو خشک کر کے تن کو ہاون دستہ میں کوٹ کر اس کے چاول یعنی بیج لیکر پانی میں دو تین جوش دے اور کسی برتن میں اول تھوڑا سا پانی لیکر اس میں آدھا رنگ ملا کر کپڑے کو غوطہ دے اگر رنگ ہلکا آئے تو آدھا رنگ جو بچا رکھا ہے وہ بھی ڈال دے۔

اودا رنگ پختہ۔ پتنگ شیریں اور تھوڑا چونہ پانی میں جوش دیکر کے صاف کر کے اس میں پھٹکری ڈال کر کپڑے کو غوطہ دیں اور بعض بڑی ہڑ اور تھوڑا کسیس بھی پیس کر ملا دیتے ہیں۔

سرخ رنگ پختہ۔ پتنگ شیریں تین چھٹانک منگا کر اس کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر کے اور سیر بھر پانی میں خفیف سا جوش دیکر رات بھر تر رکھ کر صبح کو پھر جوش دے اور جب آدھا پانی رہ جائے اس کو صاف کر کے رکھ لے پھر اتنا ہی پانی ڈال کر دوبارہ جوش دے، جب آدھا پانی رہ جائے اس کو صاف کر کے علیحدہ رکھ لے پہلے بڑی ہڑ ایک تولہ پیس کر پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو غوطہ دیکر نچوڑ کر خشک کرے پھر سفید پھٹکری ایک تولہ پیس کر اس کے پانی میں کپڑے کو غوطہ دے اور نچوڑ کر خشک کرلے پھر پتنگ کے دوسرے جوش دیئے ہوئے پانی میں کپڑے کو رنگ کر خشک کرلے پھر پہلے جوش دیئے ہوئے پانی کو ایک تولہ سفید پھٹکری پیس کر ہاتھ سے اتنا ہلائے کہ اس میں جھاگ یعنی پھین اٹھ جائے اور ایک پہر تک کپڑے کو اس میں تر رکھے اور نچوڑ کر خشک کر

طرف دیکھتی آؤ کہ سب میں چھوٹی رقم یا سب میں چھوٹا وزن کہاں کہاں ہے۔ ان سب کو اپنے جی میں جوڑتی جاؤ پھر جوڑ کر یہ دیکھو کہ اس سے بڑی رقم یا اس سے بڑا جو وزن ہے وہ یہ چھوٹی رقمیں اور وزن مل کر اس بڑی رقم یا اس سے بڑا وزن سے یا چھوٹی رقمیں اور وزن ملا کر یا اس بڑی رقم یا بڑے وزن کی گنتی میں پوری پوری چلی گئی یا نہیں اگر چلی گئی تو اس کو پھر اس سے بڑی رقم یا وزن سے جوڑو اگر نہیں گئی تو جتنی اس میں بڑے وزن سے کسر رہی ہے اس کسر کو لکھ لو اور جتنا بڑے وزن کی گنتی میں پورا ہو گیا اس کو پھر بڑی رقم یا بڑے وزن کے ساتھ ملا کر اسی طرح جوڑو پھر ان سب کو جوڑ کر دیکھو کہ اپنے سے بڑی رقم یا بڑے وزن میں پورا گنتی میں آ گیا یا نہیں اگر پورا گنتی میں آ گیا تو پہلے کی طرح اس کو پھر بڑی رقم یا وزن سے جوڑ لو اور اگر نہیں آیا تو اس کسر کو پہلے لکھے ہوئے کے ساتھ لکھ دو اور جتنا بچا اس کو پھر اس سے بڑی رقم یا وزن سے جوڑ لو اسی طرح اخیر تک حساب ختم کر دو اور لکھ دو جو سب سے اخیر لکھا ہوا ہو گا وہ سارا مل کر جتنا ہوا اس کو میزان کہتے ہیں۔

مثال رقموں کے جوڑنے کی۔ ململ عہ۔ تھان ۸؍۔ شال باف ۱۲؍۔ جھین ۔ چھینٹ ۔ اب ان کو جوڑنا چاہا۔ سب سے چھوٹی رقم ۲ کی ہے اور یہ دو جگہ آئی ہے دونوں جگہ جوڑا تو ۴ ہو گیا پھر دو پیسہ بھی اس میں دو جگہ ہیں اس دو پیسہ کو ان دونوں کے ساتھ جوڑا ڈیڑھ آنہ ہو گیا تو اس کا ایک آنہ اور آنوں کی گنتی میں جا سکتا ہے کسر رہی ۲ کی تو اس کو پہلے لکھ دیا اس طرح ۲ اور وہ جو آنہ حاصل ہوا تھا اس کو اور آنوں کے ساتھ جوڑا تو آنے دو جگہ ہیں ایک جگہ ۸ اور ایک جگہ ۱۲ اس ایک آنہ کو ان کے ساتھ ملا کر جوڑا تو ایک آنہ اور آٹھ آنہ تو نو آنے ہوئے اور نو آنے اور بارہ آنے اکیس آنے ہوئے اکیس آنوں میں ایک روپیہ اور پانچ آنے ہیں تو پانچ آنے کو اس دو پیسے کے ساتھ لکھ دیا اس طرح (۵؍۲) آگے ایک روپیہ بچا۔ اب دیکھا ان رقموں میں بھی ایک روپیہ ایک جگہ ہے اس روپے کو اس روپے کے ساتھ جوڑ لیا تو دو روپے ہوئے ان دو روپوں کی رقم کو اس ۵؍۲ کے ساتھ لکھ دیا اس طرح عما ۵؍۲ وہ سب دام مل کر اتنے ہوئے تو یوں کہیں گے کہ سب کپڑوں کی قیمت کی میزان عا ۵؍۲ ہوئے اور حساب کے ختم پر لفظ میزان لکھ کر اس رقم کو لکھا بھی کرتے ہیں اسی طرح میزان عا ۵؍۲ اسی طرح دونوں کو سوچ سمجھ کر لکھو اور لکھ کر استاد کو دکھلا دو۔

روزمرہ کی آمدنی اور خرچ لکھنے کا طریقہ: اس کو سیاق کہتے ہیں اور بڑے کام کی چیز ہے کیونکہ زبانی یاد رکھنے میں ایک تو بھول ہو جاتی ہے پھر بھی خاوند اعتبار نہیں کرتا بھی سوچ سوچ کر بتلانے سے خود کو ٹوکا شبہ ہوتا ہے کبھی یاد نہ آنے سے یا تو جھوٹ بولنا پڑتا ہے یا نہ بتلاؤ تو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اور اس سے نوکروں چاکروں پر بھی دباؤ رہتا ہے وہ جھوٹے کر کر نہیں سکتے یہ معلوم ہوتا رہتا ہے کہ کبھی فلانے فلانے دن آیا تھا اور جتنا تم روز کا خرچ ہے تو سیر بھر گھی سولہ دن ہونا چاہیے تھا یا آٹھ دن میں کیوں ختم ہو گیا۔ ماما یہ نہیں کہہ سکتی کہ بی بی تم کو یاد نہیں رہا۔ سولہ روز ہوئے جب آیا تھا تم کو ہمیشہ اپنے ذمہ لازم سمجھنا چاہیے کہ جو رقم ملے اس کو بھی لکھ لیا کرو اور جہاں خرچ ہو اس کو بھی ساتھ ساتھ لکھ لیا کرو دوسرے وقت کے بھروسے نہ رہا

کرو اس میں اکثر بھول چوک ہو جاتی ہے۔ لکھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ کسی پر بدگمانی نہیں ہوتی مثلاً تمہارے پاس دس روپے تھے تم نے چھ اٹھائے۔ مگر یاد رہے پانچ۔ اب چار ہی روپے رہ گئے۔ تمہاری یاد سے پانچ ہی ہیں ایک روپیہ کہیں دیکر بھول گئیں اور سب پر چوری لگاتی پھرتی ہیں کہ فلانی نے اٹھایا ہو گا تم کوئی چیز بے لکھے مت رہنے دیا کرو کپڑے دو تو لکھ کر قلعی کو برتن دو تو لکھ کر کسی کو مزدوری دو تو لکھ کر کوئی چیز منگاؤ تو لکھ کر اور جو تم کو ملے اس کو بھی لکھ لو۔ اب ہم تم کو آمدنی اور خرچ لکھنے کا قاعدہ بتاتے ہیں۔ ایک ہفتہ کا حساب بتایا کرو چاہے ایک ایک مہینے کا یہ تم کو اختیار ہے وہ طریقہ یہ ہے مثلاً تم کو ایک ایک مہینہ کا حساب رکھنا منظور ہے اور رمضان سے شروع کرنا ہے۔ تو ایک کتاب بڑے بڑے ورقوں کی بنالو اور جس ورق سے لکھتا ہو اس کے شروع پر اول یہ عبارت لکھو (حساب آمد و خرچ بابت ماہ رمضان) پھر اس عبارت کے نیچے لفظ جمع کو لکیر کی طرح یوں لکھو۔

جمع ....

پھر اس کے نیچے دو لکیریں کھینچ کر ایک لکیر کے سرے پر لفظ بقایا اور دوسری لکیر کے سرے پر لفظ حال لکھو۔

بقایا ....

حال ....

اور بقایا کی لکیر کے نیچے جو روپیہ تمہارے پاس پہلے بچا ہو وہ لکھو دو اور حال کی لکیر کے نیچے ذرا زیادہ سی جگہ چھوڑے رکھو اور رمضان میں جو آمدنی ہوتی رہے تو تاریخ وار لکھتی رہو۔ اس طرح

بقایا ....

حال ....

یکم رمضان از فلانی صاحب عمہ۔ فروخت غلہ عہ ۳ر وصول قرضہ از بھائی صاحب للعہ عہ

اب اس کے بہت نیچے لفظ وجوہ ایک لکیر کی شکل میں لکھو اس طرح۔

وجوہ ....

اور اس کے بعد ذرا سی جگہ چھوڑ کر جہاں کہیں اٹھے اس کو تاریخ وار روز کے روز لکھتی رہو

اس طرح یکم رمضان چاول (للعہ) ۔ گھی (صہ) ۔ ۲ر رمضان شکر سفید (لہ) ، دودھ والا (عہ) ۳ر رمضان گرم مصالحہ ۳ر ۔ ۴ر رمضان مسجد میں تیل ۸ر ۔ ۵ر رمضان طالب علموں کو افطاری و سحری کیلئے ۔ اسی طرح مہینہ بھر تک لکھتی رہو جب مہینہ ختم ہو جائے خرچ کی ساری رقموں کو اوپر کے طریقے کے موافق جوڑ کر سب کی میزان اس وجوہ کی لکیر کے نیچے لکھ دو مثلاً ان رقموں کو جوڑا عہ ۸ر ہوئے ان کو اس لکیر کے نیچے اس طرح لکھو۔

میں جو پوسٹ کارڈ ملتا ہے اگر وہ بھیجنا ہو تو پتہ کی طرف داہنے آدھے حصہ میں صرف جس کے پاس جاتا ہے اس کا نام اور پتہ لکھو۔ بعض لکھ دیتے ہیں جواب طلب ضروری یا بسم اللہ یا اس کے حروف یا ماشاء اللہ وبعونہ وغیرہ یا اور کچھ لکھ دیتے ہیں اس سے وہ بیرنگ ہو جاتا ہے یعنی جس کے پاس جاتا ہے اس کو دو گنے ٹکٹ کے پیسے دینے پڑتے ہیں اور باقی نصف حصہ میں جو چاہو سو لکھو اسی حصہ میں اپنا نام و پتہ اور تاریخ لکھ دو۔ (۲) پانے والے کا پتہ صاف اور پورا لکھنا چاہئے۔ اگر چھوٹے قصبہ میں بھیجنا ہے تو ضلع کا نام بھی ضرور لکھ دو اور اگر بڑے شہر میں بھیجنا ہے تو محلہ کا نام اور مکان کا نمبر بھی لکھ دو۔ (۳) اگر تین پیسے والا لفافہ بھیجنی ہو تو اس میں اس قسم کی وہ تمیں جو عدد و نمبر اس میں بیان ہوئیں لکھنے کا ڈر نہیں مگر ساری جگہ مت چھیک دو ورنہ ڈاکخانہ والوں کو اگر کچھ لکھنا پڑتا ہے وہ کہاں لکھیں گے اپنے لفافہ کی پشت پر بھی اپنا مضمون لکھ سکتی ہو۔ (۴) اگر پوسٹ کارڈ کے برابر لمبا چوڑا اور موٹا چکنا کاغذ کا ٹکڑا ہو اس پر دو پیسے کا ٹکٹ لگا دو وہ بھی پوسٹ کارڈ ہو جاتا ہے اور اگر اس پر ٹکٹ نہ لگاؤ تو اس کو ڈاکخانہ والے پانے والے کے پاس نہ بھیجیں گے بلکہ ناوارثی خطوں کے دفتر میں بھیج دیں گے اور اس دفتر والے اس کو پھاڑ کر پھینک دیں گے اور اگر پوسٹ کارڈ سے زیادہ یا کم لمبا چوڑا موٹا چکنا کاغذ ہوگا تو وہ کارڈ بیرنگ کر دیا جائے گا۔ اس کو پرائیویٹ پوسٹ کارڈ کہتے ہیں۔ ایسے کارڈ پر بھی پتہ کی طرف نصف بائیں میں خط کا مضمون لکھ سکتی ہو مگر اس کا خیال رہے کہ نصف داہنا حصہ پتہ لکھنے اور ڈاکخانہ کی مہر وغیرہ کیلئے چھوڑ رہے اور اگر داہنے حصہ میں خط کا مطلب اور بائیں حصہ میں پتہ لکھو گی تو وہ بیرنگ ہو جائے گا اور اگر سادہ لفافہ پر تین پیسے کا ٹکٹ لگا دو تو وہ بھی تین پیسے والا لفافہ ہو جاتا ہے اور اگر اس پر ٹکٹ نہ لگاؤ تو چالیس پیسے کا بیرنگ ہو جاتا ہے مگر لفافہ کو گوند وغیرہ سے چپکا دو اور اگر نہ چپکاؤ گی تو ڈاکخانہ والے اس کو ناوارثی خطوط کے دفتر میں بھیج دیں گے اگر ٹکٹ نہ ہو تو پوسٹ کارڈ کی تصویر اور ٹکٹ کی جگہ اور سرکاری لفافہ کی تصویر میں پیسہ کے ٹکٹ کی جگہ مت لگاؤ اور اگر لگاؤ گی تو وہ بیرنگ ہو جائے گا۔ پہلے اس کی اجازت ہو گئی تھی اب ممانعت ہے۔ (۵) کارڈ یا لفافہ کو کسی طرح مت موڑو کہ ٹکٹ میلا ہو جائے اور بہت ملا ہوا ٹکٹ بھی مت لگاؤ جس سے شبہ ہو اور ٹکٹ پر اپنا نام پتہ لکھو نہ کسی طرح کی لکیر کھینچو ٹکٹ کو سادہ رہنے دو نہیں تو ٹکٹ بیکار ہو کر خط بیرنگ ہو جائے گا۔ استعمال شدہ ٹکٹ بھی خطوں پر کبھی مت لگاؤ کیونکہ اس حالت میں بھی خط بیرنگ ہو جاتا ہے اور اگر استعمال شدہ ٹکٹ پر سے سابق نشانات کے دور کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ جرم ہو جاتا ہے اور ایسے خط استعمال کرنے سے خط بھیجنے والے پر مقدمہ قائم ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات سزا ہو جاتی ہے۔ (۶) بعض آدمی ایک کارڈ کے ساتھ دوسرا کارڈ بھی رکھ کر بھیجتے ہیں اس سے وہ بیرنگ ہو جاتا ہے۔ اگر جواب کیلئے کارڈ بھیجنا ہو تو تین پیسہ کا جڑا ہوا کارڈ آتا ہے وہ منگا لیا کرو۔ (۷) لفافہ میں خط رکھ کر ایک چھوٹی سی ترازو جسے کانٹا کہتے ہیں جانو اس میں رکھ دو۔ دوسری طرف ایک تولہ یا ایک روپیہ انگریزی رکھ کر تول لیا کرو اگر ایک تولہ سے زیادہ نہ ہو تو تین پیسے کے ٹکٹ میں جا سکتا ہے اور اگر یہ ایک تولہ سے زیادہ ہو تو دو تولہ تک ایک آنہ کا ٹکٹ اور لگا دو خلاصہ

یہ کہ ہر ڈھائی تولہ یا اس کے جزو پر ایک آنہ لگے گا اور اگر بے ٹکٹ بھیجو گی تو بیرنگ ہو جائیگا اور حساب سے جتنے ٹکٹ یہاں لگتے اس سے دگنے دام اس کو دینے پڑینگے جس کے پاس یہ خط جائیگا۔ اگر لینے والا بیرنگ خط لینے سے انکار کرے تو وہ خط تم کو واپس کر دیا جائے گا اور تم کو ہی اس کا دگنا محصول دینا پڑے گا اگر تم بھی خط لینے سے انکار کرو گی تو تمہارے تمام خطوط سوائے سرکاری خطوط کے ڈاکخانہ کے قاعدہ کے مطابق ڈاکخانہ ہی میں روک لئے جائیں گے اور جب تک محصول نہ دو گی اس وقت تک تم کو تقسیم نہیں کئے جائیں گے۔ (۸) ایک لفافہ میں کئی خط کئی آدمیوں کے نام جدا جدا کر مت رکھو۔ چونکہ یہ ڈاکخانہ کے قواعد کے خلاف ہے اس لئے شرع سے بھی منع ہے البتہ اس خط میں دوسرے کو بھی دو چار سطریں لکھ دیں تو کچھ ڈر نہیں۔ (۹) خط یا پلندے پر جتنے کے ٹکٹ لگانے چاہئیں اگر اس سے کم کے لگے ہیں تو جتنے کی کمی ہے اس کا دوگنا اس شخص سے لیا جائے گا جس کے پاس وہ بھیجا گیا ہے۔ **پلندے کا قاعدہ۔** (۱) کوئی کتاب یا اخبار یا اشتہار یا ایسے کاغذات جن کا مضمون خط کے طور پر نہ ہو اگر ایسے طور سے کاغذ میں لپیٹ کر بند کرو کہ ڈاکخانہ والے بسہولت کھول کر بند کر سکیں اس کو پلندہ یا پیکٹ کہتے ہیں اس کا محصول پہلے پانچ تولہ پر ایک آنہ پھر ہر پانچ تولہ یا اس کے جزو پر دو پیسے کا ٹکٹ بڑھاتی جاؤ۔ (۲) پلندہ میں خط رکھنے کی ممانعت ہے۔ (۳) پلندے میں نوٹ ہنڈی، اسٹامپ، چک بل یا بینک کا نوٹ یا دیگر کاغذات جن سے روپیہ مل سکتا ہو بھیجنا منع ہے۔ (۴) پلندہ دو فٹ لمبا ایک فٹ چوڑا اور ایک فٹ اونچے سے زائد نہ ہونا چاہئے اور اگر پلندہ گول بنایا جائے تو تیس انچ طول اور چار انچ قطر سے زائد نہ ہو۔ (۵) اگر یہاں ٹکٹ نہ لگاؤ گی تو بیرنگ ہو جائیگا اور جتنے کے ٹکٹ یہاں حساب سے لگتے اس سے دونا محصول وہاں دینا پڑے گا جس کے نام جاتا ہے اگر وہ نہ لے تو اس بھیجنے والے سے ہی وہی دونا محصول لے لیا جائیگا۔ **رجسٹری کا قاعدہ۔** اگر خط یا پلندہ یا پارسل کی زیادہ حفاظت چاہو تو اسکی رجسٹری کرو یعنی جتنے ٹکٹ محصول کے حساب سے لگائے ہیں نو پیسے کے اور لگاؤ اور لے جانے والا ڈاک منشی سے کہے کہ اسکی رجسٹری ہو گی وہاں سے ایک رسید ملے گی اس کو حفاظت سے رکھو اگر تم یوں چاہو کہ جس کے نام ہم بھیجتے ہیں اس کے ہاتھ کی دستخطی رسید بھی آ جائے تاکہ وہ انکار نہ کر سکے کہ ہمارے پاس خط یا پارسل نہیں پہنچا تو دو آنہ کا ٹکٹ اور لگاؤ اور رجسٹری کرنے والے بابو سے ایک جوابی رجسٹری کا فارم جو ایک چھوٹا سا چھپا ہوا ہوتا ہے جس پر ایک طرف اپنا پتہ اور دوسری طرف جس کے نام ہے اس کا مکمل پتہ لکھ کر اس خط یا لفافہ پلندہ کے ساتھ نتھی کر دو جس پر اس شخص کے دستخط کرانے کے بعد ڈاکخانہ والے پھر واپس تمہیں پہنچا دینگے اور یہاں مثل سادہ رجسٹری کے ایک رسید اس وقت ملے گی۔ جنتری ٹکٹ یا اسٹامپ ہو اسکی رجسٹری حفاظت کی وجہ سے کرانی ضروری ہے بلا رجسٹری ضائع ہونے پر ڈاکخانہ ذمہ دار نہیں رجسٹری خط کے بائیں طرف نیچے کے کونے کے قریب اپنا نام اور پورا پتہ بھی لکھ دو تاکہ اس کے مکتوب الیہ کو تقسیم نہ ہونے کی صورت میں اس کے بھیجنے والے کو بغیر کھولے ہوئے بلا تاخیر واپس کر دی جائے۔ **بیمہ کا قاعدہ۔** اگر تم کو کوئی قیمتی چیز بھیجنی ہے مثلاً نوٹ، سونا، چاندی

ایک سیر تک ۸۰ تولہ	عہ	ساڑھے تین سیر تک ۲۸۰ تولہ	ے /۸	چھ سیر تک ۴۸۰ تولہ	ے	ساڑھے آٹھ سیر تک ۶۸۰ تولہ	ے /۸	گیارہ سیر تک ۸۸۰ تولہ	اعہ
ڈیڑھ سیر تک ۱۲۰ تولہ	/۸ عہ	چار سیر تک ۳۲۰ تولہ	للعہ/	ساڑھے چھ سیر تک ۵۲۰ تولہ	ے /۸	نو سیر تک ۷۲۰ تولہ	لعہ/	ساڑھے گیارہ سیر تک ۹۲۰ تولہ	اعہ/۸
دو سیر تک ۱۶۰ تولہ	عہ/	ساڑھے چار سیر تک ۳۶۰ تولہ	للعہ/	سات سیر تک ۵۶۰ تولہ	معہ	ساڑھے نو سیر تک ۷۶۰ تولہ	اعہ/۸	بارہ سیر تک	عہ عہ
اڑھائی سیر تک ۲۰۰ تولہ	عہ/۸	پانچ سیر تک ۴۰۰ تولہ	صہ/	ساڑھے سات سیر تک ۶۰۰ تولہ	معہ/۸	دس سیر تک ۸۰۰ تولہ	عہ	ساڑھے بارہ سیر تک ۱۰۰۰ تولہ	عہ/۸ عہ

(۲) ساڑھے بارہ سیر یعنی ایک ہزار تولہ سے زیادہ وزنی پارسل ڈاکخانہ سے نہیں جا سکتا۔ (۳) پارسل کے اندر ایک خط رکھنے کی اجازت ہے مگر وہ خط اسی شخص کے نام ہو جس کے نام پارسل ہے۔ (۴) پارسل کی ہر سیون پر گرم لاکھ لگا کر مہر کر دو اس سے حفاظت ہو جاوے گی۔ (۵) اتنا چھوٹا پارسل مت بناؤ جس میں ڈاکخانہ کی مہر کی جگہ نہ رہے۔ (۶) پارسل بیرنگ نہیں جاتا ہے۔ (۷) اگر اس میں قیمتی چیز ہو تو رجسٹری کرا دو اس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

نیچے لکھی ہوئی صورتوں میں رجسٹری کرانا ضروری ہے: (۱) اگر کسی خط یا پارسل کا بیمہ کرایا جائے۔ (۲) اگر کوئی پارسل سیلون یا ملک سنگاپور کو بھیجا ہو۔ (۳) اگر پارسل ایسی جگہ بھیجا ہو جس کے واسطے (کسٹم ڈیکلریشن) یعنی تمام اشیاء کی فہرست مع قیمت کے لکھنی پڑتی ہے۔ (۴) اگر کسی پارسل یا پلندہ کو وی پی کرانا ہو یا پارسل کا وزن ساڑھے پانچ سیر یعنی ۴۴۰ تولہ سے زیادہ ہو۔ (نوٹ) ڈاکخانہ کا سیر اسی روپیہ بھر ہوتا ہے۔

وی پی کا قاعدہ۔ اگر تم کسی کے پاس کتاب یا کوئی چیز بھیج کر اس کی قیمت منگاؤ تو پارسل پیکٹ یا خط پر پانے والے کا پتہ لکھ کر اس کی قیمت اس طرح لکھ دو مثلاً وی پی قیمتی مبلغ (صہ) پانچ روپیہ اور اس کے ساتھ ہی ایک منی آرڈر وی پی کا بھر کر بھیج دو اس کی رجسٹری کرانی ضروری ہے اس کے حساب سے جتنے ٹکٹ محصول کے ہوں اس سے زیادہ ایک روپیہ پانچ پیسے لگا دو اور پہنچانے والا ڈاک منشی سے کہے کہ اس کو وی پی کر دو وہاں سے ایک

کچھ بگڑ جائے تو اس کو بھی دھو مت بعض دفعہ ٹکٹ کی جگہ میلی ہو جاتی ہے اور ڈاک والوں کو شبہ ہو جاتا کہیں کوئی مقدمہ نہ کھڑا ہو جائے ایک جگہ ایسا ہو چکا ہے جب سرکاری آدمیوں نے پوچھا تو اس عورت کو دست لگ گئے۔ بڑی مشکل سے وہ قصہ رفع دفع ہوا اور اسی طرح میلا ٹکٹ بھی نہ لگاؤ۔ (۱۳) جو کاغذ سرکاری دربار میں پیش کر دیا ہو اس پر بدون کسی ناچاری کے اپنے دستخط بھی مت کرو۔ (۱۴) شوق شوق میں ثواب لینے کے خیال سے ساری دنیا کے خط پتر نہ لکھا کرو کوئی ناچاری ہی آ پڑے تو خیر مثلاً کسی غریب کا کام ضروری اٹکا ہوا ہے اور کوئی لکھنے والا میسر نہیں آتا تو مجبوری کی بات ہے ورنہ پرہیز کیا کرو کہ بھائی میں کوئی منشی نہیں ہوں میں اپنا خط غیر مردوں کی نظر سے گزاروں بے شرمی کی بات ہے اپنی ضرورت کے واسطے دو چار حرف کانٹے گھسیٹ لیتی ہوں جاؤ اور کسی سے لکھوا لو وجہ یہ ہے کہ بعض جگہ ایسی باتوں سے برے مردوں کی نیت بگڑ گئی ہے اللہ بری گھڑی سے بچائے۔ (۱۵) جب خط کا جواب لکھ چکو اس کو چولہے میں جلا دو اس میں ایک تو کاغذ کی بے ادبی نہ ہوگی مارا مارا نہ پھرے گا دوسرے خط میں ہزار بات ہوتی ہے خدا جانے کس کس آدمی کی نظر پڑے اپنے گھر کی بات دوسری جگہ پہنچنی کیا ضرور ہے۔ البتہ اگر کسی خاص وجہ سے کوئی خط چند روز کے واسطے رکھنا ہی ضروری ہے تو اور بات ہے مگر رکھو تو حفاظت سے صندوقچی وغیرہ میں رکھو تاکہ مارا مارا نہ پھرے۔ (۱۶) اگر کوئی پوشیدہ بات لکھنا منظور ہو تو پوسٹ کارڈ مت لکھو۔ (۱۷) خط میں تاریخ اور مہینہ اور سنہ ضرور لکھو جس مہینہ میں خط لکھ رہی ہو اس کا جونسا دن ہو اس کو تاریخ کہتے ہیں جیسے اب مثلاً جمادی الاخریٰ کا مہینہ ہے اور آج اس کا اٹھارواں دن ہے تو اٹھارہویں تاریخ ہوئی اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جونسی تاریخ ہو وہی ہندسہ لکھ کر اس کے بعد مہینہ کا نام لکھ دو۔ مثلاً جمادی الاخریٰ کی اٹھارویں تاریخ کو اس طرح لکھو ۱۸ جمادی الاخریٰ اور سنہ کہتے ہیں برس کو ہم مسلمانوں میں جب پیغمبر ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی جب سے برسوں کا شمار لیتے ہیں تو اب تک تیرہ سو چورانوے برس ہو چکے ہیں بس یہی سن ہوا اور اس کو ہجری سن کہتے ہیں کیونکہ ہجرت کے حساب سے ہے اور تیرہ سو چورانوے اس طرح لکھتے ہیں کہ پہلے لفظ سنہ ذرا لمبا سا لکھیں گے اور اس کے اوپر یہ ہندسہ لکھیں گے اور اس کے آگے دو چشمی ھ بنا دیں گے اس طرح ۱۳۹۴ھ اور یہ سنہ محرم کے مہینے سے بدل جاتا ہے۔ مثلاً اب جو محرم آئے گا اس سے سنہ تیرہ سو پچانوے ۱۳۹۵ھ شروع ہوگا تو تیرہ کا ہندسہ تو اپنی حالت پر رہنے دیں گے اور چورانوے کی جگہ پچانوے کا ہندسہ لکھیں گے اس طرح ۱۳۹۵ھ اسی طرح ہر محرم سے اس ہندسہ کو بدلتے رہیں گے کہ دوسرے محرم سے پچانوے کی جگہ چھیانوے لکھیں گے۔ تیسرے محرم سے چھیانوے کی جگہ ستانوے لکھیں گے اور تیرہ کا ہندسہ اپنی جگہ لکھا رہے گا جب سات سال گزر جائیں گے اور پورے چودہ سو برس ہو جائیں گے تب یہ تیرہ کا ہندسہ بدلے گا۔ اس زمانہ میں جو لوگ ہونگے وہ آپس میں اس کے لکھنے کا طریقہ پوچھ لیں گے تاریخ اور سنہ میں بہت فائدے ہیں ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو آئے ہوئے کتنے دن ہوئے شاید اس میں کوئی بات لکھی ہو اور اب موقع نہ رہا ہو تو دھوکہ نہ ہو دوسرے اگر ایک خط میں ایک بات لکھی ہے اور دوسرے میں اس کے خلاف لکھی ہے تو اگر تاریخ اور سنہ نہ ہو تو دیکھنے والے کو یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اس میں کونسا پہلا ہے کونسا پچھلا اور میں کونسی بات کروں اور کونسی نہ کروں اور اگر تاریخ و سنہ ہوگا تو اس سے معلوم ہو جاوے گا

کہ فلانا خط بعد کا ہے اس کے موافق عمل کرنا چاہئے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں۔ (۱۸) پتہ بہت صاف لکھو یہاں کا بھی اور وہاں کا بھی پورے حروف ہوں سب نقطے اور شوشے دیئے ہوں ورنہ بعض دفعہ بڑی دقت ہو جاتی ہے کبھی تو خط نہیں پہنچتا اور کبھی جواب بھیجنے کے وقت پتہ نہیں پڑھا جاتا تو جواب نہیں آسکتا اور ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھا کرو شاید دوسرے کو یاد نہ رہے اور پہلا خط بھی حفاظت سے نہ رہے۔ (۱۹) ایسے کاغذ یا ایسی روشنائی سے مت لکھو کہ حرف پھیل جائیں یا دوسری طرف چھن جائیں کہ پڑھنے میں دقت ہو اور نہ بہت موٹا کاغذ لو کہ بے فائدہ وزن بڑھنے سے محصول بڑھ جائے۔ (۲۰) خط الٹ پلٹ مت لکھو کہ دوسرا ایسی ڈھونڈتا پھرے کہ اس کے بعد کی عبارت کونسی ہے۔ ایک طرف سے سیدھا سادہ لکھنا شروع کرو اور ترتیب سے لکھتی چلی جاؤ تاکہ پڑھنے والا سیدھا پڑھتا چلا جائے۔ (۲۱) جب ایک صفحہ لکھ چکو تو اس کو مٹی سے یا جاذب کاغذ سے خوب خشک کرو پھر اگلا صفحہ لکھنا شروع کرو ورنہ حرف مٹ جائیں گے پڑھے نہیں جائیں گے۔ (۲۲) بعضوں کی عادت ہے کہ قلم میں روشنائی زیادہ لگا لیتے ہیں پھر اس کو چٹائی یا فرش پر یا دیوار پر چھڑک کر روشنائی کم کرتے ہیں یہ بے تمیزی کی بات ہے اول ہی سے روشنائی سنبھال کر لگاؤ اور اگر زیادہ آجائے تو دوات کے اندر جھاڑ دو۔

کتاب کا خاتمہ جس میں تین مضمون ہیں

پہلا مضمون: اس میں زیادہ علم حاصل کرنے کا طریقہ اور کچھ کتابوں کے نام ہیں ہم نے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے خوب سوچ سوچ کر دین و دنیا کی ایسی ضروری باتیں لکھ دی ہیں جن سے زیادہ کام پڑا کرتا ہے اور اگر زیادہ باتیں معلوم کرنا ہو تو اس کے تین طریقے ہیں ایک تو یہ کہ مردوں کی طرح کچھ فارسی پڑھ کر آگے عربی پڑھنا شروع کرے عربی میں بہت بڑی بڑی اور اچھی اچھی علم کی باتیں ہیں اور سچ یہ ہے کہ دین کے علم کا مزہ اور پوری پوری خبر بدون عربی کے میسر نہیں اگر اتنی ہمت ہو تو یہ کتاب تو ختم ہونے کو آئی تم اللہ کا نام لیکر ایک کتاب ہے۔

تیسیر المبتدی: اس کا نام ہے میرے ایک دوست مولوی صاحب نے لکھی ہے اور میں نے بڑے شوق سے اس کو لکھوایا ہے اور مجھ کو بہت پسند آئی ہے اور میں اپنی برادری کے بچوں کو وہی پڑھواتا ہوں اور ان کو اس کے پڑھنے سے بڑی طاقت ہوتی ہے تم وہ کتاب منگوا کر خوب سمجھ سمجھ کر پڑھنا شروع کرو پھر آگے جو جو پڑھا جاوے گا اسکی ترکیب اسی کتاب کے پچھلے ورق میں لکھی ہے اس کے موافق پڑھتی رہنا۔ تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عربی پڑھنے کی طاقت ہو جائے گی۔ ہم نے عربی پڑھنے کی بھی ایک مختصر اور جلدی حاصل ہو جانے کی ترکیب نکالی ہے۔ اس ترکیب کے ملنے کا پتہ بھی اسی کتاب کے پچھلے ورق میں لکھا ہے۔ اس کے موافق عربی پڑھ لینا انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت سے تین سال کے اندر تم مولوی یعنی عربی کی عالمہ ہو جاؤ گی عالموں کے جو درجے ہیں وہ تم کو ملیں گے عالموں کی طرح قرآن و حدیث کا وعظ کہنے لگو گی عالموں کی طرح فتوی دینے لگو گی۔ عالموں کی طرح لڑکیوں کو عربی پڑھانے لگو گی پھر تمہارے وعظ اور فتووں سے اور پڑھانے اور کتابوں سے جتنوں کو ہدایت ہوگی اور پھر ان سے آگے جتنوں کو ہدایت ہوگی قیامت تک سب کا ثواب تمہارے اعمال نامہ میں بھی

لکھا جائے گا۔ دیکھو تھوڑی محنت میں کتنی بڑی دولت مفت ملتی ہے سب سے بڑھ کر طریقہ دین کے علم حاصل کرنے کا تو یہ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر تمہارے گھر میں کوئی عالم ہو تو خود اور جو تمہارے گھر میں نہ ہو شہر بستی میں ہو تو اپنے مردوں یا ہوشیار لڑکوں کے ذریعہ سے ہر طرح کی دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہو۔ مگر پورے عالم دیندار سے مسئلہ پوچھو اور جو ادھ کچا ہو یا دنیا کی محبت میں جائز ناجائز کا خیال اس کو نہ ہو اس کی بات بھروسہ کے قابل نہیں۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ دین کی اردو زبان والی کتابیں دیکھا کرو خوب سوچ سوچ کر سمجھا کرو جہاں شبہ ہو اپنی سمجھ سے مطلب مت ٹھہرا لیا کرو بلکہ کسی عالم سے تحقیق کر لیا کرو اور اگر موقع ہو تو بہتر تو یہی ہے کہ ان کتابوں کے بھی سبق کے طور پر کسی جاننے والے سے پڑھ لیا کرو۔ اب یہ سمجھو کہ دین کے نام سے کتابیں اس زمانہ میں بہت پھیل گئی ہیں مگر بعض کتابیں ان میں صحیح نہیں ہیں اور بعض کتابوں میں کچھ غلط باتیں ملی ہوئی ہیں اور بعض کتابوں کا اثر دلوں میں اچھا پیدا نہیں ہوتا اور جو کتابیں دین ہی کی نہیں ہیں وہ تو ہر طرح سے نقصان ہی پہنچاتی ہیں لیکن لڑکیاں اور عورتیں اس بات کو بالکل ہی نہیں دیکھتیں جس کتاب کو دل چاہا خرید کر پڑھنے لگیں پھر ان سے بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے عادتیں بگڑ جاتی ہیں خیال گندے ہو جاتے ہیں بے تمیزی بے شرمی شیطانی قصے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ناحق کو علم بدنام ہوتا ہے کہ صاحب عورتوں کا پڑھانا اچھا نہیں۔ دراصل یہ ہے کہ دین کا علم تو ہر طرح اچھی ہی چیز ہے مگر جو دین ہی کا علم نہ ہو یا طریقہ سے حاصل نہ کیا جائے یا اس پر عمل نہ ہو تو اس میں علم دین پر کیا الزام ہو سکتا ہے اس بے احتیاطی سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ جو کتاب مول لینا یا دیکھنا ہو اول کسی عالم کو دکھلا لو۔ (اور وہ عالم محقق اور دیندار ہو۔ معمولی مولوی نہ ہو کیونکہ وہ خود ایسے ہی ہوتے ہیں ۱۲) اگر وہ فائدہ کی بتلا دیں تو دیکھو اگر نقصان کی بتلا دیں تو نہ دیکھو بلکہ گھر میں بھی مت رکھو اگر چوری چھپے اپنے کسی بچے کے پاس دیکھو تو اس کو الگ کر دو غرض بدون عالموں کے دکھلائے ہوئے اور بے ان سے پوچھے ہوئے کوئی کتاب مت دیکھو اور کوئی کام مت کرو بلکہ اگر عالم بھی بن جاؤ تب بھی اپنے سے زیادہ جاننے والے عالم سے پوچھ پاچھ رکھو اپنے علم پر گھمنڈ مت کرو اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جن کتابوں کا بہت رواج ہے ان میں سے کچھ کتابوں کے نام نمونے کے طور پر بتلا دیں کہ کون کون کتابیں نفع کی ہیں اور کون کون نقصان کی ہیں۔ ان کے سوا جو اور کتابیں ہیں ان کے مضمون اگر نفع کی کتابوں سے ملتے ہوئے ہوں تو ان کو بھی نفع پہنچانے والی سمجھو نہیں تو نقصان پہنچانے والی سمجھو اور آسان بات یہ ہے کہ کسی عالم کو دکھلا لیا کرو۔

بعض کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نفع ہوتا ہے: تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی ترجمہ مشارق الانوار، سلیقہ ترجمہ ادب المفرد، صلوٰۃ الرحمٰن، راہ نجات، نصیحۃ المسلمین، مفتاح الجنۃ، بہشت کا دروازہ، حقیقۃ الصلوٰۃ مع رسالہ بے نمازان، رسالہ عقیقہ، رسالہ تجہیز و تکفین، کشف الحاجۃ ترجمہ مالابد منہ، صفائی معاملات، تمییز الکلام، محاسن العمل، سعادت دارین، صبح کا ستارہ۔ لیکن اسکی روایتیں بہت کچی تھیں ہیں۔ تعلیم الدین، تحفۃ الزوجین، فروع الایمان، جزاء الاعمال، ضمان الفردوس، رانڈوں کی شادی، زواجر حنفی، منہیات مترجم، ترجمۃ الاربعین، ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب کے قیامت نامہ کا، تحفۃ الاعراب

اردو، اصلاح الرسوم، شریعت کا لڈو، تہذیب الطالبین، آداب مختصر، زاد الشبان والشیب، عمدۃ النصائح، بہشت نامہ
روزہ نامہ، زینت الایمان، تہذیب النساء، تعلیم النساء، صد حکمی نامہ، ہدایت النسوان، مرآۃ النساء، توبۃ
النصوح، تہذیب نسواں، ترتیب الانسان۔ بھوپال کی بیگم شاہجہاں کی تصنیف ہے یہ بہت اچھی کتاب ہے مگر
اس کے مسئلے ہمارے امام کے مذہب کے موافق نہیں تو ایسے مسئلوں میں بہشتی زیور کے موافق عمل کرے اسی
طرح علاج معالجہ کی باتوں میں بے حکیم کے پوچھے کتاب دیکھ کر علاج نہ کرے باقی اور سب باتیں آرام
اور نصیحت اور سلیقہ کی جو لکھی ہیں وہ سب برتاؤ کے قابل ہیں فردوس آسیہ، راحت القلوب، شفا کی رحمت،
تواریخ حبیب ﷺ یہ تینوں کتابیں حضرت پیغمبر ﷺ کے حال میں ہیں مگر ان میں کہیں کہیں مولد شریف
کی محفل کرنے کا اور اس میں کھڑے ہونے کا بیان ہے اس کا مسئلہ چھٹے حصے میں آ چکا ہے۔ اس مسئلے کے
خلاف نہ کریں، قصص الانبیاء، الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین، سر الشہادتین مترجم، اکسیر ہدایت
حکایات الصالحین، مقاصد الصالحین، مناجات مقبول، مذاق روح، جہاد اکبر، تکملۃ العشاق، چشمہ رحمت، گلزار
ابراہیم، نصیحت نامہ، مختار نامہ، اعمال قرآنی، شفاء العلیل، قول الجمیل مترجم، حصن حصین، ارشاد مرشد، یعنی
اس میں جو ذکر شغل لکھا ہے وہ بدون پیر کی اجازت کے نہ کرے، وظیفوں کا مجموعہ نہیں، طب احسانی، مخزن
المفردات، الشفاء فی المفردات، کلیات کا رسالہ، نحو گلستان، مبادی الحساب، مرقع نگار، تہذیب السالکین۔

بعض کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے: دیوان اور غزلوں کی کتابیں،
اندر سبھا، قصہ بدر منیر، قصہ شاہ یمن، داستان امیر حمزہ، گل بکاؤلی، الف لیلہ، نقل سلیمانی، فال نامہ، قصہ ماہ
رمضان، معجزہ آل نبی، چہل رسالہ جس میں بعض روایتیں بالکل جھوٹی ہیں، وفات نامہ جس میں بعض روایتیں
بالکل بے اصل ہیں، وارثی محفل، جنگ نامہ حضرت علیؓ، جنگ نامہ محمد حنیف، تفسیر سورۂ یوسف اس میں ایک
تو بعض روایتیں بھی ہیں دوسرے عاشق معشوق کی باتیں عورتوں کو سننا بہت نقصان کی بات ہے، ہزار
مسئلہ، حیرت الفقہ، گلدستہ معراج، نعت ہی نعت۔ دیوان لطف، یہ تینوں کتابیں یا جو اس طرح کی ہوں نام کو تو
حضرت رسول اللہ ﷺ کی تعریف ہے مگر بہت سے مضمون ان میں شرع کے خلاف ہے۔ دعائے گنج
العرش، عہد نامہ، یہ دونوں کتابیں اور بہت سی ایسی کتابیں ہیں کہ ان کی دعائیں تو اچھی ہیں مگر ان میں جو
اسنادیں لکھی ہیں اور ان میں حضرت محمد ﷺ کے نام سے بڑے لمبے چوڑے ثواب لکھے ہیں وہ بالکل
گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ مرآۃ العروس، بنات النعش، محصنات، ایامی، یہ چاروں کتابیں ایسی ہیں کہ ان میں
بعض جگہ تہذیب اور سلیقہ کی باتیں ہیں اور بعض جگہ ایسی ہیں کہ ان سے دین کمزور ہوتا ہے۔ ناول کی کتابیں طرح
طرح کی ان سب کا ایسا برا اثر ہوتا ہے کہ زہر سے بدتر۔ اخبار خبروں کے ان میں بھی بہت وقت بے فائدہ
خراب ہوتا ہے اور بعض مضمون بھی نقصان کے ہوتے ہیں۔

دوسرا مضمون: اس میں سب حصوں کے پڑھنے پڑھانے کا طریقہ اور جن جن باتوں کا اس میں خیال

رکھیں۔ ان سب کا بیان ہے پڑھانے والا مرد ہو یا عورت اس کو پہلے دیکھ لے اور اس کے موافق برتاؤ کرے تو پڑھنے والوں اور سیکھنے والوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ (۱) اول حصہ میں الف بے تے کو خوب پہچان کرانی چاہئے اور حرفوں کو ملا کر پڑھنے کی عادت ڈالنا چاہئے اور پہچان کے بعد جہاں تک ہو سکے بچی ہی سے لکھوانا چاہئے بدون ضرورت کے خود سہارا نہ لگانا چاہئے۔ (۲) کتاب کے شروع کے ساتھ ہی بچے سے کہو کہ اپنا روز مرہ کا سبق تختی پر لکھ لیا کرو اس طرح کتاب کے ختم ہونے تک یہ ساری کتاب لکھالو اس سے خوب لکھنا آجاویگا۔ (۳) پہلے حصہ میں جو تختی لکھی ہے اس کی صورت یاد ایسی ہونی چاہئے کہ بے دیکھے بھی لکھ سکے۔ (۴) عقیدے اور مسئلے خوب سمجھا کر پڑھاوے اور خود پڑھنے والی کی زبان سے کہلوا دے تاکہ معلوم ہو کہ وہ سمجھ گئی ہے جو جو دعائیں کتاب میں آئی ہیں سب کو حفظ سننا چاہئے۔ (۵) جب نماز بچے سے پڑھوائی جائے تو اس سے کہو کہ تھوڑے دنوں تک سب سورتیں اور دعائیں پکار کر پڑھے اور تم بیٹھ کر سنا کرو جب نماز خوب یاد ہو جائے پھر قاعدے کے موافق پڑھا کرے اگر پڑھانے والا مرد ہو یا کوئی مسئلہ بچے کی سمجھ سے زیادہ ہو تو ایسا مسئلہ چھوڑ دو اور کسی رنگ سے یا خلل سے نقصان ہوا اور جب موقع ہوگا ایسے مسئلوں کو پھر سمجھا دیا جائے گا۔ وہ مرد اپنی بی بی کے ذریعہ شرم کی باتیں سمجھوا دے۔ (۶) چوتھے پانچویں حصہ میں ذرا باریک باتیں اگر بچے کی سمجھ میں نہ آئے تو چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا دسواں حصہ پہلے پڑھا دو اور ان میں سے جس کو مناسب سمجھو پہلے پڑھا دو۔ (۷) پڑھنے والی کو تاکید کرو کہ سبق کا بھی خوب مطالعہ دیکھا کرے اور طبیعت کے زور سے مطلب نکالا کرے جتنا بھی نکل سکے اور سبق پڑھ کر کئی دفعہ کہا کرے اور اپنے ہی جی سے مطلب بھی کہا کرے اس سے سمجھانے کی طاقت آجاتی ہے پچھلے پڑھے کو کبھی کبھی سے سن لیا کرو تاکہ یاد رہے اور پڑھنے والی کو تاکید کرو کہ آموختہ کچھ مقرر کر کے روز پڑھا کرے اگر دو تین لڑکیاں ہم سبق ہیں تو ان سے کہو کہ آپس میں پوچھ پاچھ لیا کریں۔ (۸) جو باتیں کتاب کی پڑھتی جائیں جب پڑھنے والی اس کے خلاف کرے تو اس کو فوراً ٹوک دیا کرے اور اسی طرح جب کوئی دوسرا آدمی کوئی خلاف کام کرے اور نقصان پہنچ جائے تو پڑھنے والوں کو جتانا چاہئے کہ دیکھو فلانے نے کتاب کے خلاف کام کیا اور نقصان ہوا اس طریقے سے اچھی باتوں کی بھلائی اور بری باتوں کی برائی خوب دل میں بیٹھ جائے گی۔

تیسرا مضمون: اس میں نیکیوں کے زیور کی تعریف میں وہی شعر ہیں جو اس کتاب کے دیباچہ میں لکھے گئے تھے یہی نیکیاں بہشت کے زیور ہیں تو ان شعروں کو اس کتاب کے نام اور مضمون سے بھی لگاؤ ہے اور ان نیکیوں کی محبت دل میں اور زیادہ ہوگی اس جھوٹے زیور کی حرص کم ہوگی اسی کی حرص نے اس سچے زیور کو بھلا رکھا ہے اگر کسی نے دیباچہ میں یہ شعر نہیں دیکھے ہوں گے تو وہ یہاں پڑھ لے گی اور اگر پہلے دیکھ چکی ہوگی تو اور زیادہ عمل کا خیال ہوگا اس واسطے ان کو یہاں دوبارہ لکھ دیا ہے اور کتاب اسی پر ختم ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک راہ پر قائم رکھ کر ہم سب کا خاتمہ بالخیر کریں۔ وہ شعر یہ ہیں۔ (نظم انسانی زیور)

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے	آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ بتا دیجئے مجھے	اور جو بدزیب ہیں وہ بھی جتا دیجئے مجھے
تاکہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز	اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری	گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری
سیم و زر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا	پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے	چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات	دین و دنیا کی بھلائی جس سے جاں آئے ہاتھ
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام	چلتے ہیں جس ذریعے سے ہی سب انساں کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی	اور نصیحت لا کہ تیرے جھمکوں میں ہو بھری
اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں	گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب	کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراق کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں	نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوت بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو	کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں	ہمتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے	دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کرو گی اے میری جاں زیور خلخال کو	پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور ہے یہ نور بصر	تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہ نیک پر

سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں

راہ حق سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جان کہیں

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین

تصحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ یازدہم (۱۱)

ملقب بہ

صحیح اصلی بہشتی گوہر

قدیمہ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	دیباچہ

بعد الحمد والصلوٰۃ یہ رسالہ بہشتی گوہر تتمہ ہے بہشتی زیور کا جو اس کے قبل دس حصوں میں شائع ہو چکا ہے
اور جس کے اخیر حصہ کے ختم پر اس تتمہ کی خبر اور ضرورت کو ظاہر کیا جا چکا ہے لیکن بوجہ کم فرصتی کے اس کے تمام
مسائل کو اصل کتب فقہ متداولہ سے نقل کرنے کی نوبت نہیں آئی بلکہ رسالہ علم الفقہ کہ لکھنؤ سے شائع ہوا ہے اور
جس میں اکثر جگہ اصل کتب کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے ایک طالب علم نے نظر سے مطالعہ کر کے اس میں سے اس تتمہ
کے مناسب بعض ضروری مسائل جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں مقصوداً اور کسی عارضی مصلحت سے مسائل
مشترکہ تبعاً منتخب کر کے ایک جگہ جمع کرنا کافی سمجھا گیا ہے البتہ مواقع ضرورت میں اصل کتب سے بھی مراجعت
کر کے اطمینان کیا گیا اور جہاں کہیں مضامین یا حوالہ کتاب کی غلطیاں تھیں ان سب کی اصلاح اور درستی کر دی گئی
اور کہیں کہیں قدرے کمی بیشی یا تغیر عبارات یا مختصر اضافہ بھی کیا گیا جس سے یہ مجموعہ من وجہ مستقل اور من وجہ غیر
مستقل ہو گیا اور بعض ضروری مسائل متعلق معاملات سے بھی لئے گئے کچھ بعید نہیں کہ پھر بھی بعض مسائل مہمہ
اس میں رہ گئے ہوں اس لئے عامہ ناظرین سے درخواست ہے کہ ایسے ضروری مسائل سے بعنوان سوال اطلاع
فرمائیں کہ طبع آئندہ میں اضافہ کر دیا جائے اور خاص اہل علم سے امید ہے کہ ایسی ضروریات کو از خود اس کے اخیر
میں مثل اضافہ حصہ دہم اصل کتاب بطور ضمیمہ کے ملحق فرما دیں چونکہ اس میں مختلف ابواب کے مسائل ہیں اس
لئے بہشتی زیور کے جن حصوں کا اس میں تتمہ ہے جن میں زیادہ مقدار حصہ سوم کے تتمہ کی ہے ان کے مناسب اس
کا تجزیہ کر کے ہر جزو مضمون کے ختم پر جلی قلم سے لکھ دیا جائے کہ فلاں حصہ کا تتمہ ختم ہوا اور آگے فلاں حصہ کا تتمہ
شروع ہوتا ہے سو مناسب اور سہل اور مفید طریقہ یہ ہوگا جب کوئی مرد یا لڑکا کوئی حصہ بہشتی زیور کا مطالعہ میں یا
درس میں ختم کر چکے تو قبل اس کے کہ اس کا آئندہ حصہ شروع کیا جائے اس حصہ مختومہ کا تتمہ اس رسالہ میں سے
اس کے ساتھ دیکھ لیا جائے پھر اصل کتاب کا حصہ آئندہ پڑھا جائے اسی طرح اس کا ختم بھی ایسا ہی کیا

جائے۔ ﴿وعلی ھذا القیاس واللہ الکافی لکل خیر وھو الوافی من کل ضیر﴾

کتبہ: اشرف علی عفی عنہ آخر ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

اصطلاحات[1] ضروریہ

جاننا چاہئے کہ جو احکام الٰہی بندوں کے افعال و اعمال کے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں۔ (۱) فرض، (۲) واجب، (۳) سنت، (۴) مستحب، (۵) حرام، (۶) مکروہ تحریمی، (۷) مکروہ تنزیہی، (۸) مباح۔ (۱) فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں فرض عین اور فرض کفایہ۔ فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر کسی عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے جیسے پنج وقتی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔ فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائیگا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔ (۲) واجب وہ ہے جو دلیل ظنی[2] سے ثابت ہو اس کا بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ بھی فاسق ہے کافر نہیں۔ (۳) سنت وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہؓ نے کیا ہو اور اسکی دو قسمیں ہیں۔ سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ۔ سنت مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہؓ نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو اسکا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اسکی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔[3] ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے سنت غیر مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہؓ نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔ (۴) مستحب وہ فعل ہے جسکو نبی ﷺ نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اسکا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنیوالے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہا کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔ (۵) حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر کرنیوالا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ (۶) مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنیوالا فاسق ہے جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اسکا بغیر

---

[1] یہ مضمون اہل مطابع میں سے کسی نے بڑھایا ہے حضرت مؤلف علام کا نہیں ہے۔

[2] دلیل ظنی وہ دلیل ہے جس میں دوسرا بھی احتمال ضعیف ہو اور دلیل قطعی سے درجہ میں متاخر ہو۔

[3] شفاعت سے مراد مطلق شفاعت نہیں جو اہل کبائر تک کیلئے عام ہوگی بلکہ مراد وہ شفاعت ہے جو اتباع سنت کا ثمرہ ہے ص ۳۳۰ ج ۵ شامی۔

ضرر کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔ (۷) مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے جسکے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب بھی نہ ہو۔ (۸) مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

کتاب الطہارۃ

پانی کے استعمال کے احکام: مسئلہ (۱): ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ اور بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے۔ مسئلہ (۲): دریا ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ کنواں جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو ان تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لانے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جانے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ استعمال سے منع کرے۔ مسئلہ (۳): کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو و غسل و پارچہ شوئی کیلئے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے گھر کے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس میں سب کا حق ہے۔ البتہ اگر جانوروں کی کثرت کی وجہ سے پانی ختم ہو جانے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے بآسانی چل سکتا ہے مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے یا اس کا کام بند ہو جائے گا اور تکلیف ہوگی اگر اس کی کارروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنویں والے سے کہا جائے گا یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ کو توڑے گا نہیں ورنہ اس کو جس قدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالہ کرو۔ البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں اس سے ممانعت کر سکتا ہے۔ یہی حکم ہے خودرو گھاس اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں البتہ تنادار درخت زمین والے کی مملوک ہیں۔ مسئلہ (۴): اگر ایک شخص دوسرے کے کنویں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنویں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ مشائخ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔ مسئلہ (۵): دریا تالاب اور کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے، مشک وغیرہ کے پانی بھرے تو وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر

پیاس سے بے قرار ہو جائے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے جبکہ پانی والے کی سخت حاجت سے زائد موجود ہو مگر اس پانی کا ضمان دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۶): لوگوں کے پینے کیلئے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو و غسل درست نہیں۔ ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس سے پینا درست ہے۔ مسئلہ (۷): اگر کنویں میں ایک دو مینگنی گر جائے اور وہ ثابت نکل آئے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور منڈ ہو یا نہ ہو۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): غلہ گاہنے کے وقت یعنی جب اس پر بیلوں کو چلاتے ہیں اگر بیل غلہ پر پیشاب کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائیگا اس لئے کہ یہاں ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۲): کافر کھانے کی شے جو بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ اس کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔ مسئلہ (۳): بعض لوگ جو شیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں۔ ہاں اگر طبیب حاذق دیندار کی رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوا چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے لیکن نماز کے وقت اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا۔ مسئلہ (۴): راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو فتویٰ اسی پر ہے باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں آمد و رفت نہ ہو وہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کر لیا کرے چاہے ناپاکی کا اثر بھی محسوس نہ ہو۔ مسئلہ (۵): نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھواں سے بنتا ہے۔ مسئلہ (۶): نجاست کے اوپر جو گرد و غبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کر کے اس کو تر نہ کر دیا ہو۔ مسئلہ (۷): نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں لیکن ان کا کھانا درست نہیں۔ اگر ان میں جان پڑ گئی ہو اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں کا یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۸): کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت، حلوہ وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے ان کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۹): مشک اور اس کا نافہ[1] پاک ہے۔ اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔ مسئلہ (۱۰): سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ مسئلہ (۱۱): گندہ انڈہ حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔ مسئلہ (۱۲): سانپ کی کینچلی پاک ہے۔ مسئلہ (۱۳): جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا لیکن ان پانیوں میں فرق اتنا ہے کہ اگر پہلی دفعہ کا پانی کسی کپڑے میں لگ جائے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر دوسری دفعہ کا پانی لگ جائے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جائے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

---

[1] ہرن کے اندر جس جگہ مشک نکلتا ہے اسے نافہ کہتے ہیں۔

مسئلہ (۱۴): مردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہے۔ مسئلہ (۱۵): سانپ کی کھال نجس ہے یعنی وہ جو اس کے بدن پر لگی ہوئی ہے کیونکہ کینچلی پاک ہے۔ مسئلہ (۱۶): مردہ انسان کے منہ کا لعاب نجس ہے۔ مسئلہ (۱۷): اگر کسی کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی۔ مسئلہ (۱۸) دودھ دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر ایک دو مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے اگر وہ دودھ دوہنے کے علاوہ گر جائیں گی تو ناپاک ہو جائے گا۔ مسئلہ (۱۹): چار پانچ سال کا ایک نابالغ جو وضو کی سمجھ رکھتا ہو اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔ مسئلہ (۲۰): پاک کپڑا برتن اور ایسی دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی گاڑھا نہ ہو جائے اور محاورے میں اس کو ماء مطلق یعنی صرف پانی کہتے ہوں اور اگر برتن وغیرہ میں کھانے پینے کی چیز لگی ہو تو اس کے دھوون سے وضو اور غسل کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پانی کے تین وصفوں میں سے دو وصف باقی ہوں تو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔ مسئلہ (۲۱): مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو اور غسل اس سے درست نہیں ہاں ایسے پانی سے نجاست دھونا درست ہے۔ مسئلہ (۲۲): زمزم کے پانی سے بے وضو کو وضو کرنا چاہئے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیز کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے دور نہ ملے اور ضروری طہارت کسی اور طرح سے بھی حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔ مسئلہ (۲۳): عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے گو ہمارے نزدیک اس سے وضو وغیرہ جائز ہے مگر امام احمد کے نزدیک جائز نہیں اور اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے۔ مسئلہ (۲۴): جن مقاموں پر خدائے تعالیٰ کا عذاب آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم اس مقام کے پانی سے وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے مثل مسئلہ بالا اس میں بھی اختلاف ہے مگر یہاں بھی اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے اور مجبوری میں اس کا بھی وہی حکم ہے جو زمزم کے پانی کا ہے۔ مسئلہ (۲۵): تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جاتا ہے بشرطیکہ بعد گرم ہونے کے نجاست کا اثر نہ رہے۔ مسئلہ (۲۶) ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو مٹی کا اوپر کا حصہ پاک ہے۔ مسئلہ (۲۷): ناپاک تیل اور چربی کا صابن بنا لیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔ مسئلہ (۲۸): فصد کے مقام پر یا کسی اور عضو پر خون یا پیپ کے نکلنے سے زخمی ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہے اور جب آرام ہو جانے کے بعد بھی اس جگہ کو دھونا ضروری نہیں۔ مسئلہ (۲۹): ناپاک رنگ اگر جسم میں یا کپڑے میں لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو۔ مسئلہ (۳۰): اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو [illegible]

گیا ہو اس کی جگہ پر رکھ کر جما دیا جائے خواہ وہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہئے بلکہ وہ خود بخود پاک ہو جائیگا۔ مسئلہ (۳۱): ایسی ناپاک چیز کو جو چکنی ہو جیسے تیل، گھی، مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔ مسئلہ (۳۲): ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ اس نجاست کا کچھ اثر ان چھینٹوں میں نہ گرے۔ مسئلہ (۳۳): دوہرا کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل ناپاک سمجھا جائے گا۔ نماز اس پر درست نہیں بشرطیکہ ناپاک جانب کا ناپاک حصہ نمازی کے کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے کی جگہ ہو اور دونوں کپڑے باہم سلے ہوئے ہوں اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو پھر ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک نہ ہوگا بلکہ دوسرے پر نماز درست ہے بشرطیکہ اوپر کا کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ اس میں سے نیچے کی نجاست کا رنگ اور بو ظاہر نہ ہوتی ہو۔ مسئلہ (۳۴): مرغی یا اور کوئی پرندہ پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دی جائے جیسا کہ آج کل انگریزوں اور ان کے ہم مشرب ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی۔ مسئلہ (۳۵): چاند یا سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔ نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ اگرچہ نجاست اس میں نہ گرے اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں جانوروں کے درمیان میں مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہو۔ قبرستان میں ایسی جگہ جہاں لوگ وضو اور غسل کرتے ہوں راستے میں اور ہوا کے رخ پر سوراخ میں راستے کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں اور ان کو تکلیف ہوتی ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہئے: بات کرنا، بلا ضرورت کھانسنا، کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا پڑھنا، ایسی چیز جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتے یا کسی معظم کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا۔ البتہ اگر ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں۔ بلا ضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ یا پیشاب کرنا، تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا۔ ان سب باتوں سے بچنا چاہئے۔

جن چیزوں سے استنجا درست نہیں: ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید اور کل ناپاک چیزیں، وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو، پختہ اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ، چونا، لوہا، چاندی، سونا وغیرہ (ق) ایسی

چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ۔ وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے
بھس اور گھاس وغیرہ۔ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا عرق وغیرہ۔ آدمی کے
اجزا جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ۔ مسجد کی چٹائی یا کوڑا جھاڑو وغیرہ۔ درختوں کے پتے، کاغذ خواہ لکھا ہوا ہو یا
سادہ، زمزم کا پانی، دوسرے کے مال سے بلا اس کی اجازت و رضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز، روئی
اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں ان تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے: پانی، مٹی کا ڈھیلا، پتھر، بے قیمت کپڑا اور کل وہ
چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کردیں بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔

وضو کا بیان: مسئلہ (۱): ڈاڑھی کا خلال کرے اور تین دفعہ منہ دھونے کے بعد خلال کرے اور تین بار سے زیادہ
خلال نہ کرے۔ مسئلہ (۲): جو حصہ رخسار اور کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ ڈاڑھی نکلی ہو یا
نہیں۔ مسئلہ (۳): ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اس قدر کم ہوں کہ
کھال نظر آئے۔ مسئلہ (۴): ہونٹ کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض
ہے۔ مسئلہ (۵): ڈاڑھی یا مونچھ یا بھوں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس
سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے بلکہ وہ بال ہی کھال کے قائم مقام ہیں ان پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔ مسئلہ
(۶): بھوں یا ڈاڑھی یا مونچھیں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی
صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جو حد چہرہ کے اندر ہیں باقی بال جو حد مذکورہ سے آگے بڑھ گئے
ہوں ان کا دھونا واجب نہیں۔ مسئلہ (۷): اگر کسی شخص کے مقعد کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو
ہمارے عرف میں کانچ نکلنا کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے
یا ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہنچایا جائے۔ مسئلہ (۸): منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً
کسی نے کوئی بوجھ اٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہو گئی۔ مسئلہ
(۹): اگر کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ جائے گا۔ مسئلہ
(۱۰): نماز میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ جائے گا۔ مسئلہ (۱۱): جنازے
کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا۔ ہاں یہ لغو ہو جاتا ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان: مسئلہ (۱): بوٹ پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے ہی ٹخنوں تک
چھپے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔
مسئلہ (۲): کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتی
اس لئے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں خواہ وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا وضو و غسل دونوں کا ہو یا صرف وضو کا۔ مسئلہ
(۳): غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت مثلاً پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ

جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھو ڈالے اور اس کے بعد پیروں پر مسح کرے تو یہ درست نہیں۔ مسئلہ (۴): معذور[1] کا وضو ہر نماز کا وقت چلے جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے اور اس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے ہاں اگر اس کا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل صحیح آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔ مسئلہ (۵): پیر کا اکثر حصہ کسی طرح دھل گیا اس صورت میں موزوں کا اتار کر پیروں کو دھونا چاہئے۔

حدث اصغر یعنی بے وضو ہونے کی حالت کے احکام: مسئلہ (۱): قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کو چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس موقع کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہو یا اس موقع کو جو سادہ ہے اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جبکہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔ مسئلہ (۲): قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے گو خالی مقام کو چھوئے مگر امام محمد کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں اور یہی احوط ہے پہلا قول امام ابو یوسف کا ہے اور یہی اختلاف مسئلہ سابق میں بھی ہے اور یہ حکم جب ہے کہ قرآن شریف اور سیپاروں کے علاوہ کسی کاغذ یا کپڑے وغیرہ میں کوئی آیت لکھی ہو اور اس کا کچھ حصہ سادہ بھی ہو۔ مسئلہ (۳): ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں اگر کتاب وغیرہ میں لکھے اور قرآن شریف میں ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ (۴): نابالغ بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۵): قرآن مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت انجیل و زبور وغیرہ کے بے وضو ان مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہوا ہو سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں اور یہی حکم قرآن مجید کی منسوخ التلاوۃ آیتوں کا ہے۔ مسئلہ (۶): وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت دھونے کا شبہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورتوں میں شک دفع کرنے کیلئے بائیں پیر کو دھو لے اسی طرح اگر وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھولے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔ مسئلہ (۷): مسجد کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر۔ اس میں اکثر عوام بے

[1] اس مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ معذوروں کی دو حالتیں ہیں ایک تو یہ کہ جتنی دیر سے اس نے وضو کیا ہے اور موزے پہنے ہیں اس تمام عرصہ میں اس کا وہ مرض جس کے سبب سے معذور ہوا ہے نہ پایا جائے اور دوسرے یہ کہ مرض نہ رکے تمام وقت مسلسل ہو یا اس کے بیچ میں بھی پایا جائے پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ وقت معلوم آنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور چونکہ اس نے موزے طہارت کاملہ پر پہنے ہیں اس لئے اس کا مسح نہ ٹوٹے گا اور تندرستوں کی طرح اقامت کی حالت میں ایک دن اور ایک رات اور سفر کی حالت میں تین دن اور تین رات مسح کر سکے گا اور دوسری صورت کا حکم یہ ہے کہ وقت نکل جانے سے جس طرح اس کا وضو ٹوٹ جائے گا ویسے ہی اس کا مسح بھی ٹوٹ جائے گا اور اس کو موزہ اتار کر پاؤں دھونے پڑیں گے۔

حصہ کا سرا اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصہ میں داخل ہو تب بھی غسل دونوں پر فرض ہو جائے گا اگر دونوں بالغ ہوں ورنہ اس پر جو بالغ ہو۔ مسئلہ (۹): اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اس کے باقی جسم سے اس مقدار کا اعتبار کیا جائیگا یعنی اگر بقیہ عضو سے بقدر حشفہ داخل ہو گیا تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ مسئلہ (۱۰): اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائیگا مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔ مسئلہ (۱۱): اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائے گا منی گرے یا نہ گرے مگر یہ شارح کی رائے ہے اور اصل مذہب میں بدون انزال غسل واجب نہیں۔ تیسرا سبب حیض سے پاک ہونا۔ چوتھا سبب نفاس سے پاک ہونا۔ ان کے مسائل بہشتی زیور میں گزر چکے ہیں۔ دیکھو حصہ دوم صحیح اصلی بہشتی زیور۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں۔ مسئلہ (۱): منی اگر اپنی جگہ سے شہوت سے جدا نہ ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا یا کسی نے اس کو مارا اور صدمہ سے اسکی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اس قدر کمسن ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اسکی وجہ سے نہ محسوس ہو مگر احوط یہ ہے کہ غیبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائے گا۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کا جزو مقدار حشفہ سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۵): مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۶): استحاضہ سے غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۷): اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس کے اوپر اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۸): سو اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھے تو ان صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا۔ (۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۲) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۳) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۴) و (۵) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا یاد نہ ہو۔ (۶) شک ہو کہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو ہاں پہلی دوسری اور چھٹی صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے اگر غسل نہ کریگا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا کیونکہ اس میں امام ابو یوسف اور طرفین کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا غسل واجب نہیں اور طرفین نے واجب کہا ہے اور فتویٰ قول طرفین پر ہے۔ مسئلہ (۹): حقنہ (عمل) کے مشترک حصہ میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۱۰): اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۱): اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو اور جماع کرنا حرام ہے۔ مسئلہ (۴): حیض و نفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اس کی ناف اور ناف کے اوپر[1] کے عضو اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی مرد سو اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصہ کو استادگی ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل بہر حال واجب ہے۔ مسئلہ (۶): اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے اور کسی طریقے سے یہ نہ معلوم ہو کہ کس کی منی ہے اور نہ بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا۔ اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۷): کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے بلکہ تیمم کرے۔

تیمم کا بیان

مسئلہ (۱): کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنویں میں ڈال کر تر کرے اور اس سے نچوڑ کر طہارت کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے ایسی حالت میں تیمم درست ہے۔ مسئلہ (۲): اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہتا ہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنی چاہئیں۔ مثلاً کوئی شخص جیل خانہ میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضو کریگا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا اس تیمم سے جو نماز پڑھی ہے اس کو پھر دوبارہ پڑھیگا۔ مسئلہ (۳): ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں تو درست ہے۔ مسئلہ (۴): جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی اور مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہئے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اس کو طہارت سے لوٹا لے مثلاً کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آ جائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہے جیسے مٹی اور مٹی کے برتن یا گرد و غبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت

---

[1] زانو کے چھونے اور اس سے بدن ملانے کو عام فقہاء نے تو جائز کہا ہے مگر شامی نے اسے عورت ہونے کی وجہ سے حرام کہا ہے مگر یہ حال تو تمام بدن میں ہے کیونکہ عورت کا سارا جسم عورت ہے اور ماتحت زانو میں ساق بھی داخل ہے کیونکہ ساق گو عورت ہے لہٰذا ان کا قول تسامح کا ہے۔

نماز پڑھ لے۔ اسی طرح جیل میں جو شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور تیمم کے نماز پڑھ لے اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ مسئلہ (۵): جس شخص کو آخر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے آخر وقت مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے۔ مثلاً کنویں میں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ یقین یا گمان غالب ہو کہ آخر وقت مستحب تک رسی ڈول مل جائے گا یا کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ آخر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکے گا تو آخر وقت مستحب تک انتظار مستحب ہے۔ مسئلہ (۶): اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہو اور اثناء راہ میں چلتی ہوئی ریل سے ساتھ پانی کے حوض تالاب وغیرہ نظر آئیں تو اس کا تیمم نہ جائے گا اس لئے کہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اتر نہیں سکتا۔

✿ تتمہ حصہ اول بہشتی زیور کا تمام ہوا آگے تتمہ حصہ دوم کا شروع ہوتا ہے۔ ✿

تتمہ حصہ دوم بہشتی زیور

نماز کے وقتوں کا بیان

مدرک۔ وہ شخص جس نے شروع سے آخر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھی اور اس کو مقتدی اور موتم بھی کہتے ہیں۔ مسبوق۔ وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔ لاحق۔ وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اس کی سب رکعتیں یا بعض رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو کوئی حدث ہو جائے وغیرہ۔ مسئلہ (۱): مردوں کیلئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔ مسئلہ (۲): جمعہ کی نماز کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے صرف اسی قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں ذرا تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہ ہو اور جاڑوں کے زمانہ میں جلد پڑھنا مستحب ہے اور جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا سنت ہے جمہور کا یہی قول ہے۔ مسئلہ (۳): عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے اس کی تعیین کیلئے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزہ کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے مگر عیدالفطر کی نماز اول وقت سے کچھ دیر میں پڑھنا چاہئے۔

ایک نیزہ ـــ یہ اندازہ سے کہ طلوع کی جگہ سے ناپا گیا ہے۔

مسئلہ (۴): جب امام خطبہ کیلئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور خطبہ نکاح اور ختم قرآن میں بعد شروع خطبہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۵): جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو اس وقت بھی نماز مکروہ ہے ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین اور ظن غالب ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائیگی یا بقول بعض علماء تشہد[1] ہی مل جانے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں یا جو سنت موکدہ شروع کر دی ہو اس کو پورا کرے۔ مسئلہ (۶): نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں ہو خواہ عیدگاہ میں نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عیدین کے بعد فقط عیدگاہ میں مکروہ ہے۔

اذان کا بیان: مسئلہ (۱): اگر کسی ادا نماز کیلئے اذان کہی جائے تو اس کیلئے اس نماز کے وقت کا ہونا ضرور ہے اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ بعد وقت آنے کے پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی۔ مسئلہ (۲): اذان اور اقامت کا عربی زبان میں انہی خاص الفاظ سے ہونا ضرور ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہے اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ میں اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصد اس سے حاصل ہو جائے۔ مسئلہ (۳): مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے عورت کی اذان درست نہیں۔ اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہئے اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ مسئلہ (۴): مؤذن کا صاحب عقل ہونا بھی ضروری ہے اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنوں یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی۔ مسئلہ (۵): اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے ﴿اللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ چار بار پھر ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ دو مرتبہ پھر ﴿اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ دو بار پھر ﴿حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ﴾ دو مرتبہ پھر ﴿حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ﴾ دو مرتبہ پھر ﴿اللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ دو مرتبہ پھر ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ایک مرتبہ اور ﴿حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ﴾ کہتے وقت اپنے منہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور ﴿حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ﴾ کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں بعد ﴿حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ﴾ کے ﴿اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ﴾ بھی دو مرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ۔ اور اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر ادا نہ کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے اور دو مرتبہ ﴿اللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہہ کر اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ میں بھی ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کرکے دوسرا لفظ کہے۔ مسئلہ (۶): اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے یعنی یہ بہتر ہے اور

---

[1] مگر ظاہر مذہب یہ ہے کہ اگر فرض صبح کی دونوں رکعتیں فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو اور تشہد مل جانے کی امید ہو تو اس صورت میں سنت فجر نہ پڑھے اور دوسرے قول کو نہر میں ضعیف کہا گیا ہے مگر فتح القدیر میں اسکی تائید کی گئی ہے۔

الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ مسئلہ (۱۰): جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کام وغیرہ چھوڑ کر جمعہ کی نماز کیلئے جامع مسجد میں جانا واجب ہے۔ خرید و فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔ مسئلہ (۱۱): اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے واجب نہیں ہے اور ﴿قد قامت الصلوٰۃ﴾ کے جواب میں ﴿اقامها الله وادامها﴾ کہے۔ مسئلہ (۱۲): آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہئے۔ (۱) نماز کی حالت میں (۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا۔ (۳-۴) حیض و نفاس میں یعنی ضرورت نہیں (۵) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں (۶) جماع کی حالت میں (۷) پیشاب پاخانہ کی حالت میں (۸) کھانا کھانے کی حالت میں یعنی ضرورت نہیں ہاں بعد ان چیزوں کی فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دینا چاہئے ورنہ نہیں۔

اذان اور اقامت کے سنن اور مستحبات: اذان اور اقامت کی سنتیں دو قسم کی ہیں۔ بعض مؤذن کے متعلق ہیں اور بعض اذان اور اقامت کے متعلق لہٰذا ہم پہلے (۵ تک) مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔ (۱) مؤذن مرد ہونا چاہئے۔ عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہئے اقامت کا اعادہ نہیں اس لئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرار اذان کے۔ (۲) مؤذن کا عاقل ہونا مجنون اور مست اور ناسمجھ بچے کی اذان و اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہئے نہ اقامت کا۔ (۳) مؤذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل آدمی[1] اذان دے تو اس کو مؤذنوں کے برابر ثواب نہ ملے گا۔ (۴) مؤذن کا پرہیزگار اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا یعنی اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستاوے گا۔ (۵) مؤذن کا بلند آواز ہونا۔ (۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے۔ (۷) اذان کا کھڑے ہو کر کہنا۔ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر مسافر سوار ہو یا مقیم اذان صرف اپنی نماز کیلئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا ہاں اگر صرف اپنی نماز کیلئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا۔ (۹) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔ (۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کرے کہ دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہہ دے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں۔ (۱۱) اذان میں ﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ﴾ کہتے وقت داہنی طرف کو منہ پھیرنا

[1] جاہل سے مراد یہ ہے کہ نماز کے اوقات سے خود واقف نہ ہو اور کسی واقف سے پوچھ کر اذان دے۔

اور حیّ علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف کو منہ پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے۔ (۱۲) اذان اور اقامت کا قبلہ رخ ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو۔ بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان واقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (۱۳) اذان کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا ضروری ہے اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا ضروری ہے اگر حدث اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر و اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں۔ (۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اشهد ان لا اله الا الله سے پہلے اشهد ان محمدا رسول الله کہہ جائے یا حی على الصلوة سے پہلے حی على الفلاح کہہ جائے تو اس صورت میں صرف مؤخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت میں اشهد ان لا اله الا الله کہہ کر اشهد ان محمدا رسول الله پھر کہے اور دوسری صورت میں حی على الصلوة کہہ کر حی على الفلاح پھر سے کہے پوری اذان کا اعادہ ضروری نہیں۔ (۱۵) اذان[1] اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اثنائے اذان یا اقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرے اقامت کا نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں۔ مسئلہ (۲): اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں۔ اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائیگا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہئے۔ مسئلہ (۳): اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مر جائے یا بے ہوش ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہیں یا اسکو حدث ہو جائے اور وہ اس کو دور کرنے کیلئے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ مسئلہ (۴): اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کو دور کرنے کو جائے۔

[1] یعنی اذان کہنے والا اور اذان اور تکبیر سننے والے کو بھی جائز نہیں کہ درمیان اذان اور تکبیر کے کلام کرے اور وہ وقت قرات قرآن میں مشغول ہو اور کسی کام میں سوائے جواب دینے کے اذان اور اقامت کا۔ اور اگر وہ قرآن پڑھتا ہو تو چاہئے کہ قطع کرے اور اذان اور اقامت کے سننے اور جواب دینے میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ (۵): ایک موذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔ مسئلہ (۶): جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے ہاں اگر وہ اذان دیکر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔ مسئلہ (۷): کئی موذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔ مسئلہ (۸): موذن کو چاہئے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کرے۔ مسئلہ (۹): اذان اور اقامت کیلئے نیت شرط نہیں ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کیلئے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

نماز کی شرطوں کا بیان

مسائل طہارت: مسئلہ (۱): اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ (اوڑھ کر نماز پڑھتے ہوئے) نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اس چیز کا بھی پاک ہونا چاہئے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہو۔ بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کیلئے شرط ہے اور جب اس بچہ کا بدن اور کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانع نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ اور اگر خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے۔ پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کا تعلق نہ سمجھا جائے گا اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ اس کا لعاب اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت شرط نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اسکا بند ہو اس لئے کہ اس کا یہ پیشاب اسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔ مسئلہ (۲): نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ[1] سے پاک ہونا چاہئے۔ ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہے۔ مسئلہ (۳): اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔ مسئلہ (۴): اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا

---

[1] یعنی حقیقی ناپاک چیزیں ہیں مثلاً پیشاب، پاخانہ، منی وغیرہ کے۔

کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کر لینا کافی ہے اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا عصر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف ہے یا خسوف مگر راجح یہ ہے کہ تخصیص کے ساتھ نیت کرے۔

تکبیر تحریمہ کا بیان: مسئلہ (۱): بعض ناواقف جب مسجد میں آ کر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ کی صحت کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کیلئے قیام شرط ہے جب کہ قیام نہ کیا تو وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہیں ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

فرض نماز کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): آمین کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہئے اس کے بعد کوئی سورہ قرآن مجید کی پڑھے۔ مسئلہ (۲): اگر سفر کی حالت میں ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورۃ چاہے پڑھے اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورہ حجرات اور سورہ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورہ کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورۃ ہونی چاہئے باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں۔ ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشاء کی نماز میں ﴿والسماء والطارق﴾ اور ﴿لم یکن﴾ اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہئے۔ مغرب کی نماز میں ﴿اذا زلزلت﴾ سے آخر قرآن تک۔ مسئلہ (۳): جب رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف ﴿سمع اللّٰہ لمن حمدہ﴾ اور مقتدی صرف ﴿ربنا لک الحمد﴾ اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدہ میں جائے تکبیر کی انتہا اور سجدہ کی ابتداء ساتھ ہی ہو یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ مسئلہ (۴): سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہئے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا چاہئے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونی چاہئیں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوئے ہوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں، پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ درمیان سے نکل سکے۔ مسئلہ (۵): مغرب اور عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ اور ﴿سمع اللّٰہ لمن حمدہ﴾ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو قرأت میں تو اختیار ہے مگر ﴿سمع اللّٰہ لمن حمدہ﴾ اور تکبیریں آہستہ کہے اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف ﴿سمع اللّٰہ لمن حمدہ﴾ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے۔ مسئلہ (۶): بعد نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کیلئے بھی اور بعد دعا مانگ چکنے کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی

دے تو خواہ سب آمین آمین کہتے رہیں۔ مسئلہ (۷): جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں جیسے فجر، عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف دائیں یا بائیں طرف کو منہ پھیر کر بیٹھ جائے اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابل میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ مسئلہ (۸): بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ تین مرتبہ آیت الکرسی اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔ ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور اسی قدر الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ مسئلہ (۹): عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئے اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اٹھانا چاہئے۔ (۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینہ پر۔ (۳) مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھا کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔ (۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہئے بلکہ صرف اسی قدر جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے ملا کر۔ (۶) مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔ (۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ زانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملا ہوا۔ (۸) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔ (۹) مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے اور عورتوں کو نہیں۔ (۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہئے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔ (۱۱) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہئے۔

تحیۃ المسجد: مسئلہ (۱): یہ نماز اس شخص کے لئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔ مسئلہ (۲): اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو

رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ مسئلہ (۳): اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ﴾ اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے ﴿نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ تَحِیَّۃِ الْمَسْجِدِ﴾ یا اردو میں اس طرح کہہ لے خود دل ہی دل میں سمجھ لے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

مسئلہ (۴): دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا اگر چہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔ مسئلہ (۵): اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص جا کر بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ حدیث۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے تو نہ بیٹھے۔ مسئلہ (۶): اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا آخر میں۔

نوافل سفر: مسئلہ (۱): جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کیلئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے۔ حدیث۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث۔ نبی ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔ مسئلہ (۲): مسافر کو یہ مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

نماز قتل: مسئلہ (۱): جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تا کہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے۔ حدیث۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب ؓ میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کیلئے کہیں بھیجا تھا اثنائے راہ میں کفار مکہ کرمہ نے انہیں گرفتار کر لیا سوائے حضرت خبیب ؓ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب ؓ کو مکہ مکرمہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہو گئی۔

تراویح کا بیان: مسئلہ (۱): وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲): نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے میں اختیار ہے چاہے تنہا نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔

نمازِ کسوف و خسوف: مسئلہ (۱): کسوف (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔ مسئلہ (۲): نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے۔ بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امام اپنی مسجد میں نماز کسوف پڑھا سکتا ہے۔ مسئلہ (۳): نماز کسوف کیلئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو ﴿الصلوٰۃ جامعۃ﴾ پکار دیا جائے۔ مسئلہ (۴): نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے اور قرأت آہستہ پڑھے۔ مسئلہ (۵): نماز کے بعد امام کو چاہئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک کہ گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہئے۔ ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آ جائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ مسئلہ (۶): خسوف چاند گرہن کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔ مسئلہ (۷): اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے۔ مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں۔ ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ مسئلہ (۸): جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں ان کے علاوہ بھی جس قدر کثرت نوافل کی کی جائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جنکی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی ﷺ نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرہ کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں ہیں اور ان میں عبادات کا بہت ثواب حدیث میں وارد ہوا ہے۔ ہم نے اختصار کے خیال سے انکی تفصیل نہیں کی۔

استسقاء کی نماز کا بیان: جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے۔ استسقاء کیلئے دعا کرنا اس طریقے سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پیادہ خشوع و عاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کی طرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہل حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لیجائیں۔ پھر دو رکعت بلا اذان اور اقامت کے جماعت سے پڑھیں اور امام جہر سے قرأت پڑھے پھر دو خطبے پڑھے جس طرح عید[1] کے روز کیا جاتا ہے۔ پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں۔ تین روز متواتر ایسا ہی کریں تین دن کے بعد نہیں کیونکہ اس سے زیادہ ثابت نہیں اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھ کر بارش ہو جائے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور تینوں

[1] یعنی جیسے کہ عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی نماز کے بعد دونوں خطبے پڑھے

چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا سنت ہے۔ مسئلہ (۴): امام اور منفرد کو بعد سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے کے آہستہ آواز سے آمین کہنا اور قرأت بلند آواز سے ہو تب بھی سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔ مسئلہ (۵): مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر اور سرین سب برابر ہو جائیں سنت ہے۔ مسئلہ (۶): رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا سنت ہے۔ قومے میں امام کو صرف سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ کہنا اور مقتدی کو صرف ربنا لک الحمد کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔ مسئلہ (۷): سجدہ کی حالت میں مردوں کو پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھوں کی بانہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا سنت ہے۔ مسئلہ (۸): قعدہ اولیٰ اور اخری دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہوا اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانو پر ہوں۔ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں یہ سنت ہے۔ مسئلہ (۹): امام کو سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ مسئلہ (۱۰): امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت یا لڑکے ہوں اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور اگر محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا سنت ہے۔ مسئلہ (۱۱): تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین وغیرہ چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو سنت ہے۔

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے[1] اس لئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات و سنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کیلئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا جماعت کے معنی آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع۔ متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔ مسئلہ (۱): امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہونے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، بالغ ہو یا سمجھدار نابالغ بچہ۔ ہاں جمعہ اور عیدین کی نماز میں جماعت[2] امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۲): جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل میں دو آدمی اس طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تب بھی جماعت ہو جائے گی خواہ امام و مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو۔ البتہ جماعت کی نفل کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

1 یعنی بعضوں کے نزدیک واجب اور بعضوں کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اس کا مفصل بیان آگے آتا ہے۔

2 یعنی جماعت۔

جماعت کی فضیلت اور تاکید۔ جماعت کی فضیلت اور تاکید میں کچھ احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو ایک بہت بڑی ضخیم کا رسالہ تیار ہو جائے ان کے دیکھنے سے قطعی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی ﷺ نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا بے شبہ شریعت محمدی ﷺ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دی جائے۔ ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھتے ہیں جس سے بعض مفسرین اور فقہاء نے جماعت کو ثابت کیا ہے۔ پھر چند حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿ نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ یعنی جماعت سے اس آیت میں صریح حکم جماعت سے پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہذا فرضیت ثابت نہ ہوئی۔ حدیث (۱):۔ نبی ﷺ سے ابن عمر جماعت کی نماز میں تنہا نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب[1] روایت کرتے ہیں۔ حدیث (۲)۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ حدیث (۳)۔ انس بن مالک راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیم مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی ﷺ سے دور تھے) اٹھ کر نبی ﷺ کے قریب آ کر قیام کریں۔ تب ان سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے[2] (ف) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئے گا اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا۔ حدیث (۴)۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔ حدیث (۵)۔ نبی ﷺ نے ایک روز عشاء کے وقت اپنے ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ پڑھ کر سو رہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گزرا سب نماز میں محسوب ہوا۔ حدیث (۶)۔ نبی ﷺ سے بریدہ اسلمی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بشارت دے دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کیلئے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کیلئے پوری روشنی ہوگی۔ حدیث (۷)۔ حضرت عثمان راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا

---

۱ مطلب یہ ہے کہ تنہا نماز پڑھنے سے جتنا ثواب ملتا ہے جماعت سے پڑھنے میں اس سے ستائیس گنا زیادہ ملتا ہے

۲ یعنی اگر کسی کے محلے میں مسجد ہو تو اس کو چھوڑ کر دور نہ جائے کیونکہ محلہ کی مسجد کا حق ہے ہاں اگر وہاں جماعت بھی نہ ہوتی ہو تب بھی وہاں ہی جا کر اذان و اقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھ لے۔

۳ یعنی شمار کیا گیا

سے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ حدیث (۸)۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بیشک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے اور پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ حدیث (۹)۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز میں مشغول ہو جاتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال واسباب کو مع ان کے جلا دیں (مسلم) عشاء کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں ہوتے ہیں۔ امام ترمذی اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابو درداء اور ابن عباس اور جابرؓ سے بھی مروی ہے یہ سب لوگ نبی ﷺ کے معزز اصحاب میں سے ہیں۔ حدیث (۱۰)۔ ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک ان پر شیطان غالب ہو جائے گا۔ پس اے ابو درداء جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھو اور دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا ہے (جو بکا ہے) جو اپنے گلے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔ حدیث (۱۱)۔ ابن عباسؓ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سن کر جماعت میں نہ آئے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول نہ ہوگی۔[1] صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ خوف یا مرض اس حدیث میں خوف اور مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔ حدیث (۱۲)۔ حضرت محجنؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے محجن تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو جماعت ہو رہی ہے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔[2] ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی ﷺ نے اپنے برگزیدہ صحابی محجنؓ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں چند حدیثیں نمونے کے طور پر ذکر ہو چکیں اب نبی ﷺ کے برگزیدہ اصحابؓ کے اقوال[3] سنئے کہ انہیں جماعت کا کس قدر اہتمام

---

[1] یعنی پورا ثواب نہ ملے گا یہ غرض نہیں کہ فرض ادا نہ ہوگا۔ کبھی کوئی اس خیال سے نماز ہی چھوڑ دے کہ نماز قبول تو ہوگی ہی نہیں پھر تنہا بھی نہ پڑھیں کیونکہ کچھ فائدہ نہیں ایسا خیال ہرگز نہ چاہئے۔

[2] مگر فجر، عصر اور مغرب کی نماز اگر تنہا پڑھ لی ہو اور پھر جماعت ہو تو اب جماعت میں شامل نہ ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ فجر اور عصر کے بعد تو نفل نہ پڑھنا چاہئے اور مغرب میں اس لئے کہ تین رکعت نفل کی شریعت میں نہیں ہیں

[3] اثر صحابی اور تابعین کے قول کو کہتے ہیں۔

[4] یہاں پر حضرت عائشہؓ کو تشبیہ دی ہے حضرت زلیخا سے وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جب (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(قیامت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے مسلمان جائے اسے چاہیے کہ پنج وقتی نمازوں کی پابندی کرے ان مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کیلئے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی انہی طریقوں میں سے ہے اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو گے جیسے کہ منافق پڑھ لیتا ہے تو بیشک تم سے چھوٹ جائے گی تمہارے نبی ﷺ کی سنت اور اگر تم چھوڑ دو گے اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت کو تو بے شک گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز کیلئے مسجد میں نہیں جاتا۔ مگر اس کے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگا کر جماعت کیلئے لائے جاتے تھے اور صف میں کھڑے کر دیئے جاتے تھے۔

اثر (۴) ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے بعد اذان [1] کے بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی اور ان کے مقدس حکم کو نہ مانا (مسلم شریف) دیکھو حضرت ابو ہریرہؓ نے تارک جماعت کو کیا کہا۔ کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترک جماعت کی جرات ہو سکتی ہے کیا کسی ایماندار کو حضرت ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی گوارا ہو سکتی ہے۔ اثر (۵) حضرت ام درداءؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ابو درداءؓ میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضبناک تھے میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کیوں غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم میں محمد ﷺ کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اس کو بھی چھوڑنے لگے ہیں۔ اثر (۶) نبی ﷺ کے بہت اصحاب سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی اذان سن کر جماعت میں نہ جائے اس کی نماز ہی نہ ہوگی۔ یہ لکھ کر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں [2] اثر (۷) مجاہد نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ دوزخ میں جائیگا (ترمذی) امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ وجماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر [3] ترک کرے تب یہ حکم کیا جائیگا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کیلئے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ اثر (۸) سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جس کی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی ماتم پرسی کرتے (احیاء العلوم)

---

[1] بعد اذان کے مسجد سے ایسے شخص کو بغیر اس مسجد میں آ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو جانا منع ہے ہاں کوئی واقعی عذر ہو اور سخت مجبوری ہو تو مضائقہ نہیں۔

[2] اور بے عذر تنہا نماز پڑھنے سے گو نماز ہو جائے گی مگر کامل نہ ہوگی۔

[3] اس لئے کہ احکام شرعیہ کو ہلکا اور حقیر سمجھنا کفر ہے اور اس تاویل کی جب حاجت ہوگی کہ حضرت ابن عباسؓ کے فرمانے کا یہ مطلب ہو کہ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں جائیگا۔

[4] [illegible] یہ ایک اسلامی فرقہ کا نام ہے۔

اختصار کے میں حضرت موصوف کے کلام کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔(۱) کہ کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کر دی جائے یہاں تک کہ وہ عبادت ایک ضروری عبادت ہو جائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عبادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔(۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، جاہل بھی عالم بھی لہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا اسے تعلیم کر دے گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا۔(۳) جو لوگ بے نمازی ہونگے ان کا حال بھی اس سے کھل جائے گا اور ان کو وعظ ونصیحت کا موقع ملے گا۔(۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔ نزول رحمت اور قبولیت کیلئے۔(۵) اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمہ کفر پست ہو اور روئے زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر و مقیم چھوٹے اور بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کیلئے جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں۔ ان ہی سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہوگئی اور اسکی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی سخت ممانعت کی گئی۔ جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکے گا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید اور فضیلت جابجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں بیان فرمائی گئی ہے۔ افسوس ہمارے زمانہ میں ترک جماعت ایک عام عادت ہوگئی ہے۔ جاہلوں کا کیا ذکر ہم بعض لکھے پڑھے لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔ افسوس یہ لوگ احادیث پڑھتے ہیں اور ان کے معنے سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں۔ قیامت میں جب قاضی روز جزاء کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہونگے اور اس کے ادا نہ کرنیوالے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہوگی تو یہ لوگ کیا جواب دینگے۔

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں: (۱) مرد ہونا عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔(۲) بالغ ہونا نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔(۳) آزاد ہونا غلام پر جماعت واجب نہیں۔(۴) عاقل ہونا مست اور بے ہوش دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔(۵) عذروں سے خالی ہونا، ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کرے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہے گا۔ ترک جماعت کے عذر چودہ ہیں۔(۱) لباس بقدر ستر عورت کے نہ پایا جانا۔(۲) مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو۔ امام ابو یوسفؒ نے حضرت امام اعظمؒ سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کیلئے آپ کیا حکم دیتے

ہیں کہ فرمایا جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔(۳) پانی بہت زور سے برستا ہو ایسی حالت میں امام محمدؒ نے
موطاء میں لکھا ہے کہ اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جا کر نماز پڑھے۔(۴) سردی سخت
ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے کا یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔(۵) مسجد
جانے میں مال یا اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔(۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف
ہو۔(۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض کے
ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔
(۸) اندھیری رات ہو کہ راستہ دکھائی نہ دیتا ہو لیکن اگر روشنی کا سامان خدا نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے۔
(۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔(۱۰) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں
چلے جانے سے مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔(۱۱) کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب ہو اور بھوک ایسی لگی
ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔(۱۲) پیشاب یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو۔(۱۳) سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور
خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی۔ قافلہ نکل جائیگا۔ ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے مگر
فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قافلہ کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار
چلتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جا سکتا ہے ہاں اگر کوئی ایسی ہی سخت حرج ہوتا ہو تو
مضائقہ نہیں اگر ہو سکے تو شریعت نے حرج کا اعتبار کیا ہے۔(۱۴) کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے
یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہو لیکن جو نابینا بے تکلیف مسجد تک پہنچ سکے تو اس کو ترک جماعت نہ چاہئے۔

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں۔ شرط (۱) اسلام۔ کافر کی جماعت صحیح نہیں۔ شرط (۲) عاقل ہونا،
مست بے ہوش دیوانے کی جماعت صحیح نہیں۔ شرط (۳) مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کے اقتدا کی بھی
نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ نیت کا بیان اوپر بتفصیل ہو
چکا ہے۔ شرط (۴) امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقتاً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد[1] یا
ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس
پار ہو مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور بعض مقتدیوں کے درمیان جو پل
کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقتاً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں
کھڑی ہوئی ہیں اس لئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائیگا اور اقتدا صحیح ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱): اگر مقتدی
مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر ہو تو درست ہے اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ

ل　یعنی جب کہ وہ مسجد یا گھر بہت بڑے نہ ہوں کیونکہ بڑی مسجد بڑے گھر کا حکم آگے آئے گا۔
ع　تنگ سے تنگ راستہ وہ ہے جس کے عرض میں بیل گاڑی آ سکے تو جو گلی اور عرض میں اس سے کم ہو وہ مانع اقتدا
نہیں۔ کذا فی الشامی عن ابی یوسف۔

دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائیگی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھا رہا ہے درست ہے۔ مسئلہ (۲): اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا ہو یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی۔ مسئلہ (۳): اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہ گزر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی۔ البتہ بہت چھوٹی گول اگر حائل ہو جس کی برابر تنگ راستہ نہیں ہوتا وہ مانع اقتدا نہیں۔ مسئلہ (۴) اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہ گزر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتدا درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔ مسئلہ (۵): پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔ شرط (۵) مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا۔ اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو اقتدا درست نہ ہوگی۔ مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کے ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ البتہ امام اگر فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لئے کہ امام کی نماز قوی ہے۔ مسئلہ (۶): مقتدی اگر تراویح پڑھتا ہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہوگی کیونکہ امام کی نماز ضعیف ہے۔ شرط (۶) امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اس کے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ تھا اور بعد نماز کے یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا۔ مسئلہ (۷): امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہوا ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں خواہ آدمی کے ذریعے سے کی جائے یا خط کے ذریعے سے۔ شرط (۷) مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائیگا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائیگا اور اقتدا درست ہو جائے گی۔ شرط (۸) مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھ کر یا اس کی آواز سن کر یا کسی مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو

خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدا درست ہے۔ مسئلہ (۸): اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو سکے لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کے اندر ہو اور نماز پڑھا رہا ہے مسافر کی سی یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کر لینے کے بعد امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہو گئی اور اگر سہو کا ہونا تحقیق ہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کچھ تحقیق نہیں کیا بلکہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ مسئلہ (۹): اگر امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا بلکہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کرے اور بعد نماز کے امام کا حال معلوم کرے تو اچھا ہے اگر نہ معلوم کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ کیونکہ شہر یا گاؤں سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے اور اس کے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اس کو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے لہذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں اسی طرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھائے یا جنگل وغیرہ میں اور کسی مقتدی کو اس کے متعلق مسافر ہونے کا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی پر بعد نماز کے تحقیق حال امام واجب نہیں۔ اور فجر میں اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں کیونکہ ان نمازوں میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جب کہ امام شہر یا گاؤں میں یا کسی اور جگہ چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔ شرط (۹): مقتدی کو تمام ارکان میں سوا قرأت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اس رکن کے آخر تک امام اس کا شریک ہو جائے۔ پہلی صورت کی مثال امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔ مسئلہ (۱۰): اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کرے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتدا درست نہ ہوگی شرط (۱۰): مقتدی کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا۔ مثال (۱) قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے عاجز کے

---

۱ امی وہ شخص ہے جو بقدر قرأت مفروضہ یعنی ایک آیت قرآن مجید زبانی نہ پڑھ سکتا ہو اور قاری سے مراد وہ شخص ہے جو بقدر قرأت مفروضہ زبانی قرآن مجید پڑھ سکے۔

پیچھے درست ہے۔ شرع میں معذور کا قعود بمنزلہ قیام کے ہے (۲) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا وضو اور غسل کرنے والے کی اقتدا درست ہے اس لئے کہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں۔ (۳) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتدا درست ہے اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجہ کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔ (۴) معذور کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں مثلاً دونوں کو سلسل بول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو۔ (۵) امی[1] کی اقتدا امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو۔ (۶) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۷) عورت کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے۔ (۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے۔ (۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ (۱۱) قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ اس لئے کہ قسم کی نماز بھی فی نفسہٖ نفل ہے یعنی ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور پھر کسی متنفل کے پیچھے اس نے دو رکعت پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی اور قسم پوری ہو جائیگی۔ (۱۲) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو۔ مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اس چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ ایک نے دو رکعت کی مثلاً الگ نذر کی اور دوسرے نے الگ تو ان میں سے کسی کو دوسرے کی اقتدا درست نہ ہوگی حاصل یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا درست ہو جائے گی۔ اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے خواہ یقیناً یا احتمالاً اور اقتدا درست نہیں۔ (۱) بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔ (۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے پیچھے درست نہیں۔ (۳) خنثیٰ کی خنثیٰ کے پیچھے درست نہیں خنثیٰ اس کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ہونے کی علامت ایسی متعارض ہوں کہ نہ اس کا مرد ہونا تحقیق ہو نہ عورت ہونا اور ایسی مخلوق شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ (۴) جس عورت[1] کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتدا اسی قسم کی دوسری عورت کے پیچھے درست نہیں۔ ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا محتمل ہے اس لئے اقتدا جائز نہیں کیونکہ پہلی صورت میں جو خنثیٰ امام ہے شاید عورت ہو اور جو خنثیٰ مقتدی ہے شاید مرد ہو۔ اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا ہو۔ (۵) خنثیٰ کی اقتدا عورت کے پیچھے درست نہیں اس خیال سے کہ شاید وہ خنثیٰ مرد ہو۔ (۶) ہوش و حواس

---

[1] اس سے مراد وہ عورت ہے جس کو اول ایک خاص عادت کے ساتھ حیض آتا ہو اس کے بعد کسی مرض کی وجہ سے اس کا خون جاری ہو جائے اور جاری رہے اور وہ عورت اپنی عادت حیض کو بھول جائے۔

والے کی اقتدا مجنوں یا مست بے ہوش یا بے عقل کے پیچھے درست نہیں۔ (۷) طاہر کی اقتدا معذور کے پیچھے مثلاً اس شخص کے جس کو سلسل بول وغیرہ کی شکایت ہو درست نہیں۔ (۸) ایک عذر والے کی اقتدا دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو خروج ریح اور سلسل بول دو بیماریاں ہوں۔ (۹) ایک طرح کے عذر والے کی اقتدا دوسری طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں۔ مثلاً سلسل بول والا ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو۔ (۱۰) قاری کی اقتدا امی کے پیچھے درست نہیں اور قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن مجید یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور امی وہ جس کو اتنا بھی یاد نہ ہو۔ (۱۱) امی کی اقتدا امی کے پیچھے جبکہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں کیونکہ اس صورت میں اس امام امی کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قراءت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جن میں وہ امی مقتدی بھی ہے۔ (۱۲) امی کی اقتدا گونگے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ امی اگرچہ بالفعل قراءت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اس وجہ سے کہ وہ قراءت سیکھ سکتا ہے گونگے میں تو یہ بھی قدرت نہیں۔ (۱۳) جس شخص کا جسم جس قدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو اس کی اقتدا برہنہ کے پیچھے درست نہیں۔ (۱۴) رکوع سجدہ کرنے والے کی اقتدا ان دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص صرف سجدہ سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدا درست نہیں۔ (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔ (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے۔ (۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے نذر کی تو نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہو گی اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل کیونکہ قسم کا پورا کرنا ہی واجب نہیں ہوتا بلکہ اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفارہ دیدے اور وہ نماز نہ پڑھے۔ (۱۸) جس شخص سے صاف حروف ادا نہ ہو سکتے ہوں مثلاً س کو ث یا ر کو غ پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی تبدیل و تغیر ہو جاتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قراءت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا صحیح ہو جائے گی۔ شرط (۱۱) امام کا واجب الاقتدا ہونا یعنی ایسے شخص کے پیچھے اقتدا درست نہیں جس کا اس وقت منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق کہ اس کو امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتدا کرے تو درست نہ ہو گی۔ شرط (۱۲) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقۃً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ ان کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے لہذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہیں اسی طرح مسبوق اگر لاحق کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے تب بھی درست نہیں۔ یہ بارہ شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کی ہیں اگر ان میں

سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائیگی تو اسکی اقتدا صحیح نہ ہوگی اور جب کسی مقتدی کی اقتدا صحیح نہ ہوگی تو اسکی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتدا ادا کیا ہے۔

جماعت کے احکام: مسئلہ (۱): جماعت جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح ہی نہیں ہوتیں پنج وقتی نمازوں میں واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنت مؤکدہ ہے اگر چہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور اسی طرح نماز کسوف کیلئے اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے اور سوائے رمضان کے اور کسی زمانہ کے وتر میں مکروہ تحریمی ہے یعنی جبکہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں اور نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں جبکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقہ سے لوگوں کو جمع کر کے تو جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر بے اذان و اقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور پھر بھی دوام نہ کریں اور اسی طرح مکروہ تحریمی ہے۔ ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے (۱) مسجد محلہ کی ہو اور عام رہ گذر پر نہ ہو اور مسجد محلہ کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں۔ (۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔ (۳) پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلہ میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔ (۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور امام صاحب کے نزدیک ہیئت بدل دینے پر بھی کراہت رہتی ہے یعنی اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے بلکہ گھر میں ادا کی جائے تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہ گذر پر ہو محلہ کی نہ ہو جس کے معنی اوپر معلوم ہو چکے تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلہ میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا بقول امام ابو یوسفؒ کے دوسری جماعت اس ہیئت سے ادا نہ کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

تنبیہ: ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے لیکن امام صاحب کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اس وقت دینیات میں عموماً اور خصوص امر جماعت میں جو تہاون و سستی اور تکاسل ہو رہا ہے اس کا مقتضا بھی یہی ہے کہ بوجہ تبدل ہیئت کراہت پر فتویٰ دیا جائے ورنہ لوگ قصداً جماعت اولیٰ ترک کریں گے کہ ہم اپنی دوسری کر لیں گے۔

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل: مسئلہ (۱): مقتدیوں کو چاہئے کہ تمام حاضرین میں جو امامت کے

لائق ہو جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنادیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنادیں اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کو امام بنادیں گے جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مسئلہ (۲): سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قرأت مسنون ہے اتنا یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو۔ پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی قرأت کے قواعد کے موافق۔ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خلیق ہو۔ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ شریف ہو۔ پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ۔ پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے۔ پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو۔ پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو۔ اور بعض کے نزدیک حدث اکبر سے تیمم کرنے والا مقدم ہے اور جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو۔ مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو اور قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔ مسئلہ (۳) اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کیلئے زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے۔ ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انہی کو استحقاق ہوگا۔ مسئلہ (۴): جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۵) قاضی یعنی حاکم شرع یا بادشاہ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ مسئلہ (۶): بے رضامندی قوم کی امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاتے ہوں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔ مسئلہ (۷): فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر بدعتی و فاسق زوردار ہوں کہ ان کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنہ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔ مسئلہ (۸) غلام کا یعنی جو فقہ کے قاعدے سے غلام ہو وہ نہیں جو قحط وغیرہ میں خرید لیا جائے اس کا امام بنانا اگرچہ وہ آزاد شدہ ہو گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا جو پاکی ناپاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا گوارا ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی

---

۱ اور بہتر بھی نہیں ہوتا ہے

داڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ مسئلہ (۹): نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں۔ پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں۔[1] اس لئے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے۔ اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب امام قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کیلئے ضروری نہیں۔ ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۰): امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت وضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قرأت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔ مسئلہ (۱۱): اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۲): اور اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۳): اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہو۔ اس کے بعد اور مقتدی آ گئے تو پہلے مقتدی کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہئے کہ اس کو پیچھے کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں اور پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام کو چاہئے کہ آگے بڑھ جائے لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہو جیسا ہمارے زمانہ میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے نماز ہی غارت ہو جائے۔ مسئلہ (۱۴): اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہئے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد ہو۔ مسئلہ (۱۵): اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ نابالغ تو امام کو چاہئے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں، پھر نابالغ لڑکوں کی پھر بالغ

---

[1] چونکہ اس میں بہت سے مسائل سے واقفیت ضروری ہے اور اس زمانہ میں ناواقفیت غالب ہے اس لئے جانے دیجئے۔

[2] یہ مسئلہ درمختار سے ماخوذ ہے اور گو اس میں فی الجملہ اختلاف کیا گیا ہے مگر حضرت مؤلف قدس سرہ کے نزدیک راجح وہی ہے جو کہ انہوں نے اوپر فرمایا ہے۔

کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔ مسئلہ (۴۳): لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا۔ یعنی جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نہ کرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ویسے ہی لاحق کو بھی۔ مسئلہ (۴۴) مسبوق یعنی جس کی ایک دو رکعت رہ گئی ہو اس کو چاہئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔ مسئلہ (۴۵): مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔ مسئلہ (۴۶): مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئے کہ پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قاعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مثال:۔ ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اس کو چاہئے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملا کر رکوع سجدے کر کے پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ نہ ملائے اس لئے کہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ قعدہ اخیر ہے۔ مسئلہ (۴۷): اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی۔ مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چھٹ جائیں تو اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے۔ مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے یعنی قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔ مثال:۔ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہئے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور ان تینوں کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے۔

---

[1] اگر چہ یہ احتمال ہو کہ امام رکوع میں چلا جائے گا اور اگر یہ واقعہ ہو جائے تو بعد تشہد کے تین تسبیح کی قدر قیام کر کے رکوع میں جائے اور اسی طرح ترتیب وار سب ارکان ادا کرتا رہے خواہ امام کو تحتی ہی دور جا کر پاوے یہ اقتداء کے خلاف نہ ہوگا کیونکہ اقتداء جیسے امام کے ساتھ رہنے کو کہتے ہیں اسی طرح امام کے پیچھے پیچھے جانے کو بھی کہتے ہیں۔ امام سے پہلے کوئی کام کرنا یہ اقتداء کے خلاف ہے۔

اس لئے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا جو دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے جو تیسری رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا جو اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنا ہوگی اس لئے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ مسئلہ (۲۸). مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں رکوع بھی امام کے ساتھ قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ سجدہ بھی اس کے سجدہ کے ساتھ۔ غرض کہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں[1] اسی طرح قعدہ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہئے۔

جماعت میں شامل ہونے نہ ہونے کے مسائل: مسئلہ (۱). اگر کوئی شخص اپنے محلہ یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں تلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر یا عشاء کا وقت ہو۔ اور فجر عصر مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لئے کہ فجر عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسی فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز کو پوری کرے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر عصر عشاء تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے

[1] [illegible]

مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بلکہ اس کو چاہیے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت کی ہو۔ مسئلہ (۵): ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہاء کے نزدیک راجح یہ ہے[1] کہ چار رکعت پوری کر لے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا ضروری ہے۔ مسئلہ (۶): اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائے گی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت فرض کی جاتی رہے گی تو پھر سنتیں مؤکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے مگر ظہر اور جمعہ میں بعض فرض کے بعد بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنت مؤکدہ اول پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھے لیکن فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ مؤکد ہیں لہٰذا ان کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو[2] اور اگر ایک رکعت کے ملنے کی بھی امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے اور پھر اگر چاہے بعد سورج نکلنے کے پڑھے۔ مسئلہ (۷): اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیے کہ فرض فرائض اور واجبات پر اختصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔ مسئلہ (۸): فرض ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھ لے۔ مسئلہ (۹): اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ مسئلہ (۱۰): جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہوتی ہے: مسئلہ (۱): حالت نماز میں اپنے امام کے سوا کسی کا لقمہ دینا یعنی قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا مفسد نماز ہے۔ تنبیہ: چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہاء کے درمیان میں اختلافی ہے بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں۔ اس لئے ہم چند جزئیات اس کی اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ مسئلہ (۲): صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں مقدار ضرورت سے مقصد بقدر قرأت کی مقدار ہے جو مسنون ہے ہاں البتہ ایسی صورت میں امام کیلئے بہتر یہ ہے کہ رکوع کر دے جیسا اس سے اگلے مسئلہ میں آتا ہے۔ مسئلہ (۳): امام اگر بقدر

---

[1] ظاہر مذہب یہی ہے کہ جب تک کم از کم ایک رکعت ملنے کی امید ہو اس وقت تک پڑھ لے ورنہ چھوڑ دے اور تیسرا قول یہ ہے کہ امام وغیرہ ملنے تک سنتیں پڑھ لے مگر اول ظاہر مذہب ہے۔

ضرورت قراءت کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے (ایسا مجبور کرنا مکروہ
ہے) اور مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک ضرورت شدیدہ پیش نہ آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ (یہ بھی مکروہ ہے)
ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے پڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو
جائے اور اگر بلا ضرورت شدیدہ بھی بتا دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی جیسا اس سے اوپر مسئلہ گزرا۔ مسئلہ (۴):
اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ کسی نماز میں ہو یا نہیں تو
یہ شخص اگر لقمہ لے لے گا تو اس لقمہ لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر کسی کو خود بخود یاد آ جائے خواہ اس
کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو اور اپنی یاد پر اعتماد کر کے پڑھے تو جس کو
لقمہ دیا گیا ہے اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو
اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ مسئلہ (۶)
مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور
امام اگر لے لے گا تو اس کی نماز بھی اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر یا دوسرے سے سن کر خود بھی یاد آ گیا اور پھر اپنی
یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ مسئلہ (۷): اسی طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر ایک آیت قراءت
کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر وہ آیت جو دیکھ کر پڑھی ہے اس کو پہلے سے یاد تھی تو نماز فاسد نہ
ہوگی یا پہلے سے یاد تو نہ تھی مگر ایک آیت سے کم دیکھ کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ مسئلہ (۸): عورت کا مرد کے
ساتھ اس طرح کھڑا ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جائے ان شرطوں سے نماز کو
فاسد کرتا ہے یہاں تک کہ اگر سجدہ میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کے محاذی ہو جائے تب بھی نماز
جاتی رہے گی۔ (۱) عورت بالغ ہو چکی ہو (خواہ جوان ہو یا بڈھی) یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو تو اگر کوئی کمسن
نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۲) دونوں نماز میں ہوں پس اگر ایک نماز میں ہو دوسرا
نہ ہو تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۳) کوئی حائل درمیان میں نہ ہو پس اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا
کوئی سترہ حائل ہو یا کوئی بیچ میں اتنی جگہ چھوٹی ہو جس میں ایک آدمی بے تکلف کھڑا ہو سکے تو بھی فاسد نہ ہوگی۔
(۴) عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں پس اگر عورت مجنون ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو
تو بھی محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ ان صورتوں میں وہ خود نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔ (۵) نماز
جنازہ کی نہ ہو۔ پس جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔ (۶) محاذات بقدر ایک رکن[1] کے باقی رہے اگر
اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں۔ مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے
بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔ (۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی یہ عورت اس مرد
کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں۔ (۸) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت کی ہو اور شروع

---

[1] نماز کے رکن چار ہیں قیام قراءت رکوع اور دونوں سجدے ... اتنی دیر جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے۔
[2] [illegible]

کرتے وقت یا درمیان میں جب وہ آ کر ملی ہو اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ مسئلہ (۹): اگر امام بوجہ حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے باہر نکل گیا تو مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[2] مسئلہ (۱۰): امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱۱): اگر مرد نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسی حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ہاں اگر اس کے بوسہ لیتے وقت مرد کو شہوت ہو گئی ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اس کا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی خواہ مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلا شہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی یا نہیں۔ مسئلہ (۱۲): اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اس روکنے میں عمل کثیر نہ ہو اور اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہوگی۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے۔ مسئلہ (۱): حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثال: کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ دونوں[1] شانے پر ڈال لے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ مسئلہ (۲): برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر تذلل اور خشوع (عاجزی) کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۳): اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔ مسئلہ (۴): مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدہ کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ (۵): امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۶): صرف امام کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تحریمی ہے اگر امام کے ساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے اور بعض نے کہا کہ اگر ایک ہاتھ سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ (۷): کل مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں یا بعض مقتدی امام کے برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ ہوں تب بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۸): مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ (۹): مقتدی کو جبکہ امام قیام میں قرأت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

---

1. یعنی دونوں کنارے چھوٹے ہوں اگر ایک کنارہ پیچھے ہو اور دوسرا شانہ پر پڑا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔
2. یعنی وہ حدث جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

نماز میں حدث ہونے کا بیان: نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو گا جس سے غسل واجب ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر حدث اصغر ہو گا[1] تو دو حال سے خالی نہیں اختیاری ہو گا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہو گا یا نہیں اگر اختیاری ہو گا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں اور اگر بے اختیاری ہو گا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہو گا جیسے جنون بے ہوشی یا امام کا مر جانا وغیرہ۔ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب پاخانہ، مذی وغیرہ۔ پس اگر نادر الوقوع ہو گا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نادر الوقوع نہ ہو گا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار اور اجازت ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کرے اور اس کو بناء کہتے ہیں۔ لیکن اگر نماز کا اعادہ کرے یعنی پھر شروع سے پڑھے تو بہتر ہے۔ اور اس بناء کرنے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں۔ (۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔ (۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کیلئے جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اس لئے کہ قرآن مجید کا پڑھنا نماز کا رکن ہے۔ (۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔ (۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کیلئے جائے ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پچھلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔

مسئلہ (۱): منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً وضو کر لے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ چاہئے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے۔ حاصل یہ کہ جس قدر حرکت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی بقیہ نماز تمام کرے اور یہی افضل ہے۔ اور چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پچھلی نماز کو سلام پھیر کر قطع کر دے اور بعد وضو کے از سر نو نماز پڑھے۔

مسئلہ (۲): امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قاعدہ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہئے کہ فوراً وضو کرنے کیلئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ کھڑا کر دے۔ مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ میرے اوپر اتنی رکعتیں وغیرہ باقی ہیں۔ رکعتوں کیلئے انگلی سے اشارہ

---

[1] پس اس صورت میں اگر بقدر رکن کے آنے میں دیر لگ جائے کہ مشکل سے صفوں سے نکل کر آئے تو مضائقہ نہیں اور اسی طرح اس شخص کو صفیں پھاڑ کر اپنی جگہ جانا جائز ہے اسی طرح وضو کرنے کیلئے جس کا وضو جاتا رہے تو وہ امام ہو یا مقتدی اس کو بھی صفیں پھاڑ کر نکل جانا اور ضرورت قبلہ سے پھر جانا بھی جائز ہے۔

کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھائے۔ دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی رکوع باقی ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دے۔ سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر قرأت باقی ہو تو منہ پر سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر، سجدہ سہو کرنا ہو تو سینہ پر جب کہ وہ بھی سمجھتا ہو ورنہ اس کو خلیفہ نہ بنائے۔ پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آ کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اگر وضو کر کے وضو کی جگہ کے پاس ہی کھڑا ہو گیا تو اگر درمیان میں کوئی ایسی چیز یا اتنا فصل حائل ہو جس سے اقتدا صحیح نہیں ہوتی تو درست نہیں ورنہ درست ہے (یعنی وضو کی جگہ ایسی صورت میں کھڑا ہونا درست ہے اور اس کا جماعت میں شریک ہونا صحیح ہو جائے گا ۱۲) اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں۔ مسئلہ (۳): اگر پانی مسجد کے فرش کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں۔ چاہے کرے چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔ مسئلہ (۴): خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہٰذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کر دیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کر لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ اس وقت تک امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوئی ہو تو صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو اور اگر حد سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اب کوئی دوسرا امام نہیں بن سکتا۔[۱] مسئلہ (۵): اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً وضو کرنا چاہئے۔ بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرے اور مقتدی کو اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہئے۔ اگر جماعت باقی ہو لیکن اگر امام کی اور اس کے وضو کی جگہ میں کوئی چیز مانع اقتدا نہ ہو تو یہاں بھی کھڑا ہونا جائز ہے اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے چاہے محل اقتدا میں جا کر نماز پوری کرے یا وضو کی جگہ میں پوری کرے اور یہی بہتر ہے۔ مسئلہ (۶): اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ مدرک سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے میں مصروف ہو۔ مسئلہ (۷): اگر کسی کو قعدہ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا بالقصد حدث اصغر ہو جائے یا بے ہوش ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔ مسئلہ (۸): چونکہ یہ مسائل باریک ہیں اور آج کل علم کی کمی ہے ضرور غلطی کا احتمال ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ بنا نہ کرے بلکہ وہ نماز سلام کے ساتھ قطع کر کے پھر از سرِ نو نماز پڑھیں۔

سہو کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے

---

[۱] یعنی اس جماعت کو پورا کرنے کیلئے کوئی امام نہیں بن سکتا ہاں دوبارہ جماعت سے پڑھی جائے۔

[۲] اور اس صورت میں منفرد پر سجدہ سہو نہیں۔

قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں[1] امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہئے ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کیلئے کافی نہ ہو مثلاً دو تین الفاظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدہ سہو لازم نہیں یہی اصح ہے۔

نماز قضا ہو جانے کے مسائل: مسئلہ (۱): اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو ان کو چاہئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے مسئلہ (۲): اگر کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہئے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرے اور قبل طلوع فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشاء کی نماز قضا پڑھے۔

مریض کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع و سجدہ کر چکا ہو اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدہ پر قدرت ہو گئی تو وہ نماز اسکی فاسد ہو جائے گی پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر ابھی اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تندرست ہو گیا تو پہلی نماز صحیح ہے اس پر بناء جائز ہے۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اسکی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسافر کی نماز کے مسائل: مسئلہ (۱): کوئی شخص پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں اور ان دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کی اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہ جا سکتی ہو مثلاً دس روز مکہ مکرمہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ میں۔ مکہ مکرمہ سے منیٰ تین میل کے فاصلہ پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہو گا۔ مسئلہ (۲): ہاں اگر مسئلہ مذکور میں رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہو گی۔ اب دوسرا موضع جہاں دن کو رہتا ہے اگر اس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا۔ مسئلہ (۳): ہاں اگر مسئلہ مذکور میں ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے تو وہ دونوں موضع ایک ہی سمجھے جائیں گے اور دونوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کی ارادے سے مقیم ہو جائے گا۔ مسئلہ (۴): مقیم کی اقتداء مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہئے کہ اپنی نماز اٹھ کر تمام کرے اور اس میں قرأت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس

---

[1] ... وقت ... یہ بات نہیں ہے کہ اقتداء مخرج کی مثل کے پیچھے لازم آئے اس لئے کہ یہ اقتداء کے ... [illegible] ... دونوں صورتوں کا ... ہے۔

لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعت امام کی وجہ سے فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد دونوں طرف سلام پھیرنے کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنے کے ہی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے۔ مسئلہ (۵): مسافر بھی مقیم کی اقتداء کرسکتا ہے مگر وقت کے اندر اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کرسکتا ہے اور ظہر، عصر، عشاء میں نہیں اس لئے کہ جب مسافر مقیم کی اقتداء کرے گا تو بہ تبعیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدہ اولیٰ فرض نہ ہوگا اور اس کا فرض ہوگا پس فرض پڑھنے والے کی اقتداء غیر فرض والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔[1] مسئلہ (۶): اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کرلے خواہ اول میں یا درمیان میں یا آخر میں مگر سجدہ سہو یا سلام سے پہلے یہ نیت کرے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہئے اس میں قصر جائز نہیں اور اگر سجدہ سہو یا سلام کے بعد نیت کی ہو تو یہ نماز قصر ہی ہوگی ہاں اگر نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہونے کی حالت میں نیت کرے تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا۔ مثال (۱): کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت گزر گیا بعد اس کے اس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اس کو قصر سے پڑھنی ہوگی۔ مثال (۲): کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہو اور لاحق ہوگیا پھر پہلی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا پھر اس لاحق نے اقامت کی نیت کرلی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

خوف کی نماز: جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدھا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں۔ ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کرلیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے اس قاعدہ سے نماز پڑھیں یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصے کردیئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کردے اگر تین چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر، عصر، مغرب، عشاء بشرطیکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں۔ پس جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہونے لگے تب یہ حصہ چلا جائے اور اگر یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر، عصر، عشاء کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے۔ امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے۔ پھر

[illegible]

چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آ کر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کریں اور سلام پھیریں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں دوسرا حصہ یہاں آ کر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرلے اور سلام پھیرے اس لئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ مسئلہ (۱): حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کیلئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہئے اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائیگی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ مسئلہ (۲): دوسرے حصہ کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جاؤ اور پہلے حصہ کا پھر یہاں آ کر اپنی نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آ کر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ باقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کرلے تب دشمن کے مقابلہ میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔ مسئلہ (۳): یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کیلئے ہے کہ جب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں۔ مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے۔ پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔ مسئلہ (۴): اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد ہی یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو امام کی نماز تو صحیح ہو گئی مگر مقتدیوں کا اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہئے اس لئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کیلئے خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے بے ضرورت شدیدہ اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کیلئے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔ مسئلہ (۶): نماز خلاف جہت قبلہ کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہئے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ (۷): اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آ جائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا جائز ہے اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔ مسئلہ (۸): اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔ یہاں تک کہ پنج وقتی نمازوں کا اور ان کے متعلقات کا ذکر تھا اب چونکہ بحمد اللہ اس سے فراغت ہو گئی لہذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہے اس لئے عیدین کی نماز سے اس کو مقدم کیا گیا ہے۔

جمعے کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر تاکید اور

فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اس عبادت کو اپنی ان غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کیلئے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا۔ ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعہ کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوئی ہیں حتیٰ کہ حضرت آدمؑ جو انسانی نسل کیلئے اصل اول ہیں اسی دن پیدا کئے گئے ہیں لہٰذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا۔ اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر ان فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے۔ اور یہ بھی اسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اور اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا۔ ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتہ میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کیلئے کی گئی ہے۔ اگلی امتوں کیلئے بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انہوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصہ میں پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے چنانچہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے۔

جمعے کے فضائل: (۱) نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے اسی دن میں حضرت آدمؑ پیدا کئے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے جو اس عالم میں انسان کے وجود کا سبب ہوا جو بہت بڑی نعمت ہے اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا۔ (صحیح مسلم شریف) (۲) امام احمدؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے اس لئے کہ اسی شب میں سرور عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت محمد ﷺ کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کر سکتا۔ (اشعۃ اللمعات قاری شرح مشکوٰۃ) (۳) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو (صحیحین شریفین) علماء مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گزرا کس وقت ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں چالیس قول نقل کئے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی

---

۱ اس دن کی قید اس حدیث میں نہیں ہے۔

۲ یعنی زمین انبیاء علیہم السلام کے بدن میں کچھ تصرف نہیں کر سکتی جیسا دن میں تھا ویسا ہی رہتا ہے۔

۳ یعنی بڑے بڑے ستاروں والا برجوں کے یہاں یہ معنی ہیں۔

ہے یا ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن
میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہے اور بہت احادیث صحیحہ اس کی مؤید ہیں۔ شیخ
دہلوی فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ہے حضرت فاطمہؓ جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم
ہونے لگے تو ان کو خبر کر دے تاکہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں (اشعۃ اللمعات) (۴) نبی ﷺ
نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اسی دن صور پھونکا جائیگا اس روز کثرت سے مجھ پر درود
شریف پڑھا کرو کہ وہ اسی دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ
پر کیسے پیش کیا جاتا ہے حالانکہ بعد وفات آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
ہمیشہ کیلئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد شریف) (۵) نبی ﷺ نے فرمایا کہ شاہد
سے مراد جمعہ کا دن ہے کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں
دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے۔
(ترمذی شریف) شاہد کا لفظ سورہ بروج میں واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے والسماء ذات
البروج والیوم الموعود وشاهد ومشهود ترجمہ: قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے اور قسم ہے اس دن
(قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔ (۶) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا
سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
اس کی عظمت ہے۔ (ابن ماجہ) (۷) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا شب جمعہ مرے اللہ
تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (ترمذی شریف) (۸) ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ آیت الیوم اکملت
لکم دینکم کی تلاوت فرمائی ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو ہم
اس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری تھی۔ جمعہ کا دن اور عرفہ کا دن یعنی ہم
کو بنانے کی کیا حاجت اس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔ (۹) نبی ﷺ فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات روشن رات
ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے (مشکوٰۃ شریف) (۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں
اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیج دیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے اگرچہ وہاں دن رات نہ ہوں گے مگر اللہ
تعالیٰ ان کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرما دے گا۔ پس جب جمعہ کا دن آئیگا اور وہ وقت ہوگا جس وقت
مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کیلئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دیگا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل میں چلو وہ ایسا
جنگل ہوگا کہ جس کا طول و عرض سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا وہاں مشک کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر
بلند انبیاء علیہم السلام نور کے منبروں پر بٹھائے جائیں گے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر۔ پس جب سب لوگ اپنے
اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہوگا اڑے گا وہ ہوا اس مشک کو
ان کے کپڑوں میں لے جائے گی اور منہ میں اور بالوں میں لگائے گی وہ ہوا اس مشک کے لگانے کا طریقہ اس
عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دیدی جائیں پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دیگا کہ عرش کو

ان لوگوں کے درمیان میں یکجا کر رکھو پھر ان لوگوں کو خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے میرے بندو جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجھ کو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر ﷺ کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو۔ یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے سب لوگ ایک زبان ہو کر کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہو جا حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اے اہل جنت اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے۔ تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہم کو اپنا جمال دکھا دے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ پردے اٹھا دیگا اور ان لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور اپنے جمال جہاں آرا سے ان کو گھیر لے گا اگر اہل جنت کیلئے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اس نور کی تاب نہ لاسکیں اور جل جائیں۔ پھر ان سے فرمائے گا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور ان لوگوں کا حسن و جمال تجلی اثر سے دونا ہو گیا ہوگا۔ یہ لوگ اپنی بیبیوں کے پاس آئیں گے نہ بیبیاں ان کو دیکھیں گی نہ بیبیوں کو۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو ان کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائیگا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ ان کی بیبیاں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسے صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں یعنی ہزار ہا درجہ اس سے اچھی ہے۔ یہ لوگ جواب دینگے کہ ہاں یہ اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا (شرح سفر السعادت) دیکھئے جمعہ کے دن کتنی بڑی نعمت ملی۔ (۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن تیز نہیں کی جاتی (احیاء العلوم) (۱۲) نبی ﷺ نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اس دن لازم کر لو۔ (ابن ماجہ)

جمعے کے آداب: (۱) ہر مسلمان کو چاہیے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے پنجشنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے اور خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لا رکھے تاکہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول نہ ہونا پڑے۔ بزرگان سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اسی کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ جمعہ کب ہے۔ حتیٰ کہ صبح لوگوں سے پوچھے کہ آج کون سا دن ہے۔ اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کر رہتے تھے۔ (احیاء العلوم) (۲) پھر جمعہ کے دن غسل کرے سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے۔ (احیاء صفحہ ۱۷۹ ج ۱) (۳) جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کتروائے (احیاء العلوم) (۴) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پر اس مسجد کے جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اس کو پھر

---

۱ یعنی سویرے نہ جاتا اور یہاں بدعت سے لغوی بدعت مراد ہے یعنی نئی بات اور شرعی بدعت مراد نہیں ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ دین میں عبادت سمجھ کر نئی بات پیدا کرنا کیونکہ یہ حرام ہے اور سویرے نہ جانا حرام نہیں۔

اس کے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھ لیتے ہیں اور سب سے پہلے جو آیا اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنے والے کو اس کے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں۔ پھر جیسے اللہ تعالیٰ کے واسطے مرغا ذبح کرنے میں۔ پھر جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی انڈا صدقہ دیا جائے۔ پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم شریف و صحیح بخاری شریف) اگلے زمانہ میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدحام ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ یہ پہلی بدعت ہے[1] جو اسلام میں پیدا ہوئی۔ یہ لکھ کر امام غزالی فرماتے ہیں کہ کیوں شرم آتی۔ مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہودی ہفتہ[2] اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں میں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کیلئے پہنچ جاتے ہیں پس طالبان دین کیوں نہیں پیش قدمی کرتے (احیاء العلوم) اور حقیقت مسلمانوں نے اس زمانہ میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹا دی ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کونسا دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے افسوس! وہ دن جو کسی زمانہ میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی ﷺ کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ذلت اور ناقدری ہو رہی ہے خدائے تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ (۵) جمعہ کی نماز کیلئے پیدل جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے (ترمذی شریف) (۶) نبی ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ الم سجدہ اور ﴿ھل اتی علی الانسان﴾ پڑھتے تھے۔ لہٰذا ان سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔ (۷) جمعہ کی نماز میں نبی ﷺ سورہ جمعہ اور سورہ منافقون یا ﴿سبح اسم ربک الاعلیٰ﴾ اور ﴿ھل اتاک حدیث الغاشیہ﴾ پڑھتے تھے۔ (۸) جمعہ کے دن نماز سے پہلے یا پیچھے سورہ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جو کوئی سورہ کہف پڑھے اس کیلئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا۔ اور اس جمعہ سے پہلے جمعہ تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے (شرح سفر السعادت) علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہے اس لئے کہ کبیرہ بے توبہ کئے معاف نہیں ہوتے واللہ اعلم وھو ارحم

---

1. یعنی کبھی سویرے جانا سنت تھی اور کبھی یہ بدعت نہیں پڑھتے تھے۔
2. یہ کہہ کر ترغیب دینا ہے کہ مسلمان تو بہت اعلیٰ ہیں جو سویرے الٹی راہ ان کے خلاف نہ کرنا چاہئے۔
3. دوسری حدیث میں ہے کہ جس وقت امام منبر پر آ کر بیٹھ جائے اسی وقت سے نماز پڑھنا اور بات کرنا منع ہے یہی امام اعظم کا مذہب ہے

الراحمین۔ (۹) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اس لئے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

جمعے کی نماز کی فضیلت اور تاکید: نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے۔ منکر اس کا کافر اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔ (۱) قولہ تعالیٰ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ یعنی اے ایمان والو جب نماز جمعہ کیلئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانو۔ ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔ (۲) نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور طہارت بقدر امکان کرے اس کے بعد اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اس کے بعد نماز کیلئے چلے اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جس قدر نوافل اس کی قسمت میں ہوں پڑھے پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گزشتہ جمعہ سے اس وقت تک کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (صحیح بخاری شریف) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اس کو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کی کامل عبادت کا ثواب ملے گا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔ (ترمذی شریف) (۳) ابن عمر اور ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدائے تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کردیگا۔ پھر وہ سخت غفلت[۱] میں پڑ جائیں گے۔ (صحیح مسلم) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے۔ (ترمذی شریف) اور ایک روایت میں ہے کہ خداوند عالم اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔ (۴) طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر غلام یعنی جو قاعدہ شرع کے موافق مملوک ہو۔ عورت، نابالغ لڑکا، بیمار پر نہیں۔ (ابوداؤد شریف) (۵) ابن عمر راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے تارکین جمعہ

---

۱ یعنی مہر کردیگا یہ نتیجہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی پناہ جب غفلت مسلط ہوگی تو جہنم سے چھٹکارا نہایت دشوار ہے۔

۲ یعنی مشہور اور مستقل ارادہ ہو گیا مگر بعض وجوہات سے آپ نے ایسا نہیں کیا

۳ یہ غرض نہیں کہ وہ کافر ہو گئے جو کہ حقیقی معنی منافق کے ہیں بلکہ یہ منافق کی سی خصلت ہے جو گناہ ہے۔

۴ یعنی اس سے بے توجہ ہو جاتا ہے اور وہ بے پرواہ ہے ہی نہ کسی سے نفع حاصل کرنے والا اور نہ کسی کا محتاج۔ بندہ جو بہتری کرتا ہے اپنے ہی نفع کیلئے کرتا ہے پس جب بندے نے خود ہی اپنی نالائقی سے دوزخ میں جانے کا سامان کیا تو خدا تعالیٰ کو بھی اس کی کچھ پرواہ نہیں

۵ اس سے پہلے یہ مضمون بہ توضیح کے ساتھ مع اس کی ہدایت کے گزر چکا ہے۔

کے حق میں فرمایا کہ میرا قصد[1] ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کردوں اور خود ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے (صحیح مسلم) اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں بھی وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ (۸) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعہ کی نماز ترک کردیتا ہے وہ منافق[2] لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے (مشکوٰۃ شریف) یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاف فرمادے تو دوسری بات ہے۔ (۹) جابرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے سوائے مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکے اور غلام کے پس اگر کوئی شخص لہو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی اس کو کسی عبادت کی پروا نہیں نہ اس کو کچھ فائدہ ہے اس کی ذات ہمہ صفت موصوف ہے کوئی اس کی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے۔ (۱۰) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کردئیے پس اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ (اشعۃ اللمعات)۔ (۱۱) ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور وہ جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا اس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخ میں ہے پھر وہ شخص ایک مہینہ تک برابر ان سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے (احیاء العلوم) ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعہ کی کس قدر تاکید شریعت میں ہے اور اس کے تارک پر کس قدر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوے اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔

نماز جمعہ پڑھنے کا طریقہ: جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خطبہ کی اذان ہونے سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں مؤکدہ ہیں پھر خطبہ کے بعد دو رکعت فرض امام کے ساتھ جمعہ کی پڑھے پھر چار رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں بھی مؤکدہ ہیں پھر دو رکعت سنت پڑھے یہ دو رکعت بھی بعض حضرات کے نزدیک مؤکدہ ہیں۔

نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں: (۱) مقیم ہونا پس مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں (۲) صحیح ہونا پس مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں جو مرض جامع مسجد تک پیادہ جانے سے مانع ہو اسی مرض کا اعتبار ہے بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو کہ مسجد تک نہ جا سکتا ہو یا نابینا ہو۔ یہ سب لوگ مریض کے

---

[1] اگرچہ عورت کو شریک جماعت نہ ہونا چاہئے۔

[2] اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کا حق کو اس وجہ سے کہ ایک بڑی قصبہ بنی ہی ہے ہر طرف میں قصبہ کہ جس میں نماز جمعہ درست ہے مگر دیہات کی جو تعداد لکھی گئی ہے وہ بطور تمثیل کے ہے نہ کہ بطور تحدید کے اس مطلب کو مولانا نے تفسیر اولیٰ قانونی اور فیصلہ مصالحتی میں ایک سوال کے جواب میں واضح فرمایا۔

ہو گئی ہے اور نماز جمعہ ان پر واجب نہیں ہوگی (۳) آزاد ہونا غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں (۴) مرد ہونا عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں (۵) جماعت کے ترک کرنے کیلئے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے خالی ہونا اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔ مثال:۔ جیسے (۱) پانی بہت زور سے برستا ہو (۲) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو (۳) مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو (۴) اور نماز اس کے واجب ہونے کی جو شرطیں اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا بالغ ہونا مسلمان ہونا۔ یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نماز جمعہ کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے کے ان شرطوں کے نماز جمعہ پڑھے تو اسکی نماز ہو جائیگی یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمہ سے اتر جائیگا مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت نماز جمعہ پڑھے۔

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں: (۱) مصر یعنی شہر یا قصبہ، پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں البتہ جس گاؤں[1] کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے۔ (۲) ظہر کا وقت پس ظہر کے وقت سے پہلے اور اس کے نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں حتی کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ قعدہ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نماز جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔ (۳) خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہہ دیا جائے اگرچہ صرف اسی قدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہے۔ (۴) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ (۵) خطبہ کا وقت ظہر کے اندر ہونا پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ (۶) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبہ میں سجدہ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا گو وہ تین آدمی جو خطبہ کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور ہوں۔ یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت[1] کر سکیں پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔ (۷) اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔ (۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعہ کا پڑھنا۔ پس کسی خاص مقام میں چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعہ کو مسجد کے دروازے بند کر دیئے جائیں تو نماز نہ ہو گی یہ شرائط جو نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اسکی نماز نہ ہوگی۔ نماز ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہٰذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جمعے کے خطبے کے مسائل: مسئلہ (۱): جب سب لوگ جماعت میں آجائیں تو امام کو چاہئے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور موذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے اذان کے بعد فوراً امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کر دے۔ مسئلہ

---

[1] یعنی ان میں سے کسی کو امام بنایا جائے تو شرعاً اسکی امامت درست ہو جائے

(۲): خطبہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں۔ (۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں (۴) دونوں حدثوں میں پاک ہونا (۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔ (۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں (۸) خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اسکی تعریف۔ خداوند عالم کی وحدت اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت، نبی ﷺ پر درود، وعظ و نصیحت قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورۃ کا پڑھنا۔ دوسرے خطبہ میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کیلئے دعا کرنا یہ آٹھ قسم کے مضامین کی فہرست تھی۔ آگے بقیہ فہرست ہے ان امور کی جو حالت خطبہ میں مسنون ہیں۔ (۹) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔ (۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دیکر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں۔ (۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے خلاف سنت موکدہ اور مکروہ تحریمی ہے۔ (صفحہ ۵۹ ج ا۔ امداد الفتاوی) (۱۲) خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ دوسرے خطبہ میں نبی ﷺ کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس¹ کیلئے دعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہ اسلام کیلئے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ (۳): جب امام خطبہ کیلئے اٹھ کھڑا ہو اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کیلئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔ مسئلہ (۴): جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا، سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے، ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتادے۔ مسئلہ (۵): اگر سنت نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو راجح یہ ہے کہ سنت موکدہ تو پوری کرے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔ مسئلہ (۶): دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے آہستہ نہ زور سے لیکن نبی ﷺ اور انکے اصحاب³ سے منقول نہیں۔ رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع و فراق کے مضامین پڑھنا چونکہ نبی ﷺ اور ان کے اصحاب³ سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے اور اس پر مداومت کرنے سے عوام کو اس کے ضروری ہونے کا خیال ہوتا ہے اس لئے بدعت ہے۔ تنبیہ: ہمارے زمانہ

¹ مطلب آپ کا یہ تھا کہ قیامت بہت قریب ہے میرے بعد جلد آئے گی

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا﴾ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ سورہ ق خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ میں نے سورہ ق حضرت محمد ﷺ سے سن کر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورہ والعصر اور کبھی ﴿لَا يَسْتَوِيْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ اور کبھی ﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ﴾ (بحرالرائق)

نماز کے مسائل: مسئلہ (۱): بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۲): خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے۔ خطبہ اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر درمیان میں فصل زیادہ ہو جائے تو اس کے بعد خطبہ کے اعادہ کی ضرورت ہے ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو کوئی شرعی مسئلہ بتانے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبہ کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں نہ خطبہ کے اعادہ کی ضرورت۔ مسئلہ (۳): نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے ﴿نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْفَرْضِ صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ﴾ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض جمعہ پڑھوں۔ مسئلہ (۴): بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگرچہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی مسبوق قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آ کر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہئے ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۶): بعض لوگ جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلقاً منع کرنا چاہئے البتہ اگر کوئی ذی علم موقع شبہ میں پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

عیدین کی نماز کا بیان

مسئلہ (۱): شوال کے مہینہ کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں۔ ان دونوں دنوں میں دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کیلئے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوائے خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں سنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے مگر عیدین کے خطبے کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبہ کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔ عید الفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں۔ (۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔ (۲) غسل کرنا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا جو پاس موجود ہوں۔

---

1. اگر زیادہ مجمع کی وجہ سے زیادہ وقفہ کی ضرورت ہو تو بھی مضائقہ نہیں۔

(۵) خوشبو لگانا۔ (۶) صبح کو بہت سویرے اٹھنا۔ (۷) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔ (۸) قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔ (۹) قبل عیدگاہ جانے کے صدقۂ فطر دے دینا۔ (۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا۔ یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔ (۱۱) جس راستہ سے جائے اس کے سوائے دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۲) پیادہ پا جانا۔ (۱۳) اور راستے میں ﴿اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ﴾ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہئے۔ مسئلہ (۲): عیدالفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے ﴿نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃِ عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَّاجِبَۃٍ﴾ یعنی میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں یہ نیت کرکے ہاتھ باندھ لے اور ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ﴾ آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کرے کہ تین مرتبہ [1] سبحان اللہ کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکاوے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسب دستور رکوع سجدہ کرکے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت میں پہلے سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ مسئلہ (۳): بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبہ میں بیٹھتا ہے۔ مسئلہ (۴): بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا گو نبی ﷺ اور ان کے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے منقول نہیں مگر چونکہ عموماً ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔ (ق)۔ مسئلہ (۵): عیدین کے خطبہ میں پہلی تکبیر سے ابتدا کرے اول خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔ مسئلہ (۶): عیدالاضحی کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عیدالفطر میں ہیں فرق اس قدر ہے کہ عیدالاضحی کی نیت میں بجائے عیدالفطر عیدالاضحی کا لفظ داخل کرے۔ عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے۔ یہاں نہیں۔ اور عیدالفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے اور عیدالفطر کی نماز دیر کرکے پڑھنا مسنون ہے اور عیدالاضحی کی سویرے اور یہاں صدقہ فطر نہیں بلکہ بعد میں قربانی ہے اہل وسعت پر اور اذان و اقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں۔ مسئلہ (۷): جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن [1] اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں آ کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ (۸): عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۹): عیدالفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عیدالاضحی کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئے۔ تکبیر تشریق

[1] اس مسئلہ میں نماز سے مراد نفل نماز ہے۔

یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ ﴿اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ﴾ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام شہر ہو یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی لیکن اگر منفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے کہ صاحبین کے نزدیک ان سب پر واجب ہے۔ مسئلہ (۱۰): یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا واجب ہے۔ سب تیئیس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔ مسئلہ (۱۱): اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔ مسئلہ (۱۲): نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۳): اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔ مسئلہ (۱۴): عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔ مسئلہ (۱۵): عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے۔ مسئلہ (۱۶): اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس لئے کہ جماعت اس میں شرط ہے اسی طرح اگر کوئی شخص شریک جماعت ہوا ہو اور کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۷): اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی بارھویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔ مسئلہ (۱۸): عید الاضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی بارھویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل ہی نماز نہیں ہو گی۔ عذر کی مثال۔ (۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو[1] (۲) پانی برس رہا ہو (۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہو اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے (۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔ مسئلہ (۱۹): اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آ کر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آ کر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو۔ اور اگر رکوع میں آ کر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے بعد اس کے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔ مسئلہ (۲۰): اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرے اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدے کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا لیکن

---

[1] مراد وہ امام ہے جس کے بدون نماز پڑھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو وہ صاحب حکومت ہو یا نہ ہو اور اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو پھر مسلمان کسی کو امام بنا کر نماز پڑھ لیں۔ امام نہ آنے کی وجہ سے دیر نہ کریں۔

چونکہ اس طریقے سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے درپے ہو جاتی ہیں اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ اگر امام تکبیر بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت اژدحام کے سجدہ سہو نہ کرے۔

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان: مسئلہ (۱): جیسا کہ کعبہ شریف کے باہر اس کے رخ پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے استقبال قبلہ ہو جائے گا خواہ جس طرف پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ مسئلہ (۲): کعبہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کے محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں میں منحصر نہیں ہے اس لئے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو تو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے نبی ﷺ نے بھی منع فرمایا ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہوگی۔ مسئلہ (۳): کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اس لئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے اس لئے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام کے آگے نہ کہا جائیگا آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا اور پھر مقتدی آگے بڑھا ہوا ہوتا مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔ مسئلہ (۴): اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہوں تب بھی نماز ہو جائے گی لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ اس صورت میں بوجہ اس کے کہ کعبہ کے اندر کی زمین اونچی ہے امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔ مسئلہ (۵): اگر مقتدی اندر ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہے بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہوں۔ مسئلہ (۶): اور اگر سب باہر ہوں اور ایک طرف امام ہو اور چاروں طرف مقتدی حلقہ باندھے ہوئے ہوں جیسا کہ عام عادت وہاں اسی طرح نماز پڑھنے کی ہے تب بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے نزدیک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائیگا جو کہ مانع اقتداء ہے البتہ اگر دوسری طرف کے مقتدی خانہ کعبہ سے بہ نسبت امام کے نزدیک بھی ہوں تو کچھ مضر نہیں اور یہ اس کی صورت ہے۔ ا۔ ب۔ ج۔ د کعبہ ہے اور ہ امام ہے جو کعبہ سے دو گز کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور و اور ز مقتدی ہیں جو کعبہ سے ایک گز کے فاصلہ پر کھڑے ہیں مگر دوسری طرف

کھڑا ہے اور دوسری طرف کھڑا ہے دونوں کی نماز نہ ہوگی ذرکی ہو جائے گی۔

سجدہ تلاوت کا بیان: مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اس کے بعد اسکی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اگر اس کو مل جائے تو اس کو سجدہ کی ضرورت نہیں اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائیگا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ دوسرے یہ کہ وہ رکعت نہ ملے تو اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۲): مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔ مسئلہ (۳): سجدہ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔ مسئلہ (۴) عورت کی محاذات مفسد سجدہ تلاوت نہیں۔ مسئلہ (۵): سجدہ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے۔ تاخیر کی اجازت نہیں۔ مسئلہ (۶): خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا اور اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے اور ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے۔ مسئلہ (۷): اگر دو شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سنے تو ہر شخص پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے اور اگر ایک ہی آیت کو نماز میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سنا تو دو سجدے واجب ہونگے ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائیگا اور نماز ہی میں ادا کیا جائیگا اور جو سننے کے سبب سے ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائیگا۔ مسئلہ (۸): اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتوں کے اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائیگا اگر اسی طرح آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے یعنی بعد رکوع و قومہ کے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائیگا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۹): جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہئے اس لئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

میت کے غسل کے مسائل: مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کا غسل دینا فرض ہے۔ پانی میں ڈوبنا غسل کیلئے کافی نہ ہوگا اس لئے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا۔ ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دیدی جائے

۔ یہاں مراد اس سے وہ جگہ ہے جہاں مسلمان نہ پاوے جاتے ہوں

تو غسل ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔ مسئلہ (۲): اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائیگا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائیگا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائیگا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دار الاسلام میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائیگا اور نماز بھی پڑھی جائیگی۔ مسئلہ (۴): اگر مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز باقی نہ رہے تو ان سب کو غسل دیا جائیگا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف انہی کو غسل دیا جائے گا کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔ مسئلہ (۵): اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اسکی نعش اس کے ہم مذہب کو دیدی جائے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا۔ حتی کہ اگر کوئی شخص اس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔ مسئلہ (۶): باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔ مسئلہ (۷): مرتد اگر مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔ مسئلہ (۸): اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دے دینا چاہئے۔

میت کے کفن کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو بھی کفن مسنون دینا چاہئے۔ مسئلہ (۲): کسی انسان کی قبر کھل جائے اور کسی وجہ سے اسکی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہئے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اور اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔[1]

جنازے کی نماز کے مسائل: نماز جنازہ درحقیقت اس میت کیلئے دعا ہے ارحم الراحمین سے۔ مسئلہ (۱): نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کیلئے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو پس جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں۔ مسئلہ (۲): نماز جنازہ کے صحیح ہونے کیلئے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ ایک قسم کی وہ شرطیں

---

۱ یعنی مسنون کفن کی حاجت نہیں صرف لپیٹ کر دفن کر دے

ہیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کیلئے اوپر بیان ہوچکیں یعنی طہارت ستر عورت، استقبال قبلہ، نیت۔ ہاں وقت اس کیلئے شرط نہیں اور اس کیلئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کرے بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو بھی تیمم جائز نہیں۔ مسئلہ (۳): آج کل بعض آدمی جنازے کی نماز جوتہ پہنے ہوئے پڑھتے ہیں ان کیلئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتہ سے پیر نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کا میت سے تعلق ہے وہ چھ ہیں۔ (۱) میت کا مسلمان ہونا پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں۔ مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اسکی نماز صحیح ہے سوائے ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں اور اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مرجائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائیگی اسی طرح جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اسکی سزا میں وہ مارا جائے تو اسکی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی اور ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی اور جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔ مسئلہ (۴): جس نابالغ لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائیگا اور اسکی نماز پڑھی جائیگی۔ مسئلہ (۵): میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو اور اگر مرا ہوا لڑکا پیدا ہوا ہو تو اسکی نماز درست نہیں۔ شرط (۲) میت کے بدن اور کفن کا نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے بعد غسل خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے۔ مسئلہ (۶): اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو۔ یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا بصورت ناممکن ہونے غسل کے تیمم نہ کرایا گیا ہو اسکی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اسکی نماز اسکی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے خیال آئے کہ اس کو غسل نہیں دیا گیا تھا تو اسکی نماز دوبارہ اسکی قبر پر پڑھی جائے اس لئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں لہٰذا نماز ہو جائیگی۔ مسئلہ (۷): اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اسکی نماز اسکی قبر پر پڑھی جائے گی جب تک کہ اسکی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے اس کی تعیین نہیں ہو سکتی یہی اصح

---

۱ یعنی جیسی رکعت ضروری ہے ویسے ہی یہ تکبیر ضروری ہے اور اس نماز کے ارکان تکبیریں اور قیام ہیں

ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدت بیان کی ہے۔ مسئلہ (۸): میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں اگر میت پاک پلنگ یا تخت پر ہو اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میت کو بدون پلنگ و تخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک طہارت مکان میت شرط ہے اس لئے نماز نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں اس لئے نماز صحیح ہو جائے گی۔ شرط (۲) میت کے جسم واجب الستر کا پوشیدہ ہونا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اسکی نماز درست نہیں۔ شرط (۳) میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں۔ شرط (۴) جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میت کے لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ شرط (۵) میت کا وہاں موجود ہونا اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ مسئلہ (۹): نماز جنازے میں دو چیزیں فرض ہیں۔ (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے[1] سمجھی جاتی ہے۔ (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے اس کا ترک جائز نہیں۔ عذر کا بیان نماز کے بیان میں اوپر ہو چکا ہے۔ مسئلہ (۱۰): رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔ مسئلہ (۱۱): نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا (۲) نبی ﷺ پر درود پڑھنا (۳) میت کیلئے دعا کرنا، جماعت اس میں شرط نہیں ہے پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائیگا خواہ نماز پڑھنے والا عورت ہو یا مرد، بالغ ہو یا نابالغ۔ مسئلہ (۱۲): ہاں یہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے اس لئے کہ یہ دعا ہے میت کیلئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں کسی چیز کیلئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کیلئے۔ مسئلہ (۱۳): نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑے ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں ﴿نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَدُعَاءً لِلْمَيِّتِ﴾ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کیلئے دعا ہے۔ یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں پھر ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ﴾ آخر تک پڑھیں اس کے بعد پھر ایک بار ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، پھر ایک مرتبہ ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہیں اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں۔ اس تکبیر کے بعد میت کیلئے دعا کریں اگر وہ بالغ ہو تو خواہ مرد ہو یا عورت یہ دعا پڑھیں۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا

وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللّٰھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان﴾ اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے۔ ﴿اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر وعذاب النار﴾ اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ علامہ شامی نے رد المحتار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے ان دونوں دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں اور ان کو ہمارے فقہاء نے بھی نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کرے اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے۔ ﴿اللّٰھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا وذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا﴾ اور اگر نابالغ لڑکی ہو تب بھی یہی دعا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں ﴿اجعلہ﴾ کی جگہ ﴿اجعلھا﴾ اور شافعا ومشفعا کی جگہ شافعۃ ومشفعۃ﴾ پڑھیں جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ ﴿اللّٰہ اکبر﴾ کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرأت وغیرہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۴): نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثناء اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔ مسئلہ (۱۵): جنازہ کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری صف میں دو اور تیسری میں ایک۔ مسئلہ (۱۶): جنازہ کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد ہوتا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذات سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔ مسئلہ (۱۷): جنازہ کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازوں یا جمعہ یا عیدین کی نماز کیلئے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد کے باہر ہو اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں، ہاں جو خاص جنازہ کی نماز کیلئے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۱۸): میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۹): جنازہ کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ مسئلہ (۲۰): اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازہ کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی

ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے
جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پاؤں ایک طرف
ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ صورت اس لئے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو
جائیگا جو مسنون ہے۔ مسئلہ (۲۱): اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے انکی صف قائم کی
جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغ عورتوں کے ان کے
بعد نابالغ لڑکیوں کے۔ مسئلہ (۲۲): اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس
کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہوں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائیگا
اور اس کو چاہئے کہ فوراً آتے ہی مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا
انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہوگی۔ پھر
جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کر لے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔
اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائیگا
اس کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی
تکبیروں کا اعادہ کر لے۔ مسئلہ (۲۳): اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود
تھا اور نماز میں شرکت کیلئے مستعد تھا مگر سستی یا کسی اور وجہ سے شریک نہ ہوا ہو تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز
ہو جانا چاہئے امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہئے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ
اس کے ذمہ نہ ہوگا بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو۔
مسئلہ (۲۴): جنازہ کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا
تو دیر ہوگی اور جنازہ اس کے سامنے سے اٹھا لیا جائیگا تو دعا نہ پڑھے۔ مسئلہ (۲۵): جنازے کی نماز میں اگر
کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نماز اس کے لاحق کا ہے۔ مسئلہ (۲۶): جنازے کی نماز
میں سب سے زیادہ استحقاق امامت بادشاہ وقت کو ہے گو تقویٰ اور ورع[1] میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں
موجود ہوں اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو اس کا نائب یعنی جو شخص اسکی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت
ہے گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں اور وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر۔ وہ بھی نہ ہو تو اس کا
نائب۔ ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا بلا ان کی اجازت کے جائز نہیں انہی کا امام بنانا
واجب ہے اگر ان میں سے کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزہ میں کوئی

---

[1] یہاں تقویٰ اور ورع دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی پرہیزگاری۔

یا اس سے افضل نہ ہو ورنہ میت کے وہ اعزہ جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتی کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر بھی نماز پڑھ سکتا ہے تا وقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔ مسئلہ (۴): اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھا دی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے کے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھا دے تب بھی بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ اولیائے میت پر ہوگا حاصل یہ کہ ایک جنازہ کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو جبکہ اس کی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

دفن کے مسائل: مسئلہ (۱): میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔ مسئلہ (۲): جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کیلئے جہاں قبر کھدی ہو لے جانا چاہئے۔ مسئلہ (۳): اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے اسی طرح بدلتے ہوئے لئے جائیں اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہئے مگر مال و اسباب کی طرح شانوں پر لادنا مکروہ ہے اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے مثلاً قبرستان بہت دور ہو۔ مسئلہ (۴): میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے پچھلا داہنا پایا اپنے داہنے شانہ پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے اگلا بایاں پایا اپنے بائیں شانے پر رکھ کر دس قدم چلے پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانہ پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔[1] مسئلہ (۵): جنازہ کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت و اضطراب ہونے لگے۔ مسئلہ (۶): جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہو جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۷): جو لوگ جنازہ کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جانا چاہئے۔ مسئلہ (۸): جو لوگ جنازہ کے ہمراہ ہوں ان کو جنازہ کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔

---

[1] یعنی ہر ایک کا اٹھانا چاروں آدمیوں میں سے چالیس چالیس قدم ہو جائے۔

چہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ (۹) جنازے کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔ مسئلہ (۱۰) جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے میت کی قبر کم سے کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونا چاہئے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوق کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ مسئلہ (۱۱) یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھود سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ مسئلہ (۱۲) جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلہ کی طرف قبر میں اتار دیں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔ مسئلہ (۱۳) قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی ﷺ کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔ مسئلہ (۱۴) قبر میں رکھتے وقت ﴿بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ﴾ (ﷺ) کہنا مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۵) میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔ مسئلہ (۱۶) قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔ مسئلہ (۱۷) بعد اس کے کچی اینٹوں یا نرکل سے بند کر دیں۔ پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۱۸) عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۹) مردوں کے دفن کرتے وقت قبر پر پردہ نہ کرنا چاہئے، ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ مسئلہ (۲۰) جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے جبکہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اور اگر تھوڑی سی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۲۱) قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے ﴿منھا خلقنکم﴾ اور دوسری مرتبہ ﴿وفیھا نعیدکم﴾ اور تیسری مرتبہ ﴿ومنھا نخرجکم تارۃ اخری﴾ مسئلہ (۲۲) بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کیلئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔ مسئلہ (۲۳) بعد مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ مسئلہ (۲۴) کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ مسئلہ (۲۵) قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہئے۔

---

۱ صحیح حدیث میں قبر پر کچھ لکھنے سے ممانعت آئی ہے۔

مسئلہ (۳۶) قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ قبر پر گچ کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔
مسئلہ (۳۷) بعد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ جائز نہیں لیکن اس زمانہ میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد و اعمال کو بہت خراب کر لیا ہے اور ان مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہو جاتا ہے اس لئے ایسے امور بالکل ناجائز ہوں گے اور جو جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتی کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں اس لئے اس کے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں۔ بعض علماء نے ان اقسام کے جمع کرنے کیلئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر ہم کو شہید کے جو احکام یہاں بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ چند شرطیں پائی جائیں۔ شرط (۱) مسلمان ہونا پس غیر اہل اسلام کیلئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔ شرط (۲) مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا۔ پس جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کیلئے شہادت کے وہ احکام جن کو ہم آگے ذکر کریں گے ثابت نہ ہوں گے۔ شرط (۳) حدث اکبر سے پاک ہونا اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض و نفاس میں شہید ہو جائے تو اس کیلئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔ شرط (۴) بے گناہ مقتول ہونا پس اگر کوئی شخص بے گناہ مقتول نہیں ہوا بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یونہی مر گیا ہو تو اس کیلئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔ شرط (۵) اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جائے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے لیکن لوہا مطلقاً آلہ جارحہ کے حکم میں ہے گو اس میں دھار نہ ہو اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکہ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتیٰ کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے۔ بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں۔ بلکہ اگر وہ سبب قتل بھی ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ مثال:۔ (۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا۔ (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا۔ (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگا دی ہو جس سے کوئی جل کر مر گیا۔ شرط (۶) اس قتل کی سزا میں ابتداء شریعت کی طرف

سے کوئی مال عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو۔ پس اگر مال عوض مقرر ہوگا تب بھی اس مقتول پر شہید کے
احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔ مثال:۔ (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کر دے۔
(۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلہ جارحہ سے قتل کر دے مگر خطاً مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانہ پر حملہ کر رہا ہو اور وہ
کسی انسان کے لگ جائے۔ (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا
معلوم نہ ہو۔ ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا اس
لئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے مال عوض کے مقرر ہونے میں ابتداء کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر
ابتداً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں
شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ مثال:۔ (۱) کوئی شخص آلہ جارحہ سے قصداً ظلماً مارا گیا ہو لیکن قاتل میں اور
مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہو گئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتداً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداً میں
واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ (۲) کوئی
باپ اپنے بیٹے کو آلہ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداً قصاص ہی واجب ہوا تھا مال ابتداً واجب نہیں
ہوا لیکن باپ کے احترام وعظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہے لہٰذا یہاں
بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ شرط (۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امر راحت وتمتع زندگی کا مثل کھانے
پینے سونے دوا کرنے خرید وفروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئے اور نہ بقدر ایک وقت نماز کے اس کی
زندگی حالت ہوش وحواس میں گزرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں ہاں اگر جانوروں
کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ
بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے اسی طرح اگر کوئی شخص
وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملہ میں ہے تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملہ میں
ہو تو خارج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوئیں تو شہید کے احکام سے
خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ لیکن یہ شخص اگر لڑائی میں مقتول ہوا ہے اور ہنوز جنگ ختم نہیں ہوئی تو باوجود تمتعات
مذکورہ کے بھی وہ شہید ہے۔ مسئلہ (۱):۔ جس شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو
غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کر دیں۔ دوسرا حکم یہ ہے
کہ جو کپڑے پہنے ہوا ہو وہ کپڑے اس کے جسم سے نہ اتاریں۔ ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو
عدد مسنون کے پورا کرنے کیلئے اور کپڑے مزید اور کر دیئے جائیں اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے
زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں۔ اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی
صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہئے۔ ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا
نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہئے۔ ٹوپی، جوتہ، ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا اور باقی سب احکام جو
اور موتیٰ کیلئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب اس کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔ اگر کسی شہید میں ان شرائط میں

قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔ مسئلہ (۶): مسجد کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بری بات ہے اور اگر نہایت ضرورت پیش آ جائے تو اپنے کپڑے وغیرہ میں تھوک وغیرہ لے لے۔ مسئلہ (۷) مسجد کے اندر وضو یا کلی وغیرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ (۸): جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا گناہ ہے۔ مسئلہ (۹): مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی جائز نہیں مگر وہ چیز مسجد کے اندر موجود نہ ہونا چاہئے۔ مسئلہ (۱۰): اگر کسی کے پیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۱): مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے۔ ہاں اگر اس میں مسجد کا کوئی فائدہ ہو تو جائز ہے۔ مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی کو جذب کرے گا۔ مسئلہ (۱۲): مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں ہاں اگر سخت ضرورت ناگہانی ہو تو گاہے گاہے ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔ مسئلہ (۱۳): مسجد میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کیلئے بنائی جاتی ہے اس میں دنیا کے کام نہ ہونا چاہئیں حتیٰ کہ جو شخص قرآن وغیرہ تنخواہ لیکر پڑھاتا ہو وہ بھی پیشہ والوں میں داخل ہے اس کو مسجد سے علیحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہئے ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کیلئے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

تتمہ بہشتی زیور حصہ دوم کا تمام ہوا اور آگے تتمہ سوم کا شروع ہوتا ہے۔

تتمہ حصہ سوم بہشتی زیور

روزے کا بیان

مسئلہ (۱): ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتیٰ کہ اگر انتہائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن روزہ ضروری ہوگا۔ مسئلہ (۲): اگر دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں بعد تیس روزے پورے ہو جانے کے عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جائے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔ مسئلہ (۳): اگر تیس تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھائی دے تو وہ شب آئندہ کا سمجھا جائیگا شب گزشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ نہ قرار دیا جائیگا خواہ یہ رویت زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد۔ مسئلہ (۴): جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت شرعاً قابل اعتبار نہ قرار پائے اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔ مسئلہ (۵): کسی شخص نے بسبب اس کے کہ روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا اور یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اس خیال سے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس کا روزہ اس صورت میں فاسد ہو جائے گا اور کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہے اور اگر مسئلہ جانتا ہو اور پھر بھول کر کھا لینے کے بعد عمداً افطار کر دے تو جماع کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور کھانے کی صورت میں اس وقت بھی صرف قضا ہی ہے۔ مسئلہ (۶): کسی کو بے اختیار قے ہو گئی یا احتلام ہو گیا یا کسی عورت وغیرہ کے دیکھنے سے انزال ہو گیا اور مسئلہ معلوم نہ ہونے کے سبب سے اس نے یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور عمداً اس نے کھا پی لیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور صرف قضا لازم ہوگی نہ کفارہ اور اگر مسئلہ معلوم ہو کہ اس سے روزہ نہیں جاتا اور پھر عمداً افطار کر دیا تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ مسئلہ (۷): مرد اگر اپنے خاص حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالے تو چونکہ وہ جوف تک نہیں پہنچتی اس لئے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ مسئلہ (۸): کسی نے مردہ عورت سے یا کسی کمسن نابالغ لڑکی سے جس کے ساتھ جماع کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے جماع کیا یا کسی کو لپٹایا بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہو گیا تو روزہ فاسد ہو جائیگا اور کفارہ واجب نہ ہوگا۔ مسئلہ (۹): کسی روزہ دار عورت سے زبردستی یا سونے کی حالت میں یا بحالت جنون جماع کیا تو عورت کا روزہ فاسد ہو جائیگا اور عورت پر صرف قضا لازم آئے گی اور مرد پر بھی اگر روزہ دار ہو تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔ مسئلہ (۱۰): وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں رمضان کے ادائی روزے میں جبکہ نیت صبح صادق سے پیشتر کر چکا ہو عمداً کسی ذریعہ سے جوف میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذت مقصود ہو اور اس کے استعمال سے طبیعت

کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کیلئے ایک ہی کفارہ کافی ہے اگرچہ پہلوں کفارے دو رمضانوں کے ہوں یعنی دو رمضان کے سبب سے بے روزے فاسد ہوئے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور اگر دو رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علیحدہ دینا ہوگا اگرچہ پہلا کفارہ ادا نہ کیا ہو۔

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ (۱): اعتکاف کیلئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) مسجد جماعت میں ٹھہرنا۔ (۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا۔ پس بے قصد و ارادہ ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے چونکہ نیت کے صحیح ہونے کیلئے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے لہذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آ گیا۔ (۳) حیض و نفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا۔ مسئلہ (۲): سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ کا اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلّہ کی مسجد اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔ مسئلہ (۳): اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب، سنت مؤکدہ، مستحب۔ واجب وہ ہے جس کی نذر کی جائے نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائیگا تو میں اعتکاف کروں گا اور سنت مؤکدہ وہ ہے کہ رمضان کے اخیر عشرے میں نبی ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے مگر یہ سنت مؤکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمے سے اتر جائیگی اور مستحب وہ ہے کہ اس عشرہ رمضان کے اخیر عشرے کے سوا کسی اور زمانہ میں خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔ مسئلہ (۴): اعتکاف واجب کیلئے صوم شرط ہے جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا ضروری ہوگا بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ بھی لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزے کا محل نہیں ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر ضمناً داخل ہو جائیگی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی۔ روزہ کا خاص اعتکاف کیلئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کیلئے کافی ہے مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کیلئے بھی کافی ہے ہاں اس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے نفل روزہ اس کیلئے کافی نہیں مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور بعد اس کے اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں ہوگی اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نذر کر سکے تو کسی اور مہینہ میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائیگی مگر علی الاتصال روزہ رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ مسئلہ (۵): اعتکاف مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے اس کے واسطے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ (۶): اعتکاف مستحب میں بھی احتیاط یہی ہے کہ روزہ شرط ہے اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں۔ مسئلہ (۷): اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ اس لئے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرے میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کیلئے کوئی مقدار مقرر نہیں ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔ مسئلہ (۸): حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائیگا اور اسکی قضا کرنا پڑے گی[1] اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائیگا اس لئے کہ اعتکاف مستحب کیلئے کوئی مدت مقرر نہیں لہٰذا اس کی قضا بھی نہیں۔ پہلی قسم اعتکاف کی جگہ سے بے ضرورت باہر نکلنا ضرورت عام ہے خواہ طبعی ہو یا شرعی۔ طبعی جیسے پاخانہ پیشاب غسل جنابت کھانا کھانا بھی ضرورت طبعی میں داخل ہے جبکہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو۔ شرعی ضرورت جیسے جمعہ کی نماز۔ مسئلہ (۹): جس ضرورت کیلئے اپنے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے بعد اس کے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو مسجد سے زیادہ قریب ہو مثلاً پاخانہ کیلئے اگر جائے اور اپنا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے ہاں اگر اسکی طبیعت اپنے گھر سے مانوس ہو اور دوسری جگہ جانے سے اسکی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے اگر جمعہ کی نماز کیلئے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۰): بھولے سے بھی اپنے اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۱): جو عذر کثیر الوقوع نہ ہوں ان کیلئے اپنے معتکف کو چھوڑ دینا منافی اعتکاف ہے۔ مثلاً کسی مریض کی عیادت کیلئے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کیلئے یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے گو ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت کیلئے نکلے اور اسی درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے کے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نماز جنازہ میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۱۲): جمعہ کی نماز کیلئے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد و سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور بعد نماز کے بھی سنت پڑھنے کیلئے ٹھہرنا جائز ہے اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۱۳): اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا مثلاً کسی جرم میں حکومت کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اس کو گرفتار کر کے لے جائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکالے۔ مسئلہ (۱۴): اسی طرح اگر شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر معتکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ دوسری قسم ان افعال کی جو اعتکاف میں ناجائز ہیں۔ جماع وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جتنے دنوں کا اعتکاف فوت ہو گیا اس کی قضا کرنا پڑے گا واجب کی قضا واجب ہے اور سنت کی سنت ہے اور صرف ان کے اعتکاف کی قضا کیلئے رمضان ہونا ضروری نہیں ہے البتہ روزہ رکھنا ضروری ہے۔

مسجد سے باہر ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جاتا ہے جو افعال کہ تابع جماع کے ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی
حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا جب تک کہ منی خارج نہ ہو، ہاں اگر ان افعال
سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو
اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۵): حالت اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی
ہے۔ (۱) مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا ہاں جو کام نہایت ضرورت ہو۔ مثلاً گھر میں
کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا
جائز ہے مگر مبیع کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے
یا جگہ رک جانے کا خوف ہو ہاں اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز
ہے۔ مسئلہ (۱۶): حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں بری باتیں زبان سے نہ
نکالے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور
عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے۔ خلاصہ یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں۔

زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ (۱): سال گزرنا سب میں شرط ہے۔ مسئلہ (۲): ایک قسم جانوروں کی جن میں زکوٰۃ فرض ہے
سائمہ ہے اور سائمہ وہ جانور ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) سال کے اکثر حصہ میں اپنے منہ سے
چر کے اکتفا کرتے ہوں اور گھر میں ان کو گھاس لے کر کے نہ کھلایا جاتا ہو اگر نصف سال اپنے منہ سے چرتے
رہتے ہوں اور نصف سال ان کو گھر میں گھاس لے کر کے کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں اسی طرح اگر گھاس
ان کیلئے گھر میں منگائی جاتی ہو خواہ وہ با قیمت ہو یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ (۲) دودھ کی غرض سے یا
نسل کے زیادہ ہونے کیلئے یا فربہ کرنے کیلئے رکھے گئے ہوں اگر دودھ اور نسل اور فربہی کی غرض سے نہ
رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کیلئے یا سواری کیلئے تو پھر سائمہ نہ کہلائیں گے۔

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان: مسئلہ (۱): سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ اونٹ
اونٹنی یا گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ ہوں۔ جنگلی جانوروں پر جیسے ہرن وغیرہ زکوٰۃ فرض نہیں
ہاں اگر تجارت کی نیت سے خرید کر رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی جو جانور کسی دیسی اور جنگلی
جانور سے مل کر پیدا ہوں تو اگر ان کی ماں دیسی ہے تو وہ دیسی سمجھے جائیں گے اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے
جائیں گے۔ مثال بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا ہو تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور نیل گائے اور گائے
سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔ مسئلہ (۲): جو جانور سائمہ ہوں، سال کے درمیان میں
اس کو تجارت کی نیت سے بیچ کر دیا جائے تو اس سال اس کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی اور جب سے اس نے تجارت
کی نیت کی اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہوگا۔ مسئلہ (۳): جانوروں کے بچوں میں اگر وہ تنہا

ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر ان کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو پھر ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جائیگی اور زکوٰۃ میں وہی بڑا جانور دیا جائیگا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ مسئلہ (۴): وقف کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ مسئلہ (۵): گھوڑوں پر جب وہ سائمہ ہوں اور نر و مادہ ملے جلے ہوں زکوٰۃ ہے یا تو فی گھوڑا ایک دینار یعنی پونے تین تولے چاندی دیدے اور یا سب کی قیمت لگا کر قیمت کا چالیسواں حصہ دے دے۔ مسئلہ (۶): گدھے اور خچر پر جبکہ تجارت کیلئے نہ ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔

اونٹ کا نصاب: یاد رکھو کہ پانچ اونٹ میں زکوٰۃ فرض ہے اس سے کم میں نہیں پانچ اونٹ میں ایک بکری اور دس میں دو اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار بکری دینا فرض ہے خواہ نر ہو یا مادہ مگر ایک سال سے کم نہ ہو اور درمیان میں کچھ نہیں پھر پچیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو دوسرا برس شروع ہو اور پچیس سے پینتیس تک کچھ نہیں پھر چھتیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو اور چھتیس (۳۶) سے پینتالیس تک کچھ نہیں پھر چھیالیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو چوتھا برس شروع ہو چکا ہو اور پینتالیس سے ساٹھ تک کچھ نہیں پھر اکسٹھ اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو پانچواں برس شروع ہو اور ساٹھ سے پچھتر تک کچھ نہیں پھر چھہتر اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو تیسرا برس شروع ہو اور چھہتر سے نوے تک کچھ نہیں پھر اکیانوے اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو اور اکیانوے سے ایک سو بیس تک کچھ نہیں پھر جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنی اگر چار زیادہ ہیں تو کچھ نہیں جب زیادتی پانچ تک پہنچ جائے یعنی ایک سو پچیس ہو جائیں تو ایک بکری اور دو دو اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو جائے اسی طرح ہر پانچ میں ایک بکری بڑھتی رہے گی ایک سو چوالیس تک اور ایک سو پینتالیس ہو جائیں تو ایک دوسرے برس والی اونٹنی اور دو تین برس والی ایک سو انچاس تک اور جب ایک سو پچاس ہو جائیں تو تین اونٹنیاں چوتھے برس والی واجب ہونگی جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو پھر نئے سرے سے حساب ہو گا یعنی پانچ اونٹوں میں چوبیس تک فی پانچ اونٹ ایک بکری تین چوتھے برس والی اونٹنی کے ساتھ اور پھر پچیس میں ایک دوسرے برس والی اونٹنی اور چھتیس میں ایک تیسرے برس والی اونٹنی پھر جب ایک سو چھیانوے ہو جائیں تو چار تین برس والی اونٹنی دو سو تک پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو ہمیشہ اسی طرح حساب چلے گا جیسا کہ ڈیڑھ سو کے بعد سے چلا ہے۔ مسئلہ (۲): اونٹ کی زکوٰۃ میں اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہئے البتہ نر اگر قیمت میں مادہ کے برابر ہو تو درست ہے۔

گائے اور بھینس کا نصاب: گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں دونوں کا نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملالیں گے مثلاً بیس گائے ہوں اور دس بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کرلیں گے مگر زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائیگا جس کی تعداد زیادہ ہو یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں گائے دی جائے گی اور اگر بھینسیں زیادہ ہوں تو زکوٰۃ میں بھینس دی جائیگی اور جو دونوں برابر ہوں تو قسم اعلیٰ میں

جو جانور کم قیمت کا ہو یا قسم اوّل میں جو جانور زیادہ قیمت کا ہو دیا جائیگا۔ تیس گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو نر ہو یا مادہ۔ تیس سے کم میں کچھ نہیں اور تیس کے بعد انتالیس تک بھی کچھ نہیں۔ چالیس گائے بھینس میں پورے دو برس کا بچہ نر یا مادہ۔ اکتالیس سے انسٹھ تک کچھ نہیں جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیے جائیں گے پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ کیونکہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا اور جب اسی ہو جائیں تو دو برس کے دو بچے کیونکہ اسی میں چالیس کے دو نصاب ہیں اور نوے میں ایک ایک برس کے تین بچے کیونکہ نوے میں تیس کے تین نصاب ہیں اور سو میں دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا کیونکہ سو میں دو نصاب تیس تیس کے ہیں اور ایک نصاب چالیس کا ہے ہاں جہاں کہیں دونوں نصابوں کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہاں اختیار ہے چاہے جس کا اعتبار کریں مثلاً ایک سو بیس میں چار نصاب تو تیس کے ہیں اور تین نصاب چالیس کے ہیں پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک ایک برس کے چار بچے دیں خواہ چالیس کے نصاب کا اعتبار کر کے دو دو برس کے تین بچے دیں۔

بکری بھیڑ کا نصاب: زکوٰۃ کے بارے میں بکری بھیڑ سب یکساں ہیں خواہ بھیڑ دمدار ہو جسکو دنبہ کہتے ہیں یا معمولی ہو اگر دونوں کا نصاب الگ الگ پورا ہو تو دونوں کی زکوٰۃ ساتھ[1] دی جائے گی اور مجموعہ ایک نصاب کا ہوگا اور اگر ہر ایک کا نصاب پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے جب بھی دونوں کو ملا لیں گے اور جو زیادہ ہوگا تو زکوٰۃ میں وہی دیا جائیگا اور دونوں برابر ہیں تو اختیار ہے چالیس بکری یا بھیڑ سے کم میں کچھ نہیں چالیس بکری یا بھیڑ میں ایک بکری یا بھیڑ۔ چالیس کے بعد ایک سو بیس تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر ایک سو اکیس میں دو بھیڑ یا بکریاں اور ایک سو اکیس سے دو سو تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر دو سو ایک میں تین بھیڑ یا بکریاں پھر تین سو ننانوے تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر چار سو میں چار بکریاں یا بھیڑیں۔ پھر چار سو سے زیادہ میں ہر سو میں ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوگی۔ سو سے کم میں کچھ نہیں۔ مسئلہ:۔ بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر مادہ کی قید نہیں۔ ہاں ایک سال سے کم کا بچہ نہ ہو چاہیے خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل: مسئلہ (۱) اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال کے ساتھ ملا دے گا تو سب کی زکوٰۃ اس کو دینا ہوگی۔[2] مسئلہ (۲) اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کا تہائی مال میں سے زکوٰۃ لے لیا جائے گا گو یہ تہائی پوری

---

[1] اس مسئلہ میں بہت سی تحقیق کے بعد ترجیح ہو گئی کہ اس صورت میں بھی مجموعہ کو ایک ہی قسم قرار دو گے ایک قسم میں جو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہی مجموعہ پر ہوگی۔ مثلاً چالیس بکری ہیں اور چالیس بھیڑ تو ایسا ہی ہوگا جیسے اسی بکریاں یا اسی بھیڑ ہوں اور زکوٰۃ میں ایک ہی واجب ہوگی لیکن اگر بکری دیگا تو وسطی دینی ہوگی اور اگر بھیڑ دیگا تو اعلیٰ دینی ہوگی۔ غرض اس کو دو نصاب نہ سمجھیں گے اور دو جانور واجب نہ کریں گے جیسا کہ اس کی نظیر فی زکوٰۃ میں اسکی تفصیل مذکور ہے۔

[2] یعنی حرمت اور اختلاط مانع زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر کوئی اور وجہ مانع ہو تو دوسری بات ہے۔

زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دینے پر راضی ہوں لے لیا جائے گا۔ مسئلہ (۳): اگر ایک سال کے بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کردے تو قرض خواہ کو زکوٰۃ اس سال کی نہ دینا پڑے گی ہاں اگر وہ مدیون مالدار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور دونوں کو زکوٰۃ دینا پڑے گی کیونکہ کوئی مال کے ہلاک کردینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۴): فرض و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا ہر وقت میں مستحب ہے جبکہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے اسی طرح اپنے کل مال کا صدقہ میں دینا بھی مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت یقینی جانتا ہو اور اہل وعیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کردیا جائے اور وہ شوہر کے گھر میں رخصت کردی جائے تو اگر وہ لڑکی مالدار ہے تب تو اس کے مال میں صدقہ فطر واجب ہے اور اگر مالدار نہیں ہے تو دیکھنا چاہئے کہ اگر قابل خدمت شوہر کے یا اس کے موانست کے ہے تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ پر واجب ہے نہ شوہر پر نہ خود اس پر اور اگر وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے نہیں ہے تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ پر بدستور واجب رہے گا اور اگر شوہر کے گھر رخصت نہیں کی گئی اور وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست نہ ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔

٭ تتمہ حصہ سوم بہشتی زیور کا تمام ہوا۔ حصہ چہارم کا تتمہ نہیں ہے آگے تتمہ حصہ پنجم کا شروع ہوتا ہے ٭

تتمہ حصہ پنجم بہشتی زیور

بالوں کے متعلق احکام

مسئلہ (۱): پورے سر پر بال رکھنا اور کان کی لو تک یا کسی قدر اس سے نیچے سنت ہے اور اگر منڈائے تو پورا منڈانا سنت ہے اور کتروانا بھی درست ہے مگر سب کترانا اور آگے کی طرف کسی قدر بڑے رکھنا جیسا آجکل کا فیشن ہے جائز نہیں اور اسی طرح کچھ حصہ منڈانا کچھ رکھنا درست نہیں اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آج کل پٹیاں رکھنی یا چندیا کھلوانے یا آگے کے حصہ سر کے بال بڑھانا گدی کا منڈانا جو کچھ شرعاً درست نہیں۔ مسئلہ (۲): اگر بال بہت بڑھ جائیں تو عورتوں کی طرح جوڑا باندھنا درست نہیں۔ مسئلہ (۳): عورت کو سر منڈانا یا کتروانا حرام ہے حدیث میں لعنت آئی ہے۔ مسئلہ (۴): لبوں کا کتروانا اس قدر کہ لب کے برابر ہو جائے سنت ہے اور منڈانے میں اختلاف ہے بعض بدعت کہتے ہیں بعض اجازت دیتے ہیں لہذا نہ منڈانے میں احتیاط ہے۔ مسئلہ (۵): مونچھ دونوں طرف دراز رکھنا درست ہے بشرطیکہ لب دراز نہ ہوں۔ مسئلہ (۶): داڑھی منڈانا یا کترانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کا کترانا درست ہے اسی طرح

۱؎ اس حصہ کا تمام مضمون متعلق معاملات مصنف حضرت مولانا مفتی محمد صاحب کا لکھا ہوا ہے۔

چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر ہو جائے درست ہے۔ مسئلہ (۷): رخسارے کی طرف جو بال بڑھ جائیں ان کو برابر کر دینا یعنی خط بنوانا درست ہے۔ اسی طرح اگر دونوں ابرو کسی قدر لے لی جائیں اور درست کر دی جائیں یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۸): حلق کے بال منڈانا نہ چاہئے مگر ابو یوسف سے منقول ہے کہ اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۹): ریش بچہ کے جانبین لب زیریں کے بال منڈوانے کو فقہاء نے بدعت لکھا ہے اس لئے نہ چاہئے اسی طرح گدی کے بال بنوانے کو بھی فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ مسئلہ (۱۰): بغرض زینت سفید بال کا چننا ممنوع ہے البتہ مجاہد کا دشمن پر رعب وہیبت ہونے کیلئے دور کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۱): ناک کے بال اکھیڑنا نہ چاہئے قینچی سے کترا ڈالنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۲): سینہ اور پشت کے بال بنانا جائز ہے مگر خلاف ادب اور غیر اولیٰ ہے۔ مسئلہ (۱۳): موئے زیر ناف میں مرد کیلئے استرے سے دور کرنا بہتر ہے مونڈے وقت ابتدائے ناف کے نیچے سے کرے اور ہڑتال وغیرہ کوئی اور دوا لگا کر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کیلئے موافق سنت کے یہ ہے کہ چٹکی یا چمٹی سے دور کرے استرہ نہ لگے۔ مسئلہ (۱۴): موئے بغل میں اولیٰ تو یہ ہے کہ موچنے وغیرہ سے دور کئے جائیں اور استرے سے منڈانا بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۱۵): اس کے علاوہ اور تمام بدن کے بالوں کا مونڈنا رکھنا دونوں درست ہے (ق)۔ مسئلہ (۱۶): ناخن دور کرنا بھی سنت ہے البتہ مجاہد کیلئے دارالحرب میں ناخن اور مونچھ کا نہ کٹوانا مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۷): ہاتھ کے ناخن اس ترتیب سے کتروانا بہتر ہے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بہ ترتیب کترواکر بائیں چھنگلیا سے بہ ترتیب کٹوا دے اور داہنے انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیوں میں داہنی چھنگلیا سے شروع کرکے بائیں چھنگلیا پر ختم کرے یہ ترتیب بہتر اور اولیٰ ہے اس کے خلاف بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۸): کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینا چاہئے دفن نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ ڈال دے یہ بھی جائز ہے مگر نجس و گندی جگہ نہ ڈالے اس سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے۔ مسئلہ (۱۹): ناخن کو دانت سے کاٹنا مکروہ ہے [۱] اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔ مسئلہ (۲۰): حالت جنابت میں بال بنانا ناخن کاٹنا موئے زیر ناف وغیرہ دور کرنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۲۱): ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ موئے زیر ناف بغل لبیں ناخن وغیرہ دور کرکے نہا دھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے کہ قبل نماز جمعہ فراغت کرکے نماز کو جائے ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن کی انتہا درجہ چالیسویں دن اس کے بعد رخصت نہیں اگر چالیس دن گزر گئے اور امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گنہگار ہوگا۔

شفعہ کا بیان

مسئلہ (۱): جس وقت شفیع کو خبر بیع کی پہنچی اگر فوراً منہ سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو شفعہ باطل ہو جائیگا پھر اس شخص کو دعویٰ کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ اگر شفیع کے پاس خط پہنچا اور اس کے شروع میں یہ خبر لکھی ہے کہ فلاں مکان

[۱] یعنی یہ کراہت طبی ہے جس سے بچنا اچھا ہے۔

حسب معاہدہ باہم تقسیم کر لیتے ہیں اور جو اجناس چری وغیرہ پیدا ہوتی ہے اس کو تقسیم نہیں کرتے بلکہ بیگھوں کے حساب سے کاشتکار سے نقد لگان وصول کر لیتے ہیں سو ظاہراً تو شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ شرط خلاف مزارعت ہے ناجائز معلوم ہوتا ہے مگر اس تاویل سے کہ اس قسم کی اجناس کو پہلے ہی سے خارج از مزارعت کہا جائے اور باعتبار عرف کے معاملہ سابقہ میں یوں تفصیل کی جائے کہ دونوں کی مراد یہ تھی کہ فلاں اجناس میں عقد مزارعت کرتے ہیں اور فلاں اجناس میں زمین بطور اجارہ کے دی جاتی ہے اس طرح جائز ہو سکتا ہے مگر اس میں جانبین کی رضامندی شرط ہے۔ مسئلہ (۱۰) بعض زمینداروں کی عادت ہے کہ علاوہ اپنے حصہ بٹائی کے کاشتکار کے حصہ میں کچھ اور حقوق ملازموں اور کمینوں کے بھی نکال لیتے ہیں سو اگر بالمقطع ٹھہرا لیا کہ ہم دو من یا چار من ان کا حقوق لیں گے تو یہ ناجائز ہے اور اگر اس طرح ٹھہرا لیا کہ ایک من میں ایک سیر مثلاً تو یہ درست ہے۔ مسئلہ (۱۱) بعض لوگ اس کا تصفیہ نہیں کرتے کہ کیا بویا جائیگا پھر بعد میں تکرار و قضیہ ہوتا ہے یہ جائز نہیں یا تو اس قسم کا نام تصریحاً لے لے یا عام اجازت دیدے کہ جو چاہے بونا۔ مسئلہ (۱۲) بعض جگہ رسم ہے کہ کاشتکار زمین میں تخم پاشی کر کے دوسرے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ شرط ٹھہرتی ہے کہ تم اس میں محنت و خدمت کرو جو کچھ حاصل ہوگا ایک تہائی مثلاً ان محنتیوں کا ہوگا تو یہ بھی مزارعت ہے جس جگہ زمیندار اصلی اس معاملہ کو نہ روکتا ہو وہاں جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۳) اس اوپر کی صورت میں بھی مثل صورت سابقہ عرفاً تفصیل ہے بعض اجناس تو ان عاملوں کو بانٹ دیتے ہیں اور بعض میں فی بیگہ کچھ نقد دیتے ہیں پس اس میں بھی ظاہراً وہی شبہ عدم جواز کا اور وہی تاویل جواز کی جاری ہے۔ (ق) مسئلہ (۱۴) اجارہ یا مزارعت میں بارہ سال یا کم وبیش مدت تک زمین سے منتفع ہو کر موروثیت کا دعویٰ کرنا جیسا اس وقت رواج ہے محض باطل اور حرام اور ظلم وغصب ہے، بدون طیب خاطر مالک کے ہرگز اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں اگر ایسا کیا تو اسکی پیداوار بھی خبیث ہے اور کھانا اس کا حرام ہے۔ مسئلہ (۱۵) مساقاۃ کا حال سب باتوں میں مثل مزارعت کے ہے۔ مسئلہ (۱۶) اگر پھل لگے ہوئے درخت پرورش کر دے اور پھل ایسے ہوں کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے اور اگر ان کا بڑھنا پورا ہو چکا تو مساقاۃ درست نہ ہوگی جیسے کہ مزارعت کہ کھیتی تیار ہونے کے بعد درست نہیں۔ مسئلہ (۱۷) اور عقد مساقاۃ جب فاسد ہو جائے تو پھل سب درخت والے کے ہوں گے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملے گی جس طرح مزارعت میں بیان ہوا ہے۔

نشے دار چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱) جو چیز پتلی اور بہنے والی نشے دار ہو خواہ وہ شراب ہو یا تاڑی یا کچھ اور اس کے زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہو اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اگرچہ اس قلیل مقدار سے نشہ نہ ہو اسی طرح دوا میں استعمال کرنا خواہ پینے میں یا لیپ کرنے میں یہ ممنوع ہے خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصلی ہیئت پر ہے خواہ کسی تصرف سے دوسری شکل ہو جائے ہر حال میں ممنوع ہے یہاں سے انگریزی دواؤں کا حال معلوم ہو گیا جس میں اکثر اس قسم کی چیزیں

ملائی جاتی ہیں۔ مسئلہ (۲): اور جو چیز نشہ دار ہو مگر پتلی نہ ہو بلکہ اصل سے منجمد ہو جیسے تمباکو، جائفل، افیون
وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ جو مقدار بالفعل نشہ پیدا کرے یا اس سے ضرر شدید ہو وہ تو حرام ہے اور جو مقدار نشہ نہ
لائے نہ اس سے کوئی ضرر پہنچے وہ جائز ہے اور اگر دوا وغیرہ میں کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

شرکت کا بیان

شرکت دو طرح کی ہے ایک شرکت املاک کہلاتی ہے جیسے ایک شخص مر گیا اور اس نے ترکہ میں
چند وارث شریک ہیں یا روپیہ ملا کر دو شخصوں نے ایک چیز خریدی یا ایک شخص نے دو شخصوں کو کوئی چیز ہبہ کر
دی اس کا حکم یہ ہے کہ کسی کو کوئی تصرف بلا اجازت دوسرے شریک کے جائز نہیں۔ دوسری شرکت عقود ہے
یعنی دو شخصوں نے باہم معاہدہ کیا کہ ہم تم شرکت میں تجارت کریں گے اس شرکت کے اقسام و احکام یہ ہیں۔
مسئلہ (۱): ایک قسم شرکت عقود کی شرکت عنان ہے یعنی دو شخصوں نے تھوڑا تھوڑا روپیہ بہم پہنچا کر اتفاق کیا
کہ اس کا کپڑا یا غلہ یا اور کچھ خرید کر تجارت کریں اس میں یہ شرط ہے کہ دونوں کا راس المال نقد ہو خواہ روپیہ
ہو یا اشرفی یا پیسے سو اگر دونوں آدمی کچھ اسباب غیر نقد شامل کر کے شرکت سے تجارت کرنا چاہیں یا ایک کا
راس المال نقد ہو اور دوسرے کا غیر نقد یہ شرکت صحیح نہیں ہوگی۔ مسئلہ (۲): شرکت عنان میں جائز ہے کہ
ایک کا مال زیادہ ہو اور ایک کا کم اور نفع کی شرکت باہمی رضامندی پر ہے یعنی اگر یہ شرط ٹھہرے کہ مال تو کم
زیادہ ہے مگر نفع برابر تقسیم ہوگا یا مال برابر ہو مگر نفع تین تہائی ہوگا تو بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۳): اس
شرکت عنان میں ہر شریک کو مال شرکت میں ہر قسم کا تصرف متعلق تجارت کے جائز ہے بشرطیکہ یہ خلاف
معاہدہ نہ ہو لیکن ایک شریک کا قرض دوسرے سے نہ مانگا جائیگا۔ مسئلہ (۴): اگر بعد قرار پانے اس شرکت
کے کوئی چیز خریدی نہیں گئی اور مال شرکت تمام یا ایک شخص کا مال تلف ہو گیا تو شرکت باطل ہو جائیگی اور ایک
شخص بھی اگر شرکت کا کچھ خرید چکا ہے اور پھر دوسرے کا مال ہلاک ہو گیا تو شرکت باطل نہ ہوگی مال خریدا دونوں
کا ہوگا اور جس قدر اس مال میں دوسرے کا حصہ ہے اس حصہ کے موافق زر ثمن اس دوسرے شریک سے
وصول کر لیا جائیگا مثلاً ایک شخص کے دس روپے تھے اور دوسرے کے پانچ دس روپے والے نے مال خرید لیا تھا
اور پانچ روپے والے کے روپے ضائع ہو گئے سو پانچ روپے والا اس مال میں ثلث کا شریک ہے اور دس
روپے والا اس سے دس روپے کا ثلث نقد وصول کرے گا یعنی تین روپے پانچ آنے چار پائی اور آگے بدستور یہ مال
شرکت پر فروخت ہوگا۔ مسئلہ (۵): اس شرکت میں دونوں شخصوں کو مال کا ملانا ضروری نہیں صرف زبانی
ایجاب و قبول سے یہ شرکت منعقد ہو جاتی ہے۔ مسئلہ (۶): نفع نسبت سے مقرر ہونا چاہیے یعنی آدھا آدھا
یا تین تہائی مثلاً اگر یوں ٹھہرا کہ ایک شخص کو دس روپے ملیں گے باقی دوسرے کا یہ جائز نہیں۔ مسئلہ (۷):
ایک قسم شرکت کی عقود شرکت صنائع کہلاتی ہے اور شرکت تقبل بھی کہتے ہیں جیسے دو درزی یا دو رنگریز باہم

---

۱ یعنی ایک کو دو تہائی اور دوسرے کو ایک تہائی۔

معاہدہ کرلیں کہ جو کام جس کے پاس آئے اس کو قبول کرلے اور جو مزدوری ملے آپس میں آدھوں آدھ یا تین تہائی یا چوتھائی وغیرہ[1] کے حساب سے بانٹ لیں یہ جائز ہے۔ مسئلہ (۸): جو کام ایک نے لے لیا وہ دونوں پر لازم ہو گیا مثلاً ایک شریک نے ایک کپڑا سینے کیلئے لیا تو صاحب فرمائش جس طرح اس پر تقاضا کرسکتا ہے دوسرے شریک سے بھی سلوا سکتا ہے اسی طرح جیسے یہ کپڑا سینے والا مزدوری مانگ سکتا ہے دوسرا بھی مزدوری لے سکتا ہے اور جس طرح اصل کو مزدوری دینے سے مالک سبکدوش ہو جاتا ہے اسی طرح اگر دوسرے شریک کو دیدی تو بھی بری الذمہ ہو سکتا ہے۔ مسئلہ (۹): ایک قسم کی شرکت وجوہ ہے یعنی نہ ان کے پاس مال ہے نہ کوئی ہنر و پیشہ صرف باہمی یہ قرار دیا کہ دوکانداروں سے ادھار مال لیکر بیچا کریں اس شرکت میں بھی ہر شریک دوسرے کا وکیل ہوگا اور اس شرکت میں جس نسبت سے شرکت ہوگی اسی نسبت سے نفع کا استحقاق ہوگا یعنی اگر خریدی ہوئی چیزوں کو بالنصف مشترک قرار دیا گیا تو نفع بھی نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر مال کو تین تہائی مشترک ٹھیرایا تو نفع بھی تین تہائی تقسیم ہوگا۔

﴿ تمہ حصہ پنجم بہشتی زیور کا تمام ہوا۔ حصہ ششم، ہفتم، ہشتم، دہم[2] کا تمہ نہیں ہے آگے حصہ نہم کا تمہ آیا ہے۔ ﴾

تمہ حصہ نہم بہشتی زیور

تمہید: ۔ چونکہ بہشتی زیور میں مسائل مخصوص بارجال نہیں اسی طرح اس کے حصہ نہم میں امراض مخصوص بارجال نہیں لکھے گئے اور اسکی تتمیم و تکمیل کیلئے بہشتی گوہر لکھا گیا ہے اس لئے حصہ مسائل ختم ہونے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ معالجات مخصوص بارجال بھی اس میں شامل کر دیئے جائیں اس کے کاتب بھی حکیم مولوی محمد مصطفیٰ صاحب ہیں۔ (کتبہ اشرف علی عفی عنہ)

مردوں کے امراض

جریان: ۔ اس کو کہتے ہیں کہ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد چند قطرے سفید دودھ کے رنگ کے سے گریں اس سے ضعف دن بدن بڑھتا ہے اور چاہے کیسی ہی عمدہ غذا کھائی جائے مگر بدن کو نہیں لگتی آدمی ہمیشہ دبلا اور کمزور رہتا ہے اور جب بڑھ جاتا ہے تو معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے بھوک نہیں لگتی اور جو کچھ کھایا جائے ہضم نہیں ہوتا دست آتے ہیں قبض ہو جاتا ہے۔ جریان کے مریض کو جب قبض بہت ہو جاتا ہے تو علاج بھی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر دوائیں جریان کی قابض ہوتی ہیں ان سے قبض بڑھتا ہے اور قبض سے جریان کو زیادتی ہوتی ہے اس واسطے اس کے علاج سے غفلت مناسب نہیں شروع ہی میں غور سے علاج کرلیں۔ جریان کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون اور منی میں حدت آجائے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ قطرے جو پیشاب سے پہلے یا بعد میں آتے ہیں بالکل سفید نہ ہوں بلکہ کسی قدر زردی مائل ہوں اور سوزش کے

[1] یعنی چار حصوں میں سے ایک کو تین حصے اور دوسرے کو ایک حصہ ملے گا۔

[2] دسویں حصہ کا تمہ رسالہ آداب المعاشرت کو سمجھنا چاہئے۔

ساتھ نکلیں بلکہ پیشاب میں بھی جلن پیدا ہوتی ہے اور علامات بھی خون کی گرمی کے موجود ہوں جیسے گرمی کے
موسم میں جریان کو زیادتی ہوتا اور سردی میں کم ہو جاتا یا سرد پانی سے نہانے سے آرام پایا۔ علاج:۔ یہ سفوف
کھائیں۔ گوند ببول، تخم املی، گوند کتیرا، طباشیر، کشتہ قلعی ہر ایک سات ماشہ، ست بہروزہ، الائچی خورد، پھلی ببول، ستاور، تال
مکھانہ، موصلی سیاہ، موصلی سفید ہر ایک چھ ماشہ، گوند کیکر، اندر جو شیریں۔ سب تین تین ماشہ کوٹ چھان کر ہم وزن کھانڈ
ملا کر چار تولے کا [illegible] ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیہ روزانہ گائے کی تازہ چھاچھ پاؤ بھر کے ساتھ کھائیں اگر
گائے کی چھاچھ میسر نہ ہو تو بھینس کی کچی لسی اگر یہ بھی نہ ملے تو مصری کے شربت کے ساتھ کھائیں یہ سفوف
جریان کیلئے بھی مفید ہے۔ پرہیز۔ گائے کا گوشت اور تمام گرم چیزوں سے جیسے مرچ، بیگن، مولی، گڑ، تیل
وغیرہ۔ جریان کی اس قسم میں کسی قدر ترشی کا استعمال جیسا کہ [illegible] مضر نہیں بشرطیکہ بہت زیادہ نہ ہو گیا ہو۔ دوسرا سفوف
نہایت مقوی اور سوزش پیشاب اور اس جریان کو مفید ہے جو گرمی سے ہو۔ جیسے کہ اوپر بیان ہوا۔ طباشیر، زہر مہرہ خطائی،
تال مکھانہ، تخم بند، [illegible] گلاب، [illegible]، ستاور، [illegible]، الائچی خورد، تھالیہ کے پھول سب چھ
چھ ماشہ، املی کے بیج کی گری [illegible] کوٹ چھان کر [illegible] کے دودھ میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کر کے پھر موصلی
سفید، موصلی سیاہ، [illegible] مصری، تعلب مصری سب چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولے پیس کر ملا کر چھ چھ
ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیہ روزانہ دودھ کی کچی لسی کے ساتھ کھائیں۔ تیسرا سفوف کہ جریان کیلئے مفید ہے اور
بھوک بڑھاتا ہے اور ممسک بھی ہے۔ تعلب مصری، تخم خرفہ، کشتہ قلعی، [illegible] کشمش، کلتار، تخم
[illegible] شیریں، [illegible] سب چھ چھ ماشہ، مصطگی رومی دو ماشہ، مازو، تخم ریحان تین تین ماشہ کوٹ چھان کر
مصری چار تولہ آٹھ ماشہ پیس کر ملا کر تین تین ماشہ کی پڑیاں بنالیں۔ پھر ایک پڑیا صبح اور ایک پڑیا شام مصری کے
شربت کے ساتھ پھانکیں۔ جریان کی دوسری قسم وہ ہے کہ مزاج میں سردی اور رطوبت بڑھ کر پتلے قطرے ہو کر
پیدا ہو۔ علامت یہ ہے کہ مادہ منی نہایت رقیق ہو اور انتشار اگر ہو تو ہونے کی خبر بھی نہ ہو اور منی بلا ارادہ سے
بالکل بے ارادہ خارج ہو جاتی ہو۔ علاج یہ دوا کھائیں۔ اندر جو شیریں، [illegible]، تخم کونچ، تخم پیاز، تخم [illegible]
[illegible] سب ساڑھے دس دس ماشہ کوٹ چھان کر [illegible] پڑیاں بنالیں۔ پھر ایک انڈا لیں اور سفیدی
اس کی نکال ڈالیں اور زردی اسی میں [illegible] پھر ایک پڑیا دوائی [illegible] اس انڈے میں ڈالیں اور سوراخ
[illegible] بند کر کے [illegible] میں اس انڈے کو نیم برشت کر کے کھالیں اسی طرح تین دن تک کھائیں۔ سفوف
[illegible] اور ممسک [illegible] گوند ببول چھ چھ ماشہ، مازو، مصطگی رومی تین تین ماشہ، کشتہ [illegible] تعلب
مصری چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری [illegible] تولہ ملا کر سفوف بنالیں اور پانچ ماشہ سے سات ماشہ تک تازہ
پانی کے ساتھ کھائیں اور اس قسم میں جوارش کمونی ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے۔ ایک قسم جریان کی وہ ہے کہ
گردہ بہت ضعیف ہو جائے اور جو کچھ [illegible] بصورت منی نکلے گو یہ حقیقت میں جریان نہیں صرف
جریان کے مشابہ ہونے سے اس کو جریان کہہ دیتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ بعد پیشاب یا قبل پیشاب
ایک سفید چیز بلا ارادہ نکلے اور مقدار بہت زیادہ ہو اور اس کے نکلنے سے ضعف بہت محسوس ہو نیز امراض گردہ

پہلے سے موجود ہوں جیسے درد گردہ پتھری، ریگ وغیرہ۔ علاج۔ معجون لبوب کبیر بہت مفید ہے۔ گردہ کو طاقت دیتی ہے، ضعف باہ اور چربی پیشاب میں آنے کو دور کرتی ہے اور مقوی تمام بدن ہے۔ نسخہ یہ ہے۔ مغز پستہ، مغز فندق، مغز بادام شیریں، حبۃ الخضرا، مغز اخروٹ، مغز چلغوزہ، مغز حب الزلم، ماہی روبیان، خولنجان، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، تودری سرخ، تودری زرد، سونٹھ۔ تل چھلے ہوئے، دارچینی قلمی سب پونے نو ماشہ، بالچھڑ، ناگر موتھ، لونگ، کبابہ، حب فلفل، تخم گاجر، تخم شلغم، تخم ترب، تخم پیاز، تخم اسپست، تخم ہلیون اصلی، اندر جو شیریں، درونج عقربی، زرنباد سوا پانچ پانچ ماشہ، جوز بوا، ترکی پھٹکری، پیپل ساڑھے تین تین ماشہ، ثعلب مصری، مغز زرد جیل، چڑوں کا مغز یعنی بھیجا، تخم خشخاش سفید ساڑھے سترہ سترہ ماشہ، سورنجان شیریں، بوزیدان، بیوزیدان خشک سب سات سات ماشہ، عود غرقی ساڑھے چار ماشہ، زعفران، مصطگی رومی، تودری سفید سات سات ماشہ، مایہ شتر اعرابی پونے سات ماشہ سب سینتالیس دوائیں ہیں کوٹ چھان کر شہد خالص ایک سو پانچ تولہ کا قوام کر کے ملالیں اور عنبر ساڑھے چار ماشہ اور مشک اصلی سوا دو ماشہ پیس کر ملالیں اور ورق نقرہ پچیس عدد اور ورق طلا پندرہ عدد تھوڑے شہد میں حل کر کے خوب ملالیں اور چھ ماشہ ہر روز کھائیں یہ معجون نہایت مقوی اور باہ کو بڑھانے والی ہے مگر کسی قدر گرم ہے جس کے مزاج میں گرمی زیادہ ہو وہ اس دوسری معجون کو کھائیں اس کا نام معجون لبوب بارد ہے۔ معجون لبوب بارد۔ مغز بادام شیریں، تخم خشخاش، مغز تخم خیارین ایک ایک تولہ، مغز تخم کدوئے شیریں، سونٹھ، خولنجان، شقاقل مصری دس دس ماشہ، مغز تخم خربزہ، تخم خرفہ چھ چھ ماشہ کتیرا چار ماشہ، مغز چلغوزہ، تودری زرد، تودری سرخ، تخم گزر، تخم ہلیون اصلی دو دو ماشہ کوٹ چھان کر ترنجبین خراسانی پچیس تولہ کا قوام کر کے ملالیں۔ خوراک سات ماشہ۔ معجون لبوب کا ایک اور نسخہ ہے اس کا نام معجون لبوب صغیر ہے۔ قیمت میں کم اور نفع میں معجون لبوب کبیر کے قریب ہے۔ مقوی دماغ و گردہ و مثانہ اور دافع نسیان اور رنگ نکھارنے والی اور منی پیدا کرنے والی ہے۔ مغز بادام شیریں، مغز اخروٹ، مغز پستہ، مغز حبۃ الخضرا، مغز چلغوزہ، حب الزلم، مغز فندق، مغز جیل، مغز حب القلقل، تخم خشخاش، تودری سرخ، تودری سفید، تل دھوئے ہوئے تخم جرجیر، تخم پیاز، تخم شلغم، تخم اسپست اصلی، بہمن سفید، بہمن سرخ، سونٹھ، پیپل، کبابہ، قرنفل، دارچینی قلمی، خولنجان، شقاقل مصری، تخم ہلیون اصلی سب ایک ایک تولہ کل ستائیس دوائیں ہیں۔ خوب کوٹ چھان کر شہد اکیاسی تولہ میں ملالیں پھر سات ماشہ سے ایک تولہ تک کھائیں۔

ضعف باہ اور سرعت کا بیان: ضعف باہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خواہش نفسانی کم ہو جائے دوسرے یہ کہ خواہش بدستور رہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ ہے۔ بعضوں کو ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت پیش آتی ہے اور بعضوں میں دونوں جمع ہو جاتی ہیں۔ جس کو صرف پہلی صورت پیش آئے اس کو کھانے کی دوا کی ضرورت ہے اور جس کو صرف دوسری صورت پیش آئے ان کو لگانے کی دوا کی احتیاج ہے اور اگر دونوں صورتیں جمع ہوں تو کھانے اور لگانے دونوں قسموں کی ضرورت ہے۔ ضعف باہ کا بالکل صحیح، قاعدہ علاج طبیب ہی بہت غور کے ساتھ کر سکتا ہے اس لئے اقسام

اور اسباب چھوڑ کر یہاں کثیر الوقوع قسمیں اور سہل سہل علاج لکھے جاتے ہیں۔ ضعف باہ کی پہلی صورت یعنی خواہش نفسانی کا کم ہو جانا اس کے کئی سبب ہوتے ہیں ایک یہ کہ آدمی بوجہ غذا خاطر خواہ نہ ملنے یا عرصہ تک بیمار رہنے یا کسی صدمہ کے دبلا اور کمزور ہو جائے جب تمام بدن میں ضعف ہوگا تو قوت باہ میں ضرور ضعف ہو جائیگا۔ علاج یہ ہے کہ غذا عمدہ کھائیں اور دل سے صدمہ اور رنج کو جس طرح ممکن ہو ہٹائیں اور سیر زیادہ کریں اور جب تک قوت بحال ہو عورت سے علیحدہ رہیں اور معجون لبوب کبیر اور معجون صغیر اور معجون لبوب بارد اس کیلئے نہایت مفید ہے۔ یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گزر چکے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کم ہونے کا یہ ہے کہ دل کمزور ہو اس کی علامت یہ ہے کہ ذرا سے خوف اور صدمہ سے بدن میں لرزہ سا معلوم ہونے لگے اور مزاج میں شرم وحیا حد سے زیادہ ہو۔ علاج یہ ہے کہ دوا المسک اور مفرح دوائیں کھائیں اور زیادہ شرم کو بہ تکلف کم کریں۔ دوا المسک کا نسخہ بہشتی زیور حصہ نہم میں گزر چکا ہے اور مفرح نسخے آگے آتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دماغ کمزور ہو جائے علامت یہ ہے کہ جماعت سے دردِ سر یا ثقل حالت یا پریشانی حواس پیدا ہو۔ علاج قوت دماغ کیلئے حریرہ یا میوہ کھایا کریں حریرہ کا نسخہ مقوی دماغ اور مغلظ منی اور مقوی باہ ہے۔ مغز تخم کدو کے شیریں، مغز تخم تربوز، مغز تخم چیچاہ، مغز بادام شیریں سب چھ چھ ماشہ پانی میں پیس کر سنگھاڑے کا آٹا ثعلب مصری پسی ہوئی چھ چھ ماشہ ملا کر گھی چار تولہ سے بگھار کر مصری سے میٹھا کر کے پیا کریں۔ میوے کی ترکیب یہ ہے کہ لیں اور چھوہارا اور مغز بادام شیریں اور کشمش اور مغز چلغوزہ ہر ایک پاؤ پاؤ بھر اور پستہ آدھ پاؤ ملا کر رکھ لیں اور تین چار تولہ ہر روز کھایا کریں اور اگر مرغوب ہو تو بھنے ہوئے چنے ملا کر کھائیں نہایت مجرب ہے اور چند نسخے مقوی دماغ حلوے وغیرہ کے آگے آتے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ گردوں میں ضعف ہو یہ قسم ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کو کوئی مرض گردہ کا رہتا ہے جیسے پتھری ریگ وغیرہ۔ علاج۔ اگر پتھری یا ریگ کا مرض ہو تو اس کا علاج باقاعدہ طبیب سے کرائیں اور اگر پتھری ریگ کی شکایت نہ ہو تو گردے کی طاقت کیلئے معجون لبوب کبیر یا معجون لبوب صغیر یا معجون لبوب بارد کھائیں یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گزر چکے۔ کبھی خواہش نفسانی کم ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ معدہ یا جگر میں کوئی مرض ہوتا ہے علامت اس کی بھوک نہ لگنا اور کھانا ہضم نہ ہونا ہے۔ اس کا علاج بھی باقاعدہ طبیب سے کرائیں اور اس مرض سے صحت ہو جانے کے بعد معجون پودینہ کھائیں اس کا نسخہ آگے آتا ہے۔

ضعف باہ کیلئے چند دواؤں اور غذاؤں کا بیان

حلوہ مقوی باہ اور مغلظ منی دافع سرعت مقوی دل ودماغ وگردہ: ثعلب مصری دو تولہ، تخم جزر دو تولہ، موصلی سفید، موصلی سیاہ، شقاقل مصری، بہمن سفید، بہمن سرخ ایک ایک تولہ کوٹ چھان کر سب [illegible] گھی میں [illegible] پھر آدھ سیر ان سب کو [illegible] میں پکائیں کہ حلوہ سا

ہو جائے پھر آدھ سیر گھی میں بھون لیں کہ پانی بالکل نہ رہے اور سرخ ہو جائے پھر بیس انڈوں کی زردی کو علیحدہ ہلکا سا جوش دیکر ملا لیں اور خوب ایک ذات کر لیں پھر چینی کھانڈ ڈیڑھ سیر ڈال کر ایک جوش دے لیں حلوا بن جائیگا پھر ناریل اور پستہ اور مغز بیدانہ چار چار تولہ مغز بادام شیریں پانچ تولہ مغز فندق دو تولہ خوب کوٹ کر ملا لیں اور جوز بوا جوتری چھ چھ ماشہ، زعفران دو ماشہ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ، عرق کیوڑہ چار تولہ میں کھرل کر کے خوب آمیز کر لیں خوراک دو تولہ سے چھ تولہ تک جس کو انڈا موافق نہ ہو وہ نہ کھائے۔

حلوہ مقوی باہ مقوی معدہ بھوک لگانیوالا دافع خفقان مقوی دماغ چہرہ پر رنگ لانیوالا:۔ سوجی پاؤ بھر گھی آدھ سیر میں بھونیں پھر مصری آدھ سیر میں ملا کر حلوہ بنا لیں پھر بہمن سفید بہمن سرخ دانہ الائچی خورد اور مغز بادام شیریں تین تولہ دارچینی قلمی چھ چھ ماشہ، گاؤ زبان ایک ایک تولہ، ثعلب مصری چار تولہ کوٹ چھان کر ملا لیں، مغز نارجیل مغز تخم کدوئے شیریں چار چار تولہ خوب کوٹ کر ملا لیں اور مشک ڈیڑھ ماشہ زعفران ایک ماشہ، عرق کیوڑہ چار تولہ میں گھس کر ملا لیں اور چاندی کے ورق تین ماشہ تھوڑے شہد میں حل کر کے سارے حلوے میں خوب ملا لیں اور دو تولہ سے چار تولہ تک کھائیں اگر کم قیمت کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں یہ حلوہ زچہ عورتوں کو بھی نہایت موافق ہے۔ یہ حلوہ ضعف باہ کی اس قسم میں بھی مفید ہے جو ضعف قلب سے ہو۔

گاجر کا حلوہ:۔ مقوی باہ مغلظ منی مقوی دل و دماغ فربہی لانیوالا، دافع سرعت، مقوی گردہ۔ گاجر دیسی سرخ رنگ تین سیر چھیل کر بڑی دور کر کے کدوکش میں نکال لیں اور مغز نارجیل اور چھوہارا پاؤ بھر ان دونوں کو بھی کدوکش میں نکال لیں پھر ثعلب مصری، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، موصلی سفید، موصلی سیاہ سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر ان سب کو گائے کے دودھ چار سیر میں پکائیں کہ کھویا سا ہو جائے پھر ایک سیر گھی میں بھونیں اور شکر سفید دو سیر ڈال کر حلوہ بنا لیں پھر گوندنا گوری چار تولہ کشتہ قلعی جوز بوا جوتری چھ چھ ماشہ اندر جو شیریں ستاور دو دو تولہ الائچی خورد چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملا لیں اور مغز بادام شیریں، مغز پستہ، مغز تخم کدوئے شیریں پانچ پانچ تولہ کوٹ کر ڈالیں اور زعفران تین ماشہ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ عرق کیوڑہ میں حل کر کے خوب آمیزش کر لیں خوراک دو تولہ سے پانچ تولہ تک اگر قیمت کم کرنا ہے تو مشک نہ ڈالیں۔ یہ حلوہ بھی ضعف باہ کی اس قسم میں جو ضعف قلب سے ہو مفید ہے۔ گھی کوار کا حلوہ مقوی باہ و مغلظ منی نافع درد کمر و درد رگی، سنگھاڑے کا آٹا مغز گھی کوار آدھا آدھا سیر گھی آدھ سیر میں بھونیں اور شکر سفید آدھ سیر ملا کر حلوا کر لیں اور چار تولہ روز چالیس دن تک کھائیں۔ یہ حلوہ ان لوگوں کیلئے ہے جن کے مزاج میں بہت سردی ہو یا جوڑوں میں درد رہتا ہو یا فالج یا لقوہ بھی ہو چکا ہو۔ سرد مزاج عورتوں کیلئے بھی بے حد مفید ہے۔ بعض لوگوں کو سرعت انزال کی شکایت بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس میں علاوہ اور خرابیوں کے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد نہیں ہوتی وہ اس گولی کو استعمال کریں۔ طباشیر، مصطگی رومی، جدوار، جوتری، دارچینی قلمی ثعلب مصری، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، دورونج عقربی، پستہ بیرون، پستہ نشاستہ، جند بیدستر[1]، مغز چلغوزہ، سونٹھ، بزر البنج، سفید سب چار چار رتی، ماہی روبیاں تین ماشہ مغز

---

[1] جند بیدستر کا کھانا جائز نہیں اس کے بجائے کشتہ فولاد اور کچلہ مدبر چار چار رتی ڈالیں

خالص پانچ تولہ نکال کر گھی کا سا قوام کر لیں اور چار تولے روز کھایا کریں مجرب ہے۔

ضعف باہ کی دوسری صورت کا بیان:۔ وہ یہ ہے کہ خواہش نفسانی بحال خود ہو مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو اس کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو۔ علاج یہ ہے کہ یہ طلا بنائیں اور حسب ترکیب مندرجہ لگائیں۔ بیربہوٹی، سنکھیا سفید، مشک، حلتیت، نوشادر جاوتری ہر دوائی ایک ایک ماشہ لیں اور خوب باریک پیس کر گائے کے خالص گھی پاؤ بھر میں ملائیں اور پارہ دو تولے اس میں خوب حل کر لیں [1] پھر لوہے کے کڑچھے میں ڈال کر ہلکی آنچ سے پکائیں یہاں تک کہ دوائیں جل کر کوئلہ ہو جائیں پھر اوپر اوپر کا گھی اتار کر چھان کر شیشی میں رکھ لیں پھر بوقت شب اس میں پھریری ڈبو کر بجز سر عضو تناسل پر لگائیں اس طرح کہ حشفہ یعنی سپاری اور نیچے کی جانب جسے سیون کہتے ہیں بچی رہے اور اوپر سے بنگلہ پان اور اگر نہ ملے تو کسی پان پر ذرا گرم کر کے لپیٹ دیں اور صبح کو کھول ڈالیں سات روز یا چودہ روز یا اکیس روز ایسا ہی کریں اور زمانہ استعمال تک ترشی، بادی اور جماع سے پرہیز کریں اور اگر اس کے استعمال کے وقت میں دودھ اور گھی زیادہ کھائیں تو بہت مفید ہے۔ اس طلاء سے تکلیف بہت کم ہوتی ہے اور آبلہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ بعضوں کو بالکل بھی تکلیف نہیں ہوتی اگر کسی کو اتفاقاً تکلیف ہو تو ایک دو دن کو ناغہ کر دیں یا کافور لگانے کے مسکہ میں ملا کر لگا دیں۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل میں خم پڑ جائے اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے گرہ کے نرم کرنے کی تدبیر کر لی جائے بعد ازاں قوت کی۔ نرم کرنے کی دوا یہ ہے۔ تخم سوئے چھ ماشہ آدھ پاؤ پانی میں پکائیں جب خوب جوش آ جائے مل کر چھان کر روغن بابونہ دو تولہ ملا کر پھر پکائیں کہ پانی جل کر تیل رہ جائے پھر مرغی کی چربی، بطخ کی چربی، گائے کی نلی کا گودا، موم زرد دو دو تولہ ملا کر آگ پر رکھ کر ایک ذات کر لیں اور شیشی میں حفاظت سے رکھ لیں پھر صبح کے وقت گرم کر کے عضو تناسل پر ملیں اور ہاتھ سے سیدھا کریں اور آدھ گھنٹے کے بعد گل بابونہ، اکلیل الملک، بنفشہ چھ چھ ماشہ آدھ سیر پانی میں پکا کر چھان کر اس پانی سے دھار دیں تین چار دن یا ایک ہفتہ غرض جب تک کجی دور نہ ہو اس کو استعمال کریں پھر قوت کے واسطے وہ طلاء جو پہلی قسم میں گزر چکا ہے بترکیب مذکور لگائیں نہایت مجرب ہے۔ اور یہ طلاء بھی مفید ہے مغز تخم کرنجوہ، جائفل، لونگ، عاقر قرحا دو دو ماشہ باریک پیس کر بیضہ مرغ کے دودھ سے گولیاں بنائیں پھر بوقت ضرورت ذرا سی گولی تین چار بوند چنبیلی کے تیل میں گھس کر لگائیں اوپر سے بنگلہ پان گرم کر کے باندھ دیں ایک ہفتہ یا چودہ دن ایسا ہی کریں۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں سے پتلا اور آگے سے موٹا ہو جائے یہ مرض اکثر جلق یا لواطت سے پیدا ہو جاتا ہے۔ علاج۔ مینڈک کی چربی سوا تولہ، عاقر قرحا ساڑھے چھ ماشہ، گائے کا گھی ساڑھے تین تولہ، اول گھی کو گرم کریں پھر چربی ملا کر تھوڑی دیر تک آنچ پر رکھا رہنے دیں اور عاقر قرحا باریک پیس کر ملا کر ایک گھنٹہ تک خوب حل کریں کہ مرہم سا ہو جائے پھر نیم گرم لیپ کر کے پان رکھ کر کچے سوت سے لپیٹ دیں رات کو

---

[1] اس کی اصل ترکیب یہ ہے کہ سب دوا کو تیار کر کے ایک بالشت چوڑے اور ایک ہاتھ لمبے کپڑے پر مرہم کی طرح چپٹ کر بتی بنا کر ایک طرف سے جلائیں اور تیل جو ٹپکے اس کو چینی کے برتن میں لے لیں وہ طلاء ہے۔

ٹپکیں اور صبح کو کھول ڈالیں ایک ہفتہ تک ایسا ہی کریں۔ تنبیہ:۔ مینڈک دریائی لینا چاہیے کیونکہ خشکی کے مینڈک کی چربی ناپاک ہے اس کا استعمال جائز نہیں[1] دریائی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں پردہ ہوتا ہے جیسا کہ بطخ کی انگلیوں میں اگر دریائی ملنا دشوار ہو تو بجائے اس کی چربی کے روغن زیتون یا روغن بلسان یا گائے کی چربی یا مرغی کی چربی یا بطخ کی چربی ڈالیں۔

اس مرض کے واسطے سینک کا نسخہ:۔ ہاتھی دانت کا برادہ دو تولہ، تج پانچ ماشہ، مال کنگنی، کالے تل نو نو ماشہ، انبہ ہلدی ایک تولہ، میدہ لکڑی، مصطگی رومی، دار چینی، عاقر قرحا تین تین ماشہ، لونگ دو ماشہ کوٹ چھان کر پوٹلی میں باندھ کر تل کے تیل میں بھگو کر گرم کر کے سینک کریں ایک ہفتہ یا کم از کم تین دن سینک کریں ایک پوٹلی تین دن کام آ سکتی ہے۔ عمدہ تدبیر یہ ہے کہ پہلے ایک ہفتہ وہ لیپ کریں جس میں مینڈک کی چربی ہے اس کے بعد ایک ہفتہ یا تین دن یہ سینک کریں اگر کچھ کسر باقی رہے تو ایک ہفتہ یا چودہ دن وہ طلاء لگائیں جو پہلی قسم میں گزرا ہے جس میں نوشادر اور پارہ ہے۔

تیسری قسم ضعف باہ:۔ کی یہ ہے کہ خواہش نفسانی بھی کم ہو اور عضو میں بھی فرق ہو اس کیلئے کھانے کی دوا کی ضرورت ہے اور لگانے کی بھی۔ کھانے کی دوائیں قسم اول میں گزریں اور لگانے کی قسم دوم میں بیان ہوئیں، غور کر کے انہی میں سے نکال لیں۔

چند کام کی باتیں:۔ باہ کی دوائیں بسا اوقات ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں کچلہ یا اور کوئی زہریلی دوا ہوتی ہے لہٰذا احتیاط رکھیں کہ مقدار سے زیادہ نہ کھائیں اور ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں بچوں کا ہاتھ پہنچ جائے مبادا کوئی کھالے خاص کر طلاء وغیرہ خارجی استعمال کی دواؤں میں ضرور اس کا خیال رکھیں۔ کیونکہ طلے بہت کم زہر سے خالی ہوتے ہیں۔ طلاء کی شیشی پر اس کا نام بلکہ لفظ زہر ضرور لکھ دے اور کوئی غلطی سے کھانے کی زہریلی دوا یا طلاء کھالے تو سب سے بہتر یہ ہے کہ جس سے وہ دوا یا طلاء منگایا ہو اس سے دریافت کریں کہ اس میں کونسا زہر تھا۔ پھر طبیب یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔

کثرت خواہش نفسانی کا بیان

بعض دفعہ اس خواہش کو کم کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس واسطے علاج بھی لکھا جاتا ہے اگر خواہش نفسانی کی زیادتی بوجہ جوش جوانی اور تجرد کے ہو تو سب سے عمدہ علاج شادی کرنا ہے اور اگر میسر نہ ہو تو یہ دوا کھائیں۔ تخم کاہو، تخم خرفہ پینتیس ماشہ، دھنیہ ساڑھے دس ماشہ، گلنار، گل نیلوفر، گل سرخ سات سات ماشہ کافور ایک ماشہ کوٹ چھان کر سپغول مسلم ساڑھے دس ماشہ ملا کر سفوف بنالیں اور نو ماشہ ہر روز کھائیں

---

[1] ایسا ہو تو باقاعدہ ذبح کر دیا جائے کیونکہ ذبح کرنے سے تمام اجزاء پاک ہو جاتے ہیں اور خارجی استعمال درست ہو جاتا ہے یا بہت چھوٹا ہو کہ وہ غیر ذی روح میں شمار ہوتا ہے اور یا ذبح بھی پاک ہے خارجی استعمال اس کا درست اور دریائی مینڈک چھوٹا ہو یا بڑا سب پاک ہیں مگر مینڈک کا [illegible] کراہت سے خالی نہیں اس کی بحث [illegible] میں مفصل گزری

اور سیسہ کا ایک ٹکڑا کمر پر گردہ کی جگہ باندھیں اور ترش چیزیں زیادہ کھائیں اور ٹھنڈے پانی سے نہایا کریں۔ بعض لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے کہ اگر جماع کا اتفاق ہو تو بے حد ضعف ہو جاتا ہے یا احتلام کی کثرت ہوتی ہے یا خفیف سا بخار آنے لگتا ہے اور دماغ پریشان ہونے لگتا ہے ان کا علاج یہ ہے کہ پہلے تولید منی کی کمی کی کوشش کریں بعد ازاں قوت اور غلظت کی اس طرح کہ پہلے وہ سفوف کھائیں جو کہ جریان کے علاج میں بیان ہوا جس میں پہلی دوا گوند ببول ہے اور گائے کی چھاچھ کے ساتھ کھلایا جاتا ہے اس میں تخم خرفہ تخم کاہو گل نیلوفر تخم خیارین تین تین ماشہ اور بڑھا دیں اور کم از کم ایک ماہ تک جماع سے بالکل پرہیز رکھیں۔ اگر چہ اس اثنا میں جریان کی یا کثرت احتلام کی شکایت پیدا ہو بعد ایک ماہ کے غلاظت اور قوت کیلئے معجون لبوب بزرگ یا گاجر کا حلوہ مقوی کھائیں۔ ان کے نسخے ضعف باہ کے بیان میں گزر چکے ہیں

کثرت احتلام: یہ کبھی گرمی سے ہوتا ہے کبھی سردی سے اس کا علاج وہی ہے جو جریان کا تھا۔ جریان کے باب میں سے غور کر کے نکال لیں اور سوتے وقت سیسے کا ٹکڑا کمر میں گردوں کے برابر باندھنا مجرب ہے۔ فائدہ:۔ جماع فعل طبعی ہے اور بقائے نسل کیلئے ضروری ہے مگر کثرت اس کی اتنے امراض پیدا کرتی ہے۔ ضعف بصر ثقل سماعت چکر رعشہ درد کمر درد گردہ کثرت پیشاب ضعف معدہ ضعف قلب خصوصاً جس کو ضعف بصر یا ضعف معدہ یا سینے کا کوئی مرض ہو اس کو جماع نہایت مضر ہے غذا سے کم از کم تین گھنٹہ بعد جماع کا عمدہ وقت ہے اور زیادہ پیٹ بھرنے پر اور بالکل خلو اور تکان میں مضر ہے اور بعد فراغ فوراً پانی پی لینا سخت مضر ہے۔ خصوصاً اگر ٹھنڈا ہو۔ فائدہ:۔ جس کو کثرت جماع سے نقصان پہنچا ہو وہ سردی اور تری سے بچے اور سونے میں مشغول ہو اور خون بڑھانے اور خشکی دور کرنے کی تدبیر کرے۔ مثلاً دودھ پیئے یا حلوائے گاجر کھائے یا مرغ شت انڈا یا گوشت کی یخنی استعمال کرے اگر ہاتھوں پیروں میں رعشہ محسوس ہو دماغ اور کمر پر بلکہ تمام بدن پر کلیجی کا تیل یا بابونہ کا تیل ملے اور رعشہ کیلئے یہ دوا مفید ہے۔ شہد دو تولہ کشتہ چاندی کے ورق تین عدد اس میں خوب حل کر کے چاٹ لیا کریں جس کو جماع سے ضعف بصارت ہو گیا ہو وہ دماغ پر بکثرت روغن بادام یا روغن بنفشہ یا روغن کدو ملے اور آنکھوں پر بالائی باندھے اور گلاب ٹپکائے۔ اگر ہمیشہ بعد جماع کوئی مقوی چیز جیسے دودھ یا حلوائے گاجر یا انڈا کھالیں یا دو ماشہ معجون کھالیا کریں اور رات کو آرام سے پڑے رہیں جوانی ہی اگر ہو تو ضعف کی نوبت بھی نہ آئے اور رعشہ وغیرہ کوئی مرض پیدا نہ ہو اسی واسطے سب سے بہتر عمدہ دودھ ہے جس میں مقوی ایک گرم یا چھوہارے اوٹائے گئے ہوں۔ فائدہ:۔ امساک کی زیادہ خواہش اخیر میں نقصان لاتی ہے خصوصاً اگر کچلہ یا حشیشہ وغیرہ زہریلی دوائیں کھائی جائیں امساک کیلئے وہ گولی کافی سمجھیں جو سرعت کے بیان میں مذکور ہوئی جس میں سونے کے ورق بھی ہیں۔

چند متفرق نسخے

طلاء مقوی اعصاب اور عضو میں درازی اور فربہی لانیوالا: ۔ [illegible]

قبرستان میں سے لائیں ایک ایک کو مار کر فوراً دو تولہ روغن چنبیلی خالص میں ڈالتے جائیں پھر شیشی میں کر کے کاگ مضبوط لگا کر ایک دن رات بکری کی مینگنوں میں دفن کریں پھر نکال کر خوب رگڑیں کہ بیر بہوٹی تیل میں حل ہو جائیں پھر نیم گرم ملیں۔ ترکیب ملنے کی یہ ہے کہ پہلے عضو کو ایک موٹے کپڑے سے خوب ملیں جب سرخی پیدا ہو جائے فوراً یہ تیل مل کر چھوڑ دیں پندرہ بیس روز ایسا ہی کریں۔

دوا مجفف رطوبت و مضیق:۔ مازو دو ماشہ شگوفہ اذخر ایک ماشہ چھان کر ایک کپڑا گلاب میں بھگو کر اس دوا سے آلودہ کر کے استعمال کریں۔

لڈو مقوی باہ:۔ چھوہارے، چنے بھنے ہوئے پاؤ پاؤ بھر کوٹ چھان کر پیاز کے پانی سے گوندھ کر اخروٹ کے برابر لڈو بنالیں اور ایک صبح اور ایک شام کھایا کریں چھوہارے کو مع گٹھلی کے کوٹیں یا گٹھلی کو علیحدہ نکال کر آٹا کر کے ملالیں۔

معجون نہایت مقوی باہ:۔ شہد چھتیس تولہ کا قوام کریں۔ بیضہ مرغ بیس عدد کو ابال کر ان کی زردی نکال لیں اور سفیدی پھینک دیں پھر زردی کو اس شہد میں ملا کر خوب حل کریں کہ معجون سی ہو جائے پھر عاقر قرحا، لونگ، سونٹھ ہر ایک پونے چونتیس ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں اور ایک تولہ ہر روز کھایا کریں۔

آتشک: نہایت خبیث مرض ہے اس میں پیشاب کے مقام پر اور اس کے آس پاس آبلے یا زخم ہو جاتے ہیں اور بہت سوزش ہوتی ہے اس کے آبلے پھیلاؤ میں زیادہ اور ابھار میں کم ہوتے ہیں اور زخموں کے آس پاس نیلا پن یا اودا پن ہوتا ہے اکثر پہلے یہ زخم پیشاب کے مقام سے شروع ہوتے ہیں پھر تمام بدن میں ہوتے جاتے ہیں اس کے ساتھ گٹھیا بھی ہو جاتی ہے یہ مرض کئی کئی پشت تک چلا جاتا ہے اس کیلئے ایک ہفتہ تک یہ دوا پئیں۔ افیون پوٹلی میں باندھا ہوا، مہندی خشک، صندل برادہ، چوب چینی عشب، برگ مُنڈی، ہرن کھری سب پانچ پانچ ماشہ، برگ شاہترہ، بیخ حنظل، درمقاح، گلسنگی چھ چھ ماشہ، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی نو نو ماشہ سب کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں پکائیں جب آدھا رہ جائے چھان کر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں اگر گٹھیا بھی ہو تو اس میں سورنجان شیریں تین ماشہ اور بڑھا لیں اگر اس سے دست آئیں غذا کھچڑی کھاویں ورنہ شوربا چپاتی۔ بعد سات دن کے یہ گولی کھائیں مغز جمال گوٹہ دودھ میں پکایا ہوا اور بیج کا پردہ نکالا ہوا، پرانا تار یل پرانا چھوہارا سب ایک ماشہ پرانا گڑ ڈیڑھ ماشہ خوب باریک پیس کر جب مرہم سا ہو جائے چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور دو گولی روز بوقت صبح تازے پانی کے ساتھ کھائیں اس سے دست ہوں گے ہر دست کے بعد بھی تازہ پانی پئیں اگلے دن گولی نہ کھائیں بلکہ یہ دوا پئیں۔ لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں پھر تیسرے دن گولی حسب ترکیب مذکور کھائیں اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن گولی اور چھٹے دن ٹھنڈائی استعمال کریں اور احتیاط مناسب ہے کہ ساتویں اور آٹھویں دن بھی ٹھنڈائی پی لیں۔ غذا ان آٹھ دنوں میں سوائے کھچڑی یا ساگودانہ کے اور کچھ نہ ہو۔ اس کے بعد مہینہ بیس روز یہ عرق پئیں۔ چوب چینی برادہ کی ہوئی، عشب پانچ پانچ تولہ، برگ

پچکاری دیں۔ نافع سوزاک۔ توتیا کھیل کیا ہوا تین ماشہ سرمہ پسا ہوا دم الاخوین پھٹکری سفید بریاں، سنگ جراحت چھ چھ ماشہ خوب باریک پیس کر انگور کے پتوں کے پانی اور مہندی کے پتوں کے پانی چھٹانک چھٹانک بھر اور بکری کے دودھ آدھ پاؤ میں ملا کر موٹے کپڑے میں چھان کر کانچ کی پچکاری سے صبح شام پچکاری لیں ایک نسخہ چار دن کو کافی ہے توتیا کی کھیل اس طرح ہوتی ہے کہ اس کو پیس کر کسی برتن میں ڈال کر آگ پر رکھیں اور جلاتے رہیں جب رنگ بدل جائے کام میں لائیں۔ فائدہ۔ کبھی سوزاک میں پیشاب کا مقام بند ہو جاتا ہے اس صورت میں اگر پانی سے دھاریں یا بہت پانی میں پکا کر دھاریں اگر کسی طرح نہ کھلے ڈاکٹر سے سلائی ڈلوائیں۔

خصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا: اس مرض میں چمک بھی ہو جاتی ہے اور پیشاب میں تکلیف ہوتی ہے۔ علاج۔ گل بابونہ، اکلیل الملک، تخم کتان، سبوس گندم دو سیر پانی میں پکا کر دھاریں اور بھنگ، مرزنجوش، ترلیون، اکلیل الملک، گل بابونہ تین تین ماشہ کوٹ چھان کر شہد میں ملا کر نیم گرم لیپ کریں اور معجون کمونی یا جوارش زرعونی کھائیں اس کا نسخہ ضعف باہ کے بیان میں گزرا غذا بھی مقوی کھائیں۔

آنت اترنا اور فوطے کا بڑھنا: پیٹ میں آنتوں پر چاروں طرف سے کئی جھلیاں لپٹی ہوئی ہیں ان میں سے بیچ کی ایک جھلی میں فوطوں کے قریب دو سوراخ ہیں ان سوراخوں کے بڑھ جانے یا پھٹ جانے سے اندر کی جھلی مع آنتوں کے یا بلا آنتوں کے یا اندر کی جھلی بھی پھٹ کر آنتیں فوطوں میں لٹک پڑتی ہے اس کو آنت اترنا کہتے ہیں۔ عربی میں اس کا نام فتق ہے اور کبھی فوطوں میں پانی آ جاتا ہے اس کو عربی میں ادرہ کہتے ہیں اور کبھی صرف ریاح آ جاتے ہیں اس کو قیلہ ریحی کہتے ہیں اس بحث کو تین قسم میں بیان کیا جاتا ہے۔

قسم اول: آنت اترنے کے بیان میں یہ مرض بہت بوجھ اٹھانے یا کودنے یا بہت شکم سیری پر جماع کرنے وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔ علاج۔ چت لیٹ کر آہستہ آہستہ ہاتھ سے اوپر کو چڑھائیں اگر دبانے سے نہ چڑھے تو گرم پانی سے دھاریں اور روغن بابونہ گرم کر کے ملیں اور حلبہ کی پانی میں پکا کر باندھیں جب نرم ہو جائے دبا کر اوپر کو چڑھائیں جب چڑھ جائے یہ لیپ کریں تاکہ پھر نہ اترے۔ گلنار، اقاقیا، مازو سبز، ابہل، کندر، جوز السرو، بلوط، کاکنج، مُر سب چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر شرشم ہری مکوہ کے پتی میں پکا کر ملا کر کپڑے پر لگا کر چپکا دیں اور پٹی باندھ دیں اور تین روز تک چت لٹائے رکھیں یہ لیپ فتق کی جملہ قسموں کو مفید ہے خواہ آنت اترتی ہو یا ریاح ہو یا پانی ہو اور غذا صرف شوربا دیں بعد تین دن کے آہستہ اٹھائیں اور لیٹے دیں اور یہ لیپ دوبارہ کریں اور لنگوٹ باندھے رہا کریں۔ ایک تدبیر نہایت مفید یہ ہے کہ ایک تھیلی میں ایک ڈھیلہ یا پیسہ یا اور کوئی سخت چیز اتنے وزن کی رکھ کر اس تھیلی کو لنگوٹ کی طرح ایسا باندھیں کہ پیسہ اس جگہ رہے جہاں آنت اترنے کے وقت پھولا پن معلوم ہوتا تھا کہ اس سے وہ جگہ ہر وقت دبی رہے اس سے چند روز میں وہ سوراخ تنگ ہو جاتا ہے اور آنت اترنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا اس ترکیب کو ٹانکا کہتے ہیں ایسی پٹیاں انگریزی بنی ہوئی بھی بکتی ہیں۔

آنت اترنے کے واسطے پینے کی دوا۔ معجون فلاسفہ سات ماشہ یا معجون کمونی ایک تولہ کھا کر اوپر سے

تک دنیا سے اور اس کی زینت سے علاقہ ترک نہ ہوگا پوری توجہ اللہ کی طرف نہیں ہو سکتی اور بار بار عرض کیا جا چکا ہے کہ امور ضروریہ دنیاویہ جو موقوف علیہا ہیں عبادات کے وہ مطلوب ہیں اور دین میں داخل ہیں لہٰذا اس مذمت سے وہ خارج ہیں بلکہ جس دنیا کی مذمت کی جاتی ہے اس سے وہ چیزیں مراد ہیں جو حق تعالیٰ سے غافل کریں گو کسی درجے میں سہی۔ جس درجہ کی غفلت ہوگی اسی درجے کی مذمت ہوگی پس معلوم ہوا کہ موت کی یاد اور اس کا دھیان رکھنا اور اس کا ذکر اور عظیم الشان سفر کیلئے توشہ تیار کرنا ہر عاقل پر لازم ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ہر روز بیس بار موت کو یاد کرے تو وہ درجہ شہادت پا وے گا سو اگر تم اس کو یاد کرو گے تو تونگری کی حالت میں تو وہ یاد کرنا اس غنا کو برا دیگا یعنی جب غنی آدمی موت کا دھیان رکھے گا تو اس غنا کی اس کے نزدیک وقعت نہ رہے گی جو باعث غفلت ہے۔ کیونکہ یہ سمجھے گا کہ عنقریب یہ مال مجھ سے جدا ہونے والا ہے اس سے علاقہ پیدا کرنا کچھ نافع نہیں بلکہ مضر ہے۔ کیونکہ محبوب کا فراق باعث اذیت ہوتا ہے ہاں وہ کام کرلیں جو وہاں کام آئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے پس ان خیالات سے مال کا کچھ برا اثر نہ پڑے گا اور اگر تم اسے فقر اور تنگی کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ (یاد کرنا) تم کو راضی کر دے گا تمہاری بسر اوقات یعنی جو کچھ بھی تمہاری تھوڑی سی معاش ہے اسی سے راضی ہو جاؤ گے کہ چند روزہ قیام ہے پھر کیوں فکر کریں۔ اس کا عوض حق تعالیٰ عنقریب نہایت عمدہ مرحمت فرمائیں گے۔ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے بیشک زمین البتہ پکارتی ہے ہر دن ستر بار اے بنی آدم کھا لو جو چاہو اور جس چیز سے رغبت کرو پس خدا کی قسم البتہ میں ضرور تمہارے گوشت اور تمہارے پوست کھاؤں گی اگرچہ ہم آواز زمین کی ہم سنتے نہیں تو ہم کو سنانا کیا فائدہ۔ جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد عالی سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ زمین اس طرح کہتی ہے تو جیسے زمین کی آواز دنیا والوں پر ظاہر ہو جاتی ہے اسی طرح اب بھی اثر ہونا چاہئے کسی چیز کے علم کے واسطے یہ کیا ضرور ہے کہ اسی کی آواز ہی سے علم ہو بلکہ مقصود تو اس کا علم ہوتا ہے خواہ کسی طریق سے ہو مثلاً کوئی شخص دشمن کے لشکر کو آتا دیکھ کر جیسا گھبراتا ہے اور اس سے مدافعت کے سامان کرتا ہے اسی طرح کسی معتبر شخص کے خبر دینے سے بھی گھبراتا ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں اس کو دشمن کے لشکر کے آنے کا علم ہو گیا جو گھبرانے اور مدافعت کے سامان کا باعث ہے اور کوئی مخبر جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوۃ والسلام سے بڑھ کر بلکہ آپ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا پس جب اور لوگوں کے کہنے کا اعتبار کیا جاتا ہے تو آپ کے فرمودہ کا بطریق اولیٰ اعتبار ہونا چاہئے کیونکہ آپ نہایت سچے ہیں۔ حدیث میں ہے کفی بالموت واعظا وبالیقین غنا (ترجمہ) یہ ہے کہ کافی ہے موت باعتبار واعظ ہونے کے (یعنی موت کا وعظ کافی ہے کہ جو شخص اس کو یاد رکھے اس کو دنیا سے بے رغبت کرنے کیلئے اور کسی چیز کی حاجت نہیں) اور کافی ہے یقین روزی ملنے کا باعتبار غنا کے یعنی جب انسان کو حق تعالیٰ کے وعدہ پر یقین ہے کہ ہر ذی حیات کو اس اندازہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہے رزق ضرور دیا جاتا ہے تو یہ کافی غنی ہے ایسا شخص پریشان نہیں ہو سکتا بلکہ جو مال سے غنا حاصل ہوتا ہے اس سے بڑھا ہوا ہے کہ اس کو فنا نہیں اور مال کو فنا ہے کیا معلوم ہے کہ جو مال اس وقت موجود ہے وہ کل کو بھی باقی

رہے گا یا نہیں اور خداوند کریم کے وعدے کو سچا جانے جس قدر کہ رزق مقدر ہے ضرور ملے گا خوب سمجھ لو۔
حدیث میں ہے کہ جو شخص پسند کرتا ہے حق تعالیٰ سے ملنا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے وصال چاہتے ہیں اور جو حق
تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور دنیا کے مال و جاہ اور ساز و سامان سے جدائی نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس
سے ملنا ناپسند فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر موت کے خدائے تعالیٰ سے ملاقات غیر ممکن ہے پس موت
چونکہ ذریعہ ملاقات محبوب حقیقی ہے لہذا مومن کو محبوب ہونی چاہئے اور ایسے سامان پیدا کرے جس سے موت
ناگوار نہ ہو۔ یعنی نیک اعمال کرے تاکہ بہشت کی خوشی میں موت محبوب معلوم ہو اور معاصی سے اجتناب
کرے تاکہ موت مبغوض نہ معلوم ہو کیونکہ گنہگار کو بسبب خوف عذاب شدید موت سے نفرت ہوتی ہے اس لئے
کہ موت کے بعد عذاب ہوتا ہے اور نیک بخت کو بھی گو عذاب کا خوف ہوتا ہے اور جنت کی بھی امید ہوتی
ہے مگر تجربہ ہے کہ نیک بخت کو باوجود اس دہشت کے موت سے نفرت نہیں ہوتی اور پریشانی نہیں ہوتی اور
امید کا اثر بمقابلہ خوف کے غالب ہو جاتا ہے اور اسی طرح یہ بھی تجربہ ہے کہ کافر و فاسق پر اثر امید کا غالب
نہیں ہوتا اس لئے وہ موت سے گھبراتا ہے۔ حدیث میں ہے جو نہلاوے مردے کو پس ڈھک لے اس کو
(یعنی کوئی بری بات مثلاً صورت کا بگڑ جانا وغیرہ ظاہر ہوا اور اس کے متعلق پورے احکام بہشتی زیور حصہ دوم
میں گزر چکے ہیں وہاں ضرور دیکھ لینا چاہئے) چھپا لیگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ یعنی آخرت میں گناہوں کی وجہ
سے اسکی رسوائی نہ ہوگی) اور جو کفن دے مردے کو تو اللہ تعالیٰ اس کو سندس (جو ایک باریک ریشمی کپڑے کا
نام ہے) پہناویگا آخرت میں بعض جاہل مردے کے کام سے ڈرتے ہیں اور اس کو نحوس سمجھتے ہیں یہ سخت
بیہودہ بات ہے کیا ان کو مرنا نہیں، چاہئے کہ خوب مردے کی خدمت کو انجام دے اور ثواب جزیل حاصل
کرے اور اپنا مرنا یاد کرے کہ اگر ہم سے بھی لوگ ایسے ہی بچیں جیسے کہ ہم بچتے ہیں تو ہمارے جنازے کی کیا
کیفیت ہوگی اور عجب نہیں کہ حق تعالیٰ بدلہ دینے کو اس کو ایسے ہی لوگوں کے حوالے کر دیں۔ حضرت علیؓ
فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جو غسل دے مردے کو اور اسے کفن دے اور اس کے حنوط
لگائے (حنوط ایک قسم کی مرکب خوشبو کا نام ہے اس کے بجائے کافور کافی ہے) اور اٹھاوے اس کے جنازہ کو
اور اس پر نماز پڑھے اور نہ ظاہر کرے اس کی وہ (بری) بات جو دیکھے اس سے دور ہو جاوے گا اپنے گناہوں
سے اس طرح جیسے کہ اس دن جبکہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (گناہوں) سے دور تھا (یعنی صغائر معاف ہو
جائیں گے) علی ماقالوا حدیث میں ہے جو نہلاوے مردے کو پس چھپالے اس کے عیب کو تو اس کے چالیس
کبیرہ (یعنی صغائر میں جو بڑے صغائر ہیں) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو کفن دے اللہ تعالیٰ اس کو
جنت کا سندس اور استبرق پہناویگا اور جو میت کیلئے قبر کھودے پس اس کو اس میں دفن کرے جاری فرمائے گا
اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے اس قدر اجر جو مثل اس مکان کے ثواب کے ہوگا جس میں قیامت تک اس شخص کو رکھا
(یعنی اس کو اس قدر اجر ملے گا جتنا کہ اس مردے کو رہنے کیلئے قیامت تک مکان عاریت دینے کا اجر ملتا)
واضح ہو کہ جس قدر فضیلت اور ثواب مردے کی خدمت کا اس وقت تک بیان کیا گیا سب اس صورت میں

ہے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے خدمت کی جائے۔ یہ اجرت وغیرہ مقصود نہ ہو اور اگر اجرت لی تو ثواب نہ ہو
گا اگر چہ اجرت لینا جائز ہے کیونکہ نہیں مگر جواز اجرت دوسری بات ہے اور ثواب دوسری، اور تمام دینی کام جو اجرت
ٹھہرا کر کئے جاتے ہیں بعض تو ایسے ہیں جن پر اجرت لینا حرام ہے اور ان کا ثواب بھی نہیں ہوتا اور بعض ایسے
ہیں جن پر اجرت لینا جائز ہے اور وہ مال حلال ہے مگر ثواب نہیں ہوتا خوب تحقیق کر کے اس پر عمل درآمد کرنا
چاہئے۔ یہ موقع تفصیل کا نہیں ہے مگر ان امور کے متعلق ایک مفید ضروری بات عرض کرتا ہوں تا کہ اہل
اجرت کو تنبیہ ہو وہ یہ ہے کہ جن اعمال دینیہ پر اجرت لینا جائز ہے ان کے کرنے سے چونکہ ثواب نہیں ملتا
مگر چونکہ شاید ثواب بھی ملے گا خوب غور سے سنو کوئی غریب آدمی جس کی بسر اوقات اور متعلقات واجبہ کا
سوائے اس اجرت کے اور کوئی ذریعہ نہیں وہ بقدر حاجت ضروریہ دینی کام کر کے اجرت لے اور یہ خیال
کرے کہ میری نیت یہ ہے کہ اگر ذریعہ معیشت اور کوئی ہوتا تو میں ہرگز اجرت نہ لیتا اور حسبۃً للہ کام کرتا یا اب حق
تعالیٰ کوئی ذریعہ پیدا کر دیں تو میں اجرت چھوڑ دوں اور مفت کام کروں تو ایسے شخص کو دینی خدمت کا
ثواب ملے گا کیونکہ اصلی نیت اشاعت دین ہے مگر معاش کی ضرورت مجبور کرتی ہے اور چونکہ طلب معاش بھی
ضروری ہے اور اس کا حاصل کرنا بھی بوجہ حکم الٰہی ہے اس لئے اس نیت یعنی تحصیل معاش کا بھی ثواب
ملے گا دو نیت جمع ہونے سے یہ دونوں ثواب ملیں گے مگر ان قیود پر نظر بار بار کر کے عمل کرنا چاہئے خواہ تنخواہ کے
قریب بڑھانا اور غیر ضروری اخراجات کو ضروری کہنا اور حیلہ کر لینا اس عالم الغیب کے پاس نہیں چلتا
وہ سب کے دلوں سے خوب واقف ہے یہ تنبیہ بہت تحقیق کے ساتھ لکھ دی گئی ہے اور ماخوذ اس کا
شامی وغیرہ ہے اور ظاہر ہے کہ جس میں توکل کے شرائط جمع ہوں اور پھر وہ دینی کام پر اجرت لے تو اگر وہ ان
نیتوں کو جمع کر لے جن کے جمع کرنے سے ثواب تحریر ہوا ہے تب بھی اس کو ثواب ملے گا مگر توکل کی فضیلت
فوت ہو جائے گی لقولہ تعالیٰ فانہ خلیق مسلمانوں کو خصوصاً ان میں سے اہل علم کو اس بات میں خاص توجہ و احتیاط
کی ضرورت ہے کہ خالق اکبر کے دین کی خدمت کر کے اس کی رضا حاصل نہ کرنا اور بغیر کسی سخت مجبوری کے
ایک حقیر قلیل مال پر نظر کرنا کیا حق تعالیٰ کے ساتھ کسی درجہ کی بے مروتی نہیں ہے۔ ہمارا کام تو تنبیہ
اور تبلیغ خالص ہے اور امور مذکورہ کی تحقیق کا ہم کو حق حاصل نہیں ہے مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ ثواب کی ہم
سب کو سخت ضرورت ہے۔ فمن شاء فلیقبل ومن شاء فلیکفر واللہ تعالیٰ اعلم بقلوب عبادہ
وکفی بہ خبیرا بصیرا۔ حدیث میں ہے کہ پہلا تحفہ مومن کا یہ ہے کہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں اس
شخص کے جو اس کے جنازے کی نماز پڑھتے ہیں یعنی صغیرہ گناہ۔ اور حدیث میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا
نہیں ہے کہ وہ مر جائے اور اس کے جنازے پر تین صفیں مسلمانوں کی نماز پڑھیں مگر واجب کر لیا اس نے
جنت کو یعنی اس کی بخشش ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی ایسا مسلمان کہ وہ مر جائے پھر کھڑے
ہوں یعنی نماز پڑھیں اس کے جنازے پر چالیس مرد ایسے جو شرک نہ کرتے ہوں خدا تعالیٰ کے ساتھ مگر یہ بات
ہے کہ وہ نماز پڑھنے والے شفاعت قبول کئے جائیں گے اس (مردے) کے باب میں (یعنی جنازے کی

جائیگا۔ نیز حدیث میں ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ الحمد شریف اور سورہ اخلاص سورہ تکاثر پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشے مردے اسکی شفاعت کرینگے اور نیز حدیث میں ہے کہ جو کوئی سورہ یاسین قبرستان میں پڑھے تو مردوں کے عذاب میں اللہ تعالیٰ تخفیف فرمائے گا اور پڑھنے والے کو بیشمار ان مردوں کے ثواب ملے گا۔ یہ تینوں حدیثیں مع سند ذیل میں عربی میں لکھدی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مرد کہ گزرے کسی ایسے شخص کی قبر پر جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا پھر اس پر سلام کرے مگر یہ بات ہے کہ وہ میت اسکو پہچان لیتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے (گو اس جواب کو سلام کرنے والا نہیں سنتا)۔

(۱) ﴿اخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عن علی ؓ مرفوعاً من مرعلی المقابر وقرأ قل هو الله احد احد عشر مرة ثم وهب اجره للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات﴾

(۲) ﴿اخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائده عن ابو هریرة ؓ مرفوعاً من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهكم التكاثر ثم قال اللهم انی جعلت ثواب ماقرأت من كلامک لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا شفعاء له الیٰ الله تعالیٰ﴾

(۳) ﴿اخرج عبدالعزیز صاحب الخلال بسنده عن انس ؓ ان رسول الله ﷺ قال من دخل المقابر فقرأ سوره یاسین خفف الله عنهم وكان له بعدد من فيها حسنات هذا احادیث اوردها الامام السیوطی فی شرح الصدور بشرح احوال الموتی والقبور ص ۴۳ ا مطبوعه مصر قال المعلق علی رسالته بهشتی گوهر الحدیث الاول والثالث يدلان ظاهرا علی ان الثواب الحاصل من الاحياء للاموات يصل اليهم علی سواء ولا ينحرن تامل﴾

(۱) بیان کیا ابو محمد سمرقندی نے فضائل میں قل ہو اللہ احد کے روایت کر کے حضرت علیؓ سے مرفوعاً کہ جو شخص گزرے قبرستان میں اور پڑھے گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ اور پھر اس کا ثواب بخش دے مردوں کو تو اسکو اتنا ثواب ملے گا جتنے اس قبرستان میں مردے دفن ہوئے ہیں۔

(۲) ابو القاسم سعد بن علی زنجانی حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو شخص داخل ہو قبرستان میں اور پڑھے الحمد شریف اور قل ہو اللہ احد اور الہکم التکاثر پھر کہے اے اللہ میں نے تیرے کلام کی قرات کی ثواب اس قبرستان کے ایماندار مردوں اور عورتوں کو بخشا تو وہ سب اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکی شفاعت کرنیوالے ہونگے۔

(۳) بیان کیا عبدالعزیز صاحب خلال نے اپنی سند سے بواسطہ حضرت انسؓ کے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آئے قبرستان میں پھر پڑھے سورہ یاسین تو خدا اسکی برکت سے اہل قبور کے عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور اس کے پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنے اس قبرستان میں مردے ہیں۔ ان حدیثوں کو

بیان کیا جلال الدین سیوطی نے کتاب شرح الصدور میں صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ مصر کہا تلقین کرنے والے رسالہ
بہشتی گوہر پر کہ پہلی اور تیسری حدیث بظاہر دلالت کرتی ہے زندوں کی طرف سے ثواب پہنچنے پر مردوں کو
بلا بغیر تقسیم کے۔ صدقے سے ۱۲ (از تہانوی)

مسائل: سوال:۔ جماعت میں امام کے قرأت شروع کرنے کے بعد کوئی شخص آ کر شریک ہو تو اب اسکو ثنا یعنی ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ﴾ پڑھنا چاہئے یا نہیں اگر چاہئے تو نیت باندھنے کے ساتھ ہی یا کس وقت۔ جواب: ۔نہیں پڑھنا چاہئے۔ سوال:۔ کوئی شخص رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوا اب رکعت تو اس کو مل گئی مگر ثنا فوت ہو گئی اب اسکو دوسری رکعت میں ثنا پڑھنی چاہئے یا کسی اور رکعت میں یا سرے سے ساقط ہو گئی۔ جواب:۔ کہیں نہ پڑھے۔ سوال:۔ رکوع کی تسبیح سہو سے سجدہ میں کہی گئی یعنی بجائے ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی﴾ کے ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ﴾ کہتا رہا۔ یا برعکس اس کے تو سجدہ سہو نہ ہوگا یا نماز میں کوئی خرابی تو نہ ہوگی۔ جواب:۔ اس سے ترک سنت ہوا۔ اس سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ سوال:۔ رکوع کی تسبیح سجدہ میں کہہ چکا تھا اور پھر سجدہ ہی میں خیال آیا کہ یہ رکوع کی تسبیح ہے تو اب سجدہ کی تسبیح یاد آنے پر کہنا چاہئے یا رکوع کی تسبیح کافی ہو گئی۔ جواب:۔ اگر امام یا منفرد ہے تو تسبیح سجدہ کی کہہ لے اور اگر مقتدی ہے تو امام کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو۔ سوال:۔ نماز میں جمائی جب منہ کے تو حالت میں ہاتھ سے لینا چاہئے یا نہیں۔ جواب:۔ جب ویسے نہ رکے تو ہاتھ سے روک لینا جائز ہے۔ سوال:۔ ٹوپی اگر سجدے میں گر پڑے تو اسے پھر ہاتھ سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا چاہئے یا ننگے سر نماز پڑھے۔ جواب:۔ سر پر رکھ لینا بہتر ہے اگر عمل کثیر کی ضرورت نہ پڑے۔ سوال:۔ نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورت شروع کرے تو بسم اللہ کہہ کر شروع کرے اگر وہ رکوع والی سورت پڑھے تو شروع سورت پر بسم اللہ کہے اور دوسری رکعت میں جب اس سورت کا دوسرا رکوع شروع کرے تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔ جواب:۔ سورت کے شروع میں مندوب ہے اور رکوع پر نہیں۔ واللہ اعلم۔
(مجتبیٰ اشرف علی تھانوی)

مسئلہ (۱):۔ امام کو بغیر کسی ضرورت کے محراب کے سوا اور کسی جگہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر محراب میں کھڑے ہونے کے وقت پیر باہر ہونے چاہئیں۔ مسئلہ (۲):۔ جو دعوت نام وری کیلئے کی جائے تو اس کا قبول نہ کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۳):۔ گواہی پر اجرت لینا حرام ہے لیکن گواہ کو بقدر ضرورت اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے خرچ لے لینا جائز ہے بقدر اس وقت کے جو صرف ہوا ہے جبکہ اس کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو۔ مسئلہ (۴):۔ اگر مجلس دعوت میں کوئی امر خلاف شرع ہو سو اگر وہاں جانے کے قبل معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے البتہ اگر قوی امید ہو کہ میرے جانے سے بوجہ میری شرم اور لحاظ کے وہ امر موقوف ہو جائے گا تو جانا بہتر ہے اور اگر معلوم نہ تھا اور چلا گیا اور وہاں جا کر دیکھا سو اگر یہ شخص مقتدائے دین ہے تب تو لوٹ آئے اور اگر مقتدا نہیں عوام الناس سے ہے سو اگر عین کھانے کے موقع پر وہ امر خلاف شرع ہے تو وہاں نہ بیٹھے اور اگر دوسرے موقع پر ہے تو خیر بہ مجبوری بیٹھ جائے اور بہتر ہے کہ صاحب مکان کو فہمائش کرے اور اگر اس قدر

ہمت نہ ہو تو صبر کرے اور دل سے اسے برا سمجھے اور اگر کوئی شخص مقتدائے دین نہ ہو لیکن ذی اثر صاحب
وجاہت ہو کہ لوگ اس کے افعال کا اتباع کرتے ہوں تو وہ بھی اس مسئلہ میں مقتدائے دین کے حکم میں ہے۔
مسئلہ(۵):۔ بنک میں روپیہ جمع کرکے اس کا سود لینا تو قطعی حرام ہے بعض لوگ بنک میں اپنا روپیہ صرف
حفاظت کے خیال سے رکھتے ہیں سود نہیں لیتے مگر یہ ظاہر ہے کہ بنک اس رقم کو محفوظ نہیں رکھے گا بلکہ سودی
کاروبار پر لگائے گا اس طرح ایک طرح اس میں بھی اعانت گناہ پائی جاتی ہے جو احتیاط کے خلاف ہے ہاں
روپیہ کی حفاظت کیلئے صاف اور بے غبار صورت یہ ہے کہ بنک لاکر میں روپے رکھ لیں جب ضرورت ہو نکال
لیں اس طرح روپیہ بھی محفوظ رہے گا سود وغیرہ کا گناہ بھی نہ ہوگا۔ یہ ضرور ہے کہ سودی منافع خرچ کے بجائے
لاکر کا کرایہ اپنے پاس سے دینا پڑے گا مگر ایک گناہ عظیم سے بچنے اور مال پاک کمائی میں سود جیسی ناپاک چیز کی
آمیزش کرنے سے بچ سکتے ہیں۔ (جو مسلمان کیلئے کسی عظیم مقصد کا وجود رکھتا ہے)۔ مسئلہ(۶):۔ جو شخص
پاخانہ پھر رہا ہو پیشاب کر رہا ہو اس کو سلام کرنا حرام ہے اور اس کا جواب دینا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ(۷):۔ اگر
کوئی شخص چند لوگوں میں کسی کا نام لیکر سلام کرے مثلاً یوں کہے السلام علیک یا زید تو جس کو سلام کیا ہے اس کے
سوا اور کوئی جواب دے تو وہ جواب نہ سمجھا جائیگا اور جس کو سلام کیا ہے اس کے ذمہ جواب فرض باقی رہیگا اگر
جواب نہ دے گا تو گنہگار ہوگا مگر اس طرح سلام کرنا خلاف سنت ہے۔ سنت کا طریقہ یہ ہے کہ جماعت میں
کسی کو خاص نہ کرے اور السلام علیکم کہے (مؤلف) اور اگر کسی ایک ہی شخص کو سلام کرتا ہو جب بھی یہی لفظ
استعمال کرے اور اسی طرح جواب میں بھی خواہ جواب جس کو دیا ہے ایک ہی شخص ہو یا زیادہ ہوں وعلیکم السلام
کہنا چاہئے۔ مسئلہ(۸):۔ سوار کو پیدل چلنے والے کو سلام کرنا چاہئے اور جو کھڑا ہو وہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے
اور تھوڑے سے لوگ بہت سے لوگوں کو سلام کریں اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور ان سب صورتوں میں اگر
بالعکس کرے مثلاً بہت سے لوگ تھوڑوں کو اور بڑا چھوٹے کو سلام کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ مگر بہتر وہی ہے جو
پہلے بیان ہوا (ق)۔ مسئلہ(۹):۔ غیر محرم مرد کیلئے کسی جوان یا درمیانی عمر کی عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے اسی
طرح خطوں میں لکھ کر بھیجنا یا کسی کے ذریعے سے کہلوا کر بھیجنا اور اسی طرح نامحرم عورتوں کیلئے مردوں کو سلام کرنا
بھی ممنوع ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں خوف فتنہ کا اندیشہ ہے اور فتنہ کا سبب بھی فتنہ ہوتا ہے ہاں اگر کسی
بڑی بوڑھی عورت کو یا بڈھے مرد کو سلام کیا جائے تو مضائقہ نہیں مگر غیر محارم سے ایسے تعلقات رکھنا ایسی حالت میں
بھی بہتر نہیں۔ ہاں جہاں کوئی خصوصیت ایسی مقتضی ہو اور احتمال فتنہ کا نہ ہو تو وہ اور بات ہے۔ مسئلہ(۱۰):۔
جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو کافروں کو سلام نہ کرے اور اسی طرح فاسقوں کو بھی اور جب دنیا کی حاجت
ضروری ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر ان کے سلام اور کلام کرنے سے ان کے ہدایت پر آنے کی امید ہو تو بھی سلام
کرے۔ مسئلہ(۱۱):۔ جو لوگ علمی تذکرہ کر رہے ہیں یعنی مسائل کی گفتگو کرتے ہوں یا پڑھتے پڑھاتے ہوں یا ان
میں سے ایک ہی گفتگو کر رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں تو ان کو سلام نہ کرے اگر کریگا تو گنہگار ہوگا اور اسی طرح
تکبیر اور اذان کے وقت بھی (موذن یا غیر موذن کو) سلام کرنا مکروہ ہے اور حکم یہ ہے کہ ان تینوں صورتوں میں

جواب نہ دے۔

ضمیمہ ثانیہ بہشتی گوہر مسماۃ بہ تعدیل حقوق الوالدین

از جانب محشی بہشتی گوہر التماس ہے کہ یہ مضمون جو بعنوان ضمیمہ ثانیہ درج کیا جاتا ہے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا تحریر فرمودہ ہے جس میں والدین کے حقوق کی تحقیق و تفصیل کی گئی ہے۔ ہر چند کہ بہشتی زیور حصہ ہشتم میں بعض حقوق والدین کا بھی اجمالی تذکرہ آ چکا ہے لیکن چونکہ وہ مشترک تھا عورتوں اور مردوں کے درمیان اور اس موجودہ مضمون کا تعلق زیادہ تر مردوں سے ہے اس لئے بہشتی گوہر میں اس کا ملحق کرنا مناسب معلوم ہوا پس اس کو حصہ ہشتم بہشتی زیور کا تتمہ سمجھنا چاہئے اور مضمون مذکور یہ ہے۔ ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ الآیۃ﴾ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کرو اور جب تم لوگوں میں حکم کرو انصاف سے حکم کرو۔ اس آیت کے عموم سے دو حکم مفہوم ہوئے ایک یہ ہے کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق واجبہ ادا کرنا واجب ہے دوسرے یہ کہ ایک حق کیلئے دوسرے شخص کا حق ضائع کرنا جائز ہے ان دونوں حکم کلی کے متعلقات میں سے دو خاص دو جزئی مواقع بھی ہیں جن کے متعلق اس وقت تحقیق کرنے کا قصد ہے ایک ان میں سے والدین کے حقوق واجبہ وغیر واجبہ کی تعیین ہے دوسرے والدین کے حقوق اور زوجہ یا اولاد کے حقوق میں تعارض اور تزاحم کے وقت ان حقوق کی تعدیل ہے اور ضرورت اس تحقیق کی یہ ہوئی کہ واقعات غیر محصورہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح بعض بے قید لوگ والدین کے حق میں تفریط کرتے ہیں اور ان کے وجوب اطاعت کی نصوص نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے حقوق کا وبال اپنے سر پر لیتے ہیں اسی طرح بعض دیندار والدین کے حق میں افراط کرتے ہیں جس سے دوسرے صاحب حق کے حقوق مثلاً زوجہ کے یا اولاد کے تلف ہوتے ہیں اور ان کے وجوب و رعایت کی نصوص کو نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے اتلاف حقوق کا وبال اپنے سر پر لیتے ہیں اور بعض کسی صاحب کا حق تو ضائع نہیں کرتے لیکن حقوق غیر واجبہ کو واجب سمجھ کر ان کے ادا کا قصد کرتے ہیں اور چونکہ بعض اوقات ان کا تحمل نہیں ہوتا اس لئے تنگ ہوتے ہیں اور ان سے وسوسہ ہونے لگتا ہے کہ بعض احکام شرعیہ میں ناقابل برداشت تنگی اور حرج ہے اس طرح سے ان بیچاروں کے دین کو ضرر پہنچتا ہے اور اس حیثیت سے اس کو بھی صاحب حق کے حقوق واجبہ ضائع کرنے میں داخل کر سکتے ہیں اور وہ صاحب حق اس شخص کا نفس ہے کہ اس کے بھی بعض حقوق واجب ہیں ﴿کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ان لنفسک علیک حقا﴾ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور ان حقوق واجبہ میں سے سب سے بڑھ کر حفاظت اپنے دین کی ہے۔ پس جب والدین کے حق غیر واجب کو واجب سمجھنا مفضی ہوا اس معصیت مذکورہ کی طرف اس لئے حقوق واجبہ و غیر واجبہ کا امتیاز واجب ہوا۔ اس امتیاز کے بعد پھر اگر عملاً ان

حقوق کا التزام کرے گا مگر اعتقاداً واجب نہ سمجھے گا تو وہ معذور تو لازم نہ آئیگا اس تنگی کو اپنے ہاتھوں کی خریدی ہوئی سمجھے گا۔ اور جب تک برداشت کرے گا اس کی عالی ہمتی ہے اور اس تصور میں بھی ایک گونہ حظ ہوگا کہ میں باوجود میرے ذمہ نہ ہونے کے اس کا تحمل کرتا ہوں اور جب چاہے گا سبکدوش ہو جائیگا۔ غرض علم احکام میں ہر طرح کی مصلحت ہی مصلحت ہے اور جہل میں ہر طرح کی مضرت ہی مضرت ہے پس اسی تمیز کی غرض سے یہ چند سطور لکھتا ہوں اب اس تمہید کے بعد اول اس کے متعلق ضروری روایات حدیثیہ فقہیہ جمع کر کے پھر ان سے جو احکام ماخوذ ہوتے ہیں ان کی تقریر کروں گا اور اگر اس کو تعدیل حقوق والدین کے لقب سے نامزد کیا جائے تو نازیبا نہیں۔ والله المستعان وعليه التكلان۔

(۱) في المشكوة عن ابن عمرؓ قال كانت تحتي امرأة احبها وكان عمرؓ يكرهها فقال لي طلقها فابيت فاتى عمر رسول الله ﷺ فذكر ذلك له فقال لي رسول الله ﷺ طلقها رواه الترمذي في المرقاة طلقها امر ندب اووجوب ان كان هناك باعث آخر وقال امام الغزالي في الاحياء جلد ۲ صفحه ۲۲ كشوري في هذا الحديث فهذا يدل على ان حق الوالد مقدم ولكن والد يكرهها لالغرض فاسد مثل عمرؓ في المشكوة عن معاذؓ قال اوصاني رسول الله ﷺ وساق الحديث وفيه لاتعصن والديك وان امراك ان تخرج من اهلك ومالك الحديث في المرقاة شرط للمبالغه باعتبار الاكمل ايضاً اما باعتبار اصل الجواز فلايلزمه طلاق زوجته امرأة بفراقها وان تاذيا ببقاء ها ايذاء شديد الانه قد يحصل له ضرربها فلايكلفه لاجلهما اذمن شان شفقتهما انهالو تحققا ذلك لم يامراه به فالزامهما له به مع ذلك حمق منهما ولايلتفت اليه وكذلك اخراج ماله انتهى مختصراً قلت والقرينة على كونه للمبالغة اقترانه بقوله عليه السلام في ذلك الحديث لاتشرك بالله وان قتلت او حرقت فهذا للمبالغة قطعاً والافنفس الجواز بتلفظ كلمة الكفروان يفعل مايقتضي الكفر ثابت بقوله تعالى من كفر بالله من بعد ايمانه الامن اكره الآية فافهم في المشكوة عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ من اصبح مطيعا لله في والديه الحديث وفيه قال رجل وان ظلماه قال وان ظلماه وان ظلماه وان ظلماه رواه البيهقي في شعب الايمان في المرقاة في والديه اى في حقهما وفيه ان طاعة الوالدين لم تكن طاعة مستقلة بل هي طاعة الله التي بلغت توصيتها من الله تعالى بحسب طاعتهما لطاعته الى ان قال ويؤيده انه ورد لاطاعة لامخلوق في معصية الخالق وفيها وان ظلماه قال الطيبي يراد بالظلم مايتعلق بالامور الدنيوية لا الاخروية قلت وقوله ﷺ هذا وان ظلماه

کقوله علیه السلام فی الرضاء المصدق ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم رواه ابوداؤد لقوله علیه السلام فیهم وان ظلموا فعلیهم الحدیث رواه ابوداؤد ؂ ومعناه علی ما فی اللمعات قوله وان ظلموا ای بحسب زعمکم او علی الفرض و التقدیر مبالغة ولو کانوا ظلمین حقیقة کیف یامرهم با رضاء هم فی المشکوة عن ابن عمر ؓ عن النبی ﷺ فی قصة ثلثة نفر بینما یمشون واخذهم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارهم صخرة فاطبقت علیهم فذکر احدهم من امره فقمت عند رؤسهما رای الوالدین اللذین کانا شیخین کبیرین کما فی هذا الحدیث اکره ان اوقظهما و اکره ان ابداء بالصبیة قبلها والصبیة یتضاغون عند قدمی الحدیث متفق علیه فی المرقات لتقدیما الاحسان الوالدین علی المولودین لتعارض صغرهم بکبرهما فان الرجل الکبیر یبقی کا لطفل الصغیر قلت وهذا لتضاغی کما فی قصة اضیاف ابی طلحة قال فعلیهم بشیء ونومیهم فی جواب قول امرأته لما سالها هل عندک شیء قالت لا الاقوة صبیانی ومعناه کما فی اللمعات قالوا وهذا محمول علی الصبیان لم یکونوا محتاجین الی الطعام وانما کان طلبهم علی عادة الصبیان من غیر جوع والا وجب تقدیمهم وکیف یترکان واجبا وقدانثی الله علیهما اھ قلت ایضا ومما یؤید وجوب الاضطراری الی هذا التاویل تقدم حق الولد الصغیر علی حق الوالد فی نفسه کما فی الدر المختار باب النفقة ولو له اب وطفل فالطفل احق به وقیل (بصیغته التمریض) یقسمها فیهما فی کتاب الأثار لا مام محمد ؂ صفحه ۱۵۲ عن عائشة قالت افضل ما اکلتم کسبکم و ان اولادکم من کسبکم قال محمد لا باس به اذا کان محتاجا ان یاکل من مال ابنه بالمعروف فان کان غنیا فاخذمنه شیئا فهو دین علیه وهو قول ابی حنیفه محمد قال اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال لیس للاب من مال ابنه شیء الا ان یحتاج الیه من طعام اوشراب او کسوة قال محمد وبه ناخذوهو قول ابی حنیفة فی کنز العمال صفحه ۲۸۳ جلد ۸ عن الحاکم وغیره ان اولادکم هبة الله تعالی لکم یهب لمن یشاء اناثا ویهب لمن یشاء الذکور فهم واموالهم لکم اذا احتجتم الیها ھ قلت دل قوله علیه السلام فی الحدیث اذا احتجتم علی تقلید امام محمد قول عائشة ان اولادکم من کسبکم بما اذا کان محتاجا ویلزم التقلید کونه دینا علیه اذا اخذمن غیر حاجة کما هو ظاهر قلت وایضا فسر ابوبکر ن الصدیق بهذا قوله علیه السلام انت ومالک لابیک قال ابوبکر انما یعنی بذالک النفقة رواه البیهقی کذا فی

اختیار کرلیویں وغیر ذالک امور جو شرعاً نہ واجب ہوں اور نہ ممنوع ہوں بلکہ مباح ہوں بلکہ خواہ مستحب ہی ہوں اور ماں باپ اس کے کرنے کو یا نہ کرنے کو کہیں تو اس میں تفصیل ہے دیکھنا چاہیے کہ اس امر کی اس شخص کو ایسی ضرورت ہے کہ بدون اس کے اس کو تکلیف ہوگی مثلاً غریب آدمی ہے پیسہ پاس نہیں بستی میں کوئی صورت کمائی کی نہیں مگر ماں باپ نہیں جانے دیتے یا یہ کہ اس شخص کو ایسی ضرورت نہیں اگر اس درجہ کی ضرورت ہے تب تو اس میں ماں باپ کی اطاعت ضروری نہیں اور اگر اس درجہ ضرورت نہیں تو پھر دیکھنا چاہیے کہ اس کام کے کرنے میں کوئی خطرہ ہو اندیشہ ہلاک یا مرض کا ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس شخص کے اس کام میں مشغول ہو جانے سے بوجہ کوئی خادم وسامان نہ ہونے کے خود ان کا تکلیف اٹھانے کا احتمال قوی ہے یا نہیں۔ پس اگر اس کام میں خطرہ ہے یا اس کے غائب ہو جانے سے ان کو بوجہ بے سروسامانی تکلیف ہوگی تب تو ان کی مخالفت جائز نہیں مثلاً غیر واجب لڑائی میں جاتا ہے یا سمندر کا سفر کرتا ہے یا پھر ان کا کوئی خبر گیراں نہ رہے گا اور اس کے پاس اتنا مال نہیں جس سے انتظام خادم ونفقہ کافی کا کر جائے اور وہ کام یا سفر بھی ضروری نہیں تو اس حالت میں ان کی اطاعت واجب ہوگی اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں یعنی نہ اس کام یا سفر میں اس کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ان کی مشقت وتکلیف ظاہری کا کوئی احتمال ہے تو بلا ضرورت بھی وہ کام یا سفر باوجود ان کی ممانعت کے جائز ہے گو مستحب یہی ہے کہ اس وقت بھی اطاعت کرے اور اسی کلیہ سے ان کو فروع کا بھی حکم معلوم ہو گیا کہ مثلاً وہ کہیں کہ اپنی بی بی کو بلا وجہ معقول طلاق دیدے تو اطاعت واجب نہیں۔ فقط وحدیث ابن عمر یحمل علی الاستحباب او علی ان ابن عمر کان عن سبب صحیح اور مثلاً وہ کہیں کہ تمام کمائی اپنی ہم کو دیا کرو تو اس میں بھی اطاعت واجب نہیں اور وہ اگر اس چیز پر جبر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ فقط وحدیث انت ومالک لابیک محمول علی الاحتیاج کیف وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منه پھر اگر وہ حاجت ضروریہ سے زائد بلا اذن لیں گے تو ان کے ذمہ دین ہوگا جس کا مطالبہ دنیا میں بھی ہو سکتا ہے اگر یہاں نہ دیں گے تو قیامت میں دینا پڑے گا فقہاء کی تصریح اس کیلئے کافی ہے وہ احادیث کے معنی خوب سمجھتے ہیں خصوصاً جب کہ حدیث حاکم میں بھی اذا احتجتم کی قید مصرح ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ اشرف علی ۲۷ جمادی الاخری ۱۳۳۲ھ مقام تھانہ بھون

﴿اختتام بالخیر﴾